فہرست مضامین مجموعہ علم اصول قانون حصہ دوم فصل چہارم

باب بست و یکم
قانون میعاد سماعت

قانون اصلی

تمت

Lieutenant-General His Exalted Highness
Nawab Mir Oosman Ali Khan Bahadur Fateh Jung, G.C.S.I., G.C.B.E.,
The Ruler of the Hyderabad State.

The Indian Press, Ltd., Allahabad.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجموعہ علم اصول قانون

مقدمہ

جب کوئی قوم تہذیب کی ایک خاص حالت کو پہونچتی ہے اور اوس کا عدالتی انتظام نہایت مستحکم اور پختہ ہوجاتا ہے اور بالخصوص جب اسباب سیاسی کے اجتماع سے اوسکی تاریخ میں ایک جدید زمانہ کی ابتدا قائم ہوتی ہے۔ تو غیر منضبط قوانین کو ایک جگہ ترتیب اور مجموعہ کے طور پر ایسی عبارت میں جو آسان اور مختصر ہو جس کو عموماً سب لوگ سمجھ سکیں جمع کرنے کی ضرورت واقع ہوتی ہے۔

انضباط قوانین کے حالات تاریخی[1] | زمانہ قدیم کے انضباط قوانین کے حالات

[1] کتاب علم اصول قانون مؤلفہ سر ڈبلیو ایچ رٹیگن مترجمہ بابا کشادین شاہ صاحب طبع اول حصہ اول باب ۵ صفحہ ۱۴۱

تاریخی پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ اہل روما نے اس قسم کے مجموعہ کی ترتیب میں جو کوشش کی وہ کسی اور قوم نے نہیں کی روما کے ۳۰۳ سنہ میں ایک مجموعہ بنام لیکیس (۱۲) ٹیبولیسیرم یعنے (قانون الواح اثنا عشر) مرتب کیا گیا۔ جو ادس ملک کے قانون کے بڑے حصہ کی بنیاد تھا۔ جوں جوں زمانہ گذرتا گیا اور رسم و رواج میں تبدیل ہوتا گیا یہ پرانا مجموعہ عملی طور پر ناقص ثابت ہوا اور ایک کافی مجموعہ کے نہ ہونے سے جو ہرج ہوتا تھا وہ اگرچیکہ ایک حد تک بعد میں رفع ہوگیا تاہم سلطنت جمہوری کے اختتام پر قانون ملکی کو ایک قابل اطمینان حالت میں لانیکی عام خواہش پیدا ہوئی۔ مگر۔ بادشاہ صیڈریان کی سلطنت تک کوئی کوشش قوانین کے ایک حصہ کو بھی جمع کرنیکے لئے نہیں کیگئی۔ اس عرصہ میں قانون کا حجم اسقدر زیادہ ہوگیا تھا کہ اس سے پوری واقفیت حاصل کرنی خارج از طاقت بشری تھا۔ اس موقع پر بادشاہ صیڈریان نے دانشمندی سے قانون کی اس شاخ کو از سر نو ترتیب دینے اور اوسکو ایک مستقل شکل میں لانیکا ارادہ کیا۔ اس لحاظ سے اوس نے یہ کام اوس زمانہ کے ایک قانون داں سالوئیس جولیانس نامی کے تفویض کیا جو ایک عدالتی عہدہ پر مامور تھا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام قابل اطمینان طور پر ختم ہوکر ایک مجموعہ کی شکل میں سینٹ اور بادشاہ کی منظوری سے نافذ ہوا۔ جو قانون اسطور پر وضع کیا گیا۔ اسمیں کوئی حاکم عدالت کسی قسم کی تبدیل یا اضافہ کرنیکا مجاز نہ تھا۔

اسکے بعد دو صدیوں تک اس بارہ میں کوئی مزید کوشش نہیں کیگئی لیکن تیسری صدی کے اختتام پر غالباً ڈایوکلیشین کے عہد میں گریگوریانس

نامی ایک شخص نے فرامین شاہی کا ایک مجموعہ مرتب کیا۔ اسکے بعد ۳۶۵ء میں۔ ہرموجینانس نے ایک دوسرا مجموعہ تیار کیا۔ لیکن قانون موجودہ کو باضابطہ طور پر جمع کرنیکی حقیقی کوشش تھیوڈوسیس ثانی کی سلطنت میں کیگئی۔ یہ بادشاہ اُس قانونی تصنیف میں جسمیں وہ اون وجوہ کو بیان کرتا ہے جن سے اوسکو یہ کام اپنے ذمہ لینے کی تحریک ہوئی۔

وہ کہتا ہے کہ مجھے علم اُصول قانون کی ناقص حالت کو دیکھکر اور اس بات کے معلوم ہونے سے کہ کسقدر کم لوگ جملہ قوانین سے واقفیت حاصل کرنیکی استطاعت رکھتے ہیں تعجب ہوا اور میں نے مقننوں کی تصنیفات اور کانسٹنٹائن اور اوسکے بعد کے زمانہ کے قوانین سے مواد فراہم کر کے صرف ایک ہی مجموعہ مرتب کرنیکا ارادہ کیا۔

اس بادشاہ کا مقصود یہ تھا کہ موجودہ قانون کی ایک مکمل کتاب تیار کیجائے جس سے زمانۂ سابق کے تمام کتب منسوخ ہوجائیں۔ اس مجموعہ کا کوئی مکمل نسخہ اِسوقت موجود نہیں ہے۔ اور اوسکے سب سے آخر مولف نے اندازہ کیا ہے کہ کتاب کے پہلے پانچوں حصّوں میں سے (۴۵۰) قوانین مفقود ہوگئے ہیں اُس مجموعہ کی تاریخ سے لیکر جسٹینین کے زمانہ کے قوانین تک مغربی یورپ میں بعد اس کے کہ اوس نے روما کی حکومت سے نجات پائی۔ قوانین کے تین مجموعے وقتاً فوقتاً مرتب ہوئے۔ اسکے بعد روما کی مشرقی سلطنت کا زمانہ آیا جبکہ ۵۲۷ء میں بادشاہ جسٹینین نے ایک مجموعہ مرتب کیا۔ اس زمانہ میں روما کے اصول قانون میں اصلاح کرنیکی شدید

ضرورت اس واقعہ سے ظاہر ہوتی ہے کہ مختلف قوانین اور مختلف الآرائے قانونی کا حجم اسقدر بڑھگیا تھا کہ اونکی ہزاروں جلدیں ہوگئی تھیں جنکو خریدنا یا جن سے واقفیت حاصل کرنا محض ناممکن تھا۔ اس بادشاہ کی وفات سے چھ ماہ کے اندر اوسکے جانیشن سابق کے تین۳ مجموعوں کی بناء پر ایک جدید مجموعہ مرتب کرنے اور ان تین۳ مجموعوں میں سے اخیر مجموعہ کے نفاذ کے بعد جسقدر شاہی احکام جاری ہوے تھے۔ ادن سب کو اوس مجموعہ میں داخل کرنے کی غرض سے ایک کمیشن مقرر کیا۔ کمشنروں نے چودہ۱۴ مہینے کے اندر بتاریخ ۷ اپریل سنہ ۵۲۹ء جدید مجموعہ مرتب کیا۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ میں چند جدید قوانین و فرامین شاہی کیوجہ سے اشاعت ثانی کیضرورت واقع ہوئی۔ اور اسوقت جو نسخہ موجود ہے وہ بھی دوسرے دفعہ کا لکھا ہوا نسخہ ہے جو بتاریخ ۱۶ نومبر سنہ ۵۳۴ء شایع ہوا ہے جسٹینین نے اپنے مجموعہ کی اشاعت اول و ثانی کے مابین دوسرے دو۲ نہایت اہم مجموعوں کو مرتب کرایا تھا ان میں سے ایک طالبان علم قانون کے فائدہ کیلئے اور دوسرے میں مقننوں کی تصانیف سے اقتباس کیا گیا تھا۔ ان تین۳ اہم کتابوں سے گو اُنکی عبارتیں کچھ بھی نقص ہوں جسٹینین نے نسلہائے مابعد پر دوامی احسان کیا ہے اور اونکی دانشمندانہ سعی سے درحقیقت قانون روما تمام دنیا کا قانون قرار پایا ہے۔

اور زمانہ مابعد میں قانون وضع کرنیکے لئے اسی قانون سے مواد بہم پہنچا ہے۔ باستثناء چند چھوٹے چھوٹے مجموعوں کے جو اسکے بعد مرتب ہوئے یورپ کی اقوام کی توجہ قوانین کی ترتیب کیطرف د اسلامی نظم و نسق سے

سبق حاصل کرنیکے بعد جسکے اصول عدل وانصاف کا مقابلہ کوئی قوم نہیں کرسکتی،
۱۸۷۰ء کے آخری زمانہ سے مبدل ہوئی ہے اور ۱۸۲۳ء سے لیکر ۱۸۹۴ء تک
سارڈینیا۔ موڈینا۔ پرشیا۔ کے مختلف بادشاہوں کے زمانہ میں اس قسم
کے پانچ مجموعے تیار ہوئے اونیسویں صدی عیسوی میں مختلف ریاستہاے
خودمختار فرانس۔ اطالیہ۔ اسٹریا۔ جرمنی۔ جاپان۔ لوئر کینیڈا
ڈچ۔ نیویارک۔ لوئسانہ۔ سویس۔ میں مجموعہ ہاے قوانین وقتاً فوقتاً
تیار ہوے ہیں جنکی تفصیل بے ضرورت ہے۔

انضباط قوانین کیضرورت قول سر رشنگین | یہ مختصر حالات تاریخی جو اوپر بیان کئے
گئے ہیں۔ اس سے سر ڈبلیو رشنگن صاحب نے یہ نتیجہ مستخرج کیا ہے کہ جہان
تک ممکن ہو کسی ملک کے قوانین کا اجتماع کیا جائے تاکہ عوام کو اُن کے
سمجھنے اور اون سے فائدہ اُٹھانے میں آسانی ہو لیکن ان سب میں
یہ نقص ہے کہ ایک ہی وقت میں قانون کے عام حجم کو جمع کرنیکی کوشش کیگئی
یہ ایک ایسا مشکل کام ہے کہ اوسمیں کبھی کامیابی کی امید نہیں ہوسکتی اور یہی وجہ
ہے کہ گو تھیوڈوسئس اور جسٹینین اور واضعان مجموعہ قوانین نپولین نے ارادہ
کیا کہ اونکے مجموعے مکمل اور انمیں آخرتک کے قوانین شریک کیے جائیں
لیکن بہت ہی تھوڑے تجربہ کے بعد ثابت ہوا کہ ایسی توقع کرنا فضول
تھا۔ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب نپولین کو اوسکے مجموعہ کی پہلی شرح بتائی گئی تو اوس نے
بیان کیا کہ میرا مجموعہ مفقود ہوگیا ہے۔ فی الواقع کوئی مجموعہ ایسا نہ ہوگا جس کے
شارحین کی تعداد مجموعہ نپولین کے شارحین کی تعداد سے زیادہ یا جسمیں اس سے تغیر و تبدل سے زیادہ تغیر و تبدل

ہوا ہو جو کہ مجموعہ مذکور میں ہوا ہے۔

ہر دس سال کے بعد قوانین پر نظر ثانی کی ضرورت قول سر ہنٹنگن | بنظر اسی اصول متذکرہ صدر کے سر ڈبلیو ہنٹنگن صاحب کا قیاس ہے کہ اگر آئندہ کیلئے وضع قوانین کی اس صیغہ میں کامیابی حاصل کرنا مقصود ہو تو یہ مقصد واضعان قانون ہند کا طریقۂ کارروائی اختیار کرنے سے حاصل ہوگا۔ وہ یہ کہ قانون کے مختلف اجزا مثلاً معاہدہ۔ وراثت۔ امانت کی ترتیب کے مابین تھوڑا سا وقفہ گذرنے دینا چاہیئے۔ اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ قانون کے ان اجزا کا اجتماع بلا لحاظ کسی عام اسلوب کے کیا جائے بلکہ یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اصل منشاء یہی ہے کہ قانون دیوانی کا ایک مکمل مجموعہ تیار ہو جائے۔ حسب رائے سر جیمس فنر جیمس اسٹیون قانون کا کوئی اہم صیغہ ایسا نہیں ہے کہ اوسکو کسی دوسرے صیغہ کے ساتھ مطلق تعلق نہ ہو اس لحاظ سے قانون کی بڑی اہم شاخوں کو گو وہ ایکدوسرے سے بدرجۂ نہایت مختلف اور جداگانہ ترتیب دیئے جانیکے قابل ہوں۔ ایک حد تک ایک دوسرے کیساتھ باہمی تعلق ہونا چاہیئے لیکن تاوقتیکہ اجزا کا یہ تعلق کسی عام اسلوب کیساتھ قائم رکھا جائے قانون کی مختلف اہم شاخوں پر علحدہ علحدہ غور کرنا نہایت آسان ہوگا۔ اوس صورت میں بھی ایک خاص مدت (دس سال) کے بعد مجموعہ نافذ شدہ پر نظر ثانی کرنا مناسب ہوگا تاکہ نقائص رفع ہو جائیں اور حکام عدالت کی تشریحات سے فائدہ اٹھایا جائے اور جدید قوانین اوسمیں شریک کئے جائیں۔ یہ طریقہ اختیار کرنے سے وہ اعتراضات جو کسی مجموعہ کی نسبت اکثر کئے جاتے ہیں

کہ اوسمیں حسب حال ہونیکی استعداد یا وسعت کی قابلیت نہیں ہے۔ رفع ہوجائینگی
بایں ہمہ ہم اس راے کے اظہار کی جرأت کرسکتے ہیں کہ ایک ناقص مجموعہ فی الجملہ
بہ نسبت قانون کی اوس حالت کے کہ جسکے مخرج ہزارہا آئین اور بے انتہا نظائر
ہوں جنکے مطالعہ کیلئے تمام عمر درکار ہو اور جن سے مہارت حاصل کرنیکا کوئی قانون
داں کبھی دعوی نہیں کرسکتا۔ احسن ہے۔

قانون کی ایسی حالت میں گو حسب حال ہونیکی قابلیت ہو۔ لیکن بوجہ غیر معین
ہونیکے وہ ناکارہ ہے۔ کیونکہ قانون جو معین نہیں ہے ایک کمین گاہ ہے۔
اور اوس سے بے انتہا نقصان ہوتا ہے

ہندوستان کی تمام دیسی ریاستوں میں سب سے ممتاز تر ایک شخصی ریاست	مملکت سرکار نظام کے تاریخی حالات انضباط قوانین و انتظام عدالتی وغیرہ

نظام حیدرآباد دکن ہے۔ جس ریاست میں حکومت اسلامی کے پہلے شاستر ہنود
رائج تھا۔ اسکے بعد حکومت اسلامی میں اکثر شرع شریف کی پابندی رہی۔ جابجا
قاضیونکا تقرر اور ابتک اُن کے نام انعامات وغیرہ بحال و جاری ہیں بعہد آصفجاہی
تقریباً ایک صدی یعنے ۱۲۳۱ف کے پہلے بلدہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد میں نزاعات
دیوانی کا تصفیہ صوبہ صاحب بلدہ اور نزاعات فوجداری کا فیصلہ کوتوال صاحب بلدہ
کے تفویض تھا۔ اور اضلاع میں عدالتی اختیارات عملداروں سے متعلق تھے۔ لیکن
سنہ ۱۲۳۱ف سے نظم و نسق عدالت میں اصلاحات شروع ہوئیں۔ اس سال سب سے پہلے
نواب منیر الملک مرحوم مدار المہام وقت نے ایک نئی عدالت قائم کی۔ جو بالآخر۔ دیوانی
بزرگ۔ کے نام سے موسوم ہوئی اسکے بعد یہ سلسلہ اصلاحات کا اوس زمانہ سے

جاری رہا جس رفتار کیساتھ زمانہ میں تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں۔ یہانتک کہ ۱۲۴۷ف میں مقدمات فوجداری کے لئے بھی ایک علحدہ عدالت بنام بہادر عدالت فوجداری بزرگ۔ قائم ہوئی ۱۲۶۲ف نواب سرسالارجنگ مرحوم کے عہد وزارت میں عدالت بادشاہی۔ قائم ہوئی جسکو باستثنا قصاص و سزائے حبس دوام جملہ اختیارات فوجداری و دیوانی عطا کئے گئے ۱۲۷۵ف میں ضلع بندی ہوکر ہر ضلع کی عدالتیں علحدہ علحدہ ہوگئیں۔ اور ۱۲۷۹ف میں عدالتہائے ضلع محکمہ مال سے علحدہ کردی گئے ۱۲۸۲ف میں ایک (عدالت مرافعہ) قائم کیگئی جسمیں ایک میر مجلس اور چند اراکین تھے اور جسمیں عدالتہائے اضلاع و بلدہ کے فیصلہ جات کا مرافعہ سماعت ہونے لگا۔ اسکے دو برس بعد یعنے ۱۲۸۴ف میں یہی عدالت مرافعہ (مجلس عالیہ عدالت) کے نام سے موسوم ہوئی اور بالآخر ۱۲۹۲ف میں اس عدالت نے باختیارات جدید۔ موجودہ شکل (عدالت العالیہ ممالک محروسہ سرکارعالی) کی اختیار کرلی۔ اور جسقدر قدیم عدالتیں مثل دیوانی بزرگ و فوجداری بزرگ وغیرہ اسکے پہلے تھیں تخفیف ہوکر انکے اعلیٰ اختیارات اسی مجلس جدید میں ضم کردئے گئے۔ اسی مجلس عالیہ عدالت سے ذریعہ گشتی نشان دیوانی (۵) مورخہ ۔ امرداد ۔ بہشت ۱۲۹۶ف حسب الحکم نواب مدارالمہام بہادر روبکار نشان دیوانی (۱۲۵) مورخہ ۶ امرداد بہشت ۱۲۹۵ف (جسکا تحفظ قانون معاہدہ سرکارعالی نشان (۹) بابتہ ۱۳۱۶ف کے دفعہ (۱) سے بھی کیا جانا مستنبط ہوتا ہے) بغرض پابندی احکام مذہبی تمامی عدالتہائے دیوانی کو حسب ذیل ہدایت ہوئی ہے

(۲) مقدمات ترکہ و وراثت و نکاح و طلاق و تبنیت و وصیت، و حضانت

و تولیت و پرورش و نان و نفقہ میں اور نیز اون حقوق و فرائض میں جو متعلق بہ امور مذہبی ہوں۔ اگر فریقین ہنود ہیں تو شاستر کے بموجب اور اگر مسلمان ہیں تو شرع شریف کے موافق حقوق کا فیصلہ ہونا چاہیئے۔

ف ۳ ایک مقدمہ میں جسمیں فریقین ہندو تھے عدالت دیوانی خرد سے یہ استصواب پیش ہوا کہ آیا حلف غریم المیت جو مبنی بر حکم شرع ہے۔ ایک ایسے مدعی سے جو ہندو مذہب ہے لیا جائے یا نہیں۔ اسکی نسبت مجلس کی یہ رائے ہے کہ حلف غریم المیت جو متعلق ایک ضابطہ یا کارروائی عدالت کے ہے وہ بالعموم بلا لحاظ مذہب و ملت لیا جائیگا اور جسپر عائد ہو اوس سے لیا جائیگا

نوٹ حلف غریم المیت کیلئے ذریعہ گشتی عدالت العالیہ نشان دیوانی (۱۰) ۲۵ امرداد ۱۳۱۸ شہریور سنہ ۱۳۱۸ فصلی بھی عدالتوں کو تاکید اکید کیگئی ہے۔

بلحاظ ان احکام متذکرہ صدر کے اس ملک کا عام قانون شرع و شاستر ہے۔ اور یہ ایک اسلامی سلطنت ہونیکے لحاظ سے زیادہ تر شرع شریف ہی اس ملک کا اصلی قانون ہے۔ مقدمات شفعہ و دیگر معاہدات متعلقہ شرع شریف میں جنکی نسبت گشتی مذکور و قانون معاہدہ میں صراحت نہیں ہے احکام شرع شریف ہی متعلق رہنگے کیونکہ شرع شریف ہی اس ملک کا اصلی قانون ہے۔

چنانچہ نظیر مندرجہ مجموعہ فیصلہ جات جلد (۸) سنہ ۱۳۰۲ ف صفحہ (۲۴۳) محمد اعظم علیخان بنام تارا سیوا ریڈی میں اجلاس کامل سے یہ طے فرمایا گیا ہے کہ عام اصول عدالتہائے سرکار عالی کا یہ ہے کہ شرع شریف کی اسوقت تک پابندی کیجاتی ہے جب تک کہ کوئی صریح قانون سرکار عالی کا موجود نہ ہو۔ اور

نظیر گوپال بنام بھگوانداس مجموعہ فیصلہ جات جلد (۳) صفحہ (۱۶۶) و مقتبس جلد ۲ صفحہ (۱۷۵) سنہ ۱۲۹۷ ف میں یہ طے فرمایا گیا ہے کہ بجز میراث اور نکاح کے عام طور پر اس ملک میں تمام معاملات میں

شرع محمدی پر عمل کیا جاتا ہے اور

نظیر مندرجۂ آئین دکن جلد (۱۰) ۱۳۱۲ف صفحہ (۱۵۴) گنپت لال بنام نور وزجی میں یہ طے فرمایا گیا ہے

جبکہ ایک فریق ہندو اور دوسرا فریق پارسی ہے تو بلحاظ قانون معاہدہ ہند اونکے باہمی معاہدات کے متعلق تجویز نہیں کیجائیگی بلکہ بموجب عام مسائل فقیہ کے۔ کیونکہ فقہ مذہبی قانون نہیں ہے۔ بلکہ وہ عام معاملات دنیوی سے بلا تعلق مذہب ہے۔ مضاربت و شرکت تجارتی کا فیصلہ انہیں احکام کی رو سے ہونا چاہیئے۔

یہ فیصلہ اسوجہ سے بھی درست و صحیح ہے کہ

انگلستان کے ججوں کا میلان اسطرف ہے کہ پارلیمنٹ برطانیہ کے کسی ایک ایکٹ کو کل سلطنت برطانیہ سے متعلق نہ کیا جائے۔ کیونکہ اگر مقامی قوانین میں مداخلت کیجاتی تو سخت پیچیدگیوں کا احتمال تھا اور یہ ایک اصولی مسئلہ بھی ہے کہ عدالتوں کو پہلے اپنے ہی ملک کے قانون کی پابندی لازمی ہے اسلئے حسب قرارداد سرکارین ہندوستان کی نیم خود مختار ریاستوں کو بھی وضع قوانین کے اختیارات برقرار و حاصل ہیں جنمیں سب سے ممتاز ریاست حیدرآباد دکن بھی شامل ہے۔ جنکے اختیارات کی بابتہ ملاحظہ ہو کتاب عہدنامہ جات مطبوعہ نولکشور جلد پنجم حصہ اول متعلقہ حیدرآباد دکن و مجموعہ گشتیات دیوانی طبع چہارم باب سوم قواعد و قرارداد سرکارین دفعہ (۲۶۲) تا (۲۶۷)، وصفحہ (۳۰۲) تا (۳۱۱) آئین دکن جلد (۷) ۱۳۰۹ف صفحہ (۱۸۸)، بلحاظ اسکے بعہد حضرت مغفرت مآب نواب میر محبوب علیخاں بہادر آصفجاہ سادس ۱۳۰۲ھ ۱۸۸۵ء میں مجلس وضع قوانین قائم

اور ہمارے شاہ ظل اللہ ہز اگزالٹڈ ہائینس نواب میر عثمان علیخاں بہادر سلطان العلوم مظفر الممالک فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصفجاہ سابع جی سی اس آئی جی بی ای

فرمان روائے حیدرآباد دکن خلد اللہ ملکہ وعظمتہ جس نے ۲۹ جمادی الثانی سنہ ۱۳۰۲ مطابق ۵ اپریل سنہ ۱۸۸۵ روز شنبہ اس گلشن گیتی کو اپنی ولادت باسعادت سے بہار اندوز فرماکر بتاریخ ۲ رمضان المبارک ۱۳۲۹ ۱۹۱۱ء عنان سلطنت حیدرآباد دکن اپنے ہاتھ میں لی ہے۔ اسی فخر روزگار شاہ ظل اللہ کی بلند خیالی و جوہر شناسی اور علم و ہنر کی قدر افزائی سے ہر علم و ہنر تا بحد عروج پہونچ رہا ہے اور ملک دکن علم و ہنر کا مرکز بنگیا ہے۔ چن چن کر بڑے بڑے قابل و فاضل ترین اصحاب جمع فرمائے گئے ہیں۔ اور یہ پہلا وقت ہے کہ حضرت اقدس و اعلیٰ کی سرپرستی سے اردو زبان کو علوم و فنون سے مالا مال کرنیکے لئے باقاعدہ اور مستقل کوشش کیگئی ہے اور اردو زبان کو یہ رتبہ ملا ہے کہ اسی اردو زبان میں جامعہ عثمانیہ یعنے عثمانیہ یونیورسٹی علیحدہ قائم فرمائی گئی ہے۔ جسکے نصاب تعلیم میں بی۔ ایل کلاس قانونی بھی داخل ہے۔ اور اسی مبارک و روشن زمانہ میں ہمارا عدالتی انتظام نہایت مستحکم اور پختہ ہوچکا ہے۔ اور بزبان اردو بلحاظ اصول انصاف وغیرہ ہمارا صیغہ عدالت اسقدر ترقی پایا ہے کہ تمامی ہندوستان سرکار عظمت مدار کے صفہائے عدالت سے ایک مدت پہلے سے ہر طرح مرجح اور اس عدالتی کام کی تکمیل اس درجہ کو پہونچی ہے کہ اس ریاست کا انتظام عدالتی بھی متمدنہ ریاستوں سے کسی پہلو کم نہیں رہا ہے بلکہ علحدگی اختیارات عدالتی و انتظامی سنہ ۱۳۳۱ف سے سرکار برٹش انڈیا کے انتظام عدالتی سے بھی سبقت لیگیا ہے۔ خدا اس دور مبارک کو تا دور شمس و قمر سلامت باکرامت رکھے۔ آمین یارب العالمین۔

غرض ترتیب مجموعہ ہذا | الف بقول پروفیسر ہالینڈ علم اصول قانون کا موضوع قانون

اور بقول سر ڈبلیو ایچ رٹنگن قانون کی صرف و نحو علم اصول قانون ہونیکے لحاظ سے
علم اصول قانون داخل نصاب جامعہ عثمانیہ لازمی ہونیکے سوائے ایک مدت مدید
سے علم اصول قانون مشروط الامتحان جوڈیشل و امتحان وکالت ہونیکے باوجود بہت
کم لوگ اس علم اصول قانون سے پوری طرح واقفیت حاصل کرنیکا استعداد رکھتے
ہیں جسکی خاص وجہ یہی ہوسکتی ہے کہ علم اصول قانون ایک ایسا دریائے ناپید اکنار ہے جسکی
حد خارج از امکان انسانی ہے۔ روما وغیرہ بر اعظم یورپ کے بڑے بڑے فاضل ترین
مقننین نے تا بحد قوت استعداد اپنی اپنی عقل و ادراک کی کشتی اس دریا میں چلانیکی
سعیٔ بلیغ اور طبع آزمائی فرمائی ہے۔ مگر پھر بھی اس دریائے بے پایاں کے کنارہ
ہی کنارہ رہے ہیں۔ ایسے عظیم الشان علم کی تحصیل ہمارے ملک کیلئے جو ہنوز نو آموز ہے
معمولی کھیل نہیں سمجھا جاسکتا جس کی ابتدائی سمجھ کیلئے بقول متذکرہ سر ڈبلیو ایچ رٹنگن
ایسی عبارت میں جو آسان اور مختصر ہو جسکو عموماً ہمارے لوگ آسانی کیساتھ سمجھ سکیں
تہذیب دینے کی سخت ترین ضرورت ہے۔

ب۔ سر ڈبلیو ایچ رٹنگن کا علم اصول قانون مترجمہ مانک شاہ دین شاہ صاحب
جو شریک امتحان وکالت و امتحان جوڈیشل ہے۔ اگرچیکہ باعتبار حالات یورپ نہایت
اختصار کا پہلو لیا ہوا ہے۔ اور اس میں ہندوستان کیضرورتیں زیادہ تر ملحوظ رکھی
گئیں ہیں۔ مگر پھر بھی تمام ہندوستان میں خاص ہمارے ملک دکن کی خصوصیات
جداگانہ سمجھی جاسکتی ہیں۔ برٹش انڈیا میں متعدد ہائیکورٹ قائم ہیں۔ اگرچیکہ مثل
تمام دنیا کے ان سب کا اصول انصاف ایک ہی سہی مگر مصداق ہر ملکے و
دہر رسمے۔ برٹش گورنمنٹ اور سرکار عالی کا قانون جدا جدا اور حسب قرار داد

سرکارین اپنے اپنے حدود ملک میں نافذ ہے۔ لیکن بعض بعض موقع پر اگرچیکہ سرکار عالی میں برٹش گورنمنٹ کے قانون سے کسی قانون سرکار عالی سے نقیض نہ ہونیکی صورتمیں مدد بھی لیجایا کرتی ہے مگر اون احکام برٹش گورنمنٹ سے جو متضاد احکام سرکار عالی ہوں اونکی اتباع سے انکار بھی کردیا گیا ہے بلکہ بعض نظائر میں ہماری ہائیکورٹ سے۔ بار بار یہ طے فرمایا گیا ہے کہ برٹش گورنمنٹ کا قانون اس ملک کا قانون نہیں ہو اسلئے اوسپر بطور قانون عمل نہیں ہوسکتا۔ ملاحظہ ہو مقنن دکن جلد اول صفحہ (۱۳۰) و (۱۵۰)، و مقنن دکن جلد سوم صفحہ (۱۳۲)

ج۔ سر ڈبلیو ایچ رٹنگن کے علم اصول قانون میں بوجہ اختصار بعض بعض مسائل ایسے معمہ ہو گئے ہیں کہ باسانی سمجھ میں نہیں آسکتے۔ اور بہت سے اہم مسائل متروک ہو جانیسے یہ کتاب ایک حد تک تشنہ رہنے کا ثبوت اس سے ملسکتا ہے کہ اسمیں بجز معاہدہ و دادرسی و ضابطہ وغیرہ کے دیگر اہم قوانین جیسے قانون شہادت وغیرہ پر کوئی روشنی نہیں ڈالی گئی ہے۔ حتی کہ قانون مالگذاری کی شاخ تک اسمیں مذارد ہے۔ جس تشنگی کو ہمارے امتحان کے گریڈ اول اصول قانون میں گشتی نمبر (۱۲)، مالگذاری سرکار عالی کے شمول سے دور فرمانیکی کوشش عمل میں آئی ہے۔ اسکے سوائے اس کتاب سے یہ بھی نہیں معلوم ہوسکتا کہ کون کون سے قانون کا کس کس شاخ اصول سے تعلق ہے۔ اسیطرح اور بہت سے ایسے امور ہیں جو بلحاظ رفتار زمانہ اس کتاب سر رٹنگن کے مسئلہ امور سے بھی ہمکو وسیع تر معلومات حاصل کرنیکی سخت تر ضرورت ہے۔

د۔ سر ڈبلیو ایچ رٹنگن کے مولفہ اصول قانون کا محض ترجمہ ہمکو اسوجہ سے بھی تشفی بخش ثابت نہیں ہوسکتا کہ اس کتاب کی ترتیب ہمارے مذاق علم سے جداگانہ

اور اسکا زنجیرۂ تقریر ستد ولکچروں کی حیثیت سے بلحاظ مذاق یورپ ہر ایک کڑی سے
ایسا پیوست اور اختلافات سے ایسا اُلجھا ہوا ہے کہ ہر ایک کڑی کو جدا کر کے بطریقہ
سہل اوسکو سمجھنا ہر طالب علم کیلئے ایک بہت بڑی کٹھن منزل ہے۔ اسلئے ہمارے
حالات ملک اور سمجھ کے لحاظ سے اوسکی کڑیاں جداگانہ قائم کر کے بالوضاحت
سہولت پیدا کرنیکی اسوجہ سے بھی سخت ترین ضرورت ہے کہ

حسب بیان اول الذکر بقول سر ڈبلیو ایچ رٹنگن دس دس سال کے
وقفہ سے ہر قانون کی وقتاً فوقتاً نظر ثانی کیضرورت ہوا کرتی ہے۔ ماکن شاہ دین شاہ
صاحب کا ترجمہ ۱۹۰۱ء میں ہوا۔ اور پھر اوسکے ایک زمانہ پہلے کی یہ تالیف ہے جسکا
پہلا ایڈیشن ۱۸۵۸ء میں شایع ہوا ہے۔ اس لحاظ سے بھی قرین اصول ہے کہ اوسکی
نظر ثانی کی جائے اور اختلافات کے الجھنوں میں دماغ کو پریشان کرنیکے بجائے
ایک ایسا سہل ترین سیدھا راستہ اختیار کیا جائے جسمیں اختلافات کی بھول بھلیاں
کم نظر آئیں اور اوسکی ترتیب ایسی ہو جو ہمارے حالات ملک کے لحاظ سے عام فہم ہو۔

عرض حال | ایسے مشکل ترین کام کا بیڑا اُٹھانا مجھ جیسے کمتر استعداد اور محدود معلومات
والے کیلئے خصوصاً ایسے روشن زمانہ میں سورج کو چراغ دکھانا ہے لیکن محض اس
امید پر کہ مجھ جیسے کمتر استعداد والے سے ایسے اہم ترین مسائل اصول کی ترتیب دینے دین
میں اگر کہیں غلطی بھی ہوجائے تو اس کم استعدادی کے عذر پر ضرور میری خطائیں
معاف فرمادی جاکر یہ میری بہت بڑی خدمتِ ملکی نظر استحسان سے ملاحظہ فرمائیجائیگی
اور محض اس خیال سے کہ تاریخی بیان اول الذکر کے بموجب روما کے
بادشاہ ہیڈریان کے زمانہ میں قوانین پریشان کو از سرنو ترتیب دینوالا کوئی کمشن تھا

نہ اور کوئی صاحب پیشہ بلکہ ایک ہی شخص سالوئیس جولیانس نامی نے یہ کام انجام کو پہنچایا جو ایک عدالتی عہدہ پر مامور تھا۔ اگرچہ اوسکے معلومات ہزار درجہ زیادہ سہی مگر بلحاظ عہدۂ عدالتی و محدود تجربہ عدالتی مجھے بھی اس بات کی تمنا پیدا ہوئی کہ اپنی چھوٹی سی سمجھ کیموافق اختصار کا پہلو لئے ہوئے بشکل جدید بلحاظ حالاتِ ملک ایک ایسا واضح قاعدہ ترتیب دوں کہ اوسکی سلسلہ وار ترتیب مضامین عام فہم ہو اور سرزمین قانون کی مساحت کا ایک دور جدید شروع ہوجائے جسمیں یورپ اور ہندوستان کے نظام العمل کے دوش بدوش ہمارے ملک نظام کا نظام العمل بھی بہ تشریح احکام قانون سرکار عالی و نظائر ہائیکورٹ سرکار عالی ظاہر ہوجاسکے۔ اس غرض کی تکمیل کیلیے علم اصول قانون کا یہ مجموعہ اپنی چھوٹی سی سمجھ کے موافق بقاعدۂ مناسب ترتیب دیا جاکر اسمیں ممالک محروسہ سرکار عالی کے قوانین کیساتھ خاص تعلق پیدا کیا گیا ہے اور اسکا ہر مسئلہ قانونی اچھی طرح سمجھ میں آنیکے لئے۔ جب ایک مصنف کی تصنیف سے اوسکی تفہیم کافی طور پر نہ ہوسکی تو دوسرے مصنفوں کی تصانیف سے اوسمیں مدد لیگئی ہے تاکہ وہ مسئلہ عام فہم ہوجاسکے۔ اور

اون کتابوں کا حوالہ جو اس مجموعہ کی جان ہیں

اس مجموعہ کی ترتیب میں کتاب علم اصول قانون مولفہ سر ڈبلیو ایچ رٹنگن جو ہندوستان کے متعدد یونیورسٹیوں میں داخل اور شروط الامتحان وکالت و جوڈیشل سرکار عالی مترجمہ بابا نانک شاہ و دین شاہ صاحب طبع اول (جسمیں اصول قانون مولفہ مارکبی صاحب مترجمہ مولوی محمد حسینؓ صاحب سے بھی امداد لیگئی ہے) اور کتاب مشہور و معروف جورس پروڈنس مولفہ پروفیسر ہالینڈ شروط الامتحان وکالت الہ آباد ہائیکورٹ مترجمہ مولوی ظفر علیخاں صاحب بی۔اے

طبع اول ان دونوں کتابوں سے زیادہ تر مضامین لئے گئے ہیں۔ اور کتاب علم اصول قانون مولفہ مسٹر آر۔ پی چلس ایم۔ اے بیرسٹر ایٹ لا مترجمہ مولوی محمد عبد الجلیل محمد پناہ صاحب سابق نائب مددگار صدر محاسبی سرکار عالی طبع دوم سابقہ منشرو ط الامتحان وکالت وجوڈیشل سرکار عالی و قانون ٹارٹ مولفہ آر دی الکزینڈر بنگال سیول سروس مترجمہ منشی درگا پرشاد مترجم ہائیکورٹ ممالک غربی وشمالی واودھ بابتہ سنہ ۱۸۸۳ء منشروط الامتحان جوڈیشل و وکالت ممالک محروسہ سرکار عالی و دیگر کتب معیار الاخلاق وشرح قانون شہادت مولفہ مسٹر سید محمود چیف جسٹس وغیرہ وغیرہ سے مدد لیگئی ہے۔ اور۔

طریقہ ترتیب مجموعہ ہذا | اس مجموعہ کی ترتیب بشکل جدید اسطرح کیگئی ہے کہ ہر ہر موقع اور محل مناسب پر بڑے بڑے مقنین کے اقوال باظہار نام انکے پیش کردے جاکر یہ مجموعہ دو حصوں پر اسطرح تقسیم کیاگیاہے کہ ان ہر دو حصص کی چھ فصلیں۔ اور (۳۱) باب۔ اور (۴۰۲) دفعات قائم کئے جاکر انکے اختتام کے بعد ضمیمہ میں اون مشہور مسائل قانونی کی فہرست بحوالہ دفعہ و باب و فصل و حصہ و صفحہ دیگئی ہے جسکا اظہار اس مجموعہ میں محل و موقع کیساتھ ہوا ہے۔ اور جس اصول پر اس مجموعہ کی تدوین و ترتیب عمل میں آئی ہے۔ اوسکا اصل الاصول بطور خلاصہ بہ تفریق حصص حسب ذیل بیان کیا جاتا ہے۔

اصل اصول

سرزمین علم اصول قانون کا جو میدان بڑے بڑے مقنین یورپ کا جولانگاہ رہا ہے وہ اسیقدر ہے کہ علم اصول قانون کا موضوع قانون صریح ہے جو اخلاق

اور قانون قدرت سے جدا نہیں ہوسکتا جسکے اجرا و نفاذ کا حصر حکومت کی قوت پر ہے[49] جس کی نسبت بڑے بڑے مقننین کا یہ قول ہے کہ قانون کا سب سے بڑا کام یہ ہے کہ ان اثرات کو باز رکھے جو ایک مدنی الطبع جماعت کے مختلف اشخاص کی جسمی قوتوں کے غیر مساوی ہونے کی وجہ سے پیدا ہوں یعنے مستحق کمزور کو غیر مستحق زور آور سے بچاوے ہر شخص کو اپنی ملکیت سے اسطور پر متمتع ہونے دے کہ اوسکو پورا اختیار حاصل ہو کہ غیر کو اوس سے متمتع نہ ہونے دے۔ ان مقاصد کے حصول کے بغیر مالک کبھی اپنی ملکیت سے پوری طور پر متمتع نہیں ہوسکتا۔ اور امن اصلی کسی گروہ انسانی میں قائم نہیں رہسکتا۔ بلحاظ اس کے۔

قیام امن اصلی کیلئے قانون صریح اشخاص کے حقوق و فرائض کا تعین کرتا ہے۔ اور قانون جسطرح اخلاق سے جدا نہیں اوسیطرح حق بھی اخلاق سے جدا نہیں ہوسکتا۔ اور ہر حق[50] کا خواہ وہ اخلاقی ہو یا قانونی یہ لازمی نتیجہ ہوتا ہے کہ دوسرے اشخاص اوس شخص کی خواہشوں کی تکمیل میں جسے وہ حق حاصل ہو کسی فعل کے صدور یا ترک سے ساعی و کوشاں ہوں۔ اور جب کبھی کسی شخص کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ دوسروں کو اپنی خواہش کی تکمیل میں ساعی بنائے تو اون اشخاص کا اسطور سے اوسکے حق میں ساعی ہونا اونکا فرض کہلاتا ہے۔ اور حقوق[51] نہ صرف اشخاص کو حاصل ہوتے ہیں بلکہ اونکے خلاف حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ بالفاظ دیگر (اشخاص) مستحق بھی ہوتے ہیں اور مستوجب الفرض بھی اسلئے (اشخاص)

---

[49] ملاحظہ ہو دفعہ ۲۲ باب سوم فصل دوم حصہ اول مجموعہ ہذا۔
[50] ملاحظہ ہو دفعہ ۵۸ باب ششم فصل سوم حصہ اول مجموعہ ہذا
[51] ملاحظہ ہو دفعہ ۶۲ باب ہفتم فصل " " "

جسطرح حقوق کے موضوع لہٰ ہیں اسیطرح فرائض کے بھی موضوع لہٰ ہیں۔ اور لوازم حقوق کا ایک جزو فرض بھی ہے۔ اسلیئے حق کا متلازم فرض کہلاتا ہے[51] اور قانون جن امور کی بابتہ اشخاص کو حق عطا کرتا ہے۔ وہ امور مقصود خواہش انسانی ہوتے ہیں بلحاظ اسکے جو امور اشخاص کے مقصود خواہش ہیں وہ اور بہت سے امور کے سوائے اکثر اشیاء مادی وغیر مادی ہیں اسلیئے اہل روما نے اشخاص و اشیاء کو موضوعات حقوق قرار دیا ہے۔ اور آسٹن نے قانون کو اشخاص و اشیا پر تقسیم کیا ہے۔ جس سے دیگر مقنین نے اسوجہ اختلاف کیا ہے کہ لغوی مفہوم کے اعتبار سے صرف اشیاء ہی مقصود خواہش انسانی نہیں ہوسکتے بلکہ اور بہت سے امور فرائض وغیرہ بھی اسمیں داخل ہوسکتے ہیں۔

اس بیان صدر سے ظاہر ہے کہ قانون کا اصل نشاء حقوق قانونی کو پیدا کرنا اور اون کی حفاظت کرنا ہے بلحاظ اس کے۔ حقوق قانونی پیدا ہوتے ہیں۔ واقعات سے اور واقعات پیدا ہوتے ہیں حوادث یا افعال و ترک افعال سے پس حقوق جن مدارج متذکرہ صدر سے پیدا ہوتے ہیں۔ وہ مدارج شجرہ ذیل سے اچھی طرح سمجھ میں آسکتے ہیں۔

---

[51] ملاحظہ طلب باب ششم فرض فصل سوم حصہ اول مجموعہ ہذا۔

[52] ملاحظہ ہو دفعہ (۳۵) باب چہارم فصل دوم حصہ اول مجموعہ ہذا۔
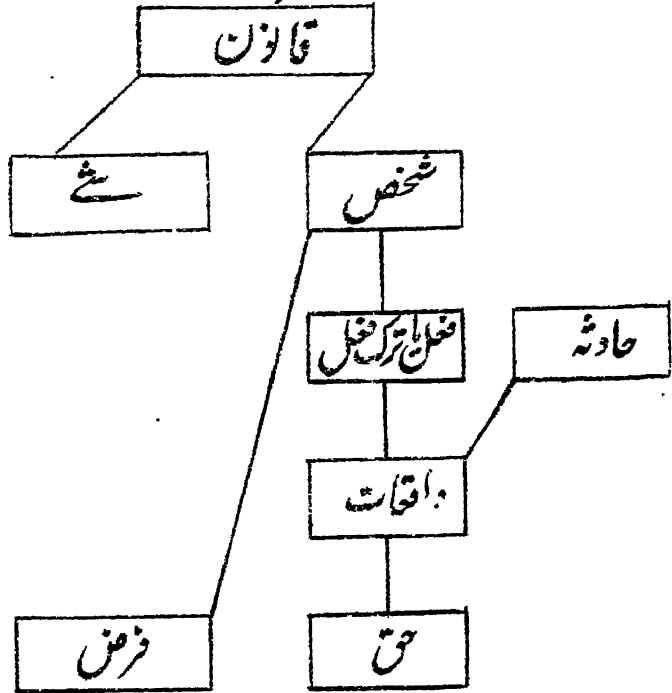
اس تمام بیان صدر کا ماحصل یہ ہے کہ اصول قانون کا موضوع قانون صریح ہے اور قانون کا اصل منشا حقوق قانونی کو پیدا کرنا اور انکی حفاظت کرنا ہے۔ بلحاظ اسکے اصول۔ قانون۔ حق۔ یہی تین۳ چیزیں اصل ہیں۔ جنکی فروعات بکثرت ہیں۔ اس لیے اس مجموعہ کے حصۂ اول میں انھیں ہرسہ اصل الاصول کی علحدہ علحدہ تین فصلیں قائم کی جاکر بہ ضمن حق اوس کا متلازم (فرض)، اور موضوعات حقوق (اشخاص و اشیاء) اور فعل جس میں حوادث و افعال سے واقعات پیدا ہونے کا تذکرہ ہے۔ ان

چاروں امور کے علٰحدہ علٰحدہ ابواب قائم کئے جاکر (اصول)، (قانون)، (حق)، کے فروعاتی بیانات پر حصّہ اول ختم کیا گیا ہے۔ اور
حصۂ دوم میں اس اصول کے لحاظ سے کہ (حق)، کو یوں تو بے انتہا قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ مگر حق کے مراتب ابتدائی کی تقسیم اعظم کی رو سے حق دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک کو حق سرکاری یا حق عام کہتے ہیں اور دوسرے کو حق خانگی اور انھیں دونوں حقوق اعظم سے ان کے ضمنی حقوق بکثرت پیدا ہوتے ہیں اور یہ امر ظاہر ہے کہ قانون بلحاظ محافظ و معرف حقوق ہونیکے جسقدر (حقوق)، کے اقسام ہو سکتے ہیں اوسیقدر قانون کے بھی اقسام ہوتے ہیں باعتبار اسکے ان ہردو حقوق یعنے (حقوق عام)، و (حقوق خانگی)، معہ اون کے تمام ضمنی حقوق اہم کے قوانین کا انضباط بہ تفریق اقسام اس اصول کیساتھ کیا گیا ہے کہ بروئے طریقۂ ترتیب مقننینِ یورپ نظام قانون کے مراتب ابتدائی کی ایک تقسیم اعظم یہ ہے کہ قانون کا اصل منشا حقوق قانونی کو پیدا کرنا اور اونکی حفاظت کرنا ہے۔ اور حفاظت کرنے والی مصدر قوانین ریاست ہے۔ پس اوس ریاست کو اپنی بقا اور امن کے ساتھ اپنی حکومت برقرار رکہنے کیلئے اوسکے مطمح نظر دو امور ہو سکتے ہیں۔
(۱)، ایک تو یہ کہ اپنے ہمسایہ ریاستوں کیساتھ کیا برتاو رہے۔
(۲)، دوسرا۔ اپنی رعایا میں اور اپنے میں نیز رعایا بارعایا میں کیا کیا حقوق قائم ہوں اس لحاظ سے بروئے قانون زوما قانون کی ابتدائی قسمیں دو ہیں۔
(۱)، ایک انٹرنیشونل لا یعنے قانون بین الاقوام جسکو ریاست ہائے

مختلفہ نے تسلیم کیا ہے اور اپنے باہمی روابط و مراسم میں اخلاقاً اوس کے پابند ہو سکتے ہیں۔

(۲) دوسرا میونسپل لا جس سے مراد وہ قانون ہے جسکو کسی سرکار اعلیٰ نے اپنے اور اپنی رعایا نیز رعایا با رعایا کیلئے جاری کیا ہو۔

(۱) اپنے اور اپنی رعایا کے مابین جن حقوق عام کا انضباط ذریعہ قانون عمل میں آئے وہ پبلک لا یعنے قانون عام اور

(۲) رعایا با رعایا کے حقوق خانگی کا انضباط جس قانون کے ذریعہ سے عمل میں آئے وہ پرائیویٹ لا یعنے قانون مختص بالاشخاص کہلاتا ہے پس ان ہر سہ قوانین اعظم

(۱) قانون مختص بالاشخاص۔ و

(۲) قانون عام۔ و

(۳) قانون بین الاقوام۔

کی علحدہ علحدہ تین فصلیں قائم کی جاکر ہر ایک فصل میں اوسکے متعلقہ قوانین اہم کا انضباط عمل میں آیا ہے۔ جو نظام قانون کا ایک جزو اعظم ہے۔

اور یہ امر واضح رہے کہ ان ہر سہ قوانین متذکرہ صدر کے ہر ایک قانون عظیم کی شاخیں متعدد ہیں جنمیں ہر قانون کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) ایک کو قانون اصلی کہتے ہیں جو اُن حقوق کی تعریف کرتا ہے جنکی اسے حمایت منظور ہوتی ہے۔ اور اوس طریقہ کا تعین کرتا ہے جسکا عمل میں لانا اسے اس حمایت کے لئے مقصود ہوتا ہے۔

(۲) دوسرے کو قانون اضافی کہتے ہیں جو اوس طریقہ عملدرآمد یا ضابطہ کی توضیح کرتا ہے جس کے ذریعہ سے حقوق مذکور نفاذ پاتے ہیں۔

پس ان ہر دو قانون اصلی و اضافی کے لحاظ سے اون ہر سہ قوانین اعظم کا نقشہ اون کے متعلقہ قوانین اہم کیساتھ شجرۂ ذیل سے اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے۔ جن قوانین اہم پر اس حصہ دوم کی ہر ایک فصل متعلقہ میں علحدہ علحدہ روشنی ڈالی گئی ہے اور ممالک متمدنہ کے قوانین کے مقابلہ میں ہمارے ممالک محروسہ سرکار عالی کے قوانین کا تجزیہ بطریقہ روا کیا گیا ہے جو ملاحظہ سے روشن ہو سکتا ہے

شجرۂ قانون

قانون اصلی و اضافی

انٹرنیشنل لا یعنے قانون بین الاقوام قانونشاسی مجموعہ ہذا

میونسپل لا

قانون بین الاقوام متعلقہ رعایا یا رعایا

قانون بین الاقوام متعلقہ ریاست یا ریاست

پبلک لا یعنے قانون عام متعلق حقوق عام

پرائیوٹ لا یعنی قانون مخصوص متعلق حقوق خاص

قانون دستوری یا قانون بنیادی

قانون انتظامی

قانون فوجداری

جس میں حدود ریاست دستور العمل تخت نشینی و اختیارات شاہی و اختیارات مجلس قانون ساز (پارلیمنٹ) و کونسل (مجلس انتظامی) لیجسلیٹو کونسل (مجلس وضع قوانین) وزرا دولت وعہدہ داران ریاست اور انکی ذمہ داریاں اور ان کی ترتیب اور ملک کا حد عمل نیز سرکاری و نیابتی تنظیم اور فوجی بحری و ہوائی وغیرہ داخل ہیں۔

جس میں جملہ امور انتظامی مثلاً وضع قوانین و طریقہ حصول مالگذاری (قانون مالگذاری) دستور العمل کوتوالی و قانون رجسٹری ومحصول و صفائی و طبابت

حقوق معمولی

حقوق غیر معمولی

حقوق مقدم

حقوق جائز معمولی

حقوق بالتعمیم قانون ۱

حقوق بالتخصیص قانون ۲

قانون اصلی

قانون اضافی

تعزیرات

ضابطہ فوجداری

حق اصلی

حق محصلہ

قانون اصلی

قانون اضافی

قانون معاہدہ و حقوق مشابہ معاہدہ

قانون شہادت

قانون حقوق چارہ جوئی قانون ۳ مجموعہ ہذا

قانون اصلی

قانون اضافی

دادرسی

ہرجہ

میعاد سماعت

ضابطہ دیوانی

بلحاظ شجرہ صدر اس حصہ دوم نظام قانون میں حسب ذیل سات قوانین کا انضباط عمل میں آیا ہے۔

فصل چہارم۔ قانون مختص بالاشخاص

(۱) قانون مختص بالاشخاص متعلق حقوق خانگی با تعمیم جو حقوق تمام دنیا کے مقابلہ میں حاصل ہیں قانون نشان (۱)

(۲) قانون مختص بالاشخاص متعلق حقوق خانگی با تخصیص جو حقوق کسی شخص یا اشخاص کے مقابلہ میں حاصل ہیں قانون نشان (۲) جس میں قانون اصلی معاہدہ و حقوق مشابہ معاہدہ اور قانون اضافی شہادت ہے۔

(۳) قانون مختص بالاشخاص متعلق حقوق خانگی بچارہ جوئی قانون نشان (۳) جسمیں قانون اصلی۔ دادرسی۔ ہرجہ۔ میعاد سماعت۔ اور قانون اضافی ضابطہ دیوانی ہے۔

فصل پنجم قانون عام

(۴) قانون دستوری یا آئینی قانون نشان (۴) جسمیں حدود ریاست و دستور العمل تخت نشینی و اختیارات شاہی و قیام و اختیارات اگزیکٹیو کونسل مجلس انتظامی، لیجسلیٹیو کونسل مجلس وضع قوانین و وزرائے دولت و عہدہ داران ریاست اور اونکی ذمہ داریاں در انہیں ہر ایک کا حد عمل نیز سرکاری دفاتر اور اونکی تنظیم اور فوج ملکی بھرتی و نگہداشت وغیرہ وغیرہ داخل ہیں۔

(۵) قانون انتظامی قانون نشان (۵) جس میں جملہ امور انتظامی مثلاً وضع قوانین دربارہ طریقہ حصول مالگذاری (قانون مالگذاری) دستور العمل کوتوالی، و قانون جسٹری تعمیرات و صفائی و طبابت و تعلیمات و مردم شماری و محط داوزان و پیمانہ وغیرہ وغیرہ داخل ہیں۔

(۶) قانون فوجداری قانون نشان (۶) جسمیں قانون اصلی تعزیرات اور قانون اضافی ضابطہ فوجداری ہے۔

فصل ششم

(۷) قانون بین الاقوام قانون نشان (۷) جسمیں قانون بین الاقوام متعلق رعایا یا رعایا و قانون بین الاقوام متعلق ریاست یا ریاست درج ہیں۔

ضمیمہ فہرست مسائل قانونی متعلقہ مجموعہ علم اصول قانون ہذا۔

(میر نصرت علی) منصف سرکار عالی حال ناظم عدالت ضلع ناندیڑ جاگیر

The Indian Press, Ltd., Allahabad.

مجموعہ علم اصول قانون

حصہ اول

اصول ۔ قانون ۔ حق

تمہید مجموعہ ہذا کے مقدمہ یعنے دیباچہ میں بہ ضمن اصل الاصول ۔ اصول ۔ قانون ۔ حق ۔ یہی تین چیزیں اصل اور ان کی فروعات کا بکثرت ہونا ۔ بیان کیا گیا ہے بلحاظ اسکے ان ہرسہ اصل الاصول کی جدا جدا تین فصلیں اس حصہ اول میں قائم کر کے ہر ایک فصل متعلقہ میں اصل اور اس کی فروعات کا اظہار کیا گیا ہے

فصل اول

اصول

تمہید اس فصل اول میں موجب ابتدائی تمہید حصہ اول علم اصول قانون کا بیان حسب ذیل کیا جاتا ہے ۔

باب اوّل

مراتب ابتدائی

نام — **دفعہ ۱** اس علم کا نام علم اصول قانون (جورس پروڈنس) اور مجموعہ مجموعہ علم اصول قانون ہے۔

وسعت و تحفظ قول سر ڈبلیو رٹنگس[۵۱] — **دفعہ ۲** علم اصول قانون ایک نظام واحد پر مشتمل ہے اور وہ انھیں اصول پر مبنی ہے جن کے وجوب کی مصدر اور تحفظ کی ذمہ دار ایک جماعت انتظامی ہے۔ جسے ریاست[۵۲] کہتے ہیں۔

غرض و اہمیت قول سر رٹنگس[۵۳] — **دفعہ ۳** (الف) علم اصول قانون سے واقف ہونے کی اصل غرض یہ ہے کہ فن طب کے جاننے کیلئے معالجہ امراض بدن یا علم طب کے دوسرے متعلقہ شعبوں سے واقف ہونے کے پہلے بدن انسانی کی عضوی ترکیب یعنے نہ صرف اُس کے اجزا کی ترتیب بلکہ اُن اجزا کی تعلقات باہمی سے پوری واقفیت حاصل کرنا لازمی ہے اسیطرح قانون دانی کیلئے اصول قانون کا جاننا ضروری ہے۔

---

[۵۱] اصول قانون مولفہ سر ڈبلیو ایچ رٹنگس مترجمہ مالک شاہ دین شاہ صاحب طبع اول صفحہ (۷)

[۵۲] تعریف ریاست وغیرہ کے لئے ملاحظہ ہو مجموعہ ہذا کا حصہ دوم فصل ہشتم قانون بین الاقوام قانون نشان ۷

[۵۳] اصول قانون رٹنگس صفحہ (۲ و ۲ و ۳)

ب، قانون کی صرف و نحو علم اصول قانون ہے۔ اور

ج، قانونی زندگی کا جزو اصلی علم اصول قانون ہے۔

قول مسٹر مقنن پالس | ۵۱ قانون قاعدہ سے نہیں بلکہ قاعدہ قانون سے اخذ کیا جا سکتا ہے اسلئے علم اصول کے پہلے قانون نہیں بلکہ قانون سیکھنے کے پہلے علم اصول قانون کا جاننا ضروری ہے۔

قول پروفیسر ہالینڈ | ۵۲ بلحاظ علم اصول قانون کا موضوع قانون ہونیکے اسی علم اصول سے قانون معرض ظہور میں آتا ہے۔ (ملاحظہ ہو مجموعہ ہذا حصہ اول فصل دوم باب سوم دفعہ ۲۲)

۵۳ علم اصول قانون فلسفہ کی ایک شاخ ہے۔ اور

قول البین | البین اپنے اور اپنے پیشہ کے فاضل اراکین کی نسبت یہ دعوی کرتا ہے کہ ہم لوگ انصاف کے پیشوا ہیں۔ اور ایک ایسے فلسفہ[۵۴] کی تحصیل میں مشغول ہیں جو جعلی نہیں بلکہ اصلی ہیں

اہل روما کا طریقہ تعلیم علم اصول قانون قول سر رینگن[۵۵] | **دفعہ ۴** علم اصول قانون اہل روما کو قریب قریب اوسی لحاظ سے سکھایا جاتا تھا جس لحاظ سے فلاسفہ مذہب زینویہ اہل یونان کو حکمت کے مفہوم کی تلقین اسطرح کرتے تھے کہ حکمت انسانی اور ربانی باتوں کا اور جائز و ناجائز امور کا علم ہے۔

---

۵۱ ترجمہ اصول قانون رینگن صفحہ (۶)، ۵۲ ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس مترجمہ مولوی ظفر علیخاں صاحب بی اے۔ طبع اول صفحہ (۲۱)، ۵۳ ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس " " صفحہ (۱۰)

۵۴ فلسفہ کی لغوی معنی علم موجودات ہے جسکو حکیم ہربرٹ سپنسر نے دو حصوں پر تقسیم کیا ہے ایک وہ جو بیرون از رسائی عقل ہیں۔ دوسرا وہ جسکا علم ایک حد تک حاصل ہو سکتا ہے یہی حکیم صاف صاف لکھتا ہے کہ دنیا میں جسقدر علم ہے وہ اضافی ہے یہ ذاتی علم کسی شی کا جیسا کہ چاہئے حاصل نہیں ہو سکتا ملاحظہ ہو کتاب معیار الاخلاق باب چہارم صفحہ ۴۵

۵۵ ترجمہ اصول ... رینگن صفحہ ...

نوعیت علم اصول قانون قول پروفیسر ہالینڈ[۵۱]

دفعہ ۵ یہ علم مادی نہیں بلکہ تجزائی[۵۲] یا صوری[۵۳] ہے یعنے اسکو اُن مختلف تعلقات سے بحث ہے جنپر قانونی قاعدوں کا اطلاق ہوتا ہے نہ کہ خود ان قواعد سے جو تعلقات مذکور پر حاوی ہوں

علم اصول قانون کا ترقی پزیر ہونا قول پروفیسر ہالینڈ[۵۵]

دفعہ ۶ کلیات سے جزیات کیطرف استدلال کرنیکے طریقہ کی رو سے علم اصول قانون اون تعلقات قانونی کا علم نہیں ہے جنکا وجود میں آنا ممکن تھا یا جیسا کہ اونکو ہونا چاہئے تھا بلکہ اون تعلقات کا ماحصل ہے جنھیں اون قوانین نے جو رائج اور نافذ ہو چکے ہیں۔ قانونی لباس پہنا دیا ہے۔ پس

(اسکا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ علم اصول قانون ایک ترقی پزیر علم ہے)

اور اسلئے یہ ترقی پزیر ہے کہ اسکے مستنبط کلیوں کیلئے قانون کی حقیقی اور مروج نظاموں کے قدم بقدم چلنا لازم ہے۔ اسکے عام اصول جنھیں انسان کی جبلی خصوصیات سے تطابق ہے۔ بلاشبہ دوامی اور مستقل ہوں گے۔ لیکن جوں جوں زمانہ ترقی کرتا جائیگا نئے نئے اصول برابر پیدا ہوتے چلے جائینگے تا قانون کی روز افزون تنوع کو ایک سانچہ میں ڈھالا جا سکے۔

علم اصول قانون کی ابتدا قول سر رنگن[۵۶]

دفعہ ۷ مقننین روما کی ایک محدود مگر مشہور گروہ کی بدولت علم اصول قانون ایک بلند رتبہ پر پہونچا اور یہ

---

[۵۱] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ ۱۳ و ۱۴ [۵۲] مادی منسوب بہ مادہ جسکی لغوی معنی اصل ہر چیز کی۔ وہ شے جو محسوس ہو سکے [۵۳] تجزائی۔ قابل تقسیم۔ جسکا جزو جزو علیحدہ ہو سکے [۵۴] صوری۔ جسکی لغوی معنی ظاہری منسوب بہ صورت [۵۵] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۱۶ و ۱۷) [۵۶] اصول قانون سر رنگن صفحہ (۶۱۵)

ثابت ہوا کہ علم مذکور اس قابل ہے کہ اوسے بحیثیت ایک مستقل فن کے مطالعہ کیا جائے۔ اس کی بناء آسٹن نے ڈالی ہے اور اس گروہ میں الپیئں کو حق ترجیح حاصل ہے۔

قول پروفیسر ہالینڈ[۱] اس علم کی ابتدا اسطرح ہوئی ہے کہ جس جینٹشیم لاطینی زبان میں ابتداءً قانون صریح کا ایک نظام تھا جو اہل روما اور اون اقوام میں مروج تھا۔ جنکے ساتھ اونھوں نے تجارتی تعلقات پیدا کئے تھے۔ اسکا تصور اول دوسری صدی قبل مسیح میں لبطور ایک ایسے مجموعۂ علم اصول و ضوابط کے ہوا جو تمام اقوام کے قوانین میں بالاشتراک پائے جاتے ہیں اور جو اس لحاظ سے تمام اقوام کیضروریات اور خیالات کی مماثلت کا ثبوت بہم پہونچاتے ہیں اس سے روما کا محدود قانون تبدریج وسیع ہوگیا۔

قول سر ڈبلیو ریگن[۲] جس جینٹشیم یعنے قانون مسلمہ عام جو متقدمین کے قدیم قواعد ہیں یہ قواعد جملہ آریا قوموں میں یعنے ہنود اور اہل یونان اور روما میں نشو ونما کی تین[۳] مختلف منازل طے کی ہیں۔

منزل اول۔ ہندوستان میں قانون کے تصدیق میں طریق عمل کا ایک بانی قاعدہ داخل تھا۔ لیکن یہ غیر تحریری تھا۔ اس کی تعبیر ذریعہ انسان یعنے ہر قوم کے پیشوایان دین کے ذریعہ سے کیجاتی تھی۔ اسکی حقیقت اس انتظام خانہ داری سے کھلتی ہے جو صاحب خانہ کے اختیارات اور فرائض کی

---

[۱] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۴۰)، [۲] ترجمہ اصول قانون سر ریگن صفحہ (۲۹ و ۳۰ و ۳۱)

متعلق تھا۔ کیونکہ خانہ داری کا انتظام بالکل ان اصول کے مطابق تھا جو بادشاہت سے متعلق ہیں۔ خاص طور پر صاحب خانہ پر لازم تھا کہ وہ اپنے آباو اجداد کے مقدس رواجوں کا پابند رہے۔ یہ رواجات ہنود میں زیادہ تر چار مذہبی اور پانچ اخلاقی فرائض پر مشتمل تھے۔

اہل یونان و روما میں بھی بعینہ اسی قسم کے فرائض پائے جاتے ہیں لیکن جب کچھ زمانہ کے بعد قبائل کا منفردانہ وجود بڑی بڑی جماعتوں میں ضم ہوگیا تو صاحب خانہ کے اقتدارات حکومت اعلیٰ تر کے تابع ہوگئے اور جوں جوں نئی زندگی آہستہ آہستہ مگر استقلال کے ساتھ نشو و نما پاتی گئی تو فرائض معاشرتی اور جدید قسم کے دیگر فرائض عام اسمیں داخل ہوگئے۔ مگر بتدریج۔ اسکے بعد منزل دوم قانون درواجات کی پہونچی۔ اسمیں انسان کا تجربہ بہت وسیع ہوگیا اور مختلف بلاد میں اختلاط باہمی بڑھ گیا اور اس منزل کے طے ہونے پر سکندر کے عالمگیر فتوحات اور اسکے بعد فتوحات۔ روما نے مغرب کی ان دو بڑی سلطنتوں کی تہذیب و تمدن کو دور دور دراز تک پھیلا دیا۔ جسکا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ ابتدائً یونانی بعد ازاں رومی انتظامات و دستورات کی تقلید عام طور پر ہونے لگی۔

اس زمانہ میں جیسا کہ روما کے اصول قانون کا زمانہ کہنا چاہیے قواعد و ضوابط کے ایک جدید مجموعہ کی بنا ڈالی گئی جسکو روما کے مقننین نے قانون مسلمۂ عام نام رکھا۔ یہ قواعد ان اصول انصاف رسانی میں پائے جاتے تھے جنکے مطابق ان صوبہ جات میں عمل کیا جاتا تھا۔ جو یونانی اور رومی

حکام کے زیر حکومت تھے۔

اشارہ یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ منزل اول کے تصورات قانونی کے بجائے منزل ثانی کے تصورات کا قائم ہونا ایک مدید اور بطی السیر نشو ونما کا نتیجہ تھا اسلئے کبھی اوسکا اثر بالکل زائل نہ ہونے پایا اور زمانہ حال میں **قانون**۔ **اخلاق**۔ **مذہب**۔ کے مابین جو گہرا تعلق تصور کیا جاتا ہے اسمیں ہنوز نمایاں ہے۔ اور یہ تصور علما فضلا کے تمام فرقوں میں سرایت کرگیا ہے۔

تیسری اور آخری محض منزل ثانی کی ایک زیادہ ترقی یافتہ حالت ہے جس میں **شہر** نے وسعت پزیر ہوکر **ریاست** کی شکل اختیار کرلی اور اس منزل میں محض ریاست ہی ادن جملہ اشخاص کیلئے جو اُس کے حدود اراضی کے اندر رہتے ہوں قانون مقرر کرسکتی ہے۔

توضیح جس خیشیم علم اصول قانون نہیں ہے بلکہ ادن عام اصول کا مجموعہ ہے جو تمام دنیا کے مختلف اقوام میں مشترک خیال کیئے جاتے ہیں جو قانون مسلمہ عام کے نام سے مشہور ہے۔ جس کی تقسیم البین نے حسب ذیل تین صورتوں میں کی ہے۔

(۱) **احکام قدرت** تمام جانداروں یعنے انسان اور حیوان دونوں سے متعلق ہیں

(۲) **احکام متعلقہ اقوام**۔ یعنے قانون مسلمہ عام کے قواعد جنکا اصل الاصول محض رسم ورواجات انسانی سے اخذ کیا گیا ہے۔

(۳) **قوانین مقررہ ریاست**۔ ہیں وہ قواعد داخل ہیں جنکو خود ریاست نے مقرر کیا ہو۔

علم اصول قانون خاص و عام پر منقسم نہیں ہو سکتا۔[1]

دفعہ ۸ آسٹن نے علم اُصول قانون کی تقسیم حسب ذیل خاص و عام دو شاخوں پر کی ہے جس سے دیگر مقنین کو اختلاف ہے۔

شاخ اول **خاص** یعنی حقیقی نظام قانون کے علم یا اوسکے کسی حصہ پر منتہی ہوتی ہے۔
شاخ دوم **عام**۔ کا صحیح موضوع قانون کے اُن مضامین یا مقاصد کی بیان پر مشتمل ہے جو قانون کے تمام نظاموں میں مشترک ہیں۔ نیز قانون کے مختلف نظاموں کی اون باہمی مشابہتوں پر مشتمل ہے۔ جو انسان کی فطرت مشترکہ میں تہ نشین یا ان مختلف نظاموں کے اجزائے متماثل پر منطبق ہیں۔ لیکن

اختلاف۔ اس تقسیم مصرحہ صدر سے دیگر مقنین نے اختلاف کیا ہے۔ اور اس تقسیم پر پروفیسر ہالینڈ سخت اعتراض کر کے ایک خاص علم قانون کے وجود سے انکار کرتا ہے جو اسطرح سمجھ میں نہیں آسکتا جیسا کہ طبقات الارض کا کوئی خاص علم۔

علم اصول قانون تاریخ و فلسفہ پر منقسم نہیں ہو سکتا۔ البتہ تاریخی یا فلسفی پہلو پر بحث ہو سکتی ہے۔ قول پروفیسر ہالینڈ[2]

دفعہ ۹ جس وحدت نے علم اصول قانون کو ایک اصولی فن بنایا ہے اوسکا وجود محض خیالی ہے کیونکہ اگر ایک طرف علم اصول قانون کو علم اخلاق اور مابعد الطبیعات سے قریب کا تعلق ہے تو دوسری طرف فن تحقیق آثارِ قدیمہ اور فن تاریخ سے اسکا نہایت گہرا رشتہ ہے۔ نیز یہ کہ اس علم کے مظاہر کا مبداء و منشا متعدد مصادر ہیں اور جن سرزمینوں میں

---

[1] ترجمہ اصول قانون سر ٹینگس صفحہ ۱۵۰ [2] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ ۱۹

اونھون نے نشوونما پایا ہے۔ اون کی کیفیت کے لحاظ سے ان مظاہر کی ترکیب اور نوعیت پر اثر پڑا ہے۔ مگر ایسا کہنا گویا دوسرے لفظوں میں یہ کہنا ہے کہ جن واقعات کی بناء پر علم اصول قانون نے اپنے کلیون کو مرتب کیا ہے۔ اونھیں تاریخ نے جو انسانی افعال کی یادداشتون کا مجموعہ ہے بہم پہونچایا ہے۔ انسان کی ایک ہی طرح کی ضرورتیں مختلف ذریعوں سے پوری ہوئی ہیں۔ لیکن ان ضرورتوں میں سے ہر ایک کے پورا کرنے کیلئے جن ذرایع سے کام لیا گیا ہے وہ دنیا کے ہر حصہ اور ہر زمانہ میں ایک ہی ساتھ استعمال میں نہیں لائے گئے بلکہ بنی نوع انسان نے اپنی ضرورتوں کو پورا کرتے وقت اون اغراض کو صاف طور پر مدنظر نہیں رکھا جو اوس کا مقصود تھا اسلئے ان اغراض کی تکمیل کیلئے اوسی نے بہت سے پیچ دپیچ طریقے ایجاد کئے۔ غرض کہ وہ وحدت جس کی نسبت علم اصول قانون یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ اس پر تمام وہ مظاہر جس سے علم مذکور کو بحث ہے مبنی ہیں۔ ایک ترقی یافتہ تمدن کی بہت پچھلے زمانہ کی تحقیقات سے ہے۔ اور جس زمانہ میں یہ مظاہر جمع ہو رہے تھے اوسکے اکثر حصہ میں اسکا یعنے وحدت کا کسی کو علم بھی نہیں ہوا تھا۔ تاریخ صرف واقعات پیش کرسکتی ہے اور تاریخ کا مطالعہ فقط اس قسم کے واقعات کی تحقیق کی غرض سے کرنا چاہیئے مگر یہ علم اصول قانون کا کام نہیں ہے۔ علم اصول قانون کیلئے اپنی فرائض کی انجام دہی کا زمانہ اوس وقت سے شروع ہوتا ہے جب سے کہ یہ واقعات تاریخی لحاظ سے نہیں بلکہ کسی دوسرے اعتبار سے ترتیب وار جمع ہونے لگتے ہیں اور اونکے ایسے مجموعے مرتب ہونے لگتے ہیں جنکو بنی نوع انسان کی مختلف قومیت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ علم اصول قانون کا کام اون ضرورتوں کا مشاہدہ

کرتا ہے۔ جن کو پورا کرنے کیلئے قوانین ایجاد کئے گئے ہیں۔ اور دوسرے طریقہ کا جانچنا ہے۔ جن کی رو سے وہ ضرورتیں پوری کیگئی ہیں اسکے بعد وہ ان حقیقی ضرورتوں اور اون طریقوں کو جنکی رو سے وہ فی الحقیقت پوری کیگئی بلا لحاظ اونکی تاریخی یا جغرافی تقسیم کے منطق کے اصول کے مطابق ترتیب وار مدون کرتا ہے۔ ممکن ہے کہ جن تصانیف کا موضوع علم اصول قانون ہے اون میں سے ایک میں زیادہ تر تاریخی بحث ہو اور دوسرے میں فلسفہ سے زیادہ استدلال کیا گیا ہو۔ لیکن یہ اختلافات طرز ادا اور طریقہ بحث سے تعلق رکھتے ہیں۔ انکی بنا پر علم اصول قانون کو مختلف شاخوں میں تقسیم کرنا درست نہیں ہوسکتا۔ لیکن۔

اگرچیکہ یہ علم بذات خود ایک ہے پھربھی اسکے صیغے اوس قدر قرار دئے جاسکتے ہیں جسقدر کہ قانون کے صیغہ جات ہیں۔ اس لحاظ سے علم اصول قانون کو دیوانی یا فوجداری یا سرکاری یا متعلق بہ خلائق عامہ کہنا قابل اعتراض نہ ہوگا۔

غرض کہ علم اصول قانون کا اطلاق قانون کے حقیقی نظاموں یا قانون کے نافذ الوقت تعبیروں یا اوسکی ترمیم کی تجویزوں پر کرنا غلط ہے۔
بلکہ یہ ایک علم کا نام ہے یہ علم مادی نہیں بلکہ صوری یا تجزائی ہے۔ اور قانون حقیقی یا صریح کا علم ہے۔ عام اور خاص اور فلسفی اور تاریخی میں جو اسکی تقسیم کیجاتی ہے وہ غلط ہے پس اس کی تعریف اسطرح کیجا سکتی ہے کہ یہ (قانون صریح کا صوری علم ہے)

قول مولوی ظفر علیخانصاحب بی۔ اے[ا] بنی نوع انسان جوکہ جداگانہ جماعتوں اور فرقوں میں قائم ہے اور ہر ایک جماعت وفرقہ باعتبار شکل وصورت۔ رسم ورواج۔ ترکیب جسمانی وفطرت اخلاقی کے ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ کوئی دو ملک ایسے نہیں جہاں کے باشندوں کی بول چال رنگ ڈھنگ اور اوضاع واطوار ایک ہوں۔ لیکن باوجود اس عام اختلاف کے تمام معاشرت انسانی میں بعض مشترک خصوصیات بھی پائی جاتی ہیں اور وہ یہ کہ اگر بنظر تعمق دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہر گروہ اور ہر جماعت کے افعال بعض معین اور مشخص قواعد کے تحت میں ہیں۔ کرۂ زمین کے جس حصہ میں ہم جائیں وہاں کے باشندے گو باقی ہر ایک لحاظ سے دوسری سرزمین کے باشندوں سے مشابہت نہ رکھتے ہوں لیکن یہ بات ضرور ہمارے دیکھنے میں آئیگی کہ اول الذکر کو ثانی الذکر کے ساتھ اس اعتبار سے کہ دونوں کے افعال واعمال پر بعض خاص خاص قواعد کا اطلاق ہوتا ہے۔ تشابہ ہے۔ ان قواعد کو لفظ قوانین سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ ہر ایک انسانی جماعت کے قوانین کا نظام دوسری جماعتوں کے قوانین کے نظاموں سے جدا ہے اور ان تمام نظاموں کو بحیثیت مجموعی علم اصول قانون کا موضوع قرار دے سکتے ہیں۔ اس علم پر کئی پہلو سے نظر ڈالی جاسکتی ہے۔

اول یہ کہ قوانین کے جسقدر نظام دنیا میں پائے جاتے ہیں اُن کی مشترک خصوصیتوں کا امتحان کیا جائے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہئے کہ اون ممتاز واہم اصطلاحات کی تعریف کیجائے جو ہر ایک نظام قانون میں مشترک ہیں۔

[ا] ہالینڈ جورس پروڈنس مترجمہ صاحب قول صفحہ ۴ تمہید

اس امتحان سے معلوم ہوگا کہ قانون ۔ حق ۔ فرض ۔ جائداد ۔ جرم وغیرہ وغیرہ ۔
یا اُن کے مترادف اسی اصطلاحات ہیں جو ہر ملک و قوم کے نظام قانون ہیں خفیف
اختلافات کے ساتھ پائی جاتی ہیں ۔ اسی طریقہ کو انگلستان ہیں طریقۂ تجزی کہا جاتا
ہے اور جن قانونی تصورات سے اس طریقہ کو بحث ہے اوٹھیں یہ غیر متغیر اور ثابت
قرار دیکر اون معقولی تعلقات کی تصریح و توضیح کرتا ہے ۔ جو اوٹھیں ایکدوسرے سے
ہیں ۔ اسکا کام یہ ہے کہ حق یا فرض اسی قسم کے قانونی تصورات کے حقیقی مفہوم
کی تحقیق کرے اور اون اصلی تعلقات کو دریافت کرے جن سے حق اور فرض
یا دوسرے قانونی تصورات باہم مربوط ہیں ۔

دوسرا پہلو علم اصول قانون پر نظر ڈالنے کا تاریخی پہلو ہے ۔ اسکی رو سے
ہمیں اس بحث کے مقاصد کیلئے قانون کو متغیر اور ہر زمانہ میں تبدیل ہونیوالا فرض قرار
دینا پڑتا ہے ۔ انسانی تمدن کی روز افزون وسعت اور معاشرت انسانی کے باہمی
تعلقات کے آئے دن تازہ ہونے والی الجھن کا تقاضہ ہے کہ قانون کے حدود
کو بھی انسان کی بڑھتی ضروریات کے ساتھ بڑھایا جائے ۔ علم اصول قانون کا یہ کام
ہے کہ ان تبدیلیوں سے جو عام نتیجہ مترتب ہوتا ہو اوسکو منضبط کرے اور مختلف
زمانوں میں قانون کے اصول جسطرح ظہور پذیر ہوے ہوں اونکا سراغ لگائے
اور یہ بتائے کہ اصول مسطور کے معرض ظہور میں آنیکے وجوہ اور اسباب کیا تھے ۔
اسطریقہ کی رو سے نہ صرف مختلف مدارج کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے جنمیں بہ ازمنہ مختلفہ
ایک ملک کا نظامِ قانون ہوکر گذرا ۔ بلکہ اوسکی مدد سے تمام اقوام ممالک کے قوانین
کے نظاموں کا ایک دوسرے سے مقابلہ کرسکتے ہیں ۔ روما کے قانون کا

انگلستان کے قانون کیساتھ۔ ہندوستان کے قانون کا امریکہ کے قانون کیساتھ اور علیٰ ہذالقیاس مقابلہ کے اسطریقہ کے فوائد ایسے بدیہی ہیں کہ اون کے اظہار کی چنداں احتیاج نہیں معلوم ہوتی اسکے ذریعہ سے قوانین کے وضع کرنے میں بے انتہا مدد ملتی ہے اور قانون کے کلی اصول جو مختص المقام ضروریات کی کفیل ہو سکتے ہیں قائم کئے جاسکتے ہیں۔

تعریفات

دفعہ ۱

تعریفات علم اصول قانون
قول آسٹن [۱]

(۱) علم اصول قانون ایک علم ہے جسکو قانون صریح کیساتھ جن پر بلا لحاظ اون کے خیر یا شر کے نظر ڈالی جائے

قول الیین [۲]

(۲) علم اصول قانون انسانی ورتابی امور کا علم ہے اور اور وہ فن ہے جسکا موضوع انصاف اور عدم انصاف ہے

قول پروفیسر ہالینڈ [۳]

(۳) علم اصول قانون کا اطلاق قانون کے حقیقی نظاموں یا قانون کی نافذ الوقت تعبیروں یا اوس کی ترمیم کی تجویزوں پر کرنا غلط ہے بلکہ یہ ایک علم کا نام ہے۔ یہ علم مادی نہیں بلکہ صوری یا تجزائی ہے اور قانون حقیقی یا صریحی کا علم ہے۔ عام اور خاص اور فلسفی و تاریخی میں جو اس کی تقسیم کیجاتی ہے وہ غلط ہے لہذا اس کی تعریف اسطرح کیجاسکتی ہے کہ یہ (قانون صریح کا صوری علم ہے)

قول سرسنگن [۴]

(۴) علم اصول قانون سے مراد قانون حقیقی یا صریحی کا علم ہے

[۱] ترجمہ علم اصول قانون سرسنگن صفحہ (۵)، [۲] ترجمہ الینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۱۰)، [۳] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ [۴] ترجمہ اصول قانون سرسنگن صفحہ (۱۶ و ۱۷)،

اور جو ابواب کہ صریحاً اس علم کی حدود میں داخل ہیں وہ حسب ذیل مضمونوں پر مشتمل ہیں۔

(۱) قانون کی اصلیت۔

(۲) حقوق و فرائض کی اصلیت اور اصولی امتیازات۔

توضیح[۱]۔ علم اصول قانون کے دیکھنے والے کو اخلاق یا انصاف کے مجرد اصول کے نظام سے بحث نہیں ہے بلکہ اوسکو انصاف کی اوس صورت سے بحث ہے جو قانون کے قواعد کے ذریعہ سے سمجھ میں آسکے۔

فصل دوم

قانون

تمہید اس فصل دوم میں بموجب ابتدائی تمہید حصۂ اول (قانون) کا بیان بہ ترتیب ذیل کیا جاتا ہے۔

باب دوم۔ قانون کی ترتیب عالمانہ اور اوسکا اخلاق سے تعلق۔
باب سوم۔ قانون کی تخلیق۔ مقصد[۲]۔ ماخذ[۳]۔ تعبیر[۴]۔
باب چہارم۔ قانون کے اقسام۔

باب دوم

قانون کی ترتیب عالمانہ اور اُس کا اخلاق سے تعلق

[۱] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۱۴)

تعریفات قانون قدرت — دفعہ ۱۱

قول پروفیسر ہالینڈ[۵۱] (۱) اخلاق کا وہ حصہ جو بنی نوع انسان کے افعال خارجی کے انضباط کیلئے ممتاز تر اور وسیع تر قواعد بہم پہونچاتا ہے (قانون قدرت) کہلاتا ہے۔

قول سیسرو[۵۲] (۲) قانون عقل کل ہے جسکا نقش لوح قدرت پر ثبت ہے اور جو ان باتوں کے کرنے کا حکم دیتا ہے جو کرنی چاہیئے اور ان باتوں کی ممانعت کرتا ہے جو نہ کرنی چاہیئے۔ اعلیٰ اور اکمل ترین قانون کا ظہور ان زمانوں میں ہوا جبکہ ابھی کوئی قانون بھی حیتز تحریر میں نہیں آیا تھا۔ اور نہ کوئی ریاست مدنی و سیاسی اعتبارات سے وجود پزیر ہوئی تھیں اور نہ قانون کی تکوین اسی وقت سے ہوئی جبکہ اوسے سپرد قلم کیا گیا بلکہ اسکا وجود روز ازل سے ہے۔

قول متاخر مقنن ہابس[۵۳] (۳) عقل عمل و صلح کے ایسے مناسب قواعد کے اختیار کرنیکی تحریک کرتی ہے جنپر انسان باتفاق باہمی کاربند ہو سکتے ہیں۔ انھیں قواعد کو دوسرے الفاظ میں (قانون قدرت) کہا جاتا ہے۔

قول جرمی ٹیلر[۵۴] (۴) قانون قدرت عام ضروریات زندگی کے متعلق دنیا کا یا یوں کہیئے کہ بنی نوع انسان کا عالمگیر قانون ہے جسکی طرف ہمارا بالطبع رجحان ہے جسے ہم باتفاق تسلیم کرتے ہیں اور جسکی محرک ہماری

---

[۵۱] ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۳۷)
[۵۲] ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۳۹)
[۵۳] ” ” صفحہ (۳۹)
[۵۴] ” ” صفحہ (۳۹)

عقل ہے۔ لیکن جو ہم پر صرف خدا کے حکم سے عاید کیا گیا ہے۔

قول ہوکر سینٹ ٹامس[۵۱] (۵) انسانی قوانین افعال انسانی کے انضباط کی تدابیر ہیں لیکن ان اعلیٰ تدابیر پر بھی اعلیٰ تر قوانین حاوی ہیں۔ اور یہ قواعد دو طرح کے ہیں۔ ایک قانون خدا۔ اور ایک قانون قدرت پس قوانین عالم قوانین قدرت کے مطابق اور صحف الہامی کی مخالفت کے بغیر بنائے جائیں ورنہ اُن میں خرابیاں اور اسقام پیدا ہوں گے۔

قول بلاک اسٹون[۵۲] (۶) چونکہ قانون قدرت بنی نوع انسان کیساتھ ہمیشہ ہی چلا آیا ہے اور خداوند عالم کا صادر کیا ہوا ہے۔ اسلئے واجب التعمیل ہونیکے لحاظ سے اس کو تمام دوسرے قوانین پر ترجیح رتفوق حاصل ہے۔

کرۂ زمین پر تمام ملکوں اور تمام زمانوں میں یہ قانون یکساں طور پر حاوی ہے۔ انسان کا بنایا ہوا کوئی قانون جائز نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ اس کے مخالف ہو۔ اور جو قوانین انسانی کہ جائز ہیں ان کے اقتدار و جواز کا ماخذ بالواسطہ یا بلاواسطہ یہی قانون قدرت ہے۔

قول ڈوماسٹھینس[۵۳] (۷) تمام قوانین کا مقصد حصول انصاف ہے۔ چونکہ خدا خود منصف حقیقی ہے۔ اسلئے یہ بیان کیا جاتا ہے کہ انسانی قوانین کا منشاء یہ نہ ہو جو اس اصل سے جدا ہو جائیں جس پر کہ وہ متفرع ہیں۔

افادات مزید توضیح کیلئے ملاحظہ ہو (حق قدرتی) دفعہ (۴۳) باب پنجم فصل سوم حصۂ اول مجموعہ ہذا۔

[۵۱] ترجمہ جورس پروڈنس ہالینڈ صفحہ (۴۱)
[۵۲] " " صفحہ (۴۱)
[۵۳] ترجمہ اصول قانون سرٹنگن صفحہ (۸)

قانون کی اصولی ترتیب عالمانہ

دفعہ ۱۲ بحکم رب العالمین نظام عالم قائم اور اسکا ثبوت کثرت سے وحدت کیطرف استدلال کرنیکے طریقہ کی رو سے اس طرح مل سکتا ہے کہ بلحاظ علوم جدیدہ سیارۂ زمین وسیارگان دیگر وغیرہ آفتاب عالم کے تابع حکم تسلیم کیئے جاچکے ہیں تو آفتاب عالم بھی جبکہ مثل سیارگانِ دیگر کے باوقات غیر متغیر خود گردش میں پایا جاتا ہے تو یہ مسئلہ بالکل صاف ہے کہ آفتاب عالم بھی ایک ایسی زبردست قوت کے زیر حکم ہے جس کے قوانین کی تابع فرمان کل کائنات ہے اور کائنات کا دارو مدار قانون پر ہے جسکے ساتھ ہی بقول پروفیسر ہالینڈ[1] انسان کے دل میں یہ یقین بھی ہمیشہ سے جاگزین رہا ہی کہ بعض قواعد جنکا مقصد اوسکے افعال اور اعمال کی ہدایت ہے اوسکے احاطۂ علم میں ہیں اور ان قواعد کو یا تو ایک فوق الانسان طاقت نے براہ راست الہام کے ذریعہ سے اوسے سکھایا ہے یا اونکا استخراج خود اسی نے اوس طاقت کی مشیت کے مظاہر سے جن تک رسائی ممکن ہے کیا ہے۔ اور اس تجربہ ذاتی کی وساطت سے اپنی ذاتی بھلائی و برائی میں تمیز پیدا کر کے اوسکے منشاء وغایت کی اتباع اپنا فرض قرار دیا ہے۔ اور اس اصول پر عمل کر لیا ہے کہ بدین غرض اشیاء خارجی کی کیفیت سے اوس کے حواس ایک خاص طور پر متکیف ہوں اشیاء مذکور کی ترتیب و تدوین ایک طریقہ معینہ پر عمل میں آئی ان واقعات پر لحاظ کرنے سے **قانون قدرت۔ قانون ربانی۔ قانون اخلاق۔ قانون حسن و جمال**۔ اور اسی قسم کے جملوں کی توجیہ بہ آسانی ہوسکتی ہے

---

[1] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۲۴)

ہے۔ بلحاظ اِس کے۔

علوم طبعی [۵۱] | الف۔ جن علوم کو قدرت کے خارجی مظاہر سے اور الہامات الٰہی سے بحث ہے وہ علوم طبعی اور

علوم عملی [۵۲] | ب۔ جن علوم کو انسان کے افعال کیساتھ بحث ہے وہ علوم عملی کہلاتے ہیں۔

لفظ قانون [۵۳] | لفظ قانون جو دونوں علوم سے تعلق رکھتا ہے۔ علوم طبعی جیسے نظری علوم میں لفظ قانون مظاہر خارجی کے مشاہدہ کئے ہوئے تعلقات کے مجرد تصور کے مفہوم میں استعمال کیا جاتا ہے۔ خواہ وہ تعلقات سلسلۂ علت و معلول پر مشتمل ہوں خواہ تواتر و تسلسل زمانی پر منتہی ہوں۔ اسی طرح۔

عملی علوم میں لفظ قانون سے مراد لیجاتی ہے۔ مجرد تصور اون قواعد و ضوابط کا جو افعال انسانی کو منضبط کرتے ہیں۔ پس۔

ان ہر دو معانی کا اظہار مشہور مقننین کے اقوال ذیل سے ہوگا۔ ملاحظہ ہوں دفعات [۵۴] ذیل (۱۳ و ۱۴)

تعریفات قانون ترتیب کائنات کے معنوں میں [۵۵] | دفعہ ۱۳

قول وید | (۱) قانون بادشاہوں کا بادشاہ ہے اور اُن سے بھی زیادہ قوی اور سخت ہے۔ قانون سے زیادہ طاقتور چیز اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ زبردست سے زبردست شہنشاہ کیطرح اِس کی مدد سے زیر دست بالا دستوں پر غالب آسکتے ہیں۔

---

۵۱ ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۲۵)　　۵۳ ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۲۵)

۵۲ " " " صفحہ (۲۶)　　۵۴ " " " صفحہ (۲۷)

قول پنڈار	(۲) قانون انسانوں اور دیوتاؤں سب کا بادشاہ ہے
قول ڈیما ستھنز	(۳) جو کچھ کہ ہم کو نظر آتا ہے اگر ہم اسپر اعتبار کر سکتے ہیں تو تمام دنیا اور تمام ربانی چیزوں اور اون پر جنھیں ہم موسموں سے تعبیر کرتے ہیں۔ قانون اور ترتیب حاوی ہے۔
قول کریسی پس	(۴) قانون عقل سلیم ہے جو تمام اشیا میں ساری ہے اور جو لبطر مہا دیوتا کائنات کے منتظم اعلیٰ کا گویا دوسرا نام ہے۔
قول ہوکر	(۵) قانون کی نسبت یہ کہا جا سکتا کہ اوسکی مسند خدا کا سینہ ہے اوسکی آواز کائنات کا راگ ہے۔ آسمان اور زمین کی تمام چیزیں اوسکی مطیع و محکوم ہیں۔ ادنیٰ سے ادنیٰ مخلوق اوسکے ظل حمایت میں ہے۔ اور اعلیٰ سے اعلیٰ کو اوسکے دائرۂ اقتدار سے تجاوز کرنے کی مجال نہیں۔ کیا فرشتے کیا انسان اور کیا دوسری مخلوق۔ ایک زبان ہوکر اوسے اپنے امن و راحت کا بخشنے والا تسلیم کرتے ہیں۔ اور گو اونکا طریقۂ اظہار مختلف ہے تاہم سب اوسکی تعریف میں ایک ساتھ رطب اللسان ہیں

دفعہ ۱۴

تعریفات قانون اصدار افعال کے ایک قاعدہ کے معنوں میں[1]	
قول پروفیسر ہالینڈ	(۱) قانون کسی قسم کے قاعدہ یا ضابطہ کو کہتے ہیں۔ جسکے ذریعہ سے افعال منضبط ہوں۔
قول ہوکر	(۲) قانون وہ ہے جسے عقل اون حسنات میں حائل ہوتا ہے جنکا اختیار کرنا واجبات سے ہے۔

[1] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۴۴)

قول کانٹ | (۳) قانون ان حالتوں کا مجموعہ ہے جن میں ایک شخص کی ذاتی خواہشیں دوسرے شخص کی ذاتی خواہشوں سے آزادی کے ایک عام قاعدہ کے مطابق مل سکیں۔

قول ہیگل | (۴) قانون انسان کی عام مرضی کا مجرد اظہار ہے جسکا وجود کسی دوسری شئے کا محتاج نہیں۔

قول کراز | (۵) قانون زندگی کی خارجی کیفیات کا منضبط مجموعہ ہے۔ جنکی عقل کیساتھ تطابق ہو۔

قول سیوینی | (۶) قانون اس قاعدہ کو کہتے ہیں جسکے ذریعہ سے وہ غیر مرئی حد فاصل قائم ہوتی ہے جسکے اندر ہر شخص کو اپنی ذات وصفات کے لحاظ سے حفاظت اور آزادی حاصل ہو۔

قول سرٹگین[1] | (۷) قانون انسان کی زندگی اور تربیت کے اصل الاصول کے نشو نما کا مددگار ہے جس کی مداخلت انسان کے۔ ذہنی۔ اخلاقی۔ جسمانی۔ استعداد کو محدود نہیں کرتی بلکہ اوسکو امداد پہونچاتی ہے۔

عملی علوم کی تقسیم قول پروفیسر ہالینڈ[2] | **دفعہ ۱۵**

عملی علوم حسب ذیل دو خاص حصوں میں تقسیم کئے جا سکتے ہیں۔

افعال معنوی | (۱) ایک وہ جسکا موضوع مشیت یعنے قوت ارادی کی حالتیں ہیں بلحاظ اس امر کے کہ یہ ارادی حالتیں صوری لحاظ سے افعال پر منتہی ہوں جسکو علم **اخلاق** یا علم **افعال معنوی** کہتے ہیں۔ بلاحظہ ہو دفعہ آئندہ (۱۶) اخلاق

---

[1] ترجمہ اصول قانون سرٹگین صفحہ (۸)
[2] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ ۳۲ و ۳۳

افعال صوری	(۲) دوسرا وہ جسکو قوت ارادی کی حالتوں سے اُس حدتک

بحث ہے جس حدتک کہ وہ حالتیں افعال کی شکل اختیار کرتی ہیں۔ اسمیں ارادی تغافل بھی شامل ہے) جنکو علم افعال صوری سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔
اسکی حسب ذیل دو قسمیں ہیں۔

قسم اول قانون اخلاق ملاحظہ ہو دفعہ آئندہ (۱۷)

قسم دوم قانون صریح " " (۱۸)

اخلاق[1]	دفعہ ۱۶ اخلاق انسانکا جزو زندگی اسوجہ کہا جاتا ہے کہ جب ہم دنیا میں

چاروں طرف نظر اٹھا کر دیکھتے ہیں تو انسان کو تعلقات کے زنجیروں میں جکڑا ہوا پاتے ہیں۔ جس سے اُسکی رہائی ممکن نہیں وہ دوسروں کی مدد کا محتاج ہے۔ دنیا میں قدم رکھتے ہی ماں۔ باپ اور دیگر قریبی رشتہ داروںکا اسقدر دست نگر کہ اگر وہ پرورش اور خبر گیری نہ کریں تو زندگی محال ہو جائے جوں جوں بڑا ہوتا ہے ضرورتیں زیادہ ہوتی جاتی ہیں۔ اور ضرورتوں کیساتھ تعلقات بڑھتے جاتے ہیں۔ خوراک۔ لباس۔ مکان۔ وغیرہ ضروریات زندگی دوسروں کی مدد کے بغیر مہیا نہیں ہو سکتیں۔ اگر ایک شخص بذات خود جملہ ضروریات بہم پہونچانا چاہیے تو اُسکی زندگی وبال ہو جائے۔ اور پھر بھی وہ ضرورتیں پوری نہ ہوں۔ پس یہ بات نہایت ضروری ہے کہ کوئی کاشتکاری کرے کوئی مزدوری کوئی کپڑا بُنے کوئی جوتا بنائے۔ اسی پر دوسری کاموںکو

[1] اخلاق جمع ہے خلق کی اردو میں خلق کی جگہ بھی عموماً اخلاق بصیغہ جمع بولا جا سکتا ہے اس دفعہ کے مضمون مندرجہ کیلئے ملاحظہ ہو (کتاب معیار الاخلاق باب اول)

قیاس کرنا چاہیئے ۔ جب ہم کہتے ہیں کہ انتظام دنیا کیلئے تمدن ضروری ہے۔ اور انسان مدنی الطبع ہے تو اسکا یہی مطلب ہوتا ہے کہ وہ باہمی امداد کا محتاج ہے ۔ اور حسن معاشرت کے لئے ایکدوسرے کیساتھ مل جل کر رہنا ضروری ہے اور مل جل کر رہنے کیلئے عمدہ اخلاق ایک امر لازمی ہے ۔

انسان مجموعہ ہے دو چیزوں کا ایک **جسم** دوسری روح جسکو نفس بھی کہتے ہیں جسم کو آنکھ سے دیکھ سکتے ہیں ہاتھ سے چھو سکتے ہیں اسلئے انسان کے تمام اعضائے جسمانی ظاہری صورت سے تعلق رکھتے ہیں ۔

روح ظاہری حواس سے محسوس نہیں ہوسکتی بلکہ عقل و بصیرت سے جسکا حال معلوم ہوسکتا ہے ۔ انسان کے افعال و اعمال ۔ عادات و خصائل ۔ جو روح کے خواص ہیں انسان کی باطنی صورت کا آئینہ ہے ۔

ظاہری صورت کو خَلق بالفتح ۔ اور باطنی صورت کو خُلق بالضم کہتے ہیں جب یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص خوش خَلق و خوش خُلق ہے ۔ تو اوسکا مطلب یہ ہوتا ہے کہ حسن ظاہری و باطنی دونوں سے آراستہ ہے ۔

تعریف اخلاق | خُلق نفس انسان کی ایک کیفیت راسخ ہے جس سے افعال بآسانی بلا فکر و تامل صادر ہوں ۔

اگر ایسے افعال صادر ہوں جو عقلاً و مذہباً و رواجاً پسندیدہ ہوں تو اوس کیفیت کا نام (حسن خُلق یا خوش خُلقی) ہے ۔ اور اگر برے افعال سرزد ہوں تو اس کو (سوء خلق یا بد خُلقی) کہتے ہیں ۔

نوٹ مزید توضیح کیلئے ملاحظہ ہو (تعریف حسن اخلاق) دفعہ (۱۴۴) باب پنجم فصل دوم حصہ اول مجموعہ ہذا

قانون اخلاق[۱]

دفعہ ۱۷

اون ضوابط کا علم جو ایک حکومت غیر معینہ کے ذریعہ سے نفاذ پذیر ہوتے ہیں جو قوانین کہ مبہم طور پر (اخلاقی قوانین) کے نام سے تعبیر کئے جاتے ہیں وہ باعتبار اپنی اصلیت اور وجوب کے بلحاظ حالاتِ ملک ایک دوسرے سے بہت کچھ اختلاف رکھتے ہیں۔ ان قوانین میں ادائے تلفظ۔ انتخاب وضع لباس۔ آداب مجلس آداب پیشہ وری عزت و آبرو کے اصول کے لحاظ سے شرفا کے باہمی عملدرآمد کے قوانین اور نیز چال و چلن کے متعلق اہم سے اہم اخلاقی قواعد شامل ہیں۔ ان سب کی مشترک خصوصیت یہ ہے کہ بنی نوع انسان کی جماعتوں کے خاص خاص طبقوں میں انکی مطابعت کیجاتی ہے اور جو شخص انکی خلاف ورزی کا مرتکب ہوتا ہے۔ اوسکا یا تو طرح طرح سے مضحکہ اُڑایا جاتا ہے۔ یا اوسے نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ یا اوس پر دباؤ ڈالا جاتا ہے۔ جس کی تعمیل محض سوسائٹی کی قوت پر منحصر ہے۔ حکومت کی جانب سے اوسمیں کوئی مداخلت نہیں کیجاتی۔ اور نہ اس کے متعلق کوئی قانون صریح حکومت کی جانب سے نافذ کیا جاتا ہے۔

دفعہ ۱۸

قانون صریح اور اوس کے تعریفات

قول پروفیسر ہالینڈ[۲]

(۱) اون ضوابط کا علم جو ایک حکومتِ معینہ کے ذریعہ سے نفاذ پذیر ہوتے ہیں وہ قانون انضباط افعال انسانی کا ایک عام قاعدہ ہے جو بلا لحاظ خیر و شر کے صرف خارجی افعال پر محیط اور اخلاق و قانون

---

[۱] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ ۲۳و۲۴ [۲] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ ۴۳و۴۴

قدرت سے جدا نہیں جسکو (ایک سیاسی جماعت انسانی میں سب سے اعلی حکومت متمدنہ نے جاری کیا ہو اور یہ قانون صریح کہلاتا ہے۔

قول ڈیماستھینیز | (۲) یہ وہ قانون ہے جسکی تعمیل تمام انسانوں کو بہت سے وجوہ کی بنا پر کرنی چاہیئے۔ علی الخصوص اسوجہ کی بنا پر کہ ہر ایک قانون نہ صرف خدا کی معرفت کا سراغ اور عطیہ ربانی ہے۔ بلکہ دانشمند آدمیوں کا فیصلہ ہے اور اختیاری خطاؤں کی تلافی کا ذریعہ ہے۔ اسکے علاوہ ایسے ریاست کے ایک عام دستور العمل سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ جسکے مطابق تمام اہالی ریاست کو اپنی زندگی بسر کرنی چاہیئے۔

قول زنوفن | (۳) کسی ریاست کی حکومت انتظامی بعد غور و خوض اُن امور کے متعلق جو کچھ فیصلہ کرے۔ جنپر کاربند ہونا واجب ہے اوسے قانون کہتے ہیں

قول انیا زمینیز | (۴) قانون ایک مقدمہ معینہ کو کہتے ہیں۔ جسے اراکین ریاست نے بالاتفاق قایم کیا ہو۔ اور جس سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ ہر ایک فعل کے ارتکاب کا کیا طریقہ ہے۔

قول ہابس | (۵) قانون صریح اُس شخص کے قول کو کہتے ہیں جو استحقاقاً کسی امر کے اختیار یا ترک کرنیکا حکم دے۔

قول بنتھم | (۶) قانون صریح اظہار خیالات کے اوس حصہ کا نام ہے جس کے ذریعہ سے ایک شخص یا کئی اشخاص دوسروں کے مقابلہ میں جن پر منفرداً یا مجتمعاً اونکو تفوق حاصل ہو۔ ایک عمیم الاطلاق اور دوامی طور پر برقرار رہنے والے فعل یا حالت ارادی کا اظہار کریں۔

قول سیوینی | (۷) حق موجبہ جسکا اظہار زبان کے ذریعہ سے ہو اور جو اقتدار علی الاطلاق کا مورد و مہبط ہو قانون کہلاتا ہے۔

قول ربنس | (۸) قانون حق کے اون خارجی معقولوں کا نام ہے جسے کسی ریاست کا اعلی ترین حاکم حیز تعین میں لائے۔

قول اہیرنگ | (۹) قانون اون لازمی قواعد کے مجموعہ کا نام ہے جو کسی ریاست میں جاری ہوں۔

قول ڈرنبرگ | (۱۰) قانون تعلقات زندگی کی اوس ترتیب اور انضباط کو کہتے ہیں۔ جو مشیت خلائق عامہ کے ذریعہ سے قائم ہو۔

قول مسٹر سید محمود جسٹس[۵۱] | (۱۱) قانون وہ ہے جو ہر گروہ انسانی میں بوجہ اونکے مدنی الطبع ہونے اور ملکر رہنے کے جاری ہو۔ یہ قانون مرکب ہوتا ہے اون احکام سے جو کہ کسی گروہ پر حکومت کرنے والوں نے جاری کئے ہوں۔

حکومت کی بقار کیلئے لازم ہے کہ کچھ قواعد جنکو قانون کہتے ہیں موجود ہوں اور اسی طور پر یہ بھی لازم ہے کہ جہاں قانون ہو وہاں اوسکی بقار کیلئے حکومت ہو غرضکہ ایک دوسرے کی بقار کیلئے لازم و ملزوم ہیں۔

فرق مابین قانون قدرت و قانون صریح قول پروفیسر ہالینڈ[۵۲] | دفعہ ۱۹

(۱) قانون صریح کے ضوابط ضبط تحریر میں آتے ہیں اور اسمیں تغیر بھی ہوسکتا ہے۔

(۲) قانون قدرت غیر تحریری و غیر متغیر ہے۔ اور

بقول اسٹین[۵۳] | تمام جاندار ون یعنے انسان و حیوان دونوں سے متعلق ہے۔

---

[۵۱] شرح قانون شہادت مولفہ صاحب جج ل (مقدمہ) [۵۳] ترجمہ اصول قانون سرزمنگن صفحہ (۳۱)

[۵۲] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۴۲)

توضیح[۱] ۔ رسم و رواج کو بھی قانون غیر تحریری کہا جا سکتا ہے ۔

جرمن کا دعویٰ متعلق قانون غیر تحریری[۲] جرمن کے قانون غیر تحریری کی نسبت یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ وہ روما کے قانون غیر تحریری کیطرح نافذ اور صادر نہیں کیا گیا ہے بلکہ قانونِ قدرت کے مخزن سے دریافت اور اخذ کیا گیا ہے ۔

فرق مابین قانون و اخلاق **دفعہ ۲۰** متذکرہ صدر عملی علوم کے دو حصوں میں تقسیم ہونے سے یہ امر اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے کہ ایک ہی علم عملی کی دو شاخیں ۔ **اخلاق اور قانون** ہیں ۔ بلحاظ اسکے اخلاق سے قانون کسی صورت جدا نہیں ہو سکتا ۔ ان دونوں کا فرق مقنین کے اقوال ذیل سے ظاہر ہے ۔

قول ڈاوڈ ڈیٹولوے ۔ جو دانکیو کا ممتاز ہموطن اور[۳] (۱) قانون اخلاق سے جدا نہیں ہے بیرو اور اطالیہ کے نہایت نکتہ سنجوں سے ہے ۔ بلکہ محض اسکی دوسری قسم ہے ۔ قانون صرف ابنائے جنس کے فائدہ سے محدود اور اسکا حلقہ تمدن مختلف مدارج کے مطابق وسیع یا تنگ ہوتا رہتا ہے ۔ اول اول کوئی شئے مذہب سے علحدگی اختیار کی ہوئی معلوم نہیں ہوتی لیکن بتدریج علوم و فنون و اخلاق و قوانین ۔ اوس سے جدا ہوتے جاتی ہیں ۔ لیکن وہ جبلی رشتہ جو اونکو قانون سے تھا تو ٹتے نہیں پاتا حق اخلاق میں آکر خیر اور قانون میں آکر انصاف بنجاتا ہے ۔ غایت وہی ہے رشتہ بدل جاتے ہیں ۔

قول سر ٹینگن[۴] (۲) بر اعظم یورپ میں قانون اور اخلاق کے باہمی تعلق کی نسبت جو خیال فی زمانہ رائج ہے وہ بہئیت مجموعی یہ ہے کہ ان دونوں میں اسدرجہ کامل مغایرت

---

[۱] ترجمہ اصول قانون سر ٹینگن صفحہ (۴۴)
[۲] " " " " " (۴)
[۳] " " " " " (۱۲)
[۴] ترجمہ اصول قانون سر ٹینگن صفحہ (۱۴)

نہیں ہو سکتی کہ موخر الذکر۔ اول الذکر کے دائرہ سے خارج سمجھا جائے اور یہ کہ تمام ممالک متمدنہ میں اول الذکر کا ثانی الذکر کی ذمہ داری اُٹھانا لازم ہو جاتا ہے۔ اسمیں ذرا شک نہیں کہ ہر سلطنت کا یہ سب سے بڑا مقصد اور مدعا ہونا چاہئے۔ کہ وہ جہاں تک ممکن ہو اخلاق کے نشو و نما کی تائید اور اعانت کرے۔ یہ بھی سچ ہے کہ اخلاق اور قانون کی بھی وہی غایت ہے یعنے انسان اور انسانی سوسائٹی کو کمال کو پہونچانا اور یہ بات کہ قانون کبھی اخلاق کے برخلاف اپنا علم مخالف بلند نہ کریگا۔ ابھی تک زمانہ حال کے قانون کے تمام نظاموں کے اس مسئلہ اصول سے ثابت ہے کہ۔

مسئلہ جو معاہدات عمدہ اخلاق کے تناقض ہوں وہ مصلحتِ عامہ خلائق کے اغراض کے مخالف ہونیکے باعث خلاف قانون ہیں۔

قول پیرداں ڈماسھنیس[۵۱] (۳) قانون کوئی ایسی چیز نہیں ہے۔ جو اخلاق سے غیر متعلق یا فی نفسہٖ مختلف ہو۔ اوسکا بھی اخلاقی پہلو ہوتا ہے اور وہ دنیا کے اخلاقی نظام پر مبنی ہے۔ لیکن اخلاق کی سب باتیں اس قابل نہیں ہیں کہ وہ بطور قانونی اصول کے تصور کی جائیں۔ بہت سے قانونی اصول جنکو قانون صریح تسلیم کرتا ہے۔ زیادہ تر مصلحت یا افادہ کی بنا پر مقرر کیے جاتے ہیں نہ کہ اخلاقی لحاظ سے اسلئے وہ اخلاقی نہیں بلکہ محض قانونی اصول ہیں۔

قول لاریمر[۵۲] (۴) فلسفہ قانون کا تعلق فلسفہ اخلاق سے وہی ہے۔ جو کہ نوع کو جنس کے ساتھ ہے۔

---

[۵۱] ترجمہ اصول قانون سر پیننگن صفحہ (۹) [۵۲] ترجمہ اصول قانون سر پیننگن صفحہ (۱۱)

اخلاق	قانون
قول وائکو[1] (۵) اخلاق قانون کی علت اور قول امیرنش[2] (۶) اخلاق اعمال کی نیت سے بحث کرتا ہے۔ (۷) اخلاق کے احکام علی الاطلاق ناممکن التغیر اور زمان و مکان کے قیود سے مبرا ہیں۔	(۵) قانون اخلاق کا معلول ہے (۶) قانون کو اعمال کے خارجی یا محسوس نتائج سے بحث ہے۔ (۷) قانون کے احکام اعتباری اور اور قابل تغیر ہیں کیونکہ جو شرائط بنی نوع انسان کی زندگی اور ترقی پر حاوی ہیں اور وہ زمان اور مکان تعلیم و عادات کے لحاظ سے اختلاف رکھتے ہیں۔ باین ہمہ قانون کا انتہائی اصول ناممکن التغیر اور دائمی ہے۔ اور ہر جگہ اور ہر زمانہ میں اوسکا انحصار اس امر کے وجوب پر ہوتا ہے۔ کہ ہر شخص کیلئے اون ذرایع کو مہیا کیا جائے جو اوسکے نشو و نما کیلئے ضروری ہوں جو چیزیں کہ بدلتی ہیں وہ یہی ذرایع ہیں جو افراد اور اقوام کے طبائع کے لحاظ سے تغیر پذیر ہوتے رہتے ہیں۔

[1] ترجمہ اصول قانون سر ڈننگن صفحہ (۱۲)
[2] ” ” ” ” (۱۲)

(۸) اخلاق وہ فن ہے جسکو ذہنیات سے تعلق ہے۔ اور	(۸) قانون وہ فن ہے جسے خارجیات کو سروکار ہے۔
قول پروفیسر ہالینڈ[۵۱] (۹) اخلاق اپنی نوعیت اصلی کے اون فرائض پر نظر ڈالتا ہے جنکی بجا اوری قوت ممیزہ یعنے نور ایمان پر واجب ہے۔ اور	(۹) قانون اون حقوق پر نظر ڈالتا ہے۔ جو لوازم تمدن ہیں۔
(۱۰) اخلاق کے احکام کی تعمیل سوسائٹی کی قوت پر منحصر ہے۔	(۱۰) قانون کے احکام کی تعمیل حکومت اپنی قوت سے کراتی ہے۔

ہدایت۔ مزید توضیح کیلئے ملاخطہ ہو۔ فرق مابین حق اخلاقی و قانونی۔ دفعہ (۷۴) باب پنجم فصل سوم حصہ اول مجموعہ ہذا۔

باب سوم

قانون کی تخلیق[۱]۔ مقصد[۲]۔ ماخذ[۳]۔ تعبیر[۴]

قانون کی ابتدا اور اوسکی وجہ تخلیق قول سر ہنٹنگن[۵۲] **دفعہ ۲۱** زمانہ ابتدائی میں لوگ اپنی اپنی حفاظت کیلئے ملکر رہتے تھے۔ اور حملہ آوری کے خوف سے اپنے بچاؤ کیلئے آپس میں ملکر رہنے کی اونکو ترغیب ہوئی تھی۔ الیسی جماعتوں

---

[۵۱] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۲۴)

[۵۲] ترجمہ اصول قانون سر ہنٹنگن صفحہ (۱۱۵)

ہیں یہ عام فہم اصول کہ۔

مسئلہ۔ شخص واحد کے اغراض پر اوس گروہ کے اغراض کو ترجیح دینی چاہیے جس میں کہ وہ رہتا ہے۔

قدرتی طور پر بہت جلد ظہور میں آتا ہے۔ اسطرح ہر شخص واحد اوس گروہ یا جماعت کا جو کہ کل پر مشتمل ہے محض ایک رکن تصور کیا جاتا ہے لیکن کل کو محفوظ رکھنے کیلئے اونکے اجزا کے ثبات کی ضرورت ہے۔ جسکے لئے ایک خاص انتظام قایم کرنا چاہیے۔ اگر ایسا نہ کیا جاے تو کسی گروہ کو تھوڑے عرصہ تک بھی محفوظ رکھنا غیر ممکن ہوگا۔ لیکن اتصال و ارتباط کی خواہش جو انسان کو مدنی الطبع بناتی ہے اونکو یہ بھی سکھاتی ہے کہ ایک قاعدہ مقررہ کے مطابق وہ اپنے افعال کو ضبط کریں اگرچہ کہ یہ قوت انضباط ابتدا میں خفیف ہی ہی لیکن جو کچھ شروع میں قریب قریب غیر محسوس تھا وہ متواتر رواج اور استعمال سے بتدریج عامہ خلائق کے اسقدر ذہن نشین ہوتا ہے کہ اوسکو لوگ طرز عمل کا ایک ایسا واجب الاتباع قاعدہ سمجھنے لگتے ہیں جسکی خلاف ورزی یقیناً اس گروہ کی سخت ناخوشنودی کا باعث ہوگی جسکا کہ شخص مرتکب خلاف ورزی ایک رکن ہے۔ چھوٹی جماعتوں میں عام گروہ یا اوسکے بڑے حصہ کی ناخوشنودی نظر انداز نہیں کیجا سکتی اسطور پر وہ قاعدہ جو ابتدا میں غیر محسوس تھا۔ رفتہ رفتہ اسقدر زور پکڑتا جاتا ہے کہ اوسکی مخالفت محض غیر ممکن ہوجاتی ہے بالآخر۔

جب[۱] کوئی قوم تہذیب کی ایک خاص حالت کو پہونچتی ہے جب اوسکا عادی ہو لیتی

---

[۱] ترجمہ اصول قانون سر رننگن صفحہ (۱۴۱)

انتظام نہایت مستحکم اور پختہ ہوتا جاتا ہے۔ اور بالخصوص جب اسباب سیاسی کے اجتماع سے اوسکی تاریخ میں ایک جدید زمانہ کی ابتدا قائم ہوتی ہے تو غیر منضبط قوانین کو ایک جگہ ترتیب دار مجموعہ کے طور پر اور ایسی عبارت میں جو آسان اور مختصر ہو اور جسکو عموماً سب لوگ سمجھ سکیں جمع کرنیکی ضرورت واقع ہوتی ہے۔ بلحاظ اسکے نظر بحالات ابتدائی۔

(۱) قانون اسوجہ معرض ظہور میں آیا کہ انسان مدنی الطبع تھا۔

(۲) قانون اسوجہ معرض ظہور میں آیا کہ ایک شخص کو دوسرے شخص سے مقابلہ میں جنگ کرنیکا خوف تھا۔

(۳) قانون اسوجہ معرض ظہور میں آیا کہ انسان کو فلاح وبہبودی کی تمنا یا حصول کمال کی خواہش تھی۔

(۴) فی زمانہ عموماً یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ قانون سے مراد دراصل ایک ایسا قاعدہ ہے کہ جسکی ضرورت گروہ انسان سے پیچیدہ تعلقات میں اوس گروہ کے افعال کی رہنمائی کیلئے پڑتی ہے۔

قول ہابس[۱] (۵) قانون دنیا میں اسلئے لایا گیا کہ خاص خاص اشخاص کی قدرتی آزادی کو اسطور سے روکے کہ وہ ایک دوسرے کو ضرر نہ پہونچا سکیں بلکہ اپنے دشمنوں کی مدافعت کیلئے آپس میں ملکر ایک دوسرے کی مدد کریں۔

قول مونٹیکیو[۲] قبل اسکے کہ قوانین اسطرح پر وضع کئے گئے ایسے تعلقات کا وجود ممکن نہ تھا جنسے کہ انصاف کا وجود لازم آتا ہو۔ اور جنھیں افراد انسانی کو تمدن کے رابطہ سے وابستہ کرنیکے لئے بمنزلہ ضروری شرائط کے تسلیم کیا جاتا تھا۔

---

[۱] ترجمہ اصول قانون سر جنکنز صفحہ (۱۹۱۰) [۲] ترجمہ بالیٹیکل جورس پروڈنس صفحہ ۲، [۳] ترجمہ اصول قانون سرجنکنز صفحہ (۲۲)

دفعہ ۲۲ — قانون کا مقصد

قول ڈوماستہنیس[۱] (۱) تمام قوانین کا مقصد حصول انصاف ہے۔

قول سر رینگن[۲] (۲) قانون کا اصل منشا حقوق قانونی کو پیدا کرنا اور انکی حفاظت کرنا ہے۔

قول مسٹر محمود جسٹس[۳] (۳) قانون کی ابتدا بالکل مبنی ہے خیال ملکیت پر یعنے اوس تعلق کے خیال پر جو مضاف اور مضاف الیہ کے مابین ہوتا ہے جیسے زید کا گھر اور بکر کا گھوڑا۔

بڑے بڑے مقننوں کا یہ قول ہے کہ فی الحقیقت حق کی ابتدا رشتہ اضافت پر مبنی ہے لیکن حق کے برقرار رکھنے کیواسطے قانون کا سب سے بڑا کام یہ ہے کہ اون اثرات کو باز رکھے جو ایک مدنی الطبع جماعت کے مختلف اشخاص کی جسمی قوتوں کے غیر مساوی ہونیکی وجہ سے پیدا ہوں۔ یعنے مستحق کمزور کو غیر مستحق زور آور سے بچا دے۔ ہر شخص کو اپنی ملکیت سے اسطور پر متمتع ہونے دے کہ اوسکو پورا اختیار حاصل رہے کہ غیر کو اس سے متمتع نہ ہونے دے۔ ان مقاصد کے حصول کے بغیر مالک کبھی اپنی ملکیت سے پوری طور پر متمتع نہیں ہو سکتا۔ اور امن اصلی کسی گروہ انسانی میں قائم نہیں رہ سکتا۔

دفعہ ۲۳ — علم اصول قانون کا موضوع قانون ہے قول پروفیسر ہالینڈ[۴]

لاطینی جرمنی۔ فرانسیسی میں لفظ قانون سے مراد نہ صرف مجموعہ ہے بہت سے قوانین کا۔ بلکہ مجموعہ ہے حقوق کا۔ اور مجموعہ ہے اون تمام چیزوں کا جو انصاف پر مشتمل ہیں۔ بلحاظ

---

[۱] ترجمہ اصول قانون سر رینگن صفحہ (۸)
[۲] ″ ″ ″ ″ (۳۶)
[۳] شرح قانون شہادت ہند مولفہ صاحب مخول صفحہ ۲ مقدمہ
[۴] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۲۱)

اسلئے علم اصول قانون کا موضوع قانون ہے

مصدر قوانین ریاست ہے　دفعہ ۲۴

قول جرمن مقننین کراوز[۵۱] ریاست خاص مصدر قوانین ہے مگر اسطرح کہ اوسکی وجہ سے افراد و جماعت انسانی کا تشخص معدوم ہو جائے۔ ریاست گویا فرد اور جماعت دونوں کے مقدمہ کی فیصل کنندہ ہے۔

قول سر ٹنگن[۵۲] بلحاظ متذکرہ تعریف قانون صریح حکومت اعلیٰ ترین اپنی مرضی کو بطور قانون ظاہر و جاری کر کے اوسکی تعمیل بھی اپنی ہی قوت سے کراتی ہے اسلئے بھی ریاست مصدر قوانین کہی جا سکتی ہے۔

دفعہ ۲۵　قوانین کا قطعی ماخذ ایک ہی ہے جسکو ریاست کہتے ہیں قول پروفیسر ہالینڈ[۵۳]

قانونی اعتبار سے قوانین کا قطعی ماخذ ایک ہی ہے۔ جو انھیں قانونی لباس پہناتا ہے جسکو ریاست کہتے ہیں۔

استثناء

قوانین کا ماخذ قانون نہیں بلکہ قانون کے تابع ریاست رہی ہے قول سر ٹنگن[۵۴] ہندوستان میں ابتداءً ریاست کا اسطور پر وضع کیا جانا صرف اون ترقی یافتہ جماعتہائے انتظامی کا خاصہ ہے جس میں قانون مجموعہ رواجات و روایات ہونیکے بجائے ایک مستقل فن کی حیثیت اختیار کرتا ہے۔ زمانہ قدیم کی سوسائٹیوں میں قانون کے اس ماخذ کا پتہ نہیں چلتا۔ ان سوسائٹیوں میں وہ قواعد جو تمام عملی اغراض کیلئے حکم قانون کا رکھتے ہیں اور جن سے افعال انسان (جہاں تک کہ اون افعال کا مقصود حقوق پیدا کرنا یا فرض عائد کرنا ہے) منضبط ہوتے ہیں

---

[۵۱] ترجمہ اصول قانون سر ٹنگن صفحہ (۸)　[۵۳] ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۵۵)

[۵۲] ” ” ” ” (۱۰۹)　[۵۴] اصول قانون سر ٹنگن صفحہ (۱۱۴)

ایک مختلف پیرایہ میں وجود پاتے ہیں۔

جب[51] برطانیہ کی عملداری ہندوستان میں قائم ہوئی اسوقت ہندوستان میں بالعموم اور پنجاب[52] میں بالخصوص جو حالت تھی اوسپر آسٹن کے اس تصور قانونی کا کہ (قانون ریاست کا ماخذ ہے) اطلاق ناممکن ہے۔ اسطرف اول اول سر ہنری مین نے توجہ دلائی اور اس مضمون پر اوس نے جو دلچسپ بحث کی ہے۔ اوسکا نتیجہ ہے کہ قانون رواجی نے ایک بالکل جدید صورت اختیار کی اور وہ قانون کے آسمان پر بطور ایک نئے نظارہ کے نمودار ہوا جسکی وضاحت حسب ذیل کیجاتی ہے۔

نوعیت اصول قانون ہنود[53] ہنود کے اصول قانون کی نوعیت درحقیقت یورپ کے تمام نظاموں سے بالکل مختلف ہے ہندو رشیوں کو جنھوں نے سنتھائیں لکھی ہیں۔ کوئی دنیوی اختیار حاصل نہ تھا اور جو قواعد کہ وہ مقرر کرتے تھے اونکی پابندی کسی دنیاوی بادشاہ یا حاکم کی منظوری پر مبنی نہ تھی بلکہ اوس تعظیم پر منحصر تھی جو عام طور پر ان بزرگ دانش آموزان کا حصہ تھی۔ اور جس حکمت عملی کیساتھ یہ واضعان قانون قواعد کو ترتیب دیتے تھے۔ اوسکی تحسین کئے بغیر کوئی شخص نہیں رہ سکتا۔ اونکا یہ دعویٰ نہ تھا کہ خود اپنے ایجاد کئے ہوئے حکمانہ قوانین کو وضع کریں بلکہ وہ اپنے قواعد وید کے احکام سے مدون کرتے تھے۔ جنکی وسعت اس درجہ عظیم الشان ظاہر کیجاتی تھی کہ اوس

---

[51] اصول قانون سر ہنگن صفحہ ۱۱۹، [52] اصول قانون سر ہنگن صفحہ ۱۱۹۱، پنجاب کے ادن حصوں میں جہاں رعایا کی عادات بالکل سادہ اور اونکا زیادہ حصہ زراعت پیشہ ہے اور احکام شرع محمدی و احکام شاستر ہنود سے بالکل ناواقف اور پوری طور پر رسم و رواج کے تابع ہیں اور اوس سے صفحہ ۱۲۶، عرصہ دراز سے مانوس ہونیکے باعث لوگ ایسے ایک حقیقی اور صحیح قاعدہ سمجھنے لگے ہیں جسکی خلاف ورزی کو عامۂ خلائق نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور یہ ایک مسلمہ اصول بھی ہے کہ مسئلہ کوئی امر خلاف مصلحت عامہ جائز نہیں سمجھا جا سکتا۔

[53] ترجمہ اصول قانون سر ہنگن۔ صفحہ ۱۲۲

پر بوجہ احسن عبور حاصل کرنا طاقت بشری سے خارج تھا۔ اون کو صرف اس قانون الٰہی کی جسکا ماخذ ازلی اور جسکی نوعیت ناممکن التغیر تھی تفسیر یا زمانہ سابق کے رسم ورواج معززہ کی تشریح کرنیکا دعویٰ تھا اور اسی دعوے پر وہ اوسوقت بھی قائم رہے جبکہ وہ اصولی اصلاحیں جاری کرتے گئے اُنھوں نے ایک ضرب قلم سے زمانہ قدیم کے وحشیانہ انتظامات و ودستورات کے استیصال کی کوشش نہیں کی کیونکہ اونکو اس بات کا علم تھا کہ قدامت اور رواج کی طاقت عظیم الشان ہے اس لئے جب وہ کسی مروجہ طریقہ یا رواج کو موقوف کرنا چاہتے تھے تو کسی صریح حکم امتناعی کے ذریعہ سے نہیں کرتے تھے بلکہ اوس طریقہ میں اصلاح کرنے کے بہانہ سے اوسکے ساتھ اسقدر شرائط اور مذہبی رسوم مقرر کردیتے تھے کہ فی الواقع اوسکی بجا آوری محال ہوجاتی تھی پس ان رشیوں کو اگرچہ عوام الناس یا بادشاہ وضع قوانین کیلئے مقرر نہیں کرتا تھا تاہم اونکے مقرر کئے ہوئے قواعد کی پابندی عام طور پر زمانہ حال تک بمنزلہ احکام کے کیجاتی ہے اور برہمنوں کے عروج کے زمانہ میں اونھیں جسقدر جان تھی وہی جان اب بھی باقی ہے۔ ایک اور امر جو قابل لحاظ ہے اور جس سے ان قدیم ہندو مقننوں کی دنیوی عقلمندی ثابت ہوتی ہے یہ ہے کہ اُنکا اصل اصول یہ تھا کہ رسم یا رواج اعلیٰ ترین قانون ہے اور ہر ایسے طریقہ کی نسبت جو قانوناً گو جائز ہو لیکن جسکو تمام دنیا نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہو یہ ظاہر کرتے تھے کہ اوس سے مسرت اخروی حاصل نہ ہوگی اور وہ اس قابل نہیں ہے کہ اختیار کیا جائے۔ اس قسم کے عاقلانہ مقولوں سے ان مقننوں کے ضوابط میں لف ونشر کی استعداد پیدا ہوگئی اور یہی وجہ ہے کہ باوجود مرور اقران وہ متروک العمل نہیں ہوئے۔

رسم و رواج[1] | علیٰ ہذا رسم و رواج کے قواعد جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے عملداری انگریزی ہند میں استحکام پذیر ہونیکے پہلے اعلیٰ حکومت انتظامی کی صریح یا معنوی منظوری کیوجہ سے نہیں بلکہ عقل عامہ کی اس نہایت ہی سادہ ہدایت کے لحاظ سے نافذ کئے گئے کہ ہمیں ہر امر کی نسبت اپنے آباو اجداد کے تجربہ کے نتائج کو نظر انداز نہ کرنا چاہیئے۔ یا دوسرے الفاظ میں اسوجہ سے کہ نظیر سابق کا ہمیں بدرجۂ غایت لحاظ کرنا چاہیئے۔

تفصیل اون ماخذوں کی جن سے قوانین اخذ کئے جاتے ہیں قول پروفیسر ہالینڈ[2] | دفعہ ۲۶

حسب دفعہ ۲۵ قانونی اعتبار سے قوانین کا ایک ہی قطعی ماخذ ریاست قرار پانیکے بعد ریاست کیطرف سے جو قوانین نافذ کئے جاتے ہیں وہ قوانین متعدد ماخذوں سے اخذ کئے جاتے ہیں جنکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) قانون وضع قوانین سے اخذ کیا جاتا ہے۔	ملاحظہ ہو۔ دفعہ	۲۷
(۲) قانون رسم و رواج سے اخذ کیا جاتا ہے۔	"	۲۸
(۳) قانون مذہبی اصول سے اخذ کیا جاتا ہے۔	"	۲۹
(۴) قانون تصنیف گستری یعنے اکلویٹی سے اخذ کیا جاتا ہے	"	۳۰
(۵) قانون علمی مباحث سے اخذ کیا جاتا ہے۔	"	۳۱
(۶) قانون تصفیہ مقدمات کیصدور توسط سے اخذ کیا جاتا ہے	"	۳۲
(۷) قانون اصلی کی شرح اور قانون دانوں کے آرا سے قانون اضافی اخذ کیا جاتا ہے۔	ملاحظہ ہو۔ دفعہ	۳۳

قانون وضع قوانین سے اخذ کیا جاتا ہے | دفعہ ۲۷

[1] ترجمہ اصول قانون سر ہننگین صفحہ ۲۵ ۔ [2] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ ۵۵ ۔

قول سر ٹننگین[1] | باعتبار تعریف قانون صریح جسکو کسی سرکار اعلیٰ ترین کا جاری و نافذ کرنا لازمی ہے اوس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہمکو زمانہ حال کی مہذب ریاستوں میں وضع قوانین کو وہ ابتدائی شکل تصور کرنی چاہیے جسمیں ایک خود مختار جماعت انتظامی کی حکومت اعلیٰ ترین اپنی مرضی کو بطور قانون کے ظاہر کرتی ہے

قول پروفیسر ہالینڈ[2] | بڑھتی تہذیب کیساتھ وضع قوانین کا رجحان اسطرف ہوتا ہے کہ بلا مشارکت احدی۔ قانون جدید کا مصدر واحد قرار پائے بلحاظ اسکے وضع قوانین سے ہی قانون کا اخذ کیا جانا صحیح ہے

پس اس قانون سازی کیلئے دو ناطق ذرائع[1] واضعان قوانین اور عدالتیں ہیں (۱) واضعان قوانین نئے قوانین بناتے ہیں۔ اور (۲) عدالتیں قدیم قوانین کی تصدیق اور تشئید یعنے مضبوطی کرتی ہیں جس سے نئے اصولوں کی بھی ساتھ ترویج ہوتی ہے۔

توضیحات

مقامی قوانین میں عدم مداخلت[3] | (۱) انگلستان کے ججوں کا میلان اسطرف ہے کہ پارلیمنٹ برطانیہ کے کسی ایکٹ کو کل سلطنت برطانیہ سے متعلق نہ کیا جائے۔ اگر مقامی قوانین میں مداخلت کیجاتی تو سخت پیچیدگیوں کا احتمال تھا

اختیار وضع قوانین[4] | (۲) حکومت اعلیٰ اس اختیار کو خواہ براہ راست کام میں لاتی ہے خواہ کسی جماعت ماتحت کے تفویض کرتی ہے

---

[1] ترجمہ اصول قانون سر ٹننگس صفحہ ۱۰۹ و ۱۱۰) [3] ترجمہ اصول قانون سر ٹننگس صفحہ ۱۱۰ و ۱۱۱
[2] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۱۷ و ۲) [4] " " صفحہ ۱۱۰ و ۱۱۱

تمثیلات

(۱) [1] پارلیمنٹ برطانیہ کی حکومت اعلیٰ ہند کے متعلق اپنے اختیارات وضع قوانین کا استعمال بجز براہ راست کرتی ہے۔ اوسکی ایک مشہور مثال قانون کونسل ہند مصدرہ سنہ ۱۸۶۱ء ہے۔

(۲) [2] اختیارات وضع قوانین کے تفویض کی مثالیں۔ نو آبادی ہائے انگلستان اور ہندوستان کے واضعان قوانین جیسے کونسل ہائے مدراس و بمبئی۔ کلکتہ و ممالک مغربی و شمالی و اودھ و پنجاب و برما ہیں۔

(۳) [3] یہ اختیارات کسی خاص شخص یا اشخاص کو بھی عطا ہوسکتے ہیں جیسے ہندوستان میں

الف۔ لفٹنٹ گورنروں کو از روے ایکٹ لیجسلیٹو کونسل ہند۔ اور

ب۔ جماعتہاے میونسپل کو حسب ایکٹ نمبر ۱۳ مصدرہ سنہ ۱۸۸۴ء۔ اور

ج۔ چیف کورٹ پنجاب کو حسب دفعہ ۱۴ ایکٹ نمبر ۱۸ مصدرہ سنہ ۱۸۸۴ء اور

د۔ مختلف کورٹہاے مقررہ حسب سند شاہی کو ایسا اختیار عطا کیا جا سکتا ہے۔ اسیطرح۔

ھ ریلوے کمپنی کو بھی قواعد بنانیکا اختیار دیا گیا ہے۔

و۔ حسب قرارداد سرکار ہندوستان کی بعض خود مختار دیسی ریاستوں کو بھی وضع قوانین کے اختیارات برقرار و حاصل ہیں جنمیں سب سے ممتاز تر ریاست حیدرآباد دکن بھی شامل ہے جسکے اختیارات وضع قوانین کی بابتہ ملاحظہ ہو

ترجمہ اصول قانون سر ہٹنگس صفحہ (۱۱۰) [2] صفحہ (۱۱۲)، [3] صفحہ (۱۲)

کتاب عہدنامجات مطبوعہ مطبع نولکشور جلد پنجم حصہ اول متعلقہ حیدر آباد دکن و مجموعہ گشتیات دیوانی طبع چہارم باب سوم قواعد و قرارداد سرکارین دفعہ ۲۶۲ تا ۲۸۷ و صفحہ ۳۰۲ تا ۳۱۱ و آئین دکن جلد (۷) صفحہ (۱۰۸) جسکی روسے فرماں روائے دکن خلد اللہ ملکہ و عظمتہ بنظوری خود یا اپنی مرضی سے اپنی ریاست کیلئے دوسرے حکام اعلیٰ کو بھی یہ اختیارات بطور خود عطا فرما سکتے ہیں۔

دفعہ ۲۸

قانون رسم و رواج سے اخذ کیا جاتا ہے | قانون مسلمہ عام حسن جنتشیم (دفعہ ۷)

مجموعہ ہذا کے ملاحظہ سے رسم و رواج کی ابتدا اور اوسکی اہمیت ظاہر ہوسکتی ہے اسکے سوائے دفعہ (۲۵) مجموعہ ہذا کا استثنا بھی ملاحظہ طلب ہے۔

قول پروفیسر ہالینڈ[۱] | کوئی رسم ترکیب پذیر ہونے سے پہلے کسی قانونی حجت پر مبنی نہیں ہوا کرتی اگرچہ اوسمیں شبہ نہیں کہ جب اول اول اسکی بنا پڑی تو ضرور کوئی مصلحت یا مذہبی خیال یا اتفاقی تحریک اوسکے معرض ظہور میں آنیکا باعث ہوئی ہوگی۔ جب کوئی طرز عمل عادۃً ایکدفعہ اختیار کرلیا جاتا ہے تو وہ سال بسال مستحکم اور متبرک ہوتا جاتا ہے۔ ہر شخص اوسے سبکو کاربند ہوتا ہوا دیکھتا ہے۔ عام طور سے اسکو مفید و نافع خیال کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص اوس سے منحرف ہوا تو اچھی نظروں سے وہ دیکھا نہیں جاتا۔ رسم کو ریاست کے اقتدار انتظامیہ نے کبھی لوگوں پر عاید نہیں کیا مگر اسکی تعمیل بلا حیلہ و حجت وہ اشخاص کرتے ہیں جو اعضاء ریاست ہیں درحقیقت اسمیں ذرا بھی شک نہیں ہوسکتا قواعد رواجی لوگوں میں اوسوقت موجود تھے جبکہ ابھی قومیں یا ریاستیں وجود پذیر بھی نہ ہوئی تھیں۔ ریاستونکی ترکیب پذیر ہونیکے بعد جماعت انسانی کی بہت سے رسمی رواجی قواعد

[۱] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۵۶ و ۵۷)

دستور جاری رہے اور اُن پر عمل ہوتا رہا۔ اور اس لحاظ سے اونکا جواز تعمیل زیادہ مستحکم ہوگیا۔ ابتداءً اونکا نفاذ تمام لوگوں کی رائے یا اشخاص متفرد کے جائز انتقام کی تحریک کے ذریعہ سے عمل میں آتا تھا۔ اب سیاسی اقتدار کی وساطت سے اونکی تعمیل کرائی جانے لگی۔ غرض کہ اسطرح سے وہ رسم ورواج قانون بن گئے۔

رسم ہر ملک میں بطور قانون کے پائی جاتی ہے۔ اگرچیکہ اوسکا میلان اسطرف ہے کہ دوسرے اقسام کے قوانین کے مقابلہ میں اسکی اہمیت کم ہوجاوے۔

(۱) رومتہ الکبرا میں اسے جس مور تیبس کانسٹیٹوشم

(۲) انگلستان میں اسے کامن لا یا (رسم ورواج ملک) کہا جاتا ہے۔

(۳) ہندوستان میں برہمن قانون کا بڑا حصہ رسم پر مبنی ہے۔

(۴) شرع محمدی[۱] صریح طور پر رسم کو تسلیم نہیں کرتی لیکن عملدرآمد اسطرح غالب آگیا ہے کہ خلاف احکام شرع شریف بعض اوقات عورتیں وراثت سے خارج کردیجاتی ہیں۔ اور فرزند اکبر کو حق ترجیح حاصل رہتا ہے۔ اسیطرح سلطنت ٹرکی میں بھی بزمانہ خلافت یعنی حکومت شخصی کے حالیہ شکست تک فرزند کے بجائے بزرگ خاندان تخت وتاج کا مالک قرار پاتا رہا ہے۔ جو اسی رسم ورواج کے یہ سب کرشمہ ہیں۔

قول سر ڈبلیو رٹنگکن[۲] رسم ورواج کو نظائر سابقہ کا اثر فی زمانہ انگلستان اور یوروپ کے دوسرے ممالک پر بھی اوسیقدر پڑا ہے جسقدر کہ اقلیم ہند یا قدیم روما پر پڑا تھا۔ اور اسکی تعظیم کوہ اولیمپس پر دیوتا جنکا ذکر ہومر کے اشعار میں ہے۔ اصل میں نہیں تو کم از کم ظاہرداری میں اوسیقدر کرتے تھے جسقدر کہ پنجاب کے موضع کے

[۱] ترجمہ اصول قانون سر رٹنگکن صفحہ (۱۲۰) [۲] ترجمہ اصول قانون سر رٹنگکن صفحہ (۳۶)

غریب زراعت پیشہ لوگ کرتے ہیں۔

ہندوستان میں رسوم کی اہمیت[1] ہندوؤں کا قانون تحریری (شاستر) رسم کو بوجوہ احسن تسلیم کرتا ہے اور اوسکو اعلیٰ ترین قانون کے نام سے تعبیر کرتا ہے منو کے مجموعہ میں اوس راجہ کو جو قانون الہامی سے واقف ہو یہ حکم دیا گیا ہے کہ دستور تجار اور خاص قبیلوں کے متعلق تحقیقات کرنیکے بعد اونکے لئے خاص قواعد مقرر کرے

امتیاز جواز رسوم[2] رسم کے جواز کیلئے اب عموماً یہ امر ضروری خیال کیا جاتا ہے کہ برتاؤ جس سے اوسکی تائید ہوتی ہو قدیم اور مستقل اور مقبول ہونا چاہئے اور بوجہ اسکے کہ وہ قانون کے عام قاعدہ کے خلاف ہوتا ہے اسلئے اوسکی تعبیر سختی سے ہونی چاہئے۔

توضیح[3]۔ رسم کے مقبول ہونے سے یہ مراد نہیں ہے کہ زمانہ حال کے خیالات کے لحاظ سے وہ واجبی یا غیر واجبی قرار دیجائے۔ بہت سے رسوم ایسے ہیں جو ہمارے انفرادی خیالات کے بموجب واجبی نہ سہی تاہم اونکے مطابق متواتر عمل ہوتا رہا ہو۔ اور وہ اخلاق کے اصل اصول یا اوس ریاست کے قوانین کے خلاف نہ ہو جسمیں کہ اوسکا موجود ہونا بیان کیا جائے۔

رسم کب قانون صریح ہوسکتی ہے قول آسٹن[4] رسم صرف اسوقت قانون صریح کی حیثیت اختیار کرتی ہے جبکہ وہ خود صراحتاً ان قوانین میں شریک کئے جانے کی وجہ سے جنکو حکومت اعلیٰ نے جاری کیا ہو۔ خواہ معناً بر بناء فیصلہ جات عدالتی

---

[1] ترجمہ اصول قانون سر ڈنگن صفحہ (۱۱۹) [3] ترجمہ اصول قانون سر ڈنگن صفحہ (۱۲۱)

[2] ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ (۱۲۱) [4] ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ (۱۲۲)

جسکی تعمیل ریاست اپنی حکومت کے زور سے کراتی ہے بمنزلہ قانون صریح کے مانی جائے

دفعہ ۲۹ مذہب اور قانون مذہبی اصول سے اخذ کیا جاتا ہے قول پروفیسر ہالینڈ[1]

قانون کی نسبت یہ بیان کیا جاتا ہے کہ (یہ منجملہ معلومات جدیدہ و مواہب یزدانی ہے) اس سے

(۱) یونانیوں کا خیال پورے طور سے ظاہر ہوتا ہے۔

(۲) قانون روما کی نشو و نما کا مطالعہ کرتے وقت اس اثر کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا جو مذہب نے اوسپر ڈالا ہے۔

(۳) زمانۂ حال میں بھی یورپ کے دنیوی قانون میں مذہبی قانون کا رنگ نظر آتا ہے

(۴) ایک عرصۂ دراز سے ایک کلیۂ قاعدہ چلا آیا ہے کہ مذہب عیسوی قانون انگلستان کا ایک جزو ہے۔

(۵) مشرق میں یہودیوں کے علاوہ اور بہت سی قوموں کیلئے مذہب قانون کا فوری بلکہ واحد ماخذ ہے۔

(۶) اسلامی سلطنتوں میں مذہب ہی قانون کا ماخذ رہا ہے۔

(۷) ہندوستان اور ہماری ریاست حیدرآباد دکن جو ایک اسلامی ریاست ہے مگر اسمیں بھی ہنود زیادہ تر آباد ہیں اسلئے یہاں بھی شرع و شاستر سے قانون جدا نہیں ہے۔

توضیح۔ شرع و شاستر کے احکام کا تعلق مذہب۔ اخلاق۔ قانون۔ ان تینوں سے ہے جسمیں سے ایک جزو کی تعمیل حکومت اپنی قوت سے کراتی ہے اسلئے وہ جزو قانون سمجھا جاتا ہے۔

---

[1] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۶۲)

دفعہ ۳۰ قانون نصفت گستری یعنے ایکویٹی سے اخذ کیا جاتا ہے

قول پروفیسر ہالینڈ[1] جب پرانے قاعدونکا دائرہ اخلاق بہت زیادہ محدود ہوجاتا ہے۔ یا تمدن کے سریع نشو و نما کیساتھ اوسمیں توافق نہیں رہتا تو اونکی تدریجی توسیع اور انسان کے نئے خیالات و رجحانات کے مطابق اونکو بنانے کیلیئے ایک نئے سانچہ کیضرورت واقع ہوتی ہے۔ اس لئے موجودہ قانون کے منشا رکو لظاہر نظر انداز کئے بغیر ایک وسیع معیار پر اس مقصد کی تکمیل کا ایک طریقہ یہ ہے کہ کسی اعلیٰ عہدہ دار کے اقتدارات کی وساطت سے ایک کامل ترمجموعہ قوانین کو رواج دیا جائے۔ جو اس عہدہ دار کے عدالتی ضمیر سے برآمد ہوں اور جو ملک کے قوانین کے پہلو بہ پہلو قائم ہوکر اپنی فطری ترفع کے استحقاق کی بناء پر بصورت تخالف و تناقض قوانین مذبور پر فوقیت لے جائیں۔ لیکن من کل الوجوہ اُنکے ناسخ نہ ہوں۔ اس قسم کا مجموعہ قوانین (ایکویٹی) یعنے نصفت گستری کہلاتا ہے۔

قول سر ہننگس[2] بہت سے ممالک کے قوانین میں اکثر نقائص ہوتے ہیں۔ جہاں جج نکو مقدمہ پیش شدہ کے متعلق کوئی صریح قاعدہ قانون بدست نہیں ہوسکتا اور نہ جج بلا واسطہ کوئی قانون وضع کرسکتا ہے اسلئے جج کو مجبوراً خواہ کسی دوسرے قاعدۂ قانون مسلمہ کے قرینہ سے خواہ اون قواعد سے جن کو اصول نصفت و ایمانداری کہتے ہیں مدد لیکر اپنے اختیار تمیزی سے ایک جدید قاعدہ بنانا پڑتا ہے یہ منشاء ستر منو کی تقسیم بموافق قانون کا

[1] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۶۶) [2] اصول قانون سر ہننگس صفحہ ۱۲۴

چوتھا مخرج اور ایک وسیع و لا انتہا ماخذ ہے۔

ہدایت مزید توضیح کیلئے ملاحظہ ہو مجموعہ ہذا کا حصہ دوم قانون [۳۲]

دفعہ ۳۱ قانون علمی مباحث سے اخذ کیا جاتا ہے

علمی مباحث سے قانون کی عالمانہ ترتیب عمل میں آتی ہے۔ اس لئے علمی مباحث کا ماخذ قانون سمجھا جا سکتا ہے۔

قول پروفیسر ہالینڈ[۵۱] مباحثہ علمیہ نے اون قواعد کے نشو نما میں جنھیں بسا اوقات بطور قوانین اختیار کیا گیا ہے وقتاً فوقتاً ایک مفید حصہ لیا ہے۔

قول سر ہننگیں[۵۲] قانون علم کی ایک شاخ ہے جو محض تجربہ پر مبنی ہے۔ جبکا حصر تجربہ پر ہے چنانچہ سیسرو کے زمانہ میں مقنن کی قانونی لیاقت صرف اسقدر ہوتی تھی کہ اوسکو قانون مروجہ رعایا سے تجربہ کاری کی بدولت رائے ظاہر کرنے مشورہ دینے۔ نالشات دائر کرنے کیلئے ضروری قابلیت ہونا کافی سمجھا جاتا تھا

دفعہ ۳۲ قانون تصفیہ مقدمات کیصورتوں سے اخذ کیا جاتا ہے قول سر ہننگیں[۵۳]

وضع قوانین کیوقت مقدمات منفصلہ پر غور اسوجہ لازمی ہے کہ بلحاظ حالات ملک کسی قسم کے مقدمات منفصلہ کن حالات کے لحاظ سے پیش ہوے اور اسی لحاظ سے جب آئندہ بھی پیش ہوں گے تو اوس سے قانون کی تطبیق کیلئے اون حالات اور ججوں کی نتیجی رائے کا لحاظ بوقت وضع قوانین ضروری سمجھا جا سکتا ہے اسی طریقہ کو بیلی نے مقابلہ تمثیلات متخالفہ سے نامزد کیا ہے۔

توضیح مقدمات منفصلہ خود ایکدوسرے سے بعض متشابہہ اور بعض متخالف فیصل

---

[۵۱] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۶۶) [۵۲] ترجمہ اصول قانون سر ہننگیں صفحہ [۵۳] صفحہ ۱۳۹

ہوتے ہیں اسلئے نظائر کو تمثیلات متخالفہ کہنا بیجا نہ ہوگا۔

پابندی نظائر

(۱) ریاست روما کے قانون کے بموجب کسی جج یا ثالث پر لازم نہ تھا کہ وہ ایک ایسے فیصلہ کی مطابعت کرے جو اوسکے دانست میں صحیح نہ ہو۔

(۲) قانون رشیا میں حکم ہے کہ مقننوں کے آرا اور حجان سابق کی تجاویز پر فیصلہ جات آئندہ میں کسیطرح کا لحاظ نہ کیا جائے۔

(۳) فرانس کے سیول کوڈ کے بموجب ایسے فیصلہ جات مستند نہیں خیال کیے جاتے

(۴) انگلستان اور ہندوستان میں ایک مساوی درجہ کی عدالت کے نظائر کو نہایت وقعت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اور اعلیٰ درجہ کی عدالت کے فیصلہ جات مستند خیال کئے جاتے ہیں۔

(۵) ہماری سرکار نظام کی عدالتوں میں قوانین کی توضیح اور کسی امر مجوزہ سے متعلق کرنے کیلئے ہماری ہائیکورٹ سرکار عالی کے فیصلہ کی تقلید مقدم سمجھی جاتی ہے بصورت عدم ایسی نظائر سرکار عالی برٹش انڈیا کے نظائر سے بھی مدد لیجاتی ہے۔

دفعہ ۳۳ قانون اصلی کی شرح اور قانون دانوں کی آرا سے قانون اضافی اخذ کیا جاتا ہے

قول سرٹننگ ؁ ایسے قواعد ضمنی کی ترتیب میں کتب قانونی کی تحریرات قانون دانوں کی تصانیف بھی بہت مفید ہوتی ہیں اور عدالتیں اون سے اکثر مدد لیتی ہیں۔

؁ ترجمہ اصول قانون سرٹننگن صفحہ (۱۴۱)

لیکن عموماً یہ کتابیں فی نفسہٖ ایسی نہیں ہیں کہ اونکی پابندی لازمی ہو۔ گو مصنف کی شہرت ایسی ہو کہ اوسکی رائے بہ نسبت فیصلۂ جج کے زیادہ وقعت رکھتی ہو۔

توضیح - ہندوستان میں اس قسم کے شرحی کتابوں میں قانون ہنود اور قانون اہل اسلام کے موجب حسب ذیل تصنیفات بطور سند کے تسلیم کیجاتی ہیں اور امور متعلقہ قانون ہنود اور قانون اہل اسلام میں عدالتیں اکثر اپنے فیصلہ جات کی تائید میں انکا حوالہ دیتی ہیں۔ اور ان سے استدلال کرتی ہیں۔

الف ممالک محروسہ سرکار عالی کی مستند کتاب اصول دہرم شاستر مولفہ رائے بیجناتھ صاحب ایم۔ اے۔ یل۔ یل۔ بی۔ لکچرار اول و معتمد مجلس وضع قوانین و رجسٹرار جوڈیشل کمیٹی کے فقرہ (۶) کی رو سے ہندوستان میں قانون ہنود کے مکاتب حسب ذیل ہیں

(۱) مکتب بنگال (۲) مکتب بنارس (۳) مکتب متھلا (۴) مکتب مہاراشٹرا (۵) مکتب دریوڈا (۶) مکتب گجرات

ممالک محروسہ سرکار عالی حسب ذیل تین حصص پر منقسم ہیں۔

(۱) مرہٹواڑی (۲) کرناٹک (۳) تلنگانہ۔

انکا وہ حصہ جہاں تلنگی اور کنڑی بولی جاتی ہے ملک دروڈا میں۔ اور جہاں مرہٹی بولی جاتی ہے وہ مہاراشٹرا میں داخل ہے۔ [۱]

مکتب دروڈا میں حسب ذیل چھہ کتب داخل ہیں [۲]

(۱) متاکشرا (۲) سمرتی چندریکا مولفہ دیونند بھٹ (۳) شرح پرسرا کرتی مولفہ

[۱] آئین دکن جلد (۳) سنہ ۱۳۰۰ ف و مقنن دکن جلد (۸) صفحہ ۶۹ بدیوما بنام جن ویرما۔ اجلاس کامل اصول دہرم شاستر مولفہ ایجناتھ صاحب فقرہ (۶)
[۲] آئین دکن جلد (۴) سنہ ۱۳۰۰ ف صفحہ ۶۹ (۳) و مقنن دکن جلد (۱۲) صفحہ ۱۰۴ (۵) بدر ناگیا بنام سماۃ کیمنا

مادہوا چارج۔ (۴) وتک چندریکا مولفہ کورا (۵) سرسوتی ویلاس مولفہ پرتاب رودر راو (۶) دویار نرنے مولفہ وراو راجہ۔

مکتب مہاراشٹرا میں حسب ذیل پانچ کتب داخل ہیں [۱]

(۱) متاکشرا (۲) دوھارمیوکھ مولفہ نیل کنٹھ (۳) نرنے سندہو۔ (۴) وتاک ممانسا مولفہ نند پنڈت (۵) کوستو۔

ب۔ برٹش انڈیا میں فتاوے عالمگیر اور فتاوے قاضی خان ۔ جو (قانون اسلام کے مخازن ہیں) رائج ہیں۔

ممالک محروسہ سرکار عالی میں شرع محمدی غایت الاوطار زیادہ تر مستند ہے۔

تعبیر قانون قول سرمنگین [۲]

دفعہ ۳۴ زبان کے قدرتی نقائص کیوجہ سے واضعان قانون کو اپنے منشاء کے اسطور پر بیان کرنے میں جس سے اوسکی معنی میں کسیطرح کا شبہہ باقی نہ رہے۔ اکثر وقت واقع ہوتی ہے۔ اسلئے جج کو بصورت امکان واضعان قانون کا اصل منشاء عبارت مستعملہ سے نکالنا پڑتا ہے جج دراصل قانون موجودہ میں کسی قسم کا اضافہ یا ترمیم نہیں کرسکتا۔ بلکہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ قانون کا صحیح منشاء کیا ہے قانون کا موضوع جسقدر کم صریح ہوتا ہے اوسیقدر اوسکی تعبیر دشوار تر ہوتی ہے اسلئے روما کے مقننوں نے تعبیر قوانین کے حسب ذیل تین اقسام مقرر کئے ہیں۔

قسم اول تعبیر نحوی ۔ واضعان قانون کا منشاء او نھیں الفاظ سے اخذ کرنا چاہئے جو اوس نے استعمال کئے ہوں۔ اور اونکی تعبیر او نکے معمولی و اصلی معنی میں

[۱] ایرن ویکن جلد ۱۹ صفحہ ۳۲۷ گوبند جی بنام ناگنانا [۲] ترجمہ اصول قانون سرمنگین صفحہ ۱۳۵ تا ۱۳۶

کی جائے۔

توضیح۔ وہ تعبیر ٹھیک نہیں ہے جو متن کو بگاڑ دے۔

قسم دوم تعبیر منطقی[۱] اوس تعبیر کو اختیار کیا جائے۔ جو اوس قانون کو ساقط الاثر نہ قرار دے

توضیح۔ جبکہ تعبیر نحوی سے کام نہ چل سکے مثلاً الفاظ فی نفسہٖ یہ تعلق نحوی کلام مبہم ہوں یا جبکہ اون سے دو[۲] مختلف معنی نکل سکتے ہوں جو ایک دوسرے کے مخالف نہ ہونے پر جو دوسری مدد لیجاتی ہے اوسکو تعبیر منطقی کہتے ہیں

قسم سوم تعبیر تاریخی[۲]۔ بصورت مشتبہ ہونے کسی عبارت قانون تحریری کے اگر اسکی معنی کو اوسوقت کے حالات کے لحاظ سے جبکہ قانون مذکور بنایا گیا تھا صاف کیا جائے۔

توضیح۔ بقول لارڈ کوک ایسی صورت میں اس امر پر غور کرنا چاہیے کہ قبل نافذ ہونے جدید قانون کے قانون کی کیا حالت تھی۔ اور وہ کیا چارہ تھا جسکو اُس خرابی یا نقص کی اصلاح کیلئے اختیار کرنا واضعان قانون نے تجویز کیا تھا۔

باب چہارم

قانون کے اقسام

ہدایت۔ اس باب کے مطالعہ کے پہلے اپنی یاد تازہ کرنے کیلئے اصل الاصول مندرجہ مقدمہ مجموعہ ہذا کو ملاحظہ ہو۔

---

[۱] ترجمہ اصول قانون سر رننگن صفحہ (۱۳۷)، [۲] ترجمہ اصول قانون سر رننگن صفحہ (۳۸)

قانون کی تقسیم بلحاظ ترتیب اشخاص و اشیاء قول آسٹن[۱] جس سے دیگر مقننین نے اختلاف کیا ہے۔

دفعہ ۳۵ ۔ آسٹن نے قانون کو ابتداً حسب ذیل دو شاخوں پر تقسیم کیا ہے۔

(۱) **قانون اشخاص**۔ وہ قوانین ہیں جو کہ ان حقوق یا فرائض یا وجوبات سے متعلق ہیں جو اشخاص بلحاظ ایک دوسرے کے رکھتے ہیں اس کی دو صورتیں حسب ذیل ہیں۔

الف قانون سرکاری۔ وہ قانون ہے جس کی موضوع شان سیاسی ہے۔

ب۔ قانون مختص بالاشخاص جس کی موضوع حیثیت خانگی ہے۔

(۲) **قانون اشیاء**۔ وہ قوانین ہیں جو کہ ان حقوق یا فرائض یا وجوبات سے متعلق ہیں جو اشخاص بلحاظ اشیاء کے رکھتے ہیں۔

اختلافی قول پروفیسر ہالینڈ[۲] اس امر کے متعلق رومن مقننین نے قانون اشخاص اور قانون اشیاء کی اصطلاحوں سے ٹھیک مراد کیا ہوگی بہت کچھ مباحث کی ہیں اسمیں شک نہیں کہ سرزمین قانون کی مساحت کے متعلق مقننین روما کی یہ ابتدائی کوشش جسوجہ تحریک پر مبنی تھی اوسکا تعلق عام بندی سے تھا نہ کہ صحت عملی سے۔ ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ ایکطرف تو اشخاص کو رکھا گیا جنکے لئے قانون وجود میں آیا ہے اور دوسری طرف اشیاء رکھی گئیں جن سے متمتع ہونیکے لئے اشخاص میں جھگڑا ہوا کرتا ہے۔ جب تجزیہ حق میں ذرا زیادہ باریکی سے کام لیا گیا تو اشخاص زیادہ تر باعتبار اوس درجہ کے جو اونھیں رومن خاندان میں حاصل تھا کئی قسموں میں تقسیم کئے گئے۔ اور مقننین کی یہ رائے ہوئی کہ چونکہ اپنے لغوی مفہوم کے اعتبار سے فقط اشیاء حقی مقصود خواہش انسانی نہیں ہیں اسلئے اس اصطلاح کے مفہوم کو مصنوعی طور پر وسعت دینی چاہیے۔ تاکہ غیر مادی اشیاء بلکہ فرائض بھی اوسکی تعریف میں داخل ہوسکیں۔ مگر

---

[۱] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۱۱۳)

[۲] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۱۱۷)

واضح رہے کہ اصطلاحات زیر بحث میں سے ہر ایک پر بوجہ مبہم ہونیکے اعتراض وارد ہو سکتا ہے

دفعہ ۳۶ قانون کی ابتدائی تقسیم جو مسلمۂ عام ہے

قانون کا اصل منشا حقوق قانونی کو پیدا کرنا اور اوس کی حفاظت کرنا ہے۔ اور حفاظت کرنیوالی مصدر قوانین ریاست ہے پس اوس ریاست کو اپنی بقا اور امن کیساتھ اپنی حکومت برقرار رکھنے کیلئے اوسکے مطمح نظر دو امور ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اپنے ہمسایہ ریاستوں کیساتھ کیا برتاو رہے۔ دوسرے اپنی رعایا میں اور اپنے میں نیز رعایا با رعایا میں کیا کیا حقوق قائم ہوں اسی لحاظ سے روی قانون روما قانون کی ابتدائی قسمیں حسب ذیل دو قرار دیگئی ہیں[۱]۔

(۱) ایک تو انٹرنیشنل لا یعنے قانون بین الاقوام جسکو ریاستہائے مختلفہ نے باہمی ربط دراسم میں اخلاقاً اوس کے پابند ہو سکتے ہیں۔

توضیح یہ کوئی قانون نہیں ہے آسٹن نے اسکو قانون اخلاقی قرار دیا ہے۔

مزید توضیح کیلئے ملاحظہ دفعہ (۳۸ و ۳۹) باب ہذا اور مجموعہ ہذا کا حصہ دوم فصل ششم قانون بین الاقوام

(ب) دوسرا میونسپل لا جس سے مراد وہ قانون ہے جو کسی پولیٹکل جماعت یا سرکار سے نافذ ہوا ہو جسکی بڑی دو قسمیں حسب ذیل ہیں۔

قسم اول پرائیوٹ لا یعنے قانون مختص بالاشخاص۔ ملاحظہ ہو دفعہ (۳۷ و ۳۹) باب ہذا اور مجموعہ ہذا کا حصہ دوم فصل چہارم قانون مختص بالاشخاص۔

قسم دوم پبلک لا۔ یعنے قانون عام۔ ملاحظہ ہو دفعہ (۳۷ و ۳۹) باب ہذا اور مجموعہ ہذا کا حصہ دوم فصل پنجم قانون عام

توضیح۔ قانون کا اصل مقصد حقوق قانونی کو پیدا کرنا اور اوسکی حفاظت کرنا ہے بلحاظ

[۱] ترجمہ اصول قانون مولفہ سر آربی مجلیس یم۔ اے بیرسٹر ایٹ لا ترجمہ عبد الجلیل محمد پناہ صاحب باب دوم فقرہ (۲۳) صفحہ (۱۶)

اسکے فصل سوم مجموعہ ہذا کے موجب حقوق کی بڑی قسمیں دو یعنے حق خانگی و حق عام ہونکی مناسبت سے قانون باعتبار محافظ و معرفِ حقوق ہونیکے قانون کے بھی حسب بیان صدر دو قسمیں پرائیوٹ لا و پبلک لا قرار دیا جانا مسلمات سے ہے۔

دفعہ ۳۷ فرق مابین قانون مختص بالاشخاص و قانون عام معہ تعریفات۔ قول پروفیسر ہالینڈ[۵۱]

حقوق کی تقسیم خانگی و عام کے لحاظ سے قانون کے متعلق بھی باعتبار محافظ و معرف حقوق ہونیکے جو طریقۂ تقسیم مستنبط ہوتا ہے وہ حسب ذیل ہے۔

(۱) جب حقوق کا تعلق دونوں جانب رعایا سے ہو تو انکا انضباط ذریعہ قانون مختص بالاشخاص یعنے (پرائیوٹ لا) ہوتا ہے جسمیں قانون معاہدہ و قانون متعلقہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ اور قانون متعلقہ وصیت و وراثت و ہبہ جات وغیرہ داخل ہیں جنکی تفصیلی وضاحت مجموعہ ہذا کے حصۂ دوم فصل چہارم قانون مختص بالاشخاص سے بخوبی ہوسکتی ہے۔

(۲) اور جب فریقین ہیں سے ایک فریق رعایا ہو اور دوسرا فریق سرکار تو حقوق کا عملدرآمد ذریعہ قانون عام یعنے (پبلک لا) ہوتا ہے جسمیں قانون آئینی و مذہبی نیز انتظامی و فوجداری داخل ہیں جنکی تفصیلی وضاحت مجموعہ ہذا کے حصۂ دوم فصل پنجم قانون عام سے بخوبی ہوسکتی ہے

قول الیئن جنکی اتباع جسٹینین بادشاہ روما نے کرکے دنیا کے قانونی خیالات پر بہت بڑا اثر ڈالا ہے۔[۵۲]	(۱) قانون عام کو سلطنت روما کی سرکاری حیثیت سے بحث ہے۔ (۲) قانون مختص بالاشخاص کو افراد کی بہبودی سے

[۵۱] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ ۱۰۹ و ۱۱۲ [۵۲] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۱۱۲)

قول پالس[1] (۱) قانون مختص بالاشخاص کا تقاضہ ہے کہ افراد کی بہبودی ہو۔ اور (۲) قانون عام اس امر کا محتاج ہے کہ خاص ضابطہ سرکاری کی تکمیل سختی کے ساتھ کیجائے۔

قول لارڈ بیکن[2] میری رائے میں قانون کا دو حصوں عام اور مختص بالاشخاص میں جنمیں سے ایک جائداد کا اور دوسرا سرکاری اغراض کا پشتی بان ہے تقسیم کیا جانا بالکل صحیح اور مسلمات سے ہے۔

قانون بین الاقوام قول پرفیسر ہالینڈ[3] **دفعہ ۳۸** متذکرہ دفعہ بالا قبل قانون مختص بالاشخاص و قانون عام ان دو قسموں کے سوائے قانون کی ایک اور تیسری قسم بھی ہے جیسے بوجوہ چند در چند ہر دو اقسام متذکرہ صدر کا ہم درجہ قرار دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اگرچہ قانون کا اطلاق اوسپر صرف بہ تقاضائے مروت کیا جا سکتا ہے کیونکہ جو حقوق اسکا موضوع ہیں اونھیں موزوں طور پر حقوق قانونی سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔ یہ قانون اوس مجموعہ قواعد پر مشتمل ہے۔ جسے بالعموم قانون بین الاقوام کہا جاتا ہے اور جسکا کام اون حقوق کا منضبط کرنا ہے جنمیں دونوں فریق ریاستیں ہوتی ہیں۔ ملاحظہ ہو دفعہ (۳۶) اور مجموعہ ہذا کا حصہ دوم فصل ششم قانون بین الاقوام۔

فرق مابین قانون مختص بالاشخاص و قانون عام و قانون بین الاقوام۔ قول پروفیسر ہالینڈ[4] **دفعہ ۳۹** قانون کی ان تین قسموں یعنے قانون مختص بالاشخاص و قانون عام و قانون بین الاقوام کے باہمی اختلافات کا انحصار فریقین کے حقوق۔

[1] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۱۱۲)
[2] " " " " (۳۱۰)
[3] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۳۱۵)
[4] " " " " (۳۱۵)

کے حکم کے موجود ہونے یا نہونے پر ہے۔

(۱) قانون مختص بالاشخاص میں جو کہ ایک اعتبار سے ایک ہی کامل المعیار قانون ہے دونوں فریق خانگی حیثیت کے اشخاص ہوتے ہیں اور ریاست بطور ایک غیر طرفدار ثالث کے اونکے درمیان محاکمہ کرتی ہے۔

(۲) قانون عام میں بھی ریاست من حیث ثالث ہونیکے موجود ہوتی ہے۔ اگرچیکہ وہ ساتھ ہی فریق مقدمہ بھی ہوتی ہے۔

(۳) لیکن قانون بین الاقوام میں کوئی ثالث نہیں ہوتا بلکہ دونوں فریق اپنے مقدمہ کا فیصلہ بدرجہ مساوی کرتے ہیں جب کوئی سیاسی ثالث موجود ہوتا ہے خواہ وہ خود بھی فریق مقدمہ ہو یا نہو تو قانون کو بسا اوقات قانون مدنی کہا جاتا ہے۔ تاکہ اوسکو اوس قانون سے متمیز کیا جا سکے جسے قانون بین الاقوام کہتے ہیں اور جسمیں سوائے تہذیب یافتہ دنیا کی رائے کے اور کوئی ایسا ثالث نہیں ہوتا جس سے چارہ جوئی کیجا سکے۔

نوٹ۔ قانون کی ابتدائی تقسیم اعظم کے لحاظ سے اس فصل دوم باب چہارم میں حسب بیان صدر جن تین قسم کے قوانین کا اظہار کیا گیا ہے یہی تین قوانین جملہ قسم کے قوانین کے جزو اعظم ہیں جنکے ضمنی قوانین متعدد ہیں ملاحظہ ہو شجرہ قانون مندرجہ بضمن اصل الاصول متذکرہ مقدمہ مجموعہ ہذا جنکا تفصیلی بیان اس مجموعہ کے حصہ دوم میں اسطرح کیا گیا ہے کہ انھیں متذکرہ صدر ہرسہ قوانین اعظم کی علحدہ علحدہ حسب تفصیل ذیل تین فصلیں قائم کرکے ہر ایک فصل متعلقہ میں اوس قانون اعظم کے ساتھ اوسکے ضمنی قوانین کا بھی اظہار کیا گیا ہے۔

حصہ دوم

فصل چہارم۔ قانون مختص بالاشخاص متعلق حقوق خانگی۔

فصل پنجم. قانون عام متعلق حقوق عام.
فصل ششم. قانون بین الاقوام
حسب طریقہ محققین یورپ یہ ترتیب قائم کیگئی ہے.

فصل سوم

حق

تمہید اس فصل سوم میں بموجب ابتدائی تمہید حصہ اول (حق، اور اوسکی فروعات کا بیان بہ ترتیب ذیل کیا جاتا ہے.

باب پنجم. حق — باب ششم. فرض
باب ہفتم. اشخاص و اشیاء — باب ہشتم. افعال

باب پنجم

حق

تعریف حق قول پروفیسر ہالینڈ[1] **دفعہ ۴۰** حق انسان کی اوس استعداد یا ملکہ کو کہتے ہیں جس سے اوسکے دوسرے ابنائے جنس کے افعال اثر پذیر ہوتے ہیں.

توضیح. اوس انسان کی قوت ذاتی سے وہ افعال اثر پذیر نہیں ہوتے بلکہ جس گروہ انسانی میں وہ رہتا ہے اوس گروہ انسانی کی رای یا قوت کی ذریعہ سے وہ افعال اثر پذیر ہوتے ہیں

[1] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۷۵)

مثال۔ جب ایک شخص کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ اوسے کسی بات کے کرنیکا استحقاق ہے یا کسی شے پر اوسے حق حاصل ہے۔ تو
وہ اس امر کا مستحق ہے کہ اوسکے ساتھ کسی خاص طریقہ سے برتاؤ کیے جانے میں عوام کی رائے تحسین یا کم از کم رضامندی کی راہ سے اوسکی مدد و معاون ہوگی۔ اور جو شخص اوسے اوس فعل کے کرنے یا شے کے استعمال میں لانے یا اوس خاص طریقہ سے اوسکے ساتھ برتاؤ کرنے سے قاصر رہیگا۔ اوسکے طرز عمل کو ناپسندیدہ سمجھیگی۔

حق کا اخلاق سے تعلق | **دفعہ ۴۱** قانون کو اخلاق کیساتھ جسطرح گہرا تعلق ہے اوسیطرح حق کو بھی اخلاق کیساتھ گہرا تعلق ہے۔

قول اطالیہ منہم رومگنوزی[1] | حق ایک نظام افادہ ہے جو اخلاق پر منطبق ہے۔

قول ڈیاستھمس[2] | تمام قوانین کا مقصد حصول انصاف ہے۔

قول ڈائیوڈیٹولو سے جو ایکو کا ممتاز ہموطن اور پیرو اور اطالیہ کے نہایت نکتہ سنجوں سے ہے[3] | حق اخلاق میں آکر خیر اور قانون میں آکر انصاف بنجاتا ہے۔ غایت وہی ہے صرف رشتے بدلجاتے ہیں

حق کے اقسام | **دفعہ ۴۲** حق کے اقسام حسب ذیل تین ہیں۔

(۱) حق قدرتی۔ ملاحظہ ہو دفعہ (۴۳)، باب ہذا۔

(۲) حق اخلاقی۔ ملاحظہ ہو دفعہ (۴۴)، باب ہذا۔

(۳) حق قانونی۔ ملاحظہ ہو از دفعہ (۴۵) تا آخر باب ہذا۔

حق قدرتی | **دفعہ ۴۳**

تعریف حق قدرتی | حق قدرتی سے وہ حق اصلی مراد ہو سکتا ہے جو حق ہر انسان کو بلا پاس مذہب ملت

[1] ترجمہ اصول قانون سر رننگن صفحہ (۱۲)، [2] ترجمہ اصول قانون سر رننگن صفحہ (۵)، [3] ترجمہ اصول قانون سر رننگن صفحہ (۱۴)

قدرت نے بدرجہ مساوات عطا فرمایا ہے۔

ہدایت مزید توضیح کیلئے ملاحظہ ہو تعریفات قانون قدرت دفعہ (۱۱) باب دوم فصل دوم حصہ اول مجموعہ ہذا

قول بنتھم[1] لفظ حق عقل کا بہت بڑا دشمن اور ریاستوں کا نہایت خوفناک مستاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسے اشخاص کیساتھ بحث کرنی بے سود ہے جنکے دل جوش مذہبی سے مملو اور جو ایسے حقوق قدرتی سے مسلح ہوں جنکو ہر شخص اپنی مرضی کیموافق سمجھتا اور استعمال کرتا ہے۔ جن حقوق کو (قانون قدرت) پر مبنی تصور کیا جاتا ہے۔

ممکن ہے کہ اون کے لزوم و جواز کے خیال نے **قانون فرانس** کی تسہیل کی اعانت کی ہو۔ اور اوسے اوس گرداب ہیولائی سے نجات دلانیکے متعلق ایک مفید اثر پیدا کیا ہو جسمیں کہ وہ انقلاب عظمیٰ سے پہلے مبتلا ہو گیا تھا جس بناء پر یہ بھی تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ **فطرت انسانی** میں بعض ایسے عقول حیوانیہ یا رجحانات پائے جاتے ہیں جنھیں واضعان قوانین کے جملہ گروہ جو دانشمندانہ اصول پر چلتے ہوں وقعت کی نگاہ سے دیکھینگے جیسے

قول مسٹر ہربرٹ اسپنسر[2] قانون قدرت کو بذریعہ پارلیمنٹ منسوخ کرنیکی سعی کرنی حماقت ہے۔

قول بلیکسٹن[3] قانون قدرت دنیا کے تمام ملکوں میں ہر وقت واجب التعمیل ہے۔

توضیح[4] اگر یہ مسئلہ جسکا بلیکسٹن نے ذکر کیا ہے ایکدفعہ تسلیم کر لیا جائے تو کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ قانون قدرت و قانون الہی کے انواع و اقسام کے تصورات کسی ایسی دلیل کیطرف نہ اشارہ کرتے ہوں جس سے جملہ قوانین انسانی کی نفی لازم آئے جس سے ہر شخص جسکو مذہب کا جوش ہو سرکار کے مقابلہ میں جنگ کرنے پر آمادہ ہو جائیگا۔

قول سر مینگن[5] قانون قدرت کے متعلق یہ غلط خیال جو انسان کے لوح دل پر کندہ ہو گیا ہے

---

[1] ترجمہ اصول قانون سر مینگن صفحہ ۱۰۴، [2] ،، صفحہ ۱۰۴، [3] ،، صفحہ ۱۳۶ تا ۱۳۷، [4] ،، صفحہ ۱۰۴، [5] صفحہ ۵۳ تا ۵۵

اور جس پر سب لوگوں کا اعتقاد ہے۔ عرصہ دراز سے ترک کر دیا گیا ہے۔ اسکے ترک کیئے جانیکی یہ وجہ ہے کہ وہ اس واقعہ ثبتہ کے بالکل خلاف ہے کہ ایسے لاکھوں جاہل اور وحشی انسان دنیا میں موجود ہیں جنکو اس قسم کے خیالی قانون کا کوئی علم نہیں اور جنمیں بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو جانوروں کی تعظیم اور پرستش کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ خود اپنی اولاد کو بے محابا مارڈالتے اور چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اسلیئے ہم اون اصول انصاف کو جو ظہور بنی آدم سے برابر چلے آرہے ہیں در اصل انسان کی سنت رفتار اور تدریجی تکمیل کا ماحصل اب تصور کرنے لگے ہیں۔ اور انصاف کے اصلی تصورات کے نشوونما کا یہی مطالعہ ہے جو فلسفہ قانون میں موجودات خارجی پر مشتمل ہوتا ہے۔ بلحاظ اسکے اس انوکھے قانون قدرت کے غیر معین اور غیر ممکن التعین اصول کو قانون صریح پر تفوق حاصل کرنے دینا ہرگز جائز نہیں ہے۔ البتہ اصول انصاف کے لحاظ سے جو کچھ تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ وہ صرف اسقدر ہے کہ ایسے چند حقوق ہیں جو انسان کیساتھ ہر حالت میں مخصوص ہیں اور یہ گویا اوسکے تشخص انسانی کے لوازم ہیں جنکو منظور کرنیسے کوئی مہذب و منتظم ریاست انکار نہیں کریگی جسکے متعلق یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جو سرکار ایسے حقوق کو بلا وجہ نقصان پہونچائیگی تو اوسکو اپنی حکومت کی بقاء کی امید نہ کرنی چاہیئے۔

تعریف حق اخلاقی قول سر رنگین[۵۱] **دفعہ ۴۴** حق اخلاقی وہ حق ہے جسکی خلاف ورزی سے صرف اوس جماعت کی ناراضامندی عائد ہوتی ہے جس جماعت کا مجرم ایک رکن ہے جسمیں ریاست مداخلت نہیں فرماتی۔

ہدایت۔ مزید توضیح کیلئے ملاخطہ ہو۔ اخلاق۔ دفعہ (۱۶) و قانون اخلاق دفعہ (۱۷) باب دوم فصل دوم حصہ اول مجموعہ ہذا۔

---

[۵۱] ترجمہ اصول قانون سر رنگین صفحہ (۳۹)

دفعہ ۴۵ — تعریفات حق قانونی

قول پروفیسر ہالینڈ[1] (۱) علم اصول قانون کو بطور خاص صرف اون حقوق سے تعلق ہے جنھیں قانون تسلیم کرتا ہے۔ اور سلطنت اپنی طاقت کے ذریعہ سے نافذ کرتی ہے

قول کانٹ[2] (۲) حق مجبور کر سکنے کی استعداد کا نام ہے۔

قول کرشمین[3] (۳) حق اوس طبعی قوت کو کہتے ہیں جو حکام کے احکام کے ذریعہ سے نہ صرف اخلاقی طور پر محکم ہو جاتی ہے بلکہ جبر یا تعدی کے استعانت سے اپنے آپکو ظلم و زیادتی کی زو سے محفوظ رکھ سکتی ہے۔

قول پشتا[4] (۴) حق سے مراد وہ قابو ہے جو کسی شخص کو کسی شے پر حاصل ہو جیسے شخص مذکور اس قابو کے ذریعہ سے اپنی مشیت کے تحت میں لا سکے۔

قول ایرنگ[5] (۵) حق اوس فائدہ کو کہتے ہیں جسکی حفاظت قانونی طور پر عمل میں آئے۔

قول آسٹن[6] (۶) وہ ایک ایسی استعداد ہے جو ایک خاص شخص یا اشخاص میں ایک معین قانون کی رو سے رہتی ہے اور جو بجز اوس شخص یا اشخاص کے جسمیں یا جنمیں وہ رہتی ہے کسی دوسرے شخص یا اشخاص کے مقابلہ میں کام میں لائی جاتی ہے یا ایک ایسے فرض کے مقابلہ میں ہوتی ہے جو کسی خاص شخص یا اشخاص پر عائد ہو۔

قول سرنگین[7] (۷) وہ ایک ایسی طاقت یا اختیار ہے جو کسی شخص میں موجود ہو (عام اس سے کہ وہ شخص حقیقی ہو یا قانونی) اور جسکے ذریعہ سے وہ شخص ریاست کی اجازت اور امداد سے دوسرے اشخاص کے افعال کو روک سکتا ہو۔ اور ان معنوں میں وہ طاقت یا اختیار بغیر نافذ کئے جانیکے

---

[1] ترجمہ بالعینہ جورس پروڈنس صفحہ (۷۶)
[2] " " " " (۷۷)
[3] " " " " (۷۷)
[4] ترجمہ بالعینہ جورس پرودنس صفحہ (۷۷)
[5] " " صفحہ (۷۷)
[6] ترجمہ اصول قانون سرنگین صفحہ (۳۶)
[7] " " " صفحہ (۳۷)

محسوس یا غیر محسوس حالت میں موجود رہ سکتی ہے۔

تعریف قوت قول پروفیسر ہالینڈ[۱] **دفعہ ۴۶** اگر کوئی شخص اپنی ذاتی طاقت یا ترغیب سے اپنی خواہشات کو خواہ اپنے ہی افعال سے خواہ دوسرے اشخاص کے افعال سے دوسرے اشخاص کے افعال پر دباؤ ڈالکر عمل میں لائے تو کہا جائیگا کہ اوسکو اسطور پر اپنی خواہش کے عمل میں لانیکی قوت ہے۔

فرق مابین حق اخلاقی و قانونی۔ قول پروفیسر ہالینڈ[۲] **دفعہ ۴۷**

حق اخلاقی	حق قانونی
(۱) اگر بلالحاظ وجود یا عدم وجود اس قوت کے عوام الناس اوسکے اسطور پر اپنی خواہشات کے عمل میں لانیکے فعل کو پسند کریں یا صرف رضامندی سے دیکھیں اور ایسی مزاحمت کو جو اوسکے فعل کی نسبت کیجائے ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھیں تو کہا جائیگا کہ اوس شخص کو اسطور پر اپنی خواہشات کے عمل میں لانیکا حق اخلاقی حاصل ہے۔	(۱) اگر بلالحاظ وجود یا عدم وجود قوت یا حق اخلاقی کے ریاست کی طاقت اوسکو اسطور پر اپنی خواہشات کو عمل میں لاتے وقت مدد دے اور دوسرے اشخاص کو ایسے افعال کرنے یا اون سے باز رکھنے پر مجبور کرے جو اوسکی خواہشات پوری ہونیکے لئے ضروری ہوں تو کہا جائیگا کہ اوس شخص کو اسطور پر اپنی خواہشات کے عمل میں لانیکا حق قانونی حاصل ہے۔

[۱] ترجمہ اصول قانون سر ہلینگن صفحہ (۳۷ و ۳۸) [۲] ترجمہ اصول قانون سر ہلینگن صفحہ (۳۸)

(۲) اگر امر مابہ النزاع حق اخلاقی سے متعلق ہے تو سب دار و مدار اوسپر ہوتا ہے کہ لوگ اپنی رائے اوسکے حق میں دیں۔	(۲) اگر قوت سے متعلق ہے تو سب دار و مدار ایک شخص کی ذاتی طاقت جبر یا ترغیب دہی کی قوت پر ہوتا ہے۔	(۲) اگر حق قانونی سے متعلق ہے تو سب دار و مدار اس بات پر ہوتا ہے کہ ریاست اپنی طاقت کو اوس کے لیے کام میں لائے۔
(۳) حق اخلاقی کو علی العموم فقط ذہنی تقویت پہونچتی ہے۔		(۳) حق قانونی کو ریاست کی طاقت کی خارجی تقویت پہونچتی ہے
(۴) حقوق اخلاق وہ ہیں جنکی خلاف ورزی سے صرف اوس جماعت کی نارضامندی عائد ہوتی ہے جسکا کہ مجرم ایک رکن ہے		(۴) حق قانون کی خلاف ورزی کا انسداد بالواسطہ یا بلا واسطہ ریاست یا اوسکے اہلکاروں کیجانب سے ہوتا ہے

قول سرٹنگن[۱] (۵) بلحاظ تفریق متذکرۂ صدر حق اخلاقی و حق قانونی مترادف نہیں ہیں بلکہ اونمیں اسقدر بجا اختلاف ہے کہ اونکو بآسانی ایکدوسرے کی ضد کہہ سکتے ہیں۔

ہدایت۔ مزید توضیح کیلئے ملاحظہ ہو فرق مابین قانون و اخلاق - دفعہ ۲۰ باب دوم فصل دوم حصہ اول مجموعہ ہذا۔

دفعہ ۴۸ ہر قوم اور ہر زمانہ میں حقوق قانونی کی عدم مطابقت قول سرٹنگن[۲]

جبکہ ہم حقوق

[۱] ترجمہ اصول قانون سرٹنگن صفحہ (۲۹)
[۲] ترجمہ اصول قانون سرٹنگن صفحہ (۱۴)

قانونی کا ذکر کرتے ہیں تو اون سے ہماری مراد اون حقوق سے ہے جنکا قیاس راستی علی الاطلاق نہیں بلکہ غایت اعتباری ہے اور جو غایت کہ ایک حق قانونی کی مبداء و منشاء بن سکتی ہے وہ صرف وہی غایت ہے جسکو ریاست اپنی منظوری یا اجازت کی خلعت عطا کرنا مناسب خیال کرتی ہے اور جسکے حصول کیلئے وہ تدابیر جبریہ کو کام میں لاتی ہے پس اس کا نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ ممکن ہے کہ ایک ہی امر ایک ملک میں حق قانونی تصور کیا جائے اور دوسرے ملک میں وہ ایسا متصور نہ ہو کیونکہ اون جداگانہ مسائل قانونی کو جنکے مجموعہ سے ایک قوم کا حق ترکیب پذیر ہوتا ہے۔ ایکدوسرے کیساتھ تعلق رکھتا ہے اور بلحاظ اس اصلی تعلق کے ایک قوم کے حق کے مقابلہ میں اوس قوم کی زبان کیساتھ کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ مانند حق کے زبان بھی چند خاص اصول و قواعد مستتر پر جو علم کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہوتے ہیں مبنی ہے بنظر آن ہم صرف اس امر کا تصور اپنے ذہن میں لا سکتے ہیں کہ حق قانونی کی بحر اد کیا شئے ہے لیکن اس سے آگے بڑہنے کی کوشش کرنا اور ہر قوم اور ہر زمانہ کیلئے عام طور پر حقوق قانونی معین کرنا اوسیقدر فضول اور لغو ہوگا۔ جیسا کہ اون کل امراض کیلئے جن میں انسان مبتلا ہو سکتا ہے ایک عام علاج مقرر کرنیکی کوشش کرنا۔

حقوق قانونی کا پیدا ہونا قول سر ہٹنگین[1]

دفعہ ۴۹ حسب دفعہ ما قبل ہر قوم اور ہر زمانہ میں حقوق قانونی کی عدم مطابقت کو ملحوظ رکھا جائے تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حقوق حسب مفہوم قانون چند خاص **واقعات** سے پیدا ہوتے ہیں جنکا اطلاق اوس شخص پر ہوتا ہے جو ایسے حقوق کا مستحق ہو اور ان حقوق کے ساتھ چند خاص قانونی نتائج وابستہ ہوتے ہیں اور جب کبھی قانون کسی شخص کو خاص حقوق عطا کرتا ہے جو کافۂ انام کو حاصل نہیں ہیں

[1] ترجمہ اصول قانون سر ہٹنگین صفحہ (۴۲)

تو یہ اس بناء پر ہے کہ چند خاص واقعات جو دوسرے اشخاص پر راست نہیں آتے خاص اوس شخص پر راست آتے ہیں۔

نقض حق قول[۵۱]

دفعہ ۵۰ نقض حق سے یہ مراد ہے کہ ادن فوائد کے تمتع میں جو شخص حقدار کو حاصل ہوتے ہیں کسی دوسرے شخص کے فعل یا ترک فعل یا اجتناب سے مداخلت کیجائے۔ ہر ایسے نقض کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ کوئی نقصان پہونچایا جائے یا کسی امر ناجائز کا ارتکاب کیا جائے جسکی ذمہ داری اوس شخص پر عائد کیجائیگی جسکے فعل یا ترک فعل یا اجتناب سے وہ واقع ہو لیکن

قوضالی ذمہ داری عائد کیجانیکے مفہوم میں محض فعل یا ترک فعل یا اجتناب جس سے کوئی خاص مضر نتیجہ پیدا ہوا ہو۔ داخل نہیں ہے بلکہ وہ نیت یا غفلت یا بے پروائی یا بے احتیاطی سے بھی جو فعل یا ترک فعل یا اجتناب کے باقبل یا ہمراہ ہو مرکب ہے۔ ذمہ داری عائد کئے جانے کے مفہوم میں فعل یا ترک فعل یا اجتناب اوسی حد تک داخل ہے جسقدر کہ نیت یا غفلت یا بے احتیاطی یا بے پروائی لیکن فعل یا ترک فعل یا اجتناب فی نفسہٖ مضرت یا امر ناجائز نہیں ہے جس سے ذمہ داری عائد ہو سکے۔ بلکہ کسی شخص پر ذمہ داری عائد کرنیکے لئے یہ ضرور ہے کہ اوسکی نیت یا غفلت یا بے پروائی یا بے احتیاطی کسی فعل یا ترک فعل یا اجتناب سے جسکی کہ وہ وجہ تھی متعلق کیا جائے۔

لوازم حقوق قانونی

لوازم حقوق قانونی قول سر منگین[۵۲]

دفعہ ۵۱ لوازم حقوق اسطور پر بیان کئے

---

[۵۱] ترجمہ اصول قانون سر منگین صفحہ (۱۵۵)

[۵۲] ترجمہ اصول قانون سر منگین صفحہ ۱۴۲

جا سکتے ہیں۔ کہ حقوق کا یہ کام ہے کہ اشخاص کے باہمی تعلقات مشخص کریں۔

اس تشخیص کی حسب ذیل دو صورتیں ہیں۔

فریقین حقوق قانونی و اجزائے حقوق قانونی۔ کو دریافت کرنا۔ ملاحظہ ہو دفعہ ۵۲ و دفعہ ۵۳

فریقین حقوق قانونی قول آسٹن[۱] **دفعہ ۵۲** ہر ایک قانونی حق کے متعلق تین[۲] فریق کا ہونا لازم ہے۔

(۱) **اول**، سرکار جسمیں ایک حاکم یا مجمع حکام اعلیٰ ترین شامل ہے، جو قانون صریح مقرر کرتی ہے اور جو ذریعہ قانون صریح قانونی حق عطا اور فرائض متعلقہ عائد کرتی ہو

(**دوم**) وہ شخص یا اشخاص جنکو وہ حق عطا کیا جاتا ہے۔

(**سوم**) وہ شخص یا اشخاص۔ جنپر فرض عائد کیا جاتا ہے۔ یا جنپر قانون صریح کا انفاذ کیا جاتا ہے یعنے وہ شخص جنکے مقابل حقوق استعمال کئے جاتے ہیں۔

توضیح۔ ایک سرکار اعلیٰ ترین کو اپنی رعایا کے مقابلہ میں قانونی حقوق حاصل نہیں ہیں۔ اسلئے اوسپر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہو سکتی۔

قول سر منگین[۳] یہ خیال اس وسیع اصول پر مبنی ہے کہ کوئی شخص خود اپنی ذات کو کوئی حق عطا نہیں کر سکتا نہ اپنی ذات پر کوئی قانون یا فرض عائد کر سکتا ہے۔ لیکن

قول امیرنگ اکثر مہذب ممالک میں ریاست خود اون قواعد عمل پیرا ہوتی ہے جو وہ اپنی رعایا کیلئے وضع کرتی ہے۔ اور سرکار اپنی مقرر کی ہوئی عدالتوں میں بحیثیت مدعیٰ علیہ جوابدہی کرتی ہے۔ نیز بطور مدعی کے اپنے حقوق کی پیروی عدالتوں میں کریگا

[۱] ترجمہ اصول قانون سر منگین صفحہ ۲۴۲ و ۲۴۳ [۲] ترجمہ اصول قانون سر منگین صفحہ (۲۴۳)

دعوے رکھتی ہے۔

مثال

(۱) یہی طریقہ[۵۱] سرکار انگریزی نے ہند میں زمانہ قدیم سے اختیار کیا ہے ملاحظہ ہو دفعہ (۲) ایکٹ نمبر (۳) سنہ ۱۸۹۳ء اسکے سوائے بروے دفعہ (۶۵)، باب (۱۰۶)، ایکٹ مجریہ سنہ ۲۱ و ۲۲ جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریہ سکریٹری آف اسٹیٹ ہند باجلاس کونسل جسکے نام تمام دعاوے منجانب یا بمقابلہ سرکار ہند رجوع ہونا چاہیئے محض ایک شخص قانونی ہے جسکو برٹش پارلیمنٹ نے مقرر کیا ہے۔ اور جسکی یہ حیثیت قرار دیگئی ہے کہ وہ معمولی طور پر خود دعویٰ کرے یا بمقابلہ اوسکے دائر کیا جائے۔

اسی اصول کے مدنظر ہماری گورنمنٹ سرکار عالی نے بھی یہی طریقہ اختیار فرمایا ہے اور قانون نشان (۵) بابتہ ۱۳۰۰ ف میں سرکار کے مقابلہ میں دعویٰ دائر کرنیکے لئے خاص طریقہ معین کیا گیا ہے۔ اور جن امور کے متعلق دعویٰ ہو سکتا ہے۔ اونکو بھی محدود کیا گیا ہے۔ قانون مذکور کا یہ اثر ہے کہ جبتک کہ طریقہ معینہ کے مطابق اجازت حاصل نہ کیجائے اسوقت تک سرکار عالی کے مقابلہ میں کوئی دعویٰ عدالتہائے دیوانی میں مسموع نہ ہوگا۔

(۲)[۵۲] انگلستان میں بادشاہ کے مقابل شے مدعا بہا کا مطالبہ بطور استحقاق کے نہیں کیا جا سکتا بلکہ مدعی علیہ یعنے سرکار سے بذریعہ ایک عرضی کے بطور رعایت بشکل ایک التجا کے کیا جاتا ہے۔ اور کسی ایسے اقرار کی کسی عدالت میں جبراً تعمیل نہیں کرائی جا سکتی جو فرماں روائے انگلستان نے اپنے کسی عہدہ دار فوج بری و بحری کے

---

[۵۱] ترجمہ اصول قانون سرٹیننگس صفحہ (۴۴)

[۵۲] ترجمہ اصول قانون سرٹیننگس صفحہ (۴۴)

ساتھ خدمات حالیہ یا گذشتہ یا آئندہ کے متعلق کیا ہو۔

اسیطرح ہماری سرکار نظام میں بھی عطیات شاہی کے بابتہ بمقابلہ سرکاری کوئی دعویٰ رجوع عدالت نہیں ہوسکتا اور نہ کسی خدمت کے پانیکا دعویٰ رجوع عدالت ہوسکتا ہے۔

اجزائے حقوق قانونی | **دفعہ ۵۳** حقوق قانونی کے اجزا چار ہیں بعض صورتوں میں تین اجزا بھی ہوسکتے ہیں جسکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

قول پروفیسر ہالینڈ[۱] | **الف**۔ حقوق قانونی کے اجزا حسب ذیل چار ہیں۔

(۱) **شخص حقدار**۔ جسکو حقوق حاصل ہوں (۲) **شے** جسکے متعلق حق حاصل ہو (۳) کسی **فعل** کا کرنا یا اوس سے اجتناب کرنا۔

(۴) **شخص مستوجب الغرض** یعنے وہ شخص جسکے مقابل حقوق استعمال کیے جاتے ہیں۔

مثال

ایک موصی اپنی بیٹی کے لیے ایک نقرئی چادان چھوڑ مرا۔ یہاں۔

(۱) بیٹی۔ شخص حقدار

(۲) چادان۔ وہ شے ہے جسکی نسبت حق پیدا ہوا۔

(۳) چادان بیٹی کے سپرد کیا جانا ایک فعل ہے جسکی رو سے بیٹی اپنے حق کی مستحق ہے

(۴) وصی۔ شخص مستوجب الغرض ہے جسکے مقابلہ میں بیٹی کو حق حاصل ہے۔

توضیح حق کا جو تجزیہ اوپر کیا گیا ہے اوس سے واضح ہوگا کہ منجملہ اون چار اجزا کے جو لفظ حق کے تصور کی تکمیل کیلئے ضروری ہیں۔

---

[۱] ترجمہ اصول قانون سر ہٹنگس صفحہ (۴۴)

(۱) ایک جزو اہم فعل یا اجتناب ہے جسکا کہ شخص حقدار مستحق ہے پس فعل کو سمجھنے کیلیے۔
ملاحظہ ہو باب ششم فصل ہذا

(۲) جب کبھی کوئی شخص اس امر کا مستحق ہو کہ دوسرے اشخاص کوئی فعل کریں یا اوسکے کرنیسے اجتناب کریں تو اسطور پر فعل کے کرنے یا اوسکے اجتناب کرنیکو فرض کہتے ہیں اسلئے یہ فرض حق کا متلازم کہلاتا ہو جو اسکو وجود میں لاتا ہے پس فرض کو سمجھنے کیلئے ملاحظہ ہو باب ششم فصل ہذا۔ اسیطرح

(۳) حق کے دو جزو اہم اشخاص اور اشیاء ہیں جو موضوعات حقوق کہلاتے ہیں۔
پس اشخاص و اشیاء کے سمجھنے کیلئے ملاحظہ ہو باب ہفتم فصل ہذا

قول ہربرٹ بنگہم[۱] | ب یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ ان چاروں اجزا متذکرہ صدر کا ہر حق میں ایک ساتھ موجود رہنا لازمی ہے۔ کیونکہ ایسے حقوق بھی ہو سکتے ہیں جو کسی شئے معین کی بابتہ نہ ہوں بلکہ وہ حقوق صرف حقوق متعلقہ افعال یا اجتناب کہلاتے ہوں جنکی تعمیل کرانیکا وہ مستحق ہے جبکو کہ وہ حق حاصل ہو جسمیں رکن دوم شئے سے غائب ہے۔

مثال

مثال اول۔ حق کسی شخص کا اوسکی نیک نامی کے متعلق۔

مثال دوم۔ زید عمرو کا نوکر ہے۔ یہاں

(۱) عمرو شخص حقدار ہے۔

(۲) معقول نوکری فعل ہے جسکا وہ مستحق ہے۔

(۳) زید شخص مستوجب الغرض ہے جسکے مقابلہ میں اوسے حق حاصل ہے۔

قول پروفیسر ہالینڈ[۲] | ج حقوق حسب مفہوم قانون چند خاص واقعات سے پیدا ہوتے ہیں۔

---

[۱] ترجمہ اصول قانون ہربرٹ بنگہم صفحہ ۷ و ۸۔
[۲] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ ۸۴۔

اور وہ واقعات جن سے حقوق پیدا یا زائل یا ترمیم ہونگے۔ عموماً ہمیں حق کے اجزا حسب ذیل تین قرار پاتے ہیں جسمیں رکن چہارم شخص مستوجب الفرض غائب ہے۔

(۱) شخص۔

(۲) شے۔

(۳) واقعات جسمیں حادثہ۔ فعل۔ ترک فعل۔ داخل ہے۔

مثال[1]

(۱) اشخاص جو کہ مالک ہوں۔ مثلاً زید۔

(۲) اشیاء جو کہ مملوکہ ہوں۔ مثلاً زمین۔ مکان۔ گھوڑا۔ میز۔ روپیہ

(۳) وہ واقعات جن کے وقوع کی وجہ سے حق شروع ہوتا ہے یا ختم ہوتا ہے۔

مثلاً۔ وفات مورث۔ بیع۔ رہن۔ وغیرہ سے۔

حقوق قانونی کے اقسام

دفعہ ۵۴ حقوق قانونی کے اقسام قول پروفیسر ہالینڈ[2] یوں تو حقوق کو بے انتہا قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے لیکن حقوق کی ایک بہت بڑی تقسیم کا دارو مدار اوس وسیع مابہ الامتیاز پر ہے۔ جو اشخاص حقدار کو سرکاری یا خانگی حیثیت کے درمیان قائم ہے۔

(۱) **سرکاری** حیثیت کے شخص سے یا تو ہماری مراد خود ریاست سے ہوتی ہے۔ یا رئیس سے یا اوس جماعت اشخاص یا شخص واحد سے جنکے تفویض ریاست نے اپنے طرف سے کچھ اختیارات عطا کئے ہوں۔

(۲) **خانگی** حیثیت کے شخص سے ہماری مراد ایسا شخص یا اشخاص (خواہ وہ مجمع کتنا

---

[1] شرح قانون شہادت مولفہ مسٹر محمود حیف جسٹس صفحہ (۳)، مقدمہ
[2] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۱۰۸ و ۱۰۹)

ہی بڑا کیوں نہ ہو) ہوتا ہے۔ جو منفرداً و مجتمعاً جزو ریاست ہو۔ مگر کسی خاص مقصد کیلئے بھی کسی معنی میں وکیل یا نائب ریاست نہ ہو۔

توضیح۔ جب دونوں اشخاص (یعنے شخص حقدار و شخص مستوجب الغرض) جن سے حق متعلق ہے خانگی حیثیت رکھتے ہوں تو حق بھی خانگی ہوتا ہے جو (حق خانگی) کے نام سے موسوم ہے۔ اور

جن فریقین میں سے ایک ریاست ہو اور دوسرا خانگی حیثیت کا شخص تو حق بھی سرکاری ہوتا ہے جو حق عام کے نام سے موسوم ہے۔

تعریفات بروئے قانون روما

اقوال ایمانیول کینٹ و دیگر مقنین بر اعظم[1]

دفعہ ۵۵۔ (تعریف حقوق خانگی) حقوق خانگی وہ حقوق ہیں جو رعایا کے مابین قائم ہیں اور جو افراد کے اغراض کیلئے مقرر کئے گئے ہیں اور جو بذریعہ معاہدات تبدیل ہو سکتے ہیں۔ جسمیں ریاست بازی۔ آزادی ذات خاص و مال و خاندان کی شامل ہے اور اسمیں کسی ظاہری اشاعت کی ضرورت نہیں ہے۔

ہدایت۔ ملاحظہ ہو مجموعہ ہذا کا حصہ دوم فصل چہارم قانون مختص بالاشخاص جسمیں ان حقوق خانگی کا انضباط کیا گیا ہے۔

دفعہ ۵۶۔ (تعریف حقوق عام) حقوق عام وہ حقوق ہیں جو مابین ریاست و رعایا کے قائم ہیں۔ اور جو ریاست کے فائدہ کیلئے مقرر کئے گئے ہیں اسلئے یہ حقوق ذریعہ معاہدات تبدیل نہیں ہو سکتے اور انھیں حقوق میں قوانین امور ملکی و جرائم و قوانین متعلقہ

---

[1] ترجمہ اصول قانون سر ڈنگین صفحہ (۱۸۲)

ضابطۂ فوجداری و دیوانی شامل ہیں جو ایک قوم کیلئے بحیثیت گروہ اشخاص کے جس سے ایک جداگانہ جماعت قائم ہوتی ہو ضروری ہیں جن حقوق کو بغرض آگاہی عام طور پر مشتہر کرنیکی اسوجہ ضرورت ہے کہ سوسائٹی کی حالت باضابطہ قرار پائے۔

توضیح مقننین یورپ نے انھیں حقوق عام میں قانون بین الاقوام کو بھی شامل کیا ہے۔

ہدایت۔ ملاحظہ ہو مجموعہ ہذا کا حصہ دوم فصل پنجم قانون عام جسمیں ان حقوق عام کا انضباط کیا گیا ہے۔ اور ملاحظہ ہو مجموعہ ہذا کا حصہ دوم فصل ششم قانون بین الاقوام جسمیں حقوق عام متعلقہ رعایا، و حقوق متعلقہ ریاست با ریاست کا انضباط کیا گیا ہے۔

دفعہ ۵۷ فرق مابین حقوق عام و حقوق خانگی قول پروفیسر ہالینڈ[۲] جو شخص سرکار کے خلاف سازش کرنیکے جرم کا ارتکاب کرے اوسکی سزادہی کا تعلق قانون عام سے اسلئے ہے کہ اس شخص نے جس حق میں خلل اندازی کی ہے وہ ایک عام حق ہے کیونکہ شخص مستحق اس صورتمیں ریاست ہے مسئلہ ریاست کو یہ حق ہے کہ کوئی شخص اوسکے خلاف سازش نکرے سرکار کے خلاف سازش کرنیوالا اس حقمیں خلل انداز ہوتا ہے اور ریاست جسکے حق میں اسطور سے خلل انداز ہوئی ہے مسئلہ اپنی حفاظت آپ کرنیکے لئے مداخلت کرتی ہے۔ اور مجرم کو سزا دیتی ہے۔ برخلاف اسکے۔

اگر ایک حمال میرے مال کو نقصان پہونچائے تو جو قانونی مسئلہ اس سے پیدا ہوتا ہے اوسکا تعلق قانون مختص بالاشخاص سے ہے۔

مسئلہ مجھے یہ حق حاصل ہے کہ میرا مال بحفاظت ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جائے۔ لیکن یہ حق خانگی ہے کیونکہ حمال اور میں دونوں خانگی حیثیت کے اشخاص ہیں۔ گو

---

[۱] ترجمہ اصول قانون سرٹننگن صفحہ (۱۰۳) [۲] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۱۱۱)

مسئلہ میں اس امر کا مستحق ہونگا کہ ریاست سے یہ مطالبہ کروں کہ میری طرفدار ہوکر مجھے اوس نقصان کا تاوان دلائے جو اوسکی وجہ سے میرے مال کو پہونچا ہے۔

توضیح - اس مسئلہ میں جو پیچیدگی لبسا اوقات واقع ہوجاتی ہے اوسکے سلجھانے کیلئے اس امر کا بیان کردینا ضروری ہے کہ ایک ہی فعل کے صدور سے اکثر صورتوں میں نہ صرف ایک حق عام بلکہ ایک حق خانگی میں بھی خلل اندازی کیجاسکتی ہے۔

مثال

کسی شخص پر حملہ مجرمانہ کرنا یا اوسکی حیثیت عرفی کے ازالہ سے دو جدا جدا حقوق کا نقض لازم آتا ہے **ایک** تو شخص مذکور کے اس خانگی یا ذاتی حق کا کہ اوس سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائے دوسرا۔ ریاست کے اس عام سرکاری حق کا کہ ایسے افعال کے ارتکاب سے لوگ احتراز کریں جن سے نقض امن عام لازم آتا ہو یا پیدا ہوتا ہو۔

ہدایت اس فصل سوم باب پنجم میں صرف دو قسم کے حقوق خانگی و عام ظاہر کئے گئے ہیں چونکہ یہی دو حقوق اہم ہیں۔ باقیہ کل حقوق انھیں کے ضمن ہیں جنکے اقسام اس مجموعہ کے حصہ دوم میں بیان کئے گئے ہیں۔ اور

(۱) تمامی قسم کے حقوق خانگی کا انضباط اس مجموعہ کے حصہ دوم فصل چہارم میں۔ اور

(۲) تمامی اقسام کے حقوق عام کا انضباط اس مجموعہ کے حصہ دوم فصل پنجم میں۔ کیا گیا ہے ملاحظہ ہوں قوانین محولہ صدر

باب ششم

فرض

تمہید حسب دفعہ (۱۵)، دفعہ (۵۳) ضمن الف نمبر (۴)، و توضیح نمبر (۲)، باب پنجم فصل ہذا

لوازم حقوق قانونی کے چار اجزا کے منجملہ ایک جزو چہارم شخص متوجب الغرض ہے جسپر کسی فعل کا کرنا یا اوس سے اجتناب کرنا لازم و فرض ہے۔ اسلئے حق کا متلازم فرض کہلاتا ہے جسکا بیان حسب ذیل کیا جاتا ہے۔

تعریف فرض | **دفعہ ۵۸** فرض کی لغوی معنی (واجب، ضروری، لازم) وہ کام جس کی فروگذاشت نہ کیجائے۔

وجوب قانون میں اوس فرض یا وجوب سے مراد ہے جو کہ اوس حکومت اعلیٰ ترین کے صریح یا معنوی احکام سے پیدا ہوتے ہیں جنکی ہم متابعت کرتے ہیں بلحاظ اس کے فرض ہمیشہ حکم کا نتیجہ ہوتا ہے۔

قول سر ٹنگین[۱] | کسی فعل کے کرنے یا اوس سے اجتناب کرنے کو فرض کہتے ہیں۔

قول پروفیسر ہالینڈ[۲] | ہر حق کا خواہ وہ اخلاقی ہو یا قانونی یہ لازمی نتیجہ ہوتا ہے کہ دوسرے لوگ اوس شخص کی خواہشوں کی تکمیل ہیں جسے وہ حق حاصل ہے کسی **فعل** کے **صدور** یا **ترک** سے ساعی و کوشاں ہوں اور جب کبھی کسی شخص کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ دوسرونکو اپنی خواہش کی تکمیل میں ساعی بنائے تو اون لوگوں کا اسطور سے اوسکے حق میں ساعی ہونا اونکا **فرض** کہلاتا ہے۔

اجزائے فرض | **دفعہ ۵۹** کسی فعل کے کرنے یا اوس سے اجتناب کرنیکو فرض کہنے کے لحاظ سے اجزائے فرض **فعل و اجتناب** ہیں جنکی تعریفات حسب ذیل ہیں

تعریف فعل قانونی | جب کسی فعل سے نتیجہ قانونی یہ پیدا ہوتا ہو کہ فاعل کا منشاء اوسی نتیجہ کے ظہور میں لانیکا تھا۔ تو اس فعل کو فعل قانونی کہتے ہیں۔ مزید توضیح کیلئے ملاحظہ ہو اسی فصل سوم

---

[۱] ترجمہ اصول قانون سر ٹنگین صفحہ (۲۸)

[۲] ترجمہ ہالینڈ جوریس پروڈنس صفحہ (۷۹)

کا باب ششم افعال)

تعریف اجتناب قول سر ٹننگن[۱]	اگر وہ اثر جسکو بمجرد تصمیم ارادہ کے وقوع میں لانا مقصودی حیثیت

حاصل رکھتا ہو یعنے اس سے یہ مراد ہو کہ ایک خاص خارجی فعل بوجہ تصمیم ارادہ سے نہ کیا جائے تو اس حالت کو بیان کرنے کے لئے ٹھیک لفظ اجتناب ہے۔

اقسام فرائض[۲]	**دفعہ ۶۰** فرائض کے اقسام حسب ذیل تین ضمن کیساتھ چھ ہیں۔
قول سر ٹننگن	الف۔ فرض موجبہ و فرض سالبہ۔
تعریف فرض موجبہ	(۱) جب فرض کسی فعل کے کرنیکے متعلق ہوتا ہے تو اوسکو فرض موجبہ کہتے ہیں
تعریف فرض سالبہ	(۲) جب فرض کسی فعل سے اجتناب کرنیکے متعلق ہوتا ہے تو اوسکو فرض سالبہ کہتے ہیں۔
قول آسٹن	ب۔ فرض مطلق و فرض اضافی۔
تعریف فرض مطلق	(۳) فرض مطلق سے وہ فرض مراد ہے جسکے مقابلہ میں کسی معین شخص یا مجمع اشخاص کو حاصل نہ ہو۔

مثال ٹیکس ادا کرنیکا فرض جو ٹیکس بلاتخصیص شخصی ہر مقررہ ملازم سرکاری وصول کرسکتا ہے

تعریف فرض اضافی	(۴) فرض اضافی سے وہ فرض مراد ہے جسکے مقابلہ میں کسی معین شخص یا مجمع اشخاص کو حاصل ہو۔

مثال۔ ادائی قرضہ کا فرض جو قرضہ خصوصیت شخصی کیساتھ داین ہی کو ادا ہونا چاہئے۔

قول مارکبی جبا[؟]	ج۔ فرض اولیہ و فرض ثانیہ۔
تعریف فرض اولیہ	(۵) بذات خود بلا تعلق کسی اور فرض کے وجود پذیر ہوتا ہے۔

---

[۱] ترجمہ اصول قانون سر ٹننگن صفحہ (۶۸) [۲] صفحہ ۴۸ و ۴۹

مثال کسی شخص کو مضرت پہونچانے سے باز رہنا۔

تعریف فرض ثانیہ	(۶) بلا تعلق فرض دیگر کے وجود پذیر نہیں ہوتا۔

مثال مضرت پہونچانیکے معاوضہ کا ہرجہ۔

دفعہ ۶۱ دو فرائض وقت واحد و فرائض متناقض کا چارہ کار بہ دو اصول قول سر ٹنگن[۱]

جو ایکدوسرے کے متناقض ہوں اور دونوں کی ادائی ایک ہی وقت میں ناممکن ہونیکی صورتمیں حسب ذیل دو اصول پر عمل ایک امر لازمی ہے۔

اصول اول

ایک ہی قسم کے فرائض میں اس امر کا فیصلہ کہ منجملہ ان فرائض کے کونسا فرض زیادہ اہم ہے اغراض فرائض کی اہمیت پر منحصر ہے اور بصورت تناقض اوس غرض کو اختیار کرنا چاہیے جو بہتر ہو۔

مثال

(۱) حسب دفعہ (۶۰) ضمن (ج) نمبر (۵) کسی شخص کو مضرت پہونچانیسے باز رہنا فرض اولیہ ہے۔ لیکن اسکے ساتھ کسی دوسرے کے جسم کو یا خود اپنے جسم کو ایک جرم متعلقہ جسم انسان سے بچانا بھی ایک فرض ہے اور بلحاظ اسکے کہ عامہ خلائق کو ایسے جرائم سے جو جسم انسان پر موثر ہوں ضرر پہونچنے سے بچانا ضرور ہے۔ اسلئے فرض آخر الذکر کی غرض بہ نسبت فرض اول الذکر کے زیادہ قدر اہم ہے۔ پس اگر خالد جنون کی حالت میں عمرو کے مواجہ میں زید پر حملہ آور ہو اور اسکو مار ڈالنے کی کوشش کرے تو عمرو کا یہ فعل جائز ہوگا کہ وہ زید کو بچائے۔ بلکہ اگر وہ خاص حالات میں خالد کی موت کا باعث بھی ہو تو کسی جرم کا وہ مرتکب نہ سمجھا جائیگا۔

توضیح اسی اصول کے مدنظر ہماری مجموعہ تعزیرات سرکار عالی کی دفعہ ۵۲ و ۵۳

---

[۱] ترجمہ اصول قانون سر ٹنگن صفحہ (۴۸ و ۴۹)

حق حفاظت خود اختیاری ہم مضمون دفعات تعزیرات ہند قائم کیگئی ہیں۔ اور دفعہ ۹۶ میں حکم ہے
کہ کوئی فعل جرم نہ ہوگا جو حق حفاظت خود اختیاری کے استعمال میں کیا جائے اور دفعہ ۹۷
میں حکم ہے کہ ہر شخص کو حق ہے کہ وہ حفاظت کرے اپنے یا اور کسی شخص کے جسم کی کسی ایسے
جرم کے مقابلہ میں جو انسان کے جسم پر موثر ہو۔

(۲) ایک سپاہی کا فرض ہے کہ اپنے بالا دست افسر کے حکم کی تعمیل کرے لیکن ایک ہندی
رعیت ہونیکی حیثیت سے اوسکا یہ بھی فرض ہے کہ اپنے ملک کے قوانین کی متابعت کرے
اور فرض آخر الذکر کے مقابلہ میں فرض اول الذکر کی اہمیت کچھ بھی نہیں ہے اسلئے اگر
افسر بالا دست کا حکم صریحاً خلاف قانون ہو۔ مثلاً وہ ایک سپاہی کو کسی شخص پر صرف اسوجہ سے
بندوق چلانیکا حکم دے کہ وہ اوس افسر کے حکم کی تعمیل نہیں کرتا۔ تو اوس سپاہی کا فرض
ہے کہ قانون ملک کا پابند رہے۔ یعنے قتل کا ارتکاب نکرے۔ اور اپنے اس فرض کو
کہ اپنے فوجی بالا دست کی متابعت بے سوچے سمجھے کرے۔ ایسی صورتمیں ترک کردے

(۳) زید نے معاہدہ کیا کہ عمرو کے واسطے مال جہاز پر لادکر ایک ملک غیر کی بندرگاہ میں
لیجائیگا۔ اسکے بعد زید کی سرکار نے اوس ملک سے جسمیں وہ بندرگاہ ہے جنگ کرنیکا
اشتہار دیا۔ یہاں اشتہار جنگ کے اجرا پر زید کی جانب سے عہد کا ایفا ہونا قانوناً ناجائز ہوگیا
اور چونکہ ایفاء عہد کے مقابلہ میں قانون کی متابعت ایک اعلیٰ فرض ہے اسلئے قانون
اوسکو عدم ایفاء عہد کی کل ذمہ داریوں سے بری کردیگا۔

اصول دوم

مختلف اقسام کے فرائض کے متعلق جو باقی تمام اعتبارات میں مساوی ہوں اوس امر کا
فیصلہ کہ منجملہ ان فرائض کے کونسا فرض زیادہ اہم ہے۔ اوس جماعت کی وسعت پر

منحصر ہے جس سے کہ وہ فرض متعلق ہو۔

مثال

قول فنیلن | (۱) جن فرائض کا ادا کرنا مجھپر واجب ہے ان میں مجھے بنی نوع انسان کو اپنے ملک اور اپنے ملک کو اپنے خاندان پر اور اپنے خاندان کو اپنے احباب پر اور اپنے احباب کو اپنی ذات پر ترجیح دینی چاہیے۔

قول ہر شنگین | (۲) مسئلہ قانونی یہ ہے کہ بہبودی خلائق یا ریاست اعلیٰ ترین قانون ہے بلحاظ اسکے چونکہ رفاہ عام سب سے مقدم اور اعلیٰ چیز ہے۔ جسپر ہر رعایا کو لحاظ کرنا چاہیے۔ اسلئے یہ لازم آتا ہے کہ گو ہمارا فرض ہے کہ ملکیت کے متعلق ہر شخص کے حق کا ہم لحاظ کریں۔ لیکن اسکے مقابلہ میں ہمارا یہ ایک اعلیٰ تر فرض ہے کہ رفاہ عام کی حفاظت کریں اور اس سے اگر ایک شخص کے مکان کو آگ لگ جائے اور اوسکے پھیلنے سے شہر کو نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہو تو اس آگ کے فرو کرنیکی غرض سے ہم اوس شخص کو مکان کو نقصان پہونچانے یا منہدم کرنے کے قانوناً مجاز ہیں۔ کیونکہ رفاہ عام کیلئے افراد کے اغراض کا خیال نہ کرنا چاہیئے۔ رفاہ عام کا ملحوظ رکھنا ایک ایسا امر ہے کہ جو فعل دوسری حالتوں میں قانوناً ناجائز ہو۔ اور جس سے دوسروں کی جائداد پر غیر واجبی مداخلت متصور ہو وہ اس صورت خاص میں جائز ہوجاتا ہے۔

باب ہفتم

اشخاص واشیاء

تمہید۔ مجموعہ ہذا کے مقدمہ یعنے دیباچہ میں بہ ضمن اصل الاصول یہ امر ظاہر کیا جاچکا ہے

کہ قانون جن امور کی بابتہ اشخاص کو حق عطا کرتا ہے وہ اُمور مقصود خواہش انسانی ہوتے ہیں بلحاظ اس کے جو اُمور اشخاص کے مقصود خواہش ہیں وہ اور بہت سے امور کے سوای اکثر اشیاء مادی و غیر مادی ہیں۔ اسلئے اہل روما نے اشخاص و اشیاء کو موضوعات حقوق قرار دیا ہے۔ مزید توضیح کیلئے ملاحظہ ہو اسی حصہ اول کی فصل دوم قانون باب چہارم دفعہ (۳۵)۔ پس اون اشخاص و اشیاء کا بیان حسب ذیل کیا جاتا ہے۔

اشخاص

حقوق و فرائض کا موضوع لہٗ شخص ہے قول پروفیسر ہالینڈ[۵۱] | **دفعہ ۶۲** حقوق نہ صرف اشخاص کو حاصل ہوتے ہیں بلکہ اون کے خلاف حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ بالفاظ دیگر (اشخاص) مستحق بھی ہوتے ہیں اور مستوجب الفرض بھی اسلئے (اشخاص) جسطرح حقوق کے موضوع لہٗ ہیں اسیطرح فرائض کے بھی موضوع لہٗ ہیں۔

تعریف شخص | **دفعہ ۶۳** شخص سے مراد وہ شخص ہے جس سے کوئی حق یا فرض متعلق ہو جسمیں (شخص حقیقی) و (شخص مصنوعی) دونوں قسم کے اشخاص داخل ہیں۔

ہدایت شخص حقیقی کیلئے ملاحظہ ہو از دفعہ (۶۴ تا دفعہ ۶۶) باب ہذا۔ اور شخص مصنوعی کیلئے ملاحظہ ہو از دفعہ (۶۷ تا دفعہ ۷۱) باب ہذا

تعریف شخص حقیقی قول سر ٹننگین[۵۲] | **دفعہ ۶۴** شخص قدرتی یا حقیقی سے مراد ایک زندہ انسان ہے عام اس سے کہ وہ واقع میں پیدا ہو چکا ہو یا ہنوز ماں کے رحم میں ہو بشرطیکہ قانون اوسکو حقوق و فرائض کے قابل تصور کرے۔

قول پروفیسر ہالینڈ[۵۳] | قدرتی شخص بخلاف مصنوعی شخص کے وہ انسان ہے جسمیں قانون کے

---

۵۱ ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۸۵)
۵۲ ترجمہ اصول قانون سر ٹننگین صفحہ (۵۷)
۵۳ ″ ″ (۸۵)

نزدیک حقوق و فرائض کے مورد ہونیکی استعداد و قابلیت موجود ہو۔ یا باصطلاح قانون روما قانونی **شان** رکھتا ہو۔

تعریف شان قول سر ہنگن[1]	**دفعہ ۶۵** شان سے مراد ایسے حقوق اور فرائض

کا ایک مجموعہ ہے جو کسی شخص سے ملحق ہوں خواہ وہ شخص کافۂ انام کا ہو یا کسی خاص گروہ کا رکن ہو۔

قول جسٹس بریٹ	شان سے مراد وہ قانونی حیثیت ہے جو کسی شخص کو ایک جماعت میں حاصل ہو

توضیح

قول پروفیسر ہالینڈ[2]	اس عام قانونی شان یا حیثیت کے رکھنے کے علاوہ انسان میں بعض

خاص خاص حیثیتیں اور بھی موجود ہو سکتی ہیں مثلاً **آزادی**۔ **مدنیت**۔ **خانگی حقوق** کی سہ گانہ حیثیت جسکو بروئے قانون روما شان تمدنی سے تعبیر کیا جاتا تھا۔ اس کے سوائے بہت سی اور حیثیتیں بھی تسلیم کیجاتی تھیں جنکا دارو مدار عمر **صحت** اور اسی قبیل کے دوسرے حالات پر تھا جنھیں شان فطری سے تعبیر کیا جاتا تھا۔ لیکن زمانہ حال میں صرف یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ ایک شخص کیلئے مختلف قسم کی قانونی حیثیتوں کا لباس پہننا ممکن ہے۔ اسلئے شخص قدرتی کی یہ تعریف بالکل موزون ہے کہ شخص قدرتی وہ شخص ہے جو مختلف قانونی حیثیتیں رکھتا ہو۔

قول سر ہنگن[3]	(۱) جو شان ازدواج کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے وہ شان بذریعہ

معاہدہ یا معاملہ نہیں بلکہ بذریعہ قانون عائد یا معین ہوتی ہے۔

(۲) قانون روما کی رو سے نالشات متعلقہ شان ان نالشات سے متعلق تھیں۔ جو نالشات

[1] ترجمہ اصول قانون سر ہنگن صفحہ (۵۷)، [2] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۸۵ و ۸۶)
[3] " " " " (۵۸)

ابتدائی کہلاتی تھیں جیسے یہ مقصود نہ تھا کہ مدعی علیہ مجرم قرار دیا جائے۔ بلکہ محض یہ منشا تھا کہ ایک قانونی آزادی یا رشتہ پدری ازروئے حکم عدالت تسلیم کرلیجائے۔

اسی اصول کے مدنظر بروئے قانون داد رسی خاص مجریہ ہندو قانون داد رسی خاص ممالک محروسہ سرکار عالی قانون نشان (۷) بابتہ ۱۳۱۷ف وہ شخص جو کسی حیثیت قانونی یا شان کا مستحق ہو اوس شخص کے نام جو اوسکی حیثیت سے انکار کرتا ہو محض اس غرض سے نالش کرسکتا ہے کہ عدالت اس امر کے اظہار کی ڈگری صادر کرے کہ اوسے یہ استحقاق حاصل ہے

لوازم اشخاص حقیقی قول پروفیسر ہالینڈ[۱] **دفعہ ۶۶** شخص حقیقی یا قدرتی میں مفصلہ ذیل دو خصوصیات لازمی ہیں۔

اول یہ کہ وہ شخص جیتا جاگتا انسان ہو۔ اور زندہ پیدا ہوا ہو۔ گو زندہ رہنے کی قابلیت موجود نہ ہو۔ لیکن۔

بعض مطالب کیلئے شخص قدرتی کا وجود قبل پیدایش ہی ظہور میں آجاتا ہے مثلاً

قول بلیک اسٹون ایک بچہ میں جو ہنوز رحم مادر میں ہے یہ استعداد موجود ہے کہ ترکہ حاصل کرسکے یا جائداد حبطی شدہ کا انتقال اوسکے نام کیا جاسکے۔ یہ بچہ اس قابل بھی ہے کہ کسی جائداد کا انتفاع اوسکی ذات پر محدود کردیا جائے اور بعد میں وہ بچہ اون ہی قیود کیساتھ جائداد مذکور پر اسطرح سے متصرف ہوسکتا ہے کہ جب جائداد اوسے ملی تو گویا وہ حقیقت میں پیدا ہوچکا تھا۔

بلحاظ اسکے یہ ضرور نہیں ہے کہ وہ شخص صاحب عقل سلیم ہو۔

دوم یہ کہ ریاست اوسکا شخص ہونا تسلیم کرے۔ جسکے ضمن میں لازم ہے کہ وہ شخص کسی

---

[۱] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۸۶)

کا غلام یا مجرم اشتہاری یا تارک الدنیا یا جلاوطن یا مردہ نہ ہو۔
پس جسکی ذات میں متذکرۂ بالا دونوں خصوصیات جمع ہوں وہ شخص ہے لیعنے مورد حقوق و مستوجب فرائض ہے۔

توضیح حقوق کی قابلیت رکھنے یا فرض کے مستوجب ہونیکے جو مختلف مدارج اون افراد کو جنپر شخص کی تعریف صادق آتی ہے حاصل ہیں اونکی تعین کا انحصار اون حالات پر ہوتا ہے جنکو قانون کے مختلف نظاموں نے مختلف نتایج کا مربوطعنہ قرار دیا ہے۔ تشخص کے مراتب مختلف ہیں اور انکا دار و مدار صاحب تشخص کی آزادی۔ بلوغ۔ جنس ثبات عقل و ہوش اور مدنیت وغیرہ امور پر ہے۔

اشخاص مصنوعی قول پروفیسر ہالینڈ[1] | **دفعہ ۶۷** اشخاص یعنے حقوق یا فرائض کے موضوع لہم۔ عام طور پر بنی نوع انسان کے افراد ہوتے ہیں لیکن بنی نوع انسان کی تقلید کو مرعی رکھکر قانون بعض انسانی جماعتوں یا جائداد کے مجموعوں کو جنھیں بغرض سہولت حقوق و فرائض کے موضوع لہٗ تسلیم کرنا مقصود ہو مصنوعی معنوں میں بطور اشخاص کے تسلیم کرتا ہے۔ بلحاظ اس کے۔

تعریف اشخاص مصنوعی[2] | مصنوعی یا غیر حقیقی یا اعتباری یا قانونی اشخاص اون انسانی جماعتوں یا جائداد کے مجموعوں کو کہتے ہیں۔ جو قانون کی نظر میں حقوق فرائض کی قابلیت رکھتے ہوں۔ یا یوں کہئے کہ جنکو قانون۔ شان قانونی عطا کرے۔
اس قسم کے جماعتوں یا مجموعوں کو بطور اشخاص کے سمجھا جاتا ہے اور یہ باور کر لیا جاتا ہے کہ وہ حامل تشخص ہیں

[1] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ ۸۵ [2] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ ۸۷

اقسام اشخاص مصنوعی قول پروفیسر ہالینڈ[۱] **دفعہ ۶۸** بلحاظ تعریف دفعہ بالا اشخاص مصنوعی کی مفصلہ ذیل دو قسمیں ہیں۔

(۱) **مجمع اشخاص** - مثلاً - ریاست - محکمہ جات - یونیورسٹی - کالج - گرجا - پادریوں کے حلقے - دیول - مسجد - جماعتہائے تجارتی - کمپنی سرمایہ ہای مشترکہ کوٹھی شراکتی حسب دفعہ (۲۴۰) قانون معاہدہ سرکار عالی مجلس صفائی وغیرہ وغیرہ -

(۲) **مجمع اشیاء** مثلاً وہ رقوم جو کسی اہا ستدار کو تفویض کئے بغیر امور مذہبی کیلئے وقف کردیگئی ہوں - یا - ترکہ غیر وصیتی قبل از اہتمام - یا کسی دیوالیہ کی جائداد وغیرہ

لوازم اشخاص مصنوعی قول پروفیسر ہالینڈ[۲] **دفعہ ۶۹** قسم متذکرہ دفعہ بالا کے اشخاص مصنوعی یا قانونی معرض ظہور میں آنیکے لوازم حسب ذیل ہیں۔

الف - کوئی مجمع اشخاص یا مجمع اشیاء (جیسی کہ صورت ہو) موجود ہو - اور

ب - قانون اس مجمع اشخاص یا مجمع اشیاء کو شان قانونی عطا کرے۔

اسکے وقوع کے حسب ذیل دو ذرایع ہوسکتے ہیں۔

(۱) کوئی عام قاعدہ جسکا اطلاق اوسکی شرایط کی تکمیل پر منحصر ہو مثلاً - قانون معاہدہ سرکار عالیہ کا نشان (۶) سنہ ۱۳۱۶ف کا باب یازدہم شراکت

(۲) کوئی خاص حکم جسکا مصدر شاہی اقتدار ہو مثلاً کوئی خاص حکم سرکاری یا سند شاہی

اشخاص مصنوعی کے اجزا کی تبدیل کا غیر موثر ہونا قول سرٹنگین[۳] **دفعہ ۷۰** اشخاص مصنوعی

---

[۱] و [۲] ترجمہ ہالینڈ جو رس پروڈنس صفحہ ۸۸، [۳] ترجمہ اصول قانون سر ٹنگین صفحہ (۶۰)

کے اجزا کی تبدیل سے اوسپر کوئی اثر نہیں پڑسکتا۔

مثال

ایک جماعت سند یافتہ مثل کمپنی سرمایہ مشترکہ یا مجلس صفائی ہیں گوارا کین کی تبدیلی ہو لیکن خود جماعت کی وہی حالت رہتی ہے۔

اشخاص مصنوعی کا انعدام قول سرٹننگن[1]

دفعہ ۱۷ اشخاص مصنوعی متعدد طریقوں سے معدوم ہوجاتے ہیں۔ جنکے منجملہ چار طریقے حسب ذیل ہیں۔

(۱) اجزائے ترکیبی میں کمی واقع ہونیسے۔

مثال ایک جماعت سند یافتہ رجسٹری شدہ کے اراکین کی تعداد مقررہ میں کمی ہوجانیسے۔

(۲) کاروبار بند ہوجانیسے۔

(۳) بوجہ منقضی ہونے اوس میعاد کے جو اوسکے قائم رہنے کیلئے مقرر ہوئی ہو۔

(۴) کسی حکم قانون سے جبکہ اوسکے حقوق برقرار و باقی نہ رکھے جائیں۔

اشیاء

تعریفات شے

دفعہ ۲۷ (۱) شے کی لغوی معنی۔ چیز۔ اسباب۔ ہے۔

قول پروفیسر ہالینڈ[2]

(۲) شے حق کی مقصود یا موضوع لہ ہے۔ بالفاظ دیگر۔ ہر وہ امر جسے قانون بمنزلہ ایک ایسے مقصد کے سمجھے جسپر کسی ایک شخص کو کوئی حق حاصل ہے۔ اور جسکے متعلق دوسرا شخص کسی فرض کا ممنوع ہے وہ شے ہے۔

قول آسٹن[3]

(۳) شے ممکن الاحساس بالاستقلال سے مراد وہ شے ہے جسکا ادراک مکرر و بالمرۃ ہو اور جسکی نسبت وہ لوگ جو اسکا مکرر و بالمرۃ ادراک کریں یہ باور کریں کہ ان متعدد

---

[1] ترجمہ اصول قانون سرٹننگن صفحہ (۶۰ و ۶۱) [2] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۸۹ و ۹۰ و ۹۱)

موقعوں پر جو چیز اونھوں نے دیکھی وہ ایک ہی تھی مثلاً گھوڑا یا مکان کل ہمارے دیکھنے میں آیا تھا وہ باوجود اون تغیرات کے جو اس عرصہ میں اوسکی شکل وشباہت میں واقع ہوے ہوں آج بھی وہی ہے۔ جو کل تھا۔

قول مقنین روما وقول مصنفین زمانہ حال[۱] جسمین علی الخصوص مقنین جرمن شامل ہیں

(۴) شے ایک اصطلاح ہے جو علاوہ اپنی اصلی معنی کے ایک مثالی یا تشبیہی معنی بھی رکھتی ہے

اقسام اشیاء

دفعہ ۷۳ اشیاء کی تقسیم حسب ذیل دو طرح سے ہوسکتی ہے۔

تقسیم اول - اشیاء کی حسب ذیل دو قسمیں ہیں۔

(۱) اشیاء مادی۔

(۲) اشیاء غیر مادی۔

ضمن نمبر (۱) اشیاء مادی کی حسب ذیل تین قسمیں ہیں۔

الف - شے بسیط[۱] مثلاً - غلام - شہتیر - پتھر - وغیرہ

ب - شے مرکب[۲] مثلاً مکان - جہاز - صندوق - وغیرہ۔

توضیح - ممکن ہے کہ شے مرکب اپنے اجزاے ترکیبی سے مختلف ہو جیسے (مکان) یا یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اپنے اجزاے ترکیبی کا محض ایک مجموعہ ہو جیسے چاندی کا سلاخ۔

ج[۳] - ایسی مختلف الحیثیت اشیاء کا مجموعہ جن کا تصور بطور کل کے پیدا ہو - مثلاً ایک قوم سپاہیوں کی ایک پلٹن - یا بکریوں کا ایک ریوڑ - اس قسم کا کل بدستور قائم رہسکتا ہے گو کہ اوسکے اجزا میں تبدیلی ہوجاے۔

نوٹ - حالت اجتماع میں حسب دفعہ (۶۸) باب ہذا جسطرح مجمع اشیاء (اشخاص مصنوعی)

او ۲ و ۳ و ۴ ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۹۰) و (۹۱)

ہوسکتے ہیں اسیطرح حسب ضمن ہذا مجمع اشخاص بھی (اشیاء مصنوعی) ہوسکتے ہیں۔

ضمن نمبر (۲) اشیاء غیر مادی[1] یا ذہنی یا مصنوعی مثلاً حق استعمال و استمتاع جایداد و بلا ملکیت۔ ترکہ۔ قرض واجب الادا۔

توضیحات ایسی صورتوں میں حق کا موضوع لہٗ غیر مادی ہوتا ہے گوکہ اوسکا تعلق بساؤقات اشیاء مادی سے ہوتا ہے۔ اس قسم کے اشیاؤں میں جملہ حقوق شامل ہوسکتے ہیں لیکن

استثنا (رومانی مقنین حق ملکیت کو اوسکی ذیل میں شریک نہیں کرتے)

واضح ہو کہ اس قسم کی بعض اشیاء مجموعہ فرائض ہونیکے ساتھ مجموعہ حقوق بھی ہیں۔ مثلاً (ترکہ) جس سے متمتع جایداد کے ساتھ وارث پر ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں۔

اس قسم میں زمانہ حال کے مقنن نے اون مجموعہ ہائے حقوق کو بھی شریک کردیا ہے جنھیں۔ حق تصنیف۔ اور حق ایجاد۔ اور نشان حرفہ۔ وغیرہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور جنکو عام طور سے جایداد ذہنی[2] کہا جاتا ہے۔

تقسیم دوم باعتبار اون مختلف طریقوں کے جنھیں (اشیاء) اشخاص کے کام آتی ہیں۔

اشیاء کو اور بھی متعدد قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے جنمیں سے حسب ذیل صورتیں زیادہ اہم ہیں

الف[3] (۱) منقولہ۔ جیسے میز کرسی۔ آئینہ۔ مویشی وغیرہ

(۲) غیر منقولہ جیسے۔ زمین یا مکانات۔

ب (۳) قابل تبادلہ۔ وہ اشیاء ہیں جنکا ایک نمونہ دوسرے کے مشابہ اور مساوی ہو۔ جیسے روپیہ۔ یا۔ ایک ہی قسم کے سیر بھر چانول۔ وغیرہ وغیرہ

(۴) غیر قابل تبادلہ۔ وہ اشیاء جن کی قیمت غیر مساوی جداگانہ ہو۔

---

[1] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۹۱)
[2] " " " (۹۵)
[3] ترجمہ اصول قانون سر ہنٹنگن صفحہ (۶۲)

جیسے۔ گھوڑا وغیرہ

ج (۵) قابل زوال۔ وہ اشیاء جو عندالاستعمال گھٹ سکیں۔

(۶) غیر قابل زوال۔ وہ اشیاء جو عندالاستعمال نہ گھٹ سکیں۔

د (۷) قابل انقسام

(۸) غیر قابل انقسام

ھ (۹) اصلی

(۱۰) اضافی

و (۱۱) قابل خرید و فروخت

(۱۲) غیر قابل خرید و فروخت

باب ہشتم

افعال

تمہید حسب دفعہ (۵۱) و دفعہ (۵۳) ضمن الف توضیح نمبر (۱) باب پنجم فصل ہذا۔ لوازم حقوق قانونی کا ایک جزو اہم (فعل) ہے جسکا بیان اوسکی فروعات کیساتھ اس باب ہشتم میں اس ترتیب سے کیا گیا ہے کہ بقول سر ہنگین قانون کی اصل غرض حقوق قانونی کو پیدا کرنا اور اونکی حفاظت کرنا ہے۔ بلحاظ اسکے (حقوق قانونی) پیدا یا زائل یا ترمیم ہوتے ہیں (واقعات) سے اور واقعات پیدا ہوتے ہیں (حوادث) یا (افعال و ترک افعال) سے جس کی وضاحت حسب ذیل کیجاتی ہے۔

تعریف واقعات قول پروفیسر ہالینڈ[۲] | **دفعہ ۴۴** احساس کے عارضی اسباب کو واقعات کہتے ہیں

[۱] ترجمہ اصول قانون سر ہنگین صفحہ ۶۴ [۲] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۹۳)

تعریف بروئے دفعہ (۲) ضمن (۲) قانون شہادت سرکار عالی نشان (۲) بابتہ ۱۳۱۳ فصلی۔	ہر کیفیت شے یا تعلق اشیاء جو حواس ظاہری یا باطنی سے معلوم ہوتی ہو یا ہر حالت ذہنی جس کو

کسی کے دل کو آگاہی ہو اوسکو (واقعہ) کہتے ہیں۔

تعریف واقعات قانونی قول سر رڈنگین | **دفعہ ۵** واقعات قانونی وہ واقعات ہیں جن سے حقوق پیدا یا زائل یا ترمیم ہوں۔

واقعات قانونی پیدا ہونیکے ذرائع | **دفعہ ۶** واقعات قانونی حسب ذیل دو ذرایع سے پیدا ہوتے ہیں۔

الف۔ حوادث

ب۔ افعال و ترک افعال

تعریف حوادث قول سر رڈنگین | **دفعہ ۷** حوادث قدرت ظاہری کے وہ حرکات ہیں جو بالعموم انسان کے حیز اقتدار سے باہر ہیں مثلاً پہاڑ کا پھٹ پڑنا یا اور کوئی واقعہ ناگہانی

تعریف افعال قول سر رڈنگین | **دفعہ ۸** افعال وہ حرکات ارادی ہیں جو انسان کے اختیار میں ہیں یا مرضی کا بیرونی اظہار جو جسم کی حرکت سے وقوع میں آتا ہے بشرطیکہ جسم اپنی معمولی حالت میں ہو یعنے مفلوج نہ ہو۔ بلحاظ اسکے کوئی فعل بغیر ارادہ کے وقوع پذیر نہیں ہوسکتا

نوٹ ترک فعل جسکو اجتناب کہتے ہیں اسکی تعریف باب ششم فرض میں کیجا چکی ہے۔ ملاحظہ ہو دفعہ (۵۹) باب مذکور فصل ہذا۔

فرق مابین فعل و حادثہ قول ابیرنگٹ | **دفعہ ۹** ہر فعل میں غرض ہوتی ہے اور حادثہ میں غرض نہیں ہوتی مثلاً کسی پہاڑ سے کوئی شخص بہ ارادہ خودکشی کودے یہ فعل ہے۔ ناگہانی گر کر مرجانا حادثہ ہے۔

۵ ترجمہ اصول قانون سر رڈنگین صفحہ (۶۵) ۶ ترجمہ اصول قانون سر رڈنگین صفحہ (۶۵) و ۷ ترجمہ اصول قانون ٹامس ہالینڈ صفحہ (۷۹) و (۸۰) ۸ ترجمہ اصول قانون ٹامس ہالینڈ ۔۔ ۔۔ (۶۵) ۹ ترجمہ الیمنٹ طبورس ہیروڈنس صفحہ (۱۴۲) و (۱۴۵)

تعریف ارادہ | **دفعہ ۸۰** ارادہ کی لغوی معنی۔ وہ خواہشیں جو بمجرد دل میں آنیکے جسمانی حرکات پیدا کرتی ہیں۔

قول مسٹر سید محمود جیف جسٹس[۱] | ارادہ ایک ایسی حالت ذہنی ہے جو بلا واسطہ یا حواس کے ذریعہ سے معلوم نہیں ہو سکتا

تعریف ادراک قول سرٹنگن[۲] | **دفعہ ۸۱** علت کے بغیر معلول کا پیدا ہونا جسطرح ناممکن ہے اسیطرح کوئی فعل کسی مقصد کے بغیر نہ تو ممکن ہو سکتا ہے اور نہ کسی ارادہ کے بغیر وہ فعل وقوع میں آسکتا ہے پس اس مقصد کیلئے جو ارادۂ مصمم ہونیکا ذریعہ ہے اوسیکو ادراک کہتے ہیں۔

نوٹ ادراک کے لغوی معنی عقل وسمجھ کے ہیں۔ ادراک کے مختلف مدارج ہیں۔ بلاحظہ ہو فعل کا لازمہ دوم دفعہ (۸۸) و از دفعہ (۹۰) تا دفعہ (۹۸) باب ہذا۔

تعریف نیت قول سرٹنگن[۳] | **دفعہ ۸۲** جب ادراک کیحالت تصمیم ارادہ کیساتھ مصمم ہوجائے تو وہ (نیت) ہے

توضیح نیت بھی ایک حالتِ ذہنی ہے جو بلا واسطہ یا حواس کے ذریعہ سے معلوم نہیں ہو سکتی

قول مسٹر سومس[۴] | جب نیت قانونی ذمہ داری کے ایک جزو عملی سے تعبیر کیجائے تو اوس سے ایک ایسی (نیت) مراد ہے جو اوس ضرر کیطرف رجوع کیجائے۔ جسکی شکایت ہو۔

فرق مابین ارادہ ونیت قول آسٹن[۵] | **دفعہ ۸۳**

(۱) ارادہ کے مفہوم میں نیت داخل ہو سکتی ہے لیکن نیت کی مفہوم میں ارادہ داخل نہیں ہو سکتا۔

(۲) ارادہ کو افعال سے سروکار ہے لیکن نیت کو افعال کے نتائج سے۔

مثال متعلق (فعل الف) و (ارادہ ب) و (نیت ج) قول سرٹنگن[۶]

الف۔ (فعل) اگر میں کسی شخص کو تمنچہ سے مارڈالوں تو میرا (فعل) صرف اسقدر ہوگا کہ میں اپنے

---

[۱] شرح قانون شہادت ہند شرح صاحب قول صفحہ ۸۰۱ الیضاً دفعہ (۱۴) [۲] [۳] [۴] ترجمہ اصول قانون سرٹنگن صفحہ ۶۸ و ۶۹ [۵] [۶] ترجمہ اصول قانون سرٹنگن صفحہ (۷۰) 〃 〃 〃 〃 〃 (۶۷)

ہاتھ اور انگشت سبابہ کے عضلات کو ایک خاص طریقہ سے سکیڑوں جس سے اوس ہتھیار کو اٹھا سکوں اور اوس شخص کے جسم کی طرف شست باندھ کر گھوڑے کو اٹھاؤں۔

ہدایت میرے اس فعل کے ارتکاب پر اور اوسکے متعلق جو کچھ ہوگا وہ اوسکا نتیجہ ہے۔ لیکن۔

ب (ارادہ) جبوقت اس فعل کے ارتکاب کا ارادہ میرے دل میں قرار پاتا ہے تو اوسکو نتائج کو وقوع میں لانیکا میرا ارادہ نہیں ہوتا۔ گو

ج (نیت) میری نیت ہو۔

دفعہ ۸۴ تعریف افعال ذہنی قول سرزنگن[۱] ارادہ کے حرکات محض کو افعال ذہنی یعنے تخیلات ذہنی سے تعبیر کرتے ہیں۔ یعنے وہ ہنوز اوس اندرونی حالت میں ہیں جو اوس تصمیم یا عزم پر منتہی ہوتی ہے جسکی جانب ایک غرض معین فعل کی رہنمائی کرتی ہے۔ لیکن

دفعہ ۸۵ تعریف افعال خارجی قول سرزنگن[۲] جب ارادہ کی اس تصمیم سے قدرتکا نظام خارجی متاثر ہوتا ہے تو ایک فعل خارجی ظہور میں آتا ہے۔

نوٹ صرف اسی قسم کے افعال سے علم اصول قانون کو تعلق ہے۔

توضیح فعل فی نفسہٖ وہ حرکت ہے جو ارادہ سے منتج ہو

دفعہ ۸۶ تعریف فعل ارادی قول سرزنگن[۳] فعل ارادی ایک ایسی حالت ذہنی ہے جو ہمیشہ حرکت پر منتہی ہوتی ہے بشرطیکہ جسم اپنی معمولی حالت میں ہو یعنے مفلوج نہ ہو۔

توضیح فعل اور اوسکے نتائج کے درمیان دوسرے بہت سے قدرتی اسباب اور بنی نوع انسان کے حائل ہونیسے ایسے اثرات مترتب ہوتے ہیں جو بصورت نہ حائل ہونے ان اسباب کے

---

[۱] ترجمہ اصول قانون سرزنگن صفحہ (۶۶)، [۲] ۵۳ ر صفحہ (۶۶)، [۳] ۵۳ ر صفحہ (۶۸)

واقع نہ ہوتے۔ اسی وجہ سے قانون کا یہ اصول عام ہے۔ کہ

مسئلہ ہر شخص اپنے فعل رادی کے صرف قدرتی اور معمولی نتائج کا ذمہ دار ہے۔ اس محدود ذمہ داری کی یہ وجہ ہے کہ اگر درمیانی واقعات اس قسم کے ہوں کہ باوجود کامل احتیاط کے اسکو اونکے وقوع میں آنیکا احتمال بھی نہ ہو تو بظاہر اس میں اسکا کوئی قصور نہیں ہے۔

تعریفات افعال قانونی قول سر ٹیننگین[۱]	**دفعہ ۸۷** (۱) جب کسی فعل سے نتیجہ قانونی

اسوجہ پیدا ہوتا ہے کہ فاعل کا منشاء اوسی نتیجہ کے ظہور میں لانیکا تھا تو اوس فعل کو فعل قانونی کہتے ہیں۔

قول ونیڈ مشید[۲]	(۲) ایک خانگی حیثیت کے شخص کے ارادہ کا اظہار ہے جو حقوق کی

تخلیق یا اعدام یا تغیر کی غرض سے کیا جائے۔

قول پروفیسر ہالینڈ[۳]	(۳) علم اصول قانون کی رو سے افعال کی دو قسمیں ہیں۔ جائز اور

ناجائز۔ افعال **ناجائز** کا قانونی نتیجہ ہرگز فاعل کا مقصود نہیں ہوتا۔ افعال جائز میں سے بعض کے نتائج کا حصر فاعل کے ارادہ اور قصد پر نہیں ہوتا لیکن بعض افعال کے صدور میں فاعل کا مقصود نتیجہ قانونی ہوجاتا ہے۔ اسی صورت آخر الذکر کو فعل قانونی کہتے ہیں۔

لوازم فعل	**دفعہ ۸۸** ہر قسم کے فعل کیلئے تین اجزائے ذیل کا ہونا لازمات سے ہے

(۱) قول سر ٹیننگین[۴]۔ ارادہ کی تحریک۔

قول پروفیسر ہالینڈ[۵]۔ ہیجان مشیت (ارادہ کا پیدا ہونا)

ہدایت۔ ملاحظہ ہو (لازمہ اول) دفعہ (۸۹) باب ہذا۔

(۲) قول سر ٹیننگین[۶]۔ ادراک

---

[۱] ترجمہ اصول قانون سر ٹیننگین صفحہ (۹۴)
[۲] ؍؍ ؍؍ (۹۴)
[۳] ترجمہ ہالینڈ صورس پروڈنس صفحہ (۱۰۱)
[۴] ترجمہ اصول قانون سر ٹیننگن صفحہ (۶۸ و ۹۴)
[۵] ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ (۹۴)
[۶] ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ (۶۸ و ۹۴)

قول پروفیسر ہالینڈ[1] حالت تبیریہ یعنی حالت ہوش یعنے ہوش و حواس کیساتھ مرضی یا ارادہ کا پیدا ہونا۔

ہدایت ملاحظہ ہو (لازمہ دوم) از دفعہ (۹۰) تا دفعہ (۹۸) باب ہذا۔

(۳) قول سر رنگین[2] - اظہار ارادہ

قول پروفیسر ہالینڈ[3] مشیت کا ظہور (مرضی یا ارادہ کا اظہار خارجی ہونا)

ہدایت (ملاحظہ ہو لازمہ سوم) از دفعہ (۹۹) تا دفعہ (۱۰۲) باب ہذا

فعل کا لازمہ اول　محولہ دفعہ (۸۸) باب ہذا۔

ارادہ کی تحریک

ارادہ کی تحریک قول سر رنگین[4] | **دفعہ ۸۹** ارادہ کی تحریک یعنے اوس خاص عضلاتی حرکت کو وقوع میں لانیکا ارادہ کرنا جو بجز ارادہ کے پیدا ہوتی ہے یعنی فعل ارادی کی خصوصیات مخصوصہ جنکی تعریف دفعہ (۸۶) باب ہذا میں کیگئی ہے۔

قول پروفیسر ہالینڈ[5] | اگر حرکت جسمانی جبر کا نتیجہ ہو جیسے اوس حالت میں جبکہ کسی آدمی کا ہاتھ پکڑ کر بزبردستی اُس سے دستخط کرا ئیجائے تو کوئی (فعل ارادی) اسوجہ سمجھا نہیں جاسکتا کہ اوسمیں عنصر مشیت (مرضی یا ارادہ) ہی شروع سے موجود نہیں ہے۔

فعل کا لازمہ دوم　محولہ دفعہ (۸۸) باب ہذا

ادراک

مدارج ادراک قول سر رنگین[6] | **دفعہ ۹۰** ادراک کی تعریف دفعہ (۸۱) باب ہذا میں کیجا چکی ہے جس اعتبار سے ادراک کے مختلف مدارج یہ ہیں کہ ہر فعل عاقل و بالغ شخص

---

[1] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۹۲)، [2] ترجمہ اصول قانون سر رنگین صفحہ (۹۳)، [3] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۹۴)

[4] ترجمہ اصول قانون سر رنگین صفحہ (۶۸)، [5] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۹۵)، [6] ترجمہ اصول قانون سر رنگین صفحہ (۶۸)

کیطرف سے بحالت عقل و ہوش بلا جبر و اکراہ ہونا ایک امر لازمی ہے جسکی خصوصیات مخصوصہ حسب ذیل چار ہیں

(۱) ناقابلیت ذاتی نہ ہو۔

(۲) غلطی یعنے عدم واقفیت و غلط فہمی نہ ہو۔

(۳) سوء اتفاق یا بے احتیاطی یا بے پروائی یا غفلت نہ ہو۔

(۴) تشدد جسمانی اور خوف یعنے جبر یا داب ناجائز یا فریب یا خلاف بیانی نہ ہو

نوٹ اسی اصول کے مدنظر ہمارے قانون معاہدہ سرکار عالی نشان (۶) ۱۳۱۶ف کے دفعہ (۱۴) کا مفہوم یہ ہے کہ رضامندی بلا اجبار و اکراہ اس حالت میں سمجھی جائیگی جبکہ جبر[۱] یا داب[۲] ناجائز یا فریب[۳] یا خلاف[۴] بیانی یا غلطی[۵] سے حاصل نہ کیگئی ہو۔

یہ دفعہ بحذف لفظ رغبت مطابق مضمون دفعہ ۱۴۔ ایکٹ نمبر ۹ ۱۸۷۲ء قانون معاہدہ ہند کی ہے

(۱) ناقابلیت ذاتی محولہ دفعہ (۹۰) باب ہذا

ناقابلیت ذاتی قول سر ہنگین	**دفعہ ۹۱** ناقابلیت ذاتی کے اقسام حسب ذیل تین ہیں

الف جنون

ب حالت نشہ یا عارضی ہذیان۔

ج عقل و بلوغ

توضیح

جنون[۱] الف مجنون کوئی عہد یا وعدہ کرے تو بوجہ فعل کی ماہیت اور نتائج سے وہ بے خبر رہنے کے اوسکا یہ فعل قانوناً کالعدم ہے۔ اسیوجہ اوسپر کوئی قانونی ذمہ داری عاید نہیں ہوسکتی۔ ملاحظہ ہو مجموعہ تعزیرات سرکار عالی نشان (۵) ۱۳۲۴ف باب سوم مستثنیات عام دفعہ (۳۶)

[۱] ترجمہ اصول قانون سر ہنگین صفحہ (۷۰)

حالت نشہ یا عارضی ہذیان[۱] | اب ادراک کا وجود قوائے عقلی کے عارضی طور پر فاتر ہو جانیسے بھی مفقود ہو جاتا ہے۔ یعنے حالت نشہ یا عارضی ہذیان سے۔

مثلاً ایک صحیح العقل شخص جو بوجہ بخار کے ہذیان کی حالت میں ہو یا کوئی ایسا شخص جو عموماً صحیح العقل ہو لیکن کبھی کبھی فاتر العقل ہو جاتا ہو تو ایسی صورتوں میں قانون دیوانی ایسے شخص کے نسبت یہ تصور کرتا ہے کہ وہ اوس اثر کے سمجھنے یا اوسکی نسبت اپنی عقل اور قوتِ فیصلہ کو کام میں لانیکے قابل نہیں ہے جو اوسکے ارادہ کی تقسیم سے اوسکے اغراض پر مترتب ہو۔

انگلستان میں وہ معاہدات جو کوئی شخص حالت نشہ میں کرے صرف ممکن الانفساخ ہیں اور اگر معاہد ہوش کی حالت میں آکر اونکو قبول کرے تو اونکا نفاذ ہو سکتا ہے۔

دفعہ (۱۲) ایکٹ نمبر (۹) ۱۸۷۲ء قانون معاہدہ ہند کے بموجب وہ کلیتاً کالعدم ہیں قانون معاہدہ سرکار عالی نشان (۶) ۱۳۱۶ف باب دوم دفعہ (۱۲) کی عبارت یہ ہے کہ انعقاد معاہدہ کیلئے ہر شخص صحیح العقل کہا جائیگا جب وہ معاہدہ کرنیکے وقت اوسکے سمجھنے کی قابلیت رکھتا ہے۔ جو شخص عموماً فاتر العقل رہتا ہو مگر کبھی کبھی صحیح العقل ہو جاتا ہو وہ بحالت صحت عقل معاہدہ کر سکتا ہے۔ جو شخص عموماً صحیح العقل رہتا ہو مگر کبھی کبھی فاتر العقل ہو جاتا ہو وہ بحالتِ فتور عقل معاہدہ نہیں کر سکتا۔

اسیطرح **ہندوستان** کے قانون فوجداری میں حالتِ نشہ صرف اوس صورت میں ایک عذر معقول ہو سکتا ہے جبکہ وہ شئے جس سے نشہ پیدا ہوا اوس شخص کو اوسکے بغیر علم یا اوسکی مرضی کے خلاف دیگئی ہو۔

یہی قاعدہ ہماری سرکار **نظام** نے بھی بہ قانون فوجداری اختیار فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو

---

[۱] ترجمہ اصول قانون سر رئنگین صفحہ (۷۲)

مجموعہ تعزیرات ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۵)، ۱۳۲۴ف باب سوم مستثنیات عامہ دفعہ ۳۸ و ۳۹

عقل و بلوغ[۱] ج - (۱) سات برس سے کم عمر طفل کی نسبت یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ اوس میں ارادہ کا وجود نہیں ہوتا اسوجہ اوسپر قانونی ذمہ داری عائد نہیں ہوسکتی۔

سات برس کی عمر کے بعد ادراک کا درجہ تاسن بلوغ بدلتا رہتا ہے اور قانون صریح عموماً اوس مدت کو مقرر کردیتا ہے۔ جیسے۔

مجموعہ تعزیرات ممالک محروسہ سرکار عالی باب سوم مستثنیات عامہ دفعہ ۳۴ و ۳۵ میں اس مدت کا قرارداد اسطرح کیا گیا ہے کہ کوئی امر جرم نہیں جو نو برس سے کم عمر کا طفل کرے اگر نو برس سے زیادہ اور بارہ برس سے کم عمر کا طفل جسکی عقل پختگی کو نہ پہونچی ہو جس سے وہ اپنے فعل کی ماہیت اور اوسکے نتائج کی برائی یا بھلائی کو نہ سمجھ سکے تو اوس طفل کا بھی کوئی فعل جرم نہیں ہے۔

(۲) مدت بلوغ۔

قانون روما کے لحاظ سے نابالغی کی مدت مرد کیلئے (۱۴) سال اور عورت کیلئے (۱۲) سال ہے[۲]

قانون انگلستان کی رو سے نابالغی کی مدت (۲۱) سال ہے[۳]

شاستر کی رو سے نابالغی کی مدت بلاتخصیص مرد و عورت (۱۶) سال ہے[۴]

شرع شریف کی رو سے نابالغی کی مدت اول درجہ مرد کیلئے (۱۵) سال اور عورت کیلئے (۹) سال ہے[۵]

قانون تعجیر و اطلاق قوانین سرکار عالی کے دفعہ (۲) فقرہ (۱۲) کی رو سے

---

[۱] [۲] و [۳] ترجمہ اصول قانون سر ہننگس صفحہ (۷۰ و ۱۷)، [۴] دفعہ ۱۲۹ شاستر مولفہ رائے بجاگندہ بہادر دفعہ ۱۲ شاستر مولفہ مین صاحب و آئین دکن جلد ۷ ۱۳۱۹ف صفحہ (۲۶۴) لیپا بنام کا رٹیا و آئین دکن جلد (۲) ۱۳۰۲ف صفحہ ۱۴۹ ہری رام بنام کرشن بائی و مقنن دکن جلد ۱۰ صفحہ (۳۰۳)، و مخزن جلد ۴ صفحہ (۲۵)، و مقنن دکن جلد ۲۲ ۱۳۱۶ف صفحہ (۱۴۰) امداد بیگم بنام شابیا [۵] مجموعہ فیصلہ جات جلد ۴ صفحہ (۱۷)، و مقنن جلد ۴ ۱۲۹۲ف صفحہ ۱۹۱۰ میر محبوب علی بنام نبکٹ لال [۶] آئین دکن جلد ۲ صفحہ (۴۰۷)، و مقنن دکن جلد ۱۲ صفحہ (۵۰۰) ۱۳۰۵ف محمد شرف الدین بنام مراد بی

قانونی عمر بلوغ (۱۸) سال ختم کے بعد قائم کیگئی ہے[۵۱]۔

(۳) بعض قوانین کے بموجب عورات اور اشخاص نابالغ اور وہ اشخاص جو بحکم عدالت مصرف و فضول خرچ یعنے ولد الیہ قرار دئے گئے ہوں اونکی عقل ناقص خیال کیجاتی ہے

پنجاب اور ہند کے دوسرے حصوں میں وہ اشخاص جو اپنی جائداد کا انتظام نہیں کرسکتے زیر نگرانی کورٹ آف واردز رکھے جاتے ہیں۔

اسی اصول کے مدنظر ہماری سرکار نظام میں بھی یہی عملدرآمد جاری ہے۔ اور بروے قانون کورٹ آف وارڈز ۱۳۰۷ف دفعہ (۳) وہ نابالغ یتیم جسکی عمر کا اکیسواں سال ختم نہ ہوا ہو اور بروے دفعہ (۲۴) قانون مذکور مالک اراضی ہو۔ بوجہ ناقابلیت ذاتی زیر نگرانی کورٹ آف وارڈس لیلئے جاتے ہیں اور اونکی جائداد سرکاری نگرانی رکھی جاتی ہے۔

اور دفعہ (۱۱) باب دوم قانون معاہدہ سرکار عالی نشان (۶) سنہ ۱۶ ف سم مضمون دفعہ (۱۱) ایکٹ نمبر (۹) سنہ ۱۸۷۲ء قانون معاہدہ ہند کی رو سے صرف وہ اشخاص مجاز معاہدہ قرار دئے گئے ہیں جو مطابق اوس قانون کے جسکے وہ تابع ہوں سن بلوغ کو پہونچ گئے ہوں اور صحیح العقل ہوں اور ناقابل معاہدہ نہ ہوں۔

تلافی قانونی قول پروفیسر ہالینڈ[۵۲] مختلف اقسام کے اشخاص میں باوقات مختلفہ ہوش کی حالت مختلف مدارج میں پائی جاتی ہے۔ مجانین اور معصوم بچوں میں جنکا سن شعور شروع نہ ہوا ہو۔ یہ حالت ہوتی ہی نہیں۔ پُرانے زمانہ کے قانون کی رو سے عورتوں کا ہوش ناقص درجہ میں ہوتا ہے۔ انمیں سے بعض صورتوں میں حیثیت فہم و خبر کے نقصان کی تلافی قانون کے ذریعہ سے کردیجاتی ہے مثلاً نابالغوں کی کمی فہم کی تلافی

---

[۵۱] تشریح القوانین جلد (۸) سنہ ۱۳۱۰ف صفحہ (۵۹) سدیانام پرمیاد مخزن جلد (۳) سنہ ۱۳۰۳ف صفحہ (۲۳۱) اہزاری بنام دگرگو۔ [۵۲] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ ( )

بذریعہ ولایت

(۲) غلطی محولہ دفعہ (۹۰) باب ہذا

دفعہ ۹۲

غلطی یعنی عدم واقفیت و غلط فہمی قول سرمنگین[1]

عدم واقفیت و غلط فہمی سے بھی افعال کے قانونی نتیجہ پر اثر پڑسکتا ہے۔ سچ پوچھو تو ایسی صورتیں عدم واقفیت یا غلط فہمی ارادہ کے اظہار خارجی کو کالعدم کرنیکے لئے حجت موجہ نہیں ہے بلکہ صحیح وجہ یہ ہے کہ یہ اظہار خارجی جب غلطی سے متاثر ہوتا ہے تو کسی حقیقی تصمیم ارادہ پر منطبق نہیں ہوتا۔ بلحاظ اسکے جو شخص غلطی میں مبتلا ہوا اسمیں ارادہ موجود نہیں ہوتا اسلئے غلطی کا وجود اوس اتحاد کو جو ارادہ اور اوس کے خارجی اظہار کے درمیان ہوتا ہے اور جو ہر فعل کے نتائج کی قانونی ذمہ داری کا ایک لازمی جزو ہے مٹا دیتا ہے۔

تعریف غلط فہمی قول سرمنگین[2]

الف۔ سمجھ کی غلطی سے واقعات غیر موجود کو موجود فرض کرلینا غلطی ہے۔

تعریف عدم واقفیت واقعہ۔ قول سرمنگین[3]

ب۔ واقعات موجودہ کی موجودگی کی لاعلمی کو عدم واقفیت قانون کہتے ہیں۔

تعریف عدم واقفیت قانونی۔ قول سرمنگین[4]

ج۔ احکام قانونی کی لاعلمی کو عدم واقفیت قانونی کہتے ہیں۔

فرق مابین عدم واقفیت واقعہ و عدم واقفیت قانونی (د)

عدم واقفیت واقعہ	عدم واقفیت قانونی
غلطی واقعات قابل معافی ہے۔ عدم واقفیت واقعہ سے عام ذمہ داری کی برخلاف عذر ہوسکتا ہے۔	غلطی قانونی یا عدم واقفیت قانونی قابل عفو نہیں ہے عدم واقفیت قانونی سے عام ذمہ داری کی برخلاف عذر نہیں ہوسکتا۔

سنہ ۱ ترجمہ اصول قانون سرمنگین صفحہ (۷۳)، سنہ ۲ و ۳ و ۴ ترجمہ اصول قانون سرمنگین صفحہ (۷۳)

اگر کسی وارث کو اپنے مورث کی وفات اور مورث کے ساتھ اپنی قرابت کا علم ہو مگر وہ اس امر سے ناواقف ہو کہ اسکو قانوناً کیا حق حاصل ہے۔ یہ ناواقفیت قانونی ہے۔ اسکے متعلق کوئی عذر قابل معافی نہیں ہو سکتا۔	اگر کسی وارث کو اپنے مورث کی وفات سے ناواقفیت ہو تو یہ غلطی واقعات کی ہے جسکا عذر ہو سکتا ہے

دفعہ ۹۳ ہر شخص قانون سے واقف سمجھا جائیگا۔ قول آسٹن[1]

اگر عدم واقفیت قانونی مواخذہ سے بچنے کیلئے ایک وجہ تسلیم کیجائے تو عدالتیں ایسے سوالات کے الجھن میں پھنس جائیں گی جنکا حل کرنا مشکل ہو جائیگا۔ اور عدل گستری قریب قریب محال ہو جائیگی کیونکہ سب سے پہلے عدالت کو یہ بات دریافت کرنی پڑتی کہ

(۱) آیا فریق ضرر رساں علت منسوبہ کے ارتکاب کے قانون کو نہ جانتا تھا۔

(۲) اگر جانتا تھا تو آیا جاننے کے بغیر اوسے کوئی چارہ ہی نہ تھا۔

(۳) یا قبل ارتکاب خطا وہ ایسی حالت میں تھا کہ اگر مناسب طور پر کوشش کرتا تو جان جاتا

ان مسائل کا حل ہونا قریباً محال ہے۔ اسلئے اس تقدیر میں مسئلہ اصولی یہ ہے کہ

مسئلہ ہر عاقل و بالغ شخص کو نہ صرف قانون کا علم ہو سکتا ہے بلکہ اوسکا فرض ہے اور اوسکی نسبت قیاس کیا جاتا ہے کہ اوسے قانون کا علم حاصل ہے۔ جسکے خلاف عذر نہیں ہو سکتا۔ قول ہلیک اسٹون[2]

استثناء

(۱)[3] ممالک یورپ کے عدالتہائے اکیوٹی میں عدم واقفیت قانونی کا جو مسلم اور صاف طور پر ثابت ہو چکی ہو عذر ہو سکتا ہے جسکا انحصار اختیار تمیزی پر ہے۔

---

[1] ترجمہ اصول قانون سر رنگین صفحہ (۵۰)، [2] ترجمہ بالنیڈ جورس پروڈنس صفحہ (۹)، [3] ترجمہ اصول قانون ہمر رنگیں صفحہ (۸۰)

(۴) قانون روما کے رو سے بنظر اس اصول کے کہ ہر شخص کی نسبت یہ فرض کرنا کہ وہ قانون سے عام طور پر واقف ہے۔ حالانکہ یہ بالکل خلاف واقعہ ہے۔ بعید از انصاف ہوگا۔ واقفیت قانونی کے اثر سے بعض طبقات یعنے (سپاہیوں) اور (عورتوں) اور (دیہاتی گنواروں) اور (نابالغوں) کو مستثنے قرار دیا گیا تھا۔ لیکن

اس استثناء کا یہ منشاء نہ تھا کہ قانون کے اون مسائل کی عدم واقفیت معاف کیجائے۔ جو ایسے اصول قانون سے ماخوذ کئے گئے تھے جو مسلمہ عام تھے اور جنکی نسبت یہ قیاس کیا جاتا تھا کہ ہر شخص اون سے فطرتاً واقف ہے۔

اور نہ اون صورتوں پر یہ استثناء حاوی تھا جنمیں قیاس یا مشورہ سے استفادہ حاصل کرنا ممکن تھا۔

اگر امر قانونی اسقدر مشتبہ یا پیچیدہ ہوتا کہ اوسکی نسبت قطعی رائے حاصل کرنی ممکن نہ ہوتی تو یہ آخری شرط بھی منسوخ کر دیجاتی تھی۔

اسی استثناء متذکرہ صدر کے مدنظر ہماری سرکار نظام میں بھی تمامی قوانین میعاد سماعت وغیرہ میں نابالغوں کیساتھ بہت سے مراعات مرعی رکھے گئے ہیں۔

قانون کی غلط فہمی کا اثر قول سر ہنگین[۵۱]

دفعہ ۹۴ کوئی شخص محض اس بناء پر بچ نہیں سکتا کہ اوسے کسی قانون مجریہ کے متعلق غلط فہمی واقع ہوئی۔ لیکن

استثناء ۔ غلط فہمی کسی ایسے قانون کی جو ملک غیر کا قانون ہو وہی تاثیر رکھتی ہے۔ جو کہ غلط فہمی واقعہ کی ہے۔[۵۲]

اسی اصول کے مدنظر دفعہ (۲۲) قانون معاہدہ ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۶)

---

۵۱ ترجمہ اصول قانون سر ہنگین صفحہ (۷۷ و ۷۸)، ۵۲ ترجمہ اصول قانون سر ہنگین صفحہ (۸۱)

سنہ ۱۳۱۶ف ہم مضمون دفعہ (۲۱) ایکٹ نمبر (۹) سنہ ۱۸۷۲ء قانون معاہدہ ہند کا مضمون یہ ہے کہ کوئی معاہدہ اسوجہ سے ممکن الانفساخ نہ ہوگا کہ وہ کسی قانون نافذہ ممالک محروسہ سرکار عالی کی غلط فہمی کی بناء پر کیا گیا تھا لیکن ایسے قانون کی غلط فہمی جو ممالک محروسہ سرکار عالی میں نافذ نہ ہو وہی اثر رکھتی ہے۔ جو امر واقعہ کی غلط فہمی کا اثر ہے۔

دفعہ ۹۵ واقعہ کی غلطی امر اہم کے متعلق ہونی چاہیئے نہ کہ معمولی قول سر رٹنگین[۱]

یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ ہر قسم کی غلط فہمی امر واقعہ کی اس امر کے اظہار کیلئے کافی ہے۔ کہ تصمیم ارادہ کیوقت ادراک کا وجود نہ تھا بلکہ امر واقعہ کی غلطی کو کسی فعل کا ارتکاب کے لئے ایک جائز عذر قرار دینے یا اوس فعل کے انفساخ کو واجبی تصور کرنیکے لئے یہ ضروری ہے کہ غلطی کا اثر اوس فعل کے کل یا کم از کم اوسکے کسی جزو اہم پر مترتب ہو۔ اسکے خلاف اگر یہ غلطی تصمیم و اظہار ارادہ کے کسی غیر اہم جزو سے متعلق ہو تو قانون اوسکی کوئی وقعت نہیں کریگا۔

مثلاً محض کسی شخص یا شئے کے نام کی غلطی اوصورت میں جبکہ شخص یا شئے مقصود کے متعلق کوئی شبہ نہ ہو۔ ایک غیر قابل لحاظ غلطی ہوگی۔ لیکن

اگر یہ غلطی کسی ایسے قانونی تعلق کی ماہیت سے متعلق ہو جسکا بوجہ اوس فعل کے قائم کیا جانا خواہ متاثر ہونا مقصود ہو۔ یا اوس شخص سے متعلق ہو جسکی نسبت ارادہ کا اظہار کیا گیا۔ بشرطیکہ یہ فرض کر لیا جائے کہ مرتکب فعل کی مراد بجز ایک خاص شخص کے کسی اور شخص سے نہ تھی تو ایسی صورتمیں یہ غلطی اوس فعل کو قانوناً ساقط الاثر کرنیکے لئے کافی ہوسکتی ہے۔

قول پوتھیر[۲] جب کبھی اس امر کا لحاظ کہ میں کسی شخص کیساتھ معاہدہ کرتا ہوں۔ ایک جزو اصلی اوس معاہدہ کا ہو جو میں کرنا چاہتا ہوں۔ تو اس شخص کے متعلق غلط فہمی واقع ہونے سے

---

[۱] ترجمہ اصول قانون سر رٹنگین صفحہ (۱۸۲)
[۲] ترجمہ اصول قانون سر رٹنگین صفحہ (۱۸۳)

میری رضامندی تلف ہو جاتی ہے۔ اسیوجہ وہ معاملہ کالعدم ہوگا۔ مثلاً اگر میرا ارادہ کوئی چیز خالد کو بطور ہبہ یا عاریت دینے کا ہو اور میں وہ چیز حامد کو خالد سمجھ کر غلطی سے دوں تو یہ ہبہ یا عاریت بوجہ عدم موجودگی میری رضامندی کے کالعدم ہے کیونکہ میرا ارادہ حامد کو وہ چیز دینے کا نہ تھا بلکہ صرف خالد کو دینے کا تھا۔ یہ امر کہ میری مراد خالد ہی سے تھی۔ ایک جزو اصلی اوس معاہدہ کا ہے جو میں کرنا چاہتا تھا۔

اسی اصول کے مدنظر دفعہ (۲۱) قانون معاہدہ ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۶) ۱۳۱۶ف مطابق دفعہ (۲۰) ایکٹ نمبر (۹) ۱۸۷۲ء قانون معاہدہ ہند کا مضمون یہ ہے کہ جب فریقین معاملہ کسی امر واقعہ کی نسبت جو اس معاملہ کا جزو اہم ہو غلطی میں ہوں تو وہ معاملہ کالعدم ہے۔

توضیح رائے کی غلطی نسبت تشخیص مالیت اوس شے کے جسکی بابتہ معاملہ ہوا امر واقعہ کی غلطی متصور نہ ہوگی۔

مستثنیات

الف بروے دفعہ (۳۹) مجموعہ تعزیرات ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۵) ۱۳۲۴ف ہم مضمون دفعہ ۷۶ و ۷۹ تعزیرات ہند کوئی فعل جرم نہ ہوگا جو کوئی ایسا شخص کرے جسکو اوسکا کرنا قانوناً واجب یا جائز ہو یا جو **نیک نیتی** سے باور کرتا ہو کہ اوسکو اوسکا کرنا قانوناً واجب یا جائز ہے۔ اور

ب بروے دفعہ (۴۰) قانون مذکور تعزیرات سرکار عالی ہم مضمون دفعہ (۷۷) تعزیرات ہند کوئی فعل جرم نہ ہوگا۔ جو کوئی ناظم عدالت۔ عدالتی کارروائی میں ایسے اختیار کے عمل میں کرے جو اوسکو حاصل ہو یا جسکو وہ **نیک نیتی** سے باور کرے کہ اوسکو حاصل ہے۔ اور

ج بروے دفعہ (۴۱) قانون مذکور تعزیرات سرکار عالی ہم مضمون دفعہ (۷۸) تعزیرات ہند کوئی فعل جرم نہ ہوگا جو کسی عدالت کے فیصلہ یا حکم کی اتباع میں کیا جائے یا جسکے

کرنیکی اجازت اوس فیصلہ یا حکم سے مستنبط ہوتی ہو۔ اگر فعل مذکور اوس زمانہ میں کیا جائے جبکہ وہ فیصلہ یا حکم نافذ رہے گو اوس عدالت کو ایسے فیصلہ یا حکم کے صادر کرنیکا اختیار نہ ہو مگر شرط یہ ہے کہ اس فعل کا کرنیوالا نیک نیتی سے یہ باور کرتا ہو کہ عدالت کو ایسا اختیار تھا

(۳) سوء اتفاق

محولہ دفعہ (۹۰) باب ہذا

سوء اتفاق یا بے احتیاطی یا بے پروائی و غفلت

دفعہ ۹۶ سوء اتفاق قول سر ٹننگین[۱] ایسے اسباب کی تاثیر کیوجہ سے جنپر لحاظ کرنیکا موقع مرتکب فعل کو نہیں ملا اور وہ نتائج جنکے مترتب ہونیکا اوسے احتمال تھا۔ مترتب نہیں ہوے بلکہ اونکی جگہ بالکل مختلف نوعیت کے نتائج واقع ہوے جنکی نسبت نہ اوسکی خواہش تھی نہ توقع۔ چنانچہ جو نتائج واقع ہوئے وہ کسیکے قصور سے نہیں بلکہ اتفاق کے باعث واقع ہوے جنکے لئے مرتکب فعل قانوناً ذمہ دار نہیں قرار دیا جاتا۔ بلحاظ اسکے یہ ایک اصول عام ہے۔ کہ **مسئلہ** جو نقصان اتفاق سے ہو اوسکی ذمہ داری کسی شخص پر عائد نہیں ہوتی۔

اسی اصول کے مدنظر دفعہ (۴۲) مجموعہ تعزیرات ممالک محروسہ سرکار عالی ہم مضمون دفعہ (۸۰) تعزیرات ہند کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی فعل جرم نہوگا۔ جو سوء اتفاق سے بغیر کسی مجرمانہ نیت یا علم کے کسی فعل جائز کے جائز طریق اور جائز ذرایع سے مناسب احتیاط اور ہوشیاری کیساتھ کرنے میں وقوع میں آئے

توضیح[۲] سوء اتفاق میں غفلت کا وجود بھی غیر موجود ہے اسلئے سرجہ بھی عائد نہیں ہو سکتا

دفعہ ۹۷ بے احتیاطی و بے پروائی و غفلت قول سر ٹننگین[۳] اگر نتائج ایسے ہونگے

---

[۱] ترجمہ اصول قانون سر ٹننگین صفحہ (۸۴) [۲] ۵۳ ، صفحہ (۸۵) [۳] ۵۳ صفحہ (۸۶)

گواونکی نہ خواہش کیگئی ہو نہ توقع لیکن بصورت کئے جانے اوسقدر احتیاط کے جو ایک شخص محتاط کرتا تو وہ پیشتر سے معلوم ہو سکتے تھے ایسی حالتیں بلحاظ مرتکب فعل کی بے احتیاطی یا بے پروائی یا غفلت کے (جیسی کہ صورت ہو) نتیجہ قانونی پر اثر پڑیگا۔

تعریف بے احتیاطی | الف۔ بے احتیاطی وہ صفت ہے جو ایک ایسے فعل سے منسوب کیجاتی ہے جسکا ارتکاب اس ناکافی قیاس پر کیا گیا ہو کہ جو نتائج اوس فعل سے پیدا ہو سکتے ہیں وہ اُس خاص صورت میں پیدا نہ ہونگے۔

تعریف بے پروائی | ب۔ بے پروائی سے مراد وہ حالت ذہنی ہے جو ایک ایسے فعل سے متعلق ہے جسکا ارتکاب اون نتائج پر لحاظ کئے بغیر کیا جائے جنکے وقوع میں آنیکا گمان غالب ہو۔

تعریف غفلت | ج۔ اگر کوئی شخص بے پروائی سے اسطور پر عمل کرنیسے احتراز کرے جیسا کہ اوسپر واجب تھا تو یہ غفلت ہے۔

فرق مابین بے پروائی و غفلت | د۔ بے پروائی و غفلت کو ایکدوسرے سے گہرا تعلق ہے دونوں صورتوں میں مرتکب فعل نتائج سے بے خبر رہتا ہے۔

بے پروا شخص فعل کا ارتکاب اسوجہ سے کرتا ہے کہ وہ نتائج کا خیال نہیں کرتا۔

غافل شخص عمل کرنیسے باز رہتا ہے کیونکہ اوسکو اسکا خیال نہیں رہتا۔

بلحاظ اسکے بے پروائی و غفلت کی تعریف حسب ذیل کیجاتی ہے۔

بے پروائی		وغفلت
کرنا کسی فعل کا جو شخص ذی عقل نہ کرتا	یا	ترک کرنا کسی فعل کا جو شخص ذی عقل کرتا۔

فرق مابین شخص غافل و بے پروا نیز شخص بے احتیاط | ھ۔ اشخاص غافل و بے پروا فعل کے نتائج

سے بیخبر رہتے ہیں۔ اور
شخص بے احتیاط اپنے کو جس خطرہ میں ڈالتا ہے اوس سے وہ واقف ہوتا ہے۔
لیکن وہ ایک ایسی وجہ کی بناء پر جسکو وہ ناکافی طور پر جانچتا ہے یہ خیال کرتا ہے کہ غالباً اوس
خاص صورت میں نقصان دفع ہو جائیگا۔

(۴) تشدد جسمانی

محولہ دفعہ (۹۰) باب ہذا

دفعہ ۹۸ | تشدد جسمانی و خوف یعنے جبر یا داب ناجائز یا فریب یا خلاف بیانی

تعریف تشدد | الف۔ تشدد کی لغوی معنی۔ سختی۔ درشتی۔ شدت۔ جور۔ ظلم۔

قول سرٹنگین[1] | تشدد جسمانی کی مثال یہہ ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کا ہاتھ پکڑکر کسی
دستاویز پر بجبر دستخط کرائے۔

تعریف خوف قول سرٹنگین[2] | ب۔ خوف وہ حالت ہے جسمین کوئی ایسا شخص مبتلا ہو جسے کوئی
دوسرا شخص اوسکے جان یا مال کو ضرر پہونچانیکی دہمکی دے۔ دفعہ ۴۲۹ مجموعہ تعزیرات سرکار
ہم مضمون دفعہ (۵۰۳) تعزیرات ہند میں تخویف مجرمانہ کی تعریف اسطرح کیگئی ہے کہ کسی شخص
کو اسکے یا کسی اور شخص کے جس سے وہ تعلق رکھتا ہو جسم یا نیک نامی یا مال کو نقصان پہونچانے
کی اس نیت سے دہمکی دینا کہ وہ خوف میں پڑے یا دہمکی کے نتائج سے محفوظ رہنے کیلئے
ایسا فعل کرے جسکا کرنا اوسپر قانوناً واجب نہ ہو یا ایسا فعل ترک کرے جسکے کرنیکا وہ قانوناً محق
ہو۔ تخویف مجرمانہ ہوگا۔

توضیح شخص متوفی کی نیکنامی کو نقصان پہونچانیکی دہمکی دینا جس سے شخص مخوف

---

[1] ترجمہ اصول قانون سرٹنگین صفحہ (۸۸)

[2] ترجمہ اصول قانون سرٹنگین صفحہ (۸۸)

تعلق رکھتا ہو۔ تخویف مجرمانہ ہوسکتا ہے۔

تعریف جبر قول سرشنگین[1] | ج۔ جبر میں تشدد جسمانی اور خوف دونوں داخل ہیں۔

دفعہ (۲۸۹) مجموعہ تعزیرات ممالک محروسہ سرکار عالی ہم مضمون دفعہ (۳۴۵) تعزیرات ہند میں جبر کی تعریف اسطرح کیگئی ہے کہ کسی شخص کا اپنی قوت جسمانی سے یا کسی شے کو اسطور پر رکھنے سے کہ اوسکے یا کسی اور شخص کے کسی فعل کے بغیر حرکت وقوع میں آئے یا کسی حیوان کی حرکت کا باعث ہو جیسے کسی اور شخص کی حرکت کا یا کسی ایسی شے کی ایسی حرکت کا باعث ہونا کہ وہ شے کسی اور شخص کے جسم سے اتصال پائے یا کسی ایسی شے سے اتصال پائے جسکو وہ اور شخص پہنے یا لئے ہوے ہو یا جو ایسے موقع میں ہو کہ وہ اتصال اوس اور شخص کے جسم پر موثر ہو۔ جبر کہلائیگا۔

توضیح اس دفعہ میں لفظ حرکت۔ انقطاع حرکت و تبدل حرکت پر بھی حاوی ہوگا

اسی مجموعہ مذکور تعزیرات سرکار عالی کے دفعہ (۲۹۰) ہم مضمون دفعہ ۳۵۰ تعزیرات ہند میں جبر مجرمانہ کرنے کی تعریف اسطرح کیگئی ہے کہ کسی شخص پر اوسکے بلا رضامندی بالارادہ جبر کرنا کسی جرم کے ارتکاب کیلئے اس نیت سے یا اس علم سے کہ اسکا احتمال ہے کہ جبر سے اوس شخص کو مضرت یا خوف یا رنج پہونچیگا۔ جبر مجرمانہ کہلائیگا۔

اور قانون معاہدہ ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۶) ۱۳۱۶ ف کے دفعہ (۱۵) ہم مضمون دفعہ (۱۵) ایکٹ نمبر (۹) ۱۸۷۲ع قانون معاہدہ ہند میں جبر کی تعریف اسطرح کیگئی ہے کہ جبر سے اوس فعل کا ارتکاب یا ارتکاب کی دھمکی مراد ہے جو از روے مجموعہ تعزیرات سرکار عالی ممنوع ہے یا کسی مال کا بطور ناجائز روک رکھنا یا روک رکھنے کی دھمکی مراد ہے جسمیں کسی شخص کا ضرر ہو۔ اور وہ جبر اس ارادہ سے کیا جائے کہ کسی شخص سے کوئی معاملہ کرایا جائے۔

[1] ترجمہ اصول قانون سرشنگین صفحہ (۸۸)

توضیحات یہ امر کہ جہاں جبر عمل میں آیا وہاں مجموعہ تعزیرات سرکار عالی نافذ ہے یا نہیں قابل لحاظ نہ ہوگا۔

تعریف داب ناجائز | د۔ داب ناجائز کی لغوی معنی۔ ایک ایسا شخص جسپر دوسرا اعتماد کرتا ہو یا دوسرے پر اختیار رکھتا ہو۔ اختیار مذکور کو دوسرے پر غلبہ حاصل کرنیکے لئے وسیلہ گردانے اور بجز اس اعتبار کے غلبہ حاصل نہ ہو۔

دفعہ (۱۶) قانون معاہدہ سرکار عالی نشان (۶) سنہ ۱۳۱۶ف ہم مضمون دفعہ (۱۶) ایکٹ نمبر (۹) سنہ ۱۸۷۲ء قانون معاہدہ ہند میں داب ناجائز کی تعریف اسطرح کیگئی ہے کہ۔

(۱) داب ناجائز کے ذریعہ سے معاملہ کا ہونا اوسوقت کہا جائیگا جبکہ فریقین میں موجودہ تعلقات ایسے ہوں کہ ایک فریق دوسرے فریق کی رائے پر غالب آنیکی حیثیت رکھتا ہو اور دوسرے فریق سے نامناسب فائدہ حاصل کرنیکے لئے اُس حیثیت کو استعمال میں لائے۔

(۲) علی الخصوص (بغیر اسکے کہ اصول متذکرہ صدر کی تعمیم میں خلل واقع ہو) ایک شخص کا دوسرے شخص کی رائے پر غالب آنیکی حیثیت رکھنا اوسوقت سمجھا جائیگا۔

الف۔ جبکہ اوسکو دوسرے پر فی الحقیقت یا بظاہر اختیار حاصل ہو یا جبکہ وہ دوسرے کا معتمد علیہ ہو۔

ب۔ جبکہ وہ کسی ایسے شخص سے معاہدہ کرے جسکی عقل میں عارضی یا دائمی طور پر پیری یا علالت یا تکلیف دلی یا جسمانی کے سبب سے ضعف آگیا ہو۔

(۳) جب کوئی شخص جو دوسرے کی رائے پر غالب آنیکی حیثیت رکھتا ہو اسکے ساتھ معاملہ کرے اور معاملہ کا خلاف دیانت ہونا اوسکی صورت ظاہری یا شہادت پیش شدہ سے

واضح ہوتا ہو تو اس امر کا بار ثبوت کہ وہ معاملہ داب ناجائز کے ذریعہ سے نہیں ہوا اوس شخص پر ہوگا جو دوسرے کی رائے پر غالب آنے کی حیثیت رکھتا ہو۔

تعریف فریب ۵ دفعہ (۱۷) قانون معاہدہ سرکار عالی نشان (۶) سنہ ۱۳۱۹ ف ہم مضمون دفعہ (۱۷) ایکٹ نمبر (۹) سنہ ۱۸۷۲ء قانون معاہدہ ہند میں فریب کی تعریف اسطرح کیگئی ہے کہ فریب کی معنی اور اوسکے مفہوم میں منجملہ افعال مفصلہ ذیل ہر فعل داخل ہے جسکا ارتکاب کوئی فریق معاہدہ کرے یا اوسکے تسامح سے کیا جائے یا اوسکا مختار کرے اس نیت سے کہ فریق ثانی یا اوسکا مختار دھوکہ کھائے یا اوسکو اوس معاہدہ کرنیکی ترغیب ہو۔

(۱) کسی واقعہ کے متعلق ایسے امر کا ایما کیا جانا جو سچ نہیں ہے منجانب اوس شخص کے جو اوسکے راست ہونیکو باور نہیں کرتا۔

(۲) عمداً مخفی کیا جانا کسی واقعہ کا ایسے شخص کیجانب سے جو اس واقعہ کا علم رکھتا ہو یا اوسکو باور کرتا ہو۔

(۳) عہد جو بغیر نیت ایفا کے کیا جائے۔

(۴) کوئی اور فعل جس سے دھوکہ ہو سکتا ہو۔

(۵) ایسا کوئی فعل یا ترک جو قانون میں بالخصوص مبنی بر فریب قرار دیا گیا ہو۔

توضیح محض سکوت ایسے واقعات کی نسبت جو غالباً اسطرح موثر ہونگے کوئی شخص کسی معاملہ پر راضی ہو جائے۔ فریب نہیں ہے بجز اسکے کہ حالات مقدمہ ایسے ہونگے اون کے لحاظ سے سکوت کرنے والیکو بولنا لازم ہو یا اوسکا سکوت فی نفسہ بمنزلہ کلام ہو۔

تعریف خلاف بیانی | ۹۸ - دفعہ (۱۸) قانون معاہدہ سرکار عالی نشان (۶) سنہ ۱۳۱۶ف ہم مضمون دفعہ (۱۸) ایکٹ نمبر (۹) سنہ ۱۸۷۲ء قانون معاہدہ ہند میں خلاف بیانی کی تعریف اسطرح کیگئی ہے کہ خلاف بیانی کی معنی اور اوسکے مفہوم میں امور ذیل داخل ہیں۔

(۱) اول اوس بات کا باصرار بیان کرنا جو سچ نہیں ہے اسطور پرکہ خود بیان کرنیوالے کی واقفیت اس امر کی اجازت نہ دیتی ہو گو وہ اوسکو سچا باور کرتا ہو۔

(۲) مغالطہ دہی سے دوسرے شخص کے ضرر کیواسطے یا کسی ایسے ضرر کیواسطے جو اس دوسرے شخص کے ذریعہ سے دعویدار ہو۔ بغیر دھوکہ دینے کی نیت کے ترک فرض کرنا۔ جس سے ترک کرنیوالے یا کسی شخص کو جو اوسکے ذریعہ سے دعویدار ہو فائدہ حاصل ہو سکتا ہو۔

(۳) کسی فریق معاملہ سے نفس شے کی نسبت جو بنا معاملہ ہو غلطی کرانا گو نیت فاسد نہ ہو۔

ہدایت۔ اس دفعہ (۹۸) میں جو تعریفات اوپر کیگئی ہیں اونکے اثرات قانونی از دفعہ ۱۰۳ تا دفعہ (۱۰۵) باب ہذا سے ظاہر ہوں گے۔

فعل کا لازمہ سوم بحوالہ دفعہ (۸۸) باب ہذا

اظہار ارادہ۔

اظہار ارادہ کے اقسام قول سرسری | **دفعہ ۹۹** فعل کا تیسرا جزو لازمی اظہار ارادہ ہے جسکی حسب ذیل دو قسمیں ہیں۔

(۱) **صریحی**۔ صریحی سے مراد تحریری یا تقریری یا اشارات سے کیا جائے۔ اور

(۲) **معنوی**۔ جو طریقۂ عمل سے مستنبط ہو وہ معنوی ہے۔

توضیح۔ اظہار معنوی کیصورت میں عوارض لاحقہ پر نظر ڈالنی لازم ہے تاکہ معلوم ہو

کہ اون سے انکشاف حقیقت ہو سکتا ہے یا نہیں۔

نوٹ اسی اصول کے مدنظر دفعہ (۹) قانون معاہدہ سرکار عالی نشان (۶) ۱۳۱۶ف اسم مضمون دفعہ (۹) ایکٹ نمبر (۹) ۱۸۷۲ء قانون معاہدہ ہند میں عہد صریحی و عہد معنوی کی تعریف کیگئی ہے۔ ملاحظہ ہو دفعہ مذکور۔

دفعہ ۱۰۰

اظہار ارادہ صریحی و معنوی کے اقسام قول سر ٹینگین[۱] اظہار ارادہ صریحی ہو یا معنوی اوسکے حسب ذیل دو اقسام ہیں۔

الف اظہار ارادہ بذات خود یا بوساطت دیگر۔ ملاحظہ ہو دفعہ (۱۰۱) باب ہذا۔

ب اظہار ارادہ باضابطہ یا بیضابطہ۔ ملاحظہ ہو دفعہ (۱۰۲) باب ہذا۔

دفعہ ۱۰۱

اظہار ارادہ بذات خود یا بوساطت قول سر ٹینگین[۲] اظہار ارادہ صریحی ہو یا معنوی جسکو ارادہ کرنے والے شخص نے بذات خود یا بذریعہ کسی شخص کے ظاہر کیا ہو

توضیح ۔ دوسرے شخص کی وساطت کا اصول قانونی یہ ہے کہ

مسئلہ ۔ جو شخص کوئی فعل کسی دوسرے شخص کی وساطت سے کرتا ہے اوسکی نسبت یہی تصور کیا جائیگا کہ وہ فعل خود اوسی نے کیا۔

اسی اصول کے مدنظر کارندہ کا فعل بطور اوسکے مالک کے فعل کے سمجھا جاتا ہے جس اصول پر دفعہ (۲۲۷) قانون معاہدہ سرکار عالی نشان (۶) ۱۳۱۶ف اسم مضمون دفعہ (۲۲۶) ایکٹ نمبر (۹) ۱۸۷۲ء قانون معاہدہ ہند کا مفہوم یہ ہے کہ معاہدات جو کارندہ کی معرفت ہوے ہوں اور ذمہ داریاں جو اوسکے افعال سے پیدا ہوے ہوں اسطرح واجب الایفاء ہونگے۔ اور وہی نتایج قانونی پیدا کرینگے کہ گویا وہ معاہدات خود مالک نے کئے تھے اور وہ افعال خود اوسی

---

[۱] ترجمہ اصول قانون سر ٹینگین صفحہ (۹۳)
[۲] ترجمہ اصول قانون سر ٹینگین صفحہ (۹۳)

سے ظہور میں آئے تھے۔

دفعہ ۱۰۲ اظہار ارادہ باضابطہ یا بیضابطہ قول سر رنگین[1] اظہار ارادہ باضابطہ ہوسکتا ہے یا بیضابطہ۔ باضابطہ ہونیکی صورتیں قانون اکثر صورتوں میں ٹھیک ٹھیک ضابطہ مقرر کردیتا ہے جسکے مطابق اظہار ارادہ ہونا ایک امر لازمی ہے۔ جہاں ایسا حکم قانون موجود ہوتا ہے۔ وہاں کوئی دوسرا **ضابطہ** قانوناً جائز متصور نہ ہوگا۔ **مثال[2]** قانون انتقال جائداد مجریہ ہند کے بموجب کسی جائداد غیر منقولہ کی بیع کیصورت میں جسکی مالیت یکصد یا اوس سے زیادہ کی ہو اور کسی ایسے حق کی بیع کیصورت میں جو دوسرے شخص کی وفات پر پیدا ہوتا ہے یا کسی امر غیر متحقق کیصورت میں ایک نوشتہ کا ہونا لازمی ہے جسکی رجسٹری بروے قانون رجسٹری ہونی چاہئے

اثر قانون

دفعہ ۱۰۳ وہ افعال قانونی جن میں ایسے افعال کے لوازم موجود نہ ہوں تو تمام اغراض قانونی کیلیے ابتداء سے کالعدم تصور کئے جاتے ہیں۔ جس فعل میں ہر سہ لوازم فعل محولہ دفعہ (۸۸) باب ہذا موجود نہ ہوں تو وہ فعل قانوناً کالعدم ہے۔ قول سر رنگین[3]

[1] ترجمہ اصول قانون سر رنگین صفحہ (۹۳)، [2] ہمارے ممالک محروسہ سرکار عالی میں قانون و قواعد رجسٹری تو نافذ اور جائداد غیر منقولہ مالیتی یکصد یا اوس سے زائد کیلیے رجسٹری بھی لازمی گردانی گئی ہے مگر سب سے اہم قانون انتقال جائداد ہنوز نافذ نہ ہونیکا یہ اثر ہو رہا ہے کہ بہت سے معاملات متعلق بہ جائداد غیر منقولہ بہ معاہدات زبانی طے پا جانے پر سرکار عالی کی عدالتیں مجبور ہیں کہ عدم تکمیل دستاویز و عدم رجسٹری کے باوجود اسکا کچھ بھی اثر نہیں لے سکتیں چونکہ نظیر مندرجہ آئین دکن جلد ۷ نمبر ۹ صفحہ (۲۲۵) جو کملاً تمام راگیا میں ہنوز ہائیکورٹ سرکار عالی سے یہ طے فرمایا گیا ہے کہ قانون انتقال جائداد سرکار عالی کے ملک میں نافذ نہیں ہے۔ اسلیے جو بیع کہ زبانی عمل میں آئے وہ اس وجہ جائز ہے کہ قانون رجسٹری کا منشاء یہ ہے کہ جس بیعنامہ کی رجسٹری لازمی ہو اگر اوسکی رجسٹری نہ کرائی جائے تو بیعنامہ مذکور باثبات بیع پیش نہ ہوسکیگا یہ منشا نہیں ہے کہ بیع کیلیے بیعنامہ تحریر کیا ہونا بھی ضرور ہے۔ بلحاظ اسکے عدم موجودگی قانون انتقال جائداد کیوجہ سے گورنمنٹ سرکار عالی کا اسٹامپ اور صیغہ رجسٹری کا بہت بڑا نقصان ہو رہا ہے جسطرف ہنوز مجلس وضع قوانین سرکار عالی کو بہت جلد توجہ کی سخت ترین ضرورت ہے۔ [3] ترجمہ اصول قانون سر رنگین صفحہ ۹۵

تعریف کالعدم | کالعدم یعنے باطل اور قانونی تعریف دفعہ (۲) ضمن (ط) قانون معاہدہ سرکار عالی نشان (۶) سنہ ۱۳۱۶ف میں اسطرح کیگئی ہے کہ جو معاملہ قانوناً نافذ نہ ہوسکتا ہو وہ معاملہ کالعدم ہے

استثناء

جس صورت میں کہ نقص اس قسم کا ہو کہ بعد میں کسی واقعہ کے تغیر سے رفع ہوسکتا ہو مثلاً جبکہ کسی گماشتہ کے ناقص اختیارات کی اصلاح بعد میں کیجائے یا فریق ذمہ دار اوس نقص سے دست بردار ہوجائے مثلاً (بصورت فریب یا جبر) تو ایسا فعل باطل کالعدم نہیں ہوجاتا بلکہ صرف ممکن الانفساخ ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ ضرور نہیں ہے کہ کسی فعل کا اثر بوجہ تشدد یا خوف یا دباب ناجائز یا فریب یا خلاف بیانی کے جو اوس فعل کے مرتکب کے خلاف عمل میں لائیگئی ہو۔ کالعدم ہوجائے۔ چونکہ ہر صورتمیں درحقیقت ارادہ کی تصمیم موجود ہے اور جو فعل کیا جائے وہ اسیطور پر مرتکب کا فعل ہے جیسا کہ کوئی دوسرا فعل جو کسی مختلف وجہ تحریک کی بناء پر کیا گیا ہو۔ رضامندی گو جبر سے حاصل کیگئی ہو پھر بھی رضامندی تو ضرور موجود ہے جسکی بابتہ اصول قانون یہ ہے کہ

مسئلہ ۔ جو شخص رضامندی ظاہر کرے وہ متضرر نہیں ہوسکتا۔

لیکن جس صورت میں کہ کوئی فعل اون حالات میں کیا گیا ہو جنکا ذکر اوپر ہوچکا ہے اور مرتکب فعل اوسکو فسخ کرنا چاہے تو قانون اوسکو اوس فعل کے نتائج کا ذمہ دار نہیں قرار دیگا۔ اور داد رسی کیلئے صحیح بنیاد یہی ہوگی کہ مرتکب کے جانب سے آزادانہ رضامندیکا اظہار نہیں ہوا

افعال ممکن الانفساخ قول ہٹنگین[۱] | **دفعہ ۱۰۴** افعال ممکن الانفساخ حسب استثناء دفعہ بالا وہ افعال ہیں جنکا قانونی اثر اوس فریق کی مرضی پر جسکو پابند کرنا مقصود ہو معدوم ہوسکے لیکن جس شخص کو کسی فعل کے کرنیکا اختیار تھا اوسپر یہ لازم نہیں ہے کہ وہ اوس

[۱] ترجمہ اصول قانون سر ہٹنگین صفحہ (۹۵)

فعل کو کرے مثلاً اگر کوئی شخص جو اپنی مرضی پر کسی فعل ممکن الانفساخ کے نتائج قانونی کو روک سکتا ہے یا اوسمیں ترمیم کرسکتا ہے۔ اوس فعل کو بطور ایک جائز فعل کے بحال رکھنا یا تسلیم کرنا پسند کرے تو اوسکو ایسا کرنیکا کامل اختیار ہے۔

اسی اصول کے مدنظر دفعہ (۱۹) قانون معاہدہ سرکار عالی نشان (۶) بابتہ ۱۳۱۶ف ہم مضمون دفعہ (۱۹) ایکٹ نمبر (۹) ۱۸۷۲ع قانون معاہدہ ہند کا مفہوم یہ ہے کہ جب کسی معاملہ کی نسبت جبر یا فریب یا خلاف بیانی سے رضامندی حاصل کیجائے تو وہ معاملہ ایک ایسا ٹھہرا ہے جو اوس فریق کی مرضی سے جسکی رضامندی اسطرح پر حاصل کیگئی ہو قابل انفساخ ہے۔

جس فریق معاہدہ کی رضامندی فریب یا خلاف بیانی سے حاصل کیگئی ہو اگر وہ مناسب سمجھے تو اس معاہدہ کے ایفاء پر اور اس امر پر اصرار کرسکتا ہے کہ اوسکے حق میں اسطرح عمل ہونا چاہیئے جسطرح اس بیان کے سچ ہونیکی صورت میں ہوتا۔

مستثنیٰ - جب وہ رضامندی ایسے خلاف بیانی یا سکوت سے حاصل کیگئی ہو جو دفعہ (۱۷) (قانون معاہدہ) کے بموجب مبنی بر فریب ہے تو باوجود اسکے معاہدہ قابل فسخ نہیں ہو اگر اس فریق کو جسکی رضامندی اسطرح حاصل کیگئی ہے معمولی کوشش سے معاملہ کی اصلیت دریافت کرنیکے وسائل حاصل تھے۔

توضیح - ایسا فریب یا خلاف بیانی جو معاملہ کی بابتہ اس فریق کی رضامندی کا باعث نہ ہو جسکے ساتھ فریب یا خلاف بیانی کیگئی ہو معاہدہ کو ممکن الانفساخ نہیں کردیتی۔

دفعہ ۱۰۵ — اثر منظوری فعل ممکن الانفساخ

تعریف منظوری قول سر ہُلنگ [۱] — الف - ایک ایسے فعل کی اس بعد کی بحالی یا تسلیم کو جو ابتداً ممکن الانفساخ تھا منظوری کہتے ہیں۔

[۱] ترجمہ اصول قانون سر ہُلنگ صفحہ (۹۶)

اثر منظوری قول سر ٹنگیں[۱] | ب۔ اصول قانون یہ ہے کہ

مسئلہ۔ منظوری مابعد تمام نقائص اولین کو رفع کر دیتی ہے۔

بلحاظ اسکے کسی فعل ممکن الانفساخ کی منظوری مابعد کا اثر یہ ہوتا ہے کہ وہ فعل ابتداء سے جائز ہو جاتا ہے

استثناء

جس صورت میں کہ کوئی فعل صرف ممکن الانفساخ ہی نہ ہو بلکہ کالعدم بھی ہو تو اسکی نسبت قانون یہ تصور کرتا ہے کہ گویا وہ کبھی وقوع میں ہی نہیں آیا اسلئے بذریعہ منظوری مابعد جائز ہونیکے قابل نہیں ہے کیونکہ اصول قانون یہ ہے کہ۔

مسئلہ۔ وہ امر جو ابتداء سے ناجائز ہو بوجہ امتداد زمانہ جائز نہیں ہو سکتا۔

اقسام واقعات

جن سے افعال قانونی ترکیب پذیر ہوتے ہیں

خصوصیات فعل قانونی | # دفعہ ۱۰۶

قول سر ٹنگیں[۲] | اظہار ارادہ جس فعل قانونی کے نسبت کیا جائے مختلف امور واقعاتی سے متعلق ہو سکتا ہے۔ یہ امور واقعاتی خواہ لازمی ہوتے ہیں یا قیاسی یا اتفاقی

قول پروفیسر ہالینڈ[۳] | کسی قسم معینہ کے فعل قانونی کی خصوصیات حسب ذیل اقسام میں منقسم ہیں

اصلی۔ معمولی۔ اتفاقی

تعریف واقعات لازمی یا اصلی | الف۔ فعل قانونی کی خصوصیات اصلی سے مراد وہ واقعات ہیں جنکے بغیر فعل کا سرے سے وجود ہی نہیں ہو سکتا مثلاً از روے قانون ردّ ما تقرر قیمت

---

[۱] ترجمہ اصول قانون سر ٹنگیں صفحہ (۹۶) [۲] ″ ″ صفحہ (۹۷) [۳] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۱۰۶)

کے بغیر کوئی معاہدہ بیع نہیں ہو سکتا تھا۔

تعریف واقعات قیاسی یا معمولی | ب معمولی سے مراد وہ واقعات ہیں جنکی نسبت ہمیشہ یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ یہ واقعات معاملہ زیر بحث کے اجزا ہیں۔ گو اس قیاس کی تردید ہی کیوں نہ کیجائے مثلاً قانون روما میں یہ قیاس کہ مال مبیعہ اوس وقت تک مشتری کے ہاتھ میں نہیں جاتا جبتک کہ اوسکی قیمت ادا نہ کیجا چکی ہو۔

تعریف واقعات اتفاقی | ج اتفاقی خصوصیات سے مراد وہ واقعات ہیں جنکی نسبت کسی صورت معینہ میں قیاس قائم نہیں کیا جاتا۔ اس لئے ضرور ہے کہ اونکو ثابت کیا جائے

توضیح جن افعال قانونی میں خصوصیات **اصلی** میں سے ایک کی بھی کمی ہو وہ **کالعدم** ہوتا ہے یعنے اوسکا سرے سے وجود ہی نہیں ہوتا اور ایسی حالت میں عام طور سے کمی کی تلافی کسی تبدیلی سے جو بعد کو واقعات یا حالات میں ہو جائے نہیں ہو سکتی۔ البتہ استثنائی صورتوں میں اس کمی کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے یا امتداد ایام کیوجہ سے اوسکی اصلاح ہو جاتی ہے۔ بعض دوسرے صورتوں میں فعل قانونی اگرچہ فی نفسہ کالعدم نہیں ہوتا لیکن فریقین متعلقہ میں سے کسی ایک کی خواہش پر مستوجب الانفساخ ہو جاتا ہے۔

شرائط فعل

شرائط فعل | **دفعہ ۱۰۳** ہر فعل قانونی پر ارادہ غالب اور وہ ارادہ واقعات قیاسی و **اتفاقی** میں تغیرات پیدا کر سکتا ہے اور جو تغیرات اسطور پر فعل کے اجزائے ضروری پر اضافہ ہوں وہ شرائط کہلاتے ہیں۔

نوٹ ۔ شرائط کی لغوی معنی ۔ قید ۔ معاہدہ ۔ قول و قرار ۔ عہد و پیمان ۔ وہ چیز جس پر کسی بات کا ہونا منحصر ہو۔

تعریف شرائط قول پرفیسر ہالینڈ[1] پہلے سے فرض قرار دے لینا کسی غیر معین واقعہ آئندہ کا جسپر مشیت فاعل فعل قانونی کے وجود یا اوسکے اجزائے ترکیبی کو کُلاً و جزاً منحصر رکھے

اقسام شرائط قول پرفیسر ہالینڈ[2] **دفعہ ۱۰۸** فعل قانونی کی معمولی اور اتفاقی خصوصیات میں صرف فریقین متعلقہ کی مشیت تغیر پیدا کر سکتی ہے جو تغیرات اسطور پر فعل کے اجزائے ضروری پر مستزاد ہوں وہ اوسکی شرائط کہلاتے ہیں۔ ان میں سے بعض شرائط

مثلاً

(۱) ایک واقعہ آئندہ جسکا ظہور میں آنا یقینی ہے۔ یا

(۲) جائداد محصلہ کے صرف کا کوئی خاص طریقہ۔

یہ دونوں صورتیں صرف فعل کے عملدرآمد پر اثر ڈالتی ہیں۔

لیکن بعض دیگر شرائط جنپر لفظ شرائط کا نہایت صحیح طور پر اطلاق ہو سکتا ہے۔ وجود فعل کو متاثر کئے بغیر نہیں رہتیں۔

قول سرٹنگن[3] فعل کے اثر قانونی پر فریقین کا ارادہ بھی حاوی ہو سکتا ہے۔

مثلاً کسی ایسی شرط کا اضافہ جسپر فعل کا اثر منحصر کیا جائے۔

نام صاحب قول	تعریف شرط معلق یا ماقبل	تعریف شرط مطلق
ونیڈشیڈ و دیگر مقننین جرمن	کسی ایسے شرط کا اضافہ جسپر فعل کا اثر منحصر کیا جائے۔ یہ شرط خود فعل قانونی کی تخلیق۔ اعدام تغیر	کسی ایسی شرط کا اضافہ جسپر فعل کا اثر منحصر کیا جائے کسی دوسرے فعل کی تنسیخ سے جسکا ارتکاب اوسی زمانہ

[1] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۱۰۷) [2] ۵۲ ر ر (۱۰۸) [3] ترجمہ اصول قانون سرٹنگن صفحہ (۹۹)

پروفیسر ہالینڈ[۵۱]	سے متعلق ہوتی ہے۔ اور یہ شرط جب پوری ہو جاتی ہے تو وجوب ختم ہو جاتا ہے جس شرط کو شرط معلق یا شرط ما قبل کہتے ہیں۔ جب فعل کے عملدرآمد کے آغاز کا انحصار اوسکے وقوع پر ہو تو شرط معلق کہلاتی ہے۔	میں ہوا ہو متعلق ہو سکتی ہے۔ جس شرط سے وجوب اوسوقت تک ملتوی رہتا ہے جبتک کہ شرط مذکور کی تکمیل نہ ہو جس شرط کو شرط مطلق کہتے ہیں جب فعل کے عملدرآمد کے انجام کا انحصار اوسکے وقوع پر ہو تو شرط عرضی کہلاتی ہے۔

لارڈ جسٹس جیمس[۵۲] نے ایک اور قسم شرائط بیان کی ہے جو حسب ذیل ہے۔

تعریف شرط ملحقہ — کسی جائداد کو مشروط یا اوس جائداد پر کوئی قید عائد کیجائے تو وہ شرط ملحقہ کہی جاتی ہے

شرائط تابع زمانہ حسب قول سر سمنگین[۵۳] — **دفعہ ۱۰۹** شرط کسی امر متعلق زمانۂ **ماضی یا حال یا مستقبل** سے متعلق ہوتی ہے۔

مثال

الف۔ اگر زید بزمانہ گذشتہ زندہ تھا۔ **یا**

ب۔ اگر زید بزمانہ حال زندہ ہے۔ **یا**

ج۔ اگر زید بزمانہ آئندہ پیدا ہوگا۔

---

[۵۱] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۱۰۷)

[۵۲] ترجمہ اصول قانون سر سمنگین صفحہ (۹۹)

[۵۳] " " " " صفحہ (۱۰۰)

جواز و عدم جواز شرائط قول سرزنگین[1]

دفعہ ۱۱۰ شرط کسی ایسے امر سے متعلق ہوتی ہو جسکا وقوع میں آنا۔

الف۔ لازم یا
ب۔ غیر ممکن ہو

شرط لازم قول سرزنگین[2]

دفعہ ۱۱۱ شرط لازم ہونیکی صورت میں نتیجہ قانونی واقعہ مقصودہ کے وقوع پر پیدا ہوگا بلحاظ اسکے۔

جبکہ شرط زیر التوا ہو تو فعل کی پابندی فریقین پر لازم ہے[3]

الف۔ جبکہ شرط ہنوز زیر التواء ہو تو فریقین کے حقوق اور ذمہ داریان جو فعل قانونی سے اثر پذیر ہوتی ہیں محض ملتوی رہتی ہیں کیونکہ اگر فعل سے قانونی اثر ظاہر نہ ہو چکا ہو تو کم از کم اوسکے ظاہر ہونیکی توقع ہوتی ہے اور تاوقتیکہ وہ واقعہ جسپر اوسکا قانونی اثر منحصر ہو وقوع میں نہ آئے یا اوسکی وقوع میں آنیکی مدت معینہ منقضی نہ ہوجائے وہ فریق جو اوس واقعہ کے نتائج سے متاثر ہوگا مجاز نہیں ہے کہ اپنے وعدہ کے خلاف کوئی فعل کرکے فریق ثانی کو اوس نتیجہ سے جسکے اوس شرط کے ایفاء سے پیدا ہونیکا امکان ہو محروم رکھے **لیکن**۔

جبکہ شئے وجوب قبل از تعمیل معدوم ہوجائے[4]

ب۔ اگر وہ شئے جسپر وجوب مشروطی منحصر ہو قبل از تعمیل شرط بالکل معدوم ہوجائے تو اس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا کہ اوس شرط کی تعمیل بعد میں کیگئی کیونکہ شرط کی تعمیل اوس وجوب کو بحال و برقرار نہیں رکھ سکتی جسکا وجود ہی باقی نہ رہا ہو اور یہ امر ظاہر ہے کہ کوئی وجوب بغیر اوس چیز کے نہیں ہوسکتا جسپر کہ وہ منحصر ہو۔

مثال

اگر بیع وشرا ے کا معاملہ کچھ مال کی نسبت ہو جو ایک خاص جہاز پر آنیوالا ہو اور وہ

[1] ترجمہ اصول قانون سرزنگین صفحہ (۱۰۰)، [2] رر صفحہ (۱۰۰)، [3] رر صفحہ (۱۰۲)، [4] رر صفحہ (۱۰۲)

جہاز بغیر قصور بایع تباہ ہوجائے یا بغیر اوس مال کے آپہونچے تو یہ معاملہ باقی نہ رہا۔

مدت نفاذ شرائط[1] | ج بعض اوقات بربناء حکم قانون یا بوجہ کسی ایسی شرط کے جو کسی فعل قانونی سے ملصق ہو حقوق یا فرائض ایک خاص مدت کے انقضاء کے بعد پیدا یا معدوم ہوتے ہیں چنانچہ دفعہ (۷۴) قانون معاہدہ ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۶) سنہ ۱۳۱۶ ف ہم مضمون دفعہ (۴۶) ایکٹ نمبر (۹) سنہ ۱۸۷۲ع کے بموجب۔ جب معاہدہ کی رو سے معاہد پر لازم ہو کہ بلا درخواست معاہد لہٗ عہد کا ایفاء کیا کرے اور اوسکے لئے کوئی مدت معین نہ ہو تو لازم ہے کہ ایفاء وقت مناسب کے اندر کیا جائے۔

قول سر ہنگن[2] | یہ امر کہ وقت مناسب کونسا ہے ہر مقدمۂ خاص میں ایک امر واقعہ ہوگا جسکا تصفیہ عدالت کریگی۔ اسیطرح

شخص معاہد کا حق نسبت اوس ملکیت کے زائل ہونیکی مدت قانون میعاد سماعت میں مقرر کردیگئی ہے جس تاریخ سے حق نالش پیدا ہوگا۔

مثال

میں نے عمرو کے ہاتھ ایک گھوڑے کے فروخت کرنیکا اقرار کیا اور عمرو نے اوسکی قیمت تاریخ حوالگی سے ایک ماہ کے بعد ادا کرنیکا وعدہ کیا۔

یہاں قیمت کے مطالبہ کے متعلق میرا حق اور

اوس کی ادائی کے متعلق عمرو کا فرض۔

مدت معہودہ کے ختم پر پیدا ہوگا۔

شرط غیر ممکن قول سر ہنگن[3] | دفعہ ۱۱۲ شرط غیر ممکن ہونیکی صورت میں خود فعل

---

[1] ترجمہ اصول قانون سر ہنگن صفحہ (۱۰۲) [2] " صفحہ (۱۰۲) [3] " صفحہ (۱۰۰)

تمام قانونی اثر سے معرا ہوگا جسکا مسئلہ اصولی یہ ہے کہ

مسئلہ اگر کسی وجوب کیساتھ کوئی غیر ممکن شرط لگائیجائے تو وہ معاہدہ کالعدم ہے۔

بلحاظ اس مسئلہ کے شرائط خواہ بلحاظ قوانین قدرت خواہ بلحاظ کسی حکم قانون صریح کی مطلقاً غیر ممکن ہوسکتے ہیں۔ یا اعتباری لحاظ سے غیر ممکن۔

مثال

الف۔ کوئی جائداد اس شرط کیساتھ زید کو (ہبہ) کیگئی ہو کہ وہ

(۱) ایک گھنٹہ میں ایک سو میل پیادہ پا چلے۔ یا

(۲) آسمان کو ہاتھ لگائے۔

یہ دونوں شروط فطرتاً مطلقاً غیر ممکن ہونیکی وجہ سے وہ ہبہ قانوناً (کالعدم) ہے اسیطرح

(۳) ایک (ہبہ) بنام عمرو اس شرط پر کہ وہ بکر کو مار ڈالے اسوجہ (کالعدم) ہے کہ وہ قانون صریح کے حکم کے خلاف ہے جسکی رو سے قتل کی ممانعت ہے۔

ب۔ اگر میں ایک گھوڑے کے فروخت کرنیکا عہد کروں جو بروقت عہد مردہ تھا تو یہ ایک ایسی شرط ہے جو مطلقاً نہیں بلکہ محض حالاتِ خاص میں غیر ممکن ہے۔

نوٹ۔ اسی اصول متذکرہ دفعہ ہذا کے مدنظر دفعہ (۳۷) قانون معاہدہ ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۶) بابتہ ۱۳۱۶ف ہم مضمون دفعہ (۳۶) ایکٹ نمبر (۹) ۱۸۷۲ء قانون معاہدہ ہند میں حکم ہے کہ معاملات مشروط جن میں کسی غیر ممکن واقعہ کے وقوع پر کسی امر کا کرنا یا نہ کرنا مشروط ہو (کالعدم) ہیں عام اس سے کہ فریقین کو اسکے عدم امکان کا علم بوقت معاملہ ہو یا نہو۔ چنانچہ سٹہ و پھالکا کے متعلق اشتہار سرکار عالی مورخہ ۱۲ ار شوال ۱۲۷۹ھ آمرسومہ عدالت دیوانی بزرگ بذریعہ دفتر ملکی مورخہ ۴ ذیحجہ ۱۲۷۹ھ جاری و نافذ ہے کہ ساہوان و بیوپاریان وغیرہ

بلدہ میں نیز تعلقات میں معاملہ خرید و فروخت مال و اجناس و ہنڈیات کا بھاؤنگہ کے طور پر کرتے ہیں یعنے وقت معمولی سے پہلے باہم قیمت مقرر کر کے بیع و شرے با خذ و ادائی رقم نفع و نقصان بوقت معینہ خود بغیر لینے مال و اجناس وغیرہ کے شرط پر خرید و فروخت کا معاملہ کرتے ہیں اور اس قسم کے معاملات ناجائز ہیں۔ لہذا حکم دیا جاتا ہے کہ معاملات بھاؤنگہ جنکی بناء بعد سدہ نجمی مطابق سوم شعبان ۱۲۷۴ھ واقع ہوئے ہوں عدالت میں قابل سماعت نہ ہونگے اور اوسکے مرتکب کو سزاء اور سراغرسان کو جزاء دیجائیگی۔ اسکے متعلق نظائر حسب ذیل ہیں۔

(۱) بلحاظ اس اشتہار کے جب ہی لکھا ہے مدعی سے کسی مال کا مدعی علیہ کو دیا جانا ثابت نہیں ہے تو ایسا معاملہ بطور سٹہ و بھاؤنگہ کے ہے جو قانوناً ناجائز ہے۔[۱]

(۲) بلحاظ نوعیت معاملہ سٹہ ہو تو اوسکی بناء پر عدالت میں دعویٰ نہیں ہو سکتا۔[۲]

(۳) ہنڈویوں کے معاملات میں جو بطور سٹہ کے لین دین ہوا کرتا ہے اوسکا نفع و نقصان لینا جائز ہے۔ لیکن جبکہ ہنڈویوں کا لین دین فریقین میں فی الواقعی نہ ہوا ہو بلکہ فرضی عمل بطور سٹہ کے ہنڈویوں کی لین دین کی بابتہ ہو تو وہ بطریق بھاؤنگہ کے ہے جو ناجائز ہے۔[۳]

(۴) ایسے غلہ کی نسبت زبانی معاہدہ جو بروقت موجود نہ ہو بھاؤنگا ہے۔[۴]

(۵) جب مال مبیعہ موجود ہو اور باوصف اوسکے نہ حوالگی مال عمل میں آئی نہ قیمت تو ایسے معاہدہ کا صرف اسیقدر منشاء سمجھا جاسکتا ہے کہ اگر مشتری چاہے تو میعاد مقررہ کے اندر نرخ مقررہ کے لحاظ سے اور اگر نہ چاہے تو نفع کے لحاظ اسکے تجویز ہوئی کہ معاہدہ منعقدہ میں بھاؤنگہ کی شکل نظر آتی ہے۔[۵]

(۶) عدم خریدی بنبہ سے جو ہرجہ ہوا اوسکے دعوے میں تجویز ہوئی کہ اس امر کا کوئی ثبوت پیش نہیں ہوا ہے کہ فریقین

[۱] ہیرا چند بنام موہن لال آئین دکن جلد (۱۵) صفحہ (۲۶) ۱۳۱۷ف [۲] لیا بنام راجیندر آئین دکن جلد (۱۹) صفحہ (۱۰۲) ۱۳۲۱ف اجلاس کامل [۳] دنیکٹ راجیا بنام بھگوانداس دکن لا رپورٹ جلد (۲) صفحہ (۲۳۴) ۱۳۲۱ف [۴] دنا ناجی بنام بھگوانداس آئین دکن جلد (۱۹) صفحہ (۲۴) ۱۳۲۱ف [۵] نندراج موہن لال بنام لنگری کونیا دکن لا رپورٹ جلد ۲ صفحہ (۲۶۵) ۱۳۲۱ف

کی نیت واقعی مال کی خرید و فروخت کی تھی اسلئے یہ معاہدہ صحیح طور پر بھاؤ کا ہے اسلئے مدعی کسی نقصان دلایئکا مستحق نہیں ہے۔ ؎

بروئے **قانون روما** شرط غیر ممکن میں یہ تفریق کیگئی ہے کہ

(۱) جس شرط کا ایفاء معاہد و معاہد لہٗ کی زندگی میں ہی قرار پائے اس شرط غیر ممکن سے وہ اصلی معاملہ ہی کالعدم ہے اور

(۲) بذریعہ وصیت (ہبہ) کیصورت میں محض شرط غیر ممکن کالعدم اور اصل معاملہ بدستور بحال رکھا گیا ہے

دفعہ ۱۱۳ شرط جو منحصر کسی بازی کے نتیجہ پر ہو

شرط بندی شرط بندی ایک معاہدہ ہے جو ادائی زر کیلئے یا انتقال جائداد کیلئے منحصر کسی بازی کے نتیجہ پر یا کسی امر غیر معین کی وقوع کا انتظار میں محض امید و خطرہ کی حالت کیساتھ کیا جائے۔ جو نا قابل نفاذ اور قانوناً کالعدم ہے۔

توضیح معاہدہ از قسم قمار بازی ہونیکے لئے یہ ضرور ہے کہ معاملہ میں فریقین کلیتاً منحصر اور بر اوس چوکھوں کے ہوں جو محض خیال میں ہو اور کوئی فریق سوائے وصول روپیہ کے بلا تحقیق ہو جانے ایک امر غیر متعلق کے اور کسی بات کا خیال نہ رکھتا ہو لیکن

استثنا اگر کسی ایک فریق کے اختیار میں وہ واقعہ ہو تو معاملہ از قسم قمار بازی متصور نہ ہوسکیگا۔

مثال

(۱) حامد نے محمود سے ایجاب کیا کہ اگر میرا تیتر تیرے تیتر سے یا میرا گھوڑا تیرے گھوڑے سے سبقت کرے تو میں تجھے دس روپیہ یا اور کوئی چیز دونگا۔ اگر تیرا تیتر یا تیرا گھوڑا سبقت کرے تو میں کچھ نہ دونگا۔ اوسکو محمود نے قبول کیا تو یہ معاملہ جائز اور قابل نفاذ ہے۔

؎ وصول چند بنام سکہ امریا۔ دکن للا رپورٹ جلد (۲) صفحہ (۱۲۵) سنہ ۱۳۲۱ ف۔

(۲) اگر یہی قرار داد ایسی ہو کہ اگر حامد کا گھوڑا سبقت کرے تو محمود دس روپیہ دیگا اور اگر محمود کا گھوڑا سبقت کرے تو حامد دس روپیہ دیگا جس سے ہار جیت کی صورت پیدا اور فریقین امید و بیم کی حالت میں رہیں تو وہ ایک قمار بازی ہے جو قانوناً ناجائز اور ناقابل نفاذ ہے۔

اسی اصول کے مدنظر دفعہ (۳۱) قانون معاہدہ ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۹) سنہ ۱۳۱۶ف ہم مضمون دفعہ (۳۰) ایکٹ نمبر (۹) سنہ ۱۸۷۲ء قانون معاہدہ ہند میں حکم ہے کہ معاملات جو بطور شرط کے ہوں (کالعدم) ہیں۔ اور کوئی نالش ایسی شئے کے واصول پانے کیلئے رجوع نہ ہو سکے گی جسکا شرط پر جیتنا بیان کیا گیا ہو۔ یا جو اس غرض سے کسی شخص کے سپرد کیگئی ہو کہ کسی بازی کے نتیجہ کے مطابق کسی امر غیر معین کے وقوع پر جسکی شرط لگائی گئی ہو حوالہ کیجائے۔

چنانچہ اس دفعہ میں گھوڑ دوڑ کے انعام کو مستثنےٰ بھی قرار دیا گیا ہے۔

۷۸۶

مجموعہ علم اُصُول قانون حصۂ دوم

نظام قانون

تمہید مجموعہ ہذا کے مُقدّمہ یعنے دیباچہ میں بہ ضمن اصل الاُصول نظام قانون کی مراتب ابتدائی کی ایک تقسیم اعظم کی رو سے قانون کے جو تین اقسام اعظم بیان کئے جا کر اس مجموعہ کے حصۂ اول فصل دوم باب چہارم میں اون ہر سہ قوانین اعظم پر روشنی ڈالی گئی ہے اور باب مذکور کے دفعہ ۳۹ میں اون کے مابین فرق بھی ظاہر کیا جاچکا ہے پس انھیں ہر سہ قوانین اعظم کی جدا جدا تین فصلیں اس حصۂ دوم میں قائم کرکے ہر ایک قانون اعظم کا بیان اونکے ضمنی قوانین اہم کیساتھ کیا گیا ہے اور انکے بیان میں جو ترتیب مقننین یورپ کے مطمح نظر رہی ہے اوسی ترتیب کے ساتھ اس حصۂ دوم میں حسب ذیل تین فصلیں قائم کیگئی ہیں۔

(۱) فصل چہارم۔ قانون مختص بالاشخاص متعلق حقوق خانگی۔

(۲) فصل پنجم۔ قانون عام۔ متعلق حقوق عام۔

(۳) فصل ششم۔ قانون بین الاقوام۔

فصل چہارم

قانون مختص بالاشخاص (پرائیوٹ لا)

حقوق خانگی

تمہید۔ اس فصل چہارم میں بموجب ابتدائی تمہید حصہ دوم مندرجہ بالا قانون مختص بالاشخاص (متعلق حقوق خانگی جنکی تعریف مجموعہ ہذا کے حصہ اول فصل سوم حق باب پنجم دفعہ (۵۵) میں کی جاچکی ہے) پس حقوق خانگی کے دو قسمیں ہیں حقوق اولیہ۔ اور حقوق ثانیہ۔

حقوق اولیہ بذات خود کسی فعل ناجائز کے ارتکاب کے بغیر وجود پذیر ہوتے ہیں جنکی دو قسمیں ہیں حقوق بالتعمیم۔ اور حقوق بالتخصیص۔ یعنے جو حقوق شخص حقدار کو تمام دنیا کے مقابلہ میں حاصل ہیں وہ حقوق بالتعمیم۔ اور جو حقوق شخص حقدار کو کسی شخص یا اشخاص کے مقابلہ میں حاصل ہیں وہ حقوق بالتخصیص۔ کہلاتے ہیں۔

حقوق ثانیہ بذات خود وجود پذیر نہیں ہوتے بلکہ وہ کسی فعل ناجائز کے ارتکاب سے وابستہ ہیں یعنے یہ ایسے حقوق ہیں جو بطور معاوضہ اسوقت عطا کئے جاتے ہیں جبکہ حقوق اولیہ پامال ہو۔

اس بیان صدر سے ظاہر ہوگا کہ حقوق خانگی کے تین قسمیں اہم ہیں یعنے حق اولیہ کی دو قسمیں اور حق ثانیہ کی ایک قسم۔ پس ان ہر سہ اقسام صدر کی فروعات بکثرت ہیں جن ہر سہ حقوق اہم کے جدا جدا تین قوانین اس فصل چہارم میں قائم کیئے جاکر ہر ایک قانون اوسکے ضمنی قوانین اہم کیساتھ حسب ذیل بیان کیا گیا ہے۔

قانون نشان (۱) قانون مختص بالاشخاص متعلق خانگی حقوق اولیہ بالتعمیم
قانون نشان (۲) قانون مختص بالاشخاص متعلق خانگی حقوق اولیہ بالتخصیص ۔

مشتمل بہ دو قوانین ذیل

قانون اصلی ۔ معاہدہ و حقوق مشابہ معاہدہ ۔

قانون اضافی ۔ شہادت

قانون نشان (۳) قانون مختص بالاشخاص متعلق خانگی حقوق ثانیہ چارہ جوئی ۔

مشتمل بہ چہار قوانین ذیل ۔

قانون اصلی (۱) دادرسی (۲) ہرجہ (۳) میعاد سماعت

قانون اضافی (۴) ضابطہ دیوانی ۔

اطلاع اس قانون مختص بالاشخاص کے بلاحظہ کیوقت دفعات ذیل ضرور پیش نظر رہین ۔
دفعہ ۔ ۳۶ و ۳۷ و ۹۳ ۔ باب چہارم فصل دوم حصہ اول مجموعہ ہذا قانون مختص بالاشخاص اور اوسکی تعریفات و امتیازات وغیرہ ۔ نیز
دفعہ ۔ ۵۴ و ۵۵ و ۵۷ ۔ باب پنجم فصل سوم حصہ اول مجموعہ ہذا حقوق خانگی اور اوسکی تعریفات و امتیازات وغیرہ ۔

باب نہم

مراتب ابتدائی

قانون اصلی و اضافی ۔ قول پروفیسر ہالینڈ[۵۱] **دفعہ ۱۱۴** قانون مختص بالاشخاص کی ۔

---

[۵۱] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۱۴۳)

حسب ذیل دو قسمیں ہیں

تعریف قانون اصلی | (۱) قانون اصلی حقوق اشخاص کی تعریف کرتا ہے۔

تعریف قانون اضافی | (۲) قانون اضافی اُس طریقہ عملدرآمد یا ضابطہ کی توضیح کرتا ہے جسکے ذریعہ سے حقوق مذکور نفاذ پاتے ہیں۔

توضیح (۱) قانون اصلی اُن حقوق کی تعریف کرتا ہے جنکی ایسے حمایت منظور ہوتی ہو اور اوس طریقہ کا تعین کرتا ہے جسکا عمل میں لانا ایسے اس حمایت کیلئے مقصود ہوتا ہے قانون کی وہ شاخ جسکا موضوع تعریف اور اس لحاظ سے تکوین حقوق ہے عرفی۔ کہلاتی ہے۔

(۲) اور وہ شاخ جو طریقہ حمایت یا اعانت کو مقرر کرتی ہے قانون اضافی یا ضابطہ کہلاتی ہے۔

حقوق معمولی و غیر معمولی قول پروفیسر ہالینڈ[1] | **دفعہ ۱۱۵** جن حقوق سے قانون اصلی کو بحث ہے وہ اشخاص متعلقہ کی حیثیت عرفی کے معمولی یا غیر معمولی ہونیکے لحاظ سے یا تو معتدل ہوتے ہیں یا غیر معتدل۔

توضیح[1] حق کے اجزائے ترکیبی میں اگر کوئی تبدیلی واقع نہ ہو تو وہ حقوق معمولی یا معتدل اور اگر حق کے اجزائے ترکیبی میں سے اگر کسی ایک میں کوئی تبدیلی واقع ہو جاتی ہے تو خود حق میں بھی تغیر ہو جاتا ہے جسکو حقوق غیر معمولی یا غیر معتدل کہتے ہیں۔

تعریف حقوق معمولی یا معتدل۔ قول پروفیسر ہالینڈ | **دفعہ ۱۱۶** جب اشخاص مستحق و مستوجب الغرض دونوں کے دونوں افراد انسانی ہوں جنکو حقوق مدنیت سن بلوغ کو پہنچ چکی ہوں

---

[1] ترجمہ ہالینڈ جورسپروڈنس صفحہ (۱۴۳) [2] ر صفحہ (۱۹۰) [illegible]

اور صحیح العقل و حواس ہو اور بصورت عورت ہونیکے منکوحہ نہوں یا اون سے کوئی جرم سرزد نہ ہوا ہو بالفاظ دیگر جب اون کا تشخص بحالت اعتدال ہو تو ایسی صورتوں میں حقوق معمولی یا معتدل کہے جاسکتے ہیں۔ جو کثیر التعداد ہیں۔

تعریف حقوق غیر معمولی یا غیر معتدل قول پروفیسر ہالینڈ

دفعہ ۱۱۷ جب اشخاص مستحق و مستوجب الغرض میں سے ایک یا دونوں حد اعتدال سے متجاوز ہوں یعنے یا تو مصنوعی اشخاص ہوں یا معصوم بچے یا منکوحہ عورتیں یا مجرم یا مجانین وقس علیٰ ہذا ہون تو ایسی صورتوں میں حقوق غیر معمولی یا غیر معتدل کہے جاسکتے ہیں۔ جو قلیل التعداد ہیں۔

مثال

کسی معصوم بچہ کے اس حق پر کہ وہ اپنی زمین پر ایک ایسی عمارت تعمیر کرے جس سے اوسکے ایک ہمسایہ کے مکان کی کھڑکیوں کا مدنظر رک جائے جو مختل الحواس ہو اس پر بروے شاخ قانون کم از کم حسب ذیل چار پہلوؤں سے نظر ڈالی جاسکتی ہے۔

(۱) اطفال کمسن (۲) ملکیت (۳) آسایش (۴) جنون۔

توضیح لیکن یہ صاف ظاہر ہے کہ امور اول و چہارم کو قانون کی ایک ہی شاخ سے تعلق ہے یعنے اوس طریقہ سے جسمیں اشخاص کی حالتوں کے تغیر پذیر ہونیسے حقوق بدل جاتے ہیں۔ اور تھوڑے سے غور سے معلوم ہوگا کہ یہ تبدیلیاں بلحاظ تعداد کے کچھ بہت زیادہ نہیں ہیں۔ جیسے

بچپن۔ جنون۔ نکاح۔ اجنبیت۔ اور اسیطرح کی بعض تبدیلیاں تشخص کے تغیرات کی فہرست کو پورا کردیتی ہیں۔ حالانکہ

امور دوم و سوم جو درمیانی ہیں ایسے ایسے مسائل کو پیدا کرتے ہیں جنکی وسعت کی کوئی حد نہیں کیونکہ اونکا احاطہ صرف اشیاء مادّی کے تنوع اور اون طریقوں نے کر رکھا ہے جنکی رُو سے اون پر بحث کیجاسکتی ہے۔

قانون اشخاص کو اگر باقی کے قانون میں سے خارج کر دیا جاوے تو حق کی تعریف بہت سادہ ہو جاتی ہے۔ بجائے چار کے صرف دو[2] ارکان یعنے (شے مادّی) اور (فعل) کو مدنظر رکھنا پڑتا ہے۔ اور صرف ایسی حالت میں جبکہ شخص حقدار یا شخص مستوجب الفرض کی حالت میں کوئی خصوصیت پائی جاوے۔ پہلے یا چوتھے رکن کو جنھیں اب ملا کر (قانون اشخاص) کر دیا گیا ہے بحث میں لایا جاتا ہے۔

اس سے وضح ہوگا کہ قانون اشخاص باقی کے قانون کیلئے جسے عام طور سے قانون اشیائ سے تعبیر کرتے ہیں بمنزلہ ایک ضمیمہ اور ضمن کے ہے پس فن اصول قانون یا اور کسی مجموعہ قوانین کی تشریح کی ترتیب یہ ہونی چاہئے کہ اول تو عام طور سے قانون پر بلالحاظ خصوصیات شخص کے نظر ڈالی جاوے۔ اور ثانیاً قانون اشخاص سے بحث کیجاوے۔

دفعہ ۱۱۸ بلحاظ حقوق مقدم (اولیہ) و حقوق چارہ جوئی (ثانیہ)، قول پروفیسر ہالینڈ[1]

تعریف دفعہ ۱۱۶ و ۱۱۷ معمولی و غیر معمولی یا معتدل و غیر معتدل: دونوں قسم کے حقوق یا تو مقدم (اولیہ) ہوتے ہیں یا متعلق بہ چارہ جوئی (ثانیہ)

توضیح حقوق کی سب سے بڑی آخری تقسیم جو اون حقوق کو جنمیں فعل کا وجوب قائم بذات ہوتا ہے اون حقوق سے جدا کرتی ہے جنکے متعلق فعل محض کسی دوسرے فعل کے عدم صدور سے واجب ہو جاتا ہے۔

---

[1] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ ۱۴۳
[2] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ ۱۲۷

قسم اول الذکر کو مختلف مصنفین نے (حقوق اولیہ) یا (حقوق جواز پذیرفتہ) یا (حقوق استفادہ) کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اور

قسم ثانی الذکر کو (حقوق جواز عطا کنندہ) یا (حقوق متوسلہ) یا (حقوق معاوضہ بخش (چارہ ساز) کے نام سے موسوم کیا ہے۔

ہم ان حقوق کا نام (حقوق مقدم) و (حقوق چارہ جوئی) رکھتے ہیں۔

قول سرنگین[1] (۱) حقوق اولیہ بذات خود کسی فعل ناجائز کے ارتکاب کے تعلق کے بغیر وجود پذیر ہوتے ہیں۔

(۲) حقوق ثانیہ بذات خود وجود پذیر نہیں ہوتے بلکہ وہ کسی فعل ناجائز کے ارتکاب سے وابستہ ہیں۔

دفعہ ۱۱۹

فرق مابین حقوق اولیہ و حقوق ثانیہ۔ قول سرنگین[2]

قسم اول۔ کا حق ایک ایسا فائدہ ہے جو خاص اوس شخص کو عطا کیا جاتا ہے جبکہ وہ حق حاصل ہو۔

قسم دوم۔ کا حق ایک ایسا حق ہے جو بطور معاوضہ اوسوقت عطا کیا جاتا ہے جبکہ حق اولیہ یا مقدم پامال ہو۔

مثال[3]

کسی باغ کے مالک کا یہ حق کہ اوسمیں کوئی غیر مداخلت بیجا نہ کرے۔ یا ایک نوکر کا یہ حق کہ اوسکی اجرت ادا کیجائے۔ یا ایک مشتری کا یہ حق کہ اوسکا مال اوسکے حوالہ کر دیا جائے۔ تمام قسم اول الذکر کے حقوق ہیں یعنے حقوق مقدم جو کسی ناجائز فعل کے صدور یا کسی

---

[1] ترجمہ اصول قانون سرنگین صفحہ (۲۶) [2] " صفحہ (۳۶) [3] ترجمہ ہالینڈ جوریس پروڈنس صفحہ (۱۲۰)

جائز فعل کے ترک کے پہلے سے موجود ہیں۔ یہ ایسے حقوق ہیں جنکے قیام کی کفیل خود انھیں کی ذات ہے لیکن باغ کے مالک کا یہ حق کہ جن آدمیوں نے اوسکی حدود میں مداخلت بیجا کی ہو اون سے ہرجانہ لے اور نوکر کا یہ حق کہ واجب الایصال اجرت کیلئے اپنے آقا پر دعویٰ دائر کرے اور مشتری کا یہ حق کہ بائع سے جو مال مبیعہ کی حوالگی سے انکاری ہو ہرجانہ لے قسم ثانی الذکر یعنے حقوق چارہ جوئی سے علاقہ رکہتے ہیں۔ یہ حقوق حقوق مقدم کا محض ایک طرح کا معاوضہ یا بدل ہیں۔

توضیح اگر تمام معاملات صلح اور صفائی سے انجام پاتے اور دنیا میں جھگڑے بکھیڑے نہ ہوا کرتے تو صرف حقوق مقدم یا اولیہ ہی کا وجود ہوتا۔ چارہ جوئی یا معطی جواز حقوق محض اون آلات کا ایک جزو ہیں جنکو ریاست نے اوس ضرر کی تلافی کیلئے بہم پہونچایا ہے۔ جو حقوق مقدم کو سہنا پڑتا ہے اسلئے اس قانون کی نسبت خاص معنوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اوسکو اسوجہ سے بڑھادیا گیا ہے کہ انسان کیطرف سے زیادتیاں ظہور میں آئیں۔

دفعہ ۱۲۱ بلحاظ تعریف دفعہ | حقوق بالتعمیم و حقوق بالتخصیص۔ قول پروفیسر ہالینڈ[۱]

(۱۱۸) حقوق مقدم یا تو بالتعمیم ہوتے ہیں یا تو بالتخصیص بالفاظ دیگر ایسے حقوق شخص حقدار کو یا تو تمام دنیا کے مقابلہ میں حاصل ہوتے ہیں یا کسی شخص کے مقابلہ میں حاصل ہوتے ہیں۔

اور حقوق کی یہ ایک بہت بڑی تقسیم ہے جسکو اشخاص مستوجب الفرض کے محدود یا غیر محدود کی وسعت سے تعلق ہے۔

تعریف حقوق بالتعمیم | (۱) جو حقوق تمام دنیا کے مقابلہ میں حاصل ہیں اونکو حقوق بالتعمیم

[۱] ترجمہ ہالینڈ جورسی پروڈنس صفحہ (۱۳۳)

یا ان پر بعمیم کہا جاتا ہے۔ اور

تعریف حقوق بالتخصیص

(۲) جو حقوق کسی خاص شخص یا اشخاص خاص کے مقابلہ میں حاصل ہیں انکو حقوق بالتخصیص یا ان پر سوشم کہا جاتا ہے۔

مثال۔ ایک مالک مکان کو اوس مکان کا حق ملکیت تمام دنیا کے مقابلہ میں حاصل ہے۔ حالانکہ مالک اراضی کو حق تحصیل زرلگان صرف اپنی آسامی کے مقابلہ میں حاصل ہے

ترتیب مطالعہ۔ قول پرنیبہ ہالینڈ[۱]

دفعہ ۱۲۱ جیسا کہ اوپر بیان کیا جاچکا ہے کہ حقوق معمولی یا تو مقدم ہوتے ہیں یا متعلق بہ چارہ جوئی اور حقوق مقدم بالتعمیم ہوتے ہیں یا بالتخصیص۔ پس قانون مختص بالاشخاص کا مطالعہ کرتے وقت حقوق بالتعمیم موزم معتدل یعنی اون حقوق کو اپنا مبداء بحث قرار دینا چاہئے۔ جو بلحاظ اسکے کہ نقصان رسانی کا ارتکاب کیا گیا ہے شخص حقدار کو شخص مستوجب الغرض کے مقابلہ میں حاصل ہوتے ہیں۔ اور یہ شخص مستوجب الغرض نوعیت کے لحاظ سے ایسا غیر محدود ہوتا ہے کہ تمام دنیا پر منطبق ہوجاتا ہے اس قسم کے حقوق کثیر التعداد ہونیکے علاوہ دقیع واہم بھی ہیں۔ اسلئے ان پر بہ ترتیب مناسب نظر ڈالنی چاہئے۔

قانون کے اقسام قول پرونیسر ہالینڈ[۲]

دفعہ ۱۲۲ یہاں تک جو کچھ بیان کیا گیا ہے اوس بیان سے پانچ قسم کے بڑے اصول دستیاب ہوتے ہیں جنپر قانون کو حسب ذیل تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(۱) قانون اصلی و اضافی

(۲) قانون مختص بالاشخاص۔ قانون عام۔ اور قانون بین الاقوام۔

---

[۱] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۱۴۴)

[۲] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۱۲۸)

(۳) قانون معمولی و غیر معمولی۔

(۴) قانون حقوقِ تعمیمہ و حقوقِ تخصیصہ۔

(۵) قانون حقوق مقدم و حقوق چارہ جوئی۔

توضیح۔ اِن اصول میں سے کسی ایک کا انتخاب بغرض تقسیم اصلی کیا جا سکتا ہے۔ اسکے بعد موضوع کے ہر پہلو کو دوسرے اصول کے بعد دیگرے بجای خود تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

ہدایت۔ مزید توضیح کیلئے ملاحظہ ہو شجرۂ قانون مندرجہ بضمن اصل الاصول متذکرہ مقدمہ مجموعۂ ہذا۔

قانون مختص بالاشخاص

حقوق بالتعمیم (ان ریم)

قانون نشان (۱)

تمہید۔ اس سے پہلے کے باب نہم میں حقوق خانگی کے جسقدر اقسام ظاہر کیگئے ہیں اون اقسام پر بلحاظ دفعہ (۱۲۱) بہ ترتیب مناسب نظر ڈالنے کیلئے حقوق اولیہ کی پہلی قسم یعنی حقوق بالتعمیم کے متعلق یہ قانون علٰحدہ قائم کیا گیا ہے۔ گو اسمیں دوسری قسم کے حقوق بالتخصیص کی صورتیں بھی حقوق بالتعمیم کے ساتھ ساتھ نظر آتی جائیں گی۔ اور یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اس قانون کے مطالعہ کیوقت باب نہم میں حقوق بالتعمیم اور حقوق بالتخصیص کی جو تعریفات بیان کیگئی ہیں۔ وہ اچھی طرح پیش نظر رہیں جس سے بوقت مطالعہ قانون ہذا ان ہر دو حقوق بالتعمیم حقوق بالتخصیص کے امتیازات اچھی طرح سمجھ میں آسکیں۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ اس فصل چہارم کی ابتدائی باب نہم میں جسقدر مراتب ظاہر کئےگئے ہیں۔ اون کل

مراتب کو اس قانون کا دیباچہ سمجھا جائے چونکہ وہ کل مور اس قانون میں داخل اور اس قانون کے وہ مراتب ابتدائی سمجھے جاسکیں گے جو مشتمل بہ حقوق بالتعمیم و مشتمل بہ حقوق بالتخصیص ہونیکی وجہ سے ان ہر دو قوانین کے انتہا پر علحدہ باب قائم کیا جاکر اوس باب نہم میں ان ہر دو قوانین کے مراتب ابتدائی ظاہر کردئے گئے ہیں۔ اسکے بعد۔

بلحاظ تعریف حقوق بالتعمیم جو حقوق خانگی شخص حقدار کو تمام دنیا کے مقابلہ میں ذریعہ قانون مختص بالاشخاص متعلق حقوق بالتعمیم حاصل ہوسکتے ہیں اون حقوق کا بیان حسب ذیل ہے

باب نہم

مراتب ابتدائی

حقوق بالتعمیم اصلی محصلہ قول جرمن مقننین | **دفعہ ۱۲۳** جرمن مقننین نے حقوق بالتعمیم کی حسب ذیل دو قسمیں قرار دی ہیں۔

تعریف حقوق اصلی[1] | (۱) حقوق اصلی کے حقوق ذاتی اور فطرتی ہیں جو ہر انسان کو بلا تعلق اوسکے کسی فعل کے حاصل ہیں۔

تعریف حقوق محصلہ[2] | (۲) حقوق محصلہ کے حقوق استخراجی یا اتفاقی ہوتے ہیں اور یہ حقوق اوس شخص کے آزادانہ فعل پر منحصر ہوتے ہیں جو اون حقوق کا مستحق ہو۔

فرق مابین حقوق اصلی و محصلہ قول جرمن مقننین[3] | **دفعہ ۱۲۴** جرمن مصنفین نے اون حقوق کے درمیان جنھیں وہ حقوق اصلی و حقوق محصلہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں عام طور پر ایک

[1] ترجمہ اصول قانون سر ہنری مین صفحہ (۴۶) [2] ۵۳ ،، صفحہ (۴۶) [3] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ ۱۴۴

باب الامتیاز قایم کیا ہے۔

قسم اول الذکر **اصلی** کے حقوق جو جبلی۔ اصولی۔ غیر منفک۔ قدرتی۔ فوری۔ کلی۔ لازمی۔ غیر مشروط یا مطلق بھی کہلاتے ہیں اور ایسے ہیں کہ ہر انسان کو قطع نظر اوسکے کسی ذاتی فعل کے حاصل ہیں۔ برخلاف اسکے۔

قسم ثانی الذکر کے حقوق جنکو **محصلہ**۔ متوسطہ۔ قابل انفکاک۔ اتفاقی یا مشروطی بھی کہتے ہیں شخص مستحق کے کسی آزادانہ فعل کا نتیجہ ہوتے ہیں۔

دفعہ ۱۲۵ اون حقوق خانگی مقدم یا تقسیم کے اقسام جنپر اس قانون میں بحث کی گئی ہے

گذشتہ باب ہم میں حقوق خانگی کے جسقدر اقسام ظاہر کیئے گئے ہیں بلحاظ اون کے یہ کہا جا سکتا ہے کہ جملہ حقوق خانگی تین اقسام مندرجہ ذیل میں سے کسی ایک قسم میں داخل ہو سکتے ہیں

(۱) **حق متعلق ذات خاص** یعنے وہ حقوق جو کسی شخص کی حفاظت اور آزادی عمل سے متعلق ہے۔ ملاحظہ ہو باب یازدہم قانون ہذا

(۲) **حق ملکیت** یعنے وہ حقوق جو جائداد سے متعلق ہیں۔ ملاحظہ ہو باب دوازدہم قانون ہذا

(۳) **حق متعلق خاندان** یعنے وہ حقوق جو خاندان سے متعلق ہیں۔ ملاحظہ ہو باب سیزدہم قانون ہذا۔

توضیح۔ پھر ہر حق پر جو ان میں کسی قسم میں بھی داخل ہو باعتبار۔ حق بالتعمیم۔ و بالتخصیص و باعتبار حق اصلی و محصلہ و باعتبار حق معمولی و غیر معمولی و باعتبار حق مقدم و چارہ جوئی۔ غور کیا جا سکتا ہے۔

۱؎ ترجمہ اصول قانون سر رنیگن صفحہ (۱۶۴)

باب یازدہم

حق متعلق ذاتِ خاص محولہ دفعہ (۱۲۵) قانون ہذا

حقوق اصلی محولہ دفعہ (۱۲۳) قانون ہذا

دفعہ ۱۲۶ وہ حقوق کسی شخص کی حفاظت ذاتی و آزادی عمل سے متعلق ہیں۔ قول سر منگین[1] وہ حقوق کسی شخص کی حفاظت اور آزادی عمل سے متعلق ہیں۔ دنیز بہ ضمن حقوق با تقسیم و حقوق اصلی و حقوق سموئی و حقوق مقدم غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ ممالک متمدنہ میں اس قسم کے حقوق ایسے حقوق تصور کئے جاتے ہیں جو ہر آزاد شخص کو اوسکی پیدایش کی رو سے حاصل ہوتے ہیں اسلئے حقوق اصلی و فطرتی کہلاتے ہیں یعنے وہ حقوق جو فطرتاً ہر شخص سے بلا لحاظ تمام افعال قانونی کے متعلق ہوتے ہیں جسکے حسب ذیل تین اشکال ہیں۔

(۱) **حفاظت ذاتی**۔ ملاحظہ ہو دفعہ (۱۲۷) قانون ہذا

(۲) **آزادی عمل**۔ ملاحظہ ہو دفعہ (۱۲۸) قانون ہذا

(۳) **حق نیکنامی**۔ ملاحظہ ہو دفعہ (۱۲۹) قانون ہذا

دفعہ ۱۲۷ حفاظت ذاتی۔ قول سر منگین[2] حفاظت ذاتی کی تین اشکال حسب ذیل ہیں

الف۔ کوئی **مضرت ذاتی** (صراحتاً، خواہ معناً) کسی دوسرے شخص کو نہ پہونچے۔

(۱) مضرات صریحی۔ وہ ہیں جو صریح جبر سے پیدا ہوتے ہیں مثلاً ضرب یا حملہ

(۲) مضرات معنوی۔ وہ ہیں جو دوسروں کی جانب سے اپنے حقوق کے نفاذ میں

---

[1] ترجمہ اصول قانون سر منگین صفحہ (۱۸۵) [2] ترجمہ اصول قانون سر منگین صفحہ (۱۸۶)

غفلت ہونیکی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ مثلاً کسی مضرت رساں جانور کے رکھنے سے یا کسی مکان کو بغیر مرمت کئے ہوئے

ب ۔ مضرت کی دہمکی یا **تخویف** یا **توہین** بالقصد سے محفوظ رہنا ۔

(۱) تخویف مجرمانہ ۔ دفعہ (۴۲۹) مجموعہ تعزیرات ممالک محروسہ سرکار عالی ۱۳۲۴ف ہم مضمون دفعہ (۵۰۳) تعزیرات ہند میں تخویف مجرمانہ کی تعریف اسطرح کیگئی ہے کہ کسی شخص کو اوسکے یا کسی اور شخص کے جس سے وہ تعلق رکھتا ہو جسم یا نیک نامی یا مال کو نقصان پہونچانیکی اس نیت سے دہمکی دینا کہ وہ خوف میں پڑے یا دہمکی کے نتائج سے محفوظ رہنے کیلئے ایسا فعل کرے جسکا کرنا اوسپر قانوناً واجب نہ ہو یا ایسا فعل ترک کرے جسکے کرنیکا وہ قانوناً محق ہو ۔ تخویف مجرمانہ ہوگا ۔ (جو قابل سزا ہے)

توضیح شخص متوفی کی نیک نامی کو نقصان پہونچانیکی دہمکی دینا جس سے شخص مخوف تعلق رکھتا ہو تخویف مجرمانہ ہوسکتا ہے ۔

(۲) توہین بالقصد بلحاظ تعریف ازالہ حیثیت عرفی مصرحہ دفعہ (۴۲۵) مجموعہ تعزیرات ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۵) ۱۳۲۴ف ہم مضمون دفعہ (۴۹۹) تعزیرات ہند توہین زبانی و توہین تحریری دونوں داخل ہیں ۔

توہین تحریری کو **لائبل** اور زبانی کو **اسلنڈر** کہتے ہیں (مزید توضیح کیلئے ملاحظہ ہو دفعہ (۱۲۹))

ج ۔ عورتیں ہونیکی صورت میں اونکی مرضی کے خلاف اونکی عصمت پر حملہ نہ کیا جائے یا اونکے حیا کی توہین حرکات کے ذریعہ سے بھی نہ ہو ۔

چنانچہ بروے دفعہ (۲۲) ضمن الف و دفعہ (۳۱۱) مجموعہ تعزیرات ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۵) ۱۳۲۴ف ہم مضمون دفعہ (۳۵۷) تعزیرات ہند ۔ زنا بالجبر یا اوسکی اعانت

واقدام۔ اور بروے دفعہ (۲۲۳) مجموعہ مذکورہ مضمون دفعہ (۵۰۹) تعزیرات ہند۔ کوئی شخص جوکسی عورت کی حیا کی توہین کیلئے کوئی بات زبان پر لائے یا کوئی آواز منہ سے نکالے یا کوئی اشارہ یا حرکت کرے یا کوئی شے دکھائے اس نیت سے کہ وہ عورت اس بات یا آواز کو سنے یا اوس اشارہ یا حرکت یا شے کو دیکھے۔ یا کسی عورت کے مقام خلوت میں چلا جائے وہ شخص قابل سزا ہے۔

اقتضائیں اگرچہ حقوق مقصدۂ بالا ایسے حقوق ہیں جو شخص متضرر کو تمام دنیا کے مقابلہ حاصل ہیں تاہم وہ صرف اوس شخص کی ذات خاص سے متعلق ہیں پس اگر کوئی شخص جسکو ضرر ذاتی پہونچا ہو قبل معاوضہ پانیکے مرجائے تو اوسکا حق بھی اوسکے ساتھ بلحاظ اس مسئلہ قانونی کے فوت ہوجاتا ہے۔ کہ

مسئلہ استحقاق نالش ذاتی شخص متضرر کی وفات پر ساقط ہوجاتا ہے **لیکن**

استثناء

(۱) کنیڈا و امریکہ کے قانون جاریہ کی رو سے کسی ایسے شخص کا وصی یا مہتمم ترکہ جسکی وفات کسی دوسرے شخص کے فعل ناجائز یا غفلت یا قصور سے ہوئی ہو نالش ہرجہ رجوع کرسکتا ہے بشرطیکہ وہ فعل ایسا ہو کہ اگر وفات نہ ہوتی تو شخص متضرر ہرجہ کی نالش کرنیکا مستحق ہوتا۔

(۲) قانون انگلستان اور ہندوستان کی رو سے نالش ہرجہ صرف شخص متوفی کی زوجہ یا شوہر یا ماں یا باپ یا اولاد کے فائدہ کیلئے کی جاسکتی ہے اور اگر انمیں سے کوئی موجود نہ ہو تو مسئلہ مذکورۂ بالا کے بموجب حق نالش ساقط ہوجائیگا۔

سلہ ترجمہ اصول قانون سرنٹنگین صفحہ (۱۸۷)

حق آزادی عمل قبول سرٹنگین[1] | دفعہ ۱۲۸ | آزادی عمل کا حق وہ حق ہے جسکی رو سے کوئی شخص اپنی مرضی یا خواہش کے مطابق یعنے کسی دوسرے شخص کی مرضی سے مجبور ہو یا بند ہوئے بغیر عمل کرسکتا ہے۔ لیکن

توضیح ضرور ہے کہ اوس عالمگیر قانون کے مطابق کہ

مسئلہ ہر شخص بوقت نفاذ اپنے حقوق کو دوسروں کے حقوق کا لحاظ رکھنے پر مجبور رہے اس حق کیساتھ باقی اشخاص کی اس قسم کی آزادی کا وجود بھی قائم رہے۔ اس محدود معنی میں آزادی وہ فطرتی چیز ہے جو ہر شخص اوسکو اسطور پر کام میں لاسکتا ہے کہ اوسکے فعل سے دوسروں کے حقوق کی خلاف ورزی نہ ہو۔ یا اونکی کوئی چیز اونکی مرضی کے خلاف نہ لیجائے درحقیقت ہر شخص سے متعلق ایک فطرتی مساوات ہوتی ہے جسکا منشاء یہ ہوتا ہے۔ کہ

مسئلہ ہر شخص کو یہ حق آزادی حاصل ہے کہ وہ دوسرے اشخاص سے کسی امر کے متعلق اوس حد سے زیادہ مجبور نہیں کیا جاسکتا جس حد تک کہ وہ بھی اونکو بطریق مساوات مجبور کرسکے

مثال

اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اس حق آزادی کے نفاذ سے روکے مثلاً وہ کہیں جانا چاہے اوسکو وہاں جانے نہ دے بشرطیکہ وہ دوسروں کے حقوق میں مخل نہ ہو تو شخص اول الذکر ایک ایسے فعل ناجائز کا مرتکب ہوگا جسکے لئے قانون چارہ کار عطا کرتا ہے۔

قانون دیوانی کی رو سے شخص ثانی الذکر ہرجہ کی نالش کرسکتا ہے۔ اور

قانون فوجداری ایسے ہر شخص کو سزا دیسکتا ہے۔ ملاحظہ ہو دفعہ ۲۷۹ مجموعہ تعزیرات ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۵) ۱۳۲۴ف ہم مضمون دفعہ ۳۳۹ تعزیرات ہند جس میں

[1] ترجمہ اصول قانون سرٹنگین صفحہ (۱۸۸)

حکم ہے کہ کسی شخص کا عمداً اسطرح سدِ راہ ہونا کہ اوسکو کسی ایسی سمت میں جانے سے روکا جائے جسمیں وہ جانیکا حق رکھتا ہو مزاحمت بیجا کہلائیگا جکی سزا دفعہ (۲۸۱) مجموعہ مذکور ہم مضمون دفعہ (۳۴۱) تعزیرات ہند میں مقرر ہے۔ اور اگر مزاحمت اسطرحکی ہوکہ اوس شخص کو کسی خاص حدود معینہ کے باہر جانیسے روکا جائے تو جرم اوس سنگین حبس بیجا ہوگا۔ ملاحظہ ہو دفعہ (۲۸۰) مجموعہ مذکور ہم مضمون دفعہ (۳۴۰) تعزیرات ہند جکی سزا دفعہ (۲۸۲) مجموعہ مذکور ہم مضمون دفعہ (۳۴۲) تعزیرات ہند میں مقرر ہے لیکن

استثناء

حق آزادی عمل کا نقض بربناء تعمیل حکمنامہ قانونی جائز ہوسکتا ہے۔ کیونکہ حکمنامۂ قانونی کی تعمیل سے اصولاً کسی شخص کو نقصان نہیں پہونچتا۔

دوسرے وجوہ جواز کے حق حفاظت خود اختیاری جسم یا مال اور حفاظت آسودگی عامۂ خلائق ہیں۔ ملاحظہ ہو دفعہ (۵۳) مجموعہ تعزیرات ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۵) سنہ ۱۳۲۴ ف ہم مضمون دفعہ (۹۷) تعزیرات ہند۔

تنبیہ۔ یہ حق آزادی عمل بھی بالکل یکذاتی حق ہے اور شخص متضرر کیساتھ قائم اور فوت ہوتا ہے چنانچہ حبس بیجا کیلئے نالش کرنیکا استحقاق کسی شخص کے اوصیاء یا مہتمان ترکہ کو باقی نہ رہیگا۔

حق نیکنامی۔ قول سر زنگین[1] **دفعہ ۱۲۹** کسی شخص کی عزت کا بھی ایک ایسا حق ہے جو اسی عنوان میں داخل ہے۔ اس سے اُس جماعت انتظامی میں جسکا وہ رکن ہو اوسکی اخلاقی قدر و منزلت ظاہر ہوتی ہے اور وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اوس جماعت کا ہر شخص اوسکا

[1] ترجمہ اصول قانون سر زنگین صفحہ (۱۹۱)

لحاظ رکھے۔

مثل حقوق متعلقہ حفاظت ذاتی ۔ آزادی عمل ۔ حق نیکنامی تمام اشخاص کو حاصل ہے اور تمام اشخاص کے مقابلہ میں نافذ کیا جاسکتا ہے ۔ لیکن مثل دیگر حقوق کے وہ بھی ہر شخص کی ذات خاص سے متعلق ہے ۔ اور شخص حقدار کی وفات کیساتھ ہی وہ بھی ساقط ہوجاتا ہے ۔

مثال

ایسا بیان جسکے ذریعہ سے کسی شخص کی نسبت کوئی اتہام لگایا جائے جسکی وجہ سے اوسکی تحقیر یا تضحیک ہو یا لوگ اوسکو نفرت کی نگاہ سے دیکھیں یا جو اوسکے عہدہ یا پیشہ کی نسبت کیا جائے جسکی وجہ سے اوسکو اوس عہدہ یا پیشہ کے متعلق نقصان پہونچے اوس شخص کے ازالہ حیثیت عرفی کا باعث ہوگا ۔

چنانچہ دفعہ (۴۲۵) مجموعہ تعزیرات ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۵) ۱۳۲۴ف ہم مضمون دفعہ (۴۹۹) تعزیرات ہند میں ازالہ حیثیت عرفی کی یہ تعریف کیگئی ہے کہ تقریراً یا تحریراً یا اشارۃً یا کسی قسم کے نقوش کے ذریعہ سے کسی شخص کی نسبت کوئی امر اس نیت سے مشتہر کرنا کہ اوسکی نیکنامی کو نقصان پہونچے یا یہ جانکر یا باور کرنے کی وجہ رکھکر کہ اوس سے اوسکی نیکنامی کو نقصان پہونچیگا بجز صور تہائے ذیل کے اوسکی ازالہ حیثیت عرفی کرنا کہلائیگا ۔

توضیح

(۱) کسی شخص متوفی کی نسبت کسی امر کا اس نیت سے مشتہر کرنا کہ اوسکے اہل وعیال یا اور قریب کے رشتہ داروں کو رنج پہونچے ازالہ حیثیت عرفی ہوسکتا ہے ۔
بشرطیکہ اوس امر سے اوسکی زندگی میں اوسکی نیکنامی کو نقصان پہونچتا ۔

(۲) کسی امر سے کسی کی نیکنامی کو نقصان پہونچنا صرف اوسی حالت میں کہا جائیگا جب

صراحتاً یا کنایتاً اور لوگوں کی نظروں میں اوس شخص کے اخلاقی یا دماغی عادات یا صفات کے بلحاظ
اوسکی ذات یا پیشہ کے اوسکی حیثیت عرفی کی یا اوسکی معتبری کی خفت کا پایہ یا در کیئے جانیکا باعث
ہو کہ اوس شخص کا جسم ایک مکروہ حالت یا ایسی حالت میں ہے جو عام طور پر شرمناک خیال کیجاتی ہے

مستثنیات

(۱) کسی شخص کی نسبت کسی سچ امر کا مشتہر کرنا ازالہ حیثیت عرفی نہ ہوگا۔ اگر اوسکے مشتہر کیئے جانے میں عامہ خلائق کا فائدہ متصور ہو۔

(۲) کسی سرکاری ملازم کے طریق عمل کی نسبت جو اوسکے فرائض منصبی کی انجام دہی میں ظاہر ہو کسی رائے کا نیک نیتی سے ظاہر کرنا ازالہ حیثیت عرفی نہ ہوگا۔

(۳) کسی شخص کے طریق عمل کی نسبت جو عامہ خلائق کے کسی معاملہ سے متعلق ہو کسی رائے کا نیک نیتی سے ظاہر کرنا ازالہ حیثیت عرفی نہ ہوگا۔

(۴) عدالت کی کسی کارروائی یا کارروائی کے نتیجہ کی ایسی کیفیت مشتہر کرنا جو دراصل سچ ہو ازالہ حیثیت عرفی نہ ہوگا۔

(۵) عدالت کے کسی فیصلہ کے نسبت کسی رائے کا جو واقعات مقدمہ پر مبنی ہو نیک نیتی سے ظاہر کرنا ازالہ حیثیت عرفی نہ ہوگا۔ اور نہ کسی مقدمہ کے کسی فریق یا گواہ یا کارندہ کے اوس مقدمہ میں طریق عمل کی نسبت کسی رائے کا نیک نیتی سے ظاہر کرنا ازالہ حیثیت عرفی ہوگا۔

(۶) کسی ایسے عمل کے حسن و قبح کی نسبت جو عامہ خلائق کی رائے پر صراحتاً یا عمداً احوالہ کسی رائے کا نیک نیتی سے ظاہر کرنا ازالہ حیثیت عرفی نہ ہوگا۔

(۷) کسی شخص کا کسی ایسے شخص کو جس پر وہ کسی قسم کا جائز اقتدار رکھتا ہو۔ نیک نیتی سے

اوسکے طریق عمل کی بابتہ ایسے امور کی نسبت جن سے وہ اقتدار متعلق ہو سرزنش کرنا ازالہ حیثیت عرفی نہ ہوگا۔

(۸) کسی شخص کا کسی دوسرے شخص کی نسبت ایسے شخص سے نیک نیتی سے شکایت کرنا جو اوس دوسرے شخص پر بناء شکایت کے متعلق کسی قسم کا جائز اقتدار رکھتا ہو ازالۂ حیثیت عرفی نہ ہوگا۔

(۹) کسی شخص کے رویہ کی نسبت اپنے یا کسی اور شخص کے حقوق کی حفاظت یا عامۂ خلائق کے فائدہ کے لئے نیک نیتی سے الزام لگانا ازالہ حیثیت عرفی نہ ہوگا۔

(۱۰) جب کوئی شخص نیک نیتی سے کسی دوسرے کو کسی اور شخص سے احتیاط رکھنے کی ہدایت کرے تو وہ ازالہ حیثیت عرفی نہ ہوگا۔ بشرطیکہ ایسی ہدایت اوس دوسرے شخص یا کسی اور شخص کے جو اوس سے تعلق رکھتا ہو یا عامۂ خلائق کے فائدہ کیلئے مقصود ہو اور دفعہ (۴۲۶) مجموعہ تعزیرات ممالک محروسہ سرکار عالی ہم مضمون دفعہ (۵۰۰) تعزیرات ہند میں محکوم ہے کہ کوئی شخص جو ازالۂ حیثیت عرفی کا ارتکاب کرے اوسکو قید بلا مشقت کی سزا دیجائیگی جسکی میعاد دو سال تک ہوگی۔ یا جرمانہ کی۔ یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

حقوقِ محصلہ

محولہ دفعہ (۱۲۳) قانون ہذا

استحصال حقوق فطرتی کی عام قابلیت ہر شخص کو فطرتاً حاصل ہے۔ قول سر ژنگین[۱]	دفعہ ۱۳۰	استحصال حقوق اصلی کی عام قابلیت ایکدوسرا حق منجملہ حقوق فطرتی کے ہے۔

[۱] ترجمہ اصول قانون سر ژنگین صفحہ (۱۹۵)

جنکی نسبت اب یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ تمام دول متمدنہ میں ہر شخص کو فطرتاً حاصل ہے
اس قابلیت سے یہ مراد ہے کہ قانون کی نظر میں جملہ اشخاص بلا تفریق وتمیز۔ اوسکے عام
احکام سے مستفید ہونیکے مستحق اور سب مساوی طور پر احکام مذکور کے تابع ہیں لیکن

استثناء

اس سے یہ قطعی اور غیر مشروط مساوات مراد نہیں ہے جس سے جماعت انسانی کے جملہ طبقات
میں کسی قسم کا امتیاز باقی نہ رہے اور سب لوگوں کی حیثیت مساوی ہو۔
اسمیں شک نہیں کہ یہ غیر ممکن الحصول مساوات۔ فرینچ ریوزلیوشن۔ فرانس کے انقلاب
عظیم کا نتیجہ تھے جسپکار عایاء فرانس کو فخر تھا۔ لیکن ایسا نتیجہ جو کسی ریاست کی بیخ وبنیاد
ہی کو منہدم کر دے قوانین قدرت کے لحاظ سے دواماً قائم نہیں رہ سکتا۔ گو زمانہ حال میں
فرانس کی سلطنت جمہوری ہے تاہم وہاں امتیازات کو تسلیم کرتی ہے جو تعلیم وتربیت اور
دولت ومرتبت کسی شخص کو عطا کرتی ہیں۔ اور جو ہر ریاست میں جہاں ضوابط کا نفاذ ہو
اور جہاں حقوق کی جبراً تعمیل کرائی جاتی ہو بالضرور جاری رہینگے۔

استحصال حقوق کی قابلیت کا محدود ہونا اور موت مجازی کا اثر۔ قول سرٹیننگن سے[۱]	دفعہ ۱۳۱

دفعہ (۱۱۷) باب نہم فصل ہذا حقوق
غیر معمولی وغیر معتدل کے بموجب ہر شخص کی استحصال حقوق
کی قابلیت متعدد طریقوں سے بلحاظ اوسکی عمر اور بہ باعث اوسکے از قسم مذکور دو اُنات ہونے
اور باعتبار اُسکے حالات ذہنی کے محدود ہو جاتی ہے۔ نیز وہ اس قابلیت سے بوجہ بعض
سزاؤں کے یا بوجہ کسی فرقہ مذہبی میں داخل ہو کر تارک الدنیا ہونیکے محروم ہو جاتا ہے۔

---

[۱] ترجمہ اصول قانون سرٹیننگن صفحہ (۱۹۶)

موت مجازی

(۱) قانون روما کے بموجب حقوق آزادی اور حقوق رعایا سے محروم ہونا بمنزلہ موت سمجھا جاتا ہے۔

(۲) فرانس کے مجموعہ دیوانی کے مطابق وہ اشخاص جنکو سزائے موت یا بعض دوسری سزائیں مثلاً مشقت تعزیری بر جہاز بحالت حبس دوام۔ اور اخراج بلد۔ دیجائیں قانوناً مردہ اور آئندہ کیلئے تمام حقوق دیوانی سے محروم تصور کیجاتے ہیں۔ اونکی تمام جائداد بفور اس قسم کی سزا پانے کے اونکے ورثا کو بغیر کسی وصیت کے منتقل ہوجاتی ہے اور اونکی موت مجازی کے زمانہ میں وہ جو کچھ حاصل کریں وہ سب بوقت اونکی طبعی موت کے سرکار میں داخل ہوجاتا ہے۔ اوس زمانہ میں وہ کسی قسم کے عطیات نہ حاصل کرسکتے ہیں نہ دے سکتے ہیں۔ نہ وہ ازدواج جائز کرسکتے ہیں۔ اور اونکا موجودہ ازدواج تمام معاملات دیوانی کے متعلق فسخ ہوجاتا ہے اسیطرح

(۳) اگرچہ کہ قانون انگلستان میں موت مجازی کا وجود پایا نہیں جاتا اور کسی شخص کے کسی فرقہ مذہبی میں جسمیں حقوق ملکیت تسلیم نہیں کئے جاتے داخل ہوجانے سے وہ اون حقوق سے جنکا وہ بصورت دیگر مستحق ہوتا محروم نہیں ہوتا لیکن

(۴) ہندوستان کی حالت مختلف ہے۔ یہاں اگر کوئی شخص تارک الدنیا ہو جائے اور مذہبی کسی جماعت یا فرقہ رہبانیہ میں داخل ہوجائے تو وہ قانوناً فوت اور جملہ حقوق وراثت سے محروم ہوجاتا ہے۔

پنجاب کی عدالتوں نے یہ اصول فرقہ اُداسی کے سادھوں سے متعلق کیا ہے۔ مِنو نے مفصلہ ذیل اشخاص کو محروم الارث قرار دیا ہے۔

(۱) عنین (۲) وہ شخص جو ذات سے خارج کیا گیا ہو۔ (۳) پیدائشی اندھا۔ (۴) پیدائشی بہرا (۵) گونگا (۶) وہ شخص جو نر اندری ہو یعنے جسکے دس اندریوں میں سے کوئی ایک اندری نہ ہو (۷) فاتر العقل یا مجنون (۸) وہ شخص جو کسی ناقابل علاج مرض میں مبتلا ہو مثلاً جذام۔ ملاحظہ ہو دفعہ (۲۴۳) اصول دہرم شاستر مولفہ رائے بجناتھ صاحب یم۔ اے۔ یل یل۔ بی چنانچہ۔

نظیر مندرجہ ایین وکن جلد (۴) سنہ ۱۳۱۰ف صفحہ (۵۰۸) بجانام نالکوس ہائیکورٹ سرکار عالی سے طے ہوا ہے کہ اگر شوہر ذات سے خارج رہے تو وہ طلب نفقہ کی ڈگری کا اجرا نہیں کرا سکتا۔ اور

نظیر مندرجہ آئین دکن جلد (۷) سنہ ۱۳۰۹ف صفحہ (۱۶۸) میر داو علیخاں بنام رام نارائن میں یہ طے فرمایا گیا ہے کہ جبکہ ایک ہندو شخص نے اسلام قبول کر لیا اور بحالت مسلم ہونے کے فوت ہوا تو اوسکے قرابتداران ہنود کو اوسکی وراثت کا حق نہیں ہے۔ اور

نظیر مندرجہ فیصلہ جات عدالت العالیہ جلد (۳) سنہ ۱۲۹۷ف صفحہ (۸۸) رامیشر راو بنام غلام غوث خان میں یہ طے فرمایا گیا ہے کہ اگر جائداد پانیکے بعد کوئی شخص اپنا مذہب تبدیل کرے تو یہ تبدیل اسکی مقتضی نہیں ہے کہ وہ جائداد سے محروم کر دیا جائے۔

دفعہ ۱۳۲

حقوق محصلہ کی حفاظت۔ قول سرٹننگٹن[۱] بلحاظ تعریف دفعہ (۶۲)، ۶۳ باب ہفتم مجموعہ ہذا۔ لفظ شخص سے جو تصور پیدا ہوتا ہے اوسکے ساتھ یہ حق محصلہ صراحتاً وابستہ اور شخص مذکور کے تشخص سے جدا نہیں ہو سکتا بلحاظ ہونے حقوق محصلہ کے وہ اُن حقوق سے مختلف ہیں۔ جو فطرتی سمجھے جاتے ہیں۔ لیکن ایسے حقوق کی حفاظت ہی فی نفسہ ایک حق فطرتی ہے۔ انسان من حیث الادراک ایک ایسی ہستی ہے جو فعال زندگی بسر کرنیکے لئے

---

[۱] ترجمہ اصول قانون سرٹننگٹن صفحہ (۲۰۰)

پیدا انگیخی ہے اور اکتساب حقوق کیلئے اوسکی قوت فاعلی کا محرک ہیں آنا ایک ترقی کرنیوالی تمدنی زندگی کا محض ایک قدرتی نشو و نما ہے۔ لہذا یہ قوت فاعلی اس قبیل کی ہے کہ اسکی حفاظت قانون کو لازمی طور پر کرنی چاہئے ورنہ گروہ انسانی کی تمام بنیادیں منہدم ہو جائینگی جنکی تمثیلات دفعہ (۱۳۳) و (۱۳۴) و (۱۳۵) باب ہذا سے ظاہر ہونگی۔

دفعہ ۱۳۳ پیشہ ذاتی۔ قول سرٹینگیس[۱] ہر شخص کو یہ حق ہے کہ اوسکا کام یا پیشہ کی انجام دہی ہیں جس سے کہ وہ اپنی زندگی بسر کرتا ہے کوئی شخص اسکا مزاحم نہ ہو۔ بشرطیکہ وہ کام یا پیشہ خلاف اخلاق یا خلاف قانون نہ ہو۔ اور اگر کوئی شخص اس حق کی خلاف ورزی خباثت سے یا باستعمال جبر کرے تو اوسپر نالش ہو سکتی ہے۔

مثال

(۱) اگر کوئی شخص تشدد جسمانی کی سخت دہمکیوں کے ذریعہ سے اپنا پیشہ یا کام ترک کردینے پر مجبور کیا جائے تو یہ ایک صورت جبر حسب مفہوم قانون ہوگی جس سے شخص مذکور کو کافی وجہ اوس شخص پر نالش ہرجہ کرنیکے لئے ملے گی جس نے دہمکی کا استعمال کیا ملاحظہ ہو تعریف جبر دفعہ (۱۵) قانون معاہدہ ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۶) ۱۳۱۶ف ہم مضمون دفعہ (۱۵) ایکٹ نمبر (۹) ۱۸۷۲ء قانون معاہدہ ہند و ملاحظہ ہو دفعہ (۲۸۹) مجموعہ تعزیرات ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۵) ۱۳۲۴ف۔ ہم مضمون دفعہ (۳۴۹) تعزیرات ہند۔

(۲) قانون ہمیشہ اس بات کا ہر وقت خیال رکھتا ہے کہ جائداد کی حقیت میں مزاحمت نہ ہوا کرے بلحاظ اسکے کسی شخص کو اوس وقت تک انتظار کرنے پر قانون مجبور

---

[۱] ترجمہ اصول قانون سرٹینگیس صفحہ (۲۰۱)

نہیں کریگا جبتک کہ وہ جائداد سے فی الحقیقت خارج یا جبراً بیدخل نہ کردیا جائے۔ اسلئے اگر کسی حیثیت یا حق کی بابت اوسکے استحقاق سے کوئی شخص انکار کرے تو وہ استقرار حق کی نالش کرکے فوراً چارہ جوئی کرنیکا مستحق ہے۔ ملاحظہ ہو قانون دادرسی خاص ممالک محروسہ سرکار عالی۔

پیشہ خلاف اخلاق۔ قول سرٹیننگن[۱] | **دفعہ ۱۳۴** اگر وہ کام یا پیشہ خلاف اخلاق ہو مثلاً فعل شنیعہ تو قانون کوئی ایسی کارروائی نہیں کریگا جس سے اوسکا جواز تسلیم کیا جائے۔ بلکہ قانون اوس سے بھی آگے بڑھکر نابالغوں کی حفاظت کریگا۔ جیسے دفعہ (۳۰۸) تعزیرات ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۵) ۱۳۲۴ف ہم مضمون دفعہ (۲۷۲) تعزیرات ہند میں حکم ہے کہ کوئی شخص جو کسی لڑکی کو جسکی عمر (۱۶) سال سے کم ہو بیچے یا اجرت پر چلائے یا اور طور پر اپنے قبضہ سے علحدہ کرے اس نیت سے کہ وہ لڑکی کسی فعل شنیعہ کیلئے یا کسی ناجائز اور خلاف اخلاق غرض کیلئے کام میں لائیجائے یا یہ جان کرکہ اس امر کا احتمال کہ وہ لڑکی کسی ایسی غرض کیلئے کام میں لائی جائیگی۔ اوسکو دس سال قید کی سزا دیجائیگی۔ اور اوسپر جرمانہ بھی ہوسکیگا۔ اسیطرح بروی دفعہ (۳۰۹) مجموعہ مذکور ہم مضمون دفعہ (۲۷۳) تعزیرات ہند خریدنے یا اور طور پر اپنے قبضہ میں لینے والے شخص کو بھی دس سال قید اور جرمانہ کی سزا مقرر ہے **لیکن**

استثناء۔ اس امر کی احتیاط بالخصوص ہندوستان میں ضرور ہے کہ یہ قاعدہ جسکی رو سے ایسے پیشے جو خلاف اخلاق ہیں اور وہ ناجائز قرار دئے گئے ہیں اون دوسرے پیشوں سے متعلق نہ کیا جائے۔

[۱] ترجمہ اصول قانون سرٹیننگن صفحہ (۲۰۳)

مثلاً پیشہ رقاصہ جسمیں فعل شنیعہ نہ شرط نفس الامری ہے نہ نتیجہ لازمی بلکہ محض ایک امر اتفاقی ہے جو معاشرتی اثرات کیوجہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ بلحاظ اسکے ایک قاصہ کا ایک لڑکی کو بطور دختر متبنّٰی لینا عدالتہائے دیوانی میں قابل تسلیم ہے جس صورتمیں دختر متبنّٰی کو حقوق وراثت حاصل ہونگے۔

نوٹ یہ پیشہ شرعاً قطعاً ناجائز اور بروئے رسم و رواج نوچی اپنی بائجی کی وارث قرار پاسکتی ہے۔ لیکن عدالت سرکار عالی میں وارث شرعی کے مقابلہ میں رسم و رواج کو ترجیح نہیں دیگئی ہے۔

چنانچہ نظیر مندرجہ آئین دکن جلد (۱۲) سنہ ۱۳۱۴ف صفحہ (۱۴) سرداربی بنام پیاروجی میں یہ طے فرمایا گیا ہے رواج خلاف شرع۔ احکام شرع پر مقدم نہیں ہے۔ اسلئے رقاصہ کی وارث اوسکی بیٹی ہوگی نہ کہ نوچی۔

دفعہ ۱۳۵ | پیشہ وکالت و پیشہ طبابت۔ قول سر ٹرنگین[1] بعض ایسے علمی پیشے ہوتے ہیں۔

مثلاً پیشہ بیارسٹری و پیشہ طبی جنکی نسبت ایک مفروضہ قانونی کی بناء پر یہ تصور کیا جاتا ہے کہ وہ بغیر کسی نفع حاصل کرنے کی غرض کے اختیار کئے جاتے ہیں۔ اسی بناء پر

پیشہ وکالت | بروئے قانون انگلستان و ہندوستان باتباع قانون روما کوئی بیارسٹر یا وکیل اپنے خدمات متعلقہ پیشہ کے معاوضہ میں محنتانہ پانیکے لئے معاہدہ کرنیکا مجاز نہیں ہے اور نہ اوسپر کسی ایسے معاملہ کی بابتہ جس میں وکیل اور موکل کا تعلق موجود ہو نالش ہوسکتی ہے۔ لیکن کسی دوسرے کام کی بابتہ جو بیارسٹر نے انجام دیا ہو اوسکی حالت وہی ہوگی جو دوسرے عام اشخاص کی ہے۔

توضیح ۔ بیارسٹر کے محرر کی فیس بھی محض نذرانہ ہے جسکے لئے وہ قانوناً دعویٰ نہیں کرسکتا۔

اسی اصول کے مدنظر حسب دفعہ (۲۰) قانون وکلاء ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۶) سنہ ۱۳۱۸ف و ترمیمہ نشان (۷) سنہ ۱۳۲۹ف و نشان (۱۳) سنہ ۱۳۳۰ف ہر وکیل کو اختیار ہوگا کہ موکل کیساتھ جس تعداد محنتانہ کا چاہے معاہدہ کرے لیکن ایسے معاہدہ کی بناء پر کوئی دعویٰ نہ کیا جاسکیگا بجز

---

[1] ترجمہ اصول قانون سر ٹرنگین صفحہ (۲۰۳)

اسکے کہ وہ معاہدہ تحریری ہوکر بعد دستخط تاریخ دستخط سے تیس روز کے اندر اوس عدالت میں داخل کیا گیا ہو جسمیں کوئی جزو اوس خدمت کا جسکی بابتہ وہ قرار ہوا انجام دیا جائے یا انجام دیا جانیوالا ہو اور ایسی صورتمیں وکیل مجاز نہ ہوگا کہ اوس قرارداد کے علاوہ موکل پر محنتانہ کی بابتہ کسی شئے کا دعویٰ کرے۔

بروے دفعہ (۲۱) قانون مذکور جب کوئی دعویٰ عدالت میں ایسے معاہدہ کی بنا پر رجوع کیا جائے اور اوسکا معقول و مناسب ہونا نہ پایا جائے تو عدالت مجاز ہوگی کہ اوسکو کالعدم قرار دے یا اوسکی رو سے جو رقم واجب الادا ہو اوسمیں تخفیف کرے۔

ایکمقدمہ میں تجویز ہوئی کہ دعویٰ محنتانہ بربناء دستاویز ہو کر دستاویز ثابت ہو نیکی صورتمیں بھی محنت و وکالت کا بدل قانونی محنتانہ دلایا جائے [۱]

دفعہ مذکور کی توضیح اول یہ ہے کہ اگر محنتانہ کامیابی پر مشروط کیا گیا ہو تو معاہدہ معقول اور مناسب نہ خیال کیا جائیگا بجز اسکے کہ عدالت تجویز کرے کہ ایسی قرارداد کے بغیر جس فریق نے معاہدہ کیا وہ اپنے مقدمہ کو بادی النظر میں نہ چلا سکتا تھا۔

مقدمات مفلسی میں اکثر یہ شرط جائز رکھی جاتی ہے [۲]

ایکمقدمہ میں تجویز ہوئی کہ گو محنتانہ ایک خاص مقدار میں ایک خاص شرط کی پوری ہونیکی صورتمیں دینے کا وعدہ ہوا اور شرط مذکور پوری نہ ہوئی ہو تاہم وکیل نے جو کام کیا ہے اوسکی بابتہ وہ قانونی محنتانہ پانیکا مستحق ہے [۳]

دفعہ مذکور کی توضیح دوم یہ ہے کہ کوئی معاہدہ معقول اور مناسب نہ سمجھا جائیگا جسمیں شئے متنازعہ کا کوئی جزو وکیل کو دینے کی یا جائداد متنازعہ کے (۵) فیصدی مالیت سے زیادہ رقم کی

---

[۱] متروب بیگم بنام شنکر راو آئین دکن جلد (۴) صفحہ (۵۷) و مقنن دکن جلد (۱) صفحہ (۶۸۲) ۱۳۵۵ف اجلاس کامل [۲] انما۔ بنام کشنیا تشریح القوانین جلد (۱) ۱۳۱۰ف (۳۸۶) و محمد زماں خاں بنام میر آصف علی مجموعہ فیصلہ جات عدالت العالیہ جلد (۱۰) صفحہ (۹) و مخزن القوانین جلد (۱) صفحہ (۲۸۸) ۱۳۰۱ف [۳] رام رتن بنام جواہر لال مخزن الحکم جلد (۱۷) ۱۳۱۹ف صفحہ (۱۳۸)

ادا کرینگی قرارداد ہوئی ہو۔

الیکمقدمہ میں بصورت کامیابی مدعی اپنے وکیل کو ایک ثلث حصۂ جائداد متدعویہ سے دینے کا اقرار تھا تجویز ہوئی کہ معاہدۂ مذکور کالعدم ہے [1]۔

الیکمقدمہ میں تجویز ہوئی کہ خلاف مصلحت عامہ کوئی وکیل موکل سے اس جائداد کے متعلق جسکی نسبت وہ پیروی کرتا ہے معاملہ نہیں کرسکتا [2]۔

الیکمقدمہ میں تجویز ہوئی کہ ایسا معاہدہ جسکا ایفاء رسوم وسیکھی سے قرار پائے موثر عطیات سلطانی ہے اسلئے بے اثر و ناقابل تعمیل ہے [3]۔

بروئے دفعہ (۲۲) قانون مذکور اگر ایسے معاہدہ میں یہ شرط ہو کہ وکیل اپنی کسی غفلت کا ذمہ دار نہ ہوگا۔ باکسی ایسی ذمہ داری سے محفوظ رہیگا جو بصورت معاہدہ نہ ہونیکے اوسپر بحیثیت وکیل عائد ہوتی ہے تو وہ شرط کالعدم ہوگی۔

اسدفعہ کی رو سے وکیل کسی صورت اپنی ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہوسکتا بلکہ وکیل کیجانب سے عمداً غفلت ہو تو اوسپر حرجہ کی نالش ہوسکتی ہے [4]۔

اگر کسی وجہ سے وکیل مستعفی ہونا چاہے تو اوسکی باضابطہ اطلاع فریق کو دینی لازمی ہے بغیر استعفاء پیروی سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ ایک مقدمہ میں تجویز ہوئی کہ وکیل نے قبل تاریخ پیشی استعفاء داخل نہیں کیا اور پیروی کرنیسے بوقت پیشی مقدمہ باوصف دستخط اطلاعیابی انکار کیا جس سے مقدمہ بعدم پیروی خارج ہوا اسلئے سررشتۂ انتظامی سے وکیل کا جواب لیا جاوے [5]۔

---

[1] کوٹ کشٹیا بنام لنگیا آئین دکن جلد (۱۶) صفحہ (۲۷) دکن لا رپورٹ جلد اول صفحہ (۱۴۴) ۱۳۲۰ف [2] منا بائی بنام نارائن راؤ آئین دکن جلد (۱۷) ۱۳۱۹ف صفحہ (۲۰۰) [3] یلار جیبیر راؤ بنام سرنیواس راؤ دکن لا رپورٹ جلد اول صفحہ (۴۰) دآئین دکن جلد (۱۸) صفحہ (۳۰۸) ۱۳۲۰ف [4] حیدر علیخان بنام محمد خان مجموعۂ فیصلہ جات عدالت العالیہ جلد (۳) صفحہ (۱۶۶) ومقنن دکن جلد (۳) صفحہ (۱۷۵) ۱۲۹۶ف [5] شیخ محبوب بنام محمد نبی تشریح القوانین جلد اول صفحہ (۲۷۸) ومقنن دکن جلد (۱۶) صفحہ (۲۵۱) ۱۳۱۰ف۔

بروے دفعہ (۳۴۲) قانون مذکور اگر باہم وکیل او موکل کے کوئی معاہدہ حسب دفعہ (۲۱) ہوا ہو یا حسب دفعہ (۲۲) کالعدم قرار پایا ہو تو اگر بذریعہ وکالت نامہ واحد ایک یا چند وکیل ہوں تو وہ صرف محنتانہ قانونی پاسکیں گے جو از روے قواعد مرتبہ حسب دفعہ (۲۴۳) معین کیا جاے۔

ایک مقدمہ میں یہ تجویز ہوئی کہ جب مدعی کیساتھ وکالت نامہ میں اور وکلا بھی شریک تھے تو مدعی صرف بقدر حصہ رسدی محنتانہ پانیکا مستحق ہے۔ نہ کہ کل زر محنتانہ مقررہ۔ البتہ جس مقدمہ میں مدعی تنہا وکیل تھا وہیں تنہا محنتانہ مقررہ پائیگا۔[1]

ایک نالش ہرجہ میں جو ایک مقدمہ فوجداری کی بابتہ تھی تجویز ہوئی کہ کوئی وکیل تین ملزمین سے وہ محنتانہ قبول نہیں کرسکتا۔ جو ایک ملزم سے قبول کرتا ہے۔ کسی ایک مقدمہ میں پیروی کیلئے تین وکیلوں کے تقرر کی ضرورت نہیں ہے۔[2]

ایک مقدمہ میں مدعی علیہ نے قبول حوالہ محنتانہ دوسرے شخص کی بنیاد پر ایک وکیل نے دعوے کیا تجویز ہوئی کہ مدعی علیہ کے رقعہ سے معلوم ہوا کہ کل محنتانہ کے ادا کا حوالہ بشرط کامیابی و قبضہ جائداد کے تھا۔ پوری کامیابی و قبضہ ثابت نہیں ہوا اسلئے دعوی مدعی جزا ڈگری کیا گیا۔[3]

جبکہ وکالت نامہ عدالت میں داخل ہوجانیکے بعد بلا وجہ اور بغیر کسی قصور کے وکیل کو وکالت سے معزول کرے تو وہ شخص پورے محنتانہ کا ذمہ دار ہوگا۔ اگر کوئی خاص محنتانہ طے نہ ہوا ہو تو محنتانہ قانونی پانیکا وکیل مستحق ہوگا کیونکہ جب کوئی شخص بلا کسی معاہدہ صریح کے کسی وکیل کو مقرر کرے تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ اوس نے قانونی محنتانہ پر وکیل مقرر کیا۔[4]

---

[1] حضور نظام جنگ بہادر بنام حسن علی آئین دکن جلد (۲) صفحہ (۳۳۸) و مخزن جلد (۴) صفحہ (۱۷۰) و مقنن دکن جلد (۱۰) صفحہ (۳۲۴) ۱۳۰۴ف [2] راعراد بنام کشو۔ آئین دکن جلد (۱۵) ۱۳۱۷ف صفحہ (۲۱۵) [3] محمد عبدالرحیم بنام محمد کمال خان مقنن دکن جلد (۳) ۱۳۰۷ف صفحہ (۷۷۸) [4] میر صاحب علی بنام محمد اعظم علیخان آئین دکن جلد (۱۲) ۱۳۱۴ف صفحہ (۲) اجلاس کامل۔

کوئی وکیل با ضابطہ کسی مقدمہ کی پیروی سے محض فریق ثانی کی اس درخواست پر کہ وہ وکیل اوس سے اختلاف اور عداوت رکھتا ہے معزول نہیں کیا جا سکتا۔[1]

جو مال بحیثیت وکالت کسی وکیل نے عدالت سے حاصل کیا ہو۔ وہ وکیل کے قبضہ میں بحیثیت امین نہیں بلکہ بحیثیت گماشتہ کے ہوتا ہے اوسکے دلاپانیکی نالش ہو سکتی ہے۔[2]

بروے دفعہ (۱۶) قانون مذکور کوئی وکیل پیشہ وکالت کی انجام دہی میں کسی عمل فریبانہ یا بداطواری فاحش کا مرتکب ہو یا اور کوئی وجہ معقول ہو۔ یا کوئی کام پیشہ وکالت کا ایسے شخص کی معرفت قبول کرے جو دلال مشتہر ہو۔ یا منجملہ اوس روپیہ کے جو کسی وکیل کو اوسکام کے عوض ادا کیا گیا ہو۔ یا واجب الادا ہو پیشہ وکالت کا کام بہم پہونچانیکی وعدہ کیلئے کوئی رقم دینے یا رضامند ہو یا دینے کی تحریک کرے یا جو اون سے کسی فعل کے ذریعہ سے کسی شخص کو اس امر کی ترغیب دے کہ وہ ایسا کام بہم پہونچائے یا جس شخص کی جانب سے وکالت پر تقرر ہوا ہو اوسکے یا اوسکے مختار مجاز یا ملازم یا قرابتدار یا دوست یا کسی وکیل کے سوائے شخص مذکور کی طرف سے اوس مقدمہ میں کسی عدالت میں پیروی کر چکا ہو کسی مقدمہ کے واقعات کی بابتہ ہدایت حاصل کرے۔ یا ایسے افعال کا جس سے عدالت کی تحقیر یا عدالت کے کام میں ہرج ہو باوجود ممانعت صریح عدالت کے کرے۔ یا باوجود ممانعت مجلس عالیہ عدالت کسی ایسے پیشہ کی انجام دہی میں مصروف رہے یا ایسی ملازمت کرے جو باعث اہانت پیشہ یا مخل کار وکالت ہو تو مستوجب سزا ہوگا۔ اور مجلس عالیہ عدالت کو با جلاس انتظامی اختیار ہوگا کہ اوسکو تنبیہ کرے یا بطور سزا کسی میعاد تک جو چودہ سال سے زیادہ نہ ہو معطل کرے یا معزول کرے

[1] سید خواجہ پادشاہ بنام سید حسام الدین۔ آئین دکن جلد (۱۳)، ۱۳۱۵ف صفحہ (۲۰۲)، [2] علی بنام متول بی آئین دکن جلد (۷)، صفحہ (۱۹۳)، دستور دکن جلد (۱۵) صفحہ (۴۳۳) ۱۳۰۹ف۔

بروے دفعہ (۱۷) قانون مذکور ہر عدالت ماتحت دو سال تک وکلا کو معطل کر سکتی ہے اور حسب طریقہ ذیل جب معطلی کی سزا کسی اعلیٰ عدالت کی منظوری کے تابع ہو تو تا تصفیہ آخری ہر وکیل کو اپنے سامنے پیروی کرنیسے ممانعت کر سکے گی۔

(۱) وکیل درجہ اول ہو تو سزا دکا نفاذ منظوری مجلس عالیہ عدالت۔

(۲) وکیل درجہ دوم و سوم کی سزا کا اختیار ناظم عدالت ضلع یا تعلقدار ضلع سے کم درجہ کسی عہدہ دار کو نہ رہیگا اور بہ منظوری ناظم یا تعلقدار مذکور سزا کا نفاذ کریگا۔

بروے دفعہ ۲۴ قانون مذکور بصورت معزولی یا معطلی یا بلا حصول سند وکالت کیجائے تو (صما ع) جرمانہ بصورت عدم ادا چھ ماہ قید بلا مشقت اور معزولی یا معطلی پر سند واپس نہ کیجائے تو حسب دفعہ (۲۶) قانون مذکور الا پیہ جرمانہ بصورت عدم ادا تین ماہ قید بلا مشقت کی سزا دیجائیگی۔

بروے دفعہ (۲۵) قانون مذکور جو سزا حسب دفعہ ۲۴ قانون مذکور دیجائے اوسکی ذمہ داری موکل پر نہ ہوگی بروے قواعد وکلاء مجریہ ۳ مردے سنہ ۱۳۳۱ف دفعہ (۲) کوئی وکیل جسنے کسی دعوی یا مرافعہ یا کارروائی میں وکالت نامہ داخل کیا ہو یا معاملہ مذکور کی نسبت کوئی پلیڈنگ مرتب کئے ہوں یا کسی ایسے مقدمہ دعوی یا مرافعہ یا کارروائی کے دوران میں کسی فریق کیجانب سے کام کیا ہو مجاز نہ ہوگا کہ اسدعوے یا مرافعہ یا کارروائی میں یا اوسکے کسی دوسرے جزو میں کسی دوسرے فریق کیجانب سے وکالت قبول کرے جسکے حقوق سابقہ موکل کے مخالف ہوں الا جبکہ فریق نے محض نوٹس دینے کیلیے یا محض مشورہ کیلئے وکیل کیا ہو یا جبکہ عدالت متعلقہ سے خاص اجازت حاصل کیجائے یا فریق مقدمہ میں سے کسیکو عذر نہ ہو۔

بروے دفعہ (۳) قواعد مذکور ہر ایک مقدمہ میں خواہ اون میں کوئی باہم تعلق ہو

یا نہ ہو علیحدہ وکالت نامہ ضرور ہے۔

بروے دفعہ (۴) قواعد مذکور اگر کسی وکیل کو رقم منجانب موکل وصول کرنیکا اختیار ہے تو لازم ہے کہ اوس وکالت نامہ میں صراحتاً رقم وصول کرنیکی اجازت درج ہو۔

بروے دفعہ (۲۶) قواعد مذکور اگر کوئی شخص بعد حصول سند وکالت بجز وکالت سرکاری کسی دیگر ملازمت سرکاری کو اختیار کرے یا کسی درس گاہ میں مستقل طور پر بغرض تعلیم داخل ہو جائے یا کسی قسم کی تجارت یا کاروبار بلا حصول اجازت کرنے لگے حسب دفعہ (۲۷) قواعد مذکور وہ مستوجب معطلی ہوگا لیکن کسی وکیل کا تقرر ہنگامی طور پر یا مستقلانہ کسی عدالتی عہدہ پر محکمہ سرکار یا مجلس عالیہ عدالت سے ہوا ہو تو صرف ایسی ملازمت کے زمانہ میں شخص مذکور کسی عدالت میں بحیثیت وکالت انجام دینے کا مجاز نہ ہوگا۔

بروے دفعہ (۵) قواعد مذکور جب مقدمہ ابتدائی یا مرافعہ بعد سماعت بحث زیر تنقیح فیصل ہو تو محنتانہ وکلاء مالیت (صمہ) تک فیصدی (صہ) اور (عہ) تک فیصدی (للعہ) اور (صہ) تک فیصدی (سے) اور (لہ) تک فیصدی (عاں) اور اوس سے زائد کیلئے فیصدی (عہ) اور جب ایسے مقدمات ابتدائی یا مرافعہ یکطرفہ بار بنا اقبال یا بعد ادخال ضروری پلیڈنگ بعدم پیروی خارج ہوں حسب حساب صدر اسی ہزار تک علی التسلسل اوسکا نصف محنتانہ محسوب کیا جائیگا مگر صورت اول میں تین ہزار سے زائد اور صورت ثانی میں مالیت اسی ہزار سے زائد ہونیکی صورتمیں (الصماء) سے زائد محنتانہ محسوب نہ کیا جائیگا۔

بروے دفعہ (۶) قواعد مذکور مقدمات ابتدائی میں دست برداری۔ یا قبل جوابدہی یا بعد جوابدہی مگر قبل قیام تنقیحات صلح ہو جائے یا مقدمہ بعدم پیروی قبل ادخال

حجابہ بلیڈنگ یا کسی قسم کے تصفیہ امور نزاعی کے خارج ہو جائے۔ اور مرافعہ متفرق میں یا تجویز ثانی کی سماعت ثانی میں اور دیگر متفرق کارروائیوں میں جنمیں کارروائی تعمیل ڈگری بھی شامل ہوگی محنتانہ وکلاء مالیت (صہ) تک فیصدی (۱۰) اور (عہ) تک فیصدی (۸) (ہ) تک (۴) اور (لہ) تک (۲) اس سے زائد ہو تو مبلغ (ما) سے زائد محنتانہ محسوب نہ ہوگا۔

ہر کارروائی متفرق میں جسکا تصفیہ روئداد پر بعد نزع ہو مجلس عالیہ عدالت میں (عہ) اور عدالتہائے تحت میں (عہ) سے کم نہ ہوگا۔

بروے دفعہ (۷) قواعد مذکورہ مرافعہ میں وہ محنتانہ جسکا ذکر اوپر کیا گیا ہے کسی صورت شرح ذیل سے محنتانہ کم نہ دلایا جائیگا۔

الف ۔ درصورت مرافعہ اولی بہ مجلس عالیہ عدالت بنا راضی ڈگری۔

(۱) فیصلہ بعد سماعت بحث فریقین ہو تو .... صہ

(۲) فیصلہ یکطرفہ یا مرافعہ اٹھا لیا گیا ہو یا قبل سماعت آخری صلح ہو جائے تو (عہ)

ب ۔ درصورت مرافعہ ثانی و ثالث بہ مجلس عالیہ عدالت۔

(۱) فیصلہ بعد سماعت بحث فریقین ہو تو .... (عہ)

(۲) فیصلہ یکطرفہ یا مرافعہ اٹھا لیا گیا ہو یا قبل سماعت آخری صلح ہو جائے تو۔ عہ

ج ۔ درصورت مرافعہ اولی یا ثانی بعدالتہائے ماتحت مجلس عالیہ عدالت بنا راضی ڈگری

(۱) فیصلہ بعد سماعت بحث فریقین ہو تو .... عہ

(۲) فیصلہ یکطرفہ یا مرافعہ اٹھا لیا گیا ہو یا قبل سماعت آخری صلح ہو جائے تو　عہ

د ۔ تتمہ کارروائی متفرق بصیغہ مرافعہ مجلس عالیہ عدالت .... عہ

بروے دفعہ (۸)، قواعد مذکور جبتک سادہ کاغذ پر ایک صداقت نامہ دستخطی وکیل داخل عدالت نہ ہو جائے بجز خاص صورتوں کے کوئی رقم محنتانہ ڈگری یا حکم میں شامل نہ کیجاے گی۔ اگر وہ صداقتنامہ محنتانہ مقررہ سے کم مقدار کی بابتہ ہو تو صرف اسیقدر رقم ڈگری میں محسوب ہو گی جو صداقتنامہ سے ظاہر ہو۔

بروے دفعہ (۹)، قواعد مذکورہ قرارداد محنتانہ کیلئے مالیت متذکرۂ صدر سے مراد وہ مالیت دعویٰ ہو گی جو عرضی دعویٰ یا عرضی مرافعہ میں ظاہر کیگئی ہو اور جب رسوم عدالت لیا گیا ہو تو وہ رقم مراد ہو گی جپر رسوم ادا کیا گیا ہو۔

پیشۂ طبابت | اس پیشہ کے متعلق سرکار عالیمیں قانون طبابت نشان (۱) بابتہ ۱۳۱۲ف نافذ ہے جسکی رو سے جبتک کوئی طبیب درج رجسٹر نہو کسی شخص سے اوسکے علاج کرنیکا کوئی معاوضہ طلب نہ کرسکیگا۔ اور درج رجسٹر وہی طبیب ہو گا جس نے کسی ہندوستانی یا برٹش یونیورسٹی یا کالج یا کسی مدرسہ مقررہ سرکار عالی سے سند ڈاکٹری یا طبابت پائی ہو یا کسی اور ایسے مدرسہ سے جسکی تعلیم کو سرکار مستند قرار دے سند کامیابی حاصل کی ہو یا جسکو مجلس طبابت اوسکی قابلیت اور تجربہ کی شہرت کی بناء پر سند عطا کرے۔ ایسا طبیب کسی کیساتھ معاوضہ علاج کا قرارداد بذریعہ تحریر کرسکیگا لیکن کسی صورت میں معاوضہ ایکہزار روپیہ سے زائد دلایا جائیگا۔ اگر کوئی خاص قرارداد تحریری نہ ہو تو طبیب مریض کے مکان پر جاکر دیکھنے کی فیس اوس شرح سے زیادہ نہ پاسکیگا۔ جو مجلس نے مقرر کی ہو۔ اگر کوئی طبیب جو کوئی دوا بطور کسی اور دوا کے کسی مریض کے استعمال کیلئے دیگا یا کوئی ایسی دوا دیگا جو وہ جانتا یا باور کرنیکی وجہ رکھتا ہو کہ مضر ہو گی یا بگڑ گئی ہے تو اوس طبیب کو تین ماہ قید اور دوسو روپیہ جرمانہ کی سزا دی جائے گی۔ مگر

کسی طبیب کے خلاف کوئی مقدمہ بلا منظوری مجلس طبابت رجوع نہ کیا جاسکیگا اور کوئی ناظم فوجداری

درجۂ اول سے کم ہو مقدمہ کی تجویز نہ کرسکیگا۔ عطاروں کو بھی ادویہ فروخت کرنے کا اجازت نامہ حاصل کرنا اور سالانہ اوس کی تجدید لازمی ہے بصورت خلاف ورزی پچاس روپیہ جرمانہ کی سزا بقیود متذکرۂ صدر دیجاسکیگی۔

حقوق محصلہ کا رفاہ عام کے تابع ہونا۔ قول سرنگن[1] **دفعہ ۱۳۶** اپنے حقوق محصلہ سے امن کیساتھ فائدہ اٹھانیکا حق بھی اوس اعلی تر حق کے تابع ہے جو ریاست سے متعلق ہے اور جسکا تعلقہ یہ ہیکہ

مسئلہ۔ عام خلائق کے فائدہ کیلئے شخص واحد کے حقوق کے اتلاف کو گوارا کرنا چاہئے جبکہ ایسی کوئی ضرورت فی الواقع پیدا ہو۔

ایسی صورتوں سے یہ مسئلہ متعلق ہے۔ کہ

مسئلہ ریاست کی بہبودی اعلی ترین قانون ہے۔

مثال

(۱) اگر کسی شخص کے مکانکو آگ لگے تو وہ مکان اور دوسرا مکان بھی جو آگ سے محفوظ ہو اس غرض سے منہدم کیا جاسکتا ہے کہ دوسرے قیمتی جائداد تک وہ آگ بڑھنے نہ پائے۔ ایسی صورتمیں شخص غیر کی جائداد پر عام اشخاص کو بربناء حقیقی ضرورت شدید کے حق عطا کیا جاتا ہے۔ اسیطرح

(۲) لڑائی کیوقت ہر شخص کی جائداد عام طور پر ریاست کی حمایت یا حفاظت کیلئے لیجاسکتی ہے

(۳) اگر کسی شخص کی ذاتی جائداد کی ضرورت کسی غرض عام کیلئے ہو مثلاً بغرض تعمیر ریلوے یا کسی شہر کے کار فائدہ بخش کیلئے تو بلالحاظ اس امر کے کہ شخص مذکور اوس جائداد کو بہت ہی قیمتی خیال کرتا ہے اور اُسکو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ وہ اس بات پر مجبور کیا جاسکتا ہے کہ وہ معاوضہ قبول کرکے اوس جائداد سے دست بردار ہوجائے۔ درانحالیکہ قانون کا عام قاعدہ یہ ہے کہ

---

[1] ترجمہ اصول قانون سرنگن صفحہ (۲۰۵)

مسئلہ۔ کوئی شخص اپنی جائداد کو واجبی قیمت پر بھی فروخت کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

باب دوازدہم

حق ملکیت

محولہ دفعہ (۱۲۵) قانون ہذا

دفعہ ۱۳۷ میری شے از روئے حق سے کیا مراد ہے۔ قول سر ٹننگن[۱] عام طور پر کسی شے کی نسبت یہ بات اسوقت کہی جاسکتی ہے کہ (یہ شے از روئے حق میری ہے) جبکہ مجھے اس شے سے اسقدر تعلق ہو کہ اگر کوئی شخص بغیر میری رضامندی کے اوس شے کو کام میں لائے تو وہ مجھکو مضرت یا نقصان پہونچائیگا پس اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کسی کے قبضہ یا ذاتی تصرف سے ہر دوسرے شخص کو خارج کرنیکا امکان وہ اصل عنصر ہے جس سے میرا حق اوس شے کے متعلق قائم ہو اپس کنیٹ کا یہ قول بالکل صحیح ہے کہ اگر ایک انسان روئے زمین پر بالکل تنہا ہوتا تو در اصل کوئی بیرونی شے اوسکی ذاتی ملک نہیں ہوسکتی تھی۔ اور نہ وہ ایسی کوئی شے بطور اپنی ذاتی ملک کے حاصل کرسکتا تھا کیونکہ مابین اوسکے اور تمام اشیاء بیرونی کے وجود کا کوئی تعلق ہو نہیں سکتا۔ پس یہی تعلق ہے مابین قابض اور دوسرے اشخاص کے جنکو وہ اوس شے سے خارج کرسکتا ہے جس سے حق کی بنیاد کے لئے شرط ضروری بہم پہونچتی ہے۔

دفعہ ۱۳۸ ملکیت و قبضہ کے حالات تاریخی۔ قول سر ٹننگن[۲] تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ جسطرح انسان کی حالت ابتدائی ایک شکاری زندگی سے ایک چوپان کی زندگی میں اور ایک چوپان کی زندگی سے ایک مزارع کی زندگی میں بدلتی گئی اوسی طرح قانون کا تعلق بتدریج قبضہ

[۱] ترجمہ اصول قانون سر ٹننگن صفحہ (۲۰۷)، [۲] ترجمہ اصول قانون سر ٹننگن صفحہ (۲۳۰)

سے ملکیت تک پہونچا۔

منزل اول جس زمانہ میں انسان شکاری زندگی بسر کرتا تھا اوسوقت اوسکی حاجتیں بہت کم تھیں اور یہ سب اوسکی چستی وچالاکی سے پوری ہوتی تھیں اور جو کچھ ہر روز ملتا تھا وہ اوس روز کی ضرورت کے لحاظ سے اوسی کافی ہوتا تھا جن جانداروں کا خیال وسیقدر رہتا تھا جسقدر کہ ضروریات قدرت اوسکو اوس حق کے عمل میں لانے پر مجبور کرتی تھیں جنگل سے جن حیوانوں کو وہ پکڑتا تھا۔ جو کچھ میوہ اوسے ملتا تھا اون پر قابو قائم رکھنے کیلئے وہ اسوجہ سے مستعد تھا کہ اوسکی زیست اس پر منحصر تھی جبکہ اس قسم کے اشیاء خوراک اوسکی گرفت میں رہتی تھیں اور اون پر اوسکو پورا اختیار تھا تو جسمانی قبضہ کیوجہ سے حق کا کچھ خفیف سا خیال اوسکے ذہن میں پیدا ہوتا گیا جن جانوروںکو وہ مارڈالتا اور گرفتار کرتا تھا یا جو میوہ اوسکو ملتا تھا اون پر چونکہ اوسکو اختیار واقعی تھا اسلئے وہ ان کو اپنی ملک سمجھتا تھا لیکن اس قسم کا ناقص تصور حالت جسمانی کے قیام پر منحصر تھا یعنے اگر یہ حالت معدوم ہوجاتی تو حق کا تصور بھی جو اوس پر منحصر تھا فوراً معدوم ہوجاتا تھا۔ پس اوس زمانہ میں یہ خیال کیا جاتا تھا کہ قبضہ سے حق حاصل ہوتا ہے لیکن ایسی ملکیت کی نسبت کسی قسم کا تصور موجود نہ تھا جس سے ایک ایسے شخص کیحالت ظاہر ہو جسکو کسی شئے کے متعلق حقیقی وقانونی اختیار حاصل ہوتا ہے جو بلالحاظ قبضہ واقعی یا جسمانی وجود پذیر ہوسکتا ہے لیکن

منزل دوم جبکہ شکاری بتدریج شبان بن چلا اور ریوڑ کی پرداخت اور نگہبانی میں مشغول ہونے لگا تو قبضہ کے متعلق اوسکا تصور خودبخود وسیع ہوتا گیا اب وہ سمجھنے لگا کہ کوئی شئے گو فی الواقع اوسکے ہاتھ میں نہ ہوتاہم اوسکے قبضہ میں ہوسکتی ہے ۔ اوسکی بھیڑیں اور بکریاں جنگل یا پہاڑ کے قریب چرتی چرتی کبھی اوسکی نظر سے دور ہوجاتی تھیں مگر چونکہ یہ جانور وحشی حالت میں نہیں تھے اور اوسکو اس امر کا علم تھا کہ وہ اوسکی آواز پر واپس چلے آئیں گے اس لئے

وہ یہ سمجھتا تھا کہ وہ ہنوز اوسیکے قبضہ میں ہیں۔ خواہ اوسکے پاس جمع ہو جائیں خواہ چرنیکے لیئے جائیں۔ بالآخر۔

منزل سوم۔ جبکہ حیوان اپنی شبانی زندگی کے علاوہ ایک مزارع کی طرز معیشت اختیار کرتا ہے یا طرز اول الذکر کو ترک کر کے طرز آخر الذکر اختیار کرتا ہے تو اوس حق کے تصورات میں جو قبضہ سے حاصل ہوتا ہے زیادہ ترقی ہوتی ہے جو اراضی اوسکے قبضہ میں آتی ہے اور جس سے وہ اپنی قوت حاصل کرنے کی امید رکھتا ہے وہ بغیر مشقت کے پیداوار نہیں دیتی اسلئے پہلے اوسکو اراضی پر ہل چلانا اور اوسکے بعد تخم ریزی کرنا پڑتا ہے اور جبکہ ایک زمانہ تک صبر سے انتظار کرنیکے بعد بالآخر تخم اُگنے لگتا ہے تو نگہبانی کی ضرورت واقع ہوتی ہے اور اسوقت تک جاری رہتی ہے جبتک کہ فصل تیار ہو کر پیداوار جمع نہ ہو جائے تردد اور امید کے درمیانی زمانے میں مزارع یہ خیال کرتا ہے کہ اراضی مزروعہ اوسکے قبضہ میں ہے اور سال بسال ہل جوتنے بیج بونے اور فصل درو کرنے کے اسی عمل تکرار سے قبضہ کا تصور اوسکے ذہن میں اسقدر مستحکم ہو جاتا ہے کہ اوسکے اور محض ملکیت کے تصور کے مابین فرق معلوم نہیں ہوتا۔ پس

توضیح

(۱) زمانہ ابتدائی کی طرز معیشت کی تمام منازل پر یعنے خانہ بدوشی کیحالت سے لیکر اوس زمانہ تک کی حالت پر جبکہ مستقل سکونت اختیار کیگئی غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ اس سے پہلے بیان کیا گیا ہے وہ صحیح ہے یعنے یہ کہ ملکیت محض ایک قدرتی نشو و نما ہے اوس حق قبضہ کا جو بیشتر سے موجود تھا۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ یہ تصور قدرتی طور پر پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ انسان کی ترقی کا نتیجہ ہے۔ انسان کی زندگی کی بہت ہی قدیم حالت میں جبکہ

جبکہ لوگ ہنوز شکاری زندگی بسر کرتے تھے حق قبضہ بہت ہی ابتدائی اور ناقص حالت میں تھا
شبانی زندگی میں یہ حق زیادہ وضاحت کیساتھ لوگوں کے ذہن نشین ہو گیا تاہم اکثر اشیاء صرف
اشیاء منقولہ تک محدود تھا مزارع کی زندگی میں حق مذکور کا اطلاق اشیاء غیر منقولہ پر ہوا اور اسقدر
مستحکم اور مستقل ہو گیا کہ آہل ورحق ملکیت میں کوئی امتیاز باقی نہیں رہا۔ تمدن کی اس منزل پر
پہونچکر یہ بات محسوس ہونے لگتی ہے کہ گو غار یا مکان یا قرابین کا استعمال اچھا ہو لیکن ہل کا
استعمال اس سے بہتر ہے بہ نسبت درختوں کی شاخوں کے گو ایک جنگلی کی جھونپڑی میں اچھا
سایہ ملتا ہو لیکن تر من ادر مکان کو اوسپر ترجیح حاصل ہے۔

(۲) اسمیں ذرا بھی شک نہیں کہ ملکیت کی سب سے پہلی شکل جو غار یا جھونپڑی یا شکار پر ذاتی
قبضہ حاصل کرنیکے ابتدائی تصور سے بتدریج نشو و نما پاتی گئی وہ مشترکہ یا خاندانی ملکیت
تھی سطح زمین کیحالت جسقدر ویران اور افتادہ تھی اوسیقدر ضرورت اس امر کی تھی کہ لوگ
آپس میں ملکر اوسکی اصلاح کیلیے کاشتکاری اور مشقت کریں جائداد ہائے مشترکہ کا تصور
زمانہ قدیم کی اقوام خانہ بدوش کی عادات اور خیالات کا نتیجہ لازمی ہے۔ اوس زمانہ میں اقوام
خانہ بدوش کو اپنی قوت لبری کیلئے جنگلوں میں آوارہ پھرنا پڑتا تھا۔ اور اسی وجہ سے جس جگہ
وہ عارضی طور پر سکونت پذیر ہوئیں اوسکا استعمال مشترکاً کرنیکی ضرورت لاحق ہوئی جو عادات
اور خیالات کہ اس طرح پیدا ہوے وہ اوس زمانہ کے بعد بھی موجود ہے جبکہ ایک حد
تک سکونت مستقل اختیار کر لی گئی جس جگہ اسطور پر سکونت اختیار کیجائے اوسکو مشترکاً استعمال
کرنیکی ضرورت اسوجہ سے جاری رہتی ہے کہ اوسکو کماحقہ آپس میں تقسیم کر لینے کی قابلیت
نہیں رہتی اور علی الانفراد بلا شرکت غیری قبضہ حاصل کرنیکے لئے وجوہ تحریک بہت کم اور
اوس سے امن متمتع ہونیکے موانع بکثرت ہوتے ہیں اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جسقدر

ایک جماعت انسانی قدیم ہوگی اسیقدر ملکیت مشترکہ اصول زیادہ یقینی طور پر اوسپر حاوی ہوگا اور انقسام جائداد کا سراغ بالکل معدوم ہوگا یا اگر پایا جائیگا تو بہت کم۔ چنانچہ

مثال

زمانہ حال میں بھی ہندوستان میں اہالیان موضع کی جماعت کا بالکل خالص نمونہ وہ ہے جس میں ملکیت مشترکہ وغیر منقسمہ کا رواج ہے۔ ملکیت جداگانہ زمانہ مابعد کی ترقی کا نتیجہ ہے جسکے لئے ایک ایسی ترتیب یافتہ ریاست کیضرورت ہے جو ہر فرد بشر کے حقوق جداگانہ کی حفاظت کرسکے یہ دراصل ملکیت کی ایک شکل تھی جو روما کی عالمگیر اور ذوالجلال سلطنت کے زور سے ترقی پذیر ہوئی روما سے یہ مسئلہ یورپ کی دوسری اقوام تک پہونچا حتی کہ اب یورپ کے قریب قریب تمام ملک میں عام ہوگیا ہے۔

ہندوستان میں بھی معلوم ہوتا ہے کہ جائداد کی انفرادی حالت کے پہلے ملکیت اراضی کیحالت مجموعی تھی قبضہ مشترکہ اوس تمام جائداد کا جو گھر کے بزرگ کی زیرنگرانی رہتی ہے اون قدیم گوترا جماعتوں کا خاصہ تھا۔ جو بعد میں متعدد ذاتوں میں تقسیم ہوگئیں۔

اوسانامس نے جو شاستر ہنود کے قدیم مولفوں سے تھا اشیاء ناقابل انقسام میں کھیت (کشیترا) دستاویزات (دیترا) خوراک پختہ پانی اور عورتوں کو شامل کیا ہے لیکن برہمنوں کی بدولت ملکیت مجموعی کا اصول بتدریج ضعیف ہوتا گیا۔ خاندان ہائے مشترکہ سے جو قیود لگی ہوئی رہتی ہیں اوسے برہمنوں کی دولت میں اضافہ ہونیکی امید نہ تھی۔ اسلیئے منو نے یہ اصول قائم کیا کہ جائداد کی تقسیم مذہب کی ترقی کیلئے مفید ہے کیونکہ اگر بجائے ایک کے متعدد خاندان ہوں تو رسوم مذہبی کی تعداد کثیر ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ بنگالہ اور دوسری صوبجات میں جہاں بہ نسبت پنجاب وغیرہ کے برہمنوں کا زیادہ رسوخ تھا

مثلاً یہ امر قابل لحاظ ہے کہ **وائی بھاگ** میں جسکی سند بنگالہ کے معاملات وراثت میں مسلمہ ہے جائداد منفرد کو خاندان مشترکہ کی ملکیت کے مقابلہ میں بہت بڑی ترجیح دیگئی ہے۔ برخلاف اسکے **متاکشرا** میں جو ممالک شمالی مغربی میں مستند شمار کیا جاتا ہے اور جو بلا شبہ وائی بھاگ سے زیادہ قدیم ہے خاندان مشترکہ کی ملکیت پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ **زمانۂ حال** میں ہندوستان کے اکثر حصوں میں خاندان ہائے ہنود کی تقسیم یوماً فیوماً ہوتی جاتی ہے۔ آج کل یہ بات بہت کم دیکھنے میں آتی ہے کہ اہل ہنود بکثرت جمع ہوکر ایک ہی احاطہ میں سکونت پذیر اور عموماً سب ملکر کھانا کھاتے ہوں۔ اور سب کا سرمایہ مشترک اور ذریعہ معاش بھی ایک ہی ہو۔ اور سب ایک ہی مذہب کے پابند اور ایک ہی مورث اعلیٰ کی تعظیم کرتے ہوں یہ سب خاصیتیں ایک قدیم ہندو قبیلہ سے مخصوص تھیں۔ اور اگر اس زمانہ میں کہیں پائی بھی جائیں تو ادسقدر مکمل حالت میں نہیں ہونگی جیسے کہ زمانہ قدیم میں تھیں۔

دفعہ ۱۳۹ فرق مابین قبضہ و ملکیت بروے قانون روما و شاستر قول سر ٹینگن[1] قبضہ اور ملکیت میں سب سے پہلے قانون روما نے واضح طور پر ایک مابہ الامتیاز قائم کیا۔

قانون روما | **سروئیس** کے زمانہ تک اشیاء منقولہ کے متعلق باستثناء گرفتار کیے ہوئے غلاموں یا مویشیوں کے حق ملکیت کا وجود نہیں تھا۔ مگران اشیاء کا قبضہ بوجہ موجودگی احکام امتناعی سرقہ یا جبر سے محفوظ تھا۔ اور استقرار حق ملکیت کیلئے بذریعہ نالش چارہ جوئی ہوسکتی تھی۔ بوجہ چند اصلاحات کے جو سروئیس نے کی بعض اشیاء منقولہ۔ اراضیات و امکنہ کیطرح عدالت کے سپرد کیئے جانے پر قابل انتقال قرار ہوگئیں اور اسوقت ادنکے متعلق حقوق ملکیت پیدا ہوے۔ اس زمانہ میں رعایائے روما نے شبانی طرز معیشت کو چھوڑکر

---

[1] ترجمہ اصول قانون سر ٹینگن صفحہ (۲۱۰)

زراعت کا پیشہ اختیار کیا اور اکثر لوگ جو پہلے بھیڑوں کے گلے چرانے اور مویشی پالنے کے کام میں مصروف تھے اوس کام کو ترک کر کے انگور اور زیتون کی کاشت میں مشغول ہوے اب شبان کا عصا ترک کر دیا گیا اور بجائے اوسکے فراغ کا ہل ہاتھ میں لیا گیا جسکی وجہ سے اراضی مزروعہ کی ملکیت کے تصورات کے نشو و نما میں خود بخود تسہیل ہوتی چلی جسوقت تک لوگ شکاری یا شبانی زندگی بسر کرتے تھے قدرتی طور پر وہ خانہ بدوش اور غیر معیّن المساکن تھے برازیل کے قدیم جنگلات کے باشندوں کی مانند وہ یا تو درختوں پر رہتے تھے یا جھونپڑوں میں جنھیں وہ شہد کی مکھی کے چھتے کیطرح شاخوں کو بل دیکر اور بُن کر بناتے تھے اور اوسکا تو انھیں خیال بھی نہ تھا کہ ملکیت اراضی کسے کہتے ہیں لیکن جوں جوں وہ درخت بوتے اور زراعت کرتے گئے ایک معیّن مسکن اور حق ملکیت کا خیال اون میں پیدا ہوتا گیا۔ درخت کے اوگنے اور میوہ دار ہونیکے لیے کئی سال لگا کرتے ہیں اس اثناء میں بہت احتیاط سے نگہبانی کرنی پڑتی ہے اور ایسی نگہبانی کا ٹھیک طور پر ہونا صرف اونھیں لوگوں سے ممکن ہے جو موقع پر موجود ہوں۔ اسوجہ سے تعمیر مکانات اور خانہ بدوشی کیحالت کو ترک کر کے معین مسکن اختیار کرنیکی ضرورت واقع ہوئی اور انگوروں کی بیلوں اور میوہ دار درختوں کو وحشی جانوروں اور دوسری بیرونی دشمنوں کی دست برد سے محفوظ رکھنے کیلیئے اونکے گرد باڑ دینے کیضرورت سے شخصی حق کا تصور پیدا ہوا جو اوس حق کی بناء ہے جسکو ہم سوسائٹی کی زیادہ ترقی یافتہ حالت میں (حق ملکیت) کہتے ہیں۔

توضیح ۔ بلا شبہ اس نشو و نما کا زمانہ بہت طویل تھا جمیں صدیوں تک لڑائی اور خونریزی ہوتی رہی۔ آخر میں جب یہ تصور پختہ ہو گیا تو کسی ترتیب یافتہ جماعت سے اوسکا

جدا ہونا غیر ممکن ہوگیا ہے۔ پس

حق ملکیت اراضی کیحالت تاریخی کا بہت بڑا حصّہ تمدّن کی حالت تاریخی ہے

اہل ہنود کا قانون قدیم	یہ امر قابل لحاظ ہے کہ اہل ہنود کے قانون قدیم میں بھی ہمکو فرق

مابین قبضہ جسمانی و ملکیت کامل کی صاف شہادت ملتی ہے چنانچہ منو اور یاجنیا و الکیا دونوں اوس حق کو جو قدامت کی رو سے حاصل ہو تسلیم کرتے ہیں بشرطیکہ اشیاء غیر منقولہ کیصورتمیں قبضہ بیس سال تک اور اشیاء منقولہ کیصورتمیں دس سال تک رہا ہو ایسے قاعدہ کا بظاہر یہی منشاء معلوم ہوتا ہے کہ قبضہ جسمانی بوجہ امتداد زمانہ پختہ ہوکر ایک قطعی حق بن جاتا ہے اور اس سے اس اصول کی صداقت کی مزید شہادت بہم پہونچتی ہے کہ قبضہ بغیر ملکیت کے وجود پذیر ہوسکتا ہے لیکن حق ملکیت قبضہ ہی سے بتدریج پیدا ہوتا ہے۔ لیکن جب ملکیت کا سوال پیدا ہوتا ہے تو بالآخر۔ میری شے اور تیری شے۔ کا مسئلہ نہایت ہی مکمل طور پر معرض ظہور میں آتا ہے۔

قبضہ

قبضہ جسمانی فی نفسہ ایک حق ہے۔ قول سر ہٹنگٹن[1]	دفعہ ۱۴۰

جوں جوں قانون کا اثر ظہور پذیر ہوتا گیا پہلے جو محض جسمانی حالت تھی اوسکی حیثیت باضابطہ ہوتی گئی چنانچہ بجائے اسکے کہ محض قبضہ بوجہ قدامت مبدل بحق ملکیت ہو وہ فی نفسہ ایک حق ہے جو روما کے قانون قدیم نیز برٹش انڈیا کے قانون حال کے بموجب بذریعہ خاص سرسری چارہ کاروں کے محفوظ ہے۔ اسی بنا پر

[2] دفعہ (۷)، قانون دادرسی خاص ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۷) بابتہ ۱۳۱۷ف میں

---

[1] ترجمہ اصول قانون سر ہٹنگٹن صفحہ (۲۱۳)

حکم ہے کہ اگر کوئی شخص بغیر اپنی رضامندی کے مال غیر منقولہ سے بیدخل ہوجائے تو وہ تاریخ بیدخلی سے (۶) ماہ کے اندر نالش رجوع کرکے پھر قبضہ حاصل کر سکتا ہے۔

توضیح حسب مفہوم قانون قبضہ کے وجود کیلئے محض جسمانی یا مصنوعی حالت کافی نہیں ہے بلکہ اسکے علاوہ حالت ذہنی یعنے نیت کی بھی ضرورت ہے۔ جسکے ذریعہ سے ہر شخص کے مقابلہ میں باستثناء اصل مالک کے اگر وہ کسیوقت حاضر ہوجائے قبضہ قائم رکھا جا سکے یعنے اوسکو اپنا ذاتی حق تصور کرکے اوس سے فائدہ اُٹھانیکی نیت ہونی چاہیئے۔

برعکس اسکے ایک چور کو بھی حق قبضہ حاصل ہے۔ جو محض اس بناء پر پیدا ہوا کہ مصداق اَلْقَبْضُ دَلِیْلُ الْمِلْکِ اوس چیز پر اوسکا ذاتی قبضہ ہے اور اوس حق کو وہ ہر ایسے شخص کے مقابلہ میں جو جبراً اوسکے نفاذ میں تعرض کرے باستثناء اصل مالک کے کام میں لا سکتا ہے

مثال

ایک شخص ایک جواہر کو جو اوسے دستیاب ہوا تھا ایک جوہری کے پاس اوسکی رائے دریافت کرنیکے لئے لے گیا۔ عدالت انگلستان نے تجویز کی کہ شخص مذکور جوہری کے نام جس نے لطور ناجائز اوس جواہر کو رکھ لیا واسطے دلا پانے جواہر کے نالش کر سکتا ہے۔ گو اوس جواہر کے دستیاب ہونیسے مدعی کو اوسکے متعلق حق ملکیت مطلقاً حاصل نہ سہی تاہم محض قبضہ سے اس امر کا کافی استحقاق حاصل ہے کہ اگر وہ چاہے تو باستثناء اصل مالک کے تمام اشخاص کے مقابلہ میں چارہ کار قانونی اختیار کرے۔

تعریف قبضہ اور اوسکے اجزائے لازمی | **دفعہ ۱۴۱** کسی شے کو بلاشرکت غیرے[۲] اپنی خواہش کے موافق برتنے کی قابلیت کو قبضہ کہتے ہیں جسکے اجزائے لازمی حسب ذیل دو ہیں

[۱] ترجمہ اصول قانون سر ہنگین صفحہ (۲۱۶ و ۲۱۷)

(۱) جسمانی ۔ ہر وقت جسمانی تعلق ضرور نہیں بلکہ اپنے حسب مرضی کسی شے پر اپنے استعمال کی قابلیت رکھنا قبضہ جسمانی میں داخل ہے۔

(۲) ارادی ۔ قابض کی نیت قبضہ ۔ ارادی قبضہ کیلئے کافی ہے ۔

تشریح خیالات[1] واضح رہے کہ یہ ہرگز ضرور نہیں ہے کہ عنصر جسمانی اس امر پر مشتمل ہو کہ کسی مال منقولہ یا غیر منقولہ سے اتصال جسمانی بھی ہونا چاہئے بلکہ صرف اسقدر کافی ہے کہ قابض کو اس امر کا اختیار جسمانی حاصل ہو کہ اوس مال کو بطور اپنی ملک کے بغیر دخل کسی اور شخص کے صرف کرے ۔

مثال

(۱) اگر ایک صندوق میں کچھ روپیہ مقفل ہو اور وہ صندوق میرے مکان پر لایا جائے اور کنجی میرے ہاتھ میں دیجائے تو اسمیں کلام نہیں کہ صندوق کو فی الحقیقت میں نے مس نہیں کیا تاہم قبضہ مکمل طور پر مجھ پر منتقل ہوا ہے۔

(۲) اسمیں کوئی شک نہیں کہ جب کوئی شخص کھانے کی دعوت دے تو یہی سمجھا جائیگا کہ اوسکے نقرئی کانٹے گو اوسکے مہمانوں کے ہاتھ میں ہیں لیکن ہیں در اصل اوسیکے قبضہ میں۔

(۳) کسی جائداد غیر منقولہ کی بیع کیصورت میں اگر میں قیمت دیدوں اور قبالجات حسب ضابطہ رجسٹر کئے جانیکے بعد میرے حوالہ کئے جائیں اور بائع اُس جائداد سے اپنی نگرانی اُٹھا لیکر میری نگرانی میں دیدے اور میں جائداد پر جاکر اپنے قبضہ میں لیلوں تو اسصورت میں بھی قبضہ میرے حق میں منتقل ہو گیا گو اس جائداد کے ہر ایک جزو کو میں نے جسمانی طور پر مس نہ کیا ہو۔

(۴) جب سرکار نے ایک مقام پر جہاں نمک بطور خود پیدا ہوا تھا دوسروں کو لینے کی ممانعت کردیجانے کے باوجود اگر کوئی شخص اوس مقام سے سرکار کی مرضی کے خلاف نمک اُٹھا لیجائے اس نیت سے کہ اوس سے استحصال ناجائز ہو تو یہ سمجھا جائیگا کہ اوسنے سرقہ کا ارتکاب کیا ۔ اسیطرح

[1] ترجمہ اصول قانون سر شیکن صفحہ (۲۱۸)

(۵) پالو جانور کی نسبت یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ محض اس وجہ سے کہ میں ایک خاص وقت میں اوسکو پکڑ نہیں سکتا میرا قبضہ اوسپر سے جاتا رہا مثلاً اگر میرا کتا میرے مکان سے گلی میں یا اطراف کے میدان میں چلا جائے تو یہ خیال کرنا کہ میں نے اوسپر سے اپنا قبضہ کھو دیا غلط ہوگا۔ کیونکہ پالو جانور مثلاً گھر کے کتے اوسی جگہ واپس جانیکے عادی ہوتے ہیں جہاں اونکی پرورش ہوتی ہے لیکن

استثناء

ایک وحشی جانور کی نسبت جسکو میں نے گرفتار کیا ہو۔ ایسا قیاس ممکن نہیں ہے کیونکہ بمجرد اسکے کہ وہ میری آنکھ سے اوجھل ہو کر یا میرے قابو سے بھاگ کر آزاد ہو جائے وہ میرا جانور نہیں کہلاتا اور قبل گرفتاری کے جس حالت میں تھا وہی حالت پھر اختیار کرتا ہے یعنے اوسکا کوئی مالک نہیں رہتا اور جو شخص اسکے بعد اوسکو گرفتار کرے وہ اوسکا مالک ہوتا ہے۔ اور وہ اس اصول کی کی بناء پر کہ مسئلہ جانوران وحشی کے قبضہ کیلئے ضرور ہے کہ اونکو پوری طرح پر گرفتار کیا جائے

مثال

(۱) روما میں جسٹنین کے عہد میں یہ قرار پایا تھا کہ اگر کوئی حیوان وحشی سخت مجروح ہو اور اُسکا تعاقب کیا جائے تو تاوقتیکہ وہ فی الحقیقت گرفتار نہ کیا جائے تعاقب کنندہ اوسکا مالک نہیں ہو سکتا۔ اسیطرح

(۲) امریکہ میں ایک شخص نے ایک لومڑی کو جسکا تعاقب ایک دوسرے شخص نے کیا تھا مار کر لیلیا تو تجویز ہوئی کہ گو لومڑی اوسوقت اوس شخص کے نظر کے سامنے تھی جس نے پہلے اوسکا تعاقب کیا تھا۔ تاہم اوس شخص پر جس نے لومڑی کو مار کر لیلیا نالش نہیں ہو سکتی۔

(۳) ہندوستان میں وہ مچھلیاں جو کسی خلیج میں ہوں یا جنوبی ہندوستان کے معمولی تالاب ہائے آب پاشی میں یا ایسی دریاؤں میں ہوں جنمیں کشتیاں چلائی جا سکیں اوس شخص کے قبضہ میں نہیں ہیں۔ جو معمولی حقوق ماہی گیری کا مستحق ہو۔ لیکن

جس صورت میں کہ مچھلیاں کسی ایسے تالاب میں ہوں جسکے اطراف احاطہ ہونیکی وجہ سے وہ اوس میں سے نکل نہ سکیں تو یہ قرار پایا کہ وہ تالاب مالک کے قبضہ میں ہیں۔

(۴) ایک سانڈ ہندوؤں کے رواج کے بموجب آزاد کیا جائے تو بظاہر اوسکا کوئی مالک نہیں ہے لیکن وہ سانڈ جو کسی دیوتا کی مورت کے نام چھوڑ اگیا ہو اور جسکو آوارہ پھرنے دیا جائے حیوان وحشی اور بغیر مالک کے نہیں ہے بلکہ جو حقوق و ذمہ داریاں اوسکی ملکیت کیساتھ وابستہ ہیں وہ بادی النظر میں اوس مندر کے اہل تدار کو حاصل ہیں جسمیں مورت کی پرستش کیجاتی ہے۔

دفعہ ۱۴۲

قبضہ کے اقسام مع تعریفات

قبضہ مالکانہ — **الف** ۔ قبضہ مالکانہ اوس قبضہ کو کہتے ہیں جو بربنا حق ملکیت قبضہ حاصل ہو۔

قبضہ بالنیابت یا قبضہ تادیلی۔ قول سرزنگن[1] — **ب** ۔ قبضہ بالنیابت یا قبضہ تادیلی اوس قبضہ کو کہتے ہیں کہ ایک ملازم اپنے قبضہ میں کوئی شے آقا کی نیابت سے رکھتا ہو لیکن اوسکو حق مالکانہ حاصل نہ ہو۔

مثال

اگر میں اپنے نوکر کو ایک بٹوا روپیوں سے بھرا ہوا اس غرض سے دوں کہ اوسکو میرے لیے وہ محفوظ رکھے تو اوسکو اوس بٹوے یا روپئے پر کوئی قانونی حق نہیں ہے گو اوسپر اوسکا جسمانی یا حقیقی قبضہ ہو وجہ اوسکی یہ ہے کہ میں نے اوس بٹوے پر سے اپنا جسمانی قبضہ اس نیت سے نہیں چھوڑ دیا کہ اوسکی نسبت مجھے کوئی اختیار باقی نہ رہے۔ اور نہ اوس نوکر کی دا اگر وہ متدین ہو تو یہ نیت ہو سکتی ہے کہ وہ اوسکو اپنے تصرف میں لائے۔

قبضہ ماخوذہ یا قبضہ امیانہ۔ قول سرزنگن[2] — **ج** ۔ قبضہ ماخوذہ یا قبضہ امیانہ فی الحقیقت ایک قانونی قبضہ ہے کیونکہ قابض کی ذات میں عناصر جسمانی و ذہنی جو اوسکے قیام کیلئے ضروری ہیں دونوں داخل ہیں اور اوسکو اوس شے پر جسمانی قابو حاصل ہے اور اوسکی

نیت ہے کہ اوسکو بطور اپنی ملک کے اپنے قبضہ میں رکھے ۔

مثال

(۱) ایک امین کو مال امانتی پر۔

یا

(۲) مرتہن کو مال مرہونہ پر ۔

یا

(۳) گھڑی ساز کو اوس گھڑی پر جو بغرض مرمت اوسکے حوالہ کیگئی ہو تاوقتیکہ اوسکی محنت کے معاوضہ میں کوئی رقم اوسے واجب الوصول ہو قبضہ ماخوذہ حاصل ہے ۔

توضیح ۔ انمیں سے ہر صورتمیں قابض کو ایک قسم کا خاص محدود حق منتقل کیا جاتا ہو جسکی نوعیت مثل اوس حق کے ہے جو جس ان ری ایلانیا کہلاتا ہے ۔ یعنے ایسا حق جو جائداد کی ملکیت کامل سے علیحدہ کرکے قایم کیا گیا ہو اور یہ حق تمام دنیا کے مقابلہ میں نافذ کیا جاسکتا ہے ۔ حتیٰ کہ خود مالک بھی اوس صورتمیں مرتکب جرم سرقہ ہوگا اگر وہ اوس مال کو بدنیتی سے ایسے قابض کے قبضہ سے علیحدہ کرے ۔ چنانچہ

ایک شخص ثالث اگر بطور ناجائز امین کو استعمال یا قبضہ مال امانتی سے محروم کرے یا اوس مال کو کوئی ضرر پہونچائے تو امین کو استحقاق ہے کہ وہی تدابیر عمل میں لائے جوکہ مالک اوس نہج کیصورت میں بحالت نہ ہونے تحویل امانت کے عمل میں لاتا ملاحظہ ہو دفعہ (۱۸۱) قانون معاہدہ ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۶) بابتہ ۱۳۱۶ف

مزید توضیح کیلئے ملاحظہ ہو ملکیت ماخوذہ دفعہ (۱۵۷) باب ہذا ۔

د ۔ قبضہ مشترکہ ۔ قول سرٹننگن[۱] ۔ حسب مفہوم قانون کسی شے مادی پر بوقت واحد صرف ایک ہی شخص مکمل قبضہ پاسکتا ہے ۔ لیکن جبکہ کوئی جائداد مادی دو یا زیادہ اشخاص کی ملک ہو جو بالاشتراک

---

[۱] ترجمہ اصول قانون سرٹننگن صفحہ (۲۲۶)

چند معین حصص کے مالک ہوں اور اونکو اپنے اپنے حصوں کے متعلق مساوی اختیار حاصل ہو اور بصورت ضرورت اوس اختیار کو اپنے جانب سے استعمال کرنیکی نیت رکھتے ہوں تو ایسی صورتیں اون میں سے ہر شخص کی نسبت یہ خیال کیا جائیگا کہ اوسکو جائداد مذکور میں اپنے اپنے حصہ کا قبضہ حاصل ہے۔ مزید توضیح کیلئے ملاحظہ ہو ملکیت مشترکہ دفعہ (۱۶۰) باب ہذا

قبضہ حین حیاتی	ھ۔ جو قبضہ محض حیات تک باقی رہے جیسے بروے شاستر ہندو خاندان کی بیوہ کو حق قبضہ حین حیاتی حاصل ہے مزید توضیح کیلئے ملاحظہ ہو دفعہ (۱۵۸) باب ہذا۔ انتقال جائداد حین حیاتی۔
قبضہ موروثی	و۔ جو قبضہ آبا و اجداد کے زمانہ سے بحالہ قائم ہو۔
قبضہ مسلسل	ز۔ جو قبضہ سلسلہ وار بغیر کسی فصل کے چلا آرہے جسکے متعلق ایک مقدمہ میں تجویز ہوئی کہ جب مدعیاں ورثتاً ایک عاشورخانہ پر علی التسلسل قابض رہے ہوں تو زمین متعلقہ عاشورخانہ اونھیں کی ملک سمجھی جاوے گی ؎۱
قبضہ جداگانہ	ح۔ جو قبضہ بغیر کسی شرکت کے۔ جداگانہ قائم رہے۔
قبضہ لاخراجی	ط۔ جسپر محصول وخراج عائد نہ رہے۔ اور جسکا محصول وخراج معاف ہو
قبضہ بلامزاحمت	ی۔ جس میں کوئی روک ٹوک نہ ہو۔
قبضہ غیر متنازعہ	ک۔ وہ قبضہ جس میں کوئی نزع نہ ہو۔
قبضہ مستاجرانہ	ل۔ اجارہ کی بناء پر قبضہ۔ یعنے ٹھیکہ دار یکا قبضہ۔
قبضہ میعادی	م۔ وہ قبضہ جو محدود زمانہ کیواسطے ہو۔ اور عارضی طور پر دیا گیا ہو۔
قبضہ نفس الامری	ن۔ ٹھیک ٹھیک اور اصلی قبضہ۔ اور وہ قبضہ جو بربنا حقیت ہو۔

؎۱ آئین دکن جلد (۱۴) ۱۳۱۶ف صفحہ (۴۲) چاند خان بنام محمد علی

قبضہ حقیقی یا قبضہ صریحی	ع ۔ یعنے قبضہ واقعی
قبضہ مخالفانہ	ع ۔ قبضہ مخالفانہ یا غاصبانہ ۔ جو قبضہ بلا کسی حق کے قائم ہو۔

توضیح ۔ بارہ سالہ قبضہ غاصبانہ ایسا حق پیدا کرتا ہے کہ حق ملکیت پر بھی غالب آتا ہے۔
چنانچہ ایک مقدمہ میں تجویز ہوئی کہ جبکہ مدعی علیہ کا قبضہ اراضی متدعویہ پر بارہ سال سے زیادہ کا ثابت ہے تو وہ بیدخل نہیں کیا جا سکتا ۔ [۱]

قبضہ ہم شکل قبضہ حقیقی حسب مفہوم قانون روما قول سر رئیگن [۲]	ف ۔ قبضہ ہم شکل قبضہ حقیقی وہ سمجھا جا سکتا ہے جو ہم شکل قبضہ ارا غیر ہمارے استعمال میں ہو یعنے ملکیت غیر پر ہم کو حق آسائش وغیرہ حاصل ہو۔

خیالے ۔ چونکہ قبضہ کا قانونی تصور شئے مقبوضہ پر جسمانی قابو عمل میں لانیکے امکان پر بلا تعلق ملکیت منحصر ہے اور اوسکے لیے خواہ مخواہ اتصال جسمانی کی بھی ضرورت نہیں ہے اسلیئے کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ ایسا حق جو کسی شے کے متعلق معلوم ہو قبضہ کی بناء کیوں نہ قرار دیجائے لیکن بوجہ اس کے کہ ہم معمولی بول چال میں ایک غیر مادی یعنے غیر محسوس شے کی نسبت یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ کسیکے قبضہ میں ہے اسلیئے اوس شخص کی نسبت جو اوس شے پر محض حق استعمال رکھتا ہے تو یہ کہا جائیگا کہ اوسکو قبضہ ہم شکل قبضہ حقیقی حاصل ہے۔ مزید توضیح کیلیئے ملاحظہ ہو تضمن حق عاری یعنی حقوق آسائش وغیرہ (سرویٹیوڈس) یعنے حقوق قدامت بر ملکیت غیر از دفعہ (۱۶۷) تا دفعہ (۱۷۰) باب ہذا۔

(۱۴۱)

قبضہ کا ساقط ہونا قول سر رئیگن [۱] **دفعہ ۱۴۳** قبضہ اوسوقت ساقط ہو جاتا ہے جبکہ حسب دفعہ

---

[۱] تشریح القوانین جلد (۹) سنہ ۱۳۱۸ ف صفحہ (۹۹) بھاگرتی بائی بنام نندا [۲] ترجمہ اصول قانون سر رئیگن صفحہ (۲۲۷) [۳] ترجمہ اصول قانون سر رئیگن صفحہ (۲۲۹)

باب ہذا منجملہ اُن اجزاء کے جو اوسکے وجود کیلیے ضروری بیان کیے گئے ہیں ایک جزو ساقط الاثر ہو جائے لیکن جب ایکدفعہ عنصر ذہنی کا اظہار بذریعہ ارادہ ہو چکے تو یہ ضرور نہیں ہے کہ اوسکے عمل کا تسلسل قائم رہے۔ تاوقتیکہ اوسکا اثر جدید فعل ارادی سے جو اوس ارادہ کے متناقض ہو جسکے ذریعہ سے قبضہ حاصل کیا گیا تھا معدوم نہ ہو جائے یہی قیاس کیا جائیگا کہ وہ جاری ہے۔ اسکے سوائے اگر عنصر جسمانی کسی خاص وقت میں فی الحقیقت موجود نہو تو تعلق قبضہ کا سلسلہ منقطع نہیں ہوتا۔

مثال

(۱) کسی مکان کا قابض مکان کو بند کر کے ایک مدت کیلیے دوسری جگہ چلا جائے اور اوسکا ارادہ اوس مکان کو یا اپنے قبضہ کو چھوڑنے کا نہو۔ یا

(۲) ایک شخص کسی جگہ کچھ خزانہ دفن کرے من بعد تھوڑی دیر کیلیے بھول جائے کہ اوسنے کہاں دفن کیا تھا اس بیچ کی صورتوں میں قبضہ معدوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ تعلق کو حسب دلخواہ پھر پیدا کرنیکا اختیار موجود ہے۔

قانون یہ فرض کرتا ہے کہ میرے مکان یا باغ کی ہر چیز بوجہ اس کے کہ میرے قبضہ میں ہے کیونکہ مجھکو اوسپر مکمل اور بلا شرکت غیری اختیار حاصل ہے۔

اس اصول کے اطلاق سے یہ قرار پایا ہے کہ۔

(۳) اگر میرے باغ میں میرے ہاتھ میں سے ایک سکہ یا انگوٹھی گر جائے اور باوجود تلاش دستیاب نہو تو اوس شے سے میرا قانونی قبضہ ساقط نہ ہوگا۔

ہدایت ۔مزید توضیح کیلیے ملاحظہ ہو دفعہ (۱۶۱) حق ملکیت کا ساقط ہونا باب ہذا۔

ملکیت

تعریف ملکیت **دفعہ ۱۴۴** ملکیت وہ اعلی استحقاق ہے جو انسان کو نسبت کسی حق

یا کسی شئے کے حاصل ہو جو اوسکا حق ہو۔ جاگیر۔ اسباب۔ مال۔ جایداد قبضہ مالکانہ قبضہ زمین۔ اور کسی قسم کا بھی حق ملکیت۔ ان کل امور پر ملکیت کی تعریف حاوی ہے۔

قول آسٹن[1] | ملکیت اوس حق کو کہتے ہیں جو کسی شئے معینہ پر اسطرحسے حاصل ہو کہ استعمال کرنیوالے کیلئے غیر معین طریقہ استعمال کے لحاظ سے غیر مقید اور دیرپا ہونیکے اعتبار سے غیر محدود ہو۔

قول پروفیسر ہالینڈ[51] | حق اعلیٰ (ملکیت) حق ادنیٰ (قبضہ) کی ترقی یافتہ شکل ہے۔ اور ملکیت کی تعریف عام طور پر یہ کیجاتی ہے کہ یہ وہ کامل اور غیر محدود اختیار ہے جو ایک شخص کو کسی شئے پر حاصل ہو۔

قول سرٹننگن[52] | ملکیت کسی شئے کی بابتہ ہوتی ہے (ملاحظہ ہو دفعہ (۱۴۵) باب ہذا) یا ملکیت کسی حق کی بابتہ ہوتی ہے (ملاحظہ ہو دفعہ (۱۴۶) باب ہذا)

ملکیت شئے | **دفعہ ۱۴۵** حق ملکیت شئے پیدا ہونیکے ذرائع چار ہیں یعنے حق ملکیت پیدا ہوتا ہے۔

(۱) ذریعہ عطاء .... یا ...... (۲) ذریعہ معاہدہ .... یا

(۳) ذریعہ قدامت .... یا ...... (۴) ذریعہ قانون

ان ہر ایک ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے۔

جایداد (۱) منقولہ .... یا ...... (۲) غیر منقولہ .... اور

جایداد غیر منقولہ سے پیدا ہوتا ہے۔

(۱) حق آسائش .... و ...... (۲) حق استفادہ

جسکی وضاحت شجرہ ذیل سے ہوسکتی ہے۔

---

[51] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۱۷۳)　[52] ترجمہ اصول قانون سرٹننگن صفحہ (۲۲۴)

[52] ،، ،، ،، صفحہ (۱۷۲)

دفعہ ۱۴۶

ملکیتِ حق قول سر ٹنگن[1]

ملکیت جائداد غیر ممکن الاحساس یعنے ایسی جائداد کے متعلق بھی حق ہو سکتا ہے جو ناقابل مس ہو چنانچہ بغرض ترویج اشاعت علوم و فنون اکثر مہذب ممالک میں واضعان قانون نے ملکیتِ مصنفی و صنعت کاری کے نام سے ایک حق قائم کیا ہے۔ اس قسم کی ملکیت تصانیف اور کارہائے صنعت کو تیار کر کے شایع کرنے سے حاصل ہوتی ہے اور چند مراتب متعلقہ رجسٹری پر عمل پیرا ہونے کے بعد یہ حق مداخلت یا غصب سے محفوظ رہتا ہے۔ حق مصنفی مختلف اقوام کے مابین بھی بذریعہ عہدنامہ قائم ہو سکتا ہے

قول پروفیسر ہالینڈ[2]

ایسی جائداد جس پر انسان ایجادات اور کارہائے صنعت و حرفت کی حقوق اختراعی کی شکل میں متصرف ہو سکتا ہے از روے قانون صرف ادسی صورت میں

[1] ترجمہ اصول قانون سر ٹنگن صفحہ (۲۶۶) [2] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۱۸۱)

تسلیم کیجاتی ہے جبکہ بعض یہی مراتب کی تعمیل ہو چکے۔ ان مراتب کا مقصد ایک تو یہ ہوتا ہے کہ موجد یا صانع کی دماغی قابلیت کا اندازہ لگایا جائے اور ایک یہ کہ اوس حق کی تعریف کی جائے جسکے تحفظ کی درخواست پیش ہوئی ہے۔ جسکی بابتہ۔

انگلستان میں قاعدہ یہ ہے کہ موجد یا مخترع کو ایک عرضی سرکار میں دینی پڑتی ہے اور اپنی ایجاد کی کیفیت ایک سرکاری دفتر میں پیش کرنی ہوتی ہے۔ جسکے بعد جب ایک میعاد مقررہ منقضی ہو چکتی ہے اور لوگوں کو اس ایجاد کے حسن و قبح پر نکتہ چینی کرنیکا موقع دیا جا چکتا ہے تو سند ایجاد جاری کیجاتی ہے جسکی رو سے سائل کو بلا مشارکت احدے یہ حق عطا کیا جاتا ہے کہ اپنی ایجاد سے چودہ سال تک متمتع ہو اور یہ مدت بعض دفعہ بڑھا بھی دیجاتی ہے موجد اس امر کا مجاز ہے کہ بذریعہ ایک دستاویز رجسٹر شدہ کے اپنا حق کسی دوسرے کے نام منتقل کردے یا اوس شے کی تیاری کا اجازت نامہ کسی دوسرے کو دیدے جسکے لئے اوسے سند[1] ایجاد مل چکی ہے۔ ملاحظہ ہو ایکٹ مجریہ ۱۸۸۳ء جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریہ اسی اصول کے مد نظر قانون ہند کی مماثلت کیساتھ ہماری سرکار عالی میں بھی قانون اختراعات صنایع نشان (۱۰) بابتہ ۱۳۰۹ف نافذ ہے جسکی رو سے جدید صنعتوں کے موجد بوساطت معتمدی مالگذاری سرکار عالی نواب مدار المہام بہادر (حالیہ بلقب نواب صدر اعظم بہادر باجلاس باب حکومت) سے اپنی ایجادوں کی کیفیت داخل کرنیکی اجازت حاصل کرکے ایجاد ہائے مذکو کو محفوظ کر سکتے ہیں بعد حصول اجازت جبکہ کیفیت مذکور پیش ہو درخواست گذار کو ممالک محروسہ سرکار عالی میں چودہ برس تک اپنی صنعت کاری کو فروخت کرنے اور استعمال میں لانیکا اختیار خاص حاصل ہے اور اس چودہ سال کی مدت میں ختم مدت سے ایک سال پہلے درخواست کرنے پر اور سات سال کا اضافہ بھی ہو سکتا ہے۔ ہر شخص جو ممالک محروسہ سرکار عالی میں رہتا ہو

[1] اس قسم کی سند کو پیٹنٹ یعنے سند ایجاد کہتے ہیں۔

علالت العالیہ میں اس امر کی نالش کرسکتا ہے کہ کسی خاص شخص کو کسی شے یا اوسکے جزو کی
بابتہ حق اختراع مندرجہ ذیل وجوہ میں سے کسی وجہ سے حاصل نہیں ہے
الف۔ اختراع مذکور غیر مفید ہے۔ یا۔ ب۔ وہ یا اوسکا جزو بانی البحث جدید نہیں ہے۔ یا
ج۔ مدعی علیہ اوسکا یا اوسکے جزو بانی البحث کا مخترع نہیں ہے۔ یا
د۔ کوئی داخل شدہ تفصیلی کیفیت مکمل اور صحیح طور پر مرتب نہیں ہوئی ہے۔ یا آیا
یا کسی درخواست میں جو اوسکے متعلق پیش کیگئی ہو مدعی علیہ نے عمداً کوئی غلط بیان
کیا ہے یا کوئی بیان ترک کیا ہے جو مضر عامہ خلائق ہے

(۵) جائداد جو علوم اور فنون لطیفہ کے ذیل میں آتی ہے عام طور پر اسطرح
سے حاصل کیجاتی ہے کہ فن ادب یا صنایع و بدایع کے متعلق مصنف کوئی تصنیف
مرتب اور شایع کرتا ہے لیکن تاوقتیکہ تصنیف مذکور کا ایک نسخہ ایک سرکاری دفتر میں جو
اس مطلب کیلیے مخصوص کردیا گیا ہو داخل نہ کیا جائے۔ یا
(اسی اصول کے مدنظر ہماری سرکار عالی میں بروے قانون تحفظ کتب مطبوعہ نشان (۵)
سنہ ۱۳۰۱ف ہوم سکرٹری میں (۲) نسخوں کا داخل کرنا لازمی ہے۔ ورنہ بمنظوری سرکار
مقدمہ قائم کیا جاکر پچاس روپیہ جرمانہ ہوگا)

باضابطہ طور پر اسکی رجسٹری نہ کرالیجائے اوسوقت تک قانون اکثر صورتوں میں
اوسکی حفاظت کا ذمہ دار نہیں ہوتا حق تصنیف نہ صرف کتابوں میں رنگین تصویروں اور
سنگ تراشی کی صنعتوں کے متعلق عطا کیا جاتا ہے بلکہ سانچے میں ڈھالی ہوے
مجسموں۔ کندہ کاری کے نمونوں۔ خاکوں۔ عکسی شبیہوں اور اشیاء کے نقشوں کے
متعلق بھی دیا جاتا ہے۔ خواہ اونسے آرائش مقصود ہو یا فائدہ۔ یہ حق بھی منتقل ہوسکتا ہے

نشان تجارت بذریعہ مداومت و مزاولت اور اسکے بعد بذریعہ رجسٹری حاصل ہوتا ہے۔ اور قابل انتقال ہے۔

اکثر ممالک کا قانون علاقہ جات غیر کی سندات ایجاد۔ حقوق تصنیف۔ نشانات تجارت کو تسلیم کرتا ہے اور اُن شرائط کے تقرر کیلئے آپس میں معاہدے کئے جاتے ہیں جنکی رو سے اس قسم کی رعایات کی جاسکتی ہیں۔ چنانچہ متعدد دول متمدنہ نے بتاریخ ۲۰ مارچ ۱۸۸۳ء فرانس میں ایک معاہدہ پر دستخط کئے تھے جسکا مقصد یہ تھا کہ اشیاء صنعت و حرفت کے تحفظ کیلئے اصول اتحاد بین الاقوام سے کام لیا جائے۔ برطانیہ کلاں اس معاہدہ میں بتاریخ ۷ مارچ ۱۸۸۴ء شریک ہوا اور اس معاہدہ بین الاقوام کا بھی ایک فریق ہے۔ جو تصانیف اور تصانیف متعلقہ فنون لطیفہ کی حفاظت کیلئے بمقام برلن ۶ ستمبر ۱۸۸۶ء کو قلمبند کیا گیا۔

دفعہ ۱۴۷ خصوصیات ملکیت قول سر ٹینگن[۱] — ملکیت کی دو بڑی خصوصیات یہ ہیں

خصوصیت اول — شئے مملوکہ سے امن کیساتھ متمتع ہونا۔ اور

خصوصیت دوم — اوسکے متعلق انتقال کا حق حاصل رہنا۔

دفعہ ۱۴۸ ملکیت محدود۔ قول سر ٹینگن[۲] — ہر دو خصوصیات مندرجہ دفعہ (۱۴۷) ذریعہ معاہدہ۔ یا ذریعہ اثر قانونی محدود ہو سکتی ہیں۔

مثال

معاہدہ — **الف**۔ مالک کسی اراضی کا ایک خاص مدت کیلئے اوس اراضی کے حقیقی تمتع سے دست بردار ہو جائے۔ یا

---

۱ ترجمہ اصول قانون سر ٹینگن صفحہ (۲۳۸)۔ ۲ ترجمہ اصول قانون سر ٹینگن صفحہ (۲۴۱)

اثر قانونی | ب نمبر ا کسی دوسرے شخص کے حق میں اوس جائداد پر کوئی حق آسائش قائم ہو جس سے اوسکے کامل حقوق ملکیت کے تمتع میں معتد بہ تخفیف ہو۔

شرط

مثل دوسرے تمام حقوق کے حق ملکیت بھی اس شرط کی تابع ہے کہ مالک دوسروں کے حقوق میں مداخلت نہ کرے۔ یہ اصول ان مشہور مقولہ ہائے ذیل کا مصدر ہے۔

مسئلہ اول۔ تم اپنی جائداد کا استعمال اسطرح کرو کہ اوس سے تمہارے ہمسایہ کی جائداد کو نقصان نہ پہونچے۔

مسئلہ دوم۔ اپنی اراضی پر تعمیر کرنا جس سے دوسرے کو نقصان پہونچے جائز نہیں چونکہ **امثلہ**۔ ہر ایک انسان کی بود و باش کیلئے مکان ایک ضرورت ہے۔ اور مکان کی مقدم غرض یہی ہے کہ وہ بود و باش کے قابل ہو۔ لہذا میرا ہمسایہ مجاز اسکا نہ ہوگا کہ وہ اپنی اراضی پر کوئی چیز تعمیر کرے جس سے میری آسائش جسمانی میں اصلیتاً خلل واقع ہو یا جو میری جائداد کی قیمت گھٹا دینے کیطرف رجوع ہو اور نہ وہ اوسکا مجاز ہوگا کہ میرے مکان میں قدیم سے جو روشنی آتی ہو اوسمیں مزاحمت کرے۔ یا ایک نالہ سے جو اوسکی اراضی پر سے گذرتا ہو پانی آنے دینے میں مزاحمت کرے بشرطیکہ میں نے اس پانی سے بغیر تعرض بطور استحقاق بیس برس تک تمتع اٹھایا ہو

(۲) احکام شرع شریف کے بموجب کوئی شخص کسی اجنبی کو ذریعہ وصیت یا ذریعہ ہبہ مرض الموت اپنی جائداد کے ایک ثلث سے زیادہ حصہ کو منتقل نہیں کرسکتا۔ اور نہ اپنی جائداد کا کوئی حصہ اپنے ایک یا چند وارثوں کو بموجودگی دیگر ورثاء ہبہ کرسکتا ہے۔ الا اس صورت میں کہ دیگر ورثاء نے رضامندی ظاہر کی ہو۔

(۳) کوئی ہندو بروے شاستر متاکشرا موروثی جائداد غیر منقولہ کو بیٹے یا پوتے کی موجودگی

میں بغیر اونکی رضامندی کے منتقل نہیں کرسکتا[الف] اوس صورت میں کہ کوئی شدید ضرورت شاستری پیدا ہو مثلاً[ب] اپنے خاندان کی پرورش یا بیٹے یا بیٹی کی شادی یا ایسے فرائض مذہبی کی انجام دہی جو لازمی ہوں۔

(۴) پنجاب کے قانون رواجی کی رو سے زمینداروں کے اختیارات انتقال جائداد ذریعہ متعدد قیود کے محدود ہیں۔

(۵) ممالک محروسہ سرکار عالی میں عطیات سلطانی پر معطی لہٗ کی ملکیت محدود ہے۔

(۱) چنانچہ عدالت العالیہ سے ایکمقدمہ میں تجویز ہوئی کہ عطیات سلطانی کے متعلق بیع و رہن کے معاہدات بلا اجازت سرکار جائز نہیں اگر کئے جائیں تو صرف مقابلہ سرکار ناجائز نہ ہونگے بلکہ مابین متعاقدین بھی عدالت اونکو نافذ نہ کریگی[۱]

(۲) ایک اور مقدمہ میں تجویز ہوئی کہ عطیات سلطانی کے متعلق ایسے معاہدات جنسے ایک شخص اپنے حق سے دست بردار ہو جائز نہیں ہیں[۲]

(۳) ایک اور مقدمہ میں تجویز ہوئی کہ اگر محکمہ انعام بعد تحقیقات کسی عطائے سلطانی کی ضبطی کا حکم دے تو اوسکے خلاف عدالتہائے دیوانی بمقابلہ سرکار نالش سماعت نہیں کرسکتی۔[۳]

(۴) ایک اور مقدمہ میں تجویز ہوئی کہ عطیہ سلطانی کو جہاں تک اغراض ملکی سے تعلق ہے عدالت کے صیغہ سے اوسکا تصفیہ نہیں ہوسکتا بعد وفات معطی لہٗ کے اس امر کا فیصلہ کہ عطائے سلطانی ضبط کرلیجائے یا بحال رہے۔

[۱] آئین دکن جلد دہم ۱۳۱۲ف صفحہ (۲۱۹) میر حیدر علیخاں بنام سید خواجہ [۲] آئین دکن جلد دہم ۱۳۱۲ف صفحہ ۱۵۹ میر غلام علیخان بنام میر ذوالفقار علیخاں [۳] آئین دکن جلد (۵) ۱۳۰۶ف صفحہ ۲۹۱ سید معروف علیشاہ بنام سرکار عالی

عدالت دیوانی کے اختیار سماعت سے خارج ہے [۱] لیکن

(۵) جبکہ سرکار عطیہ کو معطی لہ کے خاندان میں قائم رکھے تو اسصورت میں عدالت حقوق ورثاء کے تعین و تقسیم جائداد کا اختیار رکھتی ہے چنانچہ گشتی نمبر (۱۲) مالگذاری ۱۳۰۲ھ سنہ ہجری کا بھی یہی منشاء ہے [۲] مگر

(۶) عطیات سلطانی میں توریث جاری نہیں ہوسکتی اگر صیغہ مال سے ایسی اجازت حاصل ہو تو عدالت ایسے دعوے کی سماعت کرسکتی ہے [۳]

(۷) جاگیر کا دعویٰ بدوں اجازت سرکار لائق سماعت عدالت دیوانی نہیں [۴]

(۸) دعویٰ تقسیم یا دخلدھانی جاگیر اوس حالت میں قابل سماعت عدالت دیوانی ہے جبکہ عہدہ داران مال تصفیہ نزع محول بعدالت کردیں لیکن اس تصفیہ کا اثر اختیار شاہی پر کچھ نہ ہوگا [۵]

(۹) ازروے رزولیوشن نمبر (۱) ۱۳۱۳ف سنہ سرکار پر ایسی حالت میں نالش نہیں ہوسکتی جبکہ سرکار اپنے اختیار شاہانہ کے نفاذ میں ایک شخص کی جاگیر ضبط کرکے دوسری کو عطا کردی ہو لیکن جبکہ حکام مال یا نواب مدارالمہام بہادر بحیثیت اعلیٰ افسر صیغہ مال بابین دو اشخاص کے اونکی حقیت کی بابتہ کوئی فیصلہ کریں تو اوسکی نسبت یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ حکم بہ نفاذ اختیار شاہی صادر کیا گیا ہے [۶]

(۱۰) جبکہ مدعی بربناء وراثت جاگیر میں سے حصہ پانیکا دعویٰ کرے تو جسقدر مباحث

---

[۱] و [۲] سید محمد حسینی بنام سید ندیم اللہ حسینی - مجموعہ فیصلہ جات جلد (۴) صفحہ (۱۸) دقن جلد ۴ صفحہ (۴۱) ۱۲۹۸ف

[۳] شاہ محمد حامد حسین بنام سرداربی آئین دکن جلد (۱۳) صفحہ (۵۱۲) ۱۳۱۵ف سنہ اجلاس کامل [۴] محمد یحییٰ الدین بنام قدرتی بیگم آئین دکن جلد (۱۱) صفحہ (۱۰۴) ۱۳۱۳ف سنہ [۵] علی مرزا خان بنام مرزا تقی علی بیگ آئین دکن جلد (۷) صفحہ (۲۳۶) دقن دکن جلد (۱۵) صفحہ (۲۵۴) [۶] راجہ رامیشر راو بنام آما بی بیگم آئین دکن جلد ۳ صفحہ ۱۷۱ ۱۳۰۹ف سنہ دقن دکن جلد ۱۱ صفحہ ۲۰۳ ۱۳۰۵ف سنہ

اوس مقدمہ میں پیدا ہوں اون تمام کا اثر فریقین پر محدود و منحصر ہے۔ آئین سے کسی امر کا اثر کسی حق یا سند یا کسی دفتر سرکاری کی کسی کارروائی پر نہ پہونچتا ہو تو ایسا دعوے قابل سماعت عدالت ہے۔ روبکار نواب مدار المہام بہادر مورخہ ۱۹ جمادی الثانی سنہ ۱۲۹۱ ایسے دعوے کی سماعت کیلئے مانع نہیں ہے۔[۱]

(۱۱) عطائے سلطانی میں کسی جاگیر کے متعلق سلطان وقت جو حقوق کسیکو عطا کرے کوئی عدالت مجاز نہیں ہے کہ معطی لہٗ کو کوئی حق اوس سے زیادہ دلائے۔[۲]

(۱۲) ایسی نالش کہ سررشتہ انعام کی تجویز و وثیقت تک مقطعہ کے بحال رکھنے کی اُٹھا دیجائے اور دوامی کی ڈگری دیجائے بخلاف فیصلہ سررشتہ انعام عدالت دیوانی سماعت نہیں کر سکتی۔[۳]

(۱۳) جبکہ دعویٰ حصہ یابی وطن بیکھی ہو تو بلا اجازت سرکار قابل سماعت عدالت دیوانی نہیں ہے۔[۴]

(۱۴) کسی رہنی نواحی میں کوئی دائمی حق نہ معطی لہٗ پیدا کر سکتا ہے اور نہ عدالت قائم رکھ سکتی ہے۔[۵]

(۱۵) از روئے قانون امتناع ہراج اسپان سلحداری نشان (۹) بابتہ سنہ ۱۳۱۷ف اسپان سلحداری قابل قرقی و نیلام نہیں ہیں جسکی رو سے ایکمقدمہ میں تجویز ہوئی کہ اسپان سلحداری متروکہ نہیں ہیں اسلئے مدیون متوفی کے دین کی ذمہ داری اوسکے ورثاء پر اس بناء پر کہ مورث کی آسامی وارث کے نام بحال ہوئی۔ جائداد نہیں ہو سکتی گو ورثاء مدیون نے سلحداری کے آسامیاں کسی ڈگری میں مکفول کی ہوں تاہم بحکم قانون نشان (۹) بابتہ سنہ ۱۳۱۷ف کی رو سے ایسے گھوڑوں کی قرقی و ہراج

[۱] سید محمود بنام سید ابراہیم مخزن جلد اول صفحہ (۲۱۹) و مجموعہ فیصلجات عدالت العالیہ جلد ۷ صفحہ (۸۱) سنہ ۱۳۰۱ف
[۲] محمد اکبر الدین علیخان بنام ظہور الدین علیخان آئین دکن جلد (۹) صفحہ (۲۷۱) سنہ ۱۳۱۱ف [۳] سید معروف علیشاہ بنام سرکار عالی آئین دکن جلد ۶ صفحہ (۲۷۷) سنہ ۱۳۰۸ف اجلاس کامل [۴] ونکیٹ تما ریڈی بنام ونکٹ نرسمہا ریڈی آئین دکن جلد ۱۵ صفحہ (۳۶۶) سنہ ۱۳۱۲ف [۵] اور ڈرسٹی و سید عبد الرحیم بنام خواجہ بہاؤ الدین آئین دکن جلد ۱۰ صفحہ ۵۴۴ سنہ ۱۳۱۴ف

کی ممانعت ہے اسلئے ڈگریدار۔ ورثاء مدیون کے کسی فعل خلاف قانون سے فائدہ
نہیں اٹھا سکتا۔ ؎۱

(۱۶) حسب گشتی نواب مدار المہام بہادر سرکار عالی نشان (۱۵) دیوانی بابتہ ۱۲۹۴ ف
آسامی اسپ سلحداری کا دعویٰ بمقابلہ فوجی عہدہ دار سرکاری کے قابل سماعت
عدالت نہیں ہے۔ ؎۲

(۱۷) اسیطرح بروے دہرم شاستر ہر ممبر خاندان مشترکہ کو جائداد پر محدود حق ملکیت
حاصل ہے چنانچہ ایک مقدمہ میں تجویز ہوئی کہ جبکہ یہ امر ثابت نہو کہ جائداد خاندانہ
ہنود میں تقسیم ہوگئی ہے اور ہر ممبر کو جداگانہ حصہ ملگیا ہے تو عام اصول دہرم شاستر کی
رو سے قیاس یہ ہے کہ جائداد خاندان مشترکہ کی ہے اور ہر ممبر خاندان کا اسمیں حصہ ہے ؎۳

(۱۸) صرف ایک ممبر خاندان کی اقرار سے جو مہتمم خاندان نہو کوئی ذمہ داری جائداد
خاندان مشترکہ پر عائد نہیں ہو سکتی ؎۴

(۱۹) جائداد غیر موروثی کے متعلق ایکمقدمہ میں تجویز ہوئی کہ مشترکہ ہونا جائداد کا اسوقت
کہا جاسکتا ہے جبکہ وہ سرمایہ مشترکہ ہنر یا محنت سے حاصل کیگئی ہو جبکہ بزمانہ حصول
جائداد مدعی نابالغ تھا تو ایسی صورتمیں مدعی کا ہنر یا محنت میں دخل نہیں ہو سکتا
اسلئے وہ جائداد مشترکہ نہیں سمجھی جاسکتی ؎۵

ہدایت۔ مزید توضیح کیلئے ملاحظہ ہو حق استمراری دفعہ (۱۸۸) باب ہذا۔

؎۱ سری رام بنام ہدایت بانو آئین دکن جلد (۱۵) صفحہ (۴۴۸) ۱۳۱۹ ف ؎۲ عالم علیخان بنام سانگو خان مجموعہ فیصلہ جات عدالت العالیہ جلد (۸) صفحہ ۱۹۳۱، دستور جلد (۸) صفحہ (۱۴۱) و مخزن جلد (۲) صفحہ ۴۴ ۱۳۰۲ ف
؎۳ شیو سہائے سنگھ بنام سورج پرشاد۔ آئین دکن جلد (۱۵) صفحہ (۱۵۷) ۱۳۱۷ ف
؎۴ کورہ بھیا بنام لی رام راؤ آئین دکن جلد ۷ صفحہ ۱۵۲ ۱۳۱۹ ف اجلاس کامل ؎۵ نکٹ ہوا بنام ہری
تشریح القوانین جلد (۱۱) صفحہ ۳۶۹ ۱۳۲۲ ف " " جلد (۱۲) ۱۳۳۱ ف اجلاس کامل۔

مالک حین حیاتی۔ قول سر رنگین[1] | بروئے قانون انگلستان بعض حالتوں میں ایک شخص کسی جائداد سے صرف اپنی زندگی تک متمتع ہو سکتا ہے جسکو مالک حین حیاتی کہتے ہیں اور اوسکو حق انتقال آئندہ کا ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا۔ اسکے بالکل برعکس

ہندوستان میں ہندو بیوہ خاص صورتوں میں مثلاً[2] کسی ضرورت شاستری کے رفع کرنیکے لئے جائداد کو مطلقاً و دواماً منتقل کر سکتی ہے۔ چنانچہ

ہماری ہائیکورٹ سرکار عالی سے ایکمقدمہ میں تجویز ہوئی کہ ہندو بیوہ بموجودگی اپنے شوہر کے برادر و برادر زادہ کے جائداد غیر منقولہ کو بغیر صاف و صریح ضرورت شاستری کے منتقل کرنیکا اختیار نہیں رکھتی[3]

ایک اور مقدمہ میں تجویز ہوئی کہ بیوہ کو اپنی حیات تک حق تمتع حاصل ہے اسلئے اوس کی حیات تک انتقال جائداد قائم رہیگا بیوہ مرنے کے بعد وارث عودی کو اوس کے تنسیخ کا اختیار حاصل ہوگا[4]

ایکمقدمہ میں تجویز ہوئی کہ ہندو خاندان کی بیوہ جسکو از روے شاستر حق حین حیاتی متروکۂ شوہری میں حاصل ہے وہ اپنی ذاتی پرورش اور اداے قرضہ شوہری اور پوجا پاٹ کیلئے تصرف کر سکتی ہے اگر جائداد متروکہ شوہری کو معاوضہ مالی خدمات کے جو اوسکی حفاظت ذاتی کیلئے ضروری ہوں منتقل کر دے تو وارث عودی کے مقابلہ میں ایسا انتقال ممنوع نہیں ہے۔[5]

ملکیت شرطیہ۔ قول سر رنگین[6] | **دفعہ ۱۴۹** حق ملکیت ایک امر غیر متحقق کے ظہور میں آنے یا نہ آنے پر یا کسی خاص شرط کی تعمیل پر اثر پذیر قرار دیا جا سکتا ہے۔

مثال (۱) ہندوستان میں تمام زمیندار سرکار میں ایک معین رقم سالانہ بطور لگان

---

[1] ترجمہ اصول قانون سر رنگین صفحہ (۲۴۱)، [2] گنز لال بنام بندیال تشریح القوانین جلد (۹) صفحہ ۲۲ سنہ ۱۳۱۸ ف
[3] دناتری بنام الیثونت دکن لا رپورٹ جلد (۳)، صفحہ (۲۴۸) سنہ ۱۳۲۲ ف [4] رام چندر راو بنام بیل کنٹھ راو مقفل دکن جلد (۲۶) صفحہ (۴۵) سنہ ۱۳۲۰ ف [5] ترجمہ اصول قانون سر رنگین صفحہ ۲۴۲

داخل کرنیکے مستوجب ہیں اِلّا اسصورت میں کہ وہ مستثنےٰ اکیئے گئے ہوں بصورت عدم ادائی رقم مذکور باقیدار کی جائداد قابل نیلام ہوگی - جیساکہ ممالک محروسہ سرکار عالی میں کاشتکاروں کو اراضی مزروعہ پر ملکیت شرطیہ حاصل ہے -

اور ایکمقدمہ میں کاشتکار کی اسطرح تعریف کیگئی ہے کہ کاشتکار اراضی کا پٹہ دار یا شکمی دار ہوتا ہے - اور اپنی اراضی کا محاصل سرکار میں داخل کرتا ہے - اور بہ پابندی قواعد مالگزاری اراضی کا مالک ہوتا ہے اور اپنے حقوق متعلقہ کو منتقل کرسکتا ہے - [1]

اور ایک مقدمہ میں تجویز ہوئی کہ اون کاشتکاروں پر جو بروقت زر مالگزاری بغیر نالش ادا نہ کرتے رہے ہوں مالک اراضی بیدخلی کی نالش کرسکتا ہے - اور وہ مستوجب بیدخلی ہیں [2]

ملاحظہ ہو دستور العمل شکمیداراں دفعہ (۱۰)

(۲) ایک ہندو بیوہ اپنے شوہر کی جائداد اس شرط پر ورثتاً پانیکی مستحق ہے کہ وہ دوسرا بیاہ نہ کرے بصورت ازدواج ثانی اوسکے تمام حقوق ساقط ہوجاتے ہیں چنانچہ ایکمقدمہ میں ہائیکورٹ سرکار عالی سے تجویز ہوئی کہ ہندو خاندان کی بیوہ اگر نکاح ثانی کرلے تو اوسکو نہ جائداد شوہری میں کوئی حق رہتا ہے اور نہ نفقہ پانیکی مستحق ہوسکتی ہے [3]

طریقہ حصول ملکیت - قول سر ہنگین [4] | دفعہ ۱۵۰ | حصول ملکیت کے حسب ذیل دو بڑے طریقے ہیں

(۱) ملکیت اصلی - خود حاصل کنندہ کی ذاتی فعل کیوجہ سے بلا تعلق کسی دوسرے امر کے حاصل ہوتی ہے (ملاحظہ ہو دفعہ (۱۵۱) باب ہذا)

---

[1] سوامی راؤ بنام مارابن آئین دکن جلد (۱۰) صفحہ (۴۴۷) ۱۳۱۰ف [2] محمد حامد الدین بنام راجیا آئین دکن جلد (۸) صفحہ (۴۷۷) و فلسفہ شرح القوانین جلد (۱) صفحہ (۵۲۳) ۱۳۱۰ف وروتاتری بنام نرسا آئین دکن جلد (۱۰) صفحہ ۴۹۸ ۱۳۱۲ف و مقنن دکن جلد (۲) صفحہ (۲۳۲) ۱۳۰۶ف [3] سندر راو بنام شیخ بڑے آئین دکن جلد (۹) صفحہ (۱۶۰) ۱۳۱۱ف [4] ترجمہ اصول قانون ہر ہنگین صفحہ (۲۴۳)

(۲) ملکیت ماخوذہ - مالک سابق کے حقوق سے اخذ کیجاتی ہے - اور یہ خواہ بذریعہ انتقال حین حیاتی ہو خواہ بذریعہ ترکہ یا ہبہ بحالت مرض الموت (ملاحظہ ہو دفعہ (۱۵۷)، باب ہذا)

ملکیت اصلی

محولہ دفعہ (۱۵۰)، باب ہذا

اقسام ملکیت اصلی - بقول سر ٹننگین[۱]

دفعہ ۱۵۱ ملکیت اصلی کی اقسام حسب ذیل تین ہیں

(۱) ملکیت مطلق - جو بابتہ کسی ایسی شئے کے ہو جسکا پیشتر کوئی مالک نہ تھا - (ملاحظہ ہو دفعہ ۱۵۲ باب ہذا)

(۲) ملکیت مزیل - جو حاصل کنندہ کے فعل مخالفانہ سے حق ملکیت سابقہ کو زائل کردے (ملاحظہ ہو دفعہ (۱۵۵)، باب ہذا)

(۳) ملکیت اضافی - جو اصل جائداد میں اضافہ ہونیکی وجہ سے حاصل ہو - (ملاحظہ ہو دفعہ ۱۵۶ باب ہذا)

اقسام ملکیت مطلق - بقول سر ٹننگین[۲]

دفعہ ۱۵۲ ملکیت مطلق کی اقسام حسب ذیل دو ہیں

(۱) ملکیت کسی ایسے شئے کی بابتہ حاصل کیجائے جسکا پیشتر کوئی مالک نہ تھا (ملاحظہ ہو دفعہ ۱۵۳ باب ہذا)

(۲) بقول مقنن روما - اسپیسی فیکیشیو - یعنے اوس مصالح سے جو دوسرے شخص کی ملک ہو ایک جدید شئے بنائی جائے (ملاحظہ ہو دفعہ ۱۵۴ باب ہذا)

ملکیت مطلق جسکا کوئی مالک نہ ہو[۳] قول جسٹنین بادشاہ روما

دفعہ ۱۵۳ جن اشیاء کا کوئی مالک نہ ہو اوسکا قابض اول ہی مالک سمجھا جائیگا - مگر شرط یہ ہے کہ

شرط قبضہ جسمانی - قول سر ٹننگین[۴]

اس طریقہ کے حصول کیلئے شئے کو نفس الامری طور پر اپنے جسمانی قبضہ میں لانا لازمی ہے -

---

[۱] ترجمہ اصول قانون سر ٹننگین صفحہ (۲۴۳)، [۲] ر صفحہ (۲۴۳)، [۳] ر صفحہ (۲۴۳)، [۴] ر صفحہ (۲۴۴)

مثال

وحشی حیوانات یا پرند یا مچھلیاں جو عام ندیوں میں ہوں یا شہد کی مکھیاں تا وقتیکہ وہ محال میں جمع نہ ہوں یا جواہرات و موتی وغیرہ جو ساحل پر پائے جائیں۔ یہ سب منجملہ اون اشیاء کے ہیں جو اس طریقہ سے حاصل ہوتے ہیں۔

استثناء

حیوانات وحشی اور مچھلیاں (۱) بروئے اون انگلستان حیوانات وحشی اور مچھلیاں اوس شخص کے قبضہ میں تصور کیجاتی ہیں جسکی اراضی پر وہ موجود ہوں اور مار ڈالے یا پکڑے جائیں جس صورت میں وہ مالک اراضی کی ملک ہوتے ہیں۔

بنگالہ میں زمیندار لازمی طور پر اون مچھلیوں پر جو اوسکی اراضی پر واقع ہوں جلکر یعنے حق ماہی گیری سے متمتع نہیں ہوسکتا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ حق اوس صورت میں اوسکو حاصل ہوتا ہے جبکہ سرکار نے بوقت بندوبست استمراری جداگانہ تشخیص کی ہو۔ اگر ایسی کوئی تشخیص نہ ہوئی ہو تو حق جلکر بربناء اثر قانون نشان (۲) بابتہ ۱۸۱۹ء سرکار کو حاصل ہوتا ہے۔

چنانچہ پرگنہ کوتوالی پورہ ضلع فریدپور میں یہی قاعدہ ہے۔

معدنیات وغیرہ پر حق سرکار (۲) بہ نفاذ اون اختیارات اعلیٰ کے جو ہر ریاست کو حاصل ہے گورنمنٹ آف انڈیا نے فلزات[۱] اور کوئلہ اور دیگر اشیاء معدنی کی تمام کانوں پر اپنے استحقاق کا اظہار کیا ہے۔ اسیطرح

ہماری سرکار نظام میں بھی فلزات اور کوئلہ اور دیگر اشیاء معدنی خالصاً باختیار سرکار عالی ہے۔ ملاحظہ ہو قانون معادن ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۳) ۱۳۲۰ف و قواعد

[۱] فلزوہ جو ہر کانی جو آگ میں پگھل سکے جیسے۔ چاندی سونا۔ تانبا وغیرہ معدنیات اور فلزات جمع فلز کی ہے۔

عطائے اجازت ناجات تلاش معدن مرتبہ مندرجہ جریدۂ اعلامیہ مورخہ ۲۴ اسفندار ۱۳۲۳ف جزو اول صفحہ (۳۰۶) وقواعد عطائے پٹہ معدنیات براری مندرجہ جریدۂ اعلامیہ مورخہ ۷ آبان ۱۳۲۳ف ومرتبہ مندرجہ جریدۂ اعلامیہ مورخہ ۲۴ اسفندار ۱۳۲۳ف جزو اول صفحہ (۳۰۶) وقواعد واجب التعمیل رجلہ معادن موقوعہ ممالک محروسہ سرکار عالی بروے دفعہ (۱۹) قانون معادن سرکار عالی ۱۳۲۰ف مندرجہ جریدۂ اعلامیہ ۲۴ اسفندار ۱۳۱۳ف جزو اول صفحہ (۳۰۸) وقواعد خاص برائے معدن زغال[1] سنگارینی مندرجہ جریدۂ اعلامیہ مورخہ ۱۲ بہمن ۱۳۲۳ف جزو اول صفحہ (۱۷۶) وقواعد خاص برائے معدن زغال ساستی مندرجہ جریدۂ اعلامیہ مورخہ ۲۷ امرداد ۱۳۲۶ف جزو اول صفحہ (۵۹۰) واعلان علاقہ مالگذاری نشان (۲۲۸) مورخہ ۱۵ مہر ۱۳۲۶ف قواعد متعلقہ عطائے لائسنس براری مندرجہ دفعہ (ج ۲۲۴) جلد سوم مجموعہ قوانین مالگذاری سرکار عالی مولفہ خان بہادر شمس العلماء نواب عزیز جنگ بہادر لغایتہ ۱۳۲۶ف وملاحظہ ہو دفعہ (ج ۱۳۵) جسکے تحت معدنیات کے اقسام وغیرہ ظاہر کئے گئے ہیں اور یہ حق منجانب سرکار عالی ذریعہ اسناد شاہی بعض جاگیرداران مقتدر کو بھی عطا فرمایا گیا ہے۔

چنانچہ قانون مالگذاری اراضی نافذہ یکم آذر ۱۳۱۸ف کے دفعہ ۶۳ کا یہ مضمون ہے کہ جملہ معدنیات پر سرکار کو حق حاصل ہے اور کوئی شخص کوئی شے کسی معدن سے بلا اجازت نہ نکال سکیگا لیکن اس دفعہ کا حقوق حاصلہ پر کوئی اثر نہ پڑیگا۔

اور قواعد بندوبست مطبوعہ جریدۂ اعلامیہ مورخہ ۱۴ اسفندار ۱۳۱۵ف جزو اول صفحہ (۲۲۴) کے فقرہ (۳۸) کے الفاظ یہ ہیں کہ جملہ اراضی میں خواہ وہ خالصہ ہوں یا معافی کل معدنیات اور اشیاء معدنی پر حق سرکار پورے طور پر محفوظ کیا گیا ہے مگر قولدار استواری اور آبادی زمین کیلئے چونہ وپتھر کام میں لاسکتا ہے لیکن وہ ان اشیاء کی تجارت یا منتقل نہ کریگا

[1] زغال یعنی کوئلہ

مجاز نہ ہوگا۔ اور دفعہ (ج ۱۶۸) جلد سوم مجموعہ قوانین مالگذاری مولفہ نواب عزیز جنگ بہادر میں بحوالہ گشتی مال نشان (۵) ۱۳۰۴ف لکھا ہے کہ اضلاع بندوبست شدہ میں جو پتھر زمین کاران میں واقع ہوں انکی معافی رعایا کو دیجاتی ہے بشرطیکہ پتھر کثرت سے قابل بیوپار مثل معدن نہ ہوں۔ رعایاء کو اپنے ذاتی املاک میں صرف کرنا چاہیئے اور پتھر اوکھاڑنے سے کھیتوں میں گڑھے واقع نہ ہوں۔

دفینہ | (۳) بروے قانون روما دفینہ یابندہ اور مالک اوس جگہ کا جہاں دفینہ دستیاب ہو دونوں میں مساوی تقسیم عمل میں آتی ہے۔ اور یہی قاعدہ علی العموم براعظم یورپ میں بھی جاری ہے۔ مگر انگلستان میں دفینہ بادشاہ کی ملک سمجھی جاتی ہے۔ بروے قانون سرکار عالی نشان (۳)، بابتہ ۱۳۲۲ف ہم مضمون قانون برٹش انڈیا ایکٹ نمبر (۶) ۱۸۷۸ء ہر ایسی شئے جو دس روپیہ مالیت سے کم نہو زیر زمین یا کسی شئے سے ملصق بزمین مخفی اور برآمد ہو جسکو کوئی شخص بعدالت دیوانی یہ ثابت نہ کرسکے کہ اوس دفینہ کو اوس نے یا اوسکے کسی مورث نے سو برس کے اندر رکھا تھا تو تعلقدار ضلع مجاز ہوگا کہ بعد تحقیقات اوس دفینہ کا کوئی مالک نہ ہونا قرار دیکر وہ دفینہ سرکار میں اسطرح لے لے کہ اوسکا بقدر خمس حصہ مالیت کا روپیہ اشخاص مستحق کو سرکار سے دلائے یا کل دفینہ میں سے صاحب زمین کو ایک ربع اور باقیہ کل دفینہ یابندہ کو دے۔ اگر کوئی صاحب زمین دعویدار نہ ہو تو کل دفینہ یابندہ کو دیدے۔

لاش انسانی پر اختیار صیغۂ امور مذہبی | (۴) بروے قانون انگلستان لاش انسانی پر کسی کو حق ملکیت حاصل نہیں ہوسکتا اور نہ کوئی شخص اپنی لاش کو بذریعہ وصیت کسی دوسرے کے نام منتقل کرسکتا ہے گو عدالت کا میلان طبعی شخص متوفی کی معقول خواہشات کو عمل میں

وانکی طرف ہو۔ البتہ تجہیز و تکفین تک شخص متوفی کے اوصیاء کو اوسکی لاش کی حفاظت اور قبضہ کے متعلق حق حاصل ہے اور بعد اوسکے کہ وہ پاک زمین میں دفن کیجائے محکمۂ امور مذہبی کے زیر حفاظت رہتی ہے اور قبر پر گنبد یا مقبرہ سے جس میں کہ وہ رکھی گئی ہو نکالی نہیں جاسکتی الّا اوس صورت میں کہ محکمۂ امور مذہبی سے اجازت عطا کیجائے۔ اور ایسی حالت میں بھی صرف پاک زمین کے احاطہ کے اندر کسی دوسری قبر میں منتقل کیجاسکتی ہے۔

یہی طریقہ ہماری سرکار عالی میں بھی باتباع احکام فقہیہ جاری ہے۔ ۱۳۲۴ ف

جائداد لاوارث (۵) ممالک محروسہ سرکار عالی کے قانون جائداد لاوارث نشان دہم بابتہ دفعہ (۲) ضمن الف میں جائداد لاوارث کی تعریف اسطرح کیگئی ہے کہ جائداد لاوارث سے ایسی جائداد منقولہ وغیر منقولہ مراد ہے جو از قسم عطیات سلطانی نہ ہو اور جسکے متعلق آخری مالک جائداد کے حقوق ہونیکے بعد کسی شخص کو اوسکا حق نہ پہونچتا ہو۔

بروے دفعہ (۳) قانون مذکور ایسی جائداد لاوارث کی مالک سرکار عالی ہوگی۔

ایسی جائداد لاوارث اگر موجود ہو تو ایسا عہدہ دار کوتوالی جسکا درجہ جمعدار سے کم نہ ہو فوراً اپنے قبضہ میں لیکر معہ رپورٹ اگر مالیت جائداد ایکسو روپیہ تک ہو تو منصفی میں اور اگر اوس سے زیادہ ہو (یا جائداد کسی علاقہ پائیگاہ یا جاگیر مقتدر میں ہو تو وہاں کا متذکرہ عہدہ دار پولیس) نظامت فوجداری ضلع میں پیش کریگا۔ اور عدالت سے حضوری عہدہ دار کا اشتہار مدتی شش ماہ جاری ہو کر اندرون مدت اشتہار اگر کسیکی عذرداری پیش ہو تو بعد ختم مدت اشتہار بعد تحقیقات بصورت منظوری عذرداری وہ مال اوس کے حوالہ کیا جائیگا۔ بصورت نامنظوری عذرداری عذر دار کو مجری نالش دیوانی کا حق حاصل اور تا تصفیہ اوسکی یہ کارروائی ملتوی رہے گی۔ اور وہ مال لاوارث قرار پانیکے بعد بتوسط ہوم سکرٹری بمنظوری

او سپ صدر المہام بہادر عدالت حسب طریقہ ضابطہ دیوانی باجرائے اشتہار نیلامی اوسکا نیلام
کیا جاکر رقم بحق سرکار جمع عدالت کیجائیگی۔ اور اگر مال جلد خراب ہونیوالا ہو تو ان مراتب کے پہلے
بھی نیلام ہو سکتا ہے۔ اور بوقت قبضہ کسیکی مزاحمت ہو تو اوسکا تصفیہ حسب تصفیہ مزاحمت شخص ثالث
بتحصیل ڈگری بموجب ضابطہ دیوانی عمل میں آئیگا۔ اور مال لاوارث حدود علاقہ پائیگاہ یا جاگیر
مقتدر کا ہو تو اوسکے مستحق جاگیردار صاحبان ہونگے۔

گشتی عدالت العالیہ نشان فوجداری (۴۵) مورخہ ۴ ارخورداد ۱۳۲۶ف کی رو سے جائداد
لاوارث موقوعہ پائیگاہ یا جاگیر کی تحقیقات عدالت ضلع سرکار عالی میں ہوگی۔

گشتی عدالت العالیہ نشان فوجداری (۱۸) مورخہ ۷ خورداد ۱۳۲۶ف کی عبارت یہ ہے
کہ ابتک یہ امر تصفیہ طلب تھا کہ جاگیرات کی آمدنی۔ مال لاوارث۔ دفینہ۔ رقم حق ہراج
جانوران چکاری۔ رقم جرمانہ فوجداری۔ رقم تاوان محلکہ وضمانت۔ رقم حق ہراج۔ رقم بند سرانہ
میں سے کن ابواب کی آمدنی حق سرکار اور کن ابواب کی آمدنی حق جاگیردار ہے اب بشرف
صدور فرمان واجب الاذعان مرتبہ ۱۶ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ مندرجہ مراسلہ محکمہ سرکار نشان ۶۱۶
مورخہ ۲۳ اسفندار ۱۳۲۶ف حکم دیا جاتا ہے کہ جاگیرات میں مال لاوارث یا دفینہ از روی
قانون نافذہ حق سرکار سمجھا جائیگا اور رقوم ہراج جانوران چکاری اور بند سرانہ اس جاگیردار
کو دئے جائیں جسنے اپنی جاگیر میں جانوران چکاری کیلئے لشکر تیار کرکے اونکی حفاظت کا
اچھا انتظام کیا ہو۔ اور رقوم جرمانہ فوجداری وتاوان محلکہ وضمانت وحق ہراج جو عدالتی
ابواب کی رقوم ہیں اونکے مستحق وہ جاگیردار سمجھے جائیں جنکو عدالتی اقتدارات حاصل ہوں
اور جنکی جاگیر میں یہ رقوم وصول ہوں۔

گشتی عدالت العالیہ نشان فوجداری (۱۹) مورخہ ۳۱ امرداد ۱۳۲۷ف میں بمطابقت

فرمان مبارک مرقومہ ۲ رجب ۱۳۳۶ھ یہ طے فرمایا گیا ہے کہ بلحاظ احکام قانون جائداد لاوارث یا قانون دفینہ کسی مال کی ملکیت اگر سرکار کو پہونچتی ہے تو سرکار اوسکی مالک ہوگی لیکن اگر مال کسی جاگیر کے متعلق ہے تو بپابندی شروط مندرجۂ قانون جاگیر دار اوسکا مالک ہوگا۔

قانون جائداد لاوارث نشان (۴) ۱۳۲۴ف کے دفعہ (۲) ضمن ب کی توضیح کی عبارت یہ ہے کہ جاگیر دار جو عملدرآمد کے لحاظ سے کسی جائداد کے پانیکا مستحق ہو وہ وارث سمجھا جائے گا۔

ملکیت مطلق ۔ ایسی فیکٹیو یعنے اوس مصالح سے[1] جو دوسرے شخص کی ملک ہو ایک جدید شئی بنائی جائے

دفعہ ۱۵۴ جسٹینین بادشاہ کے زمانہ سے پیشتر اس قسم کے اشیاء کی ملکیت کے متعلق دو مختلف آرائے ذیل قرار پائی ہیں۔

(۱) **لیبو** نامی مشہور مقنن کے نامور شاگرد **پروکیولس** کی تقلید کرنیوالے مقنن کا قول ہے کہ ایسی شئے کا کوئی مالک سابق نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ مجدداً بنائی جاتی ہے اسلئے اوسکا بنانے والا ہی اصل مالک ہو سکتا ہے۔

(۲) **لیبائنس** کی پیروی کرنیوالے مقنن کا اختلافی قول ہے کہ مصالح موجود رہتا ہے گو اوسکی شکل تبدیل پذیر ہو۔ اور مالک اوس مصالح کا شئے تیار شدہ کا مالک ہوتا ہے۔

(۳) **جسٹینین** بادشاہ کا قول جو اقوال صدر سے ایک درمیانی رائے قائم کر کے جاری کیا وہ یہ ہے کہ اگر شئے تیار شدہ پھر مصالح سابق کی اصل حالت میں لائی جا سکے تو ایسی صورت میں مالک مصالح شئے تیار شدہ کا بھی مالک متصور ہوگا۔ اگر نہ لائیجا سکے تو وہی شخص اوسکا مالک ہوگا جسنے اوسکو تیار کیا ہے۔ اسکے متعلق۔

---

[1] ترجمہ اصول قانون سر ہنٹگن صفحہ (۲۴۷)

(۴) اسٹاہل کا قول اعتراضی یہ ہے کہ یہ معیار اسوجہ قابل اطمینان نہیں کہ ایک بت تراش کی مثال لیجئے جسنے کسی دوسرے شخص کی مٹی سے ایک بت بنایا یہ بت یقیناً اوس مصالح کی جس سے کہ وہ بنایا گیا اصلی حالت میں پھر لایا جا سکتا ہے لیکن اوس بت کی اصل لیت اوسکی شکل ہی میں ہے۔ اور اوس خود نفس الامری سے قطع نظر کرکے مالک مصالح کو مالک بت قرار دینا اقتضائے حق و انصاف سے بعید ہوگا۔

(۵) انگلستان میں اس سوال کے پیدا ہونیکا اسوجہ احتمال نہیں کہ وہاں یہ قاعدہ ہے کہ اگر میں کسی دوسرے شخص کا مال لوں اور اپنے مال کیساتھ اوسے ملا دوں تو میں اوس مال کی قیمت اور اوسکو روک رکھنے کی بابتہ ہرجہ کی ادائی کا مستوجب ہونگا۔

(۶) دفعہ (۱۵۸)، قانون معاہدہ سرکار عالی ہم مضمون دفعہ (۱۵۷)، قانون ہند ایکٹ نمبر (۹) ۱۸۷۲ء میں لکھا ہے کہ اگر امین بلا رضامندی امانت دہندہ کے اوس مال میں اپنا مال اسطرح ملا دے کہ مال امانتی کی علحدگی اور واپسی ناممکن ہو تو امانت دہندہ امین سے نقصان مال کے معاوضہ پانیکا مستحق ہے۔

ملکیت مزیل۔ قول سرٹنگین [۱] **دفعہ ۱۵۵** دوسری شکل ملکیت اصلی کی وہ ہے جو بوجہ زائل ہونے حقوق مالک سابق کے حاصل ہوتی ہے۔ یہ اون صورتوں سے متعلق ہے جنمیں کوئی شے بوجہ قبضہ مزمن و مسلسل کے یعنے بذریعہ قدامت کسی شخص کو بطور مالک کے حاصل ہو

مثال

(۱) قانون روما مندرجۂ الواح اثناء عشر کے مطابق سابقاً اگر کوئی شخص کسی جائداد منقولہ کا ایک سال تک اور جائداد غیر منقولہ کا دو سال تک نیک نیتی سے قابض رہے تو اوس شخص

[۱] ترجمہ اصول قانون سرٹنگین صفحہ (۲۴۸)

کو جائداد مذکور کے متعلق مستقل استحقاق حاصل ہوجایا کرتا تھا۔ جسکے بعد

(۲) قانون جسٹینین کے بموجب جائداد منقولہ کے متعلق (۳) سال اور جائداد غیر منقولہ کے متعلق اوس صورت میں جبکہ اشخاص ایک ہی ملک میں رہتے تھے دس سال اور اوس صورت میں جبکہ وہ مختلف ممالک میں رہتے تھے بیس سال کا زمانہ مقرر کیا گیا۔

(۳) ایکٹ مصدرہ ۳ و ۴ جلوس ولیم چہارم باب (۲۷) کے بموجب بعد ختم ہونے میعاد معروضہ ایکٹ مذکور کے کسی شخص کا حق اوس اراضی پر از سر نو قبضہ حاصل کرنیکے متعلق جس سے کہ وہ بیدخل کیا گیا ہو زائل ہوجاتا ہے۔

(۴) واضعان قانون ہند نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ قانون میعاد سماعت ہند مصدرہ ۱۸۷۷ء کے دفعہ (۲۸) میں اور قانون میعاد سماعت ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۲) سنہ ۱۳۲۲ف کے دفعہ (۲۸) میں یہ قاعدہ مقرر ہے کہ قانون میعاد سماعت مذکور میں جو میعاد کسی شخص کی جانب سے جائداد کے قبضہ کے دعوے کیلئے مقرر ہے اوسکے ختم ہوتے ہی جائداد کے متعلق اوس شخص کا حق زائل ہوجائیگا۔

بلحاظ اسکے مالک سابق کے استحقاق کے ازالہ کا عملی اثر یہ ہے کہ وہ استحقاق قابض جدید کو حاصل ہوتا ہے اور اگر خود اوس قابض کا قبضہ مخالفانہ بصورت جائداد غیر منقولہ بارہ[۱] سال تک جاری رہے یہ استحقاق مطلق اور ناقابل زوال ہوجاتا ہے اسی وجہ سے اس طریقہ حصول کو مزیل کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔

ملکیت اضافی۔ قول سرٹرنگین[۲]

دفعہ ۱۵۶ اصل جائداد میں اضافہ ہونیسے ملکیت اضافی حاصل ہوتی ہے۔

۱؎ ملاحظہ ہو دفعہ (۱۴۲) ضمن (ع) قبضہ مخالفانہ باب ہذا ۲؎ ترجمہ اصول قانون سرٹرنگین صفحہ (۱۵۰)

مثال

(۱) اگر کسی درخت پر پھل لگے یا کسی پالے ہوے جانور کے بچہ پیدا ہو تو وہ پھل یا بچہ مالک کی ملک ہونگے الا اسصورت میں کہ وہ اوس حق سے دست بردار ہو گیا ہو۔

(۲) جو فصل کسی زمین میں بوئی گئی ہو وہ اس زمین کی ملکیت سے جدا نہیں ہو سکتی۔

(۳) جو اشیا کسی عمارت سے ملحق ہوں اور جو فکسچر[1] کی تعریف میں داخل نہ ہوں بموجب اوس مسئلہ قانونی کے۔ کہ

مسئلہ۔ جو شے اراضی سے ملصق ہو وہ اوسی سے متعلق ہے۔

قانوناً اوسی کے اجزا سمجھے جاتے ہیں۔

(۴) زمین دریا برآمد و دریا بردمیں بروے قانون بنگالہ نمبر (۱۱) سنہ ۱۸۲۵ء جو زمین طغیانی سے بہ جائے اور بعد میں از سر نو اپنی پرانی جگہ پر نکل آوے اور پہچانی جائے کہ یہ وہی زمین ہے تو وہ حسب منشاء قانون مذکور ایسی اراضی نہیں ہے جو بتدریج پیدا اور حاصل ہو بلکہ اسطرح نکل آنے کے بعد شناخت کیجاوے تو مالک سابق ہی کی ملک رہتی ہے اور بروقت دریا برد ہوجانے کے جسقدر حقوق اوسکے متعلق موجود تھے وہ سب اوس اراضی کے برآمد ہونے پر پھر پیدا ہوتے ہیں البتہ اس شرط پر کہ کسی دوسرے شخص کو اراضی برآمدہ پر عرصہ دراز سے قبضہ مخالفانہ ہونیکی وجہ سے مستقل استحقاق حاصل نہ ہوا ہو۔

پنجاب میں ایسی صورتوں کی بابتہ خاص خاص رسم و رواج مقرر ہیں جن پر عمل جاری ہے۔ مثلاً "رواج کشتی بنہ یعنے گہری دریا کا قاعدہ۔ اور۔ رو گردانی یعنے دریا کے رو کا اولٹنا۔ اور۔ داریار یا کچھ مچھ جسکی رو سے صرف اصلی رقبہ پر لحاظ کیا جاتا ہے۔ اور جو اراضیات ان حدود میں واقع ہیں یا ہوں وہ ہمیشہ جائداد متعلقہ کے ساتھ رہتی ہیں۔ عام اس سے کہ وہ

[1] لفظ فکسچر سے مراد وہ شے ہے جو کسی جائداد غیر منقولہ سے ملصق کیجاوے اور جو قانوناً اوس جائداد سے علیحدہ کیجا سکتی ہو۔

دریا کے پاٹ میں ہوں یا اوس سے باہر۔

سوال۔ بروقت انتقال جائداد اس قسم کے اضافہ کا کون مستحق ہے۔

جواب۔ یہ امر کہ اس قسم کے اضافہ سے جو تکمیل بیعنامہ اور جائداد مبیعہ پر واقعی قبضہ پانیکی مدت درمیانی کے اندر پیدا ہو متمتع ہونیکا کون مستحق ہے۔ اس امر پر منحصر ہے کہ معاہدہ انتقال یا موثر انتقال حق ملکیت ہونے کیلئے قانون کسوقت مکمل تصور کرتا ہے۔

الف۔ قانون روما کے بموجب حوالگی قبضہ ضروری تھی لیکن۔

ب۔ فرانس اور انگلستان کے قانون موجودہ کی رو سے انتقال معاہدۂ انتقال کی تکمیل کیساتھ ہی پورا ہو جاتا ہے۔

ج۔ قانون ہند نے قانون انگلستان سے صرف اس حد تک انحراف کیا ہے کہ قانون اولذکر جائداد غیر منقولہ حقیقی کی صورتوں میں جنکی مالیت ایکسو روپیہ یا اوس سے زیادہ ہو انتقال کو بجز اسکے کہ وہ بذریعہ ایسی دستاویز کے عمل میں آیا ہو جسکی رجسٹری حسب قانون نافذ الوقت متعلق رجسٹری دستاویزات ہوئی ہو تسلیم نہیں کرتا اور اسی قسم کی جائداد مالیتی کم از یکصد روپیہ کی صورتوں میں اوسوقت تک انتقال کو جایز نہیں قرار دیتا جب تک کہ وہ بذریعہ دستاویز رجسٹری شدہ یا بذریعہ حوالگی جائداد کے نہ ہو ؎۱ بلحاظ اسکے۔

تا وقتیکہ دستاویز انتقال کی رجسٹری یا جائداد غیر منقولہ حقیقی مالیتی کم از یکصد روپیہ کی صورتمیں حوالگی نہ ہو انتقال ملکیت مکمل نہیں ہوتا۔ اس لئے منتقل الیہ نہ اوس نقصان کے برداشت کرنیکا پابند ہوگا جو جائداد کے اتلاف یا اوسکو ضرر پہونچنے سے یا کم مالیت ہو جانیسے واقع ہوا ہو اور جو بائع کی فعل سے نہ ہوا ہو اور نہ وہ مستحق اس امر کا ہوگا کہ انتفاع کسی کارفائدہ بخش کا

؎۱ قاعدہ سرکار عالی کے متعلق ملاحظہ ہو دفعہ (۱۰۴) کا حاشیہ مجموعہ ہذا حصہ اول فصل سوم باب ہشتم

جو جائداد پر ہوا ہو یا جس سے جائداد کی مالیت بڑھ گئی ہو نیز جائداد کا تمام زر لگان او منافع حاصل کرے۔

ایسی جائداد غیر منقولہ کی حدود میں جو پٹہ پر دیگئی ہو اگر دوران میعاد پٹہ میں جائداد میں کچھ اضافہ ہو جائے تو پٹہ گیرندہ مستحق ہوگا کہ وہ اضافہ بہ پابندی قانون متعلقہ اراضی دریا برآمد کے جو اوس وقت نافذ ہو حاصل کرے۔

قانون مالگذاری سرکار عالی ۱۳۱۸ف دفعہ (۵۵) کی عبارت یہ ہے کہ اگر اراضی دریا برآمد بصورت تری دو گنٹہ اور بصورت خشکی ایک یکر تک ہو تو بلا اخذ کسی محاصل کے قابض اراضی متصلہ کے قبضہ میں رہیگی اور اگر اس مقدار سے بڑھ جائے تو اوسکی لادنی مثل اراضی خالصہ غیر مقبوضہ ہوگی البتہ قابض اراضی متصلہ کو دوسروں کے مقابلہ میں ترجیح ہوگی۔ اور دفعہ (۵۶) قانون مذکور کی عبارت یہ ہے کہ اگر اراضی دریا برد بصورت تری دہ گنٹہ اور بصورت خشکی ایک یکر تک ہو تو پٹہ دار اراضی کو اوسکا کوئی محاصل مجرا نہ ملیگا۔ اور اگر اس مقدار سے زیادہ ہو تو محاصل مجرا دیا جائیگا۔

انھیں ہر دو امور دریا برد و دریا برآمد اراضی کی بابتہ ملاحظہ ہو گشتی مالگذاری نشان (۲۲) مورخہ ۲۴ ابان ۱۳۱۸ف قواعد بندوبست فقرہ (۲۷) و گشتی مالگذاری نمبر (۲۱) مورخہ ۲۷ فروردی ۱۳۲۳ف مجموعہ قوانین مالگذاری مولفہ نواب عزیز جنگ بہادر جلد اول دفعہ الف (۴۳۹)

ملکیت ماخوذہ

محولہ دفعہ (۱۵۰) باب ہذا

طریقہ حصول ملکیت ماخوذہ بروے قانون رومائ[۱] | **دفعہ ۱۵۷** | جسطرح حسب دفعہ (۱۴۲)

---

[۱] ترجمہ اصول قانون سرتھنگٹن صفحہ (۲۵۲)

ضمن (ج) قبضہ ماخوذہ ہوسکتا ہے۔ اسیطرح ملکیت بھی جداگانہ دو اقسام ذیل کے ساتھ ماخوذہ ہوسکتی ہے۔

(۱) انتقال جائداد حین حیاتی (دونیشیو انٹر وائی واس) ملاحظہ ہو دفعہ (۱۵۸) باب ہذا

(۲) ترکہ یا ہبہ بحالت مرض الموت (دونیشیو مارٹس کاگنر) ملاحظہ ہو دفعہ (۱۵۹) باب ہذا

توضیح - ہر دو اقسام متذکرۂ صدر کو برخلاف اصلی کے ماخوذہ اسوجہ سے کہتے ہیں کہ اسکے ذریعہ سے حاصل کنندہ مالک سابق سے حقوق اخذ کرتا ہے۔ حاصل کنندہ کے حقوق کا دائرہ اوس شخص کے حقوق سے محدود ہوتا ہے جس سے کہ وہ حقوق حاصل ہوتے ہیں اوسکے متعلق یہ مسئلہ قانونی ہے کہ۔

مسئلہ - کوئی شخص اوس حق سے زیادہ منتقل نہیں کرسکتا جو خود اوسکو حاصل ہے۔ انگلستان اور اسکاٹ لینڈ میں یہ مسئلہ صدر کسیقدر ترمیم کے بعد بذریعہ فیکٹرس ایکٹ اور ہندوستان اور ممالک محروسہ سرکار عالی میں بذریعہ قانون معاہدہ جاری کیا گیا ہے۔ اور جب کسی مقدمہ کے متعلق اس مسئلہ کے اطلاق پر غور کیا جائے تو ان قوانین کو ملحوظ رکھنا ضرور ہے۔

دفعہ ۱۵۸ انتقال جائداد حین حیاتی یعنے دونیشیو انٹر وائی واس۔ قول سر ٹنگن[۱] جس صورت میں کہ اصول ملکیت انتقال حین حیاتی کا نتیجہ ہو تو جو کچھ قبضہ ضرورت کے متعلق بضمن حق قبضہ دفعہ (۱۴۲) ضمن (ج) باب ہذا۔

بیان کیا گیا ہے اون امور کا ملحوظ رکھا جانا ضرور ہے۔ اسکے سوائے ایک[۲] اور اہم امر جو حصول ملکیت ماخوذہ بذریعہ انتقال حین حیاتی کے متعلق ذہن نشین رکھنے

---

[۱] ترجمہ اصول قانون سر ٹنگن صفحہ (۲۵۵) [۲] ترجمہ اصول قانون سر ٹنگن صفحہ (۲۶۱)

کے قابل ہے۔ اون حقوق کا مسئلہ حق تقدم (حق ترجیح) جو بذریعہ انتقال وجود پائیں یا جنکا وجود میں آنا معلوم ہوتا ہو۔ چونکہ

اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ کوئی شخص چند انتقالات کی رو سے اوقات مختلف پر ایک ہی جائداد میں مختلف حقوق قائم کرتا ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہوتا ہے کہ وقت واحد میں وہ جملہ حقوق وجود پذیر ہوں یا اونکا نفاذ کامل ایک ہی وقت میں ہو جائے۔ ایسی صورت میں

اس امر کا تصفیہ کرنا نہایت اہم ہے کہ منجملہ منتقل الیہم کے کس شخص کو ترجیح دیجائے جبتک انتقال ملکیت کی تکمیل کیلئے شئے منتقل شدہ کی حوالگی ضرور تھی اس بارہ میں کوئی قاعدہ مقرر کرنیکی حاجت نہ تھی۔ لیکن جبکہ یہ امر تسلیم کر لیا گیا ہے کہ مابین فریقین انتقال ملکیت محض بربناء معاہدہ انتقال مکمل ہو سکتا ہے۔ اور اسکے لئے قبضہ کا انتقال لازمی نہیں ہے تو متعدد منتقل الیہم کے حقوق کی تجویز کیلئے ایک قاعدہ مقرر کرنیکی ضرورت واقع ہوئی جو قاعدہ کلیہ قانون رومان سے اخذ کیا گیا ہے۔ اور جسکا اطلاق معاملات پر وسیع ہو سکتا ہے۔

اور رومان کا وہ مسئلہ قانونی یہ ہے۔

مسئلہ جس شخص کو وقت کے لحاظ سے تقدیم حاصل ہو اوسکا دعویٰ قانوناً سب سے قوی ہے۔

اس مسئلہ میں خاص خاص ضوابط کے اضافہ کرنیسے بعض صورتوں میں تبدیلیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور اگر ان ضوابط کی پابندی نہ کیجائے تو انتقال بلا لحاظ وقت کالعدم ہو جاتا ہے۔

مثال

(۱) قانون انگلستان کی رو سے عطیہ اراضی سربمہر ہونی چاہیئے۔

(۲) قانون ہند کے بموجب

الف اگر جائداد غیر منقولہ مالیتی زاید از یکصد روپیہ ہو تو اوسکا انتقال ذریعہ دستاویز

رجسٹری شدہ بصورت اندرون مالیت یکصد روپیہ ہونیکے اوسکا انتقال ذریعہ دستاویز رجسٹری شدہ یا بذریعہ قبضہ جائداد ہونا لازمی ہے۔

(ب) اشیاء منقولہ کیصورت میں معاہدہ انتقال اُسوقت مکمل سمجھا جائیگا جبکہ قیمت کامل یا جزو یا جبکہ بیعانہ ادا کیا جائے۔ یا جبکہ کُل یا جزو اشیاء کا قبضہ دیا جائے۔

(۳) قانون فرانس میں حکم ہے کہ معاہدہ انتقال جائداد غیر منقولہ (لوٹری) کے مواجہ میں ہونا اور اوسکا رجسٹر سرکاری میں لکھا جانا ضرور ہے۔

(۴) قانون رشیا کے مطابق فریقین کو عدالت میں درخواست دیکر اجازت حاصل کرنی چاہیے۔ اسکے بعد منتقل الیہ کا نام رجسٹر میں درج کیا جاتا ہے۔

ہدایت مزید توضیح کیلئے ملاحظہ ہو دفعہ (۴۸) ضمن مالک حین حیاتی۔ باب ہذا۔

دفعہ ۱۵۹	ترکہ یا ہبہ بحالت مرض الموت (دونیشیو مارٹس کاگز) قول سر ٹینگن[ا]
تعریف ترکہ	(۱) کسی متوفی کا مال و متاع جائداد منقولہ و غیر منقولہ متروکہ متوفی کہلاتا ہے جسمیں قبضہ مشروط نہیں
تعریف ہبہ	(۲) ایک جائداد کا بغیر کسی معاوضہ کے عطا کرنا ہبہ کہلاتا ہے جسمیں قبضہ مشروط ہے
تعریف ہبہ بحالتِ مرض الموت	(۳) وہ ہبہ جو مرض الموت کیوقت کیا جائے اوسکو کہتے ہیں کہ کوئی شخص جو بیمار ہو اور اپنے مرض لاحقہ سے جلدی مرجانیکا خوف رکھتا ہو کوئی شئے منقولہ کسی شخص غیر کو اس غرض سے حوالہ کرے کہ اگر واہب اوسی مرض میں مرجائے تو شخص موہوب لہٗ اوس شئے موہوبہ کو اپنے تصرف میں لائے۔

توضیح[۲] اس ہبہ کے نفاذ کیلئے قبضہ لازمی ہے اور یہ قبضہ حقیقی ہو یا معنوی یعنے ذریعہ حوالگی کلید صندوق جسمیں شئے موہوبہ رکھی ہوئی ہو۔

[ا] ترجمہ اصول قانون سر ٹینگن صفحہ (۲۵۵)
[۲] ترجمہ اصول قانون سر ٹینگن صفحہ (۲۵۵)

(۲) اگر موہوب لہٗ واہب سے پہلے مرجاوے تو یہ ہبہ بحالت مرض الموت غیر موثر سمجھی جائیگی۔

(۳) [1] شرع شریف کے احکام کے بموجب کوئی شخص کسی اجنبی کو ذریعہ وصیت یا ذریعہ ہبہ اپنی جائداد کے ایک ثلث سے زیادہ حصہ کو منتقل نہیں کرسکتا اور نہ اپنی جائداد کا کوئی حصہ اپنے ایک یا چند وارثوں کو ہبہ کرسکتا ہے۔ اِلّا اُس صورت میں کہ دیگر ورثاء نے رضامندی ظاہر کی ہو

دفعہ ۱۶۰

ملکیت مشترکہ قول سرنگین [2] بعینہٖ قبضہ مشترکہ حسب دفعہ (۱۴۲) ضمن (د) کیطرح ملکیت کے بارہ میں بھی یہ ناممکن ہے کہ حسب مفہوم قانون وقت واحد میں دو اشخاص ایک ہی شے کے قابض یا مالک ہوں لیکن کوئی وجہ نہیں ہے کہ دو یا زیادہ اشخاص ایک ہی شے کی ملکیت سے بالاشتراک متمتع نہ ہوں۔ اس قسم کے تمتع کو ملکیت مشترکہ کہتے ہیں۔ اسکے حسب ذیل دو قسمیں ہیں۔

قسم اول۔ وہ ہے جسمیں ہر مالک کو جائداد کے ہر جزو اور نیز کل جائداد پر پورا قبضہ اسطرح حاصل رہتا ہے کہ اپنے شریک کی شرکت کے اعتبار سے ہر مالک مشترک کو کل جائداد پر قبضہ حاصل ہے لیکن انتقال اور ضبطی جائداد کی اغراض کیلئے وہ صرف اپنے غیر منقسم حصہ کا مالک سمجھا جائیگا۔ اس قسم کے ملکیت کی خصوصیت یہ ہے کہ مالکان مشترک میں سے کسی ایک کی وفات پر کل جائداد پس ماندوں کو از روے حق پسماندگی منتقل ہوجائیگی۔

قسم دوم۔ وہ ہے جسمیں مالکان مشترک کا ایک معیّن حصہ جائداد میں رہتا ہے اور ان میں پسماندگی کوئی چیز نہیں ہے۔ اس قسم کی ملکیت کو قانون انگلستان میں ٹننسی ان کامن کہتے ہیں۔

مثال

مطابقت شاستر — **الف** قسم اول خاندان مشترکہ۔ اصول متاکشرا کے مماثل ہے جسکی رو سے

---

[1] ترجمہ اصول قانون سرنگین صفحہ (۲۳۴)

[2] ترجمہ اصول قانون سرنگین صفحہ (۲۵۶)

جبتک کوئی خاندان ملکر رہے اور جائداد کی غیر منقسم ہو اور اوسکے متعلق اہالی خاندان کے حقوق مشخص نہ ہوں اوس خاندان کے کسی شخص کو کوئی ایسا حق مالکانہ حاصل نہیں ہوتا جس سے وہ منتقل کرسکے یا اوسپر کوئی بار عائد کرے۔ ایسے حالات میں جائداد تمام اہالی خاندان کی اسی طرح مشترکہ ملک ہوتی ہے جیسے کہ ایک جماعت سندیافتہ کی اور ان میں سے کوئی شخص منفرداً جائداد مذکور میں کوئی حصہ نہیں رکھتا جسکو وہ بطور ملکیت کے اپنے تصرف میں لا سکے۔

(مزید توضیح کیلئے ملاحظہ ہو دفعہ (۱۴۸) ملکیت محدود باب ہذا)

قسم دوم خاندان مشترکہ۔ دائی بھاگ یعنے خاندان مروجہ بنگال کے مماثل ہے جسمیں جائداد غیر منقسم میں ہر شخص کا حصہ معین اور وہ اسپنے حسب مرضی۔ اوسکو منتقل کرسکتا ہے۔

رواج پنجاب | اب پنجاب کے دیہات میں اراضی شاملاتی کے بارہ میں یہ قرار پایا ہے کہ مالکوں میں کوئی شخص بغیر رضامندی جملہ حصہ داروں کے کوئی فعل نہیں کرسکتا جس سے جائداد کی حالت بدل جائے۔

ج۔ قانون انتقال جائداد مجریہ سنہ ۱۸۸۲ء میں لکھا ہے کہ جب منجملہ دو یا چند حصہ داران جائداد غیر منقولہ کے ایک حصہ دار جو انتقال کرنیکا قانوناً مجاز ہو۔ جائداد مذکور میں سے اپنے حصہ کو یا اوس جائداد کے متعلق اپنے استحقاق کو منتقل کردے تو نسبت ایسے حصہ یا استحقاق کے اور جہاں تک انتقال کو اثر پذیر کرنیکے لئے ضرور ہے منتقل الیہ کو حق انتقال کنندہ درباب پانے قبضہ شاملاتی یا انتفاع شاملاتی یا جزو انتفاع جائداد مذکور کے اور حق اوسکی تقسیم کرا لینے کا حاصل ہوتا ہے۔

توضیح۔ جب کسی جائداد غیر منقولہ کے چند حصہ داران مشترک جائداد مذکور کا کوئی حصہ منتقل کریں اور اوسکی صراحت نہ لکھیں کہ انتقال کا اثر انتقال کرنیوالوں کے کسی خاص حصہ یا حصص پر

مترتب ہوگا۔ تو مابین ایسے انتقال کنندوں کے جب اون کے حصص برابر ہوں ایسا انتقال کل حصص پر برابر اثر رکھیگا اور جب وہ حصص برابر نہ ہوں تو انتقال مذکور ہر حصہ پر اوسکی مقدار کے موجب اثر رکھیگا۔

شرط۔ اگر منتقل الیہ کسی حصہ مکان سکونت کا جو کسی خاندان غیر منقسم کی ملک ہو کوئی ایسا شخص ہو جو شریک خاندان نہ ہو تو اس دفعہ کی کسی عبارت سے شخص مذکور کو کچھ استحقاق مکان کے قبضہ شاملاتی یا تصرف شاملاتی یا اوسکے کسی جزو قبضہ یا تصرف کا حاصل نہ ہوگا۔

دفعہ ۱۶۱ حق ملکیت کا ساقط ہونا۔ قول سر رنگین[۱] جسطرح حسب دفعہ (۱۴۳) باب ہذا حق قبضہ ساقط ہو سکتا ہے اوسیطرح حق ملکیت بھی سہ سببہائے ذیل میں سے کسی ایک سبب سے بھی ساقط ہوگا۔

(۱) سزائے فوجداری سے۔ (ملاحظہ ہو دفعہ (۱۶۲) باب ہذا)

(۲) اثر قانونی سے۔ (ملاحظہ ہو دفعہ (۱۶۳) باب ہذا)

(۳) حکم عدالت سے۔ (ملاحظہ ہو دفعہ (۱۶۴) باب ہذا)

دفعہ ۱۶۲ سزائے فوجداری سے حق ملکیت کا ساقط ہونا قول سر رنگین ...... [۲] حق ملکیت سزائے فوجداری سے اسطرح ساقط ہوتا ہے کہ بعض جرائم کے ثابت ہونے پر مجرم کی جائداد ضبط ہو سکتی ہے۔ اور بعض صورتوں میں ضرور ہے کہ ضبطی جائداد کی سزا بطور حکم سزا کے ایک جزو کی تجویز کیجائے۔

مثال

(۱) مجموعہ تعزیرات ممالک محروسہ سرکار عالی باب (۵) جرائم خلاف سرکار دفعہ (۸۰) ہم مضمون دفعہ

[۱] ترجمہ اصول قانون سر رنگین صفحہ ۲۶۳

[۲] ترجمہ اصول قانون سر رنگین صفحہ ۲۶۳

(۱۲۰) تعزیرات ہند کے بموجب اگر کوئی شخص اعلیحضرت یا ہز مجسٹی کنگ امپر کے مقابلہ میں جنگ یا اوسکا اقدام یا اعانت کرے یا حسب دفعہ (۸۰) تعزیرات سرکار عالی ہم مضمون دفعہ (۱۲۲) تعزیرات ہند جنگ کی تیاری کی نیت سے ہتیار وغیرہ جمع کرے تو حسب دفعات مذکور اوسکی کل جائداد ضبط ہوگی۔ لیکن

توضیح مثل قانون انگلستان کے ضبطی بروئے تعزیرات ہند کی تاثیر سے نسل محروم الارث نہیں ہوسکتی۔ اور سرکار کوئی ایسی شئے نہیں لیتی جسکو خود مجرم منتقل نہیں کرسکتا بلحاظ اس کے تاریخ ثبوت جرم تک جسقدر مواخذہ جات جائداد مجرم پر ہوں بشرطیکہ وہ نیک نیتی پر مبنی ہوں۔ اون سب کے ساتھ جائداد سرکار کو حاصل ہوگی لیکن ثبوت جرم کے خوف سے اور سرکار کی حق تلفی کی نیت سے کوئی انتقال فریباً کیا جائے تو وہ ناجائز ہوگا۔

(۲) قواعد پرمٹ یعنے کروڑگیری و مالگذاری کی خلاف ورزی کی پاداش میں بھی جائداد ضبط کیجا سکتی ہے۔ جیسے

بروے دفعہ (۱۱۹) و (۱۲۰) قانون مالگذاری اراضی ممالک محروسہ سرکار عالی بصورت عدم ادائے زر مالگذاری باقیدار کی جائداد منقولہ وغیر منقولہ قرق و ہراج کیجائیگی ۱۳۱۸ف

اور بروے دفعہ ۱ قانون کروڑ گیری ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۵) سنہ ۱۳۲۲ف جب کوئی شخص بلا ادائی محصول کوئی مال جسپر محصول کروڑگیری ادا ہونا چاہیئے درآمد یا برآمد کرے یا اوسکا اقدام کرے تو وہ مال یا اوسکا کوئی جز قابل ضبطی ہوگا۔ اور مرتکب جرم مستوجب ادائے جرمانہ بھی ہوگا۔ لفظ اقدام میں اوس معمولی راستہ کو جو اوس مقام پر جانیکے لئے مخصوص ہو جہاں محصول کروڑگیری لیا جاتا ہے۔ اوسکو چھوڑ کر بغیر معقول وجہ کے کسی دوسرے راستہ سے جانا داخل ہوگا۔

اثر قانون سے حق ملکیت کا ساقط ہونا قول سر منگین[1] | **دفعہ ۱۶۳** حق ملکیت اثر قانون سے بھی ساقط ہوتا ہے یعنے قبضہ مخالفانہ وغیرہ سے۔

ملاحظہ ہو دفعہ (۱۴۲) ضمن (ع)، قبضہ مخالفانہ باب ہذا دفعہ (۱۴۳)، باب ہذا

حکم عدالت سے حق ملکیت کا ساقط ہونا قول سر منگین[2] | **دفعہ ۱۶۴** حق ملکیت ذریعہ حکم عدالت یا تو ذریعہ صریح تجویز عدالت یا بہ تعمیل ڈگری ضبطی و نیلام کے ساقط ہوگا۔

حق عاری

حق عاری۔ قول سر منگین[3] | **دفعہ ۱۶۵** جن عناصر پر ملکیت کا عام تصور مشتمل ہے اون کے بہت سے ضمنی حقوق اصلی حق سے جدا ہوکر دوسرے اشخاص کو بطور حقوق جداگانہ حاصل ہوں اور جب ضمنی حقوق اسطور پر جدا ہو جاتے ہیں تو حق باقیماندہ پھر بھی اصل مالک کے پاس موجود رہتا ہے۔ اسکو مقننین روما حق عاری کہتے ہیں۔ اور یہ ایک ایسا حق ہے کہ اسکی قانونی وقعت بہت زیادہ ہے۔

قول سر ولیم مارکبی[4] | اس حق کے ذریعہ سے شخص حقدار تمام قانونی نزاعات میں ایک ایسی حیثیت اختیار کرسکتا ہے کہ فریق مخالف پر اسے بہت کچھ تفوق حاصل ہو جاتا ہے وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ ہر ایسی چیز جسکی نسبت یہ نہ ثابت ہو کہ وہ کسی دوسرے شخص کی ہے۔ میری ملک ہے ہر شخص جو دست اندازی کرتا ہے وہ مداخلت بیجا کا مرتکب ہے بجز اسکے کہ وہ اسطرح مداخلت کرنیکے متعلق اپنا حق ثابت کرے۔ نیز ہر شخص کو صرف اوسی قدر لینا چاہیئے جسکا کہ وہ مستحق ہے نہ اوس سے زیادہ۔ قیاس قانونی ہمیشہ مالک کے حق میں قائم ہوگا۔

[1] ترجمہ اصول قانون سر منگین صفحہ (۲۶۶)
[2] " " " " (۲۶۹)
[3] ترجمہ اصول قانون سر منگین صفحہ (۲۶۹)
[4] " " " " (۲۶۹)

حق عاری کے اقسام بروے قانون روما[1]

دفعہ ۱۶۶ — بروے قانون روما حقوق عاری کی حسب ذیل چار اقسام ہیں۔

(۱) سروٹیوڈس[2] یعنے حقوق قدامت بر ملکیت غیر (ملاحظہ ہو دفعہ (۱۶۷) باب ہذا
(۲) پلیج[3] یعنے گرو یا ضمانت (ملاحظہ ہو دفعہ (۱۷۰) باب ہذا
(۳) امفی ٹیوسیس[4] یعنے حق استمراری (ملاحظہ ہو دفعہ ۱۸۷/۱۸۹ باب ہذا
(۴) سوپر فیشیس[5] یعنے حق سطحی۔ (ملاحظہ ہو دفعہ ۱۸۷/۱۸۹ باب ہذا

سروٹیوڈس یعنے حقوق قدامت بر ملکیت غیر حوالہ دفعہ (۱۶۶) باب ہذا

سروٹیوڈس یعنے حقوق قدامت بر ملکیت غیر قول ہر زنگین[6]

دفعہ ۱۶۷ — سروٹیوڈس کی معنی اطاعت ہے اور ایسے حقوق کے وجود سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جس اراضی یا مکان سے حقوق مذکور متعلق ہیں وہ گویا ایک قید یا اطاعت کی حالت میں ہے۔ اور جسطرح ایک شخص حالت اطاعت میں صرف اوسوقت رہتا ہے جبکہ وہ دوسرے کی خدمت کرنیکا مستوجب ہو بعینہ اوسیطرح پر (سروٹیوڈ) صرف دوسرے شخص کی جایداد غیر منقولہ کی بابتہ ہی وجود پذیر ہوسکتا ہے جسکی بابتہ مسئلہ قانونی یہ ہے کہ

مسئلہ کسی شخص کو ایسی جایداد پر جسکا وہ خود مالک ہو سروٹیوڈ حاصل نہیں ہوسکتا۔ اور نہ ایک سروٹیوڈ دوسرے سروٹیوڈ کی بابتہ ہوسکتا ہے۔

ان حقوق کی ابتدا[7] — حق ملکیت بلا شرکت غیرے کے تصورات کی ترقی کیساتھ ساتھ اس امر کی بھی ضرورت لاحق ہوئی کہ جایداد ہائے ملحقہ کے مالکوں کے حقوق و فرائض باہمی مقرر کئے جائیں جب ملکیت اجتماعی سے ملکیت انفرادی کا تصور پیدا ہوا تو نتیجہ

[1] ترجمہ اصول قانون ہر زنگین صفحہ (۲۷۰)، [2] ترجمہ اصول قانون ہر زنگین صفحہ (۲۷۰) [3] ترجمہ اصول قانون ہر زنگین صفحہ (۲۷۰)
[4] " " " " (۲۷۰) [5] " " " " (۲۷۰) [6] " " " (۲۷۲) [7] " " صفحہ ۲۷۱

یہ ہوا کہ جو لوگ پہلے ملکر رہتے تھے وہ جدا ہو گئے اور اونھوں نے اراضیات مزروعہ کو آپس میں تقسیم کر لیا۔ اوسوقت ضرور ہوا کہ حقوق راہ اور حقوق واسطے لینے اور لیجانے پانی کے اپنی اپنی اراضیات کیلئے اور حقوق چرانے اور پانی پلانے مویشی کے اور اسی قسم کے دوسرے حقوق کے بارہ میں کچھ انتظام کیا جائے جنکے بغیر اپنی اپنی جائداد سے متمتع ہونا محال ہوتا۔

ہندوستان کے دیہات میں اب بھی یہی طریقہ جاری ہے مثلاً جب موضع مشترک رہتا ہے تو ایسی ملکیت کو زمینداری کہتے ہیں اور جب مختلف حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے تو ملکیت پٹہ داری یا بھیا چارہ کہلاتی ہے۔

جب لوگ شہروں اور قصبوں میں رہنے لگے تو اس امر کی ضرورت ہوئی کہ ہر شخص کو مکان میں بلا تعرض اور آزادانہ طور پر روشنی اور ہوا کا سمت الراس گذر ہو یا ایک شخص کو اپنے مکان کی چھت سے اپنے ہمسایہ کے مکان کی چھت پر بارش کا پانی گرانے یا اپنے ہمسایہ کے مکان کی دیوار میں کڑی داخل کرنے یا مکان ملحقہ سے قوت پہلوی کا حق حاصل ہو۔ اسیطرح جن ممالک کی مستورات میں پردہ کا رواج ہے وہاں اس امر کی سخت احتیاط کیجاتی ہے کہ ہمسایہ کی پردہ داری میں خلل نہ ہو

نظائر ہائیکورٹ سرکار عالی متعلق حق آسایش

(۱) قانون حق آسایش اوس اراضی سے متعلق ہے جو ملک مدعی علیہ ہو ایسی اراضی سے جو شارع عام اور ملک سرکار ہو وہ متعلق نہیں ہے [۱]

(۲) مدعی علیہ کی مکان کی زمین پر سے قدیم حق مرور کا دعویٰ ہو سکتا ہے اور باثبات قدامت دعویٰ قابل ڈگری ہے۔ [۲]

---

[۱] میر صادق علی خان بنام ایشیا آمین دکن جلد (۷) صفحہ (۷۶) مقنن دکن جلد (۱۵) صفحہ (۶۲) ۱۳۰۹ ف

[۲] گرسد یا بنام گنیا۔ دکن لاء رپورٹ جلد (۳۷) صفحہ (۲۷۳) ۱۳۲۲ ف

(۳) مدعی علیہ اپنی زمین پر ایسے حادثات تصرف کرے جس سے مدعی کی زمین کو نقصان پہونچتا ہو تو ایسا دعویٰ ہو سکتا ہے مدعی علیہ تصرفات قدیم ثابت نہ کرے تو دعویٰ قابل ڈگری ہے[۱]

(۴) مسدودی نصب دروازہ و دریچہ و روشندان و اجرائے بدررو قدیم حق آسائش میں داخل در نالش ہو سکتی ہے۔[۲][۳][۴]

(۵) انہدام بیت الخلا کا دعویٰ ہو سکتا ہے اس قسم کا دعویٰ ملکیت زمین و مضر صحت پر مبنی ہو تو عدم ثبوت ملکیت پر اخراج ناجائز ہے مضر صحت کے ثبوت پر تجویز ہونی چاہئے[۵]

(۶) مد نظر زمانہ کا مقدمہ قابل سماعت عدالت ہے از روے انصاف فیصلہ ایسا ہو کہ مکان مدعی بے پردہ بھی نہ ہو اور مدعی علیہ کے مکان کی روشنی و ہوا بھی بند نہ ہو[۶]

(۷) کسی شخص پر قانوناً لازم نہیں ہے کہ سیری چھوڑ کر دیوار اٹھائے جب چسپیدہ دیوار اٹھانے میں کوئی ضرر دوسرے فریق کو نہ ہو تو سیری چھوڑنا ضرور نہیں ہے[۸]

(۸) منجانب صیغہ صفائی پر نالہ بند کرانیکی نالش پر تجویز ہوئی کہ ایک شخص کا پر نالہ اوسکے ہمسایہ کے مکان پر گرتا ہے قابل تصفیہ عدالت دیوانی ہے۔ سررشتہ صفائی ایسی مضرت کے دفع کرنیکی کوشش کر سکتا ہے جس سے عامہ خلائق کو نقصان پہونچتا ہو۔[۹]

(۹) حق آسائش میں اگر کوئی شخص خلاف فیصلۂ دیوانی کریگا تو مستوجب سزائے فوجداری ہوگا۔[۱۰]

---

[۱] محمد خان بنام مرزا شہریار علیبیگ تشریح القوانین جلد دہم صفحہ (۳۴۹)، سنہ ۱۳۱۹ف [۲] محمد بدہن بنام نظیر خان تشریح القوانین جلد (۸) صفحہ (۱۴۵)، سنہ ۱۳۱۱ف [۳] مادہو راو بنام شیشگیر راو آئین دکن جلد (۴) صفحہ (۷)، سنہ ۱۳۰۶ف و مقنن دکن جلد (۱۱) صفحہ ۶۳ سنہ ۱۳۰۵ف [۴] بیکیا بنام نرسنگلو آئین دکن جلد (۱) صفحہ (۲۸۶)، سنہ ۱۳۱۳ف [۵] رحمت بی بنام شاہ محمد حامد حسین تشریح القوانین جلد (۸) صفحہ (۶۵)، سنہ ۱۳۱۱ف [۶] محمد یعقوب بنام محمد صادق دکن لا رپورٹ جلد اول صفحہ ۳۲ سنہ ۱۳۲۲ف [۷] مادہو راو بنام شیشگیر راو آئین دکن جلد (۴) صفحہ (۷)، سنہ ۱۳۰۶ف [۸] گنگا داس بنام محبوب علیخان آئین دکن جلد (۴) صفحہ ۲۰۹ و مقنن دکن جلد (۱۲) صفحہ (۲۲۵)، سنہ ۱۳۰۶ف [۹] سرکار عالی بنام نانا شنکر آمین دکن جلد (۴) صفحہ (۱۵۲) و مقنن دکن جلد (۱۵) صفحہ (۲۰۸) سنہ ۱۳۰۹ف [۱۰] روبکار نواب صدر المہام بہادر عدالت مورخہ ۱۹ ربیع الاول سنہ ۱۲۹۴ھ و نظیر سید عبد الرحیم بنام مرزا افضل علیبیگ مقنن دکن جلد (۵) نمبر (۲) حصہ (۳) صفحہ (۱۲)

دفعہ ۱۶۸

سروٹیوڈس کے اقسام بروے قانون روما[1]

الف۔ بروے قانون روما سروٹیوڈس کی دو قسمیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) **موجبہ** جنکی رو سے شخص مستحق اپنی مرضی کے مطابق عمل کرسکتا ہے یعنے شخص غیر کی شے پر یا اوس پر یا اوس کے متعلق کوئی فعل کرسکتا ہے اور اوس شخص غیر کو فعل مذکور کے متطور کرنے پر قانوناً مجبور کرسکتا ہے۔

(۲) **سالبہ** جنکی رو سے شخص مستحق کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ کسی شے کے مالک کو کسی ایسے فعل کے کرنے سے باز رکھے جسکو وہ بحیثیت مالک کے کرسکتا تھا۔ اور شخص مذکور مالک کو اوس فعل سے اجتناب کرنے پر قانوناً مجبور کرسکتا ہے۔

ب[2]۔ بروے قانون روما سروٹیوڈس کے اور بھی دو اقسام اہم حسب ذیل ہیں

(۱) **شخصی**۔ جو کسی شخص کے فائدہ کیلئے قائم ہو۔

توضیح۔ یہ حقوق غیر قابل انتقال اور شخص حقدار کی وفات کیساتھ فوت ہوجاتے ہیں۔

(۲) **متعلق جائداد غیر منقولہ** کسی اراضی یا دوسری جائداد غیر منقولہ کے فائدہ کیلئے قائم ہو اور بصورت بیع مشتری کے نام منتقل اور اس حق سے جائداد منتقل کی حاجت دوامی پوری ہو۔

توضیح[3]۔ یہ ہر دو اقسام آخر الذکر قوانین انگلستان وہندوستان میں اور فرانس واطالیہ کے مجموعوں میں قایم رکھی گئی ہیں۔ اور

ج[4]۔ انگلستان کے مقننوں نے حقوق بر ملکیت غیر کو حسب ذیل دو قسموں میں تقسیم کیا ہے

(۱) **ایزمنٹس**۔ یعنے حقوق آسایش متعلق جائداد غیر منقولہ یہ اراضی ملحقہ (ملاحظہ ہو دفعہ ۱۷۰ باب ہذا)

(۲) **پرافٹس اپرنڈر**۔ یعنے تحفظ حقوق جائداد ملحقہ۔

---

[1] ترجمہ اصول قانون سر ہنگین صفحہ ۲۷۲، [2] ہ صفحہ ۲۷۳، [3] ہ صفحہ ۲۷۴، [4] ہ صفحہ ۲۷۴

توضیح - ایزمنٹ یعنے حق آسایش وہ حق ہے جسکی وجہ سے کوئی شخص بربناء اپنی استحقاق متعلقہ جائداد غیر منقولہ کے ایسی جائداد کے فائدہ یا سہولت کیغرض سے اس امر کا مستحق ہو کہ جائداد ملحقہ کا قابض اوس جائداد ملحقہ میں کسی شے کے کئے جانے پر راضی ہو یا اوس جائداد ملحقہ میں کسی شے کے کرنے سے باز رہے۔ **لیکن**
اس حق کی رو سے شخص حقدار جائداد ملحقہ کی کسی زمین یا جزو زمین سے یا کسی ایسی شے سے جو اوسپر اُگی ہوئی ہو یا موجود ہو منفعت اُٹھانیکا **مثلاً** گھانس یا اشیاء معدنی کھود کرلے جانی یا شکار کرنے اور جانور مار کرلیجانے کا مستحق نہیں ہے۔
اس قسم کے حق کا صحیح نام (پرافٹ اپرنڈر) ہے۔

دفعہ ۱۶۹ فرق مابین ایزمنٹ و پرافٹ اپرنڈر۔ قول سرٹرنگین[1] — حق آسایش محض بغرض جو سہولت ہے۔ اور پرافٹ اپرنڈر بغرض منفعت۔

توضیح اس فرق کو واضعان قانون ہند نے اعتراض ذیل کیوجہ سے نظر انداز کردیا ہے
اعتراض سرولیم مارکبی[2] — یہ ممکن ہے کہ پانی جو اسطور پر لیا جائے کہ وہ بعد میں شراب کی تیاری میں کام میں لایا جائے اور شراب کو بیچکر اوس سے منفعت اُٹھائیجائے تو کوئی وجہ نہیں کہ دوسرے شخص کی اراضی سے لکڑی کاٹ کرلے جانیکا حق بھی اسی حق میں کیوں نہ شامل کیا جای

دفعہ ۱۷۰ ایزمنٹس یعنے حقوق آسایش کی اقسام بروے قانون انگلستان — حقوق آسایش کے حسب ذیل دو قسمیں ہیں۔

(۱) **حقوق شخصی** وہ ہیں جنمیں ایک خاص ضلع کی رعایاء یا وہ اشخاص جو کوئی خاص پیشہ کرتے ہوں اون سے متمتع ہوں اور یہ حق آسایش شخصی صرف بذریعہ رسم حاصل کیا جاسکتا ہے

---

[1] ترجمہ اصول قانون سرٹرنگین صفحہ (۲۷۵)، [2] صفحہ (۲۷۶)، [3] صفحہ (۲۷۶)

مثال

پنجاب کے ایک موضع کے زمینداروں کو موضع ملحقہ کی اراضیات سے بغرض مرمت مجرائی آب جھاڑی کاٹنے کا حق حاصل ہے۔

(۲) حقوق متعلق جائداد غیر منقولہ وہ ہیں جنمیں نہ صرف استفادہ بلکہ مواخذہ داری بھی عائد ہو۔ اور یہ حق آسایش متعلق جائداد غیر منقولہ کا حصول متعدد طریقوں سے ممکن ہے مثلاً

الف بذریعہ عطیہ صریحی سرکاری بربناء قانون۔

ب۔ بذریعہ عطیہ صریحی خانگی۔[1]

(۱) خواہ حین حیات۔

(۲) خواہ بذریعہ وصیت

ج۔ بذریعہ عطیہ معنوی جبکہ اس جائداد کیساتھ جو صراحتاً عطا کیگئی ہو اور حق آسایش کے عطا کرنیکی نیت بھی پائی جائے۔

د۔ بذریعہ قدامت جسکے لئے ایک خاص مدت تک تصرف کی ضرورت ہے۔

چنانچہ دفعہ (۲۶) قانون میعاد سماعت ممالک محروسہ سرکار عالی نمبر (۲)، بابتہ ۱۳۲۲ف میں حکم ہے کہ جبکہ روشنی یا ہوا کا تمتع کسی عمارت کے متعلق بلا نزاع بربناء حق و بطور حق آسایش بلا مزاحمت بیس سال تک رہا ہو کسی راستہ یا مجرائی آب یا کسی پانی کے استعمال یا دیگر حق آسایش سے (خواہ وہ مثبت ہو یا منفی) بلا نزاع اور علانیہ کوئی شخص جو اوسکے حق کا دعویدار ہو بربناء حق و بطور حق آسایش بلا مزاحمت بیس سال تک متمتع رہا ہو اسے تمتع کا حق بطور قطعی حاصل ہو جائیگا۔ مگر

شرط یہ ہے کہ جب ایسے حق کے متعلق کوئی دعوی کیا جائے تو ضرور ہوگا کہ تاریخ دعوی سے دو سال[2]

---

[1] نظر مندرجہ آئین دکن جلد ۵ صفحہ ۱۸۰ اشتہ ۱۳۱۲ف وشکیٹ کشتیا بنام رنگ لال پی جاری ہائیکورٹ سرکار عالی سے تجویز ہوئی ہے کہ حق آسایش نہ صرف امتداد زمانہ پیدا ہوتا ہے بلکہ معاہدہ یعنے باہمی قرارداد سے بھی حاصل ہو سکتا ہے۔

کے اندر تک متمتع ہوتا رہا ہو۔ اور

مقابلہ سرکار عالی جب یہ دعوی ہو تو ایسا حق بجائے بیس سال کے ساٹھ سال میں حاصل ہوگا۔

توضیح اراضی جسکے تصرف بالاستفادہ کا حق موجود ہو وہ ملکیت اعلی یا ارث مستقل اور اوسکا مالک بالقبض مالک مستقل یا مالک اعلی کہلاتا ہے۔ **اسیطرح**

وہ اراضی جسپر ذمہ داری قائم ہو ملکیت تابع یا ارث خدمتی اور اوسکا مالک بالقبض مالک تابع یا مالک خدمتی کہلاتا ہے۔

نوٹ حق آسائش کی مزید توضیح کیلئے ملاحظہ ہو دفعہ (۲۹۴) باب ستم قانون نشان (۳) فصل ہذا۔

لیسنس و عاریت۔ قول سر ٹنگین[۱]

دفعہ ۱۷۱ جب ایک شخص کو بذریعہ عطیہ بلاتعلق جائداد کے دوسرے کی جائداد میں یا اوسپر حق محل میں لانے یا لاتے رہنے کے کسی فعل کا حاصل ہو جو بحالت حاصل نہ ہونے ایسے حق کے قانوناً ناجائز ہو تو اس قسم کے حق کو اگر وہ جائداد غیر منقولہ سے متعلق لیسنس اور جائداد منقولہ سے متعلق ہو تو عاریت کہتے ہیں۔

مثال خالد کی اراضی پر شکار کرنیکا حق لیسنس ہے مگر زید کی کتاب پڑھنے کیلئے لینا عاریت ہے۔

توضیح لیسنس سے کوئی استحقاق پیدا نہیں ہوتا نہ کسی شے کی ملکیت منتقل ہوتی ہے نہ اوسمیں کوئی تبدیلی ہوتی ہے۔ بلکہ اوس سے صرف ایک فعل قانوناً جائز ہو جاتا ہے۔ جو بغیر اوسکے ناجائز ہوتا کل لیسنس جوکسی حق کے تصرف یا کسی استحقاق کے استعمال کیلئے ضرور ہے واسطے قائم کرنے ایسے حق یا استحقاق کے ضمنی ہیں اور ایسے لیسنس لیسنس دخل کہلاتے ہیں۔

مثال زید نے اون درختوں کو جو اوسکی اراضی پر اوگے ہوے تھے یا اون کے میوہ کو بکر کے ہاتھ بیع کیا۔ اراضی مذکور پر جانے اور درخت یا میوہ کو اٹھا لے جانے کا حق جو بکر کو حاصل ہے۔

---

[۱] ترجمہ اصول قانون سر ٹنگین صفحہ (۲۷۸)

لیسنس دخل ہے جو زید کے حق کی بیع سے ضمناً قائم ہوا۔

پلیج

پلیج یعنے گرو یا ضمانت[1]

دفعہ ۱۷۲ گرو یعنے رہن یا ضمانت جسکو بروے قانون رُوما پگنوس اور بروے قانون انگلستان **پلیج** کہتے ہیں اور یہ ایک قسم کا حق ہے جو ملکیت کامل سے مختلف اور حسب مفہوم قانون اس حق کی غرض یہ ہے کہ ایک دائن کو اوسکے دین کے ایفاء کا اطمنان ذریعہ جائداد دلایا جائے۔

توضیح[2] اگر گرویدار شئے گرو شدہ کو اپنے قبضہ میں رکھتا ہو تو اگرچہ وہ اوس مطالبہ کی جسکے معاوضہ میں شئے مذکور گرو رکھی گئی تھی استحقاقاً تعمیل نہ کرا سکے تاہم وہ شئے مذکور کو اپنے قبضہ میں رکھکر گرو کی استحقاقاً تعمیل کرا سکتا ہے۔ چنانچہ

ہائیکورٹ سرکار عالی سے ایک مقدمہ میں تجویز ہوئی کہ رہن بلا قبض رہن شرعی نہیں ہے لیکن دستاویز میں رہن بالقبض مرقوم ہوا اور قبضہ نہ دیا گیا ہو تو ایسے مرتہن کو یہ حق حاصل ہے کہ خود قبضہ کر لے یا بذریعہ عدالت قبضہ حاصل کرے اسلئے کہ راہن کو بدل بہو پنچ جانیکے بعد حصول قبضہ مرتہن کے حقوق میں داخل ہے ایسے مرتہن کو کفالتی ڈگری نہیں دیجا سکتی ہے بلکہ کفالتی ڈگری ایسی صورتیں دیجا سکتی ہے جہاں رہن بالقبض عہد آہو[3] نے

گرو کے حالات تاریخی قول سر ڑنگین[4]

دفعہ ۱۷۳ گرو کے قاعدہ کے تاریخی نشو نما کے سراغ لگانے کیلئے ہمکو قانون **روما** پر نظر ڈالنی چاہیئے۔ روما کے عہد جمہوری کی ابتدا میں قاعدۂ معاہدہ و ضمانت کے ساتھ اوس زمانہ کے مقننوں نے قاعدۂ امانت کو بھی شامل کر دیا اسکی ترکیب کی وجہ سے جو انتقال ظاہر میں قطعی معلوم ہوتا تھا وہ در اصل محض شرطیہ تھا منتقل الیہ کو

---

[1] ترجمہ اصول قانون سر ڑنگین صفحہ (۲۸۰)، [2] " صفحہ (۲۸۱) [3] امین دکن جلد ۱۹ سنہ ۱۳۲۱ ف صفحہ (۸۹) مسگنچند ڈاکہ بنام منگنی رام [4] ترجمہ اصول قانون سر ڑنگین صفحہ (۲۸۲) فقرہ (۱۶۷)

شئے منتقل شدہ میں قانونی حق ملکیت کا حاصل ہوتا تھا اور وہ اوس شئے کو بطور مالک کے استعمال کرنیکا قانوناً مستحق تھا بشرطیکہ کوئی خاص معاہدہ اسکے خلاف نہ ہو لیکن ساتھ ہی اسکے وہ امانتدار بھی تھا اور اوسپر لازم تھا کہ اوس شئے کو اسطرح استعمال کرے کہ اوس سے منتقل کنندہ کے حقوق کو بیجا طور پر نقصان نہ پہونچے۔ جبکہ انتقال شرطیہ کی غرض پوری ہو جانیکی وجہ سے جائداد کو پھر اوسکے مالک کے نام منتقل کرنیکی ضرورت واقع ہوتی تھی تو چند مراتب قانونی کو طے کرنا پڑتا تھا اور اسوجہ سے ضمانت کی ایک جدید شکل اور سادہ قائم ہوئی جسکو پگنوس کہتے تھے۔ زمانہ حال کا گرو اسی سے اخذ کیا گیا ہے۔ اس حق گرو سے شئے گرو شدہ کی ملکیت کا واقعی انتقال لازم نہیں آتا بلکہ دائن صرف اوس شئے پر بطور ضمانت تا ادائی قرضہ قبضہ کا استحقاق رکھتا تھا۔ پہلے گرویدار کو بیع کا اختیار نہ تھا اِلّا اوس صورت میں کہ کوئی صریح عہد موجود ہو مگر بعد ازاں قانون نے یہ اختیار اور نیز شئے گرو شدہ کو پھر گرو رکھنے کا اختیار عطا کیا۔

اگر شئے گرو شدہ سے کوئی پیداوار حاصل ہوتی تھی تو اوسکے تصرف سے جو منافع ہوتا وہ اولاً سود میں اور اوسکے بعد اگر کچھ باقی رہتا تو اصل قرضہ کی ادائی میں محسوب کیا جاتا تھا۔ اگر یہ قرار پایا ہوتا کہ پیداوار بعوض سود کے لی جائے تو اس قرارداد کا صحیح نام انٹی کریسس ہوتا تھا لیکن جوں جوں تعلقات باہمی وسیع اور تجارت اور زراعت میں ترقی ہوتی گئی اوسی قدر ادائے قرضہ کی ضمانت کیلئے بغیر ضرورت انتقال قبضہ لازمی طور پر زیادہ سہولتوں کی ضرورت پیش آنے لگی۔ قانون روما کا یہ قدیم اصول کہ محض معاہدہ سے اوس شخص کو جسکے حق میں وہ معاہدہ کیا گیا ہو اوسکی جبراً تعمیل کرانیکے حقوق حاصل نہیں ہوتے۔ ترقی زمانہ کی ضرورتوں کے لحاظ سے موقوف ہو گیا۔ کاشتکاروں کے پاس عموماً بجز مویشی اور آلات کشاورزی کے اور کچھ نہ تھا اور ان اشیاء کو بذریعہ امانت یا گرو دے لینا بظاہر کاشتکاروں کو اس خدمت کی

انجام دہی سے معذور کردیا تھا جسکے لیئے وہ مقرر کیئے گئے تھے ساتھ ہی اسکے زرلگان کی ادائی کیلیئے زمیندار کو خواہ مخواہ کچھ نہ کچھ ضمانت کی ضرورت تھی اس بناء پر محض معاہدہ کے ذریعہ سے بغیر تبدیل قبضہ شئے گرو کرنیکا طریقہ قائم ہوا۔ اسطریقہ کو اولاً سیلویٔنیس نامی جج نے قابل تسلیم قرار دیا جو قانونی اصطلاح میں ہیپوتھیکا کہلاتا تھا۔ ابتداءً یہ جدید طریقہ ضمانت کا زمیندار کے اوس رواجی حق تک محدود تھا۔ جو اوسکو غلاموں اور مویشیوں پر زرلگان کی ادائی کیلیئے۔ آسامی کے آلات کشاورزی پر حاصل تھا لیکن تجربہ سے بہت جلد یہ بات ثابت ہوگئی کہ اس طریقہ میں بہت سے آسانیاں ہیں اور کچھ زیادہ عرصہ نہ گذرنے پایا تھا کہ عام طور پر اسے تمام قرض خواہوں سے متعلق کیا گیا۔ عام اس سے کہ اون کے دعاوے کسی نوعیت کے ہوں یا نہیں۔

اس تمام کیفیت سے ظاہر ہے کہ قبل اسکے کہ قانون متعلقہ ضمانت تکمیل کو پہونچا۔ اوسکو مختلف مدارج طے کرنے پڑے ابتداءً داین عدم ادائی قرضہ کی صورت میں مدیون کو گرفتار کرکے جبر و تعدی سے کام لیتا تھا۔ اسکے بعد اپنے شہر کے چند معتبر لوگوں کی شخصی ضمانت لینے لگا لیکن جب ضمانت جائداد کا تصور پیدا ہوا تو ابتداء میں بغیر کسی اسلوب کے اسطریقہ کی موجب عمل ہوتا رہا۔ اب داین حق ملکیت کے انتقال کو اس شرط پر قبول کرنے لگا کہ جائداد اوسکے قبضہ میں اس غرض سے امانتاً رہے کہ بعد ایفاء عہد پھر مالک کے حوالہ کردیجاوے۔ اسکے بعد صرف قبضہ منتقل کیا جاتا تھا۔ اور حق ملکیت مدیون ہی کو حاصل رہتا تھا۔ نوبت آخر میں جائداد بغیر انتقال قبضہ رکھی جاتی تھی لیکن اس آخر الذکر طریقہ کے کچھ عرصہ کے بعد بیع کا اختیار داین کو دیا گیا۔ ابتداءً یہ حق صرف اوس صورت میں استعمال کیا جاتا تھا جبکہ ایسا کوئی صریحی عہد موجود ہوتا لیکن الپین کے زمانہ میں یہ قاعدہ جاری ہوا کہ جو جائداد قرضہ کی ادائی کیلیئے بطور ضمانت مکفول کیجاوے۔ اوسکو فروخت کرنیکا اختیار داین کے حق کا

ایک جزو نفس الامری ہے یعنی کہ اسکے بعد کے زمانہ میں اسکے خلاف عہد ہونے پر بھی راہن اس حق بیع سے محروم نہیں رہتا تھا۔

حقوق و ذمہ داری گرودار

دفعہ ۱۷۴ روے دفعہ (۱۷۴) و (۱۷۶)

قانون معاہدہ ممالک محروسہ سرکار عالی نشان ۱۳۱۶ ف و دفعہ (۱۷۳) و (۱۷۵) قانون معاہدہ ہند ایکٹ نمبر (۹) سنہ ۱۸۷۲ء گرودار مال گروشدہ کو نہ صرف واسطے ادائے قرضہ یا تعمیل عہد کے بلکہ بابتہ سود قرضہ اور تمام ضروری اخراجات کے جو اوس مال کو اپنے قبضہ میں رکھنے کیوجہ سے یا بابتہ نگہداشت مال مذکور کے عائد ہوئے ہوں روک سکتا ہے۔ **لیکن** اوسکو بھی بروے دفعہ (۱۵۲) قانون مذکور سرکار عالی و دفعہ (۱۵۱) قانون معاہدہ ہند مذکور لازم ہے کہ مال گروشدہ کی تاوقتیکہ وہ اسکے قبضہ میں ہو اوسیقدر احتیاط رکھے جسقدر کوئی شخص محتاط حسب دستور ایسی حالات میں اسیقدر اور اوسی قسم اور اوسی قیمت کے اپنی مال کی احتیاط کرتا۔ **اگر گروکنندہ** قرضہ کے ادا کرنے یا تعمیل عہد میں قصور کرے تو بروے دفعہ (۱۷۷) قانون مذکور سرکار عالی و دفعہ (۱۷۶) قانون معاہدہ ہند مذکور گرودار کو اختیار ہے کہ گروکنندہ کو اطلاع مناسب دیکر مال گروشدہ کو بیچ ڈالے۔ **اور** بروے دفعہ (۱۷۹) قانون مذکور سرکار عالی و دفعہ (۱۷۸) قانون معاہدہ ہند مذکور گرودار کو یہ بھی اختیار ہے کہ مال گروشدہ کو یا سند استحقاق مال مذکور کو بقدر اپنی حقیت کے گرو کرے۔ **اور** بروے دفعہ (۱۸۱) قانون مذکور سرکار عالی و دفعہ (۱۸۰) قانون معاہدہ ہند مذکور اگر کوئی شخص ثالث بطور ناجائز گرودار کو قبضہ مال سے محروم کرے تو گرودار کو یہ حق حاصل ہے کہ وہی تدابیر عمل میں لائے جو کہ مالک ایسی نہج کیصورت میں عمل میں لاتا۔

رہن کے اقسام بروے قانون ہند۔ قول سر رشنگن

دفعہ ۱۷۵ رہن کے اقسام حسب ذیل چار ہیں

(۱) رہن بلا قبض۔ ملاحظہ ہو دفعہ (۱۷۶) باب ہذا۔
(۲) رہن بیع بالوفا۔ " (۱۸۰) "
(۳) رہن بھوگ بندھک " (۱۸۱) "
(۴) رہن انگلشیہ۔ " (۱۸۲) "

نوٹ امتیاز اقسام مذکرہ صدر ہماری سرکار عالی میں بھی قائم ہیں۔

رہن بلا قبض۔ قول سر رنگیں

دفعہ ۱۷۶ رہن بلا قبض کے حسب ذیل تین صورتیں ہیں

(۱) رہن بلا قبض ذریعہ عدالت۔ ملاحظہ ہو دفعہ (۱۷۷) باب ہذا
(۲) ضمنی رہن بلا قبضہ۔ " (۱۷۸) "
(۳) رہن سادہ " (۱۷۹) "

رہن بلا قبض ذریعہ عدالت۔ قول سر رنگیں سے

دفعہ ۱۷۷ رہن بلا قبض ذریعہ عدالت سے مراد وہ رہن ہے جسکی رو سے عدالت ذریعہ تجویز یا بہ تعمیل تجویز عدالت کسی فریق کے دین کی ادائی کا بار فریق مقابل کی کسی جائداد پر قائم کرے جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ بربناء حکم عدالت وہ جائداد اوسی دین کی ادائی میں تا ادائی مکفول رہیگی۔

قانون روما میں ایسا انتقال بہت سی صورتوں میں ہوتا تھا مثلاً جبکہ وارث موصی لہٗ کو اوس ترکہ کے دینے سے انکار کرے جو اوسکے لئے چھوڑا گیا ہو۔ یا جبکہ کسی ایسی اراضی کا مالک جس سے اوسکے ہمسایہ کو ضرر پہونچنے کا خوف ہو۔ ایک اقرار نامہ کی تکمیل سے انکار کرے تو ایسی صورت میں موصی لہٗ یا ہمسایہ کو نالش کا استحقاق تھا۔

یہ طریقۂ رہن بلا قبض ذریعہ عدالت جو روما میں جاری تھا **قانون ہند** کی رو سے بھی جاری ہے۔ چنانچہ جب اجرائے کسی ڈگری کا کلکٹر ضلع کے پاس منتقل کیا جائے تو کلکٹر

کو اختیار ہے کہ مدیون کی جائداد غیر منقولہ کے کل یا جزو کو رہن کرکے اصل و سود کی رقم جو ڈگری کی رو سے واجب الادا ہو فراہم کرے اسی قسم کا اختیار ریلاد پریسیڈنسی کی ادنیٰ عدالتوں کو جو مقدمات متعلقۂ دیوالیہ کی سماعت کی مجاز نہیں دیا گیا ہے۔

سرکار عالی میں بھی کسی دین کی بابتہ جب کوئی ڈگری کسی اراضی مالگذاری سرکار پر دیجائے تو وہ ڈگری حسب دفعہ (۳۶۵) ضابطہ دیوانی سرکار عالی قانون نشان (۳) ۱۳۲۳ف ہم مضمون دفعہ (۶۸) ایکٹ نمبر (۵) ۱۹۰۸ء بغرض تعمیل تعلقدار ضلع کے پاس منتقل اور تعلقدار ضلع اوس اراضی کے کسی جزو کے پٹہ یا رہن سے زر ڈگری کی سبیل کرسکیگا ملاحظہ ہو دفعہ (۳۶۷) ضمن ضابطہ مذکور ہم مضمون ضمیمہ سوم فقرہ (۱) ایکٹ نمبر (۵) ۱۹۰۸ء

اور مقدمات متعلقۂ دیوالیہ کی سماعت اور بذریعۂ منتظم مقرر کردہ جائداد دیوالیہ کے فروخت وغیرہ کا اختیار اضلاع میں صدر عدالتوں کو اور بلدہ حیدرآباد میں مجلس عالیہ عدالت کے اجلاس ابتدائی کو دیا گیا ہے بلاحظہ ہو باب (۳۴) دفعہ (۳۷۹) و (۳۹۲) ضابطہ مذکور ہم مضمون دفعہ (۳۴۳ و ۳۵۶) ایکٹ نمبر (۱۴) ۱۸۸۲ء

دفعہ ۱۷۰ ضمنی رہن بلا قبض۔ قول سمر منگین[۱] ضمنی رہن اوسکو کہتے ہیں جو بلا قبضہ بذریعہ اطلاق کسی قاعدۂ قانون کے قائم ہوتا ہے۔ مثلاً سرکار کو کل دعاوے کی نسبت اس قسم کا ضمنی حق حاصل ہے جسکی رو سے عام اشخاص کے دعاوے کے مقابلہ میں سرکار کے دعاوے کو سبقت حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ ایسا استحقاق ہے جو بغیر رضامندی فرمانروائے وقت زائل نہیں ہوسکتا۔

ملاحظہ ہو قانون مطالبۂ سرکار عالی نشان (۴) ۱۳۰۵ف۔ ایکمقدمہ میں تجویز ہوئی کہ قائم

---

[۱] ترجمہ اصول قانون سرمنگین صفحہ (۲۴۸)

مدیون نے مکان مدیون متوفی کو جو ڈگری میں قرق تھا اور طغیانی رود موسی میں منہدم ہو گیا تھا سرکار سے قرض لیکر تعمیر کیا بلحاظ دفعہ (۵) قانون تحفظ جائداد مصیبت زدگان طغیانی نشان (۱) ۱۳۱۸ف تاوقتیکہ سرکاری مطالبہ ادا نہ ہو ڈگریدار کی ڈگری میں مکان مقروقہ نیلام نہیں ہوسکتا۔ [۱]

قانون جسٹینین رومالی رد سے زوجہ کو بطور استحقاق ذاتی اپنے شوہر کی جائداد پر بطور ضمانت ادائی جہیز و مہر کے رہن ضمنی کا حق حاصل تھا جسکو دوسرے تمام مواخذہ داریوں پر ترجیح دیجاتی تھی۔ **مگر ہندوستان** میں یہ قاعدہ نافذ العمل نہیں ہے۔

رہن سادہ۔ قول سر منگین [۲]

دفعہ ۱۷۹ بروئے قانون انتقال جائداد ہند ۱۸۸۲ء جو معاملہ بنام رہن سادہ موسوم کیا گیا ہے۔ وہ قریب قریب قوانین روما و یورپ کے معاملہ **ہیپوتھیک** کے مشابہ ہے۔ یہ ایک قسم کی ضمانت ہے جسمیں جائداد مرہونہ پر دخل دیے بغیر راہن اپنی ذات کو اسبات کا پابند کرتا ہے کہ زر رہن ادا کریگا اور صریحاً یا معناً اقرار کرتا ہے کہ بصورت خلاف معاہدہ مرتہن مستحق ہوگا کہ جائداد مرہونہ کو نیلام کرائے اور جو روپیہ اوس سے وصول ہو زر رہن کے بیباق کرنے میں لگائے۔ ان دونوں طریقوں میں فرق اسقدر ہے کہ

(۱) قانون انتقال جائداد ہند کے بموجب جو طریقہ سرکار عالی میں بھی رائج ہے **رہن سادہ** [۳] صرف ایسی حقیت کے متعلق ہے جو کسی خاص جائداد غیر منقولہ میں واقع ہے لیکن

(۲) قانون روما کے موجب **ہیپوتھیک** اشیاء منقولہ قابل بیع و شرے اور اشیاء غیر منقولہ نیز دیگر حقوق متعلق ایسی اشیاء پر حاوی تھا جنکی بیع و شرے جائز ہوسکتی ہے۔

رہن بیع بالوفا قول سر منگین [۴]

دفعہ ۱۸۰ رہن بیع بالوفا ایک شرطی بیع ہے جسمیں راہن خود ادائے دین کا ذمہ دار ہو کر اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ وقت مقررہ پر عدم ادائے

[۱] آئین دکن جلد (۹) ۱۳۲۱ف صفحہ (۲۶۱) رہنما زہری بنام شیر علی [۲] ترجمہ اصول قانون سر منگین صفحہ (۲۸۹)
[۳] ترجمہ اصول قانون سر منگین صفحہ (۲۹۰) [۴] " " " (۱۹۱)

زررہن کیصورت میں جائداد مرہونہ بحق مرتہن بیعبات ہوجائیگی جس سے جائداد مرہونہ کا حق ملکیت راہن سے علیحدہ ہوکر بحق مرتہن قائم ہوجاتا ہے۔

نظائر ہائیکورٹ سرکار عالی

یہ طریقہ بھی سرکار عالی میں رائج ہے (۱) جسمیں قبضہ لازمی ہے۔ ؎۱

(۲) بیعبات بطور خود بلا واسطہ عدالت نہیں ہوسکتی۔ ؎۲

(۳) بیع بالوفا شرعاً فاسد ہے لیکن ضرورتاً جائز و قابل نفاذ ہے۔ ؎۳

(۴) ایک مقدمہ میں تجویز ہوئی کہ شرعاً بیع بالوفا جائز ہے روبکار صدر المہام بہادر عدالت نشان (۵۰) مورخہ ۲۳ محرم ۱۲۹۰ھ موسومہ محکمہ صفائی بلدہ میں مسئلہ رہن شرع شریف سے نقل کیا گیا ہے اسلئے ضرور ہے کہ اصل مسئلہ پر غور کر کے فیصلہ صادر کیا جائے۔ انصافاً راہن کو یکسال کی مہلت انفکاک رہن کیلئے دینا مناسب ہے۔ ؎۴

(۵) ایک مقدمہ میں تجویز ہوئی کہ موجب احکام فقہیہ اور دفعہ (۸۷) قانون انتقال جائداد ہند عدالت کو ڈگریات بیعبات میں توسیع میعاد کا اختیار حاصل ہے۔ ؎۵

دفعہ ۱۸۱ | رہن بھوگ بندھک قول سرزنگین ؎۶ | جب راہن جائداد مرہونہ پر مرتہن کو قابض کرادے اور اوسکو یہ اختیار دے کہ تا ادائی زررہن وہ اوسپر قابض رہے اور زر لگان اور منافع جو اوس جائداد سے پیدا ہولیتا رہے اور زر لگان اور منافع کو سود یا اصل میں یا جزء سود اور جزء اصل میں محسوب کرے تو معاملہ بہر گب بندھک کہا جاتا ہے۔

توضیح ایسے رہن کو رہن انتفاعی بھی کہتے ہیں مگر ہماری سرکار عالی میں ایسی صورتوں میں سود لانے سے انکار کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ ایک مقدمہ میں تجویز ہوئی کہ جب مرتہن قابض جائداد ہو

؎۱ آئین دکن جلد (۱۴) ۱۳۱۶ف صفحہ (۲۵۴) رامانام بھیابائی ؎۲ آئین دکن جلد ۳ ۱۳۰۴ف صفحہ (۳۲۷) باباجی بنام مانکچند ؎۳ مقنن دکن جلد ۶ ۱۳۰۰ف صفحہ (۱) بلیا بنام سابنت دیریا۔ اجلاس کامل ؎۴ مقنن دکن جلد ۴ ۱۲۹۸ف صفحہ (۲۰۶) بلیا بنام سابنت دیریا ؎۵ آئین دکن جلد ۱۰ ۱۳۱۲ف صفحہ ۲ گنگوا بنام بلیا۔ ؎۶ ترجمہ اصول قانون سرزنگین صفحہ (۲۹۳)

تو وہ سود کا مستحق نہیں ہے۔ [۱]

رہن انگلشیہ۔ قول سر ہنگن [۲]

دفعہ ۱۸۲ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جسمیں راہن یہ اقرار کرتا ہے کہ کسی تاریخ مقررہ پر زر رہن ادا کردیگا۔ اور جائداد مرہونہ کو مطلقاً مرتہن کے قبضہ میں بحفظ اس شرط کے دیدیتا ہے کہ جسوقت زر رہن حسب اقرار ادا کردیا جائے تو مرتہن جائداد مذکور کا قبضہ پھر راہن کو واپس دیدیگا۔

قانونی ڈکشنری میں اس قسم کے رہن کو رہن انتفاع مفروظاہر کر کے اوسکی تعریف اسطرح کیگئی ہے کہ اسمیں اگرچہ مثل رہن مطلق کے جائداد رہن ہوتی ہے لیکن مرتہن اوسکے منافع کے تصرف کا مستحق اور بصورت عدم انفکاک جائداد مرہونہ نیلام کے قابل ہوتی ہے اور نیلام تک راہن کو حق انفکاک حاصل رہتا ہے۔

میکفرسن کے قانون کے بموجب یہ وہ رہن ہے جسمیں کہ جائداد اگرچہ صرف گرو رکھی جاتی ہے جسطرح جسے کہ خالص مفرو گردیں تاہم مرتہن کو ادسکے واصلات حاصل کرنیکا حق ہوتا ہے۔

ہمارے ممالک محروسہ **سرکار عالی** میں اس قسم متذکرہ صدر کا **رہن بالقبض** عام طور پر جاری ہے۔

ٹیکنگ

حق ترجیح

ٹیکنگ یعنے حق ترجیح [۳]

دفعہ ۱۸۳۔ قانون روما کے مطابق اگر دائن کو مدیون پر متعدد دعاوے ہوتے تو جو ضمانت ایک دعوے کے متعلق ہوتی تھی اوسی سے دوسرے دعاوے کا بھی ایفا کرلیا جاسکتا تھا بشرطیکہ کوئی صریح اقرار اسکے خلاف نہ ہوتا۔

قانون انگلستان نے اسبارہ میں اپنے طرفسے ایک خاص اصول قائم کیا ہے یعنی

---

[۱] مقنن دکن جلد (۱) ۱۳۰۵ف صفحہ (۳۶۰) مہادیو بنام سید حسین [۲] ترجمہ اصول قانون سرہنگن صفحہ (۲۹۳)
[۳] " " " صفحہ (۲۹۴)

جبکہ مرتہن اول کو اسبات کا علم نہ ہو کہ وہ جائداد مرہونہ رہن اول کے بعد مرتہن ثانی کے پاس رہن ثانی کر دیگئی ہے اور اسی لاعلمی میں مرتہن اول اسی جائداد مرہونہ کی کفالت سے مزید قرضہ دے یا مرتہن ثالث بغیر علم رہن ثانی یا کسی دوسرے رہن درمیانی کے رہن اول کو خرید لے تو ایسی صورت میں ان دونوں مرتہنان آخر الذکر کو بمقابلہ مرتہن ثانی یا درمیانی کے **حق ترجیح** حاصل ہے۔

اسی قاعدہ حق ترجیح کو (ٹیکنگ) کہتے ہیں **اگر** مرتہن اول باوجود علم رہن ثانی کے جائداد مرہونہ پر مزید قرضہ دے تو اسکا اثر قانونی یہ ہوگا کہ قرضہ اول و قرضہ ہائے ثانی کے بعد اس قرضہ آخر کا حق تسلیم کیا جائیگا۔

توضیح۔ یہ قاعدہ اس تصور سے پیدا ہوا ہے کہ مرتہن اول کا دعویٰ نہ صرف قانون پر مبنی ہے بلکہ اصول انصاف بھی اسکے ساتھ ہے اسلئے وہ اوس شخص سے مغلوب نہیں ہو سکتا جسکا دعویٰ محض اصول انصاف رسانی پر مبنی ہو چونکہ یہ ایک مقولہ قانونی ہے کہ۔

مسئلہ۔ جب انصاف دونوں جانب مساوی ہو تو قانون غالب آتا ہے۔ اور جس شخص کا استحقاق صرف انصاف پر مبنی ہے اوسکو اوس شخص پر ترجیح نہیں دیجا سکتی جسکا استحقاق قانون اور انصاف پر مبنی ہے۔

قانون انتقال جائداد ہند ۱۸۸۲ء کی رو سے مسئلہ صدر صریحاً منسوخ کر دیا گیا ہے اور

(۱) بروے دفعہ (۷۸) قانون مذکور وغیرہ کے یہ طریقہ معین کیا گیا ہے کہ جب بوجہ فریب یا خلاف بیانی یا غفلت صریح کسی مرتہن اول کے دوسرے شخص کو اوسی جائداد مرہونہ کی کفالت پر روپیہ قرضہ دینے کی ترغیب دیجائے تو ایسی حالت میں مرتہن مابعد کو مرتہن اول پر ترجیح دی جائے گی **اور**

(۲) قانون نے تمام کفالتوں کے متعلق یہ قاعدہ مقرر کیا ہے کہ

مسئلہ جس شخص کو وقت کے لحاظ سے تقدیم حاصل ہو اسکا استحقاق سب سے قوی ہے۔

ہنود کے رشی مسمی **یاجینا والکیا** کا قول ہے کہ گرو اور ہبہ اور بیع کیصورت میں معاہدہ مقدم کو سب سے زیادہ وثوق ہوگا۔

استثناء

قول ہرننگین | **عام قاعدہ قانون** یہ ہے کہ اگر داین اول کے پاس دو جائدادیں مکفول ہوں تو وہ دونوں جائدادوں سے یا اون میں سے کسی ایک جائداد سے اپنا قرضہ وصول کرکے داین ثانی کو جسکے پاس بجز اس جائداد کے کوئی دوسری کفالت نہ ہو مایوس کرے تو انصاف اس غرض سے مداخلت کریگا کہ داین اول کفالت آخرالذکر سے اپنا قرضہ وصول کرنیسے اوسوقت تک روکا جائے جب تک کہ دوسری کفالت جو صرف اوسی کو حاصل ہے باقی نہ رہے۔

مثال۔ زید کو۔ رام نگر۔ اور۔ بھاونگر۔ نامی دو جائدادوں کی کفالت حاصل ہے اور بکر کو صرف۔ بھاونگر۔ کی کفالت حاصل ہو تو زید کو لازم ہے کہ پہلے صرف۔ رام نگر۔ سے اپنا قرضہ وصول کرے اور۔ بھاونگر۔ کو رہنے دے تا بکر جو دوسرا داین ہے اوس سے اپنا قرضہ وصول کر سکے۔

نوٹ۔ واضعان قانون ہند نے قانون انتقال جائداد ۱۸۸۲ء میں یہی اصول قائم کیا ہے[1]

حصہ رسدی قول سرہننگین[2] | **دفعہ ۱۸۴** زر رہن کا مسئلہ حصہ رسدی اوس مسئلہ سے مختلف ہے جسکا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ یعنے مسئلہ ترجیح کفالت نامہ جات کا اثر مواخذہ داروں کے حقوق پر پڑتا ہے اور مسئلہ حصہ رسدی مالکان جائداد ہائے ماخوذہ کے حق میں ہے

توضیح۔ اس مسئلہ کا اثر قانون انتقال جائداد ہند ۱۸۸۲ء میں اسطرح بیان کیا گیا

---

[1] ترجمہ اصول قانون سرہننگین صفحہ (۲۹۷)
[2] ترجمہ اصول قانون سرہننگین صفحہ (۲۹۸)

ہے کہ جب چند جائدادیں عام اس سے کہ اونکا ایک مالک ہو یا چند مالک ہوں قرضہ واحد کے ادا کیلئے مرہون کیجائیں تو جائداد ہائے مذکور (بشرطیکہ کوئی معاہدہ اسکے خلاف نہ ہو) بعد اسکے کہ تعداد کسی اور مطالبہ کی جسمیں وہ بوقت ارتہان موجود ہوں ہر ایک جائداد کی مالیت سے وضع کرلیجائے۔ بقدر حصہ رسدی اوس دین کی ذمہ دار ہونگی جسکے لئے رہن عمل میں آیا تھا۔ اس کے سوائے۔

جب دو جائدادیں ایک ہی شخص کی ملکیت ہوں اور ایک ان میں سے ایک قرضہ کے اطمنان کیلئے اور دونوں کسی اور دین کے اطمنان کیلئے رہن کیجائیں۔ اور دین اول جائداد اول الذکر سے ادا ہوجائے تو اگر کوئی عہد اسکے خلاف نہوا ہو تو ہر ایک جائداد حصہ رسدی کی رو سے بعد اسکے کہ تعداد دین اول وس جائداد کی مالیت سے وضع ہولے جس سے وہ ادا ہوا ہو۔ دین ثانی کے بیباقی کی ذمہ دار ہوگی۔

ہائیکورٹ ممالک محروسہ سرکار عالی سے ایک مقدمہ میں تجویز ہوئی کہ اگرچہ مرتہن اول کو بمقابلہ مرتہن ثانی حق ترجیح حاصل ہوتا ہے لیکن بعد ایفاء زر رہن اول جو بچے وہ مرتہن ثانی کا حق ہوگا۔[1]

عدالت سے رقم کی تقسیم رسدی کے متعلق ملاحظہ ہو دفعہ (۳۷) مجموعہ ضابطہ دیوانی ممالک محروسہ سرکار عالی نمبر (۳) ۱۳۲۳ف

دفعہ ۱۸۵

حق کفالت۔ قول سر سٹنگن[2] حق کفالت وہ حق ہے جو گرو دار کو بعوض عدم ادائی قرضہ و عدم انفکاک رہن شئے کو بطور اپنی ملکیت کے استعمال کرنیکا ہو نیز وہ حق جو مال کے روک رکھنے کا ہے جو علحدگی قبضہ سے زائل ہوجاتا ہے اس حق کو لائن

[1] ہائیکورٹ جلد (۱۳) ۱۳۱۵ف صفحہ (۶۵۹) حسینی رام بنام رام کشن
[2] ترجمہ اصول قانون سر سٹنگن صفحہ (۳۰۰)

بھی کہتے ہیں حق کفالت کا یہ اثر ہوتا ہے کہ اوس سے مدیون کی قوت ارادی پر بوجہ اس تکلیف کے جو اوسکو اپنی جائداد کے قبضہ سے محروم رکھے جانیسے ہوتی ہے۔ دباؤ پڑتا ہے۔

حق کفالت کے اقسام۔ قول سر ٹننگین صاحب | **دفعہ ۱۸۶** حق کفالت کی دو قسمیں ہیں عام اور خاص۔ الف حق کفالت عام اشخاص ذیل کو حاصل ہے۔

(۱) ساہوکار۔ (۲) کوٹھی وال (۳) گھاٹ وال (۴) ہائیکورٹ کی اٹرنی۔
(۵) بیمہ کے دلال۔ ب حق کفالت خاص اشخاص ذیل کو حاصل ہو۔
(۱) بایع جسکو زرثمن شئے مبیعہ کی ادا نہ ہوئی ہو۔
(۲) امین جس نے شئے امانتی کی نسبت کوئی خدمت کی ہو۔
(۳) یابندہ مال جسکو حفاظت مال اور تلاش مالک میں خرچ پڑا ہو یا جسکے مالک نے انعام کا دینا قبول کیا ہو۔
(۴) ایجنٹ یا کارندہ جو مالک کا اسباب فروخت کیا ہو یا جو کمیشن یا اخراجات کی بابتہ روپیہ پانیکا مستحق ہو۔
(۵) شرکاء جائداد شراکتی پر حق کفالت رکھتے ہوں۔
(۶) سرکار کو زر مالگذاری و نزول زمین و نذرانہ و محصول کیلئے جو غیر مودی ہو جائداد بابت متعلقہ پر حق کفالت حاصل ہے۔

سورفیشیس	امفی ٹیوسیس
حق سطحی	حق استمراری

حوالہ دفعہ (۱۶۶) باب ہذا

شقہ تر بہ اصول قانون سر ٹننگین۔ صفحہ (۳۰۱)

امفی ٹیوسیس یعنے حق استمراری دسوپر فیشیس یعنے حق سطحی بروے قانون روما ؁۱

دفعہ ۱۸۷ امفی ٹیوسیس یعنے حق استمراری دسوپر فیشیس یعنے حق سطحی یہ دونوں اقسام قانون روما میں بہت اہم سمجھی جاتی ہیں اور قریب قریب ایسی ہی صورتیں اصول قانون یورپ مثلاً قانون جرمنی وغیرہ نیز قانون ہند میں بھی پائی جاتی ہیں (ملاحظہ ہو دفعہ (۱۸۸ و ۱۸۹) باب ہذا)

امفی ٹیوسیس یعنے حق استمراری بروے قانون روما

دفعہ ۱۸۸

قول سر رننگن ؁۲ امفی ٹیوسیس ایک محدود حقیت کے متعلق اراضی کا عطیہ تھا اور اوسکے استعمال کی غرض یہ تھی کہ میونسپالٹی اور چرچ اور زمینداروں کی اراضی کے اون وسیع قطعات میں زراعت کیجاے جو دور دراز دیہات میں ہونیکی وجہ سے نگرانی نہ ہوسکنے کے باعث پڑے پڑے رہتے تھے۔ اس حق سے معطی لہ پورا مالک نہیں ہوتا تھا بلکہ عطا کنندہ ہی مالک رہتا تھا۔ اور معطی لہ کو اراضی میں ایک اصلی حق حاصل ہوتا تھا۔ اور اوسکے معاوضہ میں مالک کو مقررہ رقم ادا کیا کرتا تھا۔ اور شرائط مقررہ کی تعمیل کرتا تھا۔ اور وہ مجاز تھا کہ اپنا حق دوسرے کو منتقل کرے اور مثل مالک کے اپنے حق کی حفاظت کرے۔

قول پروفیسر ہالینڈ ؁۳ حق استمراری اوس شخص کے حق کو کہتے تھے جو خود تو کسی قطعہ اراضی کا مالک نہ ہوتا تھا لیکن مدامی طور پر محصول کی ایک مقررہ رقم کے ادا کرنے پر بدیں شرط اوسے کام میں لاسکتا تھا۔ کہ محصول ادا نکرنے اور بعض دوسرے حوادث کے پیش آنے جانے کی صورت میں وہ اس زمین کے قبضہ اور استمتاع سے محروم کردیا جائیگا۔ استمراری حق رکھنے والے شخص کی حیثیت کئی ایک لحاظ سے ہندوستانی کاشتکار یا اوس زمانہ کے پٹہ دار کے مماثل و مشابہ ہے جبکہ فوجی خدمت کے معاوضہ میں انعام اور جاگیریں

؁۱ ترجمہ اصول قانون سر رننگس صفحہ (۳۶۲) ؁۲ ” صفحہ (۳۶۲) ؁۳ ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۱۸۵)

عطا ہوتی تھیں۔

حسب قول پروفیسر ہالینڈ ہمارے علاقہ سرکار عالی میں بھی استمراری حق رکھنے والے شخص کی حیثیت کبھی اس لحاظ سے کاشتکاران اراضی یا اون جاگیرداروں و انعامداران مشروط الخدمت کے مماثل و مشابہ ہے جنکو فوجی خدمات کے معاوضہ میں یا بمعاوضہ اور کسی خدمت کے سرکار سے جاگیرات و انعامات وغیرہ عطا اور اب تک بحال و جاری اور قابل توریث ہیں جنپر معطی لہٗ مثل مالک کے قابض و متصرف ہے۔ مگر کاشتکاران اراضی کو حق انتقال حاصل اور جاگیرات و انعامات وغیرہ بشرط منظوری سرکار قابل توریث تو قرار دیئے گئے ہیں لیکن تو جہ عطیہ سرکار ہونیکے معطی لہٗ کو ذریعہ بیع یا رہن یا ہبہ وغیرہ کسی دوسرے کے حق میں محض منتقل کرنیکا کوئی اختیار نہیں دیا گیا ہے۔ اور نہ ایسی جائداد قانوناً قابل ضبطی عدالت قرار دیگئی ہے۔

ملاحظہ ہو ملکیت محدود دفعہ (۱۴۸) باب ہذا۔

تعریف جاگیر | جاگیر مخفف ہے جائے گیر کا یہ اسم مفعول مرکب ہے یعنے جائے گرفتہ شدہ جسکی اصطلاحی معنے وہ قطعۂ زمین جو سرکار سے کسی خدمت کے صلہ وغیرہ میں ملا ہو اور جسکا معاملہ معاف ہو بلحاظ اسکے۔

جاگیر حق خدمت میں داخل ہے۔ اور حالات ملک کے لحاظ سے اسپر حق ملکیت کی تعریف اسوجہ صادق آسکتی ہے کہ یہاں جاگیرات ملک موروثی اور نسلاً بعد نسلاً بلحاظ قدامت اون کی بحالی عمل میں آیا کرتی ہے اور اسکے متعلق جاگیرداروں کو بہ ملکیت محدود حق استمراری حاصل ہے۔ اور

حق خدمت سے جائداد غیر منقولہ و منقولہ وغیرہ دونوں بھی متعلق ہیں جسکی توضیح شجرہ ذیل سے ہوسکتی ہے۔
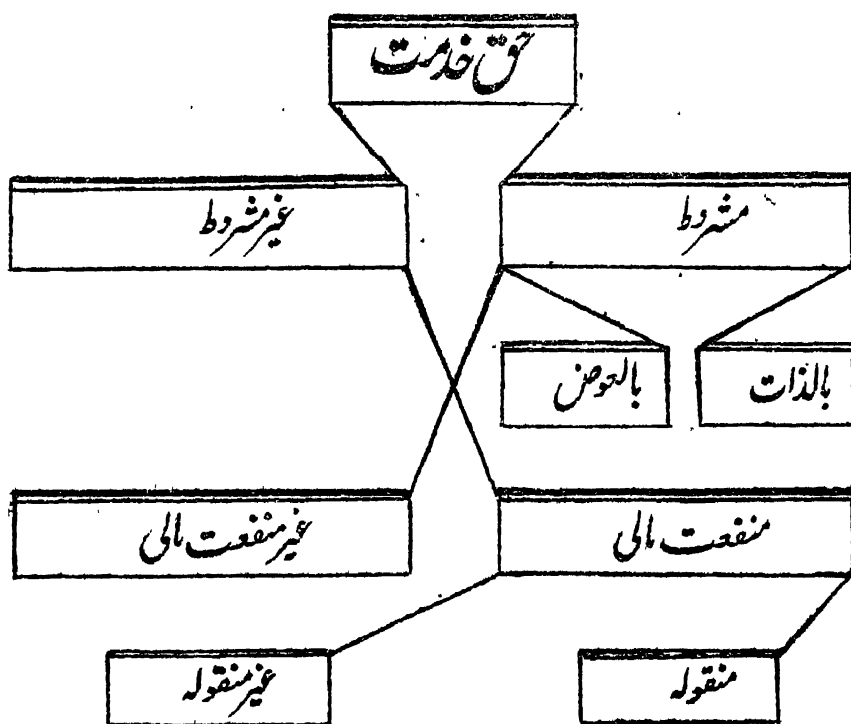
دفعہ ۱۸۹ حق سطحی وہ حق تھا | سوپرفیشیس یعنے حق سطحی رو بے قانون روما۔ قول پروفیسر ہالینڈ

جو ایک شخص کو دوامی طور پر یا ایک مدت مدید کیلئے ایک ایسی عمارت پر حاصل ہو جو دوسرے شخص کی اراضی پر تعمیر ہونیکے بعد مالک اراضی کی ملک ہوگی۔

قول سر ٹنگین | سوپرفیشیس کے ذریعہ سے ایک شخص کو اوس عمارت پر حق مکمل حق ملکیت حاصل ہوتا تھا جو دوسرے شخص کی اراضی پر تعمیر کیجاتی تھی اور جو از روے قانون ملکی و قدرتی اس اصول پر کہ

مسئلہ جو شے اراضی سے ملصق ہو وہ اسی سے متعلق ہے۔

اوسی شخص کی ملکیت سمجھی جاتی تھی جو اراضی کا مالک تھا۔ بلحاظ اسکے جو شخص اس حق سے فائدہ اٹھاتا تھا اوسکے حقوق اور وجوبات اگرچیکہ قریب قریب اوسی قسم کے تھے جو امفی ٹیوسیس سے متعلق تھے۔ یعنے۔ وہ اپنا

حق، جیسے ہبہ یا بذریعہ وصیت کے جو اوسکی وفات پر اثر پذیر ہوتی تھی منتقل کرسکتا تھا۔ اور اوس عمارت پر حقوق استفادہ عائد کرنے اور اپنے حق کو گرو رکھنے کا وہ مجاز تھا اور اوسکو اختیار تھا کہ جو شخص اوسکے قبضہ اور تصرف میں مخل ہو اوسپر حسب ضابطہ نالش کرے۔ باوجود ان سب حقوق حاصل ہونیکے بھی اوسپر لازم تھا کہ مالک اراضی کو سالانہ لگان ادا کرتا رہے۔ یہ حق زر عطیہ منجانب مالک اراضی یا بذریعہ تجویز عدالت یا ذریعہ قدامت حاصل ہوتا تھا۔ انگلستان و ہندوستان میں ایسا کوئی قاعدہ قائم نہیں کیا گیا ہے مگر سرکار عالی میں اسی قسم کا حق زر نزول بعض مخصوص اراضیات پر قانوناً جائز و قائم ہے

چنانچہ ایک مقدمہ میں تجویز ہوئی کہ اراضی پر سرکار زر نزول مقررہ تشخیص مقرر لیتی ہے لیکن قابض کو جس نے اوس نزولی اراضی پر مکان بنایا ہو بیدخل نہیں کرتی اور نہ اوسکے کسی قسم کے مالکانہ تصرفات مثل بیع و رہن وغیرہ میں مخل ہوتی ہے۔ [1]

ایک اور مقدمہ میں تجویز ہوئی کہ بلحاظ حالات ملک عام طور پر سرکاری و غیر سرکاری نزولی اراضیات سے قواعد شفعہ متعلق ہیں [2]

ایک اور مقدمہ میں تجویز ہوئی کہ جبکہ مدعی علیہا نے ایک ایسے مکان کو خریدا ہے جو زمین نزولی پر واقع ہے تو مدعی علیہ قائم مقام بایع ہے۔ اور اوسکو نزول ادا کرنا چاہیئے۔ [3]

ایک اور مقدمہ میں تجویز ہوئی کہ جبتک ملکیت اراضی کی ثابت نہ ہو کوئی شخص نزول اراضی کا مستحق نہیں قرار دیا جا سکتا ہے

اراضی غیر پر تعمیر [4] انگلستان و ہندوستان میں تعمیر کنندہ نے نیک نیتی سے اگر اراضی غیر پر کوئی تعمیر کی ہو یا مالک اراضی نے سکوت اختیار کرکے اپنی اراضی پر بغیر اصرار یا کسی اعتراض کے عمارتوں کی تعمیر ہونے دی ہو تو ایسی صورتوں میں عدالتہائے انگلستان و ہندوستان نے

---

[1] عبد القیوم بنام بابیا مجموعہ فیصلہ جات جلد (۱) صفحہ (۴۵) و مقنن دکن جلد (۱) صفحہ (۲۷) سنہ ۱۲۹۵ف [2] سیو جمیت علی بنام بھیکو بی۔ آئین دکن جلد (۱۹) صفحہ (۷۵) سنہ ۱۳۲۱ف [3] اشرف بی بنام اسٹیٹ نواب سالار جنگ بہادر تشریح القوانین جلد (۹) صفحہ (۷۴۱) سنہ ۱۳۱۸ف [4] الف فتح سنگھ بنام سید شاہ امان اللہ آئین دکن جلد (۵) صفحہ (۲۸۶) و مقنن دکن جلد (۱۳) صفحہ (۴۱۸) سنہ ۱۳۰۷ف [5] ترجمہ اصول قانون سرٹنگیر صفحہ (۳۰۷)

اصول انصاف رسانی پر عمل کیا ہے اور تعمیر کنندہ کو معاوضہ دلایا ہے - یا اراضی کو خرید لینے کی اجازت دی ہے۔ اسیطرح

عدالتہائے سرکار عالی میں بھی ایسی صورتوں میں مسئلہ غصب قلیل تابع کثیر کو مدنظر رکھا ہے

چنانچہ ایکمقدمہ میں تجویز ہوئی کہ جب قیمت تعمیر قیمت زمین سے کم ہو تو مدعی مالک زمین سے مدعی علیہ تعمیر کنندہ کو قیمت تعمیر دلائے جانیکا حکم صحیح ہے سلہ۔ ایکمقدمہ میں تجویز ہوئی کہ اگر واقعات سے یہ ثابت نہ ہو کہ مدعی علیہ نیک نیت غاصب تھا تو اوسے معاوضہ نہیں دلایا جا سکتا سلہ ایک اور مقدمہ میں تجویز ہوئی کہ گو اراضی کی قیمت سے تعمیر کی قیمت زیادہ ہو تاہم مدعی علیہ (مالک تعمیر) کی بدنیتی کیوجہ سے مدعی (مالک اراضی) کو اراضی کی قیمت نہیں دلائیجا سکتی بلکہ دخل اراضی کی ڈگری ہونی چاہئے۔ سلہ

عمارات زراعتی قول سر منگین سلہ | ایک خاص قسم کے زراعتی آسامیاں اپنے مقبوضہ اراضیات پر ایسی عمارات تعمیر کرنیکے مستحق ہیں جو زراعت کی سہولت اور ترقی کیلئے ضروری ہوں جس عمارت سے ایسی کوئی آسامی بیدخل نہیں کیجا سکتی تاوقتیکہ اوسکو معاوضہ نہ مل جائے جو زمین کے چند منفعتی کے عطا سے ادا کیا جا سکتا ہے۔ لیکن

سرکار عالی میں کوئی معاوضہ نہیں دلایا جا سکتا چنانچہ اس حق سطحی کی بابتہ قانون مالگذاری اراضی ۱۳۱۷ف کی دفعہ (۹۱)، کی عبارت یہ ہے کہ ہر قابض مجاز ہوگا کہ اپنی مقبوضہ اراضی میں کوٹھے یا باولیاں تعمیر یا ترمیم کرے یا اور کسی طریقہ سے اوسکی حیثیت کو ترقی دے اور بجز اجازت تحریری تعلقدار اوسکو یہ حق نہ ہوگا کہ اراضی زراعتی کو اغراض زراعت کے سوائے کسی اور کام میں لائے ایسی استجازت کے متعلق اگر درخواست پیش کرنیکی تاریخ سے ۳۱ ماہ تک منجانب تعلقدار کوئی تحریری جواب صادر نہ ہو تو سمجھا جائیگا کہ درخواست منظور ہو گئی۔ ایسے ہر ایک مقدمہ میں تعلقدار کا فرض ہے کہ درخواست پہونچتے ہی اوسکی تحریری رسید و نیز بلا تاخیر غیر ضروری درخواست کی منظوری یا نا منظوری

سلہ یعنی بنام قادر صاحب۔ دکن لارپورٹ جلد (۳) صفحہ (۴۲)، وآئین دکن جلد (۱۹) صفحہ (۳۰۶) سلہ ۱۳۲۲ف سلہ محمد اکبر الدین بنام قطب عالم قادری آئین دکن جلد (۱۳) صفحہ (۱۶۹) سلہ ۱۳۲۱ف سلہ شام لو بنام محبوب جنگ وآئین دکن جلد (۱۶) صفحہ (۶۰) سلہ ۱۳۱۸ف [illegible]

یا نامنظوری سے اوسکو مطلع کرے اور تعلقدار ایسی درخواست کی منظوری کیوقت علاوہ اس جدید محصول کے جو بموجب دفعہ (۵۰) واجب الادا ہو اگر ضرورت ہو تو بہ تحریر وجوہ ایسے شرائط قائم کرسکیگا جنکو اوس نے برضامندی قابض طے کیا ہو (کوئی قابض اراضی مجاز نہ ہوگا کہ بلا اجازت سرکار کوئی تالاب یا کنٹہ تعمیر یا ترمیم کرے۔

اور مرمہ قواعد بندوبست مندرجہ گشتی مال نشان (۲۲) مورخہ ۲۴ آبان ۱۳۱۵ف کے فقرہ (۲۵) کی عبارت یہ ہے کہ بہ تبعیت دفعہ (۶۱) قانون مال پٹہ دار و قولدار زراعت پیشہ مجاز ہوگا کہ بلا ادائی کسی محاصل زائد کے اپنی اراضی پٹہ میں اپنی یا اپنے جانوروں کی سکونت کیلئے مکان یا کوٹھہ بنائے یا باولی کھودے مگر اس اراضی کا راضینامہ دینے کے بعد اون مکانات یا کوٹھہ جات یا باولی پر حق باقی نہ رہیگا۔ اور دفعہ (۲۶) کی عبارت یہ ہے کہ زمینات انعامی اور مقطعہ میں بھی تعمیر انکنہ کیلئے کوئی مزاحمت نہ ہوگی بہ تبعیت دفعہ (۶۱) قانون مال پٹہ دار غیر زراعت پیشہ بھی مجاز ہوگا کہ اراضی پٹہ پر بلا ادائی کسی محاصل زائد کے جانوروں کے رہنے یا مال زراعتی رکھنے کیلئے کوٹھہ بنائے یا باولی کھودے جسپر بعد راضی نامہ پٹہ دار کا حق نہ رہیگا۔

باب سیزدہم

حق متعلق خاندان

محولہ دفعہ (۱۲۵) قانون ہذا

دفعہ ۱۹۰ حقوق خاندان کی ابتداء۔ قول سرزٹینگن[1] اسوقت ہمکو جن حقوق سی بحث ہے

[1] ترجمہ اصول قانون سرزٹینگن صفحہ (۳۰۹)

اون کے دائرہ میں وہ تمام حقوق داخل ہیں جو تعلقات خانہ داری مبنی بر ازدواج سے پیدا ہوتے ہیں

حالات ابتدائی | اگر ہم اس دستور ازدواج کے حالات ابتدائی پر جس نے انسان کو اشرف المخلوقات بنانے اور اوسکی فطرت کو پاکیزگی کا لباس پہنانے میں بہت کچھ مدد دی ہے اوس پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ اوسکی نشو ونما کی رفتار قریب قریب ملکیت کے تصور کے نشو ونما کی رفتار کے مشابہ ہے جیسا کہ ہمنے گذشتہ باب دوازدہم میں بیان کیا ہے کہ جائداد کے استحقاق کی ابتدائی شکل ملکیت مجموعی تھی جو چند اشخاص کا ایک چھوٹا گروہ بغرض حفاظت جان ومال ایک جگہ جمع ہو کر تعمیل کرتا تھا بعینہ ویسا ہی اوسی زمانہ میں یہ لوگ مخلوط حالت میں رہتے تھے اور مانند جائداد کے بیویوں کا بھی مشترکا استعمال کرتے تھے لیکن جب ملکیت انفرادی کا تصور نشو ونما پاتا ہے تو ہم زینہ تہذیب کے پہلے قدم پر پہونچتے ہیں جہاں یہ مخلوط حالت مبدل بہ ازدواج انفرادی ہوتی ہے لیکن درمیانی مدارج بتدریج قائم ہوتے گئے۔

منزل اول پہلے ہر قوم میں یہ رواج تھا کہ ایک عورت کے کئی شوہر ہوتے تھے۔ رفتہ رفتہ یہ رواج موقوف ہوتا گیا اور بعد میں۔

منزل دوم کو ایک عورت کے کئی شوہر ہوتے تھے لیکن یہ سب بھائی ہوتے تھے۔ بلا شبہہ یہ طریقہ خیالات کفایت شعاری سے اور عورتوں کی قلت کیوجہ سے بلحاظ اون عقود کے جو جائداد ہائے موروثی کے ایک ہی خاندان میں رہنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ اختیار کیا گیا۔ چونکہ بڑا بھائی عموماً سرگروہ خاندان تصور کیا جاتا تھا وہ بتدریج عورت کی شوہری کی حیثیت اختیار کرنے لگا اور جو اطفال مکان یا خیمہ میں پیدا ہوتے تھے اون سب کا محافظ اور پرورش کنندہ بن جاتا تھا۔ اسکے بعد

منزل سوم۔ ازدواج منفردہ کا ترقی پذیر ہونا کوئی دشوار امر نہ تھا۔ بڑا بھائی یہ خواہش

کرنے لگا کہ خاص اوسکی زوجہ علحدہ ہو۔ اس خواہش کے پورا کرنے کیلئے اوسکو ضرور تھا کہ اپنے چچیرے بھائیوں کیلئے دوسری بیوی کی تلاش کرے۔ اسطرح پر

رفتہ رفتہ ازدواج منفردہ اور حیثیت پدری کا اصول قایم ہوا

ازدواج کی قدرتی بنیاد۔ قول سرٹننگین[1] | **دفعہ ۱۹۱** ازدواج ذکور و اناث۔ اونکے باہمی اختلاط فطرتی پر مبنی ہے جسکے لحاظ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ قدرت کی غرض و غایت ذکور و اناث کے درمیان خواہش و رغبت کا میلان قایم کرنے میں یہی تھی کہ اطفال کی پیدایش اور تعلیم ہو۔ اسی لحاظ سے زمانہ قدیم میں زوجہ عقیمہ کو شوہر چھوڑ دینے کا مجاز تھا۔ اور

رواج روما[2] | **روما** میں بھی یہ طریقہ رائج تھا۔ چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص نے منظوری مجلس امور خانہ داری اپنی زوجہ کو جس سے اوسکو بڑی محبت تھی بدینوجہ چھوڑ دیا کہ وہ عقیمہ تھی اور وہ احکام عدالت کو اپنے ایمان سے اس امر کا اطمنان نہیں دلا سکتا تھا کہ اوسکو اپنی زوجہ سے اولاد ہونے کی توقع تھی۔

رواج جرمنی[3] | زمانہ قدیم میں **جرمنی** میں بھی یہی رواج تھا اور لہذا ہر زوجہ کو بھی اس بات کا حق تھا کہ اگر شوہر کی نامردی کیوجہ سے اولاد نہ ہو تو اوس سے علحدہ ہو جائے۔

رواج ہندوستان[4] | ہندوستان میں **شاستر** ہنود کی رو سے بیاہ ایک معاملہ متبرک اور ناقابل انفساخ قرار دیا گیا ہے۔ مگر اسکے ساتھ ہی شوہر کو صراحتاً اس امر کا اختیار دیا گیا ہے کہ زوجہ عقیمہ کو چھوڑ کر دوسرا بیاہ کرے ایسی صورت میں قانون متاکشرا کے بموجب پہلی عورت شوہر سے اسقدر روپیہ پانے کی مستحق ہے جسقدر کہ دوسرے بیاہ میں صرف ہوا ہو۔ لیکن طریقہ حال کے مطابق شوہر پر صرف اسقدر لازم ہے کہ پہلی زوجہ کیلئے نان و نفقہ مقرر کرے۔

---

[1] ترجمہ اصول قانون سرٹننگین صفحہ (۳۱۰) [2] ایضاً صفحہ (۳۱۱) [3] ایضاً (۳۱۱) [4] ایضاً صفحہ (۳۱۱)

پنجاب کے ایک مقدمہ میں تجویز ہوئی کہ ایسی صورت میں شوہر کی وفات پر پہلی زوجہ کا حق وراثت زائل نہیں ہو سکتا۔ یہ تجویز اس دلیل پر مبنی ہے کہ شاستر ہنود میں طلاق تسلیم نہیں کیا گیا ہے لیکن جس صورت میں کہ بروئے رسم مقامی ایسا طریقہ جائز ہو تو البتہ وہ بمنزلہ قانون ہوگا۔

شرع محمدی کی رو سے عورت کا عقیمہ ہونا باعث طلاق لازمی نہیں ہے کیونکہ اور تین عورتوں سے نکاح کر سکتے ہیں اور مرد کیلئے چار زوجگان جائز اور وجہ موجہ کیساتھ بہ ادائی زر مہر شوہر طلاق دینے کا بھی مجاز گردانا گیا ہے۔

زمانہ حال کی اقوام یورپ کے ازدواج کا اصول[1] زمانہ حال کے اقوام یورپ میں ازدواج کے جواز کیلئے یہ اصول اسوجہ چنداں ضروری نہیں خیال کیا جاتا ہے کہ جو اشخاص بیاہ کریں وہ اسی غرض و غایت کو مدنظر رکھیں تو پیدائش اطفال کی موقوفی کیساتھ ہی ازدواج خود بخود فسخ ہو جائیگا۔

ازدواج سے چند حقوق بالتعمیم کا پیدا ہونا قول سر رٹنگن[2] **دفعہ ۱۹۲** ازدواج پر اگر اس قانونی رشتہ کی حیثیت سے نظر ڈالی جائے جو اس وجوب سے منتج ہوتا ہے جو مدت العمر کیلئے دو اشخاص از جنس ذکور و اناث کے قوائے تناسلہ کے استفادہ باہمی پر آپس میں عقد کر لینے سے پیدا ہوتا ہے تو خارجی طور پر اس سے چند حقوق و فرائض تمام دنیا کے مقابلہ میں مترتب ہوتے ہیں جنکا نہ تو انتقال ہو سکتا ہے اور نہ وہ ترک کیے جا سکتے ہیں جنکا ذکر متصلہ دفعات آئندہ باب ہذا میں کیا جاتا ہے۔

حقوق شوہری۔ قول سر رٹنگن[3] **دفعہ ۱۹۳** شوہر کو اپنی زوجہ کی صحبت کا حق حاصل ہے جسکو وہ ہر ایسے شخص کے مقابلہ میں عمل میں لا سکتا ہے جو اوسکی زوجہ کو اپنے شوہر کا گھر چھوڑنے پر مجبور کرے یا چھوڑنے کی ترغیب دیکر یا اغوا کر کے اوسکو حق مذکور سے محروم کرنے کی کوشش کرے۔

---

[1] ترجمہ اصول قانون سر رٹنگن صفحہ (۳۱۱)، [2] ” ” صفحہ (۳۱۲) [3] ” صفحہ (۳۱۲)

توضیح - یہ حق رشتۂ ازدواج کے قیام تک قائم رہتا ہے اور بالآخر صرف ایک فریق کی وفات پر یا ازدواج کے بذریعہ تجویز عدالت مجاز منسوخ ہو جانیسے معدوم ہو جاتا ہے۔

قانون سرکار عالی | **سرکار عالی** میں اس قسم کے حقوق میں مداخلت کرنیوالا باب (۱۹) جرائم متعلقہ ازدواج مجموعہ تعزیرات ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۵) دفعہ ۳۲۴ الف کے بموجب مجرم اور قابل سزا ہے۔

قانون فرانس[1] | **فرانس** کے قانون میں شوہر اور زوجہ کے مابین جو حقوق قائم ہیں وہ یہ ہیں کہ شوہر اور زوجہ کو ایک دوسرے پر عاصمانہ وفاداری - تائید - اور اعانت کا حق حاصل ہے۔

شوہر کا فرض | شوہر کا فرض ہے کہ اپنی بی بی کی حفاظت وحمایت کرے اور اپنی بی بی کو اپنے گھر میں آنے دے اور اپنی حیثیت اور استطاعت کے مطابق اوسکے گذارہ کا کل سامان بہم پہونچائے۔

بی بی کا فرض | بی بی کا فرض ہے کہ اپنے شوہر کی فرمان برداری ومتابعت کرے اور اپنے شوہر کی عادات واطوار سے مانوس ہو جائے۔ اور جہاں کہیں وہ جاکر رہنا چاہے اوسکے ساتھ جاکر رہے۔

قانون انگلستان | بروے قانون۔ **انگلستان**

حق شوہری | شوہر کو اپنی بی بی کے مقابلہ میں یہ حق حاصل ہے کہ وہ اوسکی شریک صحبت رہے ورنہ شوہر کو یہ چارہ کار حاصل ہوگا کہ حقوق زن وشوہری کی بازیافتگی کی درخواست دیکر قانونی طور پر حقوق مذکور حاصل کرے۔ اسکے سوائے شوہر کو اپنی بی بی کے مقابلہ میں یہ حق بھی حاصل ہے کہ بی بی زنا کے ارتکاب سے احتراز کرے ورنہ شوہر طلاق کے ذریعہ سے اوسے اپنی صحبت اور نان ونفقہ سے محروم کرسکتا ہے۔

حق زوجیت | بی بی بھی اپنے شوہر کے مقابلہ میں حقوق زن وشوہری کے دلائے جانے یا طلاق پانیکا دعویٰ کرسکتی ہے۔

[1] ترجمہ اصول قانون سر ٹنگین صفحہ (۳۶۲)

سرکار عالی میں فریقین اہل اسلام ہونیکی صورت میں شرع شریف کی رو سے اثبات و فسخ و بطلان نکاح و نفقہ و رضاعت و زیارت اقربا و فسخ رسم منگنی و بند و بست آزار و حق ولسانی و اخراجات بیماری زچگی و خلع و طلاق و مہر و جہیز و حق مصاد و طلب زوجہ وغیرہ اس قسم کے حقوق بذریعہ عدالت دارالقضا بلدہ و عدالتہائے نظامت دیوانی ضلع حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

اور فریقین اہل ہنود ہونے کی صورت میں حقوق زن و شوہری دیگر معمولی عدالتہائے مجاز سے احکام شاستر کے بموجب حاصل ہو سکتے ہیں۔ اسیطرح ہر قوم اپنے اپنے مذہبی احکام کی رو سے ایسے حقوق حاصل کر سکتی ہے۔

حقوق والدین۔ قول سرٹنگین[1] | دفعہ ۱۹۴ دوسرا حق جواز دواج جائز سے پیدا ہوتا ہے حق والدین ہے جسکی رو سے والدین کو یہ اختیار حاصل ہے کہ ازدواج مذکور سے جو اولاد پیدا ہو اسکو اپنی حفاظت اور نگرانی میں رکھیں اور جو کچھ وہ اپنی محنت کے ذریعہ سے حاصل کرے اوسکو تاوقتیکہ وہ سن بلوغ کو پہونچکر قانون کی رو سے حصول جائداد کی جداگانہ قابلیت اختیار نہ کرے خود تصرف میں لائیں۔

قانون روما[2] | قانون روما کے اصول کے بموجب جو اطفال اثناء ازدواج جائز پیدا ہوتے تھے وہ اپنے والدین کی حیثیت اختیار کرتے تھے اور اونھیں کی نگرانی میں رہتے تھے اور جو اطفال بغیر ازدواج جائز کے پیدا ہوتے تھے وہ ماں کی نگرانی میں رہتے تھے اِلّا اوس صورت میں کہ کوئی خاص قانون اسکے خلاف موجود ہو۔

توضیح۔ قانون روما کے بموجب باپ وہی سمجھا جاتا تھا جسکو ازدواج ظاہر کرے۔

قانون انگلستان[3] | انگلستان میں بھی یہی طریقہ ہے۔

---

[1] ترجمہ علم اصول قانون سرٹنگین صفحہ (۳۱۳) [2] ؎ ۲ ، صفحہ (۳۱۳) [3] ؎ ۳ ، صفحہ (۳۱۳)

شرع شریف[۱] | بعینہ یہی مسئلہ شرع شریف میں بھی موجود ہے۔ وہ یہ ہے کہ (اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ) جس سے یہ امر مراد ہے کہ بیٹا اوسی شخص کا سمجھا جائیگا جو پیدا ہونے وقت اوسکی ماں جسکے نکاح میں ہو۔

شاستر[۲] | شاستر آئیہ حقوق والدین ذریعہ تبنیت بھی حاصل ہو سکتے ہیں۔

قول پروفیسر ہالنیڈ[۳] | ماں یا باپ کو بچہ پیدا ہونے پر یہ حق حاصل ہو جاتا ہے کہ بچپن کے زمانہ میں اوسکے افعال پر نگرانی رکھیں۔ اور اس حق کا نفاذ تنبیہ و تادیب کے ذریعہ سے کیا جاسکتا ہے بعض قانونی ضابطوں میں بچہ کو یہ حق حاصل ہے کہ اوسکے والدین اوسکے مصارف نگہداشت کے کفیل ہونگے۔ علی ہذ القیاس۔

ماں باپ کو بھی یہ حق حاصل ہے۔ کہ اونکی اولاد اونکی متکفل ہوگی۔ جیسا کہ

قانون سرکار عالی | سرکار عالی میں حسب دفعہ (۲۱۱) ضابطہ فوجداری سرکار عالی مرحمہ تا ۱۳۲۹ ف زوجہ یا بچہ یا والدین کی پرورشی کا حق عدالت فوجداری سے بجبر دلایا جاتا ہے۔

قانون فرانس[۴] | قانون فرانس میں محتاج داماد کو یہ حق حاصل ہے کہ اوسکا خسر اوسکی ضروریات زندگی کا متکفل ہو لیکن حال میں جب اس قانون کے لحاظ سے عدالتہائے فرانس نے فیصلہ صادر کیا تو

قانون امریکہ | امریکہ کی عدالتوں نے ریاستہائے متحدہ میں اسکی تعمیل سے اس بناء پر انکار کیا کہ یہ فیصلہ ریاستہائے مذکور کی قانونی مصلحت کے خلاف ہے۔

مدت قیام حقوق۔ قول سر ہننگس[۵] | **دفعہ ۱۹۵** حقوق والدین۔ باپ یا ماں یا طفل کی وفات پر یا طفل کے بذریعہ تبنیت کسی دوسرے خاندان میں منتقل ہو جانے سے (ایسی صورت میں حقوق مذکور اوس شخص کو حاصل ہوتے ہیں جو تبنی کرے) یا بوجہ سن بلوغ کو پہونچنے طفل مذکور

---

[۱] ترجمہ اصول قانون سر ہننگس صفحہ (۱۴۲) [۲] ایضاً صفحہ (۱۴۲) [۳] ترجمہ ہالنیڈ جورس پروڈنس صفحہ (۲۰۸) [۴] ایضاً صفحہ ۲۰۸ [۵] ایضاً (۱۴۳)

کے یا بوجہ تجویز عدالت کے معدوم ہو جاتے ہیں۔ اگر لڑکی ہو تو اوسکے ازدواج پر یہ حقوق زائل ہو جاتے ہیں الّا اوس صورت میں کہ کسی ملک میں ازدواج نابالغاں رائج ہوا ور زوجہ نابالغہ تاسن بلوغ اپنے والدین کیساتھ رہے۔

انتقال حقوق ۔ قول سر ٹننگن ؎

دفعہ ۱۹۶ باوجود اسکے کہ حقوق والدین ۔ والدین میں سے کسی ایک کی وفات پر معدوم ہو جاتے ہیں لیکن یہ حقوق والدین کے حین حیات یا بذریعہ وصیت بعد وفات کے اشخاص دیگر کے تفویض کئے جانیکے قابل ہیں۔

مثال حقوق اوستاد کے سپرد کئے جا سکتے ہیں۔ یا طفل کو کوئی پیشہ سکہانے کی غرض سے کسی دوسرے شخص کے تفویض ہو سکتے ہیں۔ اسیطرح

انتقال حق ولایت ۔ قول سر ٹننگن ؎

دفعہ ۱۹۷ پدر اپنے اطفال نابالغ کیلئے ذریعہ وصیت ولی مقرر کرنیکا مستحق ہے۔ اور پدر کی وفات پر مادر کو بھی یہی استحقاق حاصل ہوتا ہے۔ اسکے سوائے ولی عدالت کے ذریعہ سے بھی مقرر ہو سکتا ہے مثلاً اون صورتوں میں جنمیں ایکٹ ہند نمبر (۸) ۱۸۹۰ء اور سرکار عالی میں قانون ولایت نشان (۵) ۱۳۱۷ف کے موجب عمل ہو یا اس عہدہ کی ذمہ داریاں بذریعہ قانون والد یا والدہ متوفی کے چند خاص رشتہ داروں پر عائد ہو سکتی ہیں۔ یا ریاست خود یہ ذمہ داریاں ذریعہ ایکٹ ہند نمبر (۱۲) ۱۸۷۵ء اور سرکار عالی میں ذریعہ قانون کورٹ آف وارڈس ۱۳۰۵ف اپنے سر لیتی ہے۔ ملاحظہ ہو مجموعہ ہذا کا حصہ اول فصل سوم باب ششم فعل کا لازمہ دوم ادراک کے ضمن میں ناقابلیت ذاتی دفعہ (۹۱)۔

حقوق خاندان ذریعہ معاہدہ ۔ قول سر ٹننگن ؎

دفعہ ۱۹۸ حقوق خاندان کی فہرست میں وہ حقوق بھی شامل کئے جا سکتے ہیں جو ذریعہ معاہدہ حاصل ہوتے ہیں۔

؎ ترجمہ اصول قانون سر ٹننگن صفحہ (۳۱۴) ؎ ر صفحہ (۳۱۵) ؎ ر صفحہ (۳۱۵)

مثال

(۱) آقا کو اپنے ملازم کی خدمات سے فائدہ اُٹھانے کا حق حاصل ہے۔ اور جو شخص اوسکو ایسا فائدہ اوٹھانے سے محروم کرے اوسپر ہرجہ کی نالش ہوسکتی ہے۔ اسی طرح

(۲) مہتمم کسی ناٹک کا دوسرے ناٹک کے مہتمم پر جو اوسکے گائیوں کو ترغیب و تحریص دیکر لے جائے اوسپر ہرجہ کی نالش ہوسکتی ہے۔

توضیح

ملازمین جو نقض عہد کریں مجموعہ تعزیرات سرکار عالی نشان (۵) سنہ ۱۳۲۴ ف باب (۱۸) نقض معاہدات کے بموجب مجرم اور قابل سزا قرار پاتے ہیں۔

قانون مخصص بالاشخاص

حقوق بالتخصیص (ان پرسوم)

قانون نشان (۲)

قانون اصلی	قانون اضافی
معاہدہ و حقوق مشابہ معاہدہ	شہادت
باب (۱۵)	باب (۱۶)

تمہید فصل ہذا کے ابتدائی باب نہم میں حقوق خانگی کے جسقدر اقسام ظاہر کئے گئے ہیں ان اقسام پر بلحاظ دفعہ (۱۲۱) باب مذکور بہ ترتیب مناسب نظر ڈالنے کیلئے حقوق اولیہ کی پہلی قسم حقوق بالتعمیم یعنے وہ حقوق خانگی جو شخص حقدار کو تمام دنیا کی مقابلہ میں حاصل ہو سکتے ہیں اون حقوق کا ذکر قانون نشان (۱) میں از باب دہم تا سیزدہم کردیا گیا ہے۔ اور اب حقوق اولیہ کی دوسری قسم حقوق بالتخصیص یعنے وہ حقوق خانگی جو شخص حقدار کو کسی شخص یا اشخاص کے مقابلہ میں حاصل ہو سکتے ہیں اون حقوق کا ذکر اس قانون نشان (۲) میں کیا جاتا ہے۔ اگرچہ اس قسم دوم حقوق بالتخصیص کی صورتیں بھی، قانون نشان (۱) حقوق بالتعمیم کیساتھ ظاہر ہو چکی ہیں مگر ان حقوق بالتخصیص کا قانون اصلی معاہدہ و حقوق مشابہ معاہدہ اور قانون اضافی شہادت ہے۔ ان ہر دو قوانین اصلی و اضافی کا بیان اس قانون نشان (۲) میں کیا جاتا ہے۔ اور یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اس قانون کی مطالعہ

کیوقت فصل ہذا کے ابتدائی باب نہم میں حقوق بالتعمیم اور حقوق بالتخصیص کی جو تعریفات بیان کیگئی ہیں وہ اچھی طرح پیش نظر رہیں جس سے بوقت مطالعہ قانون ہذا ان ہر دو حقوق بالتعمیم و حقوق بالتخصیص کے امتیازات اچھی طرح سمجھ میں آسکیں۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ اس فصل چہارم کے ابتدائی باب نہم میں جسقدر مراتب ظاہر کیئے گئے ہیں اون کل مراتب کو مثل قانون نشان (۱) کے مراتب ابتدائی کے اس قانون نشان (۲) کے بھی وہی مراتب ابتدائی سمجھے جاسکیں گے جو مشتمل بحقوق بالتعمیم و مشتمل بحقوق بالتخصیص ہونیکی وجہ سے ان ہر دو قوانین نشان (۱ و ۲) کے افق پر علحدہ باب قایم کیا جاکر اوس باب نہم میں ان ہر دو قوانین نشان (۱ و ۲) کے مراتب ابتدائی ظاہر کردئے گئے ہیں۔ جسکے بعد بلحاظ تعریف حقوق بالتخصیص جو حقوق خانگی شخص حقدار کو کسی شخص یا اشخاص کے مقابلہ میں حاصل ہیں۔ اور ان حقوق کا قانون اصلی معاہدہ و حقوق مشابہ معاہدہ اور قانون اضافی شہادت ہے ان ہر دو قوانین اصلی و اضافی کا بیان حسب ذیل کیا جاتا ہے۔

باب چہاردہم

مراتب ابتدائی

دفعہ ۱۹۹ — حقوق بالتخصیص بقول سر ہنٹنگٹن[۱] وہ جمیع حقوق جو معاہدہ سے پیدا ہوتے ہیں یا جو بذریعہ قانون لاحق کیئے جاتے ہیں جنکے وجود کی نوعیت ہی سے ظاہر ہے کہ وہ صرف بعض یا معین اشخاص کے مقابلہ میں نافذ کیئے جاسکتے ہیں اسلیئے بالکل ٹھیک طور پر حقوق بالتخصیص کہلاتے ہیں۔ جن حقوق پر باعتبار حقوق اولیہ یعنے اُن حقوق کے جو قبل واقع ہونے کسی خلاف ورزی کے موجود ہوتے ہیں۔ وہ حقوق معاہدہ و حقوق مشابہ معاہدہ ہیں۔

---

[۱] ترجمہ اصول قانون سر ہنٹنگٹن صفحہ (۲۱۷)

اور خیالی۔ معاہدہ کے ساتھ ساتھ شہادت کا تصور ابتدائی ہی نشو ونما پاتا گیا ہے۔ جیسا کہ قدیم حالات ذیل سے ظاہر ہوگا۔

دفعہ ۲۰۰ | معاہدہ و شہادت کے حالات ابتدائی۔ قول سر مینگین[1]

زمانہ قدیم میں جبکہ خاندان یا قوم کے باہم اختلاط لامعلوم یا نہایت ہی محدود تھا بہت کم مواقع ایسے پیش آتے تھے جن سے کوئی ایسا واقعہ وقوع میں آسکے جو زمانہ حال کے معاہدہ کے مشابہ ہو۔

تبادلہ اشیاء کا دستور اپنی صورت ابتدائیہ میں اسطرح رائج تھا کہ ایک شے کو دوسری شے کے بالمعاوضہ دیکر اسیوقت طے کر لئے جاتے تھے۔ اور کسی وجوب آئندہ کے پیدا ہونیکا موقع نہ پڑتا تھا۔ **لیکن** جبکہ انفرادی حیثیت سے انسان کا رسوخ خارجی دنیا پر بڑھتا گیا۔ اور معاشرتی و تجارتی تعلقات کا دائرہ وسیع ہوتا گیا تو اس امر کی ضرورت لاحق ہوئی کہ کوئی ایسا انتظام کیا جائے کہ ایک شخص کوئی فعل اس اعتماد پر کر سکے کہ دوسرا شخص اوسکے لئے کوئی دوسرا فعل زمانہ آئندہ میں کریگا اقرار کرے جس زمانہ میں کہ تنازعات خانگی کے تصفیہ کیلئے عدالتوں کے تقرر کی ضرورت کا کسی کو خیال بھی نہ تھا۔ اور حق کا تصور ہنوز نامکمل حالت میں تھا۔ اوسوقت ایک شخص کو ایک ایسے وجوب کی تعمیل کیلئے جو اوسکے ہمسایہ نے اپنے ذمہ لیا ہو۔ جو اطمنان حاصل تھا وہ صرف یہی تھا کہ اوسکی نیک نیتی اور دیانت پر بھروسہ کرے۔

قول ڈائیسیس[2] | قدیم رومیوں کو اسکا بہت بڑا خیال تھا۔ یہاں تک کہ انھوں نے ایمان کو ایک دیوتا کا رتبہ بخش کر اوسکی پرستش کیلئے ایک خاص طریقہ مقرر کیا اور اوسکی قدر و منزلت کے ثبوت میں ایک معبد **مذبح ہرقلس** کے روبرو بازار مویشی میں تعمیر کر کے نیکیوں کی تعظیم و توقیر کا اظہار کیا۔ اور اوسی معبد کی بدولت ابتدائی سلطنت جمہوری عام طور پر ایمانداری میں

---

[1] ترجمہ اصول قانون سر مینگین صفحہ (۳۱۹) [2] ترجمہ اصول قانون سر مینگین صفحہ (۳۲۱)

مشہور تھی جسکا اوسکو وہی فخر حاصل تھا جس معبد کے روبرو بذریعہ معاہدات ایک دوسرے کو پابند کرنے کیلئے اپنی نیک نیتی کا اقرار دہنے ہاتھ کو جسکی نسبت مخزن ایمان ہونیکا گمان تھا۔ دوسرے کے دہنے ہاتھ پر مار کر کیا جاتا تھا۔ اور خلاف ورزی کیصورت میں نیک نامی کا اتلاف لازم آتا تھا۔ اور بہت سے حقوق زائل ہوجاتے تھے جس واقعہ کی تصدیق آلسن گیملٹن کی ہوئی ہے۔

رواج ہندوستان وممالک محروسہ سرکار عالی

اس قسم کا ایک رواج ہندوستان اور ممالک محروسہ سرکار عالی میں اب بھی جاری ہے کہ بعض اقرار صالح گواہوں کے روبرو یا مسجد یا دیول میں کیا جاتا ہے۔ اسی طرح مخصوص حلف حصری کا طریق بھی بصورت رضامندی فریقین جاری ہے ملاحظہ ہو قانون حلف مملکت آصفیہ نشان (۱) ۱۳۰۷ف۔ اسیطرح

طریقہ مصر بزمانہ قدیم

مصر میں فریقین اپنے اپنے گواہوں کیساتھ کسی عبادت گاہ کے دروازہ پر جاکر گواہوں کے روبرو اپنے معاہدہ کی تکمیل کرتے تھے۔

توضیح۔ گواہوں کے روبرو معاہدات کرنے کی اہمیت یہ تھی کہ اُن کی تشہیر ہو اور وہ آئندہ ثابت کئے جاسکیں۔

نصاب شہادت بروے قانون روما

معاہدات ترضیہ کی تکمیل کے وقت علاوہ ترازو بردار کے پانچ گواہونکی ضرورت ہوتی تھی۔ اور قانون مندرجہ **الواح اثنا عشر** میں حکم تھا کہ اگر ان میں سے کوئی گواہ بروقت ضرورت شہادت دینے سے انکار کرے تو وہ ذلیل سمجھا جائے اور کسی ایسی دستاویز کی تکمیل کرنے یا اوسپر بحیثیت گواہ تصدیق کرنے یا اوس سے کسی قسم کا فائدہ اُٹھانے کے ناقابل قرار دیا جائے جسپر گواہونکی تصدیق کیضرورت ہو۔ اسیطرح

بروے قوانین ہندو و انگلو لیکسن[۲]

نارویہ قاعدہ ظاہر کرتا ہے کہ کسی معاملہ کے ثبوت کیلئے

---

[۱] ترجمہ اصول قانون سرٹنگین صفحہ (۳۲۰) [۲] ترجمہ اصول قانون سرٹنگین صفحہ (۳۲۲)

کم از کم تین گواہوں کیضرورت ہے۔ اور انگلو سکسنوں میں معاہدہ بیع واجب التعمیل نہ تھا اِلّا اوس صورت میں کہ وہ دو یا تین گواہان سرکاری کے مواجہ میں کیا جائے۔ جو ان اغراض کیلئے ہر قصبہ میں مقرر کیے جاتے تھے۔ ان گواہان تصدیق کنندہ کی راست گوئی پر بھی بہت زور دیا گیا ہے۔ اور ہندو متقنن مذکور کہتا ہے کہ (جب تو شہادت کیلئے آتا ہے تو تیرے آبا و اجداد اس تردد میں رہتے ہیں کہ آیا تو ہمکو دوزخ سے بچا ئیگا یا اوس میں ڈھکیل دیگا۔)

بروے شرع شریف | عاقل و بالغ اور آزاد دو گواہونکی ضرورت ہے۔ سرکاری وغیر سرکاری کی اسمیں کوئی قید نہیں ہے۔ اور اسکی پابندی اب بھی ہمارے ملک سرکار عالی میں بمقدمات قتل برائے قصاص و مقدمات ترکہ و ہبہ و خلع و طلاق مقدمات قابل سماعت عدالت دار القضاء لازمی رکھی گئی ہے اور صحیح شہادت ادا کرنیکا تاکیدی حکم اس آیہ کریمہ سے ظاہر ہے۔

لَا تَکْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ ۝ [۱]

ترجمہ:۔ نہ چھپاؤ گواہی کو۔ اور جو چھپائیگا اوسکو تحقیق گنہگار ہے دل اسکا۔

بروے قانون شہادت ہند و قانون شہادت ممالک محروسہ سرکار عالی | نصاب شہادت کیلئے صرف ایک گواہ کافی سمجھا جا سکتا ہے۔ اور جھوٹی شہادت ادا کرنیوالا بالزام دروغ حلفی حسب دفعہ (۱۶۹) مجموعہ تعزیرات ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۵) ۱۳۲۴ف قابل سزا ہے۔

معاہدہ کی ابتدائی شکلیں [۲] | منجملہ اون ابتدائی معاہدات کے جو انسان کو اپنی زندگی کیضرورتوں کے لحاظ سے مجبور کرنے پڑتے ہیں ایک معاہدہ وہ ہے جو قرضہ لینے کے طریقہ پر مبنی ہے۔ یہ ایک ایسا طریقہ ہے جسکی رو سے ایک شخص جسکے ذرایع آمدنی اسقدر کافی نہیں ہیں کہ اون سے اوسکی موجودہ حاجتیں رفع ہو سکیں اسلئے اپنے متمول ہمسایہ کے زیادہ وسیع ذرایع سے بعوض بدل وہ مستفید ہو سکتا ہے

[۱] کلام مجید کا تیسرا پارہ تلک الرسول میں سورۂ بقر کے آخر حصہ میں یہ آیۂ شریفہ ہے [۲] ترجمہ اصول قانون سرٹنگن صفحہ (۲۴۳)

روما میں اس قسم کے معاملہ کو نیکسم کہتے تھے اور یہ اسطرح پر عمل میں آتا تھا کہ ایک شخص پانچ گواہوں کے روبرو رقم بذریعہ ترازو تولتا تھا۔ جو بشرط وا پسی دیجاتی تھی۔ لیکن اس سے پیشتر کے زمانہ میں جبکہ قیمت بذریعہ گوسفند یا مویشی ادا کیجاتی تھی اور ہنوز فلزات کو استکام میں لانیکا طریقہ جاری نہ تھا اور جائداد کا زیادہ حصہ غلام اور مویشی کی شکل میں تھا۔ معاملہ بیع اسطور پر کیا جاتا تھا کہ بایع شئے خرید شدہ کو مشتری کے ہاتھ میں دیدیتا تھا۔ اور مشتری اوسیوقت بایع کو قیمت معہودہ ادا کرتا تھا۔ الغرض جوں جوں زمانہ قدیم کے معاہدات کے حالات ہم دریافت کرتے جائینگے اوسیقدر زیادہ سختی اون ضوابط اور طریق معینہ میں پائی جائے گی جنکی پابندی قبل اسکے کہ معاہدات قانوناً جائز قرار دئے جائیں ہونی چاہیے۔ چنانچہ ابتداءً پانچ گواہونکی حاضری کیضرورت تھی۔ اسکے بعد چند خاص الفاظ کا زبان سے نکالا جانا لازم تھا۔ بعدازاں ضمانت لینے کا طریقہ مقرر ہوا۔ جبکہ تجارت بڑھتی گئی اور رعایاء ممالک غیر کیساتھ تعلقات وسیع ہوتے گئے۔ تو وہ معاہدات جو محض فریقین کی رضا و رغبت پر مبنی ہوتے ہیں اور جنمیں روما کے قدیم قانون دیوانی کی عجیب خصوصیتوں میں سے کوئی خصوصیت موجود نہ تھی۔ زندگی روزمرہ کے نہایت ہی معمولی معاملات میں سے چار معاملات یعنے بیع اور عاریت اور شراکت اور کارندگی کے متعلق جاری ہوے۔ اور ایسے معاہدات کے بذریعہ نالشات عدالتی جبراً تعمیل کرانے کی اجازت دیگئی۔ یہ قاعدہ نشوونما کا جس سے تمام امور متعلقہ ضابطہ معاہدہ قانونی میں وہ قانون جو ابتداءً سخت تھا۔ رفتہ رفتہ نرم ہوتا جاتا ہے۔ قریب قریب جملہ اقوام کے قانون کی ترقی کیساتھ مخصوص ہے مثلاً انگلستان میں تیرہویں صدی عیسوی کے وسط میں بھی وہ معاملات جو محض فریقین کی رضا و نیت سے تکمیل پاتے ہیں اوسیقدر کم نافذ تھے جیسے کہ روما میں ابتداءً تھے ایک اور مثال اسکی قوانین انگلستان و جرمنی میں معاملات قرضہ کے حالات تاریخی سے مل سکتی ہے جنکی ایک مختصر کیفیت (مسٹر اوڈبلیو ہومس) نے اپنی کتاب متعلقہ (کامن لا) میں نہایت عمدگی سے

بیان کی ہے۔

یہ امر نہایت ضروری ہے کہ طالب علم اصول قانون اس قاعدۂ نشو و نما سے بخوبی واقف ہو اور یہ بھی سمجھ لے کہ گو زمانہ حال میں تجارت کی بے انتہا ترقی نے معاملات تجارتی میں بنسبت زمانۂ سابق کے زیادہ پیچیدگی پیدا کردی ہے۔ مگر وہ اصل قواعد جو زمانہ حال میں قانونِ تجارتی سے متعلق ہیں نفس الامر میں اون قواعد سے مختلف نہیں ہیں جو اصول قانون رومامیں مندرج ہیں۔ بلاشبہ نشو و نما کے قانون قدرتی نے ضروریات زمان و مکان کے لحاظ سے تبدیلیاں قائم کی ہیں۔ قانون امانت اب مکمل ہوگیا ہے۔ اور جن اصول قانون تجارت سے مقنین روما واقف تھے اون پر اب قانون متعلقہ پرامیسری نوٹ وبل آف ایکسچینج وبیمہ اضافہ کیا گیا ہے لیکن زمانہ حال کے تمام قانون معاہدہ کی بنیاد قانون روما پر مبنی ہے۔ اور اوسکے حالات تاریخی محض اس مسئلہ کی صداقت کو ثابت کرتے ہیں کہ۔

مسئلہ اسماء ممکن التغیر ہیں لیکن اشیاء ناممکن التغیر ہیں۔

فی الواقع نام بدل گئے ہیں لیکن وہ اصول جو عقل اور معمولی سمجھ اور نیک نیتی اور انصاف پر مبنی ہیں ہنوز قائم اور بمنزلہ اوس بنیاد کے ہیں جس پر زمانہ حال کا قانون معاہدہ بنایا گیا ہے۔

قانون سرکار عالی	چار دن خصوصیت ہائے متذکرۂ صدر تھا رسے قانون معاہدہ ممالک محروسہ

سرکار عالی نشان (۶) ۱۳۱۶ف مطابق قانون معاہدہ ہند ایکٹ نمبر (۹) بابت ۱۸۷۲ء میں بھی موجود ہیں ملاحظہ ہو قانون اول الذکر کا باب ہفتم بیع و باب نہم امانت و باب یازدہم شرکت ۔ و باب نہم کارندگی۔

حقوق متقدم بالتخصیص کے اقسام۔ قول پروفیسر ہالینڈ[1]	دفعہ ۲۰۱	حقوق متقدم بالتخصیص لحاظ

[1] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۲۰۵)

اس واقعہ ناصبہ کے جواز کی تخلیق کا باعث ہے۔ دو بڑے حصص ذیل پر منقسم ہو سکتے ہیں۔

(۱) حقوق بربناء معاہدات (اس قسم کے حقوق یا تو کسی معاہدہ سے پیدا ہوتے ہیں یا یا

(۲) حقوق مشابہ معاہدات مختلف قسم کے حقوق ایسے واقعات سے پیدا ہوتے ہیں جو بروے قانون من حیث النتائج حقوق مبنی بر معاہدہ سے مماثلت رکھتے ہیں۔

ہدایت۔ ان ہر دو اقسام سے واقف ہونے کے لئے ملاحظہ ہو باب پانزدہم قانون ہذا۔

باب پانزدہم

قانون اصلی

حقوق مبنی بر معاہدہ — حقوق مشابہ معاہدہ

معاہدہ

دفعہ ۲۰۲

معاہدہ

تعریف معاہدہ | کسی امر کے کرنے یا نہ کرنے کی بابت جب دو فریق باہم متفق ہو کر قول و قرار کریں تو ایسے قول و قرار کا نام معاہدہ ہے۔

فرق مابین معاہدہ و اقرار | معاہدہ اور اقرار میں یہ فرق ہے کہ اقرار ایک عدہ ہے جو کوئی شخص اپنی مرضی سے بلا لحاظ اس شخص کی رضامندی کے جس سے اقرار کیا جائے کرے اور معاہدہ وہ اقرار ہے جو ایک جانب سے کیا جائے اور دوسرے جانب سے منظور ہو۔

قول نارو[1] | ہر چیز صداقت پر مبنی ہے۔

---

[1] ترجمہ اصول قانون سر ہنگین صفحہ (۳۲۲)

قول فیلسوف چین لاؤتسز[1] | جو شخص دانشمند ہوتا ہے وہ اپنے معاہدہ کا پابند رہتا ہے ۔

اجزائے معاہدہ

اجزائے معاہدہ حسب رائے سوینی[2] | **دفعہ ۲۰۳** سوینی نے معاہدہ کو جن اجزا پر منقسم کیا ہے اور جنھیں زمانہ حال کے اکثر جرمن مقنین نے عام طور پر تسلیم کیا ہے ۔ اور جنکا پروفیسر ہالینڈ اور مسٹر ملیو ایچ ٹرینگن نے اپنی اپنی تصانیف علم اصول قانون میں اظہار کیا ہے ۔ وہ حسب ذیل چار ہیں ۔

(۱) متعدد فریق یعنے چند اشخاص جو معاہدہ کرنیکے مجاز ہوں (ملاحظہ ہو دفعہ (۲۰۴) قانون ہذا)

(۲) اونکی مشیتوں کا اظہار یعنے فعل دو طرفہ ہو جسکے ذریعہ سے فریقین اظہار معاملہ کریں ملاحظہ ہو دفعہ (۲۰۵) قانون ہذا ۔

(۳) اونکی مشیتوں کا توافق یعنے امر معہودہ جو ممکن و جائز اور اس نوعیت کا ہو کہ اوس سے ایک ایسا نتیجہ پیدا ہو جو قانوناً واجب التعمیل اور فریقین کے تعلقات باہمی پر موثر ہو ۔ ملاحظہ ہو دفعہ (۲۰۶) قانون ہذا ۔

(۴) نتیجہ قانونی بہ طریقہ معینہ کا پیدا ہونا (ملاحظہ ہو دفعہ (۲۰۷) قانون ہذا)

معاہدہ کا جزو اول

متعدد فریق کا ہونا[3] | **دفعہ ۲۰۴** چند اشخاص جو معاہدہ کرنے کے مجاز ہوں ۔ یعنے ایک سے زیادہ ایسے فریق کا ہونا جو معاہدہ کرنیکی قابلیت رکھتے ہوں ۔ چونکہ معاہدہ محض ایک اصطلاحی نام ہے ایسے معاملہ کا جو از روئے قانون نافذ ہو سکتا ہے جسکی تعریف دفعہ (۲) ضمن (ی) قانون معاہدہ ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۲) سنہ ۱۳۱۶ ف ہم مضمون دفعہ (۲) ضمن (ی) ایکٹ نمبر (۹) برٹش انڈیا سنہ ۱۸۷۲ء میں یہ کیگئی ہے کہ (جو معاملہ قانوناً نافذ ہو سکتا ہو وہ معاہدہ ہے)

---

[1] ترجمہ اصول قانون سر ٹرینگن صفحہ (۳۲۲)
[2] ترجمہ اصول قانون سر ٹرینگن صفحہ (۳۲۶) و ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۲۲۰)
[3] " " " " (۳۲۶) فقرہ (۱۹۹)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اسکے لئے کم از کم دو فریق جداگانہ کا ہونا لازم ہے اور یہ دونوں فریق متفق الرائے ہوں اور اس باہمی اتفاق سے اونکے حقوق مشخص ہو جائیں یا اونکا مشخص ہونا مقصود ہو۔ یہ عہد کہ میں خود اپنی ذات کو کچھ روپیہ ادا کرونگا مفہوم قانون کے لحاظ سے کوئی عہد نہیں ہے کیونکہ اوس سے کوئی وجوب قانونا قائم نہیں ہوتا۔ بلحاظ اسکے دو فریق جو معاہدہ کے جزو اعظم ہیں انکو معاہد و معاہدلہ کہتے ہیں۔ اور ان ہر دو کی تعریف قانون معاہدہ ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۶) ۱۳۱۶ف کے دفعہ مذکور ضمن (د) و (ھ) میں اسطرح کیگئی ہے کہ ایجاب کرنیوالے کو معاہد اور قبول کرنیوالے کو معاہدلہ کہتے ہیں۔

پس یہ دونوں فریق معاہدہ کرنے کے مجاز ہونا بھی لازمی ہے جیسا کہ سرکار عالی کے قانون مذکور کے دفعہ (۱۱) ہم مضمون دفعہ (۱۱) قانون معاہدہ ہند ایکٹ نمبر (۹) ۱۸۷۲ء میں حکم ہے کہ ہر شخص معاہدہ کا مجاز ہے جو مطابق اوس قانون کے جسکا وہ تابع ہے۔ بالغ ہو چکا ہو۔ اور صحیح العقل ہو اور مطابق اوس قانون کے جسکا وہ تابع ہو نا قابل معاہدہ نہ ہو۔

معاہدہ کا جزو دوم

فعل کا دو طرفہ ہونا[۱] | **دفعہ ۲۰۵** اگر ہر معاہدہ پر فی نفسہ خارجی طور پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ دو افعال قانونی پر مشتمل ہے۔ ایک جانب ایجاب ہوتا ہے اور دوسرے جانب قبول ایجاب۔ جیسا کہ قانون معاہدۂ مذکور ممالک محروسہ سرکار عالی کے دفعہ (۲) ضمن (الف) میں ایجاب کی تعریف اسطرح کیگئی ہے کہ جب ایک شخص دوسرے سے کسی امر کے کرنے یا اوس سے اجتناب کرنے کیلئے اپنی مرضی اس غرض سے ظاہر کرے کہ شخص آخر الذکر کی منظوری اسکے نسبت حاصل ہو تو کہا جائیگا کہ اس شخص نے ایجاب کیا۔ اور بروے ضمن (ب)

---

[۱] ترجمہ اصول قانون سر ٹننگن صفحہ (۳۲۷)

قبول اُسوقت کہا جائیگا جبکہ وہ شخص جس سے کلام ایجاب کیا جاے اسکی نسبت اپنی رضامندی ظاہر کرے۔ اور

بروے ضمن (ج) ایجاب کے قبول ہونے سے عہد ہو جاتا ہے۔ اور

بروے ضمن (ز) ہر عہد اور اجتماع عہود جو باہم اسطور پر ہوں کہ ہر ایک ان میں سے دوسریکا بدل ہو۔ معاملہ ہے۔ اور

بروے ضمن (ی) جو معاملہ قانوناً نافذ ہوسکتا ہو وہ معاہدہ ہے۔

بلحاظ اسکے ایجاب کو عہد کے رتبہ پر پہونچانے کے لئے ضرور ہے کہ قبول قطعی اور بلا شرط ہو اور اظہار اوسکا کسی طریق معمولی و قرین عقل پر ہو اِلّا اوس حال میں کہ ایجاب میں وہ طریقہ بیان کیا جائے جسکے مطابق اوس ایجاب کو قبول کرنا لازم آے۔ اسیطرح ایجاب و قبول کا اظہار اور اونکا استرداد کسطرح ہو سکتا ہے اوسکے لئے ملاحظہ ہو متذکرہ قانون معاہدہ ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۶) ۱۳۱۶ف باب اول ایجاب و قبول کا اظہار اور اوسکا استرداد اسکے سواے ایجاب و قبول کارندہ کے ذریعہ سے بھی ہوسکتا ہے۔ اوسکے لئے بھی ملاحظہ ہو متذکرہ قانون معاہدہ کا باب دہم کارندوں کا تقرر اور اونکا اختیار۔

معاہدہ کا جزو سوم۔

فریقین کی مشیتوں کا توافق[1] | **دفعہ ۲۰۶** معاہدہ کا تیسرا جزو فریقین کی مشیتوں کا توافق ہے جو مشتمل بر ۳ امور ذیل ہے

(۱) وہ معاہدہ ممکن التعمیل ہو۔ (ملاحظہ ہو دفعہ (۲۰۷) باب ہذا)

(۲) اوسکا بدل اور اوسکی غرض جائز ہو (ملاحظہ ہو دفعہ (۲۰۸) باب ہذا)

---

[1] ترجمہ اصول قانون سر ہٹنگن صفحہ (۳۴۰)

(۳) وہ معاہدہ ایسا ہو جو از روے قانون باطل یعنے کالعدم قرار نہ پاوے اور کسی قانون کے خلاف بھی نہ ہو (ملاحظہ ہو دفعہ (۲۰۹) باب ہذا)

معاہدہ کا ممکن التعمیل ہونا

دفعہ ۲۰۷ معاہدہ ایسا ہو کہ اوسکی تعمیل ممکن ہو۔ جہاں دونوں فریق یعنے معاہد لہ اور معاہد کو عدم امکان معلوم ہو تو ظاہر ہے کہ ایک فریق کو کوئی خواہش ایسے فعل کی نسبت معاہد کرنے کی نہیں ہو سکتی اور اسکے مقابل دوسرے فریق کو کوئی توقع نہیں ہو سکتی کہ وہ فعل واقعی ہوگا یا کیا جائیگا۔ ایسی صورت میں معاہدہ کے ضروری ارکان یعنے ایکطرف نیت ایجاب اور دوسری طرف نیت فعل دونوں مفقود ہیں اسلئے کوئی معاہدہ صورت وجود میں آہی نہیں سکتا اسی لئے بروے دفعہ (۵۷) قانون معاہدہ سرکار عالی نشان (۶) ۱۳۱۶ف ہم مضمون دفعہ (۵۶) ایکٹ نمبر (۹) برٹش انڈیا ۱۸۷۲ء ایسے فعل کی نسبت معاہدہ کالعدم قرار دیا گیا ہے

معاہدہ کا بدل و غرض جائز ہو

دفعہ ۲۰۸ بدل و غرض جائز کے متعلق دفعہ (۲۴) متذکرہ قانون معاہدہ ممالک محروسہ سرکار عالی ہم مضمون دفعہ (۲۳) متذکرہ ایکٹ نمبر (۹) میں حکم ہے کہ بدل یا غرض معاملہ اگر منجملہ امور ذیل نہ ہو تو جائز ہے۔

(۱) قانوناً ممنوع ہو۔ یا

(۲) اس نوع کی ہو کہ اگر روا رکھی جاوے تو اس سے کسی قانون کے احکام کا مطلب فوت ہوتا ہو۔ یا

(۳) مبنی بر فریب ہو۔ یا

(۴) کسی اور شخص کی ذات یا مال کو ضرر پہونچاوے یا ضرر پہونچانے کیطرف منجر ہو۔ یا

(۵) عدالت کی دانست میں خلاف تہذیب یا خلاف مصلحت عامہ ہو۔

ایسی ہر صورت میں بدل یا غرض معاملہ ناجائز سمجھی جاتی ہے اور ہر معاملہ جسکا بدل یا غرض ناجائز ہو کالعدم ہے

معاہدہ قانوناً کالعدم نہ ہو[1] **دفعہ ۲۰۹** کونسا معاملہ قانوناً نافذ ہو سکتا ہے۔ جو معاہدہ کہلا سکے اسکے لئے حسب ذیل چار چیزوں کا بطور شرط واقع ہونا ضروری ہے۔

اولاً۔ اشخاص مجاز و صحیح العقل نے وہ معاملہ کیا ہو۔

(۱) اشخاص مجاز کی تصریح دفعہ (۱۱) اور

(۲) صحیح العقل کی تصریح دفعہ (۱۲) متذکرۂ قانون معاہدہ سرکار عالی ہم مضمون دفعہ ۱۱ و ۱۲) ایکٹ نمبر (۹) میں کیگئی ہے۔

ثانیاً۔ برضاء باہمی فریقین ہوا ہو۔

(۱) رضامندی کی تعریف دفعہ (۱۳) اور

(۲) اوسکا جائز طور پر حاصل ہونا دفعہ (۱۴) متذکرہ قانون معاہدہ سرکار عالی ہم مضمون دفعہ (۱۳ و ۱۴) ایکٹ نمبر (۹) میں کیگئی ہے۔

ثالثاً۔ بدل و غرض جائز کے واسطے کیا جائے۔

بدل و غرض جائز کی وضاحت دفعہ (۲۴ و ۲۶) متذکرہ قانون معاہدہ سرکار عالی ہم مضمون دفعہ (۲۳ و ۲۵) ایکٹ نمبر (۹) میں کیگئی ہے۔

رابعاً۔ یہ امر کہ معاہدات قابل انفساخ و کالعدم سے نہ ہو۔

جنکا ذکر باب دوم معاہدات قابل فسخ و معاملات کالعدم۔ و باب سوم معاہدات مشروط۔ اور دفعہ (۵۷) قانون معاہدہ ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۶) ۱۳۱۶ ف میں موجود ہے

معاہدہ کا جزو چہارم

نتیجہ قانونی بطریقہ معینہ کا پیدا ہو[2] **دفعہ ۲۱۰** معاملہ ایسا ہو کہ اوس سے فریقین کے تعلقات

---

[1] ترجمہ اصول قانون سر ہنگن صفحہ (۲۹۹)

[2] ترجمہ اصول قانون سر ہنگن صفحہ (۲۵۰) فقرہ (۲۱۲)

باہمی یا ایک نتیجہ واجب الاتباع کا اطلاق ہو۔

یہ ایک ایسا خارجی جزو ہے جو متعاقدین معاہدہ کے اتفاق آرا کو حقیقی منصب قانونی عطا کرتا ہے تاوقتیکہ کوئی غرض یا نتیجہ قانونی مدنظر نہ ہو یعنے جبتک کوئی تعلق باہمی جو معمولی زندگی اور نیز انتظام قانونی کا ایک جزو نفس الامری ہے پیدا نہ ہو۔ مثلاً ازدواج یا بیع یا مبادلہ یا اسی قسم کے تعلقات باہمی سے جو روزمرہ کی زندگی میں واقع ہوا کرتے ہیں کوئی تعلق پیدا نہ ہو اوسوقت تک قانون اون امور کے نسبت یا بابتہ وو اشخاص معاملہ کریں کوئی لحاظ نہ کریگا۔ جیسے میں اپنے دوست سے یہ اقرار کرتا ہوں کہ میں اوسکے ساتھ کھانا کھاونگا یا اوسکے ہمراہ ہوا خوری یا شکار کو جاونگا لیکن اس معاملہ سے اوسکے اور میرے مابین کسی قسم کا تعلق قانونی پیدا نہیں ہوتا۔ اسی وجہ کر کوئی نتیجہ واجب الاتباع بھی مترتب نہیں ہوتا۔ اسلئے یہ کوئی معاہدہ نہیں ہے۔ کیونکہ غرض معاملہ کسی نتیجہ قانونی سے نہیں بلکہ ایک نتیجۂ غیر قانونی سے منسوب ہے۔ اور اس سے کوئی حق قائم ہوتا اور نہ کوئی فرض عائد ہوتا ہے لیکن اگر میں کسی شخص کے ہاتھ مال فروخت کرنیکا عہد کروں اور وہ میرے اس عہد کو قبول کرے تو ہم دونوں کی غرض ایک نتیجہ قانونی پیدا کرنے کی ہے۔ یعنے یہ کہ میں بعوض ایک خاص قیمت کے اپنے حق متعلقہ مال سے دست بردار ہوجاونگا اور وہ میرا حق حاصل کریگا اور بابتہ قیمت معہودہ کے میرا مقروض ہوگا۔

توضیح[۱] کسی معاملہ کو معاہدہ کی قانونی خلعت سے ملبوس کرنے کیلئے ضرور ہے کہ وہ یا تو کسی طریقۂ مقررہ کے مطابق ظاہر کیا جائے یا بدل جائز کا نتیجہ ہو یا وہ ان دونوں صفات سے متصف

معاہدات کے اقسام

معاہدات کے اقسام | **دفعہ ۲۱۱** عہد دو قسم کا ہوتا ہے **عہد صریحی** اور **عہد معنوی**

---

[۱] ترجمہ اصول قانون سر ٹننگن صفحہ (۳۵۹) فقرہ (۲۱۳)

ملاحظہ ہو دفعہ (۹) قانون معاہدہ ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۶) سنہ ۱۳۱۶ف ہم مضمون دفعہ (۹) قانون معاہدہ ہند ایکٹ نمبر (۹) سنہ ۱۸۷۲ء جسکا مضمون یہ ہے کہ جب ایجاب یا قبول بذریعہ الفاظ تحریری یا تقریری یا اشارات کیا جائے تو عہد صریحی کہلائیگا۔ اور جو محض طریق عمل سے مستنبط ہو وہ عہد معنوی متصور ہوگا۔

تقسیم بقول کنیٹ[1] کنیٹ نے معاہدات کی تقسیم ذیل اختیار کی ہے۔

الف۔ معاہدات بلا معاوضہ۔

ب۔ معاہدات با معاوضہ۔

ج۔ معاہدات ضمانت۔

تقسیم بقول مقنین انگلستان[2] مقنین انگلستان نے معاہدات کی جو تقسیم قائم کی ہے وہ تقسیم صدر سے زیادہ اصطلاحی اور سخت ہے جو حسب ذیل ہے۔

الف۔ معاہدات باضابطہ (جو معاہدات ریکارڈ کہلاتے ہیں جنپر مہر کیجائے۔)

ب۔ معاہدات سادہ۔ میں وہ معاہدات داخل ہیں جنکا بروئے قانون بجز مہر کے کسی شکل میں ہونا لازم ہے اور وہ معاہدات جنکے لئے کوئی طریقہ مقرر نہیں ہے۔

تقسیم بقول مسٹر وٹیلی اسٹوکس[3] متفق الرائے پروفیسر ہالینڈ و سر ٹرننگن — معاہدات دو قسم کے ہیں۔ اصلی و اضافی جسکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

معاہدہ اصلی[4]	معاہدہ اضافی[5]
(۱) انتقال	(۱) ضمانت

[1] ترجمہ اصول قانون سر ٹرننگن صفحہ (۲۱۲)، [2] ر صفحہ (۲۱۲)، [3] ر صفحہ (۲۱۳)، [4] ر صفحہ (۲۱۳)، [5] ر صفحہ (۲۱۵)

الف۔ ہبہ

ب۔ تبادلہ

ج۔ بیع۔ ملاحظہ ہو باب (۷) قانون معاہدہ سرکار عالی

د۔ انتقال حق معاہدہ۔

(۲) استعمال باجازت

الف۔ عاریت بغرض تصرف

ب۔ عاریت بغرض استعمال

ج۔ کرایہ پر دینا

(۳) ازدواج۔

(۴) قیام امانت۔ ملاحظہ ہو باب (۹) قانون معاہدہ سرکار عالی

(۵) خدمت۔

الف۔ امانت

ب۔ کام جو مصالح بہم پہونچانے پر کیا جائے

ج۔ باربرداری

(۱) براہ خشکی

(۲) براہ تری

(۲) ابراء۔ ملاحظہ ہو باب (۸) قانون معاہدہ سرکار عالی

(۳) کفالت۔

الف۔ رہن

ب۔ گرد

ج۔ حق کفالت

د۔ رہن بلا قبضہ

(۴) ذمہ داری۔

(۵) منظوری فعل غیر

د۔ خدمت پیشہ وری

(۱) قانونی

(۲) طبی

ھ۔ آقا اور ملازم

و۔ اوستاد اور شاگرد

ز۔ کارندگی

ح۔ شراکت

(۶) خدمت سالبہ

(۷) معاہدات شرطیہ

الف۔ شرط

ب۔ لاٹری یعنے چٹھی اندازی

ج۔ زرہاے سالانہ

د۔ باٹمری[1]

ھ۔ رسپانڈنشیہ[2]

و۔ بیمہ

(۱) آتش زدگی

(۶) حساب مقبولہ و پرامیسری نوٹ

(۷) بغرض اطمینان مزید۔

---

[1] باٹمری۔ اوس معاہدہ کو کہتے ہیں جسکی رو سے جہاز کا ناخدا کسیقدر روپیہ بمکفولی جہاز۔ جہاز کی حفاظت یا منزل تک پہونچانے کیلئے قرض لیتا ہے

[2] رسپانڈنشیہ۔ اوس معاہدہ کا نام ہے جسکی رو سے قرضہ بکفالت مال محمولہ کسی جہاز کے یا ایسے مال کے جو جہاز پر چڑھنے والا ہو دیا جائے۔ اور اوسمیں یہ شرط ہو کہ قرضہ کا روپیہ اوسوقت ادا کیا جائے جبکہ مال محمولہ منزل مقصود پر پہونچے۔

(۲) زندگی ۔ بیماری ۔ حادثہ

(۳) بحری

ہدایت ۔ بروے نقشہ معاہدات کے اقسام دفعہ (۲) باب ۱۴ کے ملاحظہ سے روشن ہونگے ۔

معاہدات کا انعدام

دفعہ ۲۱۲ معاہدات کا معدوم ہونا ۔ قول سر ٹرننگین[1] ہر وجوب کے ہمراہ اوسکے پھر معدوم ہوجانیکی غرض وابستہ رہتی ہے ۔ بلحاظ اسکے وجوب کا انفساخ اوس حق کے نفاذ کلی کی غرض و غایت اور لازمی نتیجہ ہے جسکی نسبت دائن کو یہ دعویٰ ہو کہ وہ اوس وجوب سے پیدا ہوا یہ انعدام یا انفساخ جو اگر اوس مقام کے قانون کی رو سے جہاں معاہدہ کی تعمیل مقصود ہو جائز ہو تو باستثناء چند صورتوں کے ہر دوسرے مقام میں جہاں امر متنازعہ فیہ کی نسبت عدالت میں نالش دائر ہو جائز قرار دیا جائیگا ۔ منجملہ اون طریقون کے جنکا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے کسی ایک طریقہ سے واقع ہوتا ہے ۔

(۱) انعدام معاہدہ بذریعہ معاملہ مابین فریقین ۔ ملاحظہ ہو دفعہ (۲۱۳) باب ہذا

(۲) انعدام معاہدہ بذریعہ شرط مابعد " " (۲۱۴) "

(۳) انعدام معاہدہ بوجہ تعمیل " " (۲۱۵) "

(۴) انعدام معاہدہ بوجہ عدم تعمیل یا نقض معاہدہ " " (۲۱۶) "

(۵) انعدام معاہدہ بوجہ عدم امکان تعمیل " " (۲۱۷) "

(۶) انعدام معاہدہ بوجہ اثر قانونی " " (۲۱۸) "

دفعہ ۲۱۳ انعدام معاہدہ بذریعہ معاملہ مابین فریقین[2] اس قسم کا معاملہ اوس قاعدہ کے تابع ہے جو از روے قانون معاہدہ ممالک محروسہ سرکار عالی و قانون معاہدہ ہند بدل عہد کے

[1] ترجمہ اصول قانون سر ٹرننگین صفحہ (۳۸۱) فقرہ (۲۲۰) [2] ترجمہ اصول قانون سر ٹرننگین صفحہ (۳۸۲)

متعلق تمام معاہدات پر حاوی ہے۔ اور ہر فریق کے عہد کے بدل کا صادر ہونا دوسرے فریق کا اپنے حقوق ازروے معاہدہ سے دست بردار ہونا ہے۔ جسکی صورتین حسب ذیل ہیں۔

الف۔ اصل معاہدہ خواہ قطعاً منسوخ کیا جاسکتا ہے۔ **یا**

ب۔ اوسکی شرائط تبدیل ہو سکتی ہیں۔ **یا**

ج۔ اوسکے بجاے کوئی نیا معاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ **یا**

د۔ معاہدہ کی تعمیل کلی یا جزوی کو معاف کیا جاسکتا ہے۔ **یا**

ھ۔ اوسکی تعمیل کلی کے بجاے تعمیل جزوی منظور کیجاسکتی ہے۔

دفعہ ۲۱۴ | انعدام معاہدہ بذریعہ شرط مابعد[۱] | یہ صورت بھی انعدام معاہدہ کی ہے۔ کہ اگر فریقین یہ اقرار کریں کہ صورت ہاے ذیل میں معاہدہ کالعدم ہوگا۔

الف۔ جبکہ ایک شرط معین کا ایفا ہو یا نہ ہو۔

مثال۔ زید و بکر کے مابین یہ عہد ہو کہ اگر بکر کے وکلاء ایک مکان کے قبالہ کو پسند کریں تو زید اوس مکان کو فروخت کریگا اور بکر اوسکو خریدیگا اور بکر کے وکلاء قبالہ کو بوجوہ معقول اور نیک نیتی سے ناپسند کریں تو زید مجاز ہے کہ معاہدہ کو فسخ کرے۔

ب۔ جبکہ ایک خاص واقعہ وقوع میں آوے۔

مثال آفت آسمانی یا گورنمنٹ کے دشمنوں کا فعل یا والیان ملک و رؤسا وغیرہ کی مزاحمت کے وقوع میں آنے سے مالک جہاز یا بردہ۔ عام معاہدہ کی سخت تعمیل سے سبکدوش ہوسکتا ہے۔

ج۔ جبکہ کوئی فریق اپنے اختیارات بابتہ اختتام معاہدہ کو عمل میں لاوے۔

---

[۱] ترجمہ اصول قانون سمر ٹینگس صفحہ (۳۸۵)

مثال معاہدہ بابتہ ملازمت خانگی بشرطیکہ نیے اطلاع مدتی الکماہ کے ختم ہوتا ہے۔

انعدام معاہدہ بوجہ تعمیل[1] **دفعہ ۲۱۵** اون افعال کی تعمیل جو شخص مستوجب الفرض کے ذمہ ہیں۔ اصلی اور معمولی طریقہ انفساخ کا ہے جو ہر وجوب کو در اصل زائل کردیتا ہے ایسے ادائی سے معاہدہ کا انعدام ہوجاتا ہے۔

بروے قانون روما

(۱) ادائی کو سولیوشیو جسمیں ہر قسم کا ایفا شامل تھا اور اوسکو ادائی زر نقد سے اتنا تعلق نہ تھا جتنا کہ شرائط وجوب سے۔

(۲) اظہار آمادگی کو آبلیشیو کہتے تھے جسمیں مصالحت ومجرائی داخل ہے۔

انعدام معاہدہ بوجہ عدم تعمیل یانقض معاہدہ[2] **دفعہ ۲۱۶** معاہدہ بوجہ عدم تعمیل یا نقض معاہدہ معدوم ہونے کے اشکال حسب ذیل ہیں۔

الف جب معاہد نے تعمیل عہد سے انکار کیا ہو یا اپنے کو تعمیل عہد کے ناقابل کردیا ہو تو معاہد لہ کو اختیار ہے کہ اوس معاہدہ کو منقطع کردے الا اوس صورت میں کہ وہ لفظاً یا از روئے عمل اوسکے قائم رہنے کے متعلق اپنی رضامندی ظاہر کرچکا ہو۔

ب جبکہ ایک معاہدہ متضمن عہود متقابلہ کے ہو اور ایک فریق دوسرے فریق کے عہد کی تعمیل میں رکاوٹیں ڈالے تو جس فریق کے عہد کی تعمیل میں اسطرح پر رکاوٹیں ڈالی گئیں ہیں اوسکی مرضی سے وہ معاملہ قابل فسخ ہوجائے گا۔

ج جبکہ ایک معاہدہ متضمن چند ایسے عہود متقابلہ کے ہو کہ اون میں سے ایک کی تعمیل

[1] ترجمہ اصول قانون سر ٹنگن صفحہ (۳۰۷)
[2] ترجمہ اصول قانون سر ٹنگن صفحہ (۳۹۶)

یا اوسکی تعمیل کا دعویٰ اوسوقت ناممکن ہے کہ دوسرے کی تعمیل ہوجائے اور معاہد جدید آخرالذکر اوس عہد کی تعمیل سے قاصر ہو تو معاہد اول الذکر کو اختیار ہے کہ معاہدہ کو فسخ کرے۔

د جبکہ کسی معاہدہ کی تعمیل ایک وقت معین پر لازمی ہو تو اوسوقت معین پر اوسکی تعمیل نہ ہونے سے وہ معاہدلہ کی مرضی پر قابل فسخ ہوگا۔

انعدام معاہدہ بوجہ عدم امکان تعمیل[۵۱]

دفعہ ۲۱۷ باب ہذا کے دفعہ (۲۰۷) میں عدم امکان پر بحث ہو چکی ہے لاحظہ ہو دفعہ مذکور جس لحاظ سے وہ شئے جسکے بابتہ معاہدہ ہو ممکن ہونی چاہیے بصورت تعمیل غیر ممکن معاملہ معدوم ہوگا۔ کیونکہ

مسئلہ۔ قانون کسی شخص کو افعال غیر ممکن کے کرنے پر مجبور نہیں کرتا۔

انعدام معاہدہ بوجہ اثر قانون[۵۲]

دفعہ ۲۱۸ بعض وجوہ ایسے ہوتے ہیں جو بغیر ارادہ یا عمل فریقین متعلقہ کے وجوب کو معدوم کر دیتے ہیں اور یہ وجوہ قواعد قانونی سے پیدا ہوتے ہیں جو چند خاص حالات پر موثر ہو کر معاہدہ کو فسخ کر دیتے ہیں جنکی صورتیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) مرجر یعنے ایک حقیت ادنیٰ کا دوسری حقیت اعلیٰ میں ضم ہوجانا۔

مثال (۱) یہ لفظ وسعت کیساتھ ہر ایسے جدید معاہدہ سے متعلق کیا جاتا ہے جو بجائے ایک قدیم معاہدہ کے کیا جائے۔ ایسی صورت میں یہ کہا جاتا ہے کہ ذمہ داری جو معاہدہ سابق کی رو سے عائد ہوئی تھی معاہدہ ثانی کی ذمہ داری میں ضم ہوگئی۔ اسی اصول کے مدنظر ہائیکورٹ ممالک محروسہ سرکار عالی[۵۳] سے تجویز ہوئی کہ معاہدہ مابعد سے معاہدہ ماسبق کالعدم ہوجاتا ہے

(۲) یہ لفظ اون صورتوں میں بھی استعمال کیا جاتا ہے جنمیں مدیون ڈگری و ڈگریدار کے مابین بعد میں کوئی قرارداد ہوا اوسوقت یہ کہا جاتا ہے کہ ایک ایسا وجوب قائم ہوا جسمیں

---

[۵۱] ترجمہ اصول قانون سر ہنٹنگٹن صفحہ (۲۹۷) [۵۳] امید علی بنام جگناتھ آئین دکن جلد (۱۵) صفحہ (۲۹۷)

[۵۲] ایضاً صفحہ (۴۰۲) ۱۳۲۱ف

ڈگری ختم ہوگئی۔

اسی اصول کے مدنظر ہائیکورٹ ممالک محروسہ سرکارعالی سے ایکمقدمہ میں تجویز ہوئی کہ جب بعد صدور ڈگری مابین فریقین مصالحت ہوجائے تو ڈگری مذکور بے اثر ہوجاتی ہے اور مدعی نفاذ مصالحت کیلئے علحدہ دعوے کرسکتا ہے [1]۔

(۲) تبدیل۔ اگر بعد اسکے کہ کوئی معاہدہ ضبط تحریر میں لایا جائے کوئی فریق بالارادہ بغیر رضامندی فریق ثانی کے دستاویز کے کسی جز نفس الامری میں کوئی تبدیل کرے۔ عام اس سے کہ کوئی عبارت چھیل ڈالی جائے یا اضافہ کیجائے تو وہ معاہدہ باطل ہوجائیگا۔ اسی اصول کے مدنظر بموجب ایکٹ مجریہ ہند نمبر (۲۶) سنہ ۱۸۸۱ء دفعہ (۸۷) مفصلہ ذیل تبدیلات نفس معاملہ قرار دئے گئے ہیں۔

(۱) تبدیل تاریخ۔

(۲) تبدیل رقم واجب الادا۔

(۳) تبدیل وقت ادائی۔

(۴) تبدیل مقام ادائی۔

(۵) جبصورت میں کہ کوئی بل آف اکسچنج عام طور پر سکارا گیا ہو تو کسی خاص مقام ادائی کا ازدیاد بغیر رضامندی سکارنے والے کے۔

(۳) دیوالیہ۔ درباب ان اشخاص کے جو دیوالیہ نکلنے کے باعث ادائی قرضداری سے قانوناً بری کئے جاتے ہیں۔ ہندوستان کے بلاد پریسیڈنسی کے متعلق ایکٹ پارلیمنٹ ہیں اور ممالک محروسہ سرکارعالی کے متعلق مجموعہ ضابطہ دیوانی ممالک محروسہ سرکارعالی میں اسکے قواعد مندرج ہیں

[1] سکھا رام بنام بابو دکن لارپورٹ جلد (۳) سنہ ۱۳۲۲ف صفحہ (۳۰۲)

قانون معاہدہ ممالک محروسہ سرکار عالی

ممالک محروسہ سرکار عالی کا خاص قانون

دفعہ ۲۱۹ الف۔ قانون معاہدہ ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۶) ۱۳۱۶ف کے نفاذ سے پہلے مسائل شرعیہ پر جو اس ملک کا خاص قانون ہے عمل کیا جاتا تھا۔ مسائل شرعیہ کی تقسیم حسب ذیل ہو سکتی ہے۔

فقہ یعنے مسائل شرعیہ عملی۔ اسکی دو قسمیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) **عبادات**۔ حسب عقائد مذہبی۔ جنکا نتیجہ آخرت سے متعلق ہے۔

(۲) **معاملات** جنکے تعلقات و نتائج دنیا ہی میں وابستہ ہیں۔ انکی حسب ذیل تین قسمیں ہیں

الف۔ **مناکحات**۔ یعنے ازدواج و توالد و تناسل و متعلقات ازدواج مثل مہر و نفقہ و نسب وغیرہ وغیرہ۔

ب۔ **عقوبات**۔ یعنے وہ مقدمات جنکا نتیجہ سزائے بدنی ہے۔

ج۔ **معاملات**۔ جن سے حقوق پیدا ہوتے ہیں۔

وسعت قانون معاہدہ

ب۔ چونکہ اب قانون معاہدہ ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۶) ۱۳۱۶ف نافذ ہو چکا ہے۔ جو قانون اس ملک کیلئے ایسے معاہدات کی نسبت جو مذہبی دائرہ سے خارج ہے ہر قسم رعایا ملک سے خواہ وہ مسلمان ہوں یا ہنود۔ عیسائی ہوں یا پارسی وغیرہ وغیرہ۔ انکیساتھ متعلق کیا گیا ہے۔ اور معاہدات خواہ زبانی ہوں یا تحریری۔ ظاہری ہوں یا معنوی یا نقدی کل اقسام پر جاری کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ

ایک مقدمہ میں معزز مجلس عالیہ عدالت کے ذی علم و فاضل حکام نے ایک مختصر سی بحث ادا فرمائی ہے کہ معاملات میں اعتبار ان عہود کا ہے جو ظاہراً لساناً یا تحریراً منعقد ہوں۔ ایسے قیاسات جو ایک فریق دوسرے کے اقرار ذہنی کے اوپر قائم کرے حدود معاہدات میں داخل نہیں ہے۔ [لہ]

(۱) [illegible] ۱۳۱۵ [illegible] الف [illegible]

ریورٹ مجلس منتخبہ وضع قوانین	ج - جو رپورٹ مجلس منتخبہ منجانب معتمد مجلس وضع قوانین امرداد

۱۳۱۵ف نسبت مسودہ قانون معاہدہ مذکور پیش ہوئی تھی اوسکے فقرہ (۳) کی عبارت یہ ہے کہ سرکار عالی کی عدالتوں میں ایک مدت سے ایکٹ نمبر (۹) ۱۸۷۲ء بڑی حد تک عمل ہورہا ہے۔ اسلئے ہمنے زیر دفعہ (۲۵) ضابطہ مجلس وضع قوانین مسودہ مرتبہ کی ترتیب میں ایکٹ نمبر (۹) ۱۸۷۲ء کے اصول پر لحاظ رکھا ہے۔ اور جہاں ضرورت تھی وہاں ایکٹ مذکور سے اختلاف بھی کیا ہے چنانچہ اس رپورٹ کے فقرات (۵ و ۶ و ۹ تا ۱۲) میں اختلاف مذکور کی توضیح بھی کردیگئی ہے۔

عبارت مذکورہ سے اچھی طرح یہ واضح ہوگیا ہے کہ جن ارکان واجب التعظیم نے اس قانون کو وضع کیا ہے۔ وہ حتی الوسع ایکٹ نمبر (۹) ۱۸۷۲ء کے اصول پر اس قانون کی بناء رکھی ہے پس ایسی حالت میں یہ قانون ملک کے جملہ اقسام معاہدات سے (جسکی تصریح کتب شرع شریف و دیگر قوانین میں موجود ہے) متعلق نہیں سمجھا جاسکتا۔ اور نہ اون معاہدات سے جنکو قانون نے مستثنےٰ کردیا ہے۔ بلکہ اونھیں معاہدات سے متعلق ہوگا۔ جو اس قانون کے مقصد پر حاوی ہو اور اسکے مقتضاء ہوں اسلئے کہ اصول یہ ہے کہ

مسئلہ - سب امور اپنے مقصد پر جاری ہوتے ہیں۔

یعنے جو حکم کسی امر پر جاری ہو وہ اوسکے مقتضاء اور مقصود پر جاری ہوگا۔ چونکہ یہ قانون کل انواع واقسام معاملات خرید و فروخت۔ داد و ستد تجارت و بیوپار۔ شرکت وغیرہ کا اسوقت اصلی قانون بنادیا گیا ہے پس اسکے نفاذ سے کل معاملات متعلقہ معاہدات کا تصفیہ اسی کے منشاء و منحوا کے مطابق باستثناء مستثنےٰ امنہ ہونا لازمی قرار دیا جائیگا۔

بوجہ عدم موجودگی قانون انتقال جائداد عدالتوں کا طرز عمل کیا ہونا چاہئے	د - مجلس وضع قوانین سے بجز دادرسی خاص کے قانون

انتقال جائداد جاری نہیں ہوا ہے اسلئے اوس سے یہ قانون معاہدہ متعلق نہ ہوگا بلکہ ملک کا عام قانون شرع وشاستر ہے۔ اسلئے عدل وانصاف ان سے متعلق رہنا چاہئے کیونکہ اصول وجوب وذمہ داری بنا وحق واستحقاق متعلقہ انتقال جائداد اور رعایا ملک اور اونکے افعال واقرارات واقوال انتقال مذکور کی نسبت جبتک صاف وصریح طور پر سلطنت کیطرف سے کوئی قانون حسب اصول علمی قانون انتقال جائداد کونسل وضع قوانین سے مرتب ومنظور ونافذ نہ کیا جائے قیاسی یا استنباطی طور پر کسی دوسرے ملک کے قانون سے استدلال نہیں کیا جاسکتا اور نہ معاہدات متعلقہ انتقال جائداد اور رعایا ملک پر غیر مجریہ قانون کے احکام کی پابندی اپنے معاہدات متعلقہ انتقال جائداد میں کرنیکا فرض عائد ہوسکتا ہے۔

پابندی شرع وشاستر ۵ھ حسب الحکم نواب مدار المہام بہادر سرکار عالی روبکار عدالت العالیہ نشان مرافعہ دیوانی (۱۲۸) مورخہ ۱۶ امرداد ۱۲۹۵ف (جسکا تحفظ قانون معاہدہ ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۶) ۱۳۱۶ف دفعہ (۱) سے بھی مستنبط ہوتا ہے) کے دفعہ (۲) میں حکم ہے کہ متعلق ترکہ۔ وراثت۔ نکاح۔ طلاق۔ تبنیت۔ وصیت۔ ہبہ۔ حضانت۔ ولایت۔ پرورش۔ نان نفقہ۔ نیز اون حقوق وفرائض میں جو متعلق بہ امور مذہبی ہوں اگر فریقین ہندو ہیں تو شاستر کے بموجب اور اگر مسلمان ہیں تو شرع شریف کے موافق حقوق کا فیصلہ ہونا چاہئے۔ بلحاظ اس کے اس ملک کا عام قانون شرع وشاستر ہے۔ اور یہ ایک اسلامی سلطنت ہونیکے لحاظ سے زیادہ تر شرع شریف ہی اس ملک کا اصلی قانون ہے۔ چنانچہ

ایک مقدمہ میں فریقین اہل ہنود تھے عدالت دیوانی بلدہ کیجانب سے استصواب ہوا کہ آیا حلف غریم المیت جو مبنی بر حکم شرعی ہے ایک ایسے مدعی سے جو ہندو مذہب کا ہو لیا جائے یا نہیں۔ ہائیکورٹ سے تجویز ہوئی کہ حلف غریم المیت جو متعلق ایک طریقہ کارروائی عدالت کے ہے۔ وہ بالعموم بلا لحاظ مذہب وملت لیا جائیگا اور جبر عائد

ہوا دس سے لیا جائیگا۔ [1]

اسکے سوائے مقدمات شفعہ و دیگر معاہدات متعلقہ شرع شریف میں جنکی نسبت گشتی مذکور و قانون معاہدہ میں صراحت نہیں ہے احکام شرع شریف ہی متعلق رہنگے کیونکہ شرع شریف ہی اس ملک کا اصلی قانون ہے۔ چنانچہ

ایک مقدمہ میں اجلاس کامل سے یہ طے فرمایا گیا ہے کہ عام اصول عدالتہائے سرکار عالی کا یہ ہے کہ شرع شریف کی اوسوقت تک پابندی کیجاتی ہے جبتک کہ کوئی صریح قانون سرکار عالی کا موجود نہ ہو [2] اور

ایک مقدمہ میں یہ طے فرمایا گیا ہے کہ بجز میراث اور نکاح کے عام طور پر اس ملک میں تمام معاملات میں شرع محمدی پر عمل کیا جاتا ہے۔ [3] اور

ایک مقدمہ میں یہ طے فرمایا گیا ہے کہ جبکہ ایک فریق ہندو اور دوسرا پارسی ہے تو بلحاظ قانون معاہدہ ہند اون کے باہمی معاہدات کے متعلق تجویز نہیں کیجائے گی بلکہ بموجب عام مسائل فقہ کے کیونکہ فقہ مذہبی قانون نہیں ہے بلکہ وہ عام معاملات دنیوی سے بلاتعلق مذہب ہے۔ مضاربت و شرکت تجارتی کا فیصلہ انھیں احکام کی رو سے ہونا چاہئے۔ [4]

| ترتیب قانون معاہدہ سرکار عالی | ۹۔ قانون معاہدہ ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۶) ۱۳۱۶ف جو قانون

معاہدات وحقوق مشابہ معاہدات کا ایک جزو اعظم ہے جسمیں (۱۱) باب اور (۲۶۶) دفعات ہیں۔ باب اول سے باب ہشتم تک علاوہ تعریفات کے وہ تمام احکام و قواعد درج کئے گئے ہیں جنپر جملہ قسم کے معاہدات اور وجوب و ذمہ داریاں وغیرہ وغیرہ مبنی ہیں۔ مابقی پنج ابواب یعنے نہم تا یازدہم میں معاہدات تجارت متعلق بیع و شرے و ابراد کفالت و تحویل امانتی و ضمانت و کارندگی و شراکت

[1] آئین دکن جلد نہم ۱۳۱۱ف صفحہ (۱۵۶) لکشمی چند بنام شیولال [2] مجموعہ فیصلہ جات جلد (۸) صفحہ ۲۴۳ ۱۳۰۲ محمد اعظم علی خان بنام تارا سنگھ [3] مجموعہ فیصلہ جات جلد (۳) صفحہ (۱۲۶) وتقنن دکن جلد (۳) صفحہ (۱۷۵) ۱۲۹۷ف گوپال بنام بھگوانداس [4] آئین دکن جلد دہم ۱۳۱۲ف صفحہ (۲۵۱) گنپت لال بنام نورروز جی۔

وغیرہ کا بالتفصیل ذکر کیا گیا ہے۔

ضروری نظائر ہائیکورٹ ممالک محروسہ سرکار عالی

چند معاہد۔ (۱) چند اشخاص ملکر معاہدہ کریں تو اصولاً حسب منشاء دفعہ ۴۴ قانون معاہدہ سرکار عالی معاہد لہٗ کو اختیار ہے کہ اون میں جس شریک سے چاہے پورے معاہدہ کی تعمیل پر مجبور کرے۔ [۱]

دستاویز (۲) جبکہ دستاویز واحد کے ذریعہ سے قرضہ دو شخصوں نے لیا اور ادائی کی ذمہ داری بالاجمال تھی تو ہر مدیون کل قرضہ کی ادائی کا ذمہ دار ہے۔ البتہ جو رقم ایک مدیون نے ادا کی ہو اوس سے دوسرا مستفید ہو سکیگا۔ [۲]

تکمیل دستاویز (۳) کل تمسک اپنے ہاتھ سے تحریر کرکے آخر میں بقلم خود لکھدے تو گو اوس نے العبد کے طور پر دستخط نہ کی ہو مگر دستاویز تکمیل سمجھی جائے گی۔ [۳]

فی سبیل اللہ (۴) مدعا علیہ نے مدعی سے اپنے نام کی صراحیاں پانی بیت اللہ میں بطور فی سبیل اللہ رکھوائی تھیں جسکا دعویٰ ہوا تجویز ہوئی کہ یہ معاہدہ جائز ہے۔ [۴]

کریاکرم (۵) کریاکرم کرنے کیلئے ایسا معاہدہ جس سے کوئی شخص اپنے مرنیکے بعد اپنے وارث اشتری کو محروم کردے قابل نفاذ نہیں ہے۔ [۵]

جائداد موروثی (۶) جبکہ موروثی جائداد تقسیم ہو چکی ہو اور ہر شخص اپنے اپنے حصہ پر ارثاً قابض ہو تو اون میں سے ایک شخص کل جائداد کے متعلق معاہدہ کرنیکا مجاز نہیں ہے۔ [۶]

عطیات سلطانی (۷) (۱) عطیات سلطانی کے متعلق ایسے معاہدات جنسے ایک شخص اپنے حق سے دست بردار ہو جائز نہیں ہیں۔ [۷]

---

[۱] چرنجی لال بنام رام جیون۔ دکن لا رپورٹ جلد (۳) ۱۳۲۲ف صفحہ (۲۷۳) [۲] سنگاریہ برامنا بنام گوپامالی آئین دکن جلد (۱۰) ۱۳۱۳ف صفحہ (۱۳۱) [۳] سری رام بنام ہنمت۔ مجموعہ فیصلجات جلد ۳ صفحہ (۱۵) و مقنن دکن جلد (۳) صفحہ (۱۳۲) ۱۲۹۷ف [۴] غالب جنگ بنام محمد عبد الرحیم جرمی۔ مقنن دکن جلد (۱۱) ۱۳۰۸ف صفحہ ۸۷ [۵] پوت کنٹی چیا بنام ویشی شنشیا۔ آئین دکن جلد (۹) ۱۳۱۱ف صفحہ (۲۹) [۶] راپیا بنام ہنمیا۔ آئین دکن جلد (۱۷) ۱۳۱۹ف صفحہ (۲۹۳) [۷] میر غلام علیخان بنام میر ذو الفقار علیخاں آئین دکن جلد (۱۰) ۱۳۱۲ف صفحہ (۱۵۹)

(۲) عطیات سلطانی کے متعلق بیع و رہن کے معاہدات بلا اجازت سرکار جائز نہیں اگر کیئے جائیں تو صرف بمقابلہ سرکار ہی ناجائز نہوں گے بلکہ باہمی متعاقدین بھی عدالت اونکو نافذ نہ کرے گی۔ [1]

(۳) گو جاگیر عطیہ سلطانی ہو لیکن جبکہ قائم مقام نے یہ معاہدہ کرلیا ہو کہ ڈگری مورث کی ادائی محاصل جاگیر سے کیجاسکی۔ تو وہ اقرار کا پابند ہے۔ اور محاصل جاگیر قرق ہوسکتا ہے۔ [2]

سلحداری (۸) سلحداری کا رہن خلاف مصلحت عامہ ہے۔ [3]

تنخواہ مشروط الخدمت (۹) جو معاہدات تنخواہ مشروط الخدمت کی نسبت ہوں اونکو عدالت نافذ نہیں کرا سکتی تنخواہ کا تصفیہ باہمی خادم و مخدوم کے ہوتا ہے۔ اشخاص ثالث اگر اوس سے مستفید ہونا چاہیں تو اوسکا تصفیہ اون کو آقا سے کرنا چاہیئے۔ [4]

(۲) اگر کوئی شخص ملازم فوج اپنے بھائی کو کسی جزو تنخواہ دینے کا اقرار کرے تو ایسا معاہدہ بلا بدل ہے اور شرعاً ایسا اقرار ایک وعدہ ہے جسکے ایفاء پر مقر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ [5]

(۳) جبکہ معاہد فوت ہوگیا ہو تو اوسکے قائم مقام پر تنخواہ کا دعویٰ نہیں ہوسکتا۔ [6]

عذر بلا بدل (۱۰) مدعی علیہ نے مدعی کو اپنے برادر متوفی کے قرضہ کی بابتہ بغرض رفع نزع دستاویز لکھدی تھی مالش ہونے پر عذر ہوا کہ دستاویز بلا بدل ہے تجویز ہوئی کہ مدعی علیہ قابض جائداد برادر متوفی قرار دیکر مدعی عہدہ دار تھا جسپر مدعی علیہ نے رفع نزع کیلئے جب دستاویز لکھدی تو رفع نزع خود اوسکا بدل ہے [7]

(۲) اگر ضمانت کے ذریعہ ادائی قرضہ کی مہلت میں توسیع کیگئی ہو تو معاہدہ بلا بدل نہیں کیا جاسکتا۔ [8]

۱۳۱۷

[1] میر حیدر علیخان بنام سید خواجہ آئین دکن جلد (۱۰) ۱۳۱۲ف صفحہ (۲۱۹) [2] گوپال سنگھ بنام احمد علیخان آئین دکن جلد (۱۵) صفحہ (۹۳) اجلاس کامل [3] رام حیدر بنام مراد خان مقنن دکن جلد (۱۶) ۱۳۱۶ف صفحہ (۱۳۸) [4] فقیر محمد بنام محمد داؤد مخزن جلد (۳) صفحہ (۲۸۳) ۱۳۰۶ف دمقنن جلد (۹) صفحہ (۲۴۴) ۱۳۱۳ف [5] فقیر محمد بنام محمد داؤد مخزن جلد (۴) صفحہ ۱۳۰۳ف دمقنن جلد (۱۰) صفحہ (۹۹) دمجموعہ فیصلجات جلد (۱) صفحہ ۱۳۰۳ف [6] شیخ سلیمان بنام مدورکشنا آئین دکن جلد ۵ صفحہ (۱۸۸) دمقنن دکن جلد (۱۳) صفحہ (۸۴) ۱۳۰۶ف [7] بالکشن راؤ بنام ساعیبا ایرپا آئین دکن جلد (۵) صفحہ (۶۶۸) دمقنن دکن جلد (۱۳) صفحہ ۱۲۳ ۱۳۰۷

(۳) ایک شخص ثالث کا قرضہ اپنے ذمہ لے لیا جا کر دستاویز لکھدیجا دے تو ایسا معاہدہ بلا بدل نہیں ہو براءت شخص ثالث اس معاہدہ کا بدل ہے [۱]

(۴) ایک جاگیر منضبطہ کے حصہ دار کا دوسرے حصہ دار کے ساتھ ایسی شرط پر معاہدہ کرنا کہ اگر پیروی کرکے جاگیر واگذاشت کرائیگا تو اوسقدر روپیہ دیا جائیگا معاہدہ بلا بدل نہیں ہے۔ [۲]

(۵) مدعی نے جو مدعی علیہا کا مختار تھا اوس سے یہ اقرار نامہ لکھوالیا کہ بصورت اجرائی ماہوار مدعی کو ایک معینہ رقم دیجائے گی تجویز ہوی کہ اقرار قابل نفاذ نہیں ہے۔ کیونکہ وہ خلاف مصلحت عامہ ہے [۳]

(۶) ایک اراضی محض بوجہ افلاس مدعی نے مدعی علیہ کے نام منتقل کی تجویز ہوئی کہ معاہدہ بلا بدل ہے اوسکی بناء پر مدعی علیہ مالک نہیں ہو سکتا۔ [۴]

(۷) مدعی سے مدعی علیہ نے یہ معاہدہ کیا تھا کہ اگر مدعی علیہ کو اوس گھانس کی قیمت ہر راہ ملجایا کریگی جو زید و عمرو کے گھوڑوں کو پہونچانا اقرار پایا تھا تو ایک گھوڑے کی گھانس مدعی کو دیجایا کرے گی۔ خلاف مصلحت عامہ اور بلا بدل ہے اسلئے اوسکا نفاذ عدالت سے نہیں ہو سکتا۔ [۵]

(۸) معاہدہ بلا بدل کی بناء پر مدعی کو ڈگری نہیں دیجا سکتی [۶]

معاہدہ سابق (۱۱) اقرار سابق کی رو سے جبکہ مدعیاں اس امر کے پابند ہیں کہ جو کچھ ٹکس نل کے پانی کا مقرر ہو ادا کرینگے تو محض اسوجہ سے کہ از روئے ریزولیشن اضافہ ٹکس بعد نافذ ہوا مطالبہ اضافہ ٹکس ساقط نہیں ہو سکتا [۷]

معاہدہ منسوخ (۱۲) منسوخ شدہ معاہدہ کی بناء پر ایک نالش ہوئی اور تسلیم کیا گیا کہ برضامندی فریقین یہ معاہدہ تبدیل ہو کر دوسرا معاہدہ ہوا ہے لیکن معاہدہ آخر الذکر پیش نہیں کیا گیا۔ تجویز ہوئی کہ بربنائے معاہدہ

بعدالت کامل

[۱] کرپی رامنا بنام رامنا۔ آئین دکن جلد (۱۱) صفحہ (۴۰۰) ۱۳۱۳ف [۲] راجہ بنسی گیر بنام سید شمس الدین آئین جلد (۹) ۱۳۱۹ف صفحہ (۱۱۲) [۳] بادشاہ بیگم بنام سید علی قادری مجموعہ فیصلہ جات جلد (۷) صفحہ (۲۰۱) ۱۳۰۶ف [۴] عبداللہ خان بنام بدر النساء بیگم آئین دکن جلد (۵) صفحہ (۸۸) و مقنن جلد ۱۳ صفحہ (۲۱۲) ۱۳۰۳ف [۵] لچھمن راؤ بنام گنندہ راجہ رام آئین دکن جلد (۷) صفحہ (۲۰۱) ۱۳۰۹ف [۶] تلنگ تجلی بنام پاپیا آئین دکن جلد (۷) صفحہ (۲۵۲) و مقنن دکن جلد ۱۵ صفحہ (۱۹۸) ۱۳۰۹ف [۷] کنٹونمنٹ بنام مانیائی مبنگا۔ دکن لاء رپورٹ جلد (۳) صفحہ (۲۰۱) ۱۳۲۲ف [۸] مہابیر پرشاد بنام سرکار عالی۔ آئین دکن جلد (۱۵) ۱۳۱۷ف صفحہ (۲۵۷)

منسوخ شدہ نالش نہیں ہوسکتی [۱]

بقایہ خارج المیعاد (۱۳) بقایہ خارج المیعاد کی بابتہ جدید معاہدہ تحریراً ہوجائے تو اثر تمادی ساقط ہوجاتا ہے [۲]

بیع ڈگری آئندہ (۱۴) ایک دستاویز کی رو سے یہ معاہدہ ہوا کہ مدیون کو جو ڈگری ایک شخص ثالث پر حاصل ہوگی وہ اس قرضہ کی ادائی میں مدعی کے ہاتھ فروخت کردیگا۔ تجویز ہوئی کہ معاہدہ جائز اور مدعی اس معاہدہ کا پابند ہے [۳]

برات ضامن (۱۵) جبکہ دستاویز میں بصراحت یہ لکھا جاوے کہ مقررہ قسط سے کم نہ دیجائیگی بعد ازاں بلا علم ضامن کے مدعی نے خلاف معاہدہ کم مقدار کی قسطوں کو منظور کیا تو حسب دفعہ ۱۳۶ قانون معاہدہ ضامن ذمہ داری معاہدہ ضمانت سے بری ہے [۴]

(۲) جب یکمشت ادائی کا وعدہ تھا بذریعہ اقساط ادائی کو مدعی نے بلا اطلاع ضامن قبول کرلیا تو اس تبدیل معاہدہ سے ضامن بری الزمہ ہوگا [۵]

نابالغ (۱۶) (۱) نابالغ کے مقابلہ میں جبتک بدرجہ اطمینان یہ ثابت نہ ہو کہ نابالغ کے فائدہ کیلئے معاہدہ ہوا تھا گو رقم لیا جانا ثابت بھی ہو لیکن معاہدہ مذکور کی پابندی نابالغ پر نہیں ہوسکتی [۶]

(۲) نابالغ نے اگر کوئی معاہدہ کیا ہو تو اوسپر کوئی ذمہ داری عاید نہیں ہوسکتی [۷]

عورت پردہ نشین (۱۷) پردہ نشین عورت کسی معاہدہ کی بابتہ اوسوقت تک ذمہ دار نہیں قرار دی جاسکتی جبتک کہ مضمون معاہدہ کو سمجھکر اوسکی تکمیل ثابت نہ کیجائے۔ [۸]

---

[۱] ہدایت علی بنام راماسامی مجریہ القوانین جلد (۵) ۱۳۰۵ف صفحہ (۲۷۹) [۲] سید خلیل اللہ بنام سوجی رام مقنن دکن جلد (۱۸) ۱۳۱۲ف صفحہ (۴۰) [۳] تراب علیخان بنام افضل یار جنگ۔ آئین دکن جلد (۱۰) ۱۳۱۳ف صفحہ (۳۴) [۴] سری کشن بنام حاجی سید کریم محمد وغیرہ۔ دکن لا رپورٹ جلد (۴) ۱۳۲۳ف صفحہ (۳۴۰) [۵] رام رجپال بنام میر فرخ علی آئین دکن جلد (۷) ۱۳۱۹ف صفحہ (۳۸) [۶] دادا بنام رگھوناتھ۔ تشریح القوانین جلد (۱۲) صفحہ (۲۵۳) ۱۳۲۱ف و آئین جلد ۹ صفحہ ۲۰۵ ۱۳۲۰ف [۷] محمد عمر بنام بدم جی آئین دکن جلد (۸) صفحہ (۳۵۰) و تشریح القوانین جلد (۱) صفحہ ۳۳۴ ۱۳۱۱ف [۸] رانی گوربا سترزہ بہادر بنام راجہ کھڑگ [illegible] جلد (۱) ۱۳۲۰ صفحہ [illegible]

بلا استفسار کسی کے کوئی کام کرنیکا معاہدہ

(۱۸) ایسا معاہدہ خلاف مصلحت عامہ اور ناجائز ہے کہ ایک آدمی بغیر دوسرے آدمی سے استفسار کے کوئی کام نہیں کریگا [۱]

فرضی نام

(۱۹) تمسک میں ایک فرضی نام لکھایا جاکر دعویٰ کیا جاوے تو وہ معاہدہ زبانی ہوسکتا ہے نہ تحریری [۲]

(۲) گو مدعی علیہ نے دستاویز بحق مدعی تحریر کردی ہو لیکن جبکہ روپیہ ایک شخص ثالث کا تھا اور مدعی محض مستصوب تھا تو دستاویز بلا بدل ہے مدعی کو حق دعویٰ حاصل نہیں [۳]

معاوضہ مقدمہ فوجداری

(۲۰) گو مقدمات دیوانی اور ان مقدمات فوجداری سے جو کہ قابل مصالحت ہوں مدعی یا مستغیث جائز معاوضہ یا قرارداد کی بناء پر دست بردار ہوسکتا ہے لیکن مقدمات فوجداری ناقابل مصالحت میں مستغیث کی دست برداری بربنائے معاوضہ خلاف مصلحت عامہ و ناقابل نفاذ ہے [۴]

قمار بازی

(۲۱) مدعی علیہ نے بغرض ارجاع ایک نالش کے بہ تحریر ایک دستاویز کے مدعی سے ہزار روپیہ قرض لئے اور یہ اقرار کیا کہ بحالت کامیابی بعد تکمیل دو ماہ بعد ڈیڑھ ہزار روپیہ ادا کریگا اور اسکے سوائے دو سو روپیہ سالانہ دس سال تک دیتا رہیگا۔ تجویز ہوئی کہ یہ روپیہ معمولی طور پر قرض نہیں دیا گیا تھا بلکہ مقصود یہ تھا کہ اگر مقروض مقدمہ ہار جائے تو مدعی کا ہزار روپیہ نقصان ہوگا اگر جیت جائے تو ہزار کی جائے ساڑھے چار ہزار روپیہ ملجائیں یہ یہ معاملہ ایک صاف قمار بازی ہے جو ناجائز ہے [۵]

---

[۱] داس راد بنام رائچند بھیم سین راد۔ آئین دکن جلد (۸) صفحہ ۱۹۰ مقنن جلد (۱۶) صفحہ (۱۰۲) و تشریح جلد (۱) صفحہ (۱۰۵)۔ [۲] ۱۳۱۱ھ قہار جنگ بنام محمد نبی علی۔ آئین دکن جلد (۳) صفحہ (۱۳۲) و مخزن (۵) صفحہ (۲۲۶)۔ [۳] ۱۳۰۵ف غلام محمد محمود بنام فتح محمد آئین دکن جلد (۱۵) ۱۳۱۷ف صفحہ (۲۹۹) اجلاس کامل [۴] للنیا بنام عبداللہ شریف۔ آئین دکن جلد (۷) ۱۳۱۹ف صفحہ (۰)۔ [۵] سرجی گبر بنام سیتارام۔ مخزن القوانین جلد (۳) ۱۳۰۳ف صفحہ (۲۱۷) مقنن دکن جلد (۶) ۱۳۰۰ف صفحہ (۲۷۸)

فریب (۲۲) ایک مقدمہ میں معاہدہ صرف اس غرض سے کیا گیا تھا کہ معاہدات کے قرض خواہوں کو فریب دیا جائے تجویز ہوئی کہ عام اس سے کہ فریقین معاہدہ نے باہم ایک کو دوسرے نے فریب نہ دیا ہو لیکن فریبی شخص کو عدالت میں ایسے معاہدہ کی بناء پر آنیکا حق نہیں ہے [1]

(۲۳) مدعی نے ایک تھان کمخواب کا سچا سمجھ کر لیا اور مدعی علیہ نے سچا سمجھ کر فروخت کیا۔ بعد استعمال معلوم ہوا کہ وہ جھوٹا تھان ہے۔ مدعی نے واپسی قیمت کی نالش کی۔ تجویز ہوئی کہ حسب دفعہ (۱۰) قانون معاہدہ رواج خاص کا تعلق ہے۔ تھان کے سچے ہونیکی ذمہ داری مدعی علیہ نے کی تھی چونکہ تھان قطع و برید ہو چکا ہے۔ واپس نہیں ہو سکتا اسلئے جھوٹے تھان کی قیمت وضع کر کے بقیہ رقم کی ڈگری مدعی کو دی جائے [2]

داد و ستد مقدم پٹواری (۲۴) متعدد نظائر سے یہ امر طے فرمایا گیا ہے کہ پٹیل پٹواری کا رعایا سے لین دین کرنا قطعاً ممنوع ہے چنانچہ ایک مقدمہ میں تجویز ہوئی کہ پٹیل پٹواری گاؤں کے حاکم ہوتے ہیں اور رعیت و کاشتکار بالکل اون کے قابو میں ہوتے ہیں اسلئے پٹیل پٹواری کا اپنے گاؤں کی رعیت سے لین دین کرنا خلاف مصلحت عامہ ہے۔ پبلک پالسی کا اقتضاء یہ ہے کہ اس قسم کے معاہدات جو زبردست و زیردست کے مابین ہوں جائز نہ قرار دئے جائیں۔ [3] لیکن یہ داد و ستد باجازت افسر مجاز جائز ہے [4]

اس میں بھی تحصیلدار کے ایسے عام حکم کی بناء پر کہ فلاں پٹیل یا پٹواری کو داد و ستد کی عام اجازت ہے نا قابل سماعت ہے [5]

---

[1] مصری کلیر بنام رانی انہابائی مجموعہ فیصلہ جات جلد (۵) سنہ ۱۲۹۹ ف صفحہ ۱۳۹ و مقنن دکن جلد (۵) صفحہ ۱۴۹ سنہ ۱۲۹۹ ف [2] موہنا بنام ہزاری مل۔ تشریح القوانین جلد (۱) صفحہ ۴۹۶ سنہ ۱۳۱۰ ف [3] وٹھل بنام رام چندر۔ تشریح القوانین جلد ۶ سنہ ۱۳۱۵ ف صفحہ (۵۷۰)، اخلاص کا مل [4] بالاجی راو بنام لوم ناتھ سکھ گوڑہ۔ آئین دکن جلد (۹) سنہ ۱۳۱۱ ف صفحہ ۵۰۳۱ و حسین شکر جی بنام سدا شیو راو۔ آئین دکن جلد (۱۳) سنہ ۱۳۱۵ ف صفحہ ۱۳۰۱ ، [5] وٹھل بنام رام چندر آئین دکن جلد (۱۲) سنہ ۱۳۱۴ ف صفحہ (۲۰۷)

اس قسم کی ناجائز داد وستد کا بدل بھی ناجائز ہے جیسا کہ ایک مقدمہ میں بیع اراضی کا معاوضہ قرضہ تھا۔ جو بدل ناجائز قرار دیا جاکر خارج کیا گیا۔ [1]

ایک مقدمہ میں ایک اراضی کو مالک نے پولس پٹیل موضع کے ہاتھ بدون علم شکمیدار قدیم کے فروخت کی خریدار نے باوجود شکمیدار کا حق معلوم ہونیکے بدون استرضا شکمیدار خرید لیا تو تجویز ہوئی کہ ایسا خریدار۔ خریدار نیک نیت نہیں ہے۔ پولس پٹیل کا اپنی ماتحت رعیت سے اراضی پٹہ کا خریدنا خلاف اصول اور خلاف مصلحت عامہ اور ناجائز ہے۔ [2]

نوٹ مزید توضیح کیلئے ملاحظہ ہو مجموعہ ہذا کا دفعہ (۳۰۶) اختیار سماعت عدالت کے نظائر ہائیکورٹ ممالک محروسہ سرکار عالی ضمن (معاہدات) باب بست ودوم قانون نشان (۳) فصل چہارم حصہ دوم مجموعہ ہذا۔

حقوق مشابہ حقوق مبنی بر معاہدات

دفعہ ۲۲۰ | حقوق مشابہ حقوق مبنی بر معاہدات کا پیدا ہونا۔ قول پروفیسر ہالنڈ [3] | باب ہذا کے بیان ابتدائی کے بموجب حقوق متقدم بالتخصیص تراضی طرفین سے بسا اوقات پیدا ہوتے ہیں لیکن اکثر اونکے ظہور پذیر ہونیکی کوئی ایسی وجہ بھی ہوتی ہے جسکے ساتھ فریقین کو کسی قسم کا تعلق نہیں ہوتا بلکہ ان صورتوں میں اگرچہ مستوجب الغرض شخص حقدار کیطرف سے کسی خاص فرض کا اپنے اوپر ذمہ نہیں لیتا لیکن پھر بھی قانون اوسے اسطور پر ذمہ وار بنا دیتا ہے کہ گویا خود اوس نے یہ ذمہ داری قبول کی ہے فریقین میں ایک طرح کا تعلق پیدا ہوجاتا ہے اگرچہ کہ وہ رشتہ جو دونوں کو مربوط کرتا ہے خود اونھیں کے ہاتھ کا قائم کیا ہوا یا بنایا ہوا نہیں ہوتا۔

[1] لمباجی بنام گنگارام تشریح القوانین جلد (۱۰) ۱۳۱۹ف صفحہ (۲۷۱) [2] گونڈراو بنام سید بدھن۔ دکن لاریورٹ جلد (۳) ۱۳۲۲ف صفحہ (۲۷۱) [3] ترجمہ جورس پروڈنس صفحہ (۲۰۵)

مثال

(۱) ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ عام اہلکاران سرکاری مثلاً ناظران عدالت یا رجسٹرار یا ڈاک رساں بوقت ضرورت اپنے فرائض اوس شخص کے فائدہ کیلئے انجام دیں۔

(۲) اسی قسم کے حقوق بالتخصیص سے بمقابلہ اون اشخاص کے فائدہ حاصل کیا جاتا ہے جو خانگی حیثیت سے بعض خدمات کی انجام دہی پر مامور ہوں مثلاً امناء اوصیاء و منتظمین جائداد و دیوالیوں کے امانت دار۔ علیٰ ہذالقیاس

(۳) بعض حقوق بالتخصیص اون اشخاص کے مقابلہ میں بھی حاصل ہوتے ہیں جو دوسرے اشخاص کیساتھ ہنگامی تعلقات قائم کریں مثلاً وہ اشخاص جنھیں غلطی سے رقم ادا کیگئی ہو یا جنکی جائداد وغیرہ کا انتظام اونکی غیبت میں کسی اور شخص نے کیا ہو۔

(۴) حقوق مذکورہ سے اون اشخاص کے مقابلہ میں بھی فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ جو دوسروں کیساتھ بذریعہ بعض خاندانی تعلقات کے وابستہ ہوں مثلاً بی بیوں اور بچوں کے مقابل علی السبیل التقابل بمقابلہ شوہروں اور والدین کے۔

دفعہ ۲۲۱ حق متعلق ذات خاص حق ملکیت و حق خاندانی

اسی فصل چہارم کے قانون نشان (۱) قانون مختص بالاشخاص متعلق خانگی حقوق بالتعمیم کے باب یازدہم حق متعلق ذات خاص اور باب دوازدہم حق ملکیت اور باب سیزدہم حق متعلق خاندان میں اون حقوق بالتعمیم (یعنے وہ حقوق جو شخص معقدار کو تمام دنیا کے مقابلہ میں حاصل ہیں) پر بحث کیجا چکی ہے جو خانگی تعلقات سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور بیان کیا گیا ہے کہ ان حقوق کا آغاز و اختتام کسطور پر عمل میں آتا ہے نیز بعض تعلقات سے حقوق بالتخصیص بھی پیدا ہوتے ہیں (دیکھئے

(۱) وہ حقوق متعلق ذات خاص یعنے حق حفاظت ذاتی و آزادی عمل و حق نیکنامی۔

پیشۂ ذاتی وغیرہ کا حق تمام دنیا کے مقابلہ میں حاصل ہے اونھیں اشکال مندرجہ باب مذکور کے ذریعہ سے حقوق بالتخصیص بھی پیدا ہوتے ہیں (اسی طرح

(۲) حق ملکیت متعلق بہ جائداد جو حق تمام دنیا کے مقابلہ میں حاصل ہے اونھیں اشکال مندرجہ باب مذکور کے ذریعہ سے حقوق بالتخصیص بھی پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح

(۳) حق متعلق خاندان یعنے وہ حقوق جو خاندان سے متعلق اور تمام دنیا کے مقابلہ میں حاصل ہیں اونھیں اشکال مندرجہ باب مذکور کے ذریعہ سے حقوق بالتخصیص بھی پیدا ہوتے ہیں

(ملاحظہ ہوں اشکال مندرجہ ہر سہ ابواب مذکور الصدر)

توضیح۔ انھیں اصول کے مدنظر قانون معاہدہ ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۲) ۱۳۱۶ف کا باب پنجم اسی عنوان سے قائم ہوا ہے کہ (بعض تعلقات مشابہ اون تعلقات کے جو معاہدہ سے پیدا ہوتے ہیں) جس باب میں حسب ذیل (۵) دفعات ہیں۔

(۱) دفعہ (۶۹) ہم مضمون دفعہ (۶۸) ایکٹ نمبر (۹) سنہ ۱۸۷۲ء مجریہ برٹش انڈیا کی عبارت یہ ہے کہ اگر کسی شخص ناقابل معاہدہ یا کسی ایسے شخص کیلئے جسکی پرورش قانوناً شخص ناقابل مذکور پر لازم ہے کوئی دوسرا شخص مایحتاج حسب حیثیت اوسکے بہم پہونچائے تو یہ دوسرا شخص ناقابل مذکور کی جائداد سے اسکے وصول پانیکا مستحق ہوگا۔ اور

(۲) دفعہ (۷۰) ہم مضمون دفعہ (۶۹) ایکٹ مذکور کا مضمون یہ ہے کہ اگر کسی شخص کی غرض ایسی رقم کی ادا سے متعلق ہو جسکا ادا کرنا قانوناً دوسرے شخص پر لازم ہے اور وہ اوسکو ادا کرے تو اوس دوسرے شخص سے اس رقم کی وصول یابی کا مستحق ہوگا۔ اور

(۳) دفعہ (۷۱) ہم مضمون دفعہ (۷۰) ایکٹ مذکور میں حکم ہے کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے کیلئے کوئی امر بطور جائز کرے یا کوئی شے اسکو دے اور اسکی نیت مفت کرنے یا دینے کی

نہ ہو۔ اور دوسرا شخص اس سے متمتع ہو تو اسپر لازم ہے کہ شخص اول الذکر کو شئے مذکور واپس کرے یا اوسکا معاوضہ دے۔ اور

(۴) دفعہ (۷۲) ہم مضمون دفعہ (۷۱) ایکٹ مذکور میں محکم ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کی کوئی شئے پائے اور اوسکو اپنی حفاظت میں لے تو وہ مثل تحویلدار کے ذمہ دار سمجھا جائیگا۔ اور

(۵) دفعہ (۷۳) ہم مضمون دفعہ (۷۲) ایکٹ مذکور میں لکھا ہے کہ جس شخص کو کوئی روپیہ یا شئے غلطی سے یا بحالت مجبوری دی گئی ہو وہ مستوجب اوسکی واپسی کا ہے۔

نظائر ہائیکورٹ ممالک محروسہ سرکار عالی

(۱) بعد وفات کرایہ دار ورثا کو اگر مکان کی ضرورت نہ ہو اور وہ بار کرایہ سے محفوظ رہنا چاہیں تو لازم ہے کہ مورث کے انتقال کے بعد مکان کو خالی کر دیں لیکن اگر ورثاء بعد انتقال مورث مکان پر قابض رہیں اور شخص مستحق کو قبضہ نہ دیں تو یہ سمجھا جائیگا کہ ورثا نے اوس معاہدہ کو جو مورث سے ہوا تھا جاری رکھا اور اوسکے لئے ورثاء کا عمل کافی ہے۔ بالفاظ صریح معاہدہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور وہ تاریخ قبضہ تک کرایہ کے بذات خود ذمہ دار ہونگے[۱]

(۲) ایک مختار نے اپنے آقا کیلئے کچھ قرض لیا اور داین نے باعتبار مختار نامہ قرض دیا تو آقا ذمہ دار ہوگا۔ اس امر کا تصفیہ کہ روپیہ آقا کے کام میں صرف ہوا یا نہیں داین کی نالش میں نہیں ہوسکتا بلکہ یہ امر بابین آقا و مختار کے علیحدہ نالش میں تصفیہ طلب ہوگا مقدمہ موجودہ میں ایسے قرضہ کی ذمہ داری ذات مختار پر عاید نہیں ہوسکتی[۲]

---

[۱] میر اکبر علی بنام منگل چند دکن لا رپورٹ جلد (۳) سنہ ۱۳۲۲ ف صفحہ (۲۶۵)
[۲] میر لیاقت علیخان بنام میر رحمن علی۔ آئین دکن جلد (۷) سنہ ۱۳۱۹ ف صفحہ (۲۰۲)

باب شانزدہم

قانون اضافی

شہادت

قانون شہادت کی اہمیت

دفعہ ۲۲۲ تمام اجزاے قانون اضافی میں سب سے بڑا اور جزو اہم قانون شہادت ہے۔ اور شہادت کا تصور حسب دفعہ (۲۰۰) باب چہاردہم قانون نشان (۲) معاہدہ کیساتھ پیدا اور اوسی کیساتھ ساتھ نشو و نما پاتا گیا ہے۔ مگر اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ قانون اضافی محض قانون مختص بالاشخاص متعلق حقوق خانگی بالتخصیص اصلی معاہدہ کی حد تک محدود ہے بلکہ یہ قانون طریقہ کارروائی عدالت کا ایک جزو اعظم اور اسکا تعلق جمیع امور تنقیح طلب سے ہے بلحاظ اسکے قانون مختص بالاشخاص متعلق حقوق بالتتمیم اصلی و بالتخصیص اصلی نیز قانون عام دیوانی و فوجداری وغیرہ کے اصلی قوانین کا بھی یہ ایک اہم قانون اضافی ہے۔ جسکے ذریعہ سے ہر عدالت کا سب سے اول فرض یہ ہے کہ کسی واقعہ کے وجود یا عدم وجود کی تنقیح بصیغہ دیوانی بظاہر و بصیغہ سیاسی باطن قرار دیکر بلحاظ واقعات اس قانون اضافی کی رو سے قانون اصلی کو اون واقعات سے متعلق کرے۔ بلحاظ اسکے یہی وہ جزو قانون اضافی کا ہے جسکے قواعد کے موافق عدالتیں واقعات کی تنقیح کرتے ہیں قانون شہادت ہے

قانون شہادت کے مقاصد

دفعہ ۲۲۳

قول پروفیسر ہالینڈ[1] الف۔ قانون شہادت کے مقاصد حسب ذیل ہیں۔

---

[1] ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۳۰۷)

اولاً۔ یہ کہ اس اصول کی بناء پر بعض قسم کے واقعات جج کی عدالتی نظر کے سامنے موجود ہوتے ہیں نیز اون قیاسات کی بناء پر جنکی رو سے بعض مقدمات مسلمہ کا وجود بعض دوسرے مقدمات کے مسلم الثبوت ہونیکا مستلزم ہوتا ہے تحقیقات کے دائرہ کو محدود کردیا جائے۔

ثانیاً۔ یہ کہ بعض اقسام کی شہادت سے بوجہ اسکے کہ وہ مقدمہ کے نتیجہ سے بہت دور کا تعلق رکھتی ہے یا محک امتحان پر قابل اطمینان طور سے پوری نہیں اوترتی یا مشکوک الماخذ ہے قطع نظر کیا جائے۔

مذکور الذکر دلیل کی بناء پر بعض اقسام کے اشخاص وہ اشخاص جو بعض اعتباری حیثیتیں رکھتے ہیں ناقابل اداے شہادت قرار دئے گئے ہیں۔ اسکے علاوہ

ایسے قواعد بھی مقرر کئےگئے ہیں جو فریقین کے اس حق کو منضبط کرتے ہیں کہ وہ عدالت میں اصالتاً حاضر ہوں یا وکالتاً۔ نیز

اس ترتیب کو حیز انضباط میں لاتے ہیں جو فریقین یا اون کے وکلاء کو ادائی شہادت یا خطاب عدالت میں ملحوظ رکھنی چاہیئے۔

قول سر ٹنگن[1] اب۔ ہر ضابطہ کارروائی میں جو بہت غور اور احتیاط کیساتھ مرتب کیا گیا ہو اس غرض سے کہ مقدمہ کی تحقیقات میں سہولت ہو چند عام قواعد متعلق بار ثبوت مقرر کئے جاتے ہیں اس قاعدہ میں دو مشہور قواعد شہادت حسب ذیل ہیں۔

مسئلہ اول۔ بار ثبوت سرانش یا دیگر کارروائی عدالتی ہرا دس شخص پر ہوتا ہے جو طرفین سے مطلق کسی شہادت کے نہ گذرنے کی صورت میں مقدمہ ہار جائے۔

ملاحظہ ہو دفعہ (۱۰۳) قانون شہادت سرکار عالی ہم مضمون دفعہ (۶۷) قانون شہادت مجریہ ہند

[1] ترجمہ اصول قانون سر ٹنگن صفحہ (۵۸۲) فقرہ (۲۶۹)

مسئلہ دوم - بارِ ثبوت نسبت ہر خاص واقعہ کے اوس شخص پر ہوتا ہے جو عدالت کو اوسکا وجود باور کرانا چاہتا ہو الّا اوس حال میں کہ قانوناً حکم ہو کہ داخل کرنا اوس واقعہ کے ثبوت کا فلان شخص کے ذمہ ہے (ملاحظہ ہو دفعہ (۸۴) قانون شہادت سرکار عالی ہم مضمون دفعہ (۶۸) قانون شہادت مجریہ ہند) یہ آخری شرط اس مسئلہ ذیل سے متعلق ہے کہ

مسئلہ سوم - خاص قسم کے واقعات کی صورت میں عدالتیں ایک ایسا قیاس قائم کریں گی کہ جس سے یہ فرض کیا جائیگا کہ جب چند خاص واقعات ثابت ہو جائیں تو چند اور واقعات کافی طور پر ثابت ہو گئے - (ملاحظہ ہو دفعہ (۹۱) قانون شہادت سرکار عالی ہم مضمون دفعہ (۱۰۷ و ۱۰۸) قانون شہادت مجریہ ہند)

مثال

(۱) بارِ ثبوت اوس شخص کے زندہ ہونے کا جسکی سات برس سے کچھ خبر نہیں ملی ہے - اُس شخص پر ہے جو اوسکا زندہ ہونا بیان کرے (ملاحظہ ہو دفعہ (۱۰۸) قانون شہادت مجریہ ہند ۱۸۷۲ء

سرکار عالی میں ایسا کوئی قاعدہ مقرر نہیں ہے بلکہ عدالت العالیہ سے ایک مقدمہ میں تجویز ہوئی کہ مفقود الخبر اشخاص کی وفات کا قیاس قانون شہادت برٹش انڈیا دفعات (۱۰۷ و ۱۰۸) کی رو سے قیاس قائم کیا جاسکتا ہے - قانون شہادت سرکار عالی کی رو سے ایسا نہیں کیا جاسکتا بلکہ عدالتوں کو ہر مقدمہ کے حالات کے لحاظ سے بپابندی عام قواعد خصوصاً دفعہ (۹۱) قانون شہادت سرکار عالی قیاس قائم کرنا چاہئے - [لہ]

(۲) بارِ ثبوت اس امر کا کہ ایک شخص جو ایک شئے کا قابض ہے وہ اوسکا مالک نہیں ہے

لہ آئین دکن جلد (۱۴) ۱۳۱۶ف صفحہ (۲۷) نجھی گیر نبام سرکار عالی

اوس شخص کے ذمہ ہے جو اوسکا مالک نہ ہونا بیان کرتا ہو۔

(ملاحظہ ہو دفعہ (۸۹) قانون شہادت سرکار عالی نشان (۲) سنہ ۱۳۱۳ ف ہم مضمون دفعہ (۱۱۰) قانون شہادت مجریہ ہند سنہ ۱۸۷۲ء)

(۳) عدالت کو جائز ہے کہ وجود کسی واقعہ کا جو اوسکی دانست میں غالباً وقوع میں آیا ہو قیاس کرے (ملاحظہ ہو دفعہ (۹۱) قانون شہادت سرکار عالی ہم مضمون دفعہ (۱۴۷) و (۱۴۸) قانون شہادت مجریہ ہند)

البتہ معمولی طریقہ واقعات طبعی اور رویہ انسانی اور سرکاری و خانگی کاروبار کا لحاظ اوس نسبت کے جو اوس مقدمہ کے واقعات کیساتھ اونکو ہے ملحوظ رکھنا ہوگا۔

مثلاً۔ یہ کہ عدالت اور دفتر کے کام حسب ضابطہ انجام دئیے گئے ہیں۔ اور جو شہادت پیش ہوسکتی تھی اور پیش نہیں کیگئی اگر وہ پیش کیجاتی تو جس شخص نے کہ اوسکو دبا رکھا اوس کے حق میں مضر ہوتی (ملاحظہ ہو دفعہ (۹۱) ضمن ھ قانون شہادت سرکار عالی) اسکے سوائے

(۴) قانون چند خاص قواعد درباب قابل ادخال ہونے شہادت کے مقرر کرتا ہے منجملہ اون کے دو اہم قواعد حسب ذیل ہیں۔

مسئلہ اول۔ شہادت زبانی بلا واسطہ ہونی چاہئیے نہ کہ سنی سنائی۔

(ملاحظہ ہو دفعہ (۵۲) قانون شہادت سرکار عالی ہم مضمون دفعہ (۶۰) قانون شہادت مجریہ ہند

مسئلہ دوم۔ شہادت منقولی بابتہ مضامین مندرجہ دستاویز کے صرف اوس صورت میں ادا کی جاسکتی ہے جبکہ شہادت اصلی بدست نہ ہوسکے یا عدالت کے حکمنامہ کی رسائی سے باہر ہو (ملاحظہ ہو دفعہ (۵۷) قانون شہادت سرکار عالی ہم مضمون دفعہ (۵۰) قانون شہادت مجریہ ہند۔

اختیار ضلع۔ عدالت کو اختیار ہے کہ یہ حکم دے کہ وہ اشخاص فریقین بنائے جائیں جن کا عدالت میں حاضر ہونا اسوجہ سے ضروری ہے کہ عدالت جملہ مراتب متنازعہ متعلقہ مقدمہ کو کامل طور پر فیصل اور طے کر سکے۔ چنانچہ

معزز عدالت العالیہ سے ایک مقدمہ میں تجویز ہوئی کہ کسی شخص کو فریق مقدمہ بنانا عدالت کے اختیار تمیزی میں داخل ہے۔ [۱]

قول مسٹر محمود چیف جسٹس [۲] | ج۔ قانون اضافی کا وہ جزو جسکے قواعد کے موافق عدالتیں واقعات کی تنقیح کرتی ہیں قانون شہادت ہے۔ اور تمام اجزائے قانون اضافی میں سب سے بڑا اور مقدم جزو قانون شہادت ہے۔ اسلئے کہ کوئی قانونی کارروائی بلا لحاظ اسکے قواعد کے نہیں ہو سکتی۔

قانون شہادت کی ضرورت | قواعد قانون شہادت کے قائم کرنے کی ضرورت یہ ہے کہ شریعت بانفہ عملداریوں کا اول اصول قانون یہ ہے کہ بیگناہ کا سزا پانا مجرم کے رہا ہو جانے کی نسبت زیادہ بدتر ہے۔ اسوجہ سے نہایت مشکل اور اہم کام عدالت کا یہ ہے کہ اس امر کی تنقیح کرے کہ فی الحقیقت مدعی کو کوئی ایسا استحقاق حاصل ہے یا نہیں جو مدعی علیہ کے حقوق پر غالب آئے تجربۂ انسانی سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ وہ چیزیں جنکو عوام الناس شہادت تصور کرتے ہیں فی الحقیقت امور تنقیح طلب سے بالکل غیر متعلق اور لاحاصل ہوتے ہیں۔ ان سے نہ کوئی چیز متعلق امر متنازعہ فیہ ثابت ہوتی ہے نہ رد ہوتی ہے اور اس سے بھی بدتر یہ بات تجربہ انسانی سے ثابت ہوئی ہے کہ اکثر اہل غرض اپنی غرض کی پیروی میں راست بازی سے قطع نظر کرکے ہر قسم کی پیروی واسطے حاصل کرنے اپنے مطلب کے کرتے ہیں اور تجربہ انسانی سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ایسے دماغ جنکو کافی تربیت اور تعلیم نہیں ہوئی ہے۔ رائے کو واقعہ سے علیحدہ نہیں کر سکتے اور اکثر ایسے ذہنوں میں بلا لحاظ امر واقعہ کے اونکا

[۱] وکن لارپورٹ جلد ۳، ۱۳۲۲ف صفحہ (۳۳۶) رام گوپال بنام کچھی نارائن۔
[۲] شرح قانون شہادت مولفہ صاحب قول صفحہ (۲) مقدمہ شرح قانون شہادت حصۂ دوم (مقدمہ)

تصور اونکی خواہش کو ایک واقعہ قرار دیتا ہے پس بیگناہ کو اون ذمہ داریوں سے بچانے کیلئے جو جھوٹی اور ناکافی شہادت سے اوسپر عائد ہوسکتی ہیں اور مستحق کو غیر مستحق کے مقابلہ پر چارہ اور علاج حاصل ہونے کیلئے عقول مجمع انسانی یعنے مدبران لائق نے ایسے قواعد قائم کئے ہیں کہ جن سے بیگناہ ذمہ دار نہ قرار دیا جائے اور غیر مستحق حق نہ پائے اہی قانون کو قانون شہادت کہتے ہیں منجملہ اولی فوائد قانون شہادت کے یہ ہے کہ غیر متعلق اور بیوقعت شہادت داخل نہیں ہوسکتی اور اسوجہ سے ہر نزاع کا فیصلہ کرنا مختصر عرصہ میں اور بآسانی ہوتا ہے۔

قانون شہادت جواب جاری ہے[1] | ہندوستان میں قبل عملداری انگریزی کے ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں نے اگرچہ قانون فوجداری میں موافق اپنے خیالات کے تبدیلی کی اور غیر مسلمان رعایا کو بھی اوس قانون کا مطیع کیا لیکن اون حقوق میں جو بربنائے مذہب پیدا ہوتے ہیں جیسا کہ بمقتضائے اصلی اصول انصاف اور قواعد عمدہ سلطنت کے کرنا چاہئے تھا اونھوں نے ویسا ہی کیا یعنے ہندوں کے قانون وراثت میں اور اون قانونوں میں جو کہ قانون وراثت سے متعلق ہیں مطلق دخل نہیں دیا۔ اور ہندوں کی وراثت ہمیشہ موافق قواعد شاستر کے جاری رکھی۔ جبکہ عملداری برطانیہ ہندوستان میں آئی تو اوسی طرح گورنمنٹ نے رعایا کے قانون وراثت اور اوسکے متعلقات میں کچھ دخل نہیں دیا جیسا کہ پرانے قوانین مجریہ کونسل ہند سے اور دفعہ (۲۴) ایکٹ نمبر (۶) ۱۸۷۱ء سے ثابت ہوتا ہے البتہ اون قانونوں میں جو کہ قطعاً دنیوی ہیں اور فی الواقع دنیوی معاملات سے متعلق ہیں۔ گورنمنٹ نے تبدیل اور تنسیخ کی ہے۔ ہاں قانون وراثت میں بھی کسی قدر ترمیم جو کہ مصلحت ملکی اور بعض عادات کی تبدیل حالت کیوجہ سے ضروری تھی عمل میں آئی ہے اوسکا ذکر کرنا اس قانون شہادت

[1] شرح قانون شہادت مولفہ صاحب قول صفحہ (۵) مقدمہ

میں ضرور نہیں لیکن یہ بیان کرنا لازم ہے کہ جو قانون شہادت ہندوں میں بموجب شاستر کے جاری تھا یا وہ قانون شہادت جسکو علما اور مجتہدین اسلام نے اپنے قیاس و اجتہاد سے جمع کیا تھا اور جو مسلمانوں میں بطور ایک جزو شرع محمدی کے سمجھا جاتا تھا اب جاری نہیں ہے اور اب عدالتہائے فوجداری و دیوانی ہرقسم کے معاملات کے فیصلہ کرنے میں خواہ وہ متعلق بوراثت ہوں یا نکاح یا اور کسی قسم کے تنازع جائداد یا اور کسی حق کے قانون شہادت مجریہ گورنمنٹ انگلشیہ کے پابند ہیں گو بعض خاص ادنی امور میں مثل قیاس نسب بوجہ صحبت دائمی وغیرہ کے عدالتیں خاص طریقہ شہادت مسلمہ رعایا پر بھی غور کرتے ہیں اور لحاظ رکھتی ہیں جیسا کہ آئندہ ذکر کیا جائیگا لیکن اصل میں بجائے کل قوانین شہادت کے جو ہندوستان میں قبل یا بعد عملداری انگریزی کے جاری تھے ایکٹ اول ۱۸۰۲ء گورنمنٹ سے جاری ہوا ہے۔

اطلاع۔ علاقہ سرکار عالی میں بھی حسب بیان صدر شرع و شاستر پر عمل جاری رہا ہے۔

کیفیت شہادت[1] | سوائے ان امور کے جو علوم حسابیہ و ہندسیہ یا ایسے علوم سے جو کہ اوس پر مبنی ہیں علاقہ رکھتے ہیں۔ اور کسی امر میں پورے یقین کا مرتبہ حاصل نہیں ہو سکتا لیکن روز مرہ کے کاروبار میں یقین کامل کے حاصل کرنے کا انتظار کبھی نہیں کیا جا سکتا اور عملدرآمد ہماری روزانہ زندگی کا صرف اعتبار اور ظن غالب پر ہے۔ زندگی جو کہ ہر شخص کو دنیا کی چیزوں میں سب سے زیادہ عزیز ہے۔ اوسکی نسبت بھی احتیاط کرنے میں کامل یقین کے ہم منتظر نہیں رہتے اور یہی وجہ ہے کہ ہر شخص بلا تلاش یقین کامل نسبت تندرستی بخش ہونے خوراک کے کھانا کھاتا ہے پس ظن غالب روزمرہ کی زندگی کیلئے کافی شہادت تصور کیجاتی ہے۔ پورا ثبوت

[1] شرح قانون شہادت مولفہ صاحب قول صفحہ (۶) مقدمہ

یقین کا دنیا میں بہت کم چیزوں کی نسبت حاصل ہو سکتا ہے اور اکثر چیزیں صرف اعتبار پر مانی جاتی ہیں۔

کیفیت شہادت قانونی[1] | اس امر پر غور کرنا چاہیئے کہ شہادت جو کہ واسطے مقاصد عدالت کے مانی جاتی ہے نہ اوس درجہ کی ہے جسکو درجہ یقین کامل کہہ سکتے ہیں اور نہ اوس درجہ اعتبار کی ہے جسپر روزمرہ زندگی کا کاروبار چلتا ہے بلکہ اون دونوں میں ایک متوسط درجہ رکھتی ہے اور شاید اس سے بہتر نوعیت شہادت قانونی کی جو عدالتوں میں کام آتی ہے بیان نہیں ہو سکتی۔

اصول جنپر شہادت مبنی ہے[1] | نسبت شہادت کے دو[2] اصول اختیار کیئے جا سکتے ہیں۔ ایک جسکو اصول ادخال شہادت کہہ سکتے ہیں۔ اور دوسرا جسکو اصول اخراج شہادت کہنا چاہیئے۔

اصول ادخال شہادت سے مراد یہ ہے کہ ایسے قواعد منضبط کیئے جائیں کہ جن سے ہر چیز شہادت میں داخل ہو سکے سوائے اوس شہادت کے جو صریح ممنوع ہے۔ اور

اصول اخراج شہادت سے یہ مراد ہے کہ تمام شہادت ناقابل ادخال تصور کیجائے جبتک کہ وہ ایک خاص مرتبہ کی جسکو قابل ادخال سمجھا جاے نہو۔

نقص اصول شہادت[3] | اب اگر فرض کیا جائے کہ قانون شہادت صرف اصول ادخال پر مبنی ہو تو لازم آتا ہے کہ مرادنی امر متنازعہ فیہ میں جو عدالت کے روبرو ہو ایسی کثیر اور غیر ضروری شہادت داخل ہو سکے کہ جس سے نہ صرف دماغ حاکم مجوز کو پریشانی ہو بلکہ بے انتہا وقت ادنی امور کے طے کرنے میں صرف ہو اور مستغیثوں کو ایکدوسرے کے ہاتھ سے اذیت پہونچے اور بدنیت لوگوں کو بے انتہا موقع فریب دینے کا عدالت کے فیصلہ کی تاخیر کرانے میں حاصل ہو۔ مثلاً فرض کرو کہ زید پر اس جرم میں کہ اوس نے ایک مقام ممنوع پر ایک میلا برتن رکھا جس پر پانچ روپیہ جرمانہ ہو سکتی ہے اور شاہد اوسکے فعل کا صرف بکر ہے جو بغرض تجارت بالفعل چین کو

---

[1] و [2] شرح قانون شہادت مولفہ صاحب قول صفحہ (۶) مقدمہ [3] ءر صفحہ (۷) مقدمہ

گیا ہے تو ایسی صورت میں کیا کوئی دانشمند مقنن اس بات کو خلائق کی آسائش کا سبب سمجھیگا کہ ہر گواہ
بغرض ادائی شہادت چین سے طلب کرائے جسکی وجہ سے اوسکا اسقدر بڑا حرج ایک ایسے ادنی
معاملہ کی تنقیح کیوجہ سے کیا جائے ۔ اسطرح ایک اور مثال دیجاسکتی ہے ۔ فرض کرو کہ کوئی شخص
جسپر کہ ادنی قرضہ کی نالش ہوئی ہو اپنے جواب کے ثبوت میں ایسے گواہوں کا نام جو دنیا کے مختلف
حصوں میں پھیلے ہوئے ہیں لکھوائے تو عدالت کو کبھی پابندی اس امر کی لازم نہیں ہے کہ اوسکے
اس قول کو کہ یہ دور و دراز کے گواہ معاملہ متنازعہ فیہ سے واقف ہیں منظور کر کے اون گواہوں کو
طلب کرے گو بیان مدعی علیہ نسبت واقفیت اون گواہوں کے معاملہ سے کتنا ہی راستی پر
مبنی ہو ایسی صورت میں فیصلۂ مقدمہ میں بانتظار گواہان مذکور تاخیر نہ کیجائے گی اسقدر مضمون
سے ظاہر ہوگا کہ اصول ادخال شہادت سے کسقدر حرج اور دقت پیدا ہو سکتی ہے ۔

فوائد اصول اخراج شہادت[1] | اصول اخراج شہادت کا یہ ہے کہ عدالتوں میں مقدار شہادت پر کبھی لحاظ
نہیں ہوتا بلکہ اوسکی وقعت پر لحاظ ہوتا ہے ۔ مثلاً ایک واقعہ کے پانسو غیر معتبر گواہوں سے
عدالت کی رائے پر اسقدر اثر نہیں ہوتا جیسا کہ ایک گواہ ذی وقعت کے اظہار سے پس اصل
اصول یہ قرار پایا کہ ایسے قواعد قائم کرنا چاہیے جن سے کیفیت شہادت پر لحاظ رہے نہ کہ کمی پر
پس قانون شہادت جو ہندوستان میں جاری ہے مبنی اصول اخراج شہادت پر ہے پس

تعریف قانون شہادت[2] | سیدہی طرح پر تعریف قانون شہادت کی یہ ہو سکتی ہے کہ وہ قواعد جن سے
کیفیت شہادت معلوم ہو اور بے وقعت شہادت خارج رہے قانون شہادت ہے ۔

اصول جنپر قانون شہادت مجریہ مبنی ہے[3] | جاریہ قانون شہادت جزو اعظم قانون شہادت کا ہے جو بالفعل جاری
کیا گیا ہے ۔ اور یہ قانون جاریہ مفصلۂ ذیل تین اصول پر مبنی ہے ۔

---

[1] شرح قانون شہادت مولفہ صاحب قبل صفحہ (۷) [2] شرح قانون شہادت مولفہ صاحب قبل صفحہ (۸)
[3] '' '' '' '' (اقوی ذاہبا)

مسئلہ اول شہادت صرف اون واقعات کی نسبت گذرنی چاہیئے جن سے امور تنقیح طلب کچھ اثر ہو

مسئلہ دوم۔ صرف اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کی یعنے سب سے اچھی شہادت جو بہم پہونچ سکے داخل کرنی چاہیئے

مسئلہ سوم۔ سنے سنائے بیانات کوئی شہادت نہیں ہے۔

توضیح۔ متذکرہ صدر اصول اول و دوم میں لفظ صرف جو مستعمل ہوا ہے اوس سے یہ مطلب ہے کہ اور قسم کی شہادت خارج سمجھی جائے گی اور لفظ سنے سنائے سے وہ شہادت مراد ہے جسکو عوام الناس غلطی سے سماعی کہتے ہیں لیکن سماعی شہادت اور سنی سنائی شہادت میں بہت بڑا فرق ہے۔

فرق مابین سماعی شہادت اور سنی سنائی شہادت کے[1] بیان ہر واقعہ کا جسکے وجود کا علم حواس سامعہ سے معلوم ہوتا ہے شہادت سماعی ہوسکتی ہے۔ اور سنی سنائی شہادت صرف اوس بیان کو کہتے ہیں جو کسی واقعہ کے وجود کی نسبت دوسرے شخص سے ذکر سنکر کیا گیا ہو۔

مثلاً بیان زید کہ میں نے اپنے کان سے بکر کو غل مچاتے سنا سماعی شہادت ہے اور حسب شرائط قانون قابل ادخال بھی ہے **لیکن** بیان زید کہ مجھکو عمرو کی زبانی معلوم ہوا کہ بکر غل مچاتا تھا سنی سنائی شہادت ہے اور قانوناً واسطے ثابت کرنے اس واقعہ کے کہ بکر غل مچاتا تھا قابل ادخال نہیں ہے۔

اصول متعارفہ مسلمہ عام قانون شہادت[2] متذکرہ صدر مدارج کے بعد وہ چند اصول متعارفہ مسلمہ عام بھی بیان کیے جاتے ہیں جن پر قانون شہادت مبنی ہے اور فی الحقیقت قانون شہادت جنکی شرح قرار پا سکتا ہے۔

مسئلہ اول برتاؤ سب سے بہتر مبین اشیاء کا ہے۔

اس مقولہ کے یہ معنی ہیں کہ اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ اسی طرح پر عملدرآمد رہا ہے

---

[1] شرح قانون شہادت مولفہ صاحب قول صفحہ (۸) مقدمہ [2] شرح قانون شہادت مولفہ صاحب قول صفحہ (۱۰) مقدمہ

تو فی نفسہ وہ برتاؤ اوس امر کے وجود کی شہادت ہے۔

مسئلہ دوم نسبت کسی پیشہ کے اوس پیشہ ور کی شہادت قابل اعتبار ہے۔

اس مقولہ کے یہ معنی ہیں کہ جب کبھی مقدمات میں انفصال کسی امر کا مبنی ہو کسی ایسے امر کی تنقیح پر جو عوام الناس کو معلوم نہیں ہے بلکہ خاص پیشہ سے متعلق ہے تو جو شخص اوس پیشہ کو کرتا ہو اوسکی شہادت اوس امر کی نسبت قابل اعتبار تصور کی جائے گی۔

مسئلہ سوم۔ ہر قیاس قانونی مرتکب فعل ناجائز کے مضر خیال کیا جائیگا۔

اس مقولہ کا مطلب یہ ہے کہ جب یہ بات ثابت ہو جائے کہ ایک شخص نے فعل ناجائز کیا ہے تو قانون شہادت کے موافق بعد ثبوت اس امر کے کہ اوس نے فعل ناجائز کیا جملہ قیاسات اوس کے مضر اور خلاف قائم کئے جائینگے **مثلاً** کوئی شخص خود اپنی مرضی سے ایک شہادت کو عدالت میں پیش نہ ہونے دے تو اوس شہادت کو عدالت اوسکے مضر تصور کریگی

ملاحظہ ہو دفعہ (۹۱) ضمن (ھ) قانون شہادت ممالک محروسہ سرکار عالی نمبر (۲) ۱۳۱۳ف

مسئلہ چہارم تمام افعال درستی اور جائز طور سے کئے گئے قیاس کئے جائینگے۔

اس مقولہ کا یہ مقصد ہے کہ تمام امور جو عدالت کے علم میں آئیں اونکی نسبت یہ قیاس ہوگا کہ اون کاموں کے کرنے والوں کو اون کے کرنے کا اختیار تھا اور اونھوں نے جوازاً وہ کام کئے اور بار ثبوت اس امر کا کہ وہ جوازاً یا درستی سے نہیں کئے گئے تھے ذمہ اوس شخص کے ہے جو اونکو ناجائز قرار دینا چاہتا ہے۔ **مثلاً** اگر کوئی ڈگری کسی عدالت کی پیش کیجائے تو عدالت تصور کریگی کہ وہ ڈگری عدالت مجاز نے صادر کی ہے تاوقتیکہ یہ ثابت نہ ہو کہ عدالت مذکور کو ایسی ڈگری صادر کرنیکا اختیار نہ تھا یا کوئی بیضابطگی ثابت ہو۔

مسئلہ پنجم۔ کوئی معاملہ مابین دو شخصوں کے شخص ثالث کے حق میں مضر نہ ہوگا۔

اس مقولہ کا منشا یہ ہے کہ فریقین معاملہ یا اون کے قائم مقاموں کے سوا اوس معاملہ کا اثر غیر اشخاص پر نہ ہوگا۔ اور لفظ معاملہ میں کُل کارروائی ہائے عدالت نسبت حاصل کرنے ڈگری وغیرہ کے داخل ہے۔

آخر خیال ۔ یہ پانچ مقولہ متذکرہ بالا وہ مقولے ہیں جو قانون شہادت کے اعلیٰ اصولوں میں شمار کئے جا سکتے ہیں اور قانون شہادت کے ملاحظہ سے ظاہر ہوگا کہ بہت سے دفعات سے یہ مقولہ متعلق ہیں۔

مختصر اصولِ قانونِ شہادت

مختصر اصول قانون شہادت

دفعہ ۲۲۴

تعریفِ عدالت قانون شہادت ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۲) ۱۳۱۳ ف کے دفعہ (۲) ضمن (۱) میں عدالت کی تعریف اسطرح کیگئی ہے کہ۔ عدالت میں بجز ثالثون کے وہ تمام اشخاص داخل ہیں جو کسی حکم یا قانون کی رو سے شہادت لینے کے مجاز ہوں۔

تعریف قانون شہادت تمام اجزائے قانون اضافی میں سب سے بڑا اور مقدم جزو قانون شہادت ہے جسکے بموجب عدالت واقعات کی جانچ اور تنقیح کرتی ہے۔ جسکا ماحصل یہ ہے کہ کیفیت شہادت معلوم ہو اور بیو قعت شہادت خارج رہے۔ جسکی غرض یہ ہے کہ بے گناہ ذمہ دار نہ قرار دئے جائیں اور غیر مستحق حق نہ پائے۔

اجزائے قانون شہادت

اجزائے قانون شہادت

دفعہ ۲۲۵

بلحاظ تعریف قانون شہادت مندرجہ دفعہ (۲۲۴) باب ہذا۔ عدالت۔ قانون شہادت کیمراتب واقعات کی تنقیح کرتی ہے۔ بلحاظ اسکے اس قانون کے حسب ذیل تین اجزا نمایاں ہیں۔

(۱) واقعات (ملاحظہ ہو از دفعہ (۲۲۶) تا دفعہ (۲۲۸) باب ہٰذا۔

(۲) تنقیح (ملاحظہ ہو دفعہ (۲۲۹، ۲۳۰) باب ہٰذا۔

(۳) شہادت (ملاحظہ ہو از دفعہ (۲۳۱) باب ہٰذا۔

واقعات

واقعات **دفعہ ۲۲۶** قانون شہادت ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۲) ۱۳۱۳ف کی دفعہ (۲) ضمن (۲) میں واقعات کی تعریف اسطرح کیگئی ہے کہ ہر کیفیت شئی یا تعلق اشیاء جو حواس ظاہری یا باطنی سے معلوم ہوتی ہو یا ہر حالت ذہنی جس سے کسیکے دل کو آگاہی ہو اوسکو واقعہ کہتے ہیں جسکا ذکر مجموعہ ہٰذا کے حصہ اول فصل سوم باب ہشتم افعال دفعہ ۷۴ میں بھی کیا گیا ہے۔ اور دفعہ (۷۵) مجموعہ ہٰذا میں واقعات قانونی کی تعریف اسطرح کیگئی ہے کہ واقعات قانونی وہ واقعات ہیں جنسے حقوق پیدا یا زائل یا ترمیم ہوں۔ اور دفعہ (۷۶) مجموعہ ہٰذا میں ظاہر کیا گیا ہے کہ واقعات قانونی حوادث اور افعال و ترک افعال کے ذرایع سے پیدا ہوتے ہیں۔ اسیطرح مجموعہ ہٰذا کی باب مذکور دفعہ (۱۰۶) میں واقعات کے تین اقسام لازمی یا اصلی اور قیاسی یا معمولی اور اتفاقی بیان کئے گئے ہیں۔ اب یہاں باغراض شہادت بقول مسٹر محمود حنیف جسٹس[۱] مقننون نے واقعات کے حسب ذیل تین طریقے ترتیب کے بیان کئے ہیں۔

اقسام واقعات بقول مقنین حسب بیان مسٹر محمود حنیف جسٹس **دفعہ ۲۲۷**

مقننون نے واقعات کے حسب ذیل تین طریقے بیان کئے ہیں۔

(۱) مثبتہ و منفیہ (۲) ظاہری و باطنی

(۳) حادثات و حالات اشیاء

سلہ شرح قانون شہادت مولفہ مسٹر محمود حنیف جسٹس صفحہ (۶) شرح دفعہ (۳)

توضیح

(۱) ترتیب اول میں یہ بات بدیہی ہے کہ **مثبتہ** واقعات وہ واقعات ہیں کہ جن سے کسی امر کا وجود ثابت ہو اور **منفیہ** وہ ہیں کہ جن سے عدم ثابت ہو۔ فی الحقیقت یہ دونوں باتیں ایک ہی ہیں کیونکہ ہر بیان کو مثبت طور پر اور منفی طور پر بیان کر سکتے ہیں۔ **مثلاً** یہ کہنا کہ فلاں وقت زید ایک مقام خاص میں تھا یہ مثبت طور پر بیان کرنیکا ہے۔ اور یہ کہنا کہ زید اوس وقت اوس مقام سے باہر نہ تھا منفی طور سے بیان کرنا ہے۔

(۲) ترتیب دوم کی نسبت یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ واقعہ **ظاہری** وہ ہے کہ جو حواس خمسۂ بیرونی یعنے آنکھ۔ ناک۔ کان۔ زبان جسم۔ سے محسوس ہو۔ اور واقعہ **باطنی** وہ ہے کہ جو صرف ذہن میں موجود ہو **مثلاً** بندوق کی گولی سے ایک شخص کا ہلاک ہونا ایک واقعہ ظاہری ہے۔ اور ارادہ قتل جو کہ قاتل کے ذہن میں ہو ایک واقعہ باطنی ہے۔

(۳) ترتیب سوم کی نسبت یہ بیان کرنا ضرور ہے کہ ہر **واقعہ** یا تو ایک **حادثہ** ہوتا ہے یا ایک **حالت** ہوتی ہے **مثلاً** درخت کا گرنا ایک حادثہ ہے اور اوسکا وہاں پڑا رہنا۔ ایک حالت ہے۔

دفعہ ۲۲۸

اقسام واقعات ثبوت طلب قول مسٹر محمود جسٹس[1] | شہادت کا مادہ کیا ہی

یعنے وہ چیز کیا ہے جسکے متعلق شہادت لی جاتی ہے وہ درحقیقت واقعات ہیں جو شہادت کا مادہ ہیں۔ جو واقعات حسب ذیل دو اقسام پر منقسم ہیں۔

(۱) واقعات مقصود بالذات۔ یعنے وہ واقعات جنکا ثابت کرنا اصل مقصود ہے۔

(۲) واقعات مقصود بالعرض۔ جنکا ثابت کرنا فی نفسہٖ مقصود نہیں ہے۔ بلکہ صرف بغرض

[1] شرح قانون شہادت مولفہ صاحب قول صفحہ (۱۰)

ثبوت واقعات مقصود بالذات کے اونکی نسبت شہادت دی جاتی ہے۔

توضیح

(۱) واقعات مقصود بالذات وہ واقعات ہیں کہ جو ہر مقدمہ میں ایسے ہوتے ہیں کہ ہر فریق اپنے اپنے لئے ثابت کرنا چاہتا ہے تاکہ اونکی بناء پر اوسکے حق میں فیصلہ ہو اور اونکی وقعت تجویز مقدمہ کیلئے اسقدر مقدم ہوتی ہے کہ جب اونکی نسبت کوئی تجویز اثبات یا تردید کی قائم ہوجائے تو فیصلہ اوس مقدمہ کا اون واقعات کی تجویز سے لازمی اور ضروری طور پر خود بخود نکل آتے **مثلاً**۔ مورث کی وفات جس سے وارث کا حق نسبت ترکہ کے قائم ہوجاتا ہے۔

(۲) واقعات مقصود بالعرض وہ واقعات ہیں کہ جنکی تجویز اثبات یا تردید سے کوئی نتیجہ ایسا کہ جسکی بناء پر فیصلہ ہوسکے نہیں نکل سکتا اور نہ اون کے اثبات یا تردید سے فیصلہ مقدمہ کا لازمی اور ضروری طور پر خود بخود نکلتا ہے **مثلاً** مورث کا بیمار ہونا جس سے وارث کا حق قائم نہیں ہوتا۔

تنقیحات

امور تنقیح طلب۔ قول مسٹر محمود چیف جسٹس[۱] **دفعہ ۲۲۹** الف۔ حقیقت میں امور تنقیح طلب واقعات مقصود بالذات کو کہتے ہیں اور جو واقعات مقصود بالذات ہر مقدمہ میں بمقابلہ واقعات مقصود بالعرض کے تعداد میں کم ہوتے ہیں اور جو واقعات مقصود بالذات نہیں ہیں وہ کبھی تنقیح طلب نہیں ہوسکتے۔ سوائے واقعات مقصود بالذات کے اور سب واقعات مقصود بالعرض ہوتے ہیں اور وہ واقعات تنقیح طلب نہیں ہوتے۔

ب۔ واقعات مقصود بالعرض نہایت کثرت سے ہوتے ہیں جنکی حد قرار دینی نہایت مشکل ہے

---

[۱] شرح قانون شہادت مولفہ صاحب قول صفحہ (۱۱)

توضیح

واقعات مقصود بالذات یعنے واقعہ تنقیحی | الف ۔ واقعہ تنقیحی کی تعریف قانون شہادت سرکار عالی قانون (۲) سنہ ۱۳۱۳ف دفعہ (۲) ضمن (۳) میں اسطرح کیگئی ہے کہ واقعہ تنقیحی سے مراد ہر واقعہ ہے جس سے بنفسہ یا بشمول اور واقعات کے وجود یا عدم یا نوعیت یا حد کسی ایسے حق یا ذمہ داری یا ناقابلیت کی لازم آتی ہو جسکی اثبات یا تردید کسی مقدمہ یا کارروائی میں بحث ہو۔

واقعات مقصود بالعرض یعنے واقعہ متعلقہ | ب ۔ واقعہ متعلقہ کی تعریف قانون شہادت سرکار عالی قانون نشان (۲) سنہ ۱۳۱۳ف دفعہ (۲) ضمن (۴) میں اسطرح کیگئی ہے کہ واقعہ متعلقہ سے مراد ہر واقعہ ہے جسکے اثبات یا تردید سے کسی واقعہ تنقیحی کے اثبات یا تردید پر اثر پڑے اور جسکا ذکر قانون ہذا میں کیا گیا ہے۔

قول مسٹر محمود جیف جسٹس[1] | ایک امر واقعہ کا دوسرے امر واقعہ سے متعلق ہونا اوس وقت کہا جائیگا جبکہ وہ امر واقعہ دوسرے امر واقعہ سے ایسے طور پر علاقہ رکھتا ہو۔ جسکا ذکر احکام قانون شہادت میں درباب متعلق ہونے واقعات کے مرقوم ہو۔

دفعہ ۲۳۰

اقسام تنقیحات قول مسٹر محمود جیف جسٹس[2] | ضابطہ فوجداری میں چونکہ امور متنازعہ فیہا اسقدر پیچیدہ نہیں ہوتے جسقدر کہ دیوانی معاملات میں ہوتے ہیں اسلئے کوئی قاعدہ امور تنقیح طلب قرار دینے کا ضابطہ فوجداری میں نہیں ہے لیکن فوجداری کے مقدمات میں بھی فرد قرارداد جرم سے کسیقدر وہی مطلب نکل سکتا ہے۔ البتہ ضابطہ دیوانی میں حسب ذیل تین قسم کا امور تنقیح طلب قرار دئے جاتے ہیں۔

اول ۔ عارض دعویٰ ۔ یعنے وہ امور جنکے تصفیہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مقدمہ جس حیثیت سے

---

[1] شرح قانون شہادت مولفہ صاحب قبل صفحہ (۱۱) [2] شرح قانون شہادت مولفہ صاحب قول صفحہ (۱۲)

پیش ہوا ہے اور جس عدالت میں پیش ہوا ہے اوس حیثیت سے اوس عدالت کی تجویز کے قابل ہے یا نہیں

دوم امور واقعاتی جنکی تجویز سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ واقعات جو فریقین نے پیش کئے ہیں وہ فی الحقیقت واقع ہوئے ہیں یا نہیں یا بحکم قانونی کسی وجہ سے اونکی تجویز ... ہو سکتی ہے یا نہیں۔

سوم۔ امور قانونی یعنی جو واقعات کہ فریقین نے تسلیم کئے ہیں یا حاکم کی تجویز میں وہ واقعات ثابت ہوئے ہیں اون سے مسائل قانونی کو کیا تعلق ہے۔

توضیح

(۱) قسم دوم میں واقعات تنقیحی مشتمل ہوتے ہیں۔ اور قسم اول میں بھی کبھی واقعات تنقیحی ہوتے ہیں جبکہ اصل بات کی تجویز کہ مقدمہ قابل تجویز اوس عدالت کے ہے یا نہیں کسی واقعہ کی تجویز پر منحصر ہو۔ قانون کے الفاظ ... تنقیح کے معنی مستعمل ہوئے ہیں۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی عدالت نے تنقیح سے کسی واقعہ مقصود بالعرض کو واقعہ تنقیحی قرار دیا ہو تب بھی اوسکو واقعات متعلقہ سمجھنا لازم ہے گو فی الحقیقت وہ واقعہ متعلقہ ہو یا نہ ہو اوسکی نسبت بحث نہیں کی جا سکتی۔

مثال زید عمرو کے قتل عمد کا ملزم ٹھرایا گیا۔ اوسکی تجویز میں واقعات مفصلہ ذیل تنقیحی ہو سکتے ہیں

(۱) یہ کہ زید باعث ہلاکت عمرو کا ہوا۔

(۲) یہ کہ زید کی نیت میں تھا کہ عمرو کی ہلاکت کا باعث ہو۔

(۳) یہ کہ زید کو عمرو سے سخت اور ناگہانی اشتعال پہونچا۔

(۴) یہ کہ زید بروقت صدور اوس فعل کے جو عمرو کی ہلاکت کا باعث ہوا بوجہ فتور عقل اوس فعل کی نوعیت کے جاننے کی قابلیت نہیں رکھتا تھا۔

تشریح غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اول دو تنقیحیں جو مثال میں لکھی ہیں وہ متعلق بذمہ مدعی ہیں اور دو آخر کی تنقیحیں بذمہ ملزم ہیں۔

(۴) اس دفعہ میں تذکرہ ضابطہ دیوانی کا کیا جا کر تمثیلات متعلق بہ فوجداری جو ظاہر کئے گئے ہیں اسکا سبب یہ ہے کہ مقدمہ فوجداری میں بمجرد قرارداد جرم کے دونوں قسم کی تنقیحیں یعنے بذمہ مستغیث و بذمہ ملزم متعلق ہیں خواہ نخواہ واقعات تجویزی ہوتے ہیں۔ اور مقدمات دیوانی میں اون کا قرار دینا مدعی اور مدعی علیہ کے بیان پر منحصر ہوتا ہے۔ اور اس سبب سے کوئی ایسی مثال جزئی خاص جو ناقابل تغیر ہو اور قانون میں بطور قانون مستحکم کے شامل ہونے کے لائق ہوا نہیں سکتی تھی۔ برخلاف تمثیل فوجداری کے کہ اوس میں دونوں قسم کی تنقیحات ناقابل تغیر بطور قانون کے داخل ہو سکتی ہیں۔ اسکے سوائے فوجداری کی تمثیل سے مضمون دفعہ کا بھی بلا لحاظ انتظار اور کسی بیان و تشریح کے بآسانی سمجھ میں آجاتا ہے۔ اسی لحاظ سے ہر عدالت کا فیصلہ انھیں واقعات پر مبنی ہونا چاہیئے۔ جو واقعات متعلقہ ہوں اور حسب قاعدہ ثابت کئے گئے ہوں۔

شہادت

دفعہ ۲۳۱

شہادت

تعریف شہادت ایک بہت بڑے مقنن کا قول حسب بیان مسٹر محمود جسٹس[۱] شہادت ایسا امر ہے جسکا اثر اور میلان اور مقصود ایسا ہو کہ جب انسان کے ذہن میں سما جائے تو اوس سے ایک رجحان طبیعت کو نسبت اثبات یا سلب وجود کسی واقعہ کے پیدا ہو۔

تعریف شہادت حسب دفعہ (۲) ضمن (۲) قانون شہادت ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۲) سنہ ۱۳۱۲ ف شہادت کے مفہوم

[۱] شرح قانون شہادت مولفہ صاحب قول صفحہ (۱۵)

میں امور ذیل داخل ہیں جو واقعہ متعلقہ و واقعہ تنقیحی سے متعلق ہوں۔

الف بیانات گواہان جو کسی عدالت کے روبرو یا بحکم یا باجازت عدالت قلمبند کئے جائیں یہ شہادت زبانی ہے۔

ب دستاویزات جو عدالت کے ملاحظہ کیلئے پیش کیجائیں۔ یہ شہادت دستاویزی ہے

ج۔ وہ مواد اور مواقع جنکا معائنہ عدالت کرے یا جو بحکم عدالت کیا جائے۔ یہ شہادت مادی ہے

دفعہ ۲۳۲ شہادت کی ابتدائی تقسیم۔ قول مسٹر محمود حنیف جسٹس[۱] بلحاظ تعریف دفعہ بالا (۲۳۱)

شہادت تین قسم کی ہوتی ہے جو حسب ذیل ہے۔

الف۔ شہادت مادی۔ یعنے کوئی شے فی نفسہٖ مثلاً چھری جس سے قتل صادر ہوا یا مقام متنازعہ فیہ۔

ب۔ شہادت دستاویزی۔ یعنے وہ جو حروف یا ہندسوں یا نقوش سے ظاہر ہو۔ مثلاً۔ رہن نامہ۔ اقرار نامہ۔ بیعنامہ۔ وغیرہ

ج شہادت شخصی۔ یعنے بیان گواہاں۔ مثلاً بیانِ زید یا بیان خالد۔

توضیح۔ بلحاظ ترتیب ہر سہ اقسام متذکرہ صدر شہادت چھ قسم پر حسب شجرہ ذیل منقسم ہے جسکے ساتھ دفعات قانون شہادت ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۲) ۱۲۱۴ف کا حوالہ دیا گیا ہے۔

---

[۱] شرح قانون شہادت مولفہ صاحب قبول صفحہ (۱۵)
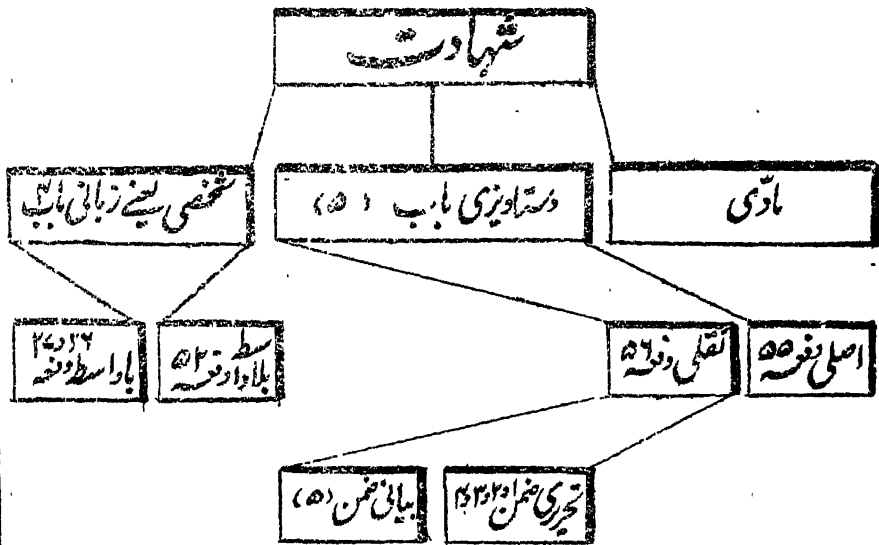
دفعہ ۲۳۳ وقعت شہادت۔ قول مسٹر محمود جیف جسٹس[۱] جس ترتیب سے شہادت کی اقسام کا ذکر دفعہ بالا (۲۳۲) میں کیا گیا ہے۔ اوسی ترتیب سے اونکی وقعت بھی قائم ہوگی یعنے یہ کہ۔

الف۔ سب سے اعلیٰ درجہ کی شہادت۔ شہادتِ مادّی ہے۔ مثلاً ایک شخص مردہ کی لاش بہ ثبوت اوسکی وفات کے۔ اسکے بعد

ب۔ دستاویزی یعنے وہ اصل دستاویز جسمیں نسبت وفات شخص مذکور کے تحریر ہو۔ ذی وقعت ہے۔ اوسکے بعد

ج۔ تیسرے درجہ پر بیاناتِ اشخاص ہیں جنکے سامنے وہ شخص انتقال کیا قابل اعتبار ہیں۔ اسیطرح۔

د۔ بیانات گواہ سے بڑھکر دستاویزی شہادت کی وقعت سے زیادہ اشخاص

---

[۱] شرح قانون شہادت مولفہ صاحب قول صفحہ (۲۵۳)

کے عملدر آمد پر بھروسہ ہوسکتا ہے چونکہ عملدر آمد اشخاص اونکے الفاظ سے زیادہ معتبر ہے۔
(ج) ضابطہ۔ اصول قانون یہ ہے کہ مسئلہ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کی شہادت جو بہم پہونچ سکے
داخل ہونی چاہئے) اسی اصول کے مد نظر قانون شہادت ممالک محروسہ سرکار عالی کے
دفعہ (۵۴) میں حکم ہے کہ دستاویز بذریعہ شہادت اصلی ثابت کی جائے گی کیونکہ نسبت
مضامین دستاویز کے تجربہ سے یہ ثابت ہوگیا ہے کہ معتبر سے معتبر گواہ کے بیان پر ویسا
بھروسہ نہیں کیا جاسکتا جیسا کہ خود دستاویز پر ہوسکتا ہے۔ اور یہ اسوجہ سے کہ اگر گواہ کی
صداقت میں کچھ شک نہ ہو تو بھی اوسکے حافظہ پر ہمیشہ اعتبار اسوجہ نہیں ہوسکتا کہ ممکن ہے
کہ نہایت عزت دار شخص غلط اظہار دے اور خود اوسکو یہ نہ معلوم ہو کہ میں نے غلط اظہار
دیا ہے۔

اسی اصول کے مد نظر قانون شہادت ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۲) سنہ ۱۳۱۳ف
کا باب (۶) اسی عنوان سے قائم کیا گیا ہے کہ جب شہادت دستاویزی پیش ہوسکتی ہے تو
شہادت زبانی نہیں لیجائیگی۔ جسکے دفعہ (۶۷) کا مضمون یہ ہے کہ جب کوئی معاہدہ یا عطیہ
یا اور انتقال جائداد متذکرہ دفعہ (۵۷) یا کوئی ایسا معاملہ جسکا قانوناً ضبط تحریر میں لایا جانا
لازمی ہو حسب دفعہ مذکور ثابت ہو جائے تو اوسکے شرائط کی تبدیل یا ترمیم یا اخراج کی غرض
سے کوئی زبانی اقرار یا بیان جو اون ہی فریق یا اون کے قائم مقامان حقیقت کے درمیان
ہوا ہو اونکی جانب سے بجز صورت ہائے متذکرہ دفعہ مذکور کے ثابت نہ کیا جاسکیگا۔
جسکے متعلق جوڈیشل کمیٹی نے[1] ایک مقدمہ میں تجویز ہوئی کہ حسب دفعہ (۶۷) قانون شہادت مضامین
دستاویز کے خلاف شہادت ہرگز نہیں لیجاسکتی۔ چنانچہ اسی جوڈیشل کمیٹی میں قابل داخل جج ہائیکورٹ

---

[1] آئین دکن جلد ۲۴ سنہ ۱۳۲۶ف محمد عبدالرحیم بنام یم یم کاکا۔

جناب مولوی سید غلام جبار صاحب نے نہایت بسیط بحث فرماکر اثنا ربحث میں یہ بھی اصولی تجویز فرمائی ہے کہ

تجویز جناب مولوی سید غلام جبار صاحب رکن ہائیکورٹ ممالک محروسہ سرکار عالی | دفعہ ۶، قانون شہادت کی غرض یہ ہے کہ جب فریقین نے خوب سوچ سمجھکر معاہدہ کیا اور اوسکے شرائط معین اور مقرر کیئے اور اوسکو اس غرض سے ضبط تحریر میں لائے کہ عندالاختلاف اون کے مقابلہ میں وہ ایک معتبر وثیقہ اور موثق حجت ہو اور وہ اوسکے پابند ہوں۔ باایں ہمہ اس تمام فریقین کے عمل اور غرض کے مخالف کسیکو یہ اجازت ہونی کہ وہ اوس قرارداد کے خلاف اور شرائط کے مغائر کوئی بیان یا شرط ثابت کرے تو دستاویز کا لکھا جانا بیکار ہو جائیگا۔ قانون شہادت کی غرض زائل اور فوت اور قانون رجسٹری کا مقصود مضمحل ہو جائیگا۔ بدیں ہم لوگوں کو موقع ہاتھ آئیگا کہ غرض کیوقت تو ایک نوع کا معاملہ کریں۔ روپیہ لیں۔ دستاویز لکھدیں۔ اور ایفاء عہد نہ کریں۔ جب دعویٰ ہو تو کہیں کہ کچھ اور معاہدہ تھا اور شرائط کچھ اور تھے۔ معاہدہ مندرجہ دستاویز کے وہ پابند نہیں ہیں اور اوسکے اثبات کیلئے وہ جھوٹے گواہ مہیا کریں حالانکہ مصلحت یہ ہے کہ اسکا کسیکو موقع نہ ملے کہ وہ جھوٹی شہادت کو اپنا ذریعہ کامیابی سمجھے

اس جوڈیشل کمیٹی کے فیصلہ مبینہ کی تائید ایک اور نظیر اجلاس کامل[1] سے بھی ہونیکے سوا ہماری ہائیکورٹ سرکار عالی نکے اس قسم کے نظائر متعدد ملیں گے۔ چنانچہ

ایک اور مقدمہ[2] میں یہ طے فرمایا گیا ہے کہ ہر ایک معاہدہ تحریری کی نسبت یہی سمجھا جائیگا کہ فریقین نے اسکو سمجھکر ہر پہلو پر غور کر کے منعقد کیا ہے اور اوسکے مفید و مضر نتایج کو قبول کرلیا ہے بجز اسکے کہ وہ معاہدہ ناجائز یا خلاف مصلحت عامہ ہو کسیکو یہ اختیار نہیں ہے کہ اسمیں زبانی شہادت سے تغیر و تبدل کرے۔

---

[1] آئین دکن جلد (۱۶)، ۱۳۱۸ف صفحہ (۲۹۹) غلام محی الدین بنام جونا گاری۔

[2] دکن لا رپورٹ جلد (۱۰) ۱۳۲۹ف صفحہ (۶۴۵) ولیہ ایپا بنام دوسایا بائی گردیا

ایک اور مقدمہ[۱] میں یہ بھی ایک امر اصولی طے فرمایا گیا ہے کہ قانون شہادت ایک قانون اضافی ہے جو متعلق بہ کارروائی عدالت ہے اسکا تعلق ایسے لوازم قانون سے نہیں ہے جو انعقاد معاہدہ کے وقت اور اوسکے بابتہ قابل لحاظ ہوں۔ ایسے لوازم قانون معاہدہ اور دیگر قوانین کے تابع ہوتے ہیں جس لحاظ سے دفعہ (۷۶) قانون شہادت اون مصالح پر مبنی ہے جو معاہدہ کے تحفظ اور بدمعاملگی کے انسداد کیلئے ضروری خیال کئے گئے ہیں۔ احکام قانونی قطعی ہیں اور عدالت کو کوئی اختیار حسب صوابدید خود اوسکو متعلق کرنیکا نہیں دیا گیا ہے۔ اسی لئے اصول نصفت کی بحث موثر نہیں سمجھی جاسکتی۔ بلحاظ اسکے بیعنامہ رجسٹری شدہ کے متعلق زبانی شہادت اس غرض کیلئے کہ نوعیت انتقال جائداد رہن ظاہر ہو نہیں لیجا سکتی۔

ایک اور مقدمہ[۲] میں یہ طے فرمایا گیا ہے کہ جب ایک معاہدہ بذریعہ دستاویز رجسٹری شدہ عمل میں آجائے تو جو ترمیم کہ معاہدہ مذکور میں کیجائے وہ بذریعہ دستاویز تحریری ہونی چاہیئے ورنہ شہادت زبانی قابل اعتبار نہ ہوگی۔

ایک اور مقدمہ[۳] میں یہ تجویز ہوئی ہے کہ معاہدہ مبینہ مدعی علیہ دو حالت سے خالی نہیں۔

(۱) یا وہ شرط متعلق دستاویز سے ہے۔ یا

(۲) ایک علحدہ معاہدہ جدید ہے۔

صورت اول میں مدعی علیہ اس کو بذریعہ شہادت زبانی ثابت نہیں کرسکتا۔ اور صورت ثانی میں علحدہ نالش ہونی چاہیئے۔

ثبوت

شہادت وسیلہ ہے اور ثبوت اوسکا نتیجہ

دفعہ ۲۳۴ لفظ شہادت اور فرق مابین ثبوت و شہادت بقول مسٹر سید محمود جج[۴]

[۱] دکن لا رپورٹ جلد (۶) سنہ ۱۳۲۵ ف صفحہ ۱۰۴ - چناروہن وغیرہ بنام منوہر وغیرہ [۲] آئین دکن جلد (۱۳) صفحہ (۶۳) سنہ ۱۳۱۵ ف ہستی لال بنام بلینگیا [۳] آئین دکن جلد (۸) سنہ ۱۳۱۰ ف صفحہ (۳۴۰) سدا شیو بنام سائنا۔
[۴] شرح قانون شہادت مولفہ صاحب موصوف صفحہ (۱۸) و (۱۹)

لفظ ثبوت کو عوام الناس مخلوط کر دیتے ہیں اور دونوں کو ایک ہی شئے تصور کرتے ہیں لیکن جو لوگ منطق سے واقف ہیں انکو یہ بات بآسانی معلوم ہوگی کہ ان دونوں اصطلاحوں میں بڑا فرق ہے (شہادت) علت ہے اور (ثبوت) اوسکا معلول یا دوسرے لفظوں میں (شہادت) سبب اور (ثبوت) مسبب یعنی شہادت وسیلہ ہے اور ثبوت اوسکا نتیجہ ہے بلحاظ اسکے۔

قانون شہادت میں جو فرق (اثبات واقعہ) اور (استرداد واقعہ) اور (واقعہ غیر مثبتہ) کے بیان ہوا ہے بآسانی معلوم ہوگا۔ اور منطق کے جاننے والے کو یہ بات آسانی سے سمجھ میں آئے گی کہ در حقیقت اثبات واقعہ اور استرداد واقعہ ایک ہی چیز ہے کیونکہ کسی واقعہ کا مثبت ثابت کرنا اور منفی ثابت کرنا ایک ہی طریقہ سے ہوتا ہے مثلاً جب ثابت کر دیا جائے کہ (الف) زندہ ہے تو یہ بھی لازمی ثابت ہوگیا کہ (الف) مرا نہیں ہے۔ جو فرق تینوں اصطلاحات متذکرہ بالا میں قانون شہادت نے قرار دیا ہے وہ یہ ہے۔

(۱) جب رجحان طبیعت اپنی غایت کو نسبت وجود کسی واقعہ کے پہونچ جائے تو واقعہ مثبتہ ہے (ملاحظہ ہو واقعہ کا اثبات دفعہ (۳) ضمن (۷) قانون شہادت سرکار عالی)

(۲) جب رجحان طبیعت اپنی غایت کو نسبت عدم کسی واقعہ کے پہونچ جائے تو واقعہ مستردہ ہے۔ (ملاحظہ ہو واقعہ کی تردید دفعہ (۲) ضمن (۸) قانون شہادت سرکار عالی)

(۳) اور جب وہ رجحان غایت تک نہ پہونچے تو واقعہ غیر مثبتہ ہے۔ (ملاحظہ ہو واقعہ غیر مثبتہ دفعہ (۲) ضمن (۹) قانون شہادت سرکار عالی نشان (۲) ۱۳۱۳ ف)

مثال (۱) یہ امر تنقیح طلب ہے کہ آیا زید مر گیا ہے یا نہیں پس اگر پورے طور پر یہ ثابت

ہو جائے کہ زید کو چند شخصوں نے دفن کیا تھا تو ایسی صورت میں زید کی موت واقعہ مثبتہ ہے اور

(۲) اگر زید عدالت میں زندہ موجود ہو تو ایسی حالت میں زید کی موت واقعہ مستردہ ہے۔ اور

(۳) اگر زید کی نسبت چند برس سے کسی نے کچھ نہ سنا ہو کہ کہاں ہے تو ایسی صورت میں زید کی موت واقعہ غیر مثبتہ ہے۔

توضیح اس مثال متذکرۂ صدر سے ظاہر ہے کہ اثبات اور استرداد نقیضین یعنے باہم مخالف ہیں اور واقعہ کا غیر مثبتہ ہونا ایک حالت ان دونوں سے مختلف ہے۔ اور یہ امر ممکن ہے کہ شہادت ہو اور ثبوت نہ ہو۔ لیکن یہ امر ممکن نہیں کہ ثبوت ہو اور شہادت نہ ہو مثلاً۔ فرض کرو کہ ایک گلا کٹا ہوا آدمی پایا جائے ایک ایسی جگہ پر کہ جدہر تھوڑے عرصہ پہلے ایک آدمی جاتا ہوا دکھائی دیا تھا۔ اوس آدمی کا اوسطرف جانا شہادت اوسکے قاتل ہونے کی ہے۔ لیکن ہرگز ثبوت اوسکے قاتل ہونے کا نہیں ہے۔

دفعہ ۲۳۵ اصل اصول بار ثبوت کا اس اصول بار ثبوت۔ قول مسٹر سید محمود چیف منشی[۱] منطقی پر مبنی ہے کہ جو شخص کسی امر کا وجود بیان کرتا ہو اور فریق ثانی اوس امر کے وجود سے منکر ہو تو اوس شخص پر جو کہ وجود بیان کرتا ہے اوس امر کا ثابت کرنا چاہئے اسلئے کہ قیاس نسبت عدم ہر چیز کے ہوتا ہے اور اوسکو معدوم سمجھنا چاہیے جبتک ثابت نہ ہو۔

مثال

(۱) زید عدالت میں استغاثہ کرتا ہے کہ عمرو نے ایک جرم کیا ہے۔ اوسکو سزا دیجائے مگر عمرو کی شکل دیکھنے سے یہ ظاہر نہیں ہو سکتا کہ اوسنے جرم کیا ہے جبتک کہ زید ثابت نہ کرے عمرو کو سزا نہیں مل سکتی۔

---

[۱] شرح قانون شہادت مولفہ صاحب قول صفحہ (۲۹۷) تحت شرح دفعہ (۱۰۱)

(۲) زید عدالت میں باظہار استحقاق خود اراضی مقبوضہ عمرو کے ولا پانیکا دعویٰ کرتا ہے جسکی صداقت سے عمرو کو انکار ہے ایسی صورت میں جبکہ بقول القبض دلیل الملک مالک اپنی جائداد پر قابض سمجھا جاتا ہے۔ اور زید باوجود قبضہ عمرو کے چند ایسے واقعات کا وجود بیان کرتا ہے جن سے عمرو منکر ہے تو اوسکا بار ثبوت زید پر ہے۔

توضیح اصول بار ثبوت کا اس سبب سے قائم نہیں کیا گیا کہ ہر واقعہ کا عدم ثابت کرنا محال ہے۔ بلکہ اسوجہ پر کہ واقعہ کا وجود ثابت کرنا سیدھے طور پر ہوسکتا ہے اور اوسکا عدم ثابت کرنا بہات ہیر پھیر کیساتھ ممکن ہے۔

مثال

(۱) اگر یہ ثابت کرنا منظور ہو کہ عید کے دن زید بلدہ حیدرآباد دکن کی مکہ مسجد میں تھا پس جو شخص یہ بیان کرتا ہے اوس پر اوسکا بار ثبوت اسلئے ہے کہ وہ بآسانی ایسے گواہ طلب کرسکتا ہے جنھوں نے زید کو اوس روز اوس جگہ دیکھا تھا لیکن جو شخص کہ زید کے حیدرآباد میں ہونے سے منکر ہے اوسکو یہ ثابت کرنا کہ زید عید کے دن حیدرآباد میں نہ تھا سخت دشوار ہے گو محال نہیں ہے البتہ اس واقعہ کا عدم مفصلہ ذیل امور سے ثابت ہوسکتا ہے۔

(۱) یہ کہ زید عید کے دن دوسری جگہ تھا۔

(۲) یہ کہ اوس جگہ سے حیدرآباد کی مکہ مسجد تک اسقدر فاصلہ ہے کہ کسی وسیلہ سے زید مکہ مسجد میں موجود نہ ہوسکتا تھا پس اس سے ظاہر ہے کہ اوس شخص کو جو زید کا مکہ مسجد میں موجود ہونا بیان کرتا ہے زیادہ آسانی ہے بہ نسبت اوس شخص کے جو اوس امر سے منکر ہے۔ اور یہ بات اکثر پیش آتی ہے کہ منکر کسی واقعہ کے عدم کو ثابت نہ کرسکے **مثلاً** اگر شخص منکر کو یہ معلوم نہ ہو کہ زید عید کے دن کہاں تھا تو زید کا مکہ مسجد میں نہ ہونا ثابت نہیں کرسکتا۔ لیکن یہ اصول بار ثبوت

محض دشواری اور آسانی پر مبنی نہیں ہے۔ بلکہ

اس اصول انصاف پر مبنی ہے کہ جو شخص جس بیان سے مستفید ہونا چاہتا ہے اوس بیان کو وہ ثابت کرے اور یہ خلاف انصاف ہو تا کہ اوس شخص پر جسکا کہ کسی اور واقعہ کے ثابت ہونے سے ضرر ہوتا ہے اوس واقعہ کا بار ثبوت قرار دیکر ثابت کرایا جائے۔

(۲) کسی کرایہ دار پر مالک مکان دعوی اس امر کا کرے کہ کرایہ دار مذکور نے اپنے معاہدہ کے موافق مکان کو حالت مرمت میں نہ رکھا اسوجہ سے ذمہ دار مطالبہ ہرجہ کا ہے۔ ایسی صورت میں بار ثبوت اس امر کا کہ مدعی علیہ کرایہ دار نے مکان کو بحالت مرمت نہ رکھا۔ بذمہ مالک مکان کے ہے بدیں وجہ اسلئے کہ اگر وہ خستہ حالت مکان کی ثابت نہ کرے تو اوسکا دعوی ڈسمس ہوجائیگا

اس تمثیل سے ظاہر ہے کہ گو نحوی حالت اس فقرہ کی منفیہ ہے مگر درحقیقت مضمون اوس فقرہ کا مثبتہ ہے کیونکہ وجود خستگی مکان ایک واقعہ ہے جسکی بناء پر دعوی مبنی ہے۔ اور اگر وہ وجود اوس واقعہ کا ثابت نہ کرے تو دعوی خارج ہوگا۔

(۳) زید کہتا ہے کہ ایک مکان پانچہزار روپیہ کو فروخت ہوا تھا عمرو بیان کرتا ہے کہ مکان مذکور نو ہزار کو فروخت ہوا۔ جو لوگ کہ منطق سے واقف نہیں ہیں وہ خیال کریں گے کہ دونوں بیان مثبتہ واقعات ہیں اسلئے زید کو چاہئے کہ پانچہزار ثابت کرے اور عمرو کو چاہیئے کہ نو ہزار ثابت کرے۔ کیونکہ ہر ایک پر اپنے اپنے بیان کا بار ثبوت ہے لیکن کسی مقدمہ میں بار ثبوت ایک ہی امر کا فریقین پر نہیں پڑ سکتا۔ اور اس مثال میں مقدار زر ثمن کا ثبوت فریقین پر عائد نہیں ہو سکتا بلکہ بیان زید و بیان عمرو نسبت زر ثمن کے درحقیقت یوں ہیں کہ عمرو زید کے اس بیان کو کہ زر ثمن میں پانچہزار شامل تھے تسلیم کرتا ہے۔ اور نو ہزار کے کہنے سے یہ مراد ہے کہ چار ہزار اور زیادہ تھے پس پانچہزار کا وجود مسلم

فریقین ہے باقی چار ہزار کے وجود سے زید منکر ہے اسلئے اسکا صریح بار ثبوت عمرو کی ذمہ ہے

دفعہ ۲۳۶ — اُلٹنا بار ثبوت کا۔ قول مسٹر سید محمود جیف جسٹس[1] یہ امر کہ بار ثبوت کیونکر قاعدۂ عام کے برخلاف جسکا ذکر دفعہ بالا (۲۳۵) میں کیا گیا ہے۔ فریق مخالف پر اولٹ جاتا ہے اور اثر یہ ہوتا ہے کہ بدلے اوسکے کہ اوس شخص پر جو مثبت امر بیان کرتا ہے۔ بار ثبوت اوس شخص پر جاپڑتا ہے جو کہ اوس واقعہ کے وجود سے مطلقاً انکار کرتا ہے۔ وہ دو سبب یہ ہیں۔

اول جبکہ منکر نے کبھی صحیح ہونے بیان فریق مقابل کو تسلیم کیا ہو یعنے اوس منکر دعویٰ کا اقبال (ملاحظہ ہو دفعہ (۲۳۷) باب ہذا۔

دوم - قیاس بحق شخص منکر (ملاحظہ ہو دفعہ (۲۳۸) باب ہذا۔

ان دونوں صورتہائے متذکرہ بالا میں شخص منکر پر عدم واقعہ کے ثابت کرنیکا بار ثبوت قانوناً عائد ہوتا ہے۔

دفعہ ۲۳۷ — الٹنا بار ثبوت کا بوجہ اقبال۔ قول مسٹر محمود جیف جسٹس[2] یہ امر کہ اقبالات کس قسم کی شہادت ہیں اور اونکا اثر کیا ہوتا ہے اور کن کن صورتوں میں وہ داخل ہو سکتے ہیں۔ اوسکے لئے ملاحظہ ہو باب دہم قانون شہادت سرکار عالی نشان (۲) ۱۳۱۲ف

اس موقع پر صرف وہ صورت بیان کی جائے گی جس سے ظاہر ہوگا کہ بار ثبوت کیونکر اقبال کی وجہ سے اوس شخص پر جاپڑتا ہے۔ جو کہ وجود کسی واقعہ سے منکر ہو۔

مثال

کسی مقدمہ میں جسمیں کہ زید نے عمرو پر بربناء تمسک تکمیل کردہ عمرو دعویٰ دائر کیا جس تمسک میں عمرو نے لکھا تھا کہ میں نے پورا روپیہ وصول پایا جسکے بعد اس مقدمہ میں عمرو مدعی علیہ نے

---

[1] شرح قانون شہادت مولفہ صاحب قول صفحہ (۳۰۱) تحت شرح دفعہ (۱۰۲)

[2] ” ” ” صفحہ (۳۰۱) و صفحہ (۳۰۲)

تحریر تمسک سے اقرار کیا لیکن یہ بیان کیا کہ روپیہ وصول نہیں ہوا۔

جس سے ظاہر ہے کہ اس مقدمہ میں اثبات کرنیوالا اس امر واقعہ کا کہ روپیہ ادا ہوا۔ زید مدعی ہے اور منکر وجود واقعہ سے عمرو ہے پس اوس قاعدہ عام کے لحاظ سے جسکا ذکر دفعہ ۲۳۵ باب ہذا میں کیا گیا ہے بار ثبوت ادائے زر کا ذمہ زید مدعی کے ہوتا **لیکن** دستاویز تمسک میں ایک اقبال ادائے زر کا مخاطب عمرو کیا گیا ہے اور وہ تحریر مقبولہ عمرو ہے اسلئے بار ثبوت ادائی زر کا زید کے ذمہ سے اولٹ کر عمرو کے ذمہ جا پڑا۔

اولٹنا بار ثبوت کا بوجہ قیاس[1]

قول مسٹر سید محمود جسٹس

دفعہ ۲۳۸

قیاس ایک دوسری وجہ ہے جسکے سبب سے بار ثبوت خلاف قاعدہ عام متذکرہ دفعہ (۲۳۵) باب ہذا کے فریق مخالف پر اولٹ جاتا ہے۔

توضیح مسئلہ قیاس و مسئلہ بار ثبوت فی الحقیقت ایک ہیں کیونکہ جب معلوم ہوجاے کہ دو فریق کے حق میں سے کس کے حق میں قیاس ہے تو اوس کے خلاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جس شخص کے حق میں قیاس نہیں ہے اوس کے اوپر بار ثبوت ہے۔

مضمون قیاسات اور بار ثبوت اسقدر متحد ہیں کہ واضعان قانون نے بھی قانون شہادت کے باب نہم میں بار ثبوت کے ساتھ حسب دفعہ (۹۱) قیاسات کا بھی ذکر کیا ہے (ملاحظہ ہو دفعہ (۲۳۹) باب ہذا)

قیاس قول مسٹر سید محمود جسٹس[2]

دفعہ ۲۳۹

تعریف قیاس

قیاس ایک رجحان ذہن نسبت وجود کسی واقعہ مثبتہ یا منفیہ کے اس قسم کا ہے کہ جس کی صحت پر عمل کر سکیں بشرطیکہ کسی کافی شہادت سے اوس رجحان کے خلاف وجہ معلوم نہ ہو۔

[1] شرح قانون شہادت مولفہ صاحب قول صفحہ (۳۰۱) و صفحہ (۳۰۲)
[2] " " " صفحہ (۲۲)

اقسام قیاسات[1] قیاسات دو قسم کے ہیں۔

اول (قیاسات قانونی) وہ قیاسات ہیں جو کہ اصول انصاف و قواعد قدرت اور تجربہ مجمع عقول انسانی پر مبنی ہیں اور جنکو قانون نے صاف طور پر غرض وقعت دینے کے قائم کیا ہے۔

دوم (قیاسات واقعاتی) وہ قیاسات ہیں جنکو کہ قانون نے کوئی خاص قوت عطا نہیں کی ہے تاہم وہ غالباً ہونے واقعات پر مبنی ہیں (ملاحظہ ہو دفعہ (۴) و (۱۱۴) قانون شہادت سرکار عالی جسکی رو سے قیاسات قائم کرنے کی اجازت دیگئی ہے۔ اور ان قیاسات کا قائم کرنا بالکل عدالت کی رائے پر چھوڑ دیا ہے۔ گو اون کا قائم کرنا لازمی نہیں ہے۔

فرق۔ قیاسات واقعاتی اور قیاسات قانونی میں یہ فرق ہے کہ قیاسات قانونی ہر حالت میں اور ہر مقدمہ سے پورے طور پر متعلق ہوتے ہیں اور قیاسات واقعاتی ہر مقدمہ خاص کے حالات سے جانچے جاتے ہیں اور اُن کی وقعت سب حالات مختلف مقدموں کے مختلف ہوتی ہے۔ اور قیاسات قانونی کے برابر وقعت نہیں ہوتی۔

اقسام قیاسات قانونی[2] قیاسات قانونی کی دو قسمیں ہیں۔

اول۔ (قیاسات قطعی) جنکو قانون شہادت نے قطعی قرار دیا ہے۔ وہ قیاسات قطعی اون قواعد قانون کو کہتے ہیں جن سے کہ قانون نے امر معین کردیا کہ کس قسم کی شہادت کسی واقعہ کے غالب ہونے کی درجہ ثبوت کو پہونچتی ہے۔

یہ قیاسات اس تجربہ انسانی پر مبنی ہیں کہ جب دو واقعات اسقدر عام طور پر اور بلا استثناً کے ہمیشہ ساتھ وجود پذیر ہوتے ہیں۔ اور کبھی یا شاذ و نادر وہ ساتھ نہیں ہوتے تو قانون نے اس تجربہ کی بناء پر اون واقعات کے تعلق کو بغرض مصلحت قائم رکھنے امن گروہ انسانی کے درجہ تحقیق کے خلاف شہادت دینے کی اجازت نہیں دی ہیں قیاس قطعی اعلیٰ درجہ کا ثبوت

[1] مقابلہ شرح قانون شہادت مولفہ صاحب اول صفحہ ۳۰۴

قطعی ہے جسکے خلاف شہادت نہیں لیجا سکتی (ملاحظہ ہو دفعہ (۲۴۰) باب ہذا۔

دوم۔ (قیاسات غیر قطعی) وہ قیاسات قانونی ہیں جنکو قانون نے بوجہ اغلب ہونے کے قائم کیا ہے۔ اور اوہی اصول پر مبنی ہیں جنپر کہ قیاسات قطعی ہیں۔ لیکن ان میں درجہ اغلب ہونیکا اسقدر قوی نہیں ہوتا کہ اون کو قانون ثبوت قطعی قرار دے لیکن تب بھی چونکہ اکثر ایسا ہوتا ہی کہ وہ واقعات اکثر ساتھ ہوں تو قانون میں یہ بیان کردیا ہے کہ قیاسات کسطرف ہوتے ہیں اور اسوجہ سے فریق مخالف پر بار ثبوت ہمیشہ ہوتا ہے۔ اس قسم کے قیاسات قانونی اول تو قوانین میں بیان ہوتے ہیں اور دوسرے اصول قانون پر مبنی ہیں۔

مثال

(۱) قیاسات قانونی غیر قطعی کیلئے (ملاحظہ ہو دفعہ (۴۳ تا دفعہ ۴۷) و از دفعہ (۸۸ تا دفعہ ۹۰) قانون شہادت سرکار عالی نشان (۲) ۱۳۱۳ف۔ اسکے سوائے

بروے دفعہ (۱۱) ایکٹ نمبر (۴) ۱۸۷۲ء قانوناً پنجاب احاطہ کے ہر گاؤں میں وجود شفعہ قیاس کرلیا گیا ہے جبتک کہ اوسکے خلاف ثابت نہ ہو۔ اور ممالک محروسہ سرکار عالی میں بروے احکام فقہ شفع کا وجود قائم ہے۔ اسکے سوا۔

اور بھی مختلف قوانین میں احکام نسبت قیاسات غیر قطعی کے مندرج ہیں۔

(۲) جو قیاسات غیر قطعی اصول قانون پر مبنی ہیں جنکی مثالیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) ہر شخص بیگناہ تصور کیا جائیگا جبتک کہ اوسپر جرم ثابت نہ ہو۔

(۲) ہندو خاندان کی جائداد مشترک سمجھی جاوے گی جبتک اوسکی تقسیم ثابت نہ ہو۔

شجرۂ ذیل سے تمام اقسام بحوالہ دفعات قانون شہادت سرکار عالی نشان (۲) ۱۳۱۳ف ظاہر ہوں گے۔

دفعہ ۲۴۰ | ثبوت قطعی قول مسٹر سید محمود حنیف جسٹس[1] ثبوت قطعی فی الحقیقت نہایت اعلیٰ درجہ کا توی قیاس ہے جو کہ فی نفسہ کوئی ثبوت نہیں ہے لیکن قانون نے اسکو ثبوت کا مرتبہ عطا کیا ہے پس تعریف ثبوت قطعی کی وہی ہے جو کہ قیاس کی تعریف دفعہ (۲۳۹) باب ہذا میں کیگئی ہے صرف چند الفاظ ثبوت قطعی کی تعریف میں بدلے جاکر ثبوت قطعی کی تعریف یوں ہوسکتی ہے۔

تعریف ثبوت قطعی | ثبوت قطعی ایسا ایک رجحان نسبت وجود کسی واقعہ مثبتہ یا منفیہ کے ہے۔ جسکے صحت پر عمل کرسکیں اور وہ رجحان اسقدر وقعت رکھتا ہے کہ وہ بمنزلہ ثبوت کامل کے تصور کیا جاتا ہے اور اوسکے خلاف شہادت لینے کو قانون نے صاف منع کیا ہے۔ گو اصطلاح میں اسکو ثبوت قطعی کہتے ہیں لیکن قطع نظر الفاظ قانون کے ثبوت قطعی کو قیاس قطعی کہنا انسب ہوتا۔ اور یہ امر قابل غور ہے کہ درحقیقت قیاس قطعی درجہ ثبوت کا رکھتا ہے۔

---

[1] شرح قانون شہادت مؤلفہ صاحب موصوف صفحہ (۲۲)

دفعہ (۳۵) ، قانون شہادت سرکار عالی نشان (۲) ۱۳۱۳ف اور دفعہ (۱۱) قانون حلف مملکت آصفیہ نشان (۱) ۱۳۰۷ف ہم مضمون دفعہ (۱۱) ایکٹ نمبر (۱۰) ۱۸۷۳ء میں ثبوت قطعی کا ذکر موجود ہے ثبوت قطعی اور مانع تقریر کسی قدر ایک دوسرے کے مشابہ ہیں اور انکا اثر نسبت مانع ہونے ادخال شہادت کے یکساں ہوتا ہے ۔ بایں ہمہ ثبوت قطعی اور مانع تقریر مخالف میں بڑا فرق ہے

تعریف امر مانع تقریر مخالف | دفعہ (۲۹) ، قانون شہادت سرکار عالی ہم مضمون دفعہ (۱۱۵) قانون شہادت ہند میں امر مانع تقریر مخالف کی تعریف اسطرح کیگئی ہے کہ جب کسی شخص نے اپنے بیان یا فعل یا ترک فعل سے عمداً دوسرے شخص کو کسی امر کی نسبت یہ باور کرایا ہو یا باور کرنے دیا ہو کہ وہ صحیح ہے ۔ اور اسی اعتبار پر اوس شخص نے عمل کیا ہو تو شخص اول الذکر یا اوسکا قایم مقام حقیت کسی مقدمہ یا کارروائی میں جو مابین اوسکے اور شخص آخر الذکر یا اوسکے قائم مقام کے ہو اس امر کے صداقت سے انکار کرنے کا مجاز نہ ہوگا ۔ اسکے صادق آنے کیلئے امور ذیل ضروری ہیں [1]

(۱) اول یہ کہ کسی شخص نے اپنے قول یا فعل یا ترک فعل سے دوسرے کو یقین دلایا ہو یا یقین کرنے دیا ہو ۔

(۲) دوم یہ کہ اوس شخص کا ایسا قول یا فعل یا ترک فعل ارادتاً ہوا ہو ۔

(۳) سوم یہ کہ دوسرے شخص نے اوس قول یا فعل یا ترک فعل کے بھروسہ پر کوئی کام کیا ہو ۔

(۴) چہارم وہ شخص اول کسی مقدمہ میں جو کہ مابین اوس کے اور دوسرے شخص کے دائر ہو اپنے بیان یا فعل یا ترک فعل کی راستی سے منکر نہیں ہوسکتا ۔

فرق مابین ثبوت قطعی و امر مانع تقریر مخالف | جہاں کہیں ثبوت قطعی موجود ہو اوس کے خلاف عدالت شہادت داخل نہ ہونے دیگی ۔ امر مانع تقریر مخالف بمقابلہ خاص شخص

---

[1] شرح قانون شہادت مولفہ صاحب قول صفحہ (۳۳۳) شرح تحت دفعہ (۱۱۵) ، ۵ ۔ صفحہ (۳۳۲) شرح زیر دفعہ (۱۱۵)

کے وہی اثر رکھتا ہے جو کہ ثبوت قطعی بمقابلہ ہر شخص کے رکھتا ہے یعنے اوسکے خلاف شہادت نہیں داخل کیجا سکتی لیکن ثبوت قطعی اور امر مانع تقریر مخالف میں یہ **فرق** ہے کہ ثبوت قطعی ہمیشہ راستی واقعہ پر مبنی ہوتا ہے۔ اور امر مانع تقریر مخالف ایک حجت الزامی بلا لحاظ راستی واقع کے بطور جواب دندان شکن کے ہوتا ہے۔

اون امور کی شہادت پیش کرنے کی ضرورت نہیں جنکا بلا ثبوت تسلیم کرنا عدالت پر لازم ہے۔	قانون شہادت مملکت آصفیہ نشان (۲) ۱۳۱۳ف کا باب سوم ملاخطہ ہو جسکے دفعہ (۴۹) میں حکم ہے کہ

کوئی امر جسکو بلا ثبوت تسلیم کرنا عدالت پر قانوناً لازم ہے۔ اوسکی نسبت شہادت پیش کرنا ضرور نہ ہوگا۔ اور دفعہ (۵۰) میں حکم ہے کہ عدالت امور ذیل کو بلا ثبوت تسلیم کریگی۔

(۱) تمام قوانین یا قواعد جو قانون کا حکم رکھتے ہوں جو ممالک محروسہ سرکار عالی میں نافذ ہوں یا کسی زمانہ میں نافذ رہے ہوں۔

(۲) ضابطہ مجلس وضع قوانین ممالک محروسہ سرکار عالی۔

(۳) تخت نشینی و دستخط فرمان روائے وقت ممالک محروسہ سرکار عالی۔

(۴) تمام مواہیر عدالتوں اور دوسرے دفاتر کی جو بحکم سرکار مقرر کیگئی ہوں۔

(۵) عہدہ۔ نام۔ خطاب۔ فرائض۔ اور دستخط اون اشخاص کے جو کسی سرکاری عہدہ پر مامور ہوں بشرطیکہ اونکا تقرر اوس عہدہ پر جریدہ میں مشتہر ہوا ہو۔

(۶) ہر ایسی ریاست یا ایسے بادشاہ کا وجود اور خطاب اور قومی جھنڈا جسے فرماں روائے ملک نے تسلیم کیا ہو۔

(۷) تقسیم زمان اور کرہ زمین کی جغرافی تقسیم۔

(۸) تقسیم اضلاع و حصص اضلاع اور ایام تعطیلات جو جریدہ میں مشتہر ہوں۔

(۹) تمام حکام عدالت اور اُن کے مددگاروں اور ماتحت عہدہ داروں کے نیز اون عہدہ داروں کے جو عدالت کے حکمنامہ کی تعمیل کیلئے مامور ہوں اور کل وکلاء کے جو قانوناً عدالت میں حاضر ہونے اور اوسکے روبرو سوال و جواب کرنے کے مجاز ہوں۔

امور متذکرۂ صدر اور امور متعلقہ علوم و فنون میں عدالت کسی کتاب یا دستاویز مناسب سے مدد لے سکیگی۔ اگر کوئی شخص استدعاء کرے کہ عدالت کسی امر کو بلا ثبوت تسلیم کرے تو عدالت اوس کو تسلیم کرنے سے انکار کر سکے گی تاوقتیکہ وہ شخص کوئی ایسی کتاب یا دستاویز نہ پیش کرے جس سے عدالت کو اسکا تسلیم کرنا ضروری ہو۔

اور دفعہ (۵۱) میں حکم ہے کہ ایسے واقعہ کا ثابت کرنا ضرور نہیں جسکو فریقین یا اون کے وکیل یا مختار مجاز نے تسلیم کیا ہو یا جو کسی قاعدہ کی رو سے ان کے سوال و جواب سے انکا مسلمہ تصور کیا جا سکے لیکن عدالت کو اختیار ہوگا کہ کسی واقعہ مسلمہ کے اور طور پر بھی ثابت کئے جانیکا حکم دے

ترتیب قانون شہادت سرکار عالی نشان (۲) ۱۳۱۳ف

دفعہ ۲۴۱ ترتیب قانون شہادت سرکار عالی — اصل قانون شہادت کا ایک جزو اعظم قانون شہادت ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۲) ۱۳۱۳ف ہے جو فی الحال ممالک محروسہ سرکار عالی میں نافذ و جاری ہے اس قانون کے تین حصص مشتمل بہ (۱۱) ابواب و (۱۶۸) دفعات اور بعد تمہید کے مفصلۂ ذیل مضامین شہادت کیساتھ اس قانون کی ترتیب دی گئی ہے۔

حصہ اول۔ واقعات کا متعلق ہونا۔

باب اول۔ مراتب ابتدائی

باب دوم۔ واقعات کا متعلق ہونا۔

اقبال

(۱) اُن اشخاص کے بیانات جو گواہی میں طلب نہیں کئے جا سکتے
(۲) بیانات جو خاص حالات میں کئے جائیں۔
(۳) بیان کا کسقدر حصہ ثابت کرنا ضرور ہے۔
(۴) فیصلہ جات عدالت کس حال میں واقعہ متعلقہ ہیں۔
(۵) شخص ثالث کی رائے کب واقعہ متعلقہ ہے۔
(۶) چال چلن کن صورتوں میں واقعہ متعلقہ ہوگا۔

حصہ دوم۔ ثبوت

باب سوم واقعات جنکا ثبوت ضرور نہیں۔

باب چہارم۔ شہادت زبانی

باب پنجم۔ شہادت دستاویزی

(۱) سرکاری دستاویزات

(۲) قیاسات نسبت دستاویزات

باب ششم۔ جب شہادت دستاویزی پیش ہو سکتی ہو تو شہادت زبانی نہ لیجائیگی

حصہ سوم۔ شہادت کا پیش کرنا اور اوسکا اثر

باب ہفتم۔ بار ثبوت

باب ہشتم۔ امر مانع تقریر مخالف۔

باب نہم۔ گواہوں کے متعلق

باب دہم۔ اظہار گواہاں۔

باب یازدہم۔ شہادت کے بیجا طور پر منظور یا نامنظور کرنیکا اثر۔

شہادت باعتبار نوعیت

دفعہ ۲۴۲ شہادت باعتبار نوعیت حسب شجرۂ مندرجہ دفعہ

(۲۳۲) باب ہذا دو قسم کی ہے۔

(۱) بلا واسطہ۔ حسب دفعہ (۵۲) قانون شہادت سرکار عالی

(۲) بالواسطہ۔ حسب دفعہ (۱۲۶) قانون شہادت سرکار عالی

جو شہادت بالواسطہ حسب ذیل دو قسم کی ہے۔

(۱) متعلق یعنے امور قابل ادخال شہادت

(۲) غیر متعلق یعنے امور ناقابل ادخال شہادت

امور قابل ادخال شہادت

بحوالہ دفعات قانون شہادت سرکار عالی نشان (۲) ۱۳۱۳ف حسب ذیل ہیں

اول۔ اقبال۔ حسب دفعہ (۱۶) باپابندی دفعہ (۱۸ و ۱۹ و ۲۵) کے بصورت ہائے مفصلہ ذیل قابل ادخال شہادت ہیں۔

(۱) فریق مقدمہ یا اوسکے مختار مجاز کا فقرہ اول دفعہ (۱۷)

(۲) فریق مقدمہ بحیثیت قائم مقامی۔ فقرہ (۲) دفعہ (۱۷)

(۳) اشخاص حقدار فقرہ ۳ ضمن الف دفعہ (۱۷)

(۴) اشخاص جن سے کہ حق حاصل ہوا فقرہ (۳) ضمن (ب) دفعہ (۱۷)

(۵) ایسے اشخاص کا جنکا منصب بمقابلہ فریق مقدمہ ثابت کرنا چاہئے فقرہ (۴) دفعہ (۱۷)

(۶) اوس شخص کا جسپر صراحتاً فریق مقدمہ نے حصر کیا ہو فقرہ (۵) دفعہ (۱۷)

(۷) اوس قدر جزو اقبال جرم جس سے کوئی واقعہ معلوم ہوا ہو۔ دفعہ (۱۹)

(۸) اقبال جرم جو بعد رفع ہو جانے اثر ترغیب وغیرہ کے دفعہ (۲۱) ضمن (۲)

(۹) اقبال جرم گو لوعدۂ اخفاء راز یا بسبب کسی فریب ہی کے کیا گیا ہو۔ دفعہ (۲۴)

(۱۰) اقبال فریق مقدمہ بصور تہائے مفصلہ ذیل۔

الف۔ جبکہ متعلق حالت جسمی یا ذہنی ہو۔ مستثنیٰ دوم دفعہ (۱۸)

ب۔ جبکہ وہ بجز ہونے اقبال کے اور طرح پر واقعہ متعلقہ ہو۔ مستثنیٰ سوم دفعہ (۱۸)

ج۔ یا بہم قسم اول (۸) بیانات متذکرہ ذیل ہو۔ مستثنیٰ اول دفعہ (۱۸)

دوم۔ بیانات شخص متوفی یا مفقود الخبر یا نا قابل ادائے شہادت یا بعید المسکونت کا۔

(فقرہ اول دفعہ (۲۶) بصور تہائے مفصلہ ذیل۔

(۱) جبکہ متعلق اوسکے وفات کے ہو۔ فقرہ (۱) دفعہ (۲۶)

(۲) جبکہ اثناء کاروبار معمولی میں کیا گیا ہو۔ فقرہ (۲) دفعہ (۲۶)

(۳) جبکہ مضر اپنے حق کے ہو۔ فقرہ (۳) دفعہ (۲۶)

(۴) جبکہ متعلق استحقاق عام یا رسم وغیرہ کے ہو۔ فقرہ (۴) دفعہ (۲۶)
(۵) جبکہ متعلق وجود رشتہ داری کے ہو۔ فقرہ (۵) دفعہ (۲۶)
(۶) جبکہ وصیت نامہ یا کسی اور نوشتہ میں مندرج ہو۔ فقرہ (۶) دفعہ (۲۶)

} بشرطیکہ قبل نزاع ہوا ہو۔

(۷) جبکہ متعلق ایسے معاملہ کے ہو جس سے حق یا رسم پیدا یا تبدیل یا متنازعہ فیہ ہوئی ہو

فقرہ (۷) دفعہ (۲۶)

(۸) جبکہ متعلق حالات یا خیالات دلی کے ہو جو متفرق لوگوں نے کئے ہو فقرہ (۸) دفعہ (۲۶)

(۹) جبکہ رائے ماہرین اور اوسکے وجوہ جو ایسے رسالہ میں مندرج ہو جو عموماً فروخت ہوتا

ہو۔ (دفعہ ۵۲) توضیح نمبر (۲)

سوم۔ اظہار شخص متوفی یا مفقود الخبر یا سازسی فریق مخالف یا نا قابل ادائی شہادت

یا بعید السکونت۔ کے بعد مقدمہ سابق لیا گیا ہو۔ دفعہ (۲۷) بشرطیکہ حسب شرائط ذیل صادق آتی ہوں۔

(۱) مقدمہ سابق۔ مابین ان شخص فریقین کے ہوا ہو۔

(۲) فریق مخالف گواہ سے سوال جرح کرنیکا استحقاق رکھتا ہو۔

(۳) مقدمہ سابق اور مقدمہ حال کا امر تنقیح طلب ہم مضمون ہو۔

امور ناقابل ادخال شہادت

بحوالہ دفعات قانون شہادت سرکار عالی نشان (۲) ۱۳۱۳ف حسب ذیل جا رہیں

اول۔ اقبال۔ فریق مقدمہ بحق خود۔ دفعہ (۲۱)

دوم۔ اقبال۔ زبانی بنسبت مضمون دستاویزات دفعہ (۱۹ و ۵۰) سوائے ایسی صورت کے جبکہ حسب دفعہ (۵۰) اختیار گذرانتے شہادت درجہ دوم کا ہو دفعہ (۱۹)

سوم۔ مقدمات دیوانی میں وہ اقبال جو صریحاً اس شرط پر کیا گیا ہو کہ اوسکی شہادت پیش کی جائے گی۔ دفعہ (۲۰)

چہارم اقبال جرم۔ بصورتہائے مفصلہ ذیل۔

(۱) جو بباعث ترغیب یا دھمکی یا وعدہ کے کیا گیا ہو دفعہ (۲۱)

(۲) بحالت حراست پولس کیا گیا ہو اور روبرو مجسٹریٹ نہ ہو۔ دفعہ (۲۳)

شہادت باعتبار اصول[1] | **دفعہ ۲۴۳** شہادت باعتبار اصول جنکا اثر حسب ذیل دو طرح پر قانون نے قائم کیا ہے۔

(۱) اخراج شہادت بوجہ قائم کرنے ایسے قواعد کے جنکی وجہ سے ناقص شہادت داخل نہیں ہوسکتی۔

---

[1] شرح قانون شہادت مولفہ مسٹر سید محمود جیف جسٹس کا مسلک تجربہ دوم ملاحظہ طلب ہے۔

(۲) وقعت ۔ جو کہ قانون نے مجازاً

الف۔ دستاویزات کو عطا کی ہے ۔ یا

ب۔ بعض واقعات کو بذریعہ قیاسات عطا کی ہے ۔

اخراج شہادت

اخراج شہادت بوجہ قائم کرنے ایسے قواعد کے جنکی وجہ سے ناقص شہادت داخل نہیں ہو سکتی

وہ قواعد بحوالہ دفعات قانون شہادت سرکار عالی وغیرہ حسب ذیل جاتے ہیں ۔

اول ۔ (حلف گواہ) دفعہ (۵ و ۶) قانون حلف مملکت آصفیہ نشان (۱) ۱۳۰۷ ف

دوم ۔ (سوالات جرح) دفعہ (۲۷ و ۱۱۲) قانون شہادت

سوم ۔ (غیر متعلق ہونا واقعات کا) دفعہ (۴) قانون شہادت

چہارم ۔ (مصلحت ملکی) جن امور کی تفصیل بحوالہ دفعات قانون شہادت سرکار عالی حسب ذیل ہے

(۱) اقبال دیوانی جو بوعدہ اخفا کیا گیا ہو ۔ دفعہ (۲۰)

(۲) اقبال جرم جو بتہدید یا دھمکی کیا گیا ہو ۔ دفعہ (۲۱)

(۳) اقبال جرم جو بحالت حراست پولس کیا گیا ہو ۔ دفعہ (۲۳)

(۴) محفوظی حاکم عدالت کی سوالات سے دفعہ (۹۸)

(۵) تحفظ از سوالات ۔ زوجین نسبت ان امور کے جنکی اطلاع ایام ازدواج میں ایک نے دوسرے کو دی ہو ۔ دفعہ (۹۹)

(۶) تحفظ از سوالات بہ نسبت امور سرکاری غیر مشتہرہ ۔ دفعہ (۱۰۰)

(۷) تحفظ از سوالات بعہدہ دار سرکاری نسبت امور رازداری دفعہ (۱۰۱)

(۸) تحفظ از سوالات مجسٹریٹ و عہدہ دار پولس نسبت ذریعہ اطلاع جرم (۱۰۲)

(۹) تحفظ از سوالات صلاح کار قانونی جسکا پیشہ وکالت ہے بنسبت امور منصبی نیز انکے محرروں و مترجموں وغیرہ کے دفعہ (۱۰۳)

(۱۰) تحفظ از سوالات راز جسکی اطلاع بحیثیت مشیر قانون پیشہ ہوئی ہو۔ دفعہ (۱۰۴)

(۱۱) تحفظ گواہ نسبت پیشی دستاویزات دفعہ (۱۰۵ و ۱۰۶)

(۱۲) تحفظ از سوالات گواہ نسبت ایسے سوالات کے جنکے جواب سے وہ مجرم ٹھیرایا جائیگا۔ شرائط دفعہ۔ (۱۰۷)

(۱۳) تحفظ از سوالات گواہ نسبت چال وچلن بد۔ دفعہ (۱۱۰)

(۱۴) تحفظ از سوالات بے وجہ و مخش و تہتک آمیز و توہین آمیز۔ دفعہ (۱۱۹)

وقعت دستاویز

جو وقعت کہ قانون نے مجازاً دستاویزات کو عطا کی ہے۔ اوسکی حسب ذیل دو قسمیں ہیں۔

(۱) **خانگی** ۔ دفعہ (۶۲) قانون شہادت

جسمیں امر مانع تقریر مخالف نویسندہ کے مقابلہ پر عارض ہوتا ہو۔ بوجہ قواعد مندرجہ دفعہ (۹۲ و ۹۳ و ۹۴)

(۲) **سرکاری** ۔ جسکے حسب ذیل دو جزو ہیں۔ دفعہ (۶۲) قانون شہادت سرکار عالی

جزو اول. **عام** ۔ دفعہ (۶۲) ضمن (۱)

جزو دوم۔ **خاص** ۔ دفعہ (۶۲) ضمن (۲) فیصلہ جات ڈگریات وغیرہ

(۱) مابین فریقین دفعہ (۳۴)

(۲) مستلزم پابندی تمام اشخاص دفعہ ۳۵

(۳) متعلق امور عام دفعہ (۳۶)

(۴) جبکہ امور تنقیح طلب وغیرہ ہوں دفعہ (۴۶)

وقعت قیاسات

جو وقعت کہ قانون نے مجازاً بعض واقعات کو بذریعہ قیاسات عطا کی ہے اوسکی حسب ذیل بحوالہ دفعات قانون شہادت سرکار عالی دو قسمیں ہیں۔

(۱) **قطعی** - دفعہ ۳ فقرۂ آخر۔

(۱) نسبت فیصلہ عدالت - دفعہ (۳۵) قانون شہادت سرکار عالی

(۲) نسبت حلف حصری - دفعہ (۸) قانون حلف مملکت آصفیہ نشان (۱) ۱۳۰۷ف

(۲) **غیر قطعی** جبکی حسب ذیل دو قسمیں ہیں۔ دفعہ (۳) فقرہ اول قانون شہادت سرکار عالی

لازمی فقرۂ دوم - دفعہ (۳ و دفعہ ۶۴ و ۶۵ و ۶۶ و ۶۷ و ۶۸ و ۶۹ و ۴۳ و ۸۴ و ۸۵ و ۸۶ و ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۰) قانون شہادت سرکار عالی

اختیاری فقرہ اول دفعہ (۳ و دفعہ ۶۴ و ۶۱ و ۷۲ و ۷۴) " "

شہادت باعتبار ذرائع | **دفعہ ۲۴** شہادت باعتبار ذرائع کی حسب ذیل دو قسمیں ہیں

(۱) متاثر بہ اصول

(۲) مستقل بہ ثبوت

(۱) **متاثر بہ اصول** کی حسب ذیل دو قسمیں ہیں۔

(۱) تقریری - یعنے گواہان - دفعہ (۵۸) قانون شہادت سرکار عالی

(۲) تحریری - یعنے دستاویزات دفعہ (۵۹) قانون شہادت سرکار عالی۔

تقریری | شہادت تقریری (گواہان) کی حسب ذیل تین قسمیں ہیں۔

سلہ شرح قانون شہادت مولفہ مسٹر سید محمد حبیب جسٹس کا منسلکہ شجرۂ سوم ملاحظہ طلب ہے

اول ۔ باعتبار قابلیت ۔ بحوالہ دفعات قانون شہادت سرکار عالی ۔

(۱) کون مجاز گواہی دینے کے ہیں ۔ دفعہ (۹۵ و ۹۷)

(۲) گونگا گواہ ۔ دفعہ (۹۶)

(۳) گواہوں کا چال وچلن ۔ دفعہ (۱۱۸)

(۴) کوئی خاص تعداد گواہان ضروری نہیں ۔ دفعہ (۱۰۹)

دوم ۔ طریق اظہار گواہان ۔

(۱) ترتیب پیشی ۔ دفعہ (۱۱۰)

(۲) سوالات اور اونکی اقسام ۔ دفعہ (۱۰۸)

(۳) ترتیب اظہار گواہان ۔ دفعہ (۱۰۷)

(۴) مجبوری گواہ جواب دینے پر دفعہ

(۵) سوالات ہدایتی کیا ہیں اور کب ہو سکتے ہیں دفعہ (۱۱۴)

(۶) سوالات جرح جو کہ جائز ہیں دفعہ (۱۱۷)

(۷) اختیار عدالت نسبت کئے جانے سوالات کے ۔ دفعہ (۱۰۸ و ۱۲۷)

(۸) سوالات ممنوعہ ۔ دفعہ (۱۱۹)

(۹) سوالات بغرض غیر معتبر کرنے گواہ کے ۔ دفعہ (۱۲۲)

(۱۰) سوالات بغرض تائید بیان گواہ ۔ دفعہ (۱۲۳ و ۱۲۴)

(۱۱) سوالات نسبت معاملہ مندرجہ تحریر دفعہ (۱۱۵ و ۱۱۶)

(۱۲) تازگی حافظہ گواہ بذریعہ تحریر فریق ثانی نسبت اوسکے دفعہ (۱۲۵)

(۱۳) اختیار جج وجوری واسیسران نسبت سوالات ۔ دفعہ (۱۱۰ و ۱۱۸)

سوم ۔ پیشی دستاویزات اور اُن کا ترجمہ ۔ دفعہ (۱۲۶)

(۱) سوالات پیش کنندہ دستاویز سے ۔ دفعہ (۱۳۱)

(۲) اختیار جج نسبت پیشی دستاویزات ۔ دفعہ (۱۲۷)

تحریری | شہادت تحریری (دستاویزات) کی حسب ذیل دو قسمیں ہیں ۔

(۱) خانگی ۔ دفعہ (۶۲) فقرہ آخر

(۲) سرکاری ۔ دفعہ (۶۲)

دستاویزات سرکاری کی حسب ذیل دو قسمیں ہیں ۔

(۱) غیر عدالتی ۔ دفعہ (۶۲) ضمن (۵)

(۲) عدالتی ۔ دفعہ (۳۴)

دستاویزات عدالتی حسب ذیل چار ہیں ۔ مع حوالہ دفعات قانون شہادت ممالک محروسہ سرکار عالی

اول ۔ اقسام ۔

(۱) فیصلہ جات عدالت ۔ دفعہ (۳۴ و ۳۵ و ۳۶ و ۴۷)

(۲) اظہارات ۔ دفعہ ۲۷

دوم ۔ ثبوت دفعہ (۵۰) ۔

(۱) نقول مصدقہ ۔ دفعہ (۶۳)

(۲) پیشی نقول ۔ دفعہ (۶۳)

(۳) قیاس صحت در پیشی نقول ۔ دفعہ (۶۴)

(۴) قیاس نسبت مسل ۔ دفعہ (۶۵)

(۵) قیاس نسبت گزٹ ۔ دفعہ (۶۶)

(۶) قیاس نسبت نقشہ جات ۔ دفعہ (۶۷)

(۷) قیاس نسبت قوانین وغیرہ ۔ دفعہ (۶۸)

(۸) قیاس نسبت مختارنامجات و وکالت نامہ جات ۔ دفعہ (۶۹)

(۹) قیاس نسبت نقول مصدقہ امثلہ عدالتہائے غیر ۔ دفعہ (۷۰)

(۱۰) قیاس نسبت کتب و نقشہ جات عام ۔ دفعہ (۷۱)

(۱۱) قیاس نسبت تصاویر عکسی ۔ دفعہ (۷۲)

(۱۲) قیاس نسبت دستاویزات غیر پیش شدہ ۔ دفعہ (۷۳)

(۱۳) قیاس نسبت دستاویزات سی سالہ ۔ دفعہ (۷۴)

سوم ۔ اثر ۔

(۱) فیصلہ جات ناطق مقابلہ فریقین ۔ دفعہ (۳۴)

(۲) فیصلہ جات ناطق مقابلہ ہر شخص ۔ دفعہ (۳۵)

چہارم ۔ تردید ۔ دفعہ (۳۸)

(۲) مستعمل بہ ثبوت

شہادت باعتبار ذرائع مستعمل بہ ثبوت کی حسب ذیل دو قسمیں ہیں ۔

(۱) شہادت منجانب فریقین ۔ (۲) اختیار عدالت

شہادت منجانب فریقین | شہادت منجانب فریقین باعتبار ذرائع مستعمل بہ ثبوت پیش ہونی چاہئے جسکی بحوالہ دفعات قانون شہادت سرکار عالی حسب ذیل تین قسمیں ہیں ۔

(۱) بار ثبوت

(۱) بار ثبوت کیا ہے اور کس پر ہوتا ہے ۔ دفعہ (۸۲ و ۸۳)

(۲)، بار ثبوت نسبت کسی واقعہ خاص کے ۔ دفعہ (۸۴)
(۳)، بار ثبوت نسبت ایسے واقعہ کے جس سے شہادت قابل دخال ہو جائے دفعہ (۸۵)
(۴)، بار ثبوت اس امر کا مقدمہ متعلق مستثنیات ہے ۔ دفعہ (۸۶)
(۵)، بار ثبوت ایسے واقعہ کا جو خصوصاً علم میں ہو ۔ دفعہ (۸۷)
(۶)، بار ثبوت نسبت انقطاع شراکت و گماشتہ گری و کرایہ داری ۔ دفعہ (۸۸)
(۷)، بار ثبوت نسبت ملکیت شئے مقبوضہ ۔ دفعہ (۸۹)
(۸)، بار ثبوت نیک نیتی ایسے معاملہ کا جو معتمد علیہ کیساتھ کیا گیا ہو ۔ دفعہ (۹۰)
(۹)، عدالت کو بعض واقعات کا ثبوت قیاس کر لینا جائز ہے ۔ دفعہ (۹۱)

(۲) مقدار شہادت

(۱)، واقعات مسلمہ عدالت کے ثابت کرنے کی ضرورت نہیں ۔ دفعہ (۴۹ و ۵۰)
(۲)، اور نہ ان واقعات کی جو مسلمہ فریقین ہوں ۔ دفعہ (۵۱)
(۳)، کوئی خاص تعداد گواہوں کی متعین نہیں ہے ۔ دفعہ (۱۰۱)
(۴)، ثبوت دستخط کاتب دستاویز پیش شدہ لازمی ہے ۔ دفعہ (۵۹)
(۵)، ثبوت تکمیل دستاویز جسپر گواہی ہونی قانوناً ضروری ہے ۔ لازمی ہے دفعہ (۶۰)

(۳) کیفیت شہادت

(۱)، سب واقعات سوائے مضامین دستاویزات کی شہادت سے ثابت ہو سکتے ہیں دفعہ ۵۲
(۲)، شہادت لسانی بلا واسطہ ہونی چاہئے دفعہ ۵۳ (۳)، اثبات مضامین دستاویزات دفعہ (۵۴)
(۴)، شہادت اصلی کسکو کہتے ہیں ۔ دفعہ (۵۵) (۵)، شہادت نقلی کسکو کہتے ہیں دفعہ (۵۶)
(۶)، دستاویز کو شہادت اصلی سے ہمیشہ ثابت کرنا چاہئے ۔ دفعہ (۵۴)
(۷)، سوائے چند صور تہائے خاص کے دفعہ (۵۷ و ۵۸)

حتی الوسع عمدہ سے عمدہ شہادت داخل کرنی چاہیئے۔ چنانچہ

نامنظوری شہادت زبانی کی بمقابلہ شہادت دستاویزی کے لازمی ہوتی ہے۔ باب ۶

(۱) شرائط نسبت معاہدہ تحریری دفعہ (۷۵)، (۲) اخراج شہادت نسبت اقرار لسانی دفعہ (۷۶)

ابہام جلی (۱) اخراج شہادت جس سے توضیح دستاویز مبہم کی ہوتی ہو۔ دفعہ (۷۷)

ابہام خفی (۲) ادخال شہادت جس سے دستاویز کی معنی کا تعلق واقعات موجودہ سے ظاہر ہو دفعہ (۷۸)

(۲) ادخال شہادت نسبت تخصیص معنی مضمون دستاویز۔ دفعہ (۷۹)

(۳) ادخال شہادت نسبت تعلق مضمون دستاویز جبکہ اوسکی عبارت دو قسم کے واقعات میں سے کلیتاً کسی سے تعلق نہ ہو سکتی ہو۔ دفعہ (۸۰)

(۴) ادخال شہادت نسبت حروف غیر مفہوم دفعہ (۸۱)

اختیار عدالت | شہادت باعتبار ذرائع مستعمل بہ ثبوت میں جو اختیار حاکم عدالت کو حاصل ہے اوسکی تفصیل بحوالہ دفعات قانون شہادت سرکار عالی حسب ذیل ہے۔

(۱) تجویز نسبت قابل ادخال ہونے شہادت کے ذمہ حاکم ہے۔ دفعہ (۱۱۰)

(۲) اختیار عدالت نسبت سوالات وطلبی دستاویزات۔ دفعہ (۱۲۷)

(۳) لازم ہونا تسلیم خاص واقعات کا عدالت پر۔ دفعہ (۴۹)

(۴) اثر دینا امر مانع تقریر مخالف کو دفعہ (۹۲)

(۵) امر مانع تقریر مخالف بمقابلہ کرایہ دار وغیرہ۔ دفعہ (۹۳)

(۶) امر مانع تقریر مخالف بمقابلہ سکار نے والے اور کرایہ دار کے۔ دفعہ (۹۴)

قانون مختص بالاشخاص

حقوق چارہ جوئی

قانون نشان (۳)

قانون اصلی

قانون دادرسی باب (۱۷) قانون حبس باب (۱۹) قانون میعاد سماعت

ضمنی قانون دادرسی خاص باب (۱۸) ضمنی قانون ارث باب ۲۰ باب (۲۱)

قانون اضافی

ضابطہ دیوانی باب (۲۲)

تمہید فصل ہذا کے ابتدائی باب نہم میں حقوق خانگی کے جسقدر اقسام ظاہر کیے گئے ہیں. اون اقسام پر لحاظ دفعہ (۱۲۱) باب مذکور حقوق خانگی کی پہلی قسم حقوق اولیہ احقوق مقدم بالتعمیم جو حقوق شخص حقدار کو تمام دنیا کے مقابلہ میں حاصل ہیں اور حقوق مقدم بالتخصیص جو حقوق شخص حقدار کو کسی شخص یا اشخاص کے مقابلہ میں حاصل ہیں. اور حسب دفعہ (۱۱۸) باب مذکور یہ دونوں حقوق اولیہ بذات خود کسی فعل ناجائز کے ارتکاب بغیر وجود پذیر ہوتے ہیں. اور ان دونوں حقوق اولیہ کا ذکر قانون نشان (۱) و قانون نشان (۲) میں کیا جاچکا ہے.

اب اس قانون نشان (۳) میں اون حقوق ثانیہ کا ذکر کیا جائیگا جو بذات خود وجود پذیر نہیں ہوتے بلکہ وہ کسی فعل ناجائز کے ارتکاب سے وابستہ ہیں یعنے یہ ایسے حقوق ہیں جو بطور معاوضہ

اوسوقت عطا کئے جاتے ہیں جبکہ حقوق اولیہ یا مقدم پامال ہو۔ جسکے بعد حصول دادرسی دہر حیثہ کیلئے کیا چارہ جوئی کیجائے اور کس مدت کے اندر کیجائے اور اوسکے متعلق ضابطہ عدالت کیا ہے ان کل امور کا اظہار بالوضاحت اس قانون نشان (۳) میں کیا گیا ہے پس قانون نشان (۱) و قانون نشان (۲) کے مراتب ابتدائی کیطرح اس قانون نشان (۳) کے بھی وہی مراتب ابتدائی سمجھے جا سکینگے جو ہر دو قوانین مذکور نشان (او۲) کے مراتب ابتدائی اس فصل چہارم کا ابتدائی باب پنجم میں بیان کئے گئے ہیں

باب ہفدہم

قانون اصلی دادرسی مراتب ابتدائی

دفعہ ۲۴۵ چارہ جوئی کے حقوق قدیم۔ قول پروفیسر ہالینڈ[1] وہ حق جسکی خلاف ورزی بلا خوف تعرض کی جا سکے اسطور پر کہ شخص حقدار و شخص مستوجب الفرض کے باہمی تعلقات قانونی میں کسی جدید قانونی تعلق کا اضافہ نہ ہو کسیطرح سے قانونی حق نہیں ہے۔ جب سوسائٹی کی حالت سیاسی اعتبار سے غیر منتظم اور ابتر ہوتی ہے تو شخص متضرر خاطی سے وہ معاوضہ حاصل کرتا ہے جسکا حصول اوسکے امکان میں ہو یا اگر قدرت رکھتا ہو تو وہ بدلا لیتا ہے۔ جو انتقام کے ذریعہ سے لیا جا سکتا ہو لیکن جس جماعت انسانی کا سیاسی شیرازہ بندھا ہوا ہوتا ہے وہ اول تو اپنی مدد آپ کرنیکی اس وحشیانہ طریقہ کو تشدد کیساتھ روکتی ہے اور اسکے بعد عدالتی چارہ جوئی کی شکل میں اس طریق کا بدل قائم کرتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اپنی مدد آپ کرنیکا طریقہ دادرسی کا ایک نہایت ہی ناقابل اطمینان ذریعہ ہے۔ اسکا امکان اس امر پر منحصر ہے کہ فریق متضرر خاطی سے قوی تر ہو۔ حالانکہ یہ صورت بہت کم پیش آتی ہے۔ اسکے علاوہ فریق متضرر اپنے مقدمہ کا مجوز خود ہوتا ہے

[1] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۲۷۵) باب (۱۳)

حالانکہ بسا اوقات احتمال اس امر کا مقتضی نہیں ہوتا کہ وہ بلا ردو رعایت مقدمہ کے حسن و قبح کے متعلق رائے قائم کر سکے لیکن جو حکومت دوران ترکیب میں ہو اور سکے اقتدار سے یہ امر خارج ہے کہ ذاتی انتظام کے طریقہ کو مسدود کر سکے۔ عدالتیں قائم کرے اور ہر شخص کو جو ضرر رسیدہ ہو اس امر پر مجبور کرے کہ داد خواہی کیلئے حکومت سے رجوع کرے۔ چنانچہ

بقول گروٹ | یونان کے دور حربی کی خصوصیات یہ تھیں کہ ذاتی قوت کو اقتدار مطلق حاصل تھا البتہ اس اقتدار مطلق کی سختی کو اس ہمدردی اور موانست نے جو قبائل کے افراد کو ایکدوسرے کے ساتھ تھی کم کر دیا تھا لیکن فرمان روائی و حکومت کی قوتوں کا وہ مجموعہ جو بعد میں (شہر، تمدن) کے نام سے موسوم ہوا عملی لحاظ سے بالکل مفقود تھا۔ یونان کے دور تاریخی میں (شہر) فرائض کا وسطی و اصلی مصدر بن گیا لیکن پھر بھی ابھی تک وہ پس پشت ہی تھا۔ لہذا

دفعہ ۲۴۶

اپنی مدد آپ کرنیکا طریقہ انضباط قول پروفیسر ہالینڈ[۱] | یہ امر کچھ تعجب انگیز نہیں ہے کہ بقول سر ہنری مین جمہوری حکومت نے اول اول آج کل کے عام اور مروجہ دستور کے موافق لوگوں کے جھگڑوں اور نزاعوں کے انفصال کی ذمہ داری اپنے اوپر لینے کے بجائے صرف اسی پر اکتفا کی کہ اپنے اعضاء کو لوگوں کے خصومات اور نزاعوں میں بے عنوانی کی روک تھام اور جبر و زیادتی کے امتناع کی غرض سے دست اندازی کرنے پر مامور کیا۔ اسکے بعد جو معاشرتی اور تمدنی اصلاحیں ہوئیں ان کے مدارج حسب ذیل تھے۔

اول تو فریق متضرر کے غیر محدود و غضب آلود اور شدید انتقام کے بجائے ایسے معاوضہ کا طریقہ قائم ہوا جسکی نوعیت اور ضوابط ایک حد تک بذریعہ رسم و رواج مشخص و معین کئے جاتے تھے (سر ہنری مین) کا قول ہے کہ قدیم زمانہ میں دادرسی کا طریقہ بلا شبہ یہ تھا کہ قبیلہ یا

---

[۱] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۲۷۶)

شخص متضرر اوس قبیلہ یا شخص پر جس نے ضرر پہونچایا تھا اچانک حملہ کر دیتا تھا کسی ایسے طریقے یا حکمت عملی کی ترویج جسکے ذریعہ سے ناگہانی غارتگری یا خون ریزی معرض التوا میں آجائے یا روکی جاسکے جتنی انسانی جماعتوں کے حق میں فائدہ سے خالی نہ تھی۔ چنانچہ نوع انسان کو بحیثیت مجموعی اوس وقت بہت بڑا فائدہ پہونچا جبکہ سوسائٹی کے پیشواؤں اور کاہنوں کے ایماء سے جائداد کو ضبط یا کسی قبیلہ کے افراد کو گرفتار کرنیکا طریقہ عمل میں آنے لگا۔ نہ اس غرض سے کہ املاک افراد منضبط و گرفتار شدہ کو بطور دوامی تصرف میں لایا جائے بلکہ اوس غرض سے جسے ہم آج کل بلا تامل استحصال ناجائز سے تعبیر کرینگے۔ مدارج دادرسی کا یہ وہ مقام ہے جہاں ضمانت اشیاء کی صریحی نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ اور اسی وجہ سے (دھرنا بیٹھنے) کی اوس عجیب و غریب ہندوستانی رسم کو تعلق ہے جسکے مطابق ہندوستانی قرضخواہ مدیون کے مکان کے سامنے آکر بیٹھ جاتا ہے اور اسوقت تک کچھ نہیں کھاتا پیتا جبتک کہ اوسکے قرض کی رقم اوسے وصول نہیں ہوتی۔ اسکے بعد وہ درجہ آتا ہے جبکہ اپنی مدد آپ کرنیکے طریقہ کے استعمال کی اگرچہ اجازت دیجاتی ہے لیکن حکومت کیطرف سے اسکی نگرانی اور انضباط ہوتا ہے ترقی کے طریقہ پر ابھی تک عملدرآمد ہوتا ہے لیکن صرف خاص خاص اغراض کی تکمیل کیلئے اور وہ بھی اسوقت جبکہ اس امر کی طرف سے پورا اطمینان کرلیا جاتا ہے کہ اس طریقہ سے ناجائز فائدہ نہ اوٹھایا جائیگا۔ جان و مال کی حفاظت میں قوت بازو سے کام لیا جاسکتا ہے لیکن ضرور ہے کہ جو قوت اسطور پر صرف کی جائے وہ زاید از ضرورت نہ ہو۔ امر باعث تکلیف کا بھی سدباب کیا جاسکتا ہے لیکن اسطور پر کہ کسی شخص کے حقوق میں دست اندازی کرنے کی نوبت نہ آئے۔ سب سے آخر میں قانونی عدالتوں کی باری آتی ہے۔ جو

چارہ کار عدالتی۔ قول پروفیسر ہالینڈ **دفعہ ۲۴۷** اگرچہ اپنی مدد آپ کرنے کے اوس طریقہ کو

جسکا انضباط بذریعہ قانون ہوا ہو مطلقاً تو موقوف نہیں کردیا ہے لیکن عام قاعدہ یہ قرار پایا ہے کہ داد خواہی کیلئے فرماں روائے وقت کی عدالتوں سے رجوع کیا جائے۔

دفعہ ۲۴۸

قانون کامل بغرض تحفظ حقوق بقول پروفیسر ہالینڈ[1] | جو نظام قانون مکمل ہوچکا ہو اور پوری طرح سے نشو ونما پاچکا ہو اوسکا مقصد یہ ہے کہ جن حقوق کے وجود کو قانون مذکور تسلیم کرتا ہو اونھیں یا تو بذریعہ عدالتوں کے قائم و محفوظ رکھے اور یا اون کے قیام و تحفظ کا کفیل اوس طریقہ کو قرار دے جسکی رو سے رعایا کو اپنی مدد آپ کرنے کی اجازت دیگئی ہے۔ جبتک عافیت و امن قائم رہتا ہے اوسوقت تک قانون بھی ساکت و صامت رہتا ہے لیکن جب ارتکاب فعل ناجائز کیا جاتا ہے بلکہ یہاں تک کہ جب ایسے فعل کے ارتکاب کی دہمکی بھی دی جاتی ہے تو قانون حالت سابقہ کی بحالی کی غرض سے دست اندازی و مداخلت کرتا ہے۔

ارسطو کا مقولہ ہے کہ | حاکم عدالت کا کام ہے کہ مساوات قائم کرے۔

ایک دوسرے مقام پر ارسطو نے لائیکوفران کا یہ قول نقل کیا ہے کہ | قانون کا منصب اس امر کی ذمہ داری اپنے پر لیتا ہے کہ سب لوگ اپنے اپنے حقوق سے متمتع ہوتے رہیں۔

ذریعۂ امتناع | الف۔ قانون کی دست اندازی کا یہ مقصد ہوتا ہے کہ ارتکاب فعل ناجائز کی روک تھام کرے **مثلاً** اگر نقصان رسانی کی دہمکی دی گئی ہو تو عدالت چانسری کیطرف سے اوسکی روک کیلئے امتناعی حکمنامہ جات جاری ہوتے ہیں۔ اور یہ طریقہ عدالت مذکور میں مدت سے چلا آتا ہے لیکن

بذریعۂ تلافی | ب۔ قانون کی دست اندازی جسکا مقصد یہ ہوتا ہے کہ تلف شدہ حقوق کی تلافی عمل میں آئے۔ زیادہ تر اسم اور کثیر الوقوع ہے۔ کسی حق کی خلاف ورزی کیصورت میں قانون کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ شخص حقدار کو نقصان یا شخص مستوجب الغرض کو فائدہ اوٹھانے سے

[1] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۲۷۷)

روکا جائے۔ لہذا شخص اول الذکر کو اوسکے نقصان کے معاوضہ کے لحاظ سے ایک نیا حق نوری عطا کیا جاتا ہے۔ اور شخص ثانی الذکر نے اپنی زیادتی کیوجہ سے جو نفع یا فائدہ حاصل کیا ہو اوسکے مقابلہ میں بغرض قیام مساوات سابقہ ایک نیا فرض اوس شخص متوجب الغرض پر عائد کیا جاتا ہے۔

جب ہم عہد عتیق کے نظامات قانون پر نظر ڈالتے ہیں تو ہم کو اوس زمانہ کا بھی سراغ ملتا ہے جسمیں حکومت اس امر کو بطور خاص ملحوظ رکھتی تھی کہ شخص حقدار کو جو جدید حق بطور تلافی مافات عطا کیا گیا ہے وہ مرغوب و پسندیدہ ہونیکے لحاظ سے انتقام ذاتی کے ساتھ نسبت مساوات رکھتا ہو۔ قانون الواح اثنا عشری کی ایک دفعہ کی تعبیر اسی لحاظ سے کیگئی ہے۔ یعنے اگر ایک چور چوری کرتا ہوا پکڑا جاتا تھا تو از روے قانون اوسکو سزائے تازیانہ دیجاتی تھی۔ اور اسکے بعد وہ مالک مال مسروقہ کے حوالہ بطور غلام کر دیا جاتا تھا۔ لیکن اگر اوسکی گرفتاری ایسی حالت میں عمل میں نہ آتی تھی کہ مالک مال کو اس مجرم کی سختی کرنے کی خواہش پیدا ہو تو ملزم صرف اس امر کا مستوجب ہوتا تھا کہ مال کی دگنی قیمت مالک کو ادا کر دے۔ پس

ٹیوٹانک جرمن نسل کے واضعان قانون کا مقصد کسی نے خوب بیان کیا ہے یہ تھا کہ سوسائٹی کو تنازعات و خصومات سے بچایا جائے۔ اور ساتھ ہی فریق متضرر کو علی السبیل تلافی مافات ایسا کامل معاوضہ عطا کیا جائے کہ وہ ذاتی طور پر انتقام لینے کے متعلق اپنے مسلمہ حق سے دست کش ہو جائے جرمن کے ضوابط قانونی میں ابتداءً اس کوشش سے کیگئی ہے کہ ایک معینہ رقمی معاوضہ کے قبول کو ایک مختیرہ مستمرہ رسم قرار دیا جائے اور اوسکے بعد ایک قطعی ضرورت کے طور پر اس رسم کا نفاذ عمل میں آئے کیونکہ عیاں ہے انسانی کے خیالات ابتداءً میں شان اطاعت و محکومیت سے ہوتے ہیں۔ اور ان کے اثرات بمرور زمان و بتدریج فیصلہ بالمصالحت کے درجہ سے گذر کر آمرانہ اقتدار تک پہونچتے ہیں۔

دفعہ ۲۴۹

اپنی مدد آپ کرنا۔ قول پروفیسر ہالینڈ[1] | جو نیا حق اسطور پر شخص حقدار کو عطا ہوتا ہے اوس سے وہ اپنی مدد آپ کرنیکے اوس طریقہ پر کاربند ہوکر فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔ جیسے قانون نے جائز رکھا ہے مثلاً اوسے اجازت ہے کہ جو شخص اوسکے کھیت میں بلا طلب بیجا کرکے اوسی ڈھکیل کر باہر نکال دے یا جو دیوار اوسکے راستہ میں بنادی گئی ہے اوسے ڈھا دے مگر عام طور پر اس حق سے صرف قانونی عدالتوں ہی کی مدد سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ اور ایسی صورتوں میں ایسے۔

حق نالش | حق نالش سے تعبیر کرتے ہیں اس حق کو خواہ اس سے کسی طور پر بھی استفادہ کیا جائے (حق چارہ جوئی) کہتے ہیں اور اسکے مقابلہ میں وہ حق جسکے اتلاف یا خلاف ورزی کیوجہ سے یہ حق پیدا ہوا ہے۔ حق متقدم کہلاتا ہے۔

مقصد نالش | اس حق نالش کا مقصد یا تو

بازیافتگی | الف۔ بازیافتگی ہوتا ہے یعنے جو چیز لے لیگئی ہے وہ واپس دلادی جائے یا

معاوضہ | ب۔ اوسکا معاوضہ دلایا جائے۔

توضیحات۔ صورت اول الذکر میں قانون کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جہانتک ممکن ہو فعل ناجائز کو نظری کردیا جائے۔ اس حق کے ذریعہ سے قانون فریق متضرر کو اجازت دیتا ہے کہ ایک ایسی عمارت کو جس سے اوسکے دریچہ میں روشنی آنی رک گئی ہو مسمار کرادے۔ یہ ڈگری صادر کرتا ہے کہ جس نابالغ نے کوئی ایسا معاہدہ کیا ہو جو اوسکے حق میں مفید نہ ہو وہ مسترد کردیا جائے ایسے معاہدہ کو کالعدم اور منسوخ قرار دیتا ہے جسمیں جعل اور فریب دہی کی آمیزش ہو۔ یہ حکم دیتا ہے کہ جو مال شخص حقدار سے ناروا طریقہ پر لے لیا گیا ہو۔ وہ اوسے واپس دیدیا

[1] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۲۷۹)

جائے۔ یا ایک ایسے معاہدہ کی بجا آوری پر جس سے شخص مستوجب الغرض پہلوتہی کرنے کی کوشش کر رہا ہو شخص مذکور کو مجبور کرتا ہے۔ اور اگر ضرورت پڑے تو تعمیل نفاذ معاہدہ کیلئے فریق مستوجب الغرض کو سزائے قید تک دینے میں تامل نہیں کرتا ہے یہ چارہ کار اگرچہ انگلستان کی عدالتہائے ایکوئٹی اور جرمن کے قانون جاریہ کو اچھی طرح سے معلوم ہے لیکن اصول قانون رُوما اور اُن قوانین کے تخالف رکھتا ہے۔ جو اوس سے ماخوذ ہیں۔

صورت ثانی الذکر میں جو عمیم الوقوع بھی ہے قانون فریق متضرر کو ایسے نقصان کا معاوضہ جسکی تلافی دوسرے طریقہ پر نہیں ہو سکتی ہرجانہ کی شکل میں دلاتا ہے۔ اور یہ حق حق بالتخصیص ہے

دفعہ ۲۵۰ اصول دادرسی یعنے ایکوئٹی۔ قول سرٹنگین[1] ایکوئٹی۔ اوس چارہ کار کو کہتے ہیں جو بذریعہ انگریزی عدالتہائے ایکوئٹی اون مقدمات میں فریقین کو حاصل ہو سکتا ہے جنمیں قانون عام کے مطابق عمل کرنے سے مدعی کو پورا انصاف نہیں ملسکتا۔ وہ بالخصوص متعلقہ امانت مین اور اون معاملات میں استعمال کیا جاتا ہے جو عامہ خلائق کے مابین باہمی ایمان و عقبار سے پیدا ہوتے ہیں۔ اسکی رو سے جو کارروائی کیجاتی ہے اوسکو مدعی علیہ کے ایمان سے سروکار رہتا ہے کیونکہ اوسکو معاملہ متنازعہ فیہ کے متعلق تمام امور کی حلفاً جوابدہی کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔

بہت سے ممالک کے قوانین میں اکثر نقائص ہوتے ہیں جہاں ججوں کو مقدمہ پیش شدہ کے متعلق کوئی صریح قاعدۂ قانون بدست نہیں ہو سکتا اور نہ جج بلا واسطہ کوئی قانون وضع کر سکتا ہے۔ اسلئے جج مجبوراً خواہ کسی دوسرے قاعدہ قانون مسلمہ کے قرینہ سے خواہ اون قواعد سے جن کو اصول نصفت و ایمانداری کہتے ہیں مدد لیکر اپنے اختیار

---

[1] ترجمہ اصول قانون سرٹنگین صفحہ (۱۲۴)

میری سے ایک جدید قاعدہ بنانا پڑتا ہے۔

عدالتہاے ایکویٹی[۱] اس قسم کی عدالتیں انگلستان[۲] اور مسیحی دنیا کی دوسری دول متمدنہ میں موجود ہیں جنکا مقصد یہ ہے کہ انصاف از روے حق کیا جاوے اور کوئی مدعی محض اس وجہ سے کہ وہ قانونی ضابطہ کی تکمیل سے قاصر رہا ہے داد رسی سے محروم نہ رہجائے چنانچہ اس قسم کی عدالت کا نام روما میں پریٹر (اعلیٰ ترجج) اور انگلستان میں چانسلر کے نام سے ملقب ہے جس کو بلا تعلق غیرے بادشاہ وقت کی ماتحتی نصیب اور اوسکے احکام ناقابل اپیل ہیں۔

انگلستان کی عدالت ایکویٹی چارہ کار عطا کرنے یا نہ کرنے میں چند معین قواعد کے مطابق عمل کرتی ہے جنمیں خاص طور پر تین مسائل ذیل قابل لحاظ ہیں۔[۳]

مسئلہ اول جو شخص انصاف کا خواہاں ہو اوسکو چاہیئے کہ بذات خود اصول انصاف پر کاربند ہو۔

مسئلہ دوم جو شخص انصاف کیلئے عدالت میں آوے اوسکو ارتکاب فعل ناجائز کی آلائش سے پاک ہوکر آنا چاہیئے۔[۴]

مسئلہ سوم تعویق سے انصاف میں خلل ہوتا ہے یعنے انصاف ہوشیار و نکی مدد کرتا ہے غافلوں کی نہیں۔[۵]

قول سر فریڈریک پولاک[۶] اس بارہ میں تمام قانون نے منجملہ ان تین مشہور مسائل کے جنکا ذکر اوپر کیا گیا ہے جنکو جسٹینین نے الپئین کی ایک کتاب سے اخذ کیا ہے یہ ہر سہ اصول متذکرہ اس ایک مسئلہ سے نشوونما پائے ہیں جو مسئلہ یہ ہے کہ

مسئلہ۔ کسیکو ضرر نہ پہونچایا جاوے۔

قانون کا اصل اصول اسی مسئلہ پر منحصر ہے اور اسی سے تمام اخلاق کا مقیاس ظاہر ہوتا

(۵۳۹)

[۱] ترجمہ اصول قانون سر ہنٹنگٹن صفحہ (۱۲) [۲] " صفحہ (۱۳۰) [۳] " صفحہ (۱۳۲) [۴] " صفحہ (۱۳۳) [۵] " صفحہ

ہے جو کسی مذہب ملک کے اصول قانون سے جدا نہیں ہو سکتا۔ اور جسکے تسلیم نہ کئے جانے کا نتیجہ یہ ہوگا
کہ جماعت انسانی میں عام بدنظمی پھیلیگی اور جان معرض خطر میں اور جائداد غیر محفوظ رہیگی لیکن
استثناء ۔ اس مسئلہ کو اسطرح نہ سمجھنا چاہیے کہ اس سے حق ملکیت کے آزادانہ
استعمال میں ہر قسم کی مداخلت صرف اسوجہ سے جائز ہو کہ استعمال مقصودہ سے کسی کو ضرر
پہونچنے کا احتمال ہے پس محض یہ امر کہ کسی شخص نے دوسرے شخص کے فعل سے کچھ
نقصان اٹھایا ہے۔ خواہ مخواہ اوس فعل کو بطور ایک مضرت دیوانی کے ناجائز قابل نالش نہیں
قرار دیگا کیونکہ اگر شخص حقدار اپنے حق کا جائز طریقہ سے استعمال کرے تو وہ اون مضر نتائج پر
جو ہر حال میں دوسرے کے حق میں ظہور پذیر ہوں گے **مثلاً** دکسی تجارت کے مقابلہ میں اوسی
قسم کی تجارت اختیار کرنے سے) غور کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ اور نہ وہ ایسے نتائج کا ذمہ دار
قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس قسم کے مقدمات میں یہ قاعدہ قانون اختیار کرنا چاہیے کہ جو شخص کسی
ایسی شے کا استعمال کرے جو قانوناً خود اوسکی ملک ہو تو یہ سمجھا جائیگا کہ وہ کسیکو ضرر نہیں پہونچاتا
اس کی بابتہ اگر کوئی ہرجہ وقوع میں آئے تو وہ ہرجہ بغیر مضرت قانونی متصور رہوگا۔

ہندوستان میں اختیارات عدالت ایکوئیٹی[1]

ہندوستان میں کوئی ایسی عدالت ایکوئیٹی مقرر نہیں ہے
بلکہ ججوں کو خاص طور پر بذریعہ قانون ہدایت کیگئی ہے کہ اس قسم کے قواعد سے مدد لیجایا کریں
مگر یہ نہیں بتایا گیا ہے کہ یہ قواعد کہاں سے ملسکتے ہیں بلکہ خود عدالتوں پر اسکی جستجو کا بار ڈالا
گیا ہے۔ تاہم بتقلید مقننوں کے ہم اسقدر رکھ سکتے ہیں کہ یہ قواعد ایسے ہوں کہ اون سے
اصول انصاف رسانی کے مقاصد پورے ہوں اور اونکو عقل سلیم تسلیم کرے۔
علاقہ **سرکار نظام** میں بھی اس قسم کی کوئی علحدہ عدالت مقرر نہیں ہے بلکہ ایسی نہیں

(۱) ترجمہ اصول قانون سمرینگین صفحہ (۱۲۵)

عدالتوں کو یہ اختیارات تمیزی حاصل ہیں۔

ہدایت۔ دادرسی کی مزید توضیح کیلئے ملاحظہ ہو دفعہ (۷۷) باب سوم فصل دوم قانون حصہ اول مجموعہ ہذا

باب ہشتم

قانون دادرسی خاص

قانون اصلی

دادرسی خاص | **دفعہ ۲۵۱** باب گذشتہ کے دفعہ (۲۴۹) میں یہ امر ظاہر کیا گیا ہے کہ حق کے اتلاف یا خلاف ورزی کے دو چارہ کار ہیں وہ یہ کہ

(۱) جو چیز لے لی گئی ہے وہ واپس دلائی جائے۔ یا

(۲) اوس کا معاوضہ۔

اس چارہ کار میں انگلستان کی عدالتہا ایکوئٹی اور جرمن کے قانون جاریہ اور قانون روما کے مابین اختلاف ہو تا دفعہ مذکور میں جو ظاہر کیا گیا ہے وہ حسب ذیل بیان سے ظاہر ہے۔

قول سر منگیل صاحب | بصورت نقض معاہدہ قوانین انگلستان و ہندوستان کے بموجب وہ فریق جسکو نقض معاہدہ سے نقصان پہونچا ہو بعض صورتوں میں علاوہ معاوضہ کے یا بجائے اوسکے دادرسی خاص کا بھی دعویٰ کر سکتا ہے لیکن دوسرے ممالک کے قوانین کی رو سے یہ چارہ کار خاص بلحاظ اس مسئلہ کے کہ۔

مسئلہ۔ کوئی شخص کسی کام کے انصرام پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

عطا نہیں کیا جاتا انگلستان اور ہندوستان میں تعمیل خاص اسطور پر بالجبر کرائی جا سکتی ہے کہ فریق قاصر۔ قید یا اوسکی جائداد قرق کیجائے یا قید اور قرقی دونوں عمل میں آئیں۔

بلحاظ اسکے دادرسی خاص حسب ذیل ہو سکتی ہے۔

مثال ۔ زید ایک باغ کا مالک ہے بکر اوس سے ناجائز طور پر بیدخل کرتا ہے ۔ زید کو یہ حق حاصل ہے کہ تمام دنیا کے مقابلہ میں اپنا قبضہ اوس باغ پر قائم رکھے بکر نے اوسپر اپنا قبضہ کرنے سے زید کے مقابلہ میں ٹارٹ کا ارتکاب کیا ہے ۔ ایسی صورت میں زید مفصلہ ذیل چارہ کار اختیار کر سکتا ہے

(الف) ۔ زید عدالت فوجداری میں استغاثہ پیش کر سکتا ہے کہ بکر کو مداخلت بیجا مجرمانہ کی بابتہ سزا دیجائے ۔

(ب) ۔ زید عدالت دیوانی میں استدعا کر سکتا ہے کہ سابقہ حالت پھر قائم کیجائے اور باغ پر اوسکو قبضہ دلایا جائے ۔

(ج) ۔ زید عدالت دیوانی میں یہ بھی استدعا کر سکتا ہے کہ بکر سے اوسکو ہرجہ دلایا جائے

توضیح ۔ جب زید چارہ کار متذکرہ صدر ضمن (ب) کی استدعا کرے تو کہا جائیگا کہ اوس نے دادرسی خاص کی استدعا کی یعنے وہی حق طلب کیا جو اوسکے حق پر حملہ ہونے کے قبل اوسکو حاصل تھا ۔

فرق مابین دادرسی و دادرسی خاص **دفعہ ۲۵۲** دادرسی ہو وہ چارہ سازی مراد ہے جو عدالتیں دعویدار و نکو عطا کرتی ہے ۔ اور

دادرسی خاص وہ صورت میں کہی جا سکتی ہے جب دعویدار کو بطور خاص وہ چارہ کار عطا کیا جائے جس سے اوسکے اتلاف حق کی تلافی ہو سکتی ہو ۔

قانون دادرسی خاص ممالک محروسہ سرکار عالی

ترتیب قانون دادرسی خاص ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۷) بابت ۱۳۱۷ف **دفعہ ۲۵۳** قانون دادرسی خاص ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۷) بابت ۱۳۱۷ف کی ترتیب اسطرح عمل میں آئی ہے کہ

اس قانون کے تین حصص مشتمل بر ہشت ابواب و چہل و پنج دفعات بعد تمہید[1] مفصلہ ذیل مضامین کے ساتھ قرار دیئے گئے ہیں۔

حصہ اول۔ مراتب ابتدائی۔

حصہ دوم۔ دادرسی خاص۔

باب اول۔ حصول قبضہ جائداد۔ ملاحظہ ہو دفعہ (۲۵۵) باب ہذا۔

باب دوم۔ معاہدات کی تعمیل بخصوص۔ ملاحظہ ہو دفعہ (۲۵۶) باب ہذا۔

باب سوم۔ تصحیح دستاویزات۔ ملاحظہ ہو دفعہ (۲۵۷) باب ہذا۔

باب چہارم۔ منسوخی معاہدات۔ ملاحظہ ہو دفعہ (۲۵۸) باب ہذا۔

باب پنجم۔ تنسیخ دستاویزات۔ ملاحظہ ہو دفعہ (۲۵۹) باب ہذا۔

باب ششم۔ ڈگری استقرار حق یا حیثیت۔ ملاحظہ ہو دفعہ (۲۶۰) باب ہذا۔

باب ہفتم۔ تقرر منتظم۔ ملاحظہ ہو دفعہ (۲۶۱) باب ہذا۔

حصہ سوم۔

باب ہشتم۔ احکام امتناعی۔ ملاحظہ ہو دفعہ (۲۶۲) باب ہذا۔

توضیح۔ یہ قانون دادرسی خاص ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۷)، ۱۳۱۲ف برٹش انڈیا کے ایکٹ نمبر (۱) ۱۸۷۷ء سے اصولی مماثلت پیدا کیا ہوا ہے۔ اور اس قانون کی تمہید یہ ہے کہ (ہرگاہ قرین مصلحت ہے کہ بعض اقسام دادرسی خاص کے متعلق قانون نافذ کیا جائے) جس سے صاف ظاہر ہے کہ دادرسی خاص کی تمام قسموں کے متعلق یہ

---

[1] تمہید کا مادہ مہد اسکے لغوی معنی بچھانا ہموار۔ کام کو درستگی سے شروع کرنا اصطلاحی معنی کسی مضمون کا خوکرنا دیباچہ بعنوان مقدمہ آغاز بقول مسٹر بیکن صاحب ہر ایک قانون کی تمہید کے معنی اوس قانون کے کل مضمون پر محیط ہے چونکہ تمہید سے واضعان قانون کا منشا نسبت اوس قانون کے ظاہر ہوتا ہے اسلئے وہ بمد و معاون حل مضامین قانون

[illegible]

قانون نافذ نہیں ہوا ہے بلکہ بعض اقسام دادرسی خاص کیلئے یہ قانون نافذ کیا گیا ہے منجملہ اقسام دادرسی خاص کے ایک قسم دادرسی خاص بذریعہ ٹارٹ ہوا کرتی ہے جسکا ذکر آئندہ باب (۱۹) میں آئیگا اس قانون کو اوس سے تعلق نہیں ہے بلکہ اون بعض اقسام دادرسی خاص سے اس قانون کو تعلق ہے۔ جو بذریعہ معاہدات پیدا ہوں یا بذریعہ حقوق وراثت کے یا بذریعہ وصیت یا ہبہ کے حاصل کیجا سکتی ہوں اس قسم کی دادرسی کا نفاذ بذریعہ قبضہ دہانی یا احکام امتناعی یا بذریعہ استقرار حق وغیرہ کے ہوا کرتا ہے اس قسم کی دادرسی عدالت کی معرفت ہوا کرتی ہے۔ گو بعض اوقات جبکہ کوئی شخص کسی کی زمین پر مداخلت بیجا کرنا چاہے تو وہ اسکو جبراً نکالدے سکتا ہے۔ یا اپنی جان یا مال کی حفاظت کیلئے استحقاق حفاظت خود اختیاری کو نافذ کرنے کے ذریعہ سے دادرسی کر سکتا ہے۔

دفعہ ۲۵۴ دادرسی خاص کسطرح ہو سکتی ہے — بروے دفعہ (۵) قانون دادرسی خاص ممالک محروسہ سرکار عالی۔ دادرسی خاص بطریق ذیل حاصل ہو سکتی ہے۔

الف۔ کسی جائداد کے قابض کو بیدخل کر کے جائداد مذکورہ دعویدار کے قبضہ میں دینا۔

ب۔ کسی فریق کو اوس فعل کے کرنیکا حکم دینا جسکا کرنا وجوب کے لحاظ سے اسپر لازم ہے۔

ج۔ کسی فریق کو اوس فعل کے کرنے سے ممانعت کرنا جو اوسکو کسی وجوب کے لحاظ سے نہ کرنا چاہیے (اس قسم کی دادرسی۔ دادرسی امتناعی کہلائے گی)

د۔ بجز تجویز معاوضہ کسی اور طرح پر اشخاص کے حقوق کی تجویز اور اون کا استقرار۔

ھ۔ تقرر ریسیور یعنے مہتمم۔

استثناء۔ بروے دفعہ (۵) قانون مذکور ہم مضمون دفعہ (۷) ایکٹ نمبر (۱) ۱۸۷۷ء دادرسی خاص صرف تعمیل قانون تعزیری کیلئے نہیں کیجا سکتی۔

حصول قبضہ جائداد

دفعہ ۲۵۵ جائداد دو قسم کی ہے۔

الف۔ جائداد غیر منقولہ۔

ب۔ جائداد منقولہ۔

حصول قبضہ جائداد غیر منقولہ

الف۔ بروے دفعہ (۶) قانون مذکور ہم مضمون دفعہ (۸) ایکٹ مذکور جو شخص کسی خاص جائداد غیر منقولہ کے قبضہ کا مستحق ہو وہ اسکو بموجب طریقہ مصرحۂ ضابطۂ دیوانی حاصل کرسکتا ہے۔ اور بروے دفعہ (۷) قانون مذکور ہم مضمون دفعہ (۹) ایکٹ مذکور اگر کوئی شخص بجز ضابطہ معینۂ قانون کے کسی اور طرح پر بغیر اپنی رضامندی کے جائداد غیر منقولہ سے بیدخل کردیا جائے تو وہ یا اور کوئی شخص جو اوسکے ذریعہ سے حق دعویٰ رکھتا ہو بیدخلی کی تاریخ سے (۶) ماہ کے اندر نالش رجوع کرکے اوسپر قبضہ پھر حاصل کرسکتا ہے۔ گو قبضہ کے سوا کسی اور حق کا جوابدہی میں ادعا کیا جائے۔

اس دفعہ کی رو سے محض قبضہ کی تحقیقات کی جائے گی لیکن اگر کوئی فریق کسی اور استحقاق کی بناء پر دعویدار ہو تو جو تصفیہ حسب دفعہ ہذا ہو وہ اوس دوسری نالش کا مانع نہ ہوگا جو اندرون میعاد پیش کیا جائے۔

اس دفعہ کی رو سے جو حکم یا ڈگری صادر ہو اوسکا مرافعہ نہ ہوسکیگا۔ البتہ اسکے متعلق مجلس عالیہ عدالت بصیغہ نگرانی کارروائی فرما سکے گی۔

اس دفعہ کی رو سے بمقابلہ سرکار نالش نہ ہوسکیگی۔

توضیح۔ اس دفعہ میں قانون میعاد سماعت کی مقررہ میعاد سے کم یعنے (۶) ماہ کی میعاد کا جو تعین کیا گیا ہے۔ وہ اسی مسئلہ سوم مندرجہ دفعہ (۲۵۰) باب گذشتہ کی بناء پر ہے کہ (تعویق سے انصاف میں خلل ہوتا ہے یعنے انصاف ہوشیاروں کی مدد کرتا ہے غافلوں کی نہیں)

حصول قبضہ جائداد منقولہ | ب- بروے دفعہ (۸) قانون مذکور ہم مضمون دفعہ (۱۰) ایکٹ مذکور جو شخص کسی خاص جائداد منقولہ کے قبضہ پانیکا مستحق ہو وہ اوسکو حسب قاعدہ مصرحۂ ضابطہ دیوانی حاصل کرسکتا ہے۔

توضیح

(۱) امین اس دفعہ کے بموجب اوس جائداد منقولہ کے قبضہ کے لئے نالش کرسکتا ہے جسمیں وہ جسکا وہ امین ہے حق استفادہ رکھتا ہو۔

(۲) کسی جائداد منقولہ کے قبضہ حال کا استحقاق خاص یا چند روزہ حسب دفعہ ہذا ارجاع نالش کیلئے کافی ہے۔

تمثیلات

(۱) زید نے عمرو کے واسطے اوس کی حیات تک کیلئے اراضی چھوڑی جو بعد اوسکے بکر پر منتقل ہونے والی ہے۔ اور فوت ہوا عمرو اوس اراضی پر دخیل ہوا لیکن بکر نے بغیر مرضی عمرو کے قبالہ جات پر قبضہ کرلیا پس جائز ہے کہ عمرو اون کاغذات کو بکر سے حاصل کرے۔

(۲) زید نے کچھ زیور عمرو کے پاس ایک قرضہ کے اطمنان کیلئے مکفول کیا اور عمرو نے اون زیورات کو علحدہ کردیا قبل ازاں کہ اوسکو استحقاق اسبات کا حاصل ہو کہ زید نے قرضہ اداکرنے یا اوسکا روپیہ دائن کو پیش کرنے کے بدوں اون زیورات کے قبضہ کی نالش عمرو پر کی۔ ایسی نالش خارج ہونی چاہیئے۔ اسلئے کہ زید اون زیورات کے قبضہ کا استحقاق ہنیں رکہتا ہے۔ گو کہ اوسکو کوئی حق اون زیورات کے محفوظ رکھوانیکا حاصل ہو۔

(۳) زید کے پاس ایک خط پہونچا جو اوسکے نام عمرو نے بھیجا تھا۔ بعد ازاں عمرو نے بلا رضامندی زید کے وہ خط واپس لے لیا۔ زید کو اوسمیں وہ حقیت ہے کہ جس سے

وہ عمرو سے اوسکے واپس پانیکا استحقاق رکھتا ہے۔

(۴) زید نے کتابیں اور کاغذات عمرو کے پاس بحفاظت رہنے کیلئے رکھے۔ عمرو نے اونکو کھو ڈالا۔ اور بکر نے پایا لیکن عند الطلب اوس نے عمرو کو نہیں دئیے پس جائز ہے کہ عمرو اونکو بکر سے بحفظ حق بکر کے اگر کچھ ادخیل ہو حسب دفعہ (۱۸۱) قانون معاہدہ ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۶) سنہ ۱۳۱۶ف ہم مضمون دفعہ (۱۸۰) ایکٹ نمبر (۹) سنہ ۱۸۷۲ء کے حاصل کرے۔

(۵) زید کو ایک گودام کا جو مالک ہے کہا گیا کہ فلاں اجناس بکر کو حوالہ کرنا وہ اجناس عمرو نے زید کے قبضہ سے نکال لیں۔ زید اون اجناس کیلئے عمرو پر نالش کر سکتا ہے۔

دفعہ ۲۵۶ **معاہدات کی تعمیل مخصوص** — قانون دادرسی خاص ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۷) سنہ ۱۳۱۷ف کے باب دوم معاہدات کی تعمیل مخصوص ہم مضمون باب دوم ایکٹ نمبر (۱) سنہ ۱۸۷۷ء کے حسب ذیل دس ضمن ہیں۔

	مذکور
الف۔ معاہدات جن کی تعمیل مخصوص ہو سکتی ہے۔	دفعہ (۱۰) قانون
ب۔ معاہدات جنکی تعمیل مخصوص نہیں ہو سکتی	دفعہ (۱۶) ،،
ج۔ صوابدید عدالت یعنے تعمیل کا حکم دینے میں عدالت کی صوابدید۔	دفعہ (۱۷) ،،
د۔ معاہدات کی تعمیل مخصوص کسکے حق میں ہو سکتی ہے۔	دفعہ (۱۸) ،،
ہ۔ معاہدات کی تعمیل مخصوص کسکے حق میں نہیں ہو سکتی۔	دفعہ (۱۹) ،،
و۔ معاہدات کی تعمیل مخصوص کسکے حقمیں بغیر تبدیل کے نہیں ہو سکتی۔	دفعہ (۲۱) ،،
ز۔ معاہدات کی تعمیل مخصوص کسکے مقابلہ میں ہو سکتی ہے۔	دفعہ (۲۲) ،،
ح۔ معاہدات کی تعمیل مخصوص کسکے مقابلہ میں نہیں ہو سکتی۔	دفعہ (۲۳) ،،
ط۔ تعمیل مخصوص کا دعویٰ خارج ہونیکا اثر۔	دفعہ (۲۴) ،،

ی) فیصلہ ثالثی اور ہدایات متعلق تکمیل تملیک نامہ۔ دفعہ ۲۵ قانون مذکور۔

معاہدات جنکی تعمیل مختص ہو سکتی ہے | **دفعہ ۲۵۶ (الف)** بروے دفعہ (۱۰) قانون مذکور بہم مضمون دفعہ ۱۲

ایکٹ مذکور صورتہا ئے مفصلہ ذیل میں ہر معاہدہ کی تعمیل مختص حسب صوابدید عدالت ہو سکتی ہے۔

الف۔ جب وہ فعل جسکی انجام دہی کا قرارداد ہوا ہو کسی کار امانتی کے دوران میں کلاً یا جزاً وقوع میں آیا ہو۔

ب۔ جب کوئی معیار اوس ہرجہ واقعی کی تشخیص کیلئے نہ ہو جو اوس فعل کے ترک سے ہو جسکی انجام دہی کا قرارداد ہوا تھا۔

ج۔ جب وہ فعل جسکی انجام دہی کا قرارداد ہوا تھا ایسا ہو کہ اوسکے ترک کا معاوضہ نقدی کافی دادرسی کا موجب نہ ہو۔

د۔ یہ ضمن غالب ہے فعل کی عدم تعمیل کا جسکی انجام دہی کا قرارداد ہوا تھا نقد معاوضہ نہ مل سکتا ہو

ضالیے بجز اسکے اور اوسوقت تک کہ اوسکے خلاف ثابت ہو عدالت یہ قیاس کریگی کہ کسی جائداد غیر منقولہ کے انتقال کے معاہدہ کی خلاف ورزی کی بابتہ نقدی معاوضہ کافی نہیں ہے۔ اور جائداد منقولہ کی بابتہ نقدی معاوضہ کافی ہے۔

تمثیلات

ضمن الف۔ زید کے پاس بکر کا سرکار عالی کا جاری کیا ہوا پرامیسری نوٹ امانتاً رکھا ہوا ہے زید اوس کو ناجائز طور پر منتقل کرتا ہے۔ ایسی صورت میں زید پر قانوناً یہ ذمہ داری ہے کہ سرکار عالی کا جاری کیا ہوا پرامیسری نوٹ خرید کر بکر کے حوالہ کرے اور بکر اوس ذمہ داری کی تعمیل مختص کرا سکتا ہے۔

ضمن ب۔ زید بکر سے ایک مصور متوفی کی کھنچی ہوئی تصویر خریدنیکا معاہدہ کرتا ہے۔ زید

اس معاہدہ کی تعمیل مختص کراسکتا ہے۔ کیونکہ اوس ہرجہ واقعی کی تشخیص کا کوئی معیار نہیں ہے جو اوس معاہدہ کی عدم تعمیل سے اوسکو ہوگا۔

بہ ضمن ج۔ (۱) زید بکر کے ہاتھ ایک مکان ایکہزار روپیہ میں فروخت کرنیکا معاہدہ کرتا ہے۔ بکر اس معاہدہ کی تعمیل مختص کراسکتا ہے۔

(۲) زید بکر کیلئے ایک تصویر ایکہزار روپیہ میں کھینچنے کا معاہدہ کرتا ہے۔ زید نے تصویر کھینچی بکر ایکہزار روپیہ ادا کرکے اوس تصویر کے حوالہ کئے جانیکا مستحق ہے۔

بہ ضمن د۔ زید نے بلا تحریر ظہری بعد لینے بدل کے ایک پرامیسری نوٹ عمرو کے ہاتھ منتقل کیا اوسکے بعد زید دیوالیہ ہوگیا اور بکر اوسکا مہتمم مقرر ہوا۔ عمرو بکر کو عبارت ظہری لکھنے پر مجبور کرسکتا ہے۔ کیونکہ ایسی صورت میں ہرجہ کی ڈگری لاحاصل ہوگی۔

اصول عام جن معاہدات کا معاوضہ بصورت نقدی ادا نہ ہوسکتا ہو اوسکی تعمیل مختص کرائی جاسکتی ہے اور جن معاہدات کا معاوضہ بصورت نقدی ادا ہوسکتا ہو اوسکی تعمیل مختص نہیں کرائیجاتی مثلاً اگر کوئی شخص ایکہزار من روئی یا پانسو من شکر یا پچاس ڈبہ چاے یا تھوکے نمونہ مقررہ کے بموجب فروخت کرنیکا معاہدہ کسی سے کرکے اوسکے ایفاء سے قاصر رہے تو شخص معاہد لہٗ کو موافق نرخ بازار اوس نمونہ کے عدالت سے معاوضہ زر نقد کے دلائے جانے سے دادرسی کافی ہوسکتی ہے۔ اور بازار سے ویسی ہی اشیاء خرید کر معاہد لہٗ اپنا مطلب حاصل کرسکتا ہے۔

معاہدات جنکی تعمیل مختص نہیں ہوسکتی

دفعہ ۲۵۶ (ب) بروے دفعہ (۱۶) قانون دادرسی خاص ممالک محروسہ سرکار عالی ہم مضمون دفعہ (۲۱) ایکٹ مذکور معاہدات ذیل کی تعمیل مختص نہیں کرائی جاسکتی۔

الف. جس معاہدہ کی خلاف ورزی کا نقد معاوضہ کافی ہو

ب. معاہدہ جسمیں نہایت خفیف یا کثرت سے جزئیات ہوں یا جسکی تعمیل کسی فریق کی لیاقت ذاتی یا رضا و رغبت پر منحصر ہو. یا جو اپنی نوعیت کے لحاظ سے ایسا ہو کہ عدالت اوسکے شرائط مادی کی تعمیل مخصوص نہ کرا سکتی ہو۔

ج. معاہدہ جسکے شرائط کی دریافت عدالت کافی صحت کیساتھ نہ کر سکتی ہو۔

د. معاہدہ جو اپنی نوعیت کے لحاظ سے قابل تنسیخ ہو۔

ھ. معاہدہ جو امنا نے اپنے اختیارات سے زائد یا بخلاف ورزی کار امانت کیا ہو۔

و. معاہدہ جو کوئی جماعت متحدہ یا عام کمپنی جو کسی خاص غرض کیلئے قائم کیگئی ہو۔ کرے یا اوسکے طرف سے کیا جائے یا اوسکے قائم مقام کرنیوالے کریں اور وہ اس جماعت یا کمپنی کے اختیار سے باہر ہو۔

ز. معاہدہ جسکی تعمیل میں کسی کام کا تاریخ معاہدہ سے (۳) سال سے زیادہ عرصہ تک برابر انجام پاتے رہنا لازم ہو۔

ح. معاہدہ جسمیں شئے معہودہ کا جزو مادی جسکو فریقین سمجھتے تھے کہ موجود ہے انعقاد عہد کے قبل ہی وجود میں نہ رہا ہو۔

باستثناء - اون صورتوں کے جنکی ضابطہ دیوانی میں صراحت ہے کسی معاہدہ کی جو کسی نزاع حال یا آئندہ کے سپرد ثالثی کرنے کی بابتہ ہو تعمیل مخصوص نہ کرائی جا سکیگی لیکن اگر وہ شخص جسنے ایسا معاہدہ کر کے اوسکی تعمیل سے انکار کیا ہو کسی ایسے امر کی بابتہ نالش کرے جسکی ثالثی کے ذریعہ سے تصفیہ کرانیکا اوس نے معاہدہ کیا تھا تو ایسے معاہدہ کا وجود نالش کا مانع ہوگا

تمثیلات

ضمن ـ الف ـ

(۱) زید بکر سے دس ہزار روپیہ کے سرکار عالی کے پرامیسری نوٹ خریدنے کا معاہدہ کرتا ہے۔

(۲) زید بکر سے (چالیس) صندوق نیل کے خریدنے کا معاہدہ کرتا ہے۔

(۳) زید نے بکر کو کچھ جائداد منتقل کی اور اوس کے معاوضہ میں بکر نے دس ہزار روپیہ تک زید سے داد وستد کی اور اوسکی ہنڈیاں ادا کرنیکا معاہدہ کیا۔

مندرجہ بالا معاہدات کی تعمیل مختص نہیں ہوسکتی کیونکہ تمثیل نمبر (۱ و ۲) میں زید و بکر دونوں کو اور تمثیل نمبر (۳) میں زید کو نقد معاوضہ مل سکتا ہے۔

ضمن ب ـ

(۴) زید بکر کی ملازمت کرنیکا معاہدہ کرتا ہے۔

(۵) زید بکر کو ملازم رکھنے کا معاہدہ کرتا ہے۔

(۶) زید بکر کیلئے جو ایک کتب فروش ہے ایک کتاب تیار کرنیکا معاہدہ کرتا ہے۔

ان ہر سہ معاہدات مندرجہ بالا کی بکر تعمیل مختص نہیں کرا سکتا۔

(۷) زید نے بکر کا کارخانہ اوس قیمت پر خریدنے کا معاہدہ کیا جو دو شخص مشخص کریں جنمیں سے ایک کو زید مقرر کریگا اور دوسرے کو بکر۔ زید اور بکر دونوں ایک ایک شخص کو مقرر کرتے ہیں لیکن قبل اسکے کہ وہ قیمت مشخص کریں۔ زید نے اپنے مقرر کئے ہوئے شخص کو قیمت مشخص کرنے کی ممانعت کردی۔

(۸) زید اور بکر میں یہ معاہدہ ہوا کہ زید اپنا جہاز کلکتہ سے رنگون لیجائیگا۔ اور وہاں سے چانول بھر کے اوسکو لندن لیجائیگا۔ کرایہ ایک ثلث رنگون میں ادا کیا جائے اور باقی دو ثلث

مال حوالہ کرنے پر لندن میں۔

(۹) زید نے بکر کو اپنی اراضی کا پٹہ دیا اور بکر نے تاریخ پٹہ سے تین سال تک ایک خاص طریقہ پر اسکی کاشت کا معاہدہ کیا۔

(۱۰) زید اور بکر میں یہ معاہدہ ہوا کہ زید ایک معین رقم سالانہ پیشگی ادا کریگا اور بکر تاریخ معاہدہ سے (۳) سال تک اپنی اراضی پر ایک خاص قسم کی فصل کی کاشت اور تیار ہونے پر زید کے حوالہ کریگا

(۱۱) زید بکر سے ایک ہزار روپیہ میں ایک تصویر کھینچنے کا معاہدہ کرتا ہے۔

(۱۲) زید بکر سے چند کارہائے تعمیرات کی تکمیل کا معاہدہ کرتا ہے جنکی نگرانی عدالت نہیں کرسکتی۔

(۱۳) زید بکر سے معاہدہ کرتا ہے کہ ایک خاص قسم کا مال جسکی بکر کو ضرورت ہو مہیا کریگا۔

(۱۴) زید بکر سے ایک مکان معین مدت کیلئے مقررہ کرایہ پر اس شرط سے لینے کا معاہدہ کرتا ہے کہ وہ مکان عمدہ سامان سے آراستہ کیا جائیگا۔ گو یہ شرط ایسی تجویز کیجائے کہ اوسکی خلاف ورزی کیصورت میں معاوضہ تجویز کیا جاسکے۔

(۱۵) زید ہندہ کے ساتھ ازدواج کا معاہدہ کرتا ہے۔

مندرجہ بالا معاہدات کی تعمیل مختص نہیں ہوسکتی۔

بہ ضمن ج

(۱۶) زید نے بکر سے یہ معاہدہ کیا کہ وہ اپنے ہوٹل میں اسکو اپنا مال فروخت کرنیکے لئے جگہ دیگا اور اوسکے فروخت کرنیکے لئے جسقدر سامان کی ضرورت ہو وہ بھی مہیا کریگا۔ زید اس معاہدہ کی تعمیل سے انکار کرے تو ایسی صورت میں اس معاہدہ کی خلاف ورزی کی بابتہ معاوضہ تجویز کیا جاسکتا ہے لیکن اسکی تعمیل مختص کا حکم نہیں ہوسکتا کیونکہ جگہ اور سامان کی تعداد اور نوعیت کیصراحت نہیں کیگئی ہے

بہ ضمن (د)

(۱۷) زید اور بکر نے ایک کار و بار میں شریک ہونیکا معاہدہ کیا اور معاہدہ میں شراکت کی مدت کی صراحت نہیں ہے اس معاہدہ کی تعمیل مختص نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اگر تعمیل مختص کا حکم دیا جائیگا تو زید اور بکر دونوں کو شراکت فوراً فسخ کرنیکا اختیار ہوگا۔

بہ ضمن (ھ)

(۱۸) زید کو بحیثیت امین کے یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ سات سال کیلئے اراضی امانتی پٹہ پر دے وہ بکر سے اس اراضی کو سات سال گذرنے کے بعد اس پٹہ کی تجدید کریگا۔

اس معاہدہ کی تعمیل مختص نہیں ہو سکتی۔

(۱۹) ایک کمپنی کے ڈائرکٹروں کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کمپنی کا کاروبار شرکا کی منظوری سے جو عام اجلاس میں صادر کیجائے فروخت کریں وہ بغیر ایسی منظوری کے فروخت کرنیکا معاہدہ کرتے ہیں۔ اس معاہدہ کی تعمیل مختص نہیں ہو سکتی۔

(۲۰) ایک جائداد قیمتی ایک لاکھ روپیہ کے دو امنا ہیں جنکو جائداد مذکور فروخت کرنیکا اختیار حاصل ہے۔ وہ اوس جائداد کے تین ہزار روپیہ میں بکر کے ہاتھ فروخت کرنیکا معاہدہ کرتے ہیں۔ یہ معاہدہ اسقدر نقصان دہ ہے کہ وہ بمنزلہ نقض امانت کے ہوگا اور بکر اوسکی تعمیل مختص نہیں کرا سکتا۔

(۲۱) معدنیات کی ایک کمپنی کے قائم کرنیوالوں نے یہ معاہدہ کیا کہ جب کمپنی قائم ہو جائیگی تو وہ معدنیات کا کچھ سامان خریدے گی۔ اونھوں نے اس سامان کی قیمت کا اندازہ کرنے میں مناسب احتیاط نہیں کی اور یہ بھی قرار داد کیا کہ بائع اونکو زر ثمن میں سے کچھ رقم بطور معافی کے دینگے۔ اس معاہدہ کی تعمیل مختص نہیں ہو سکتی۔

بہ ضمن (و)

(۲۲) ایک کمپنی نے جو صرف ریلوے جاری کرنے کی غرض سے قائم ہوئی ہے کچھ اراضی اس غرض سے خریدنے کا معاہدہ کیا کہ اوس اراضی پر ایک روئی کی گرنی قائم کرے۔

اس معاہدہ کی تعمیل مخصص نہیں ہو سکتی۔

بہ ضمن بہا۔

(۲۳) زید نے بکر سے یہ معاہدہ کیا کہ بکر اوس ریلوے کو جو اوسکی اراضی پر ہے اکیس سال تک استعمال کریگا اور بکر کو شرط معینہ کے مطابق کل لین پر اپنی گاڑیاں چلانیکا اختیار ہوگا کہ وہ زید سے انجن حسب ضرورت طلب کر سکیگا۔ اور زید اس مدت تک ریلوے لین کی ضروری مرمت کرتا رہیگا۔

بکر اس معاہدہ کی تعمیل مخصص نہیں کرا سکتا۔

بہ ضمن ح

(۲۴) زید نے بکر سے یہ معاہدہ کیا کہ تا حیات عمر و خالد اوسکو ایک سالانہ رقم ادا کریگا۔ بعد ازاں یہ معلوم ہوا کہ معاہدہ کے انعقاد کی تاریخ کو عمرو فوت ہو چکا تھا۔ گو زید و بکر دونوں نے یہ سمجھا تھا کہ وہ زندہ ہے۔

اس معاہدہ کی تعمیل مخصص نہیں ہو سکتی۔

صوابدید عدالت | **دفعہ ۲۵۶** (ج) بروے دفعہ (۱۷) قانون دادرسی خاص سرکار عالی بہ مضمون دفعہ (۲۲) ایکٹ نمبر (۱) ۱۸۷۷ء تعمیل مخصص کی ڈگری عدالت کی صوابدید پر منحصر ہے اور عدالت مجبور نہیں ہے کہ تعمیل مخصص کا حکم محض اس وجہ سے دے کہ ایسا حکم دینا ناجائز ہے۔ لیکن عدالت کی صوابدید معقول اور اصول انصاف پر مبنی ہونی چاہئے۔

صور تہائے ذیل میں عدالت اپنی صوابدید کو بطور مناسب عمل میں لاکر تعمیل مخصص کی ڈگری

صادر کرنے سے انکار کرسکتی ہے۔

(۱) جبکہ وہ حالات جنمیں معاہدہ منعقد ہوا ایسے ہوں کہ ان سے مدعی کو مدعی علیہ کے مقابلہ میں ناواجبی فائدہ پہونچنا متصور ہو۔ گو کوئی فریب یا مغالطہ دہی مدعی کے جانب سے عمل میں آئی ہو

(۲) جبکہ تعمیل عہد سے مدعی علیہ پر کوئی سختی ہوتی ہو جو اسکے خیال میں نہ تھی۔ مگر بصورت عدم تعمیل عہد کوئی ایسی سختی مدعی پر نہ ہوتی ہو۔

صورتہائے متذکرہ صدر اوس اصولی مسئلہ مندرجہ دفعہ (۲۵۰) باب گذشتہ پر قائم ہوئی ہیں جو مسئلہ یہ ہے کہ (جو شخص انصاف کا خواہاں ہو اوسکو چاہئے کہ بذات خود اصول انصاف پر کاربند ہو) صورت مندرجہ ذیل میں عدالت اپنی صوابدید کو بطور مناسب عمل میں لاکر تعمیل مختص کی ڈگری صادر کرسکے گی۔

(۳) جب مدعی بوجہ ایسے معاہدہ کے جو قابل تعمیل مختص ہو امور اہم انجام دے چکا یا نقصانات برداشت کرچکا ہو۔

تمثیلات

ضمن (۱)

(۱) زید نے جسکو ایک جائداد میں حق حیات حق حاصل تھا اپنا حق بکر کے نام منتقل کیا بکر نے اس حق کو خالد کے ہاتھ فروخت کرنیکا معاہدہ کیا۔ معاہدہ کی تکمیل کے قبل زید کو مہلک ضرر پہونچا جسکی وجہ سے وہ تکمیل معاہدہ کے دوسرے دن مرگیا۔ اگر بکر و خالد دونوں اس واقعہ سے لاعلم تھے یا دونوں کو اسکا علم تھا تو بکر اس معاہدہ کی تعمیل مختص کراسکتا ہے لیکن اگر بکر کو اسکا علم ہوا اور خالد کو نہ ہو تو اس معاہدہ کی تعمیل مختص بکر کے حق میں نہ ہونی چاہئے۔

(۲) زید نے بکر سے اس حق کے فروخت کرنیکا معاہدہ کیا جو خالد کو ایک تجارتی کاروبار میں

حاصل ہے۔ معاہدہ میں یہ بھی قرار داد ہوا کہ معاہدہ قابل التعمیل ہوگا۔ گو خالد کا حق اس کاروبار میں کچھ بھی نہ ہو۔ فی الواقع خالد کا حق اس کاروبار میں شراکت کے حسابات پر منحصر ہے جسمیں وہ اپنے شرکا کا بہت زیادہ قرضدار ہے زید کو اس قرضہ کا علم ہے لیکن بکر کو نہیں ہے زید کے حق میں اس معاہدہ کی تعمیل مختص نہ ہونی چاہیئے۔

(۳) زید نے بکر سے کچھ اراضی کے فروخت کرنیکا معاہدہ کیا۔ اس راضی کو طغیانی سے محفوظ رکھنے کیلئے ضرور ہے کہ ایک کنڈ صرف کثیر سے قائم رکھا جائے بکر کو اس بات کا علم نہیں ہے۔ اور زید نے اسکو بکر سے مخفی رکھا۔ زید کے حق میں اس معاہدہ کی تعمیل مختص نہ ہونی چاہیئے۔

(۴) زید کی جائداد نیلام ہو رہی ہے۔ بکر کی خالد سے جو زید کا مختار ہے اپنی جانب سے بولی بولنے کیلئے کہا۔ خالد نے نیک نیتی سے حالات پر بغیر غور کرنے کے بولی شروع کی اور اشخاص نے جو وہاں خریدنے کیلئے موجود تھے یہ دیکھکر کہ بائع کا مختار بولی بول رہا ہے۔ یہ خیال کیا کہ وہ محض قیمت بڑھانے کیغرض سے بولی بول رہا ہے۔ اور انھوں نے بولی بولنا بند کر دیا۔ جائداد بکر کے نام کم قیمت پر نیلام ہو گئی۔
بکر کے حق میں تعمیل مختص نہ ہونی چاہیئے۔

بہ ضمن (۲)

(۵) زید اپنے باپ کی وصیت کی رو سے کچھ جائداد کا اس شرط پر حقدار ہے کہ اگر وہ اسکو پچیس ۲۵ سال کے اندر فروخت کریگا تو نصف زرِ ثمن بکر کو بھیجے گا۔ زید کو اس شرط کا خیال نہ رہا اور اس نے پچیس ۲۵ سال کے قبل ہی اس جائداد کو خالد کے ہاتھ فروخت کرنیکا معاہدہ کیا۔ ایسی صورت میں معاہدہ کی تعمیل مختص سے زید پر ایسی سختی ہوگی جسکا اسکو

خیال نہ تھا۔ اور عدالت خالد کے حق میں اسکی تعمیل مختص کا حکم نہ دیگی۔

(۶) زید اور بکر امنا نے اپنے موتن لہٗ خالد سے ملکر جائداد امانتی حامد کے ہاتھ فروخت کرنیکا معاہدہ کیا۔ اور بالذات اس بات کی ذمہ داری قبول کی کہ وہ اوس جائداد کو بار کفالت سے سبکدوش کرویں۔ زرثمن کفالت کے ادا کیلئے کافی نہیں ہے گو معاہدہ کیوقت بائعان نے یہ خیال کیا تھا کہ وہ کافی ہوگا۔

حامد کے حق میں معاہدہ کی تعمیل مختص سے انکار کیا جائیگا

(۷) زید نے اپنی جائداد بکر کے ہاتھ فروخت کرنیکا معاہدہ کیا۔ اور یہ شرط کی کہ زید پر جائداد کی صراحت کرنی لازمی نہ ہوگی۔ جائداد مذکور میں ایک ایسی قیمتی جائداد بھی داخل ہے جسکا دونوں کو علم نہ تھا۔

بکر اس معاہدہ کی تعمیل مختص نہیں کرا سکتا جبتک کہ وہ اس قیمتی جائداد سے دست بردار نہ ہو

(۸) زید نے اپنی جائداد بکر کے ہاتھ فروخت کرنیکا معاہدہ کیا اور یہ شرط کی کہ وہ ریلوے اسٹیشن سے جائداد تک ایک سڑک تیار کردیگا۔ بعد ازاں معلوم ہوا کہ اگر وہ سڑک تیار کریگا تو مقدمہ بازی کا احتمال ہے۔ بکر کے حق میں سڑک تیار کرنے کے معاہدہ کی تعمیل مختص نہیں ہوسکتی گو عدالت یہ تجویز کرے کہ وہ باقی معاہدہ کی تعمیل مختص اور سڑک نہ تیار کرنے کی بابتہ معاوضہ کا مستحق ہے۔

(۹) زید نے جو ایک معدن کا پٹہ گیرندہ ہے اپنے پٹہ دہندہ بکر سے یہ معاہدہ کیا کہ وہ پٹہ میں بکر کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ زید کو اون کلوں اور آلات کے خریدنے کی خواہش کی اطلاع دے جو معدن میں اور اوسکے متعلق مستعمل ہوں۔ اور یہ کلیں اور آلات اس قیمت پر جو تشخیص کی جائے پٹہ کی مدت کے ختم ہونے پر اسکے حوالہ کئے جائینگے۔ یہ معاہدہ زید کے کاروبا

کیلئے نہایت مضر ہو سکتا ہے اور بکر کے حق میں اس کی تعمیل مختص نہ کرائی جائے گی۔

(۱۰) زید نے بکر سے کچھ اراضی کے خریدنے کا معاہدہ کیا۔ معاہدہ میں اس اراضی کے راستہ کا کچھ ذکر نہیں ہے اس اراضی کے متعلق راستہ کا حق کسی اور اراضی پر سے ثابت نہیں ہے۔ بکر اس معاہدہ کی تعمیل مختص نہیں کرا سکتا

(۱۱) زید نے بکر سے معاہدہ کیا کہ وہ خاص قسم کا مال جسکی اسکو اپنی تجارت کے کام کیلئے ضرورت ہوگی بکر کے کارخانہ سے لیگا۔ اور کسی اور جگہ سے نہ لیگا۔ عدالت بکر کو اس مال کے بہم پہونچانے پر مجبور نہیں کر سکتی ہے۔ اور اگر وہ مال نہ دے تو زید کو بہت نقصان پہنچ سکتا ہے نیز اگر وہ اس مال کو اور جگہ سے نہ خرید سکے تو ایسی حالت میں بھی بکر اس معاہدہ کی تعمیل مختص نہیں کرا سکتا۔

بہ ضمن (۳)

(۱۲) زید نے ایک ریلوے کمپنی کے ہاتھ اراضی فروخت کی اور کمپنی نے اوسکی آسایش کیلئے کچھ مکانات بنانیکا معاہدہ کیا۔ کمپنی نے اراضی لیکر اپنے ریلوے کے کام میں استعمال کی زید کے حق میں مکانات بنانے کے معاہدہ کی تعمیل مختص حسب صوابدید عدالت ہو سکتی ہے۔

معاہدات کی تعمیل مختص کسکے حق میں ہو سکتی ہے دفعہ ۲۵۶ (د)

بروے دفعہ (۱۸) قانون دادرسی خاص ممالک محروسہ سرکار عالی ہم مضمون دفعہ (۲۳) قانون دادرسی خاص مجریہ ہند معاہدہ کی تعمیل مختص مفصلہ ذیل کرا سکتے ہیں۔

الف۔ کوئی فریق معاہدہ ہو۔

ب۔ کسی فریق معاہدہ کا قائم مقام حقیت یا اصل مالک۔

مگر شرط یہ ہے کہ جب کسی ایسے فریق کا علم ہنر۔ استطاعت یا قابلیت ذاتی معاہدہ کا اہم جزو ہو یا جب معاہدہ میں یہ شرط ہو کہ کسی فریق کا حق منتقل نہیں ہوگا تو اوسکا قائم مقام حقیت یا اصل مالک اس معاہدہ کی تعمیل مختص کا مستحق نہ ہوگا۔

بجز اسکے کہ معاہدہ کے اوس حصہ کی تعمیل ہوچکی ہو جو اوس فریق کے ذمہ تھا۔

(ج) جب ایک ہی خاندان کے ارکان کے مابین مثبتہ حقوق کی مصالحت یا تملیک متعلقہ ازدواج کا معاہدہ ہو تو ہر شخص جو اوسکی رو سے منفعت کا مستحق ہو۔

(د) جب معاہدہ قابض حین حیاتی نے کسی اختیار کی واجبی تعمیل میں کیا ہو تو شخص مستحق باقیماندہ

(ھ) پسماندہ وذی حق جو قابض ہو جبکہ اقرار اوسکے قبل کے قابض حقیت کیساتھ ہوا ہو اور وہ اوس اقرار سے فائدہ اُٹھانے کا مستحق ہو۔

(و) پسماندہ وذی حق جو قابض ہو جبکہ اقرار اوسکے قبل کے قابض حقیت کیساتھ ہوا ہو اور وہ اوس اقرار سے فائدہ اُٹھانیکا مستحق ہو۔ اور اوسکے نقض کیصورت میں اوسکو نقصان واقعی ہوتا ہو۔

(ز) جب کسی کمپنی عام نے کوئی معاہدہ کیا ہو اور بعدہ وہ کسی دوسری عام کمپنی میں ضم ہوجاوے تو جدید کمپنی جو انضمام سے پیدا ہو۔

(ح) جب کسی عام کمپنی کے قائم کرنیوالوں نے اوسکے منتظم ہونے سے پہلے کمپنی کے اغراض کیلئے کوئی معاہدہ کیا ہو اور کمپنی کے قیام کی شرائط کے لحاظ سے ایسا معاہدہ جائز ہو تو کمپنی مذکور۔

تمثیلات

(۱) مسمی (الف) نے مسمی (ب) سے اپنی حقیت کے بیع کرنیکا معاہدہ کیا اور بعد تکمیل معاہدہ کے (ب) فوت ہوگیا تو (ب) متوفی کا وارث اس معاہدہ کی تعمیل مختص کرا پانیکا مستحق ہے۔

(۲) مسمی (الف) نے مسمی (ب) سے اپنی حقیت کے بیع کرنیکا معاہدہ کیا اور مسمی (ب) نے بعوض معاوضہ کافی کے اپنا استحقاق اس معاہدہ کا مسمی (ج) کے ہاتھ بیچ ڈالا تو (ج) مستحق کرا پانے تعمیل مختص اس معاہدہ کا ہے۔

(۳) مسمی (الف) کارندہ مسمی (ب) ساہوکار کا ہے اوس نے مسمی (ج) بایع سے یہ معاہدہ کیا

کہ وہ اوسکی حقیقت واسطے معاہدہ مسمی (ب) مالک اپنے کے خریدیگا. اور مسمی (ج) نے اس حقیقت کے بیع کرنیکا مسمی (الف) کارندہ بیع سے معاہدہ کیا تو ایسی حالت میں مسمی (ب) مالک (الف) کارندہ کا بغرض تعمیل مختص کرا پانیکا معاہدہ مذکور کی بابتہ بنام (ج) کے نالش کرسکتا ہے۔

(۴) (الف) ایک نہایت مشہور اور عمدہ مصور ہے. اور (ب) نے بوجہ اوسکی شہرت و لیاقت صناعی کے اوس سے یہ معاہدہ کیا کہ بعوض ایک رقم زر کثیر کے مسمی (الف) ایک تصویر (ب) کی کھینچ دے. اور (الف) مصور نے تصویر کھینچ دینے کا اقرار کیا بعدہ کھینچ دینے تصویر کے قبل مسمی (الف) نے اپنے کارخانہ مصوری کو معہ جملہ فرمائشوں کے مسمی (ج) کے ہاتھ بیچ ڈالا تو ایسی صورت میں مسمی (ج) مسمی (الف) کو اپنے ہاتھ کی تصویر لے لینے پر یعنے معاہدہ کی تعمیل مختص کرنے پر مجبور نہیں کرا سکتا لیکن قبل از فروخت دوکان کے مسمی (الف) نے بغرض تعمیل معاہدہ (ب) کے تصویر (ب) کی اپنے ہاتھ سے کھینچ دی ہو تو اوس صورت میں مسمی (ج) واسطے خرید لینے اوس تصویر کے یعنے تعمیل مختص کرا پانے معاہدہ کی بابتہ مسمی (ب) کو مجبور کرا سکتا ہے کہ مسمی (ب) قیمت معہودہ ادا کرکے وہ تصویر خریدے

(۵) گورنمنٹ کو ایک بڑی ندی کا پل واسطے ریل کے بنوانے کی ضرورت ہے اور اوس نے ایک بڑی نامی گرامی مالدار کمپنی کو اوسکے بنوانے کا ٹھیکہ دیا. اور شرط یہ قرار پائی کہ اگر میعاد مقررہ کے اندر پل تیار نہ ہوگا تو ایک رقم کثیر بطور جرمانہ کے وہ کمپنی ادا کرے گی۔

اس صورت میں وہ کمپنی جس نے گورنمنٹ سے اوس پل کا ٹھیکہ لیا ہے کسی دوسری کمپنی کو وہ ٹھیکہ منتقل نہیں کرسکتی. کیونکہ وہ کمپنی جسکو ٹھیکہ منتقل کرنا چاہتی ہے ممکن ہے کہ ایسی استطاعت نہ رکھتی ہو کہ اوس صرفہ کثیر کی متحمل ہوسکے یا در صورت عدم ایفاء وعدہ کے اسقدر زر جرمانہ مشروطہ اوس سے وصول نہ کیا جاسکے۔

دفعہ ۲۵۶ (ھ)

بروے دفعہ (۱۹) قانون دادرسی خاص

معاہدات کی تعمیل مختص کس کے حق میں نہیں ہوسکتی

مجریہ سرکار عالی ہم مضمون دفعہ (۲۴) قانون دادرسی خاص مجریہ بینہ معاہدہ کی تعمیل مختص مفصلہ ذیل اشخاص کے حق میں نہیں ہو سکتی۔

(الف) جو خلاف ورزی معاہدہ کا معاوضہ نہ حاصل کر سکتا ہو۔

(ب) جو اپنی ذمہ گی حصہ معاہدہ کی کسی ضروری شرط کی انجام دہی کے ناقابل ہو گیا ہو یا جو اسکی خلاف ورزی کرے جسکی تکمیل اسکے طرف سے باقی ہو۔

(ج) جس نے کوئی چارہ کار اختیار کر کے معاہدہ کی مبینہ خلاف ورزی کی بابتہ کوئی معاوضہ حاصل کر لیا ہو

(د) جسکو معاہدہ کے قبل یہ اطلاع ہو کہ شے متعلقہ معاہدہ کی تملیک ہو چکی ہے اور اسوقت تک نافذ ہے گو ایسی تملیک کسی قیمتی بدل کی بناء پر نہ ہوئی ہو۔

تمثیلات

بہ ضمن (الف)

(۱) زید بکر کے کارندہ کی حیثیت سے خالد سے اوسکا مکان خریدنیکا معاہدہ کرتا ہے۔ زید فی الواقع بکر کے کارندہ کی حیثیت سے عمل نہیں کر رہا ہے بلکہ اپنی طرف سے معاہدہ کرتا ہے۔
زید اوسکی تعمیل مختص نہیں کرا سکتا۔

بہ ضمن (ب)

(۲) زید بکر کے ہاتھ ایک مکان فروخت کرنے اور اوسکو معین کرایہ سالانہ پر چودہ سال کیلئے کرایہ پر لینے کا معاہدہ کرتا ہے۔ زید دیوالیہ ہو گیا اوسکو یا منتظم جائداد کو اوس معاہدہ کی تعمیل مختص کا اختیار نہیں ہے

(۳) زید بکر کے ہاتھ ایک مکان اور باغ جس میں آرائشی درخت ہیں فروخت کرنیکا معاہدہ کرتا ہے۔ اوس مکان کے بود و باش کے قابل ہونے میں وہ باغ ایک اہم جزو ہے۔ زید نے بلا رضامندی بکر کے اون درختوں کو کاٹ ڈالا زید معاہدہ کی تعمیل مختص نہیں کرا سکتا۔

(۴) زید بکر سے اراضی کا پٹہ حاصل کیا۔ جب اراضی پٹہ کی بناء پر اوسکے قبضہ میں آگئی تو اوس نے اوسکو خراب کیا یا اوس اراضی کے متعلق اسطرح عمل کیا جیسا مالک اراضی کو نہ کرنا چاہئیے۔ زید پٹہ کی تعمیل مختص نہیں کرا سکتا۔

(۵) زید بکر کے ہاتھ تمام مکان بدیں شرائط کرایہ پر دینے کا اور بکر اوسکو لینے کا معاہدہ کرتا ہے کہ بکر اوس مکان کی تکمیل کریگا اور تکمیل کے بعد زید اوسکی مرمت کرتا رہیگا بکر نے اوس مکان کی تکمیل نہایت ناقص طور پر کی بکر اس معاہدہ کی تعمیل مختص نہیں کرا سکتا گو زید و بکر ایک دوسرے پر خلاف ورزی کی بابتہ ہرجہ کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔

بہ ضمن (ج)

(۶) زید ایک مکان ایک معینہ مدت کیلئے مقررہ کرایہ پر بکر کو دینے کا اور بکر اوسکو لینے کا معاہدہ کرتا ہے بکر اوس معاہدہ کی تعمیل سے انکار کرتا ہے۔ زید نے خلاف ورزی معاہدہ کی بابتہ بکر پر دعویٰ کر کے معاوضہ حاصل کیا۔ زید اوس معاہدہ کی تعمیل مختص نہیں کرا سکتا۔

دفعہ ۲۵۶ (و)

معاہدہ کی تعمیل مختص کیلئے حقیقی بغیر تبدیلی کے نہیں ہو سکتی — بر دے دفعہ (۲۱) قانون دادرسی خاص مجریہ سرکار عالی ہم مضمون دفعہ (۲۶) قانون دادرسی خاص مجریہ ہند جب کوئی مدعی کسی تحریری معاہدہ کی تعمیل مختص کی درخواست کرے اور مدعی علیہ اوس میں کسی تبدیلی کا دعویدار ہو تو مفصلۂ ذیل صورتوں میں مدعی تعمیل نہیں کرا سکتا جب تک وہ اوس تبدیلی کو منظور نہ کرے۔

الف۔ جب فریب یا واقعہ کی غلطی سے معاہدہ جسکی تعمیل مقصود ہو اُن شرائط کے خلاف ہو جو مدعی علیہ کے ذہن میں بوقت انعقاد معاہدہ تھیں۔

ب۔ جب فریب یا واقعہ کی غلطی یا سراسیمگی سے مدعی علیہ کو انعقاد معاہدہ کیوقت اس اثر کی بابت جو اس معاہدہ کا اسپر اور مدعی پر پڑیگا بوجہ معقول غلط فہمی ہوئی ہو۔

ج - جب مدعی علیہ نے شرائط معاہدہ کو جانکر اور اوسکے اثر کو سمجھکر مدعی کی کسی غلط بیانی پر بھروسہ کرکے یا مدعی کی کسی ایسی شرط کو قبول کرنے سے جس سے معاہدہ میں اضافہ ہوا -

لیکن جسکی تعمیل سے وہ منکر ہو معاہدہ کیا ہو -

(د) جب فریقین کا منشا ایک خاص قانونی نتیجہ پیدا کرنا تھا اور معاہدہ سے بحالت موجودہ وہ نتیجہ پیدا نہ ہوتا ہو -

(ھ) جب انعقاد معاہدہ کے بعد فریقین نے اوسکو تبدیل کرنیکا معاہدہ کیا ہو -

تمثیلات

(۱) زید بکر اور خالد ایک تحریر پر دستخط کرتے ہیں جسکی رو سے اون میں سے ہر ایک حامد کی حق میں ایکہزار روپیہ کی ذمہ داری قبول کرتا ہے جب حامد اون میں سے ہر ایک کو ایکہزار کا ذمہ دار قرار دینے کیلئے دعویٰ کرتا ہے تو وہ یہ ثابت کرتے ہیں کہ الفاظ ہر ایک سے غلطی سے لکھے گئے تھے اور اصل منشا یہ تھا کہ تینوں ایکہزار کی بابتہ مشترک ذمہ دار ہوں گے - حامد اسکی تعمیل اس تبدیلی کے ساتھ کرا سکتا ہے جو مدعی علیہم کیجانب سے پیش ہوئی ہے -

(۲) زید بکر پر ایک مکان کے خریدانے کی تعمیل مختص کا دعویٰ کرتا ہے بکر یہ ثابت کرتا ہے کہ اسنے یہ سمجھا تھا کہ مکان میں اوسکا صحن بھی داخل ہے - اور معاہدہ کے الفاظ کے لحاظ سے یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا صحن اوس میں داخل ہے یا نہیں - معاہدہ کی تعمیل اوس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ مدعی اوس تبدیلی کو منظور نہ کرے -

(۳) زید نے بکر سے اپنا گھاٹ معہ ایک قطعہ اراضی کے جسکی نقشہ میں صراحت تھی کرایہ پر دینے کا تحریری معاہدہ کیا معاہدہ پر دستخط کرنیکے قبل بکر نے زید سے زبانی کہا کہ اسکو اختیار ہوگا کہ اوس قطعہ اراضی کے بجاے وہ اسیقدر زید کی کوئی اور اراضی لے سکیگا - اور زید نے اوسکو بالصراحت منظور

کرلیا۔ اسکے بعد بکر نے معاہدہ پر دستخط کی زید معاہدہ کی تعمیل محقق نہیں کراسکتا جب تک کہ وہ اوسکی تبدیلی کو منظور نہ کرے۔

(۴) زید اور بکر کے درمیان اس امر کے متعلق کارروائی ہوئی کہ کچھ جائداد میں بکر کو حین حیاتی حق دیا جائے۔ اور اسکے بعد اوسکی اولاد کو وہ جائداد پہونچے اس غرض کی تکمیل کیلئے اونھوں نے معاہدہ کیا لیکن معاہدہ کے شرائط ایسے ہیں کہ جس سے بکر کو قطعی حق جائداد میں پہونچتا ہے۔ اس معاہدہ کی تعمیل محقق اوسوقت تک نہیں ہوسکتی جبتک کہ بکر اوس تبدیلی کو منظور نکرے۔ جو فریقین کا منشا تھا۔

(۵) زید ایک مکان ایک معین مدت کیلئے بکر کو (مار) ماہانہ کرایہ پر دینے کا تحریری معاہدہ کرتا ہے اور یہ اقرار کرتا ہے کہ اوسکی مرمت اسطرح کردیگا کہ وہ بود و باش کے قابل ہوجائے۔ بعد کو معلوم ہوا کہ وہ مکان اوسکے قابل نہیں ہے کہ اوسکی مرمت کیجا سکے۔ زید بکر کی رضامندی سے اوس مکان کو گرا کر اوسکے بجائے جدید مکان تعمیر کرتا ہے۔ اور بکر زبانی اقرار کرتا ہے کہ وہ (ما عسہ) ماہانہ کرایہ دیگا بکر تحریری معاہدہ کی تعمیل محقق کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ تعمیل نہیں کراسکتا جبتک اوس تبدیلی کو منظور نکرے جو زبانی معاہدہ کی رو سے ہوئی تھی۔

(ز) دفعہ ۲۵۶ — معاہدات کی تعمیل کسکے مقابلہ میں ہوسکتی ہے

برو سے دفعہ ۲۲ قانون وادرسی خاص مجریہ سنہ [illegible] عمل ہم مضمون دفعہ (۲۷) قانون وادرسی خاص مجریہ سنہ معاہدہ کی تعمیل محقق مفصلہ ذیل اشخاص کے مقابلہ میں ہوسکتی ہے۔

(الف) فریقین معاہدہ میں سے کسی پر

(ب) کسی اور شخص پر جو بذریعہ کسی فریق معاہدہ کے ایسے حق کی بنا پر دعویدار ہو جو معاہدہ کے بعد پیدا ہوا ہو۔ بجز ایسے منتقل الیہ کے جس نے نیک نیتی سے بلا اطلاع سابقہ معاہدہ کا بدل ادا کرکے حق حاصل کیا ہو۔

(ج)، کسی شخص پر جو ایسے حق کی بنا پر دعویدار ہو جو معاہدہ کے قبل کا ہو۔ اور مدعی کو اوسکا علم ہو مگر معاہدہ کا فریق ثانی اوس حق کو برطرف کرسکتا ہو۔

(د)، جب کسی عام کمپنی نے کوئی معاہدہ کیا ہو اور من بعد وہ کسی دوسری عام کمپنی میں ضم ہو جائے تو جدید کمپنی جو انضمام سے پیدا ہو۔

(ھ)، جب کسی عام کمپنی کے قایم کرنے والوں نے اوسکے منتظم ہونے کے قبل کوئی معاہدہ کیا ہو تو کمپنی مذکور مگر شرط یہ ہے کہ کمپنی نے بعد میں معاہدہ مذکور کی منظوری دیکر اسکو قبول کیا ہو۔ اور معاہدہ مذکور کمپنی کے قیام کی شرائط کے لحاظ سے جائز ہو۔

تمثیلات

ضمن (ب)

(۱)، زید نے کچھ اراضی ایک معین تاریخ کو بکر کے نام منتقل کرنیکا معاہدہ کیا۔ اور اوس تاریخ کے قبل بلا وصیت اور بغیر منتقل کرنے اراضی مذکور کے مرگیا۔ بکر زید کے وارث یا اور کسی قائم مقام حقیقت کو معاہدہ کی تعمیل مختص پر مجبور کرسکتا ہے۔

(۲)، زید نے کچھ اراضی بکر کے ہاتھ پانچہزار روپیہ میں فروخت کرنیکا معاہدہ کیا اسکے بعد زید نے اراضی مذکور چھ ہزار روپیہ میں خالد کے نام منتقل کردی جسکو معاہدہ کی اطلاع تھی بکر خالد کے مقابلہ میں معاہدہ کی تعمیل مختص کراسکتا ہے۔

(۳)، زید نے بعوض ایکہزار کے اپنی کچھ اراضی بکر کے نام وصیتاً چھوڑنے کا معاہدہ کیا معاہدہ کے بعد ہی زید بلا وصیت کئے ہوئے مرگیا۔ اور خالد نے زید کی جائداد کا صداقتنامہ اہتمام ترکہ حاصل کیا۔ بکر خالد کے مقابلہ میں معاہدہ کی تعمیل مختص کراسکتا ہے۔

(۴)، زید نے بکر سے کچھ اراضی فروخت کرنے کا معاہدہ کیا قبل تکمیل معاہدہ زید مجنون ہوگیا اور

خالداوسکا متہتمم مقرر ہوا۔ بکر خالد کے مقابلہ میں معاہدہ کی تعمیل مختص کرا سکتا ہے۔

بہ ضمن (ج)

(۵) ایک تملیک نامہ کی رو سے ایک جائداد میں زید کو حین حیاتی حق حاصل ہے اور استحقاق پسماندہ بکر کو حاصل ہے تملیک نامہ میں زید کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اوس جائداد کو بطور مناسب فروخت کرے۔ زید نے اس اختیار کے مناسب استعمال میں اوس جائداد کو خالد کے ہاتھ فروخت کرنیکا معاہدہ کیا جسکو تملیک نامہ کی شرائط کی اطلاع تھی۔ زید قبل تکمیل بیع مر گیا۔ خالد معاہدہ کی تعمیل مختص بکر کے مقابلہ میں کرا سکتا ہے۔

(۶) زید اور بکر ایک جائداد کے قابضان مشترک اس شرط سے ہیں کہ اون میں سے ہر ایک اپنا نصف حصہ اپنی زندگی میں منتقل کر سکتا ہے لیکن اگر کوئی قابض ایسا نکرے تو اوسکے مرنے کے بعد اسکا حق دوسرے قابض کو پہونچیگا۔ زید نے اپنا نصف حصہ خالد کے ہاتھ فروخت کرنیکا معاہدہ کیا اور مر گیا۔ خالد معاہدہ کی تعمیل مختص بکر کے مقابلہ میں کرا سکتا ہے۔

دفعہ ۲۵۶ (ح) معاہدات کی تعمیل مختص کس کے مقابلہ میں نہیں ہو سکتی

بروے دفعہ (۲۳) قانون دادرسی خاص مجریہ سرکار عالی ہم مضمون دفعہ (۲۸) قانون دادرسی خاص مجریہ ہند کسی معاہدہ کی تعمیل مختص مفصلہ ذیل صورتوں میں معاہدہ مذکور کے کسی فریق کے مقابلہ میں نہیں ہو سکتی۔

الف۔ اگر بدل جو معاہدہ کی رو سے اوس فریق کو پہونچتا ہو جو بلحاظ حالات تاریخ انعقاد معاہدہ استقدر غیر مکتفی ہو کہ وہ بالذات یا اور حالات سے ملا کر اسیات کی دلیل ہو کہ فریق ثانی نے فریب کا ارتکاب کیا یا غیر واجبی فائدہ حاصل کیا ہے۔

ب۔ جب فریق مذکور کی رضامندی کسی ایسے فریق کے کسی فعل مصرحۂ ذیل سے جسکے حق میں معاہدہ کی رو سے تعمیل واجب ہوگی۔

(۱) غلط بیانی سے خواہ عمداً یا نادانستہ۔ یا

(۲) کسی امر کے اخفا سے۔ یا

(۳) کسی ایسے فعل سے جس سے دہوکہ ہو سکتا ہو۔ یا

(۴) افعال نامناسب سے۔ یا

(۵) ایسے وعدہ سے جسکا مادی طور پر ایفا نہ ہوا ہو۔ حاصل کیگئی ہو۔

(ج) اگر رضامندی فریق مذکور کی سراسیمگی یا کسی واقعہ کی یا غلط فہمی سے ہوئی ہو۔ مگر شرط یہ ہے کہ جب از رو سے معاہدہ درصورت غلطی کے معاوضہ قرار پا چکا ہو تو منشاء قرارداد مذکور کی حد تک معاوضہ دلایا جاسکیگا اور دیگر امور میں اگر مناسب ہو تو اس معاہدہ کی تعمیل مختص کرائی جاسکے گی۔

تمثیلات

بضمن ج

(۱) زید نے جو منجملہ دو اوصیاء کے ایک ہے غلطی سے یہ باور کر کے کہ اوسکو دوسرے وصی کی اجازت ہے موصی کی جائداد بکر کے ہاتھ فروخت کرنیکا معاہدہ کیا۔ بکر بیع کی تکمیل پر اصرار نہیں کرسکتا۔

(۲) زید نے ایک نیلام کنندہ کو اپنی اراضی فروخت کرنے کی ہدایت کی سن بعد زید نا عشرہ ہزار ایکر اراضی کے متعلق نیلام کی اجازت کو مسترد کیا۔ نیلام کنندہ نے سہواً کل اراضی بکر کے ہاتھ فروخت کردی جسکو استرداد کی اطلاع نہ تھی۔ بکر اس معاہدہ کی تعمیل مختص نہیں کراسکتا۔

تعمیل مختص کا دعوی خارج ہونے کا اثر | **دفعہ ۲۵۶ (ط)** بروے دفعہ (۲۴) قانون دادرسی خاص مجریہ سرکار عالی ہم مضمون دفعہ (۲۹) قانون دادرسی خاص مجریہ ہند کسی معاہدہ یا

اوسکے کسی جزو کی بابتہ تعمیل مختص کے دعوے کا خارج ہونا اوس معاہدہ یا جزو کی خلاف ورزی کی بابتہ ہرجہ کے دعوے کا مانع ہوگا۔

(ی)

فیصلۂ ثالثی اور ہدایات متعلق بتکمیل تملیک نامہ **دفعہ ۲۵۶** بروے دفعہ (۲۵) قانون دادرسی خاص مجریہ سرکار عالی ہم مضمون دفعہ (۳۰) قانون دادرسی خاص مجریہ ہند معاہدات کی تعمیل مختص کے احکام مصرحۂ صدر متعلق معاہدات بعد تبدیل مراتب قابل تبدیل فیصلہ جات ثالثی سے اور اون ہدایات سے متعلق ہوں گے جو وصیت نامہ یا تتمہ وصیت نامہ میں کسی تملیک نامہ کی تکمیل کیلئے کیے جائیں۔

توضیح اس دفعہ سے کسی ایسے تملیک نامہ کی تکمیل لازم نہ ہوگی جسکی تکمیل کسی شخص کے ذاتی قانون کے مطابق جائز نہو۔

تصحیح دستاویزات **دفعہ ۲۵۷** بروے دفعہ (۲۶) قانون دادرسی خاص مجریہ سرکار عالی ہم مضمون دفعہ (۳۱) قانون دادرسی خاص مجریہ ہند جب بوجہ فریب یا فریقین کی باہمی غلطی سے کسی معاہدہ یا اور دستاویز سے فریقین کا منشاء صحیح طور پر نہ ظاہر ہوتا ہو تو ہر فریق یا اوسکا قائم مقام دستاویز کی تصحیح کرانے کی نالش کرسکتا ہے۔ اور اگر عدالت کے نزدیک صاف ثابت ہو کہ دستاویز کی تحریر میں فریب یا غلطی ہوئی ہے۔ اور دستاویز کی تعمیل سے فریقین کا جو اصلی منشاء تھا اوسکی تحقیق ہوجائے تو عدالت حسب صوابدید لپنے اوس دستاویز کی تصحیح اسطرح کرسکیگی کہ اوس سے فریقین کا اصل منشاء ظاہر ہوجائے جہان تک کہ ایسی تصحیح ایسے اشخاص ثالث کے حقوق پر مضر اثر ڈالے بغیر ہوسکتی ہے جنھوں نے نیک نیتی سے اور معاوضہ دیکر حقوق حاصل کیے ہوں۔

تمثیلات

(۱) زید نے بدیں مقصود کہ بکر کے ہاتھ ایک مکان اور اوسکے متصل کے تین گوداموں میں سے

ایک ہی طرح ایک قبالہ کی تکمیل کی جسکو بکر نے مرتب کیا تھا۔ اوسمیں بکر کے فریب سے تینوں گودام درج کردئے گئے تھے اور وہ دونوں گودام جو فریب سے درج کئے گئے تھے اونمیں سے ایک گودام بکر نے خالد کو دیدیا اور دوسرا حامد کو کرایہ پر دیا۔ خالد و حامد کو فریب کی اطلاع نہیں ہے ایسی صورت میں قبالہ کی تصحیح بکر اور خالد کے مقابلہ میں اسطرح ہوسکتی ہے کہ اوس سے وہ گودام خارج کیا جائے۔ جو خالد کو دیا گیا ہے لیکن اسطرح نہیں ہوسکتی کہ حامد کی کرایہ نامہ پر موثر ہو

(۴) ایک تملیک نامہ متعلقہ ازدواج کی رو سے زید نے جو ہندہ کا باپ ہے جسکی شادی بکر کے ساتھ ہونے والی تھی۔ یہ اقرار کیا کہ بکر اور اوسکے اوصیاء اور منتظمان ترکہ اور منتقل الیہم کو تاحیات زید پانچہزار سالانہ دیگا۔ بکر دیوالیہ ہوکر مرگیا۔ اور اوسکے مہتمم نے زید سے سالانہ رقم طلب کی۔ اگر عدالت کی رائے میں یہ صاف طور پر ثابت ہو کہ فریقین کا منشاء یہ تھا کہ پانچہزار سالانہ ہندہ اور اوسکی اولاد کے گذارہ کیلئے دیا جائے تو وہ تملیک نامہ کی تصحیح کرسکیگی اور یہ ڈگری صادر کرسکیگی کہ مہتمم کو اوس رقم سالانہ میں کوئی استحقاق نہیں ہے

دفعہ ۲۵۸

منسوخی معاہدات | بروے دفعہ (۳۰) قانون دادرسی خاص مجریہ سرکار عالی ہم مضمون دفعہ (۳۵) قانون دادرسی خاص مجریہ ہند ہر شخص جو کسی معاہدہ تحریری میں غرض رکھتا ہو اوسکی منسوخی کی نالش کرسکتا ہے اور ایسی منسوخی کی تجویز عدالت سے صور تہائے ذیل میں سے کسی صورت میں ہوسکتی ہے۔

الف۔ جب معاہدہ مدعی کے طرف سے قابل انفساخ ہو یا وہ اوسکو ختم کرسکتا ہو۔

ب۔ جب معاہدہ ایسے وجوہ سے جو بادی النظر میں ظاہر نہ ہوتے ہوں ناجائز ہو۔ اور بمقابلہ مدعی۔ مدعی علیہ کا زیادہ قصور ہو۔

ج۔ جب ڈگری تعمیل مختص کسی بیع یا پٹہ لینے کے معاہدہ کی صادر ہوگئی ہو۔ اور مشتری یا پٹہ لینے والا زرثمن یا اوس رقم کے ادا کرنے میں قاصر ہے جسکے ادا کرنیکا عدالت نے حکم دیا ہو۔

توضیح۔ (۱) جب مشتری یا پٹہ لینے والا جائداد معہودہ پر قابض ہو اور عدالت کی رائے میں ایسا

قبضہ ناجائز ہو تو عدالت اسکو حکم دیسکتی ہے کہ بایع یا پٹہ دینے والے کو اوس جائداد کا لگان یا کرایہ یا منافع ادا کرے جو اوسکو بحیثیت قابض وصول ہوا ہو۔

(۲) جب کسی مقدمہ میں ڈگری صادر ہو کر ابتک تعمیل نہ ہوئی ہو تو عدالت اوس مقدمہ کے دوران میں معاہدہ کی منسوخی کا جہاں تک کہ فریق قاصر کا تعلق ہے۔ یا کلیتاً حکم دے سکتی ہے جیسا کہ مقتضائے انصاف ہو۔

تمثیلات

بہ ضمن (الف)

(۱) زید نے ایک کھیت بکر کے ہاتھ فروخت کیا۔ اوس کھیت میں سے عامۂ خلائق کو راستہ چلنے کا استحقاق حاصل ہے جسکا زید کو علم ہے لیکن جسکو اوس نے بکر سے مخفی رکھا بکر اس معاہدہ کی منسوخی کا مستحق ہے۔

بہ ضمن (ب)

(۲) زید ایک وکیل ہے وہ اپنی موکلہ بچھی بائی کو جو ایک ہندو بیوہ ہے اپنی جائداد وائسین کو ذریعہ دینے کیغرض سے منتقل کرنے کی ترغیب دیکر اپنے نام منتقل کراتا ہے۔ اس صورت میں دونوں فریق کا قصور برابر نہیں ہے اور بچھی بائی دستاویز انتقال کی منسوخی کی مستحق ہے۔

تشریح

یہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جب مدعی علیہ پر بہ نسبت مدعی کے زیادہ الزام عائد ہو تو ناجائز معاہدہ منسوخ کیا جاتا ہے مگر جن مقدمات میں فریقین مساوات پر ہوں اور مدعی علیہ زیادہ تر متہم نہ ہو سکے تو مدعی زیر دفعہ ہذا اس مسئلہ دوم مندرجہ دفعہ (۲۵۰) باب گذشتہ (۱۷) کے لحاظ سے دادرسی حاصل نہیں کر سکتا اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ (جو شخص عدالت میں انصاف کیلیے آئے اوسکو ارتکاب فعل ناجائز کی آلایش سے پاک ہو کر آنا چاہیے۔)

تنسیخ دستاویزات | **دفعہ ۲۵۹** بروے دفعہ (۳۴) قانون دادرسی خاص مجریہ سرکار عالی ہم شعر

دفعہ (۳۹) قانون دادرسی خاص مجریہ ہند جب کسی شخص کے مقابلہ میں کوئی دستاویز کالعدم یا ممکن الانفساخ ہو اور اوسکو بوجہ معقول یہ اندیشہ ہو کہ دستاویز مذکور کی موجودہ حالت میں رہنے سے اوسکو سخت مضرت پہونچ سکتی ہے تو وہ اوس دستاویز کو کالعدم یا فسخ کرانیکے لئے نالش کرسکتا ہے۔ اور عدالت حسب صوابدید اپنے ایسی تجویز کرکے اوسکے حوالہ اور بمقابلہ اوسکے منسوخ کئے جانیکا حکم دیسکتی ہے۔

تشریح۔ اگر دستاویز مذکور کی رجسٹری قانون رجسٹری کے مطابق ہوچکی ہو تو عدالت اپنی ڈگری کی ایک نقل اوس عہدہ دار رجسٹری کے پاس بھی روانہ کریگی جسکے دفتر میں دستاویز مذکور کی رجسٹری ہوئی ہو۔ اور عہدہ دار مذکور اوس دستاویز کی نقل پر جو اوسکی دفتری بہی میں درج ہو اوسکے منسوخ ہونے کی شرح درج کریگا۔

تمثیلات

(۱) زید نے جو ایک جہاز کا مالک ہے فریبا یہ ظاہر کرکے کہ وہ جہاز سفر کے قابل ہے عمرو کے پاس اوسکا بیمہ کرایا۔ عمرو دستاویز بیمہ کی تنسیخ کرا سکتا ہے۔

(۲) زید نے اپنی جائداد بکر کے نام منتقل کی اور بکر اوسکو بذریعہ وصیت خالد کے نام منتقل کرکے مرگیا۔ اوسکے بعد حامد نے جائداد مذکور پر قبضہ کرکے ایک جعلی دستاویز پیش کی جسمیں درج ہے کہ بکر کے نام جائداد کا انتقال حامد کے امین کی حیثیت سے ہوا تھا۔ خالد اوس جعلی دستاویز کی تنسیخ کرا سکتا ہے۔

(۳) زید نے یہ ظاہر کرکے کہ اوسکی اراضی پر جسقدر کاشتکار ہیں وہ اوسکی مرضی پر بیدخل کئے جاسکتے ہیں۔ اوس اراضی کو بکر کے ہاتھ فروخت کیا۔ اور ایک قبالہ یکم آذر ۱۳۱۷ف کو لکھدیا۔ اوسکے بعد بہ نیت فریب اوس اراضی کے ایک حصہ کے متعلق ایک پٹہ خالد کے نام لکھدیا جسمیں تاریخ دستاویز یکم تیر ۱۳۱۶ف درج کی اور اوسکی رجسٹری کرادی۔ بکر اوس دستاویز کی تنسیخ کرا سکتا ہے۔

(۴) زید نے بکر کے ہاتھ ایک جہاز فروخت اور حوالہ کرنیکا معاہدہ کیا اور اوسکی قیمت کے ادا کے

متعلق یہ قرارداد ہوا کہ بکر چار ہنڈیاں رقمی تیس ہزار روپیہ کی سکاریگا جو زید اوسکے نام لکھے جسپر زید نے ہنڈیاں لکھیں اور بکر نے انکو سکارا لیکن حسب معاہدہ جہاز حوالہ نہیں کیا گیا۔ بلکہ زید نے اون ہنڈیوں میں سے ایک کی بابتہ نالش کی۔ بکر چاروں ہنڈیوں کی تنسیخ کرا سکتا ہے۔

تشریح

(۱) یہ یاد رہے کہ جس دستاویز سے ضرر کا اندیشہ نہیں وہ ناقابل نالش ہے۔

(۲) بروے دفعہ (۳۶) قانون دادرسی خاص مجریہ سرکار عالی ہم مضمون دفعہ (۴۱) قانون دادرسی خاص مجریہ ہند جس شخص کے حق میں کسی دستاویز کی تنسیخ کی جائے۔ عدالت اوس سے فریق ثانی کو مقتضائے انصاف معاوضہ دلا سکتی ہے۔

دفعہ ۳۶۰

ڈگری استقرار حق یا حیثیت

بروے دفعہ (۳۴) قانون دادرسی خاص مجریہ سرکار عالی ہم مضمون دفعہ (۴۲) قانون دادرسی خاص مجریہ ہند جو شخص کسی حیثیت قانونی کا یا کسی حق متعلقہ کسی جائداد کا مستحق ہو وہ اوس شخص کے مقابلہ میں جو اوسکی کسی ایسی حیثیت یا حق سے انکار کرتا یا انکار کرنے سے غرض رکھتا ہو نالش رجوع کر سکتا ہے۔ اور عدالت حسب صوابدید اپنے اس امر کے استقرار کی ڈگری صادر کر سکتی ہے کہ وہ اسطور پر مستحق ہے اور ایسی نالش میں مدعی کو ضرور نہیں ہے کہ کسی اور دادرسی کی استدعا کرے مگر شرط یہ ہے کہ کوئی عدالت اس قسم کی ڈگری صادر نکرے گی جبکہ مدعی محض استقرار کے علاوہ دیگر دادرسی کی بھی استدعا کر سکتا ہو اور اوس نے ایسی استدعا نہ کی ہو۔

توضیح الفاظ (انکار کرنے سے غرض رکھتا ہو) ایسے امین جائداد پر بھی حاوی ہوں گے جو کسی حیثیت یا حق سے انکار کرے جو کسی ایسے شخص کے مخالف ہو جو وجود میں نہ آیا ہو۔ اور جسکے وجود میں آنے کی صورت میں وہ اوسکا امین قرار پاتا ہو۔

تمثیلات

(۱) زید ایک اراضی کا بطور جائز قابض ہے۔ اوس اراضی کے متصل موضع کے باشندے اراضی

راستہ چلنے کے حق کے دعویدار ہیں۔ زید اسکے استقرار کی نالش کرسکتا ہے کہ اونکو وہ حق حاصل نہیں ہے

(۲) زید نے اپنی جائداد عمرو۔ بکر اور خالد کیواسطے وصیتاً چھوڑدی اور لکھا کہ وہ اون سب کو اور اون میں سے ہر ایک کو اگر وہ اوسکی وفات کیوقت زندہ ہوں۔ اور اون کے بعد اونکی اولاد کو جو زندہ رہیں بحصص مساوی تقسیم کیجائے۔ ان تینوں کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ زید کے وصی کے مقابلہ میں جو نالش کیجائے اوس میں عدالت اس امر کا استقرار کرسکتی ہے کہ آیا عمرو۔ بکر اور خالد کو جائداد میں قطعی حق پہونچا یا صرف حین حیاتی۔ اور اونکی اولاد کے حقوق کا بھی اون کے قائم مقام ہونے کے قبل استقرار کرسکتی ہے۔

(۳) زید نے یہ قرارداد کیا کہ اگر وہ کسی وقت ایک لاکھ روپیہ سے زاید کی جائداد کا مستحق ہوجائے تو وہ اوسکو چند امانتوں کے لئے منتقل کریگا قبل اسکے کہ زید اوس قدر جائداد کا مستحق ہوجائے۔ یا کوئی شخص مستحق قرار پائے جو اون امانتوں سے فائدہ اُٹھانیکا مستحق ہو۔ وہ اس امر کے استقرار کی نالش کرسکتا ہے کہ قرارداد ند کور غیر معین ہونیکی وجہ سے کالعدم ہے۔ اور عدالت ایسا استقرار کرسکتی ہے۔

(۴) زید نے بکر کے نام کچھ جائداد منتقل کی جس میں اوسکو صرف حین حیاتی حق حاصل ہے۔ یہ انتقال خالد کے مقابلہ میں کالعدم ہے جسپر وہ جائداد حین حیاتی کا حق ختم ہونیکے بعد عود کریگی۔ عدالت اس نالش میں جو خالد۔ زید و بکر کے مقابلہ میں رجوع کرے یہ استقرار کرسکتی ہے کہ خالد پسماندہ ذی حق ہے۔

(۵) ایک ہندو بیوہ نے جسکو کوئی اولاد نہیں ہے اور جو جائداد پر بحیثیت بیوہ قابض ہے۔ جائداد کا کچھ حصہ منتقل کیا۔ وہ شخص جو بیوہ کے بعد زندہ رہنے کیصورت میں اوس جائداد کا مستحق ہوگا منتقل الیہ کے مقابلہ میں نالش کرکے اس امر کا استقرار کرا سکتا ہے کہ انتقال بغیر جائز ضرورت کے کیا گیا۔ اسلئے بیوہ کی زندگی کے بعد کالعدم ہے۔

(۶) ایک ہندو بیوہ جو جائداد کی قابض ہے اپنے شوہر متوفی کیلئے ایک لڑکا متبنی لیتی ہے۔ وہ شخص جو بیوہ کے بعد زندہ رہنے کیصورت میں اوس جائداد کا مستحق ہوگا متبنی بیٹے کے مقابلہ میں

نالش کرکے اس امر کا استقرار کراسکتا ہے کہ تبنیت ناجائز ہے۔

(۷) زید کے قبضہ میں کچھ جائداد ہے۔ بکر یہ بیان کرکے کہ وہ اوسکا مالک ہے۔ زید سے وہ جائداد اوسکے حوالہ کرنے کو کہتا ہے۔ زید اس امر کا استقرار کرا سکتا ہے کہ وہ جائداد کے قبضہ کا مستحق ہے۔

(۸) زید نے یہ وصیت کی کہ کچھ جائداد عمرو کو اوسکی حیات تک ملے اور اوسکے بعد جائداد باقیماندہ اوسکی زوجہ اور بچوں کو پہونچے۔ لیکن اگر عمرو کی زوجہ یا بچے نہوں تو بکر کو پہونچے۔ عمرو کی ایک زوجہ ہندہ اور اولاد ہے۔ لیکن بکر یہ کہتا ہے کہ عمرو اور ہندہ کا جائز طور پر ازدواج نہیں ہوا ہے۔ ہندہ اور اوسکے بچے عمرو کی زندگی میں بکر کے مقابلہ میں نالش کرکے اس امر کا استقرار کرسکتے ہیں کہ وہ درحقیقت عمرو کی زوجہ اور بچے ہیں۔

تشریح

یہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ دعوی مجرد استقرار حق کا نہیں ہوسکتا۔ ملاحظہ ہو رگھوناتھ بنام رام بخش۔ یکمل نظائر دیوانی۔ جلد (۱۶) ۱۳۲۴ ف صفحہ (۵۲۴) و دکن لاء رپورٹ جلد (۵) ۱۳۲۴ ف صفحہ (۱۷۷) اسکے سواے ایک اور مقدمہ حکیم محمد بنام محمد باقر یکمل نظائر دیوانی جلد (۱۶) ۱۳۲۴ ف صفحہ (۷۸۴) میں عالیجناب نواب نظامت جنگ بہادر لائق و فاضل رکن ہائیکورٹ سرکار عالی نے یہ اتفاق رائے عالیجناب مولوی سید ہاشم صاحب بلگرامی فاضل رکن یہ تجویز فرمائی ہے کہ اس مقدمہ میں امر تجویز طلب صرف یہی ہے کہ حسب منشاء دفعہ (۴۲) قانون دادرسی خاص مختص کسی شخص کی قرابت کا استقرار بلا تعلق جائداد کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔ ہماری رائے میں استقرار حق ایک خاص قسم دادرسی ہے جو لازمی نہیں ہے بلکہ وضع سے ظاہر ہے کہ عدالت کی رائے اور عدالت کے اختیار تمیزی پر منحصر ہے۔ چونکہ عدالت کے اختیار تمیزی کے متعلق قانون نے یہ ہدایت کردی ہے کہ جب کسی اور طریقہ سے دادرسی ہوسکتی ہے تو اوس طریقہ خاص سے نہ کیجائے۔ مدعی نے عرضی دعوی میں یہ ظاہر کیا ہے کہ صدر محاسبی کی کسی کارروائی میں مدعی علیہم نے اس امر سے انکار کیا ہے کہ وہ حکیم محمود علیخاں مرحوم کا بھتیجہ ہے۔ اس وجہ سے اوسکی استدعا ہے کہ اوسکے بھتیجے ہونے کو عدالت ثابت قرار دے۔

ہم نہیں سمجھتے کہ عدالت کا یہ کام ہے کہ محض قرابت کو بلا لحاظ کسی امر کے ڈگری کرے۔ اگرچہ دفعہ (۳۷) قانون دادرسی خاص کی رو سے بعض صورتوں میں قرابت کے متعلق ڈگری دیجا سکتی ہے مگر وہ بلحاظ تعلق کسی حق کے ہونا ضرور ہے۔ استقرار قرابت کا دعویٰ بلا کسی تعلق حق واقع جائداد کے قابل سماعت نہیں ہے۔

تقرر منتظم | **دفعہ ۲۶۱** ازروے دفعہ (۳۹) قانون دادرسی خاص مجریہ سرکار عالی ہم مضمون دفعہ (۴۴) قانون دادرسی خاص مجریہ ہند کسی مقدمہ کے دوران میں منتظم کا مقرر کرنا عدالت کی صوابدید پر منحصر ہے۔ **توضیح** منتظم اور اوسکے تقرر کا طریقہ اور اوسکا اثر اور اوسکے حقوق اور اوسکے اختیارات و فرائض اور ذمہ داریوں کی بابتہ ضابطہ دیوانی کے احکام متعلق ہوں گے۔

ملاحظہ ہو ضابطہ دیوانی سرکار عالی نشان (۳) سنہ ۱۳۲۳ف کا باب (۳۴) دفعہ (۳۸۷ و ۳۹۰ تا ۳۹۲)

احکام امتناعی | **دفعہ ۲۶۲** ازروے دفعہ (۴۰) قانون دادرسی خاص مجریہ سرکار عالی نشان (۷) سنہ ۱۳۱۷ف ہم مضمون دفعہ (۵۲) قانون دادرسی خاص مجریہ ہند ایکٹ نمبر (۱) سنہ ۱۸۷۷ء امتناعی دادرسی حسب صوابدید عدالت بذریعہ حکم امتناعی عارضی یا دوامی کی جاسکتی ہے۔

حکم امتناعی عارضی | **الف**۔ ازروے دفعہ (۴۱) قانون مذکور حکم امتناعی عارضی سے وہ حکم مراد ہے جو ایک معین مدت تک عدالت سے کوئی اور حکم صادر نہ ہو۔ نافذ رہے۔ ویسا حکم امتناعی مقدمہ کے کسی نوبت پر حسب احکام ضابطہ دیوانی صادر ہوسکتا ہے۔

حکم امتناعی دوامی | **ب**۔ ازروے دفعہ مذکور حکم امتناعی دوامی صرف بعد سماعت مقدمہ ورُوئداد پر بذریعہ ڈگری صادر ہوسکتا ہے۔ اسکی رو سے مدعی علیہ کو یہ حکم ہوتا ہے کہ وہ کسی حق کے ادعا سے یا کسی ایسے فعل کے ارتکاب سے جو مدعی کے حقوق کے مخالف ہو دواماً باز رہے۔

باب نوزدہم

قانون ہرجہ

قانون اصلی

تعریف ہرجہ

دفعہ ۲۶۳ ہرجہ وہ معاوضہ قانونی ہے جو کسی کے فعل بیجا سے کسی کے حق قانونی کا نقض قانونی ہونے سے جو نقصان پیدا ہو معاوضہ ادسکے (بصورت زر) مرتکب فعل بیجا سے شخص متضرر کو بروے قانون چارہ جوئی عدالت دیوانی دلوائے۔

توضیح تعریف متذکرہ صدر سے ظاہر ہوگا کہ ہرجہ عائد ہونیکے لئے **حق** اور **فعل** ان دونوں کا وجود لازم ہے اس لئے اس قانون ہرجہ کے ملاحظہ کے وقت مجموعہ ہذا کا حصہ اول فصل سوم باب پنجم حق اور باب ششم افعال ضرور پیش نظر رہیں۔

ہرجہ کی اقسام

دفعہ ۲۶۴ ہرجہ کی حسب ذیل دو صورتیں ہیں۔

(۱) ہرجہ بوجہ ادن افعال بیجا کے پیدا ہوتا ہے جو نقض معاہدہ کی حد تک پہنچتے ہیں (ملاحظہ ہو دفعہ ۲۶۵ باب ہذا)

(۲) ہرجہ بوجہ ادن افعال بیجا کے پیدا ہوتا ہے جنکو معاہدہ سے کوئی تعلق نہیں ہے (ملاحظہ ہو باب بستم قانون ہذا)

ہرجہ بوجہ نقض معاہدہ

ہرجہ بوجہ نقض معاہدہ قول سر رشنگٹن[۱]

دفعہ ۲۶۵ درصورت ادس فعل بیجا کے جو نقض معاہدہ کی حد تک پہونچتا ہے ادسکا معاوضہ ادس نقصان اور ہرجہ تک محدود ہونا چاہئے جو بقاعدہ معمولی نقض معاہدہ سے پیدا ہوا ہو یا جسوقت کہ معاہدہ ہوا تھا فریقین جانتے ہوں نقض معاہدہ سے قیاساً وقوع میں آئیگا

---

[۱] ترجمہ اصول قانون سر رشنگٹن صفحہ (۵۳۲)

لیکن نقض معاہدہ کے نقصان یا ہرجہ کے تخمینہ میں اون وسائل پر لحاظ کیا جائیگا جو کہ اوس تکلیف
کے رفع کرنیکے لئے موجود ہوں جو بوجہ عدم ایفاء معاہدہ پیدا ہوئی ہو۔ قانون **انگلستان** میں
درمیان اوس ہرجہ کے جو بطور نقصانات مشخصہ کے واجب الوصول ہے۔ اور اوس رقم کے جو بطور
تاوان قابل وصول ہے **فرق** قائم کیا گیا ہے لیکن واضعان قانون **ہند** نے اس فرق کو مٹا
دیا ہے۔ چنانچہ قانون معاہدہ ممالک محروسہ **سرکار عالی** نشان (۶) ۱۳۱۶ف کا دفعہ (۴۷) ہشتم مضمون
دفعہ (۷۳)، قانون معاہدہ ہند ایکٹ نمبر (۹) سنہ ۱۸۷۲ع کا مضمون یہ ہے کہ نقض معاہدہ سے جس فریق کا
نقصان ہو وہ اوس فریق سے جس نے نقض کیا۔ اپنے نقصان یا ہرجہ کی بابتہ معاوضہ پانیکا مستحق ہوگا بشرطیکہ
ایسا نقصان یا ہرجہ طبعاً بقاعدہ معمولی اوس نقض سے پیدا ہوا ہو یا اوسکی نسبت فریقین بوقت معاہدہ یہ جانتے
ہوں کہ نقض معاہدہ سے غالباً وقوع میں آئیگا لیکن ایسا معاوضہ کسی بعید اور بالواسطہ نقصان یا ہرجہ کی بابتہ
جو اوس نقض سے ہوا ہو نہ مل سکیگا۔

جبکہ کوئی ذمہ داری مثل اون ذمہ داریوں کے جو معاہدہ سے پیدا ہوتی ہیں وقوع میں آئے اور اوسکا
ایفاء نہ کیا جائے تو جس شخص کو عدم ایفاء سے ضرر پہونچے وہ فریق قاصر سے اوسیطرح معاوضہ پانیکا مستحق ہوگا۔
گویا کہ اوس نے ایفاء کا معاہدہ کیا تھا اور اوسکی خلاف ورزی کی تھی **توضیح**۔ ایسے نقصان یا ہرجہ کے تعین کیوقت
اون وسائل پر لحاظ کیا جائیگا جو اوسوقت یا ہرجہ کے رفع کرنیکے لئے موجود ہوں جو بوجہ عدم ایفاء واقع ہوا ہو۔
اسکے سوا دفعہ (۵۷)، قانون مذکور مجریہ سرکار عالی ہم مضمون دفعہ (۷۴)، قانون مجریہ ہند میں حکم ہے کہ
جب نقض معاہدہ وقوع میں آئے اور معاہدہ میں کوئی رقم بطور معاوضہ نقض معاہدہ یا اور کوئی شرط بطریق
تاوان قرار دیگئی ہو تو نقض معاہدہ کی نالش کرنے والا ایسا مناسب معاوضہ فریق قاصر سے پانیکا مستحق ہوگا جو رقم مذکورہ
معاہدہ یا تاوان مشروطہ سے زیادہ نہ ہو۔ عام اس سے نقض معاہدہ کیوجہ سے واقعی ہرجہ یا نقصان کا عاید ہونا
ثابت کیا جائے یا نہیں **توضیح** روپیہ ادا ہونے کی تاریخ سے زیادہ سود دینے کی شرط ایک شرط بطریق

تاوان ہو سکتی ہے۔ **استثنا**۔ جو دستاویز حاضر ضامنی یا ضمانت نامہ یا اسی قسم کی کوئی اور دستاویز یا ایسا اقرار نامہ جو قانوناً یا باتباع حکم سرکار خدمت سرکاری یا کسی کام کے انصرام کیلئے جس سے عامۂ خلائق کی غرض متعلق ہو لکھا جائے۔ اسکی شرائط کے خلاف ورزی کیصورت میں کل رقم مندرجہ دستاویز دلائی جائے گی۔ **توضیح** سرکار عالی کے ساتھ محض معاہدہ کرنے سے لازم نہیں آتا کہ کسی سرکاری خدمت کے انجام دہی کا عہد یا ایسے کام کرنیکا جس سے عامۂ خلائق کی غرض متعلق ہو وعدہ کیا گیا [1]

اس حکم کا اثر یہ ہے کہ اس سے عدالتوں کو ہر صورت میں بجز اوس صورت کے کہ جب کسی ایسی سرکاری خدمت یا کام کے انصرام کیلئے کوئی اقرار نامہ داخل کیا جائے جس سے عوام کو سروکار ہو جسکے متعلق ایک خاص قاعدہ موجود ہے اوس تعداد سے زیادہ نہیں بلکہ کم دلانیکا اختیار تمیزی حاصل ہے جو کہ معاہدہ میں مندرج ہو لیکن اس اختیار تمیزی کو غور و احتیاط کے ساتھ اور بلحاظ اصول معقول استعمال کرنا چاہیئے۔ نہ کہ ظالمانہ طور پر۔

اصول عام کے لحاظ سے تعداد زر ہرجہ ڈگری شدہ بقدر اوس ضرر کے ہونی چاہیئے۔ جو واقع ہوا تا کہ اوس فریق کو جسے بہ نقض معاہدہ نقصان پہونچا ہو۔ وہ فائدہ حاصل ہو جو بصورت واقع نہ ہونے نقض معاہدہ کے فریقین کے منشاء کے موافق ہوتا۔ اگر حالات مقدمہ ایسے ہوں کہ اوس سے ج

[1] ایسی صورتوں میں بروئے قانون میعاد سماعت ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۲) بابتہ سنہ ۱۳۲۲ ف ضمیمہ حصہ دوم۔ مد (۳) کسی قانون یا قاعدہ کے بموجب کسی تاوان یا ضبطی کے لئے۔ تاوان یا ضبطی کے وجوب کی تاریخ سے ایک سال کی میعاد بغرض ارجاع نالش مقرر ہے۔ اسیطرح بروئے مد (۲۲) ضمیمہ مذکور معاوضہ کا ایسے شخص پر جس نے کسی شخص کو مدعی سے معاہدہ کی نقض کی ترغیب دی ہو۔ تاریخ نقض سے ایک سال کی میعاد مقرر ہے۔

اور بروئے مد (۱۰۰) ضمیمہ حصہ چہارم قانون مذکور کسی ایسے معاہدہ صریحی یا معنوی کی خلاف ورزی کے معاوضہ کا جو رجسٹری شدہ نہ ہو اور جسکا ذکر صراحتاً اس ضمیمہ میں نہ ہو۔ خلاف ورزی کی تاریخ سے یا جبکہ خلاف ورزی کے بعد دیگرے ہو تو جس وقت کہ وہ خلاف ورزی ہوئی جسکی بابتہ مقدمہ رجوع کیا گیا ہے یا بصورت یہ کہ خلاف ورزی کے موقوف ہونیکی تاریخ تین سال کی میعاد مقرر ہے۔

اور بروئے مد (۱۰۲) ضمیمہ حصہ پنجم قانون مذکور کسی معاہدہ رجسٹری شدہ کی خلاف ورزی کے معاوضہ کی نالش کی میعاد اوس تاریخ سے جبکہ میعاد اوس مقدمہ کی شروع ہوتی جو اوس قسم کے غیر رجسٹری شدہ معاہدہ کی بناء پر رجوع ہوتا چھ سال مقرر ہے۔

مقدار کا تعین ناممکن ہو جو فی الحقیقت نقض معاہدہ سے واقع ہوا ہو تو ایسی صورت میں عدالتہائے ایکویٹی نے عموماً اس قاعدہ کے بموجب عمل کیا ہے۔ کہ

مسئلہ۔ اگر فریقین نے یہ اقرار کیا ہو کہ بصورت نقض معاہدہ ایک معین رقم بطور تعداد معاوضہ کے سمجھی جائے گی تو معاہدہ فریقین میں عدالت سے دست اندازی نہ ہونی چاہئے۔

قانون معاہدہ ممالک محروسہ سرکار عالی کے متذکرہ دفعہ (۴۴، ۵۷) کے سوائے اور کن کن صورتوں میں ہرجہ دلایا جا سکتا ہے۔ اوسکے لئے ملاحظہ ہوں قانون مذکور کے دفعات (۵۴ و ۵۵ و ۵۶ و ۶۵ و ۶۶ و ۶۷) نیز ملاحظہ ہوں۔ ہائیکورٹ سرکار عالی کے نظایر ذیل۔

سلہ ایک مقدمہ میں (الف) نے (ب) کو بذریعہ ایک تحریر کے اپنا گماشتہ بغرض انجام دہی کار پٹیلگی پانچسال کیلئے مقرر کیا۔ اقرار یہ تھا کہ بصورت اندرون مدت علحدہ کرنیکے نقصان کی پابجائی کیجائے۔ ڈیڑھ سال کے بعد علحدہ کر دیا گیا۔ بربنا واس علحدگی کے (ب) نے دعویٰ کیا اور دعویٰ میں تین مدات نقصان کے بتائے (۱) نقصان تجارت (۲) نقصان زراعت (۳) نقصانات بقیہ مدت کی تکمیل پٹیلگی کا تجویز ہوئی کہ از روئے اقرار تحریری صرف ادائی تکمیل کی ذمہ داری مدعی علیہ پر عاید ہوتی ہے نقصان تجارت و زراعت کی ذمہ داری عاید نہیں ہو سکتی کیونکہ ان نقصانات کا معاوضہ دلانیسے مدعی علیہ پر ایک ذمہ داری کی بابتہ دو دو ہرجے عائد ہو جاتے ہیں۔

سلہ ایک مقدمہ میں مدعی علیہ نے مدعی کو اپنا وکیل مقرر کرکے کاغذات تبلائے اور مدعی نے وکالت نامہ داخل کیا مگر قبل اسکے کہ وہ کوئی کارروائی کرے اوسے وکالت سے موقوف کر دیا تجویز ہوئی کہ بروئے دفعہ (۵۳) قانون معاہدہ مدعی اس نقصان کے پانیکا مستحق ہے۔ جو مدعی علیہ کے فعل سے اوسکو ہوا۔ اگر مدعی کوئی واقعی نقصان ثابت نکرے تو وہ بطور ہرجہ رقم کی ڈگری پانیکا مستحق نہ ہوگا۔

سلہ وکیل علی بخشمیاں بنام جلال علی۔ دکن لا رپورٹ جلد (۱) سنہ ۱۳۲۰ ف صفحہ (۲۶۶)
سلہ میر صاحب علی بنام اعظم علیخان۔ ابن دکن جلد (۱۱) سنہ ۱۳۱۳ ف صفحہ (۲۵۵)

(۳) ایک مقدمہ میں تجویز ہوئی کہ قانوناً معاہدہ تنسیخ کی خلاف ورزی کی حرجانہ واقعی ہے لیکن جبکہ معاہدہ خود ناجائز تو وہ کوئی ہرجہ نہیں پاسکتا۔ لے

(۴) ایک مقدمہ میں تجویز ہوئی کہ تاوقتیکہ کرایہ کاکوئی معاہدہ ثابت نہ ہو قابض سے کوئی رقم بطور کرایہ نہیں پاسکتا البتہ اگر ہرجہ یا نقصان ہوا ہو تو اوسکا دعویٰ کرسکتا ہے۔ ۲ے

(۵) ایک مقدمہ میں تجویز ہوئی کہ ایکٹ (۱۵) ۱۸۵۶ء سرکار عالی نے اپنی عدالتوں میں نافذ نہیں کیا ہے اسلئے وہ بطور قانون سرکاری معمول بہ نہیں ہوسکتا لیکن فریقین مقدمہ عیسائی ہیں اور وہ ایکٹ مذکور کو بطور قومی قانون کے اپنی نزع کے تصفیہ کا منحصر علیہ قرار دیتے ہیں۔ اسلئے تجویز ہوئی کہ یہ امر پورے طور پر ثابت ہے کہ مابین فریقین کے معاہدہ شادی کا منعقد ہوا تھا اور تین برس تک مدعی علیہ نے عاشقانہ طرز معاشرت قائم رکھا اس اثناء میں بکرات ومرات اوس نے مدعیہ کو باور کرایا کہ وہ ضرور اوس سے شادی کرلیگا۔ اس معاہدہ کو مدعی علیہ نے بلاوجہ موجہ توڑدیا تو ان حالات میں مدعیہ کے قلب کو سخت صدمہ پہونچا اس لئے مدعیہ مستحق ہے کہ جو قلبی تکلیف اوسکو ہوئی اور جو مالی نقصان اوسکو پہونچا اوسکے معاوضہ میں اوسکو ہرجہ دلایا جائے۔ ۳ے

(۶) ایک مقدمہ میں تجویز ہوئی کہ جبکہ جائداد مرہونہ کی مرمت ذمہ مرتہن تھی اور اوسکی مرمت نہ کرنے سے جائداد مرہونہ منہدم ہوگئی تو مرتہن ذمہ دار اوسکے ہرجہ کا ہے۔ ۴ے

(۷) ایک مقدمہ میں تجویز ہوئی کہ جبکہ ایک فریق معاہدہ نے معاہدہ کی کسی جزو کی خلاف ورزی کی ہو تو وہ مجاز نہیں ہے کہ دوسرے متعاقدین سے معاہدہ کی تعمیل کرائے اور اگر وہ لوگ تعمیل نہ کریں تو اون سے ہرجہ پانیکا مستحق ہو۔ ۵ے نوٹ فریقین معاہدہ میں سے کوئی بھی شخص ثالث پر بوجہ افعال ناجائز اوسکے نالش ہرجہ کرسکتا ہے ملاحظہ ہو دفعہ (۲۷۹) باب بستم قانون ہذا

لے رامچندر بنام شنکر۔ آئین دکن جلد (۱۵) ۱۳۱۲ف صفحہ (۱۸۰) ۲ے تلجا پرشاد بنام لکا لی دین آئین دکن جلد (۱۳) ۱۳۱۵ف صفحہ (۶۱) ۳ے کی سی ایس ڈہنسل بنام ایل بی گرین آئین دکن جلد (۱۰) ۱۳۱۲ف صفحہ (۳۷) وتشریح القوانین جلد (۱) ۱۳۱۷ف صفحہ ۳۲۸

باب ہفتم

ہرجہ بوجہ ادن افعال بیجا (ٹارٹ) کے جنکو معاہدہ سے کوئی تعلق نہیں

قانون ٹارٹ

قانون اصلی

تمہید اس قانون ٹارٹ میں امور ذیل بیان کیے جاتے ہیں۔

(۱) افعال ناجائز بلا تعلق معاہدہ (۲) مقدمات متعلقہ ٹارٹ

(۳) ہرجہ (۴) نالشات ٹارٹ

الف اصول عام متعلق نالشات ب۔ ناجائز افعال ضرر بر ذات

ج۔ ٹارٹ متعلق جائداد منقولہ د۔ ٹارٹ متعلق جائداد غیر منقولہ

(ھ ہرجہ خلاف ورزی حق آسایش و۔ ہرجہ بوجہ غفلت بمقدمات متدائرہ

مراتب ابتدائی

(۱) افعال ناجائز بلا تعلق معاہدہ

افعال ناجائز بلا تعلق معاہدہ | **دفعہ ۲۶۶**

قول سرزنگین[1]

تعریف افعال ناجائز بلا تعلق معاہدہ افعال ناجائز بلا تعلق معاہدہ وہ افعال ہیں جو ایک ایسے فعل یا ترک فعل سے پیدا ہوتے ہیں جسکو اوس نقصان سے جو ایک شخص معین کو پہونچایا گیا ہو مندرجہ ذیل چار طریقوں میں

[1] ترجمہ اصول قانون سرزنگین صفحہ (۵۳۶ و ۵۳۷)

تعلق ہو (اس فعل یا ترک فعل سے مراد محض اوس فرض کی عدم تعمیل نہیں ہے جو ایک تعلق ذاتی سے پیدا ہوتا ہے مثلاً تعلق امانت دار یا رشتہ زن وشوہر یا وہ تعلق جو از رو سے معاہدہ پیدا ہو)

الف ۔ وہ ایک ایسا فعل ہو جسکے ذریعہ سے مرتکب بلا وجہ یا عذر معقول نقصان پہونچانے کی نیت رکھتا ہو اور فی الواقع نقصان پہونچائے ۔

ب ۔ وہ ایک ایسا فعل ہو جو فی نفسہ خلاف قانون ہو یا ایک خاص فرض قانونی کی عدم تعمیل ہو جس سے ایک نقصان واقع ہو جسکا پہونچانا اون اشخاص کی نیت میں نہ ہو جنھوں نے اوس فعل کا ارتکاب کیا یا اوس فرض کی تعمیل نہیں کی ۔

ج ۔ وہ ایک ایسا فعل یا ترک فعل ہو جس سے ایک ایسا نقصان واقع ہو جس کے پہونچانیکی وہ شخص نیت نہ رکھتا ہو جس نے کہ اوس فعل کا ارتکاب کیا یا ترک فعل کیا لیکن اگر تندہی مناسب کرتا تو پہلے سے روک سکتا تھا ۔

د ۔ خاص صورتوں میں اوس نقصان کو نہ روکنا جسکا روکنا اوس شخص پر مطلقاً یا جبکہ وہ کیا تھا نہ کیا تھا ضابطہ ۔ ایسے افعال ناجائز کو قانون انگلستان میں ٹارٹ کہتے ہیں ۔

یہ لفظ زبان فرانسیسی سے اخذ کیا گیا ہے ۔

فرق مابین ٹارٹ و جرایم | افعال ناجائز بلا تعلق معاہدہ ٹارٹ میں اور جرائم میں یہ فرق ہے کہ ٹارٹ سے مراد اون حقوق ذاتی کی خلاف ورزی یا غصب ہے جو اشخاص منفرد سے بلالحاظ اونکی حیثیت انفرادی کے تعلق رکھتے ہیں ۔ اور

جرائم سے مراد اون عام حقوق و فرائض کی خلاف ورزی ہے جو تمام جماعت سے بلالحاظ اونکی حیثیت اجتماعی کے متعلق ہیں ۔

اس فرق کے ظاہر ہونے کے بعد ٹارٹ کی تعریف اسطرح ہو سکتی ہے ۔

تعریف ٹارٹ | ٹارٹ ایک فعل ناجائز دیوانی ہے جسمیں ذمہ داری خواہ دوسروں کو بالارادہ مضرت پہونچانے سے یا جس فعل کا کہ اون کے حق میں کیا جانا واجب ہو اوسپر بالکل لحاظ نہ کرنے سے یا توجہ اور احتیاط مناسب نہ کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔

صورت آخر الذکر میں وہی نتائج ہوتے ہیں جو صورت اول الذکر میں ہوتے ہیں۔ گو اونکا وقوع میں لانا مقصود نہ ہو یا اونکے وقوع میں آنے کی امید نہ ہو۔

قول الکزینڈر[1]

تعریف افعال ناجائز | فعل ناجائز جسکی بابتہ نالش ہوسکتی ہے ایسا فعل یا ترک فعل ہے جو قانونًا ناجائز ہو اور ازروے کسی قانون موضوعہ واضعان قانون معاف نہ کیا گیا ہو۔ یا بوجہ اسکے کہ وہ دالت پر انتہا رکھی

---

[1] ترجمہ قانون ٹارٹ مولفہ اڈی الکزینڈر بنگال سیول سروس مترجمہ منشی درگا پرشاد مترجم ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی و اودہ بابتہ ۱۸۸۳ء مشروط الامتحان جوڈیشل و وکالت درجہ اول و دوم ممالک محروسہ سرکار عالی (صفحہ ۹)

اس قانون ٹارٹ مولفہ الکزینڈر میں حسب ذیل آٹھ ابواب پر بحث کیگئی ہے۔ باب اول اصول عام متعلقہ ٹارٹ۔ باب دوم ٹارٹ متعلق جائداد غیر منقولہ باب سوم متعلقہ قبضہ جائداد غیر منقولہ بوتر حقوق اصلی وانزمنٹ یعنی حق آسایش و پرافٹس اپرینڈر یعنی حق استفادہ اراضی شخص دیگر و حقوق عیالی منظور بردہ۔ باب چہارم۔ ٹارٹ متعلقہ جائداد منقولہ باب پنجم مقدمات ٹارٹ عداوتانہ استعمال بیجا حکمنامجات قانونی مرتسم دعدالت بیجا تعمیل حکمنامجات مذکور استغاثہ بدنیتی یا برکینہ و عداوتانہ تجویز ثبوت جرم کرانے و قید ناحق سے پیدا ہوتے ہیں۔ باب ششم۔ ٹارٹ۔ متعلقہ توہین تحریری و زبانی و توہین استحقاق۔ باب ہفتم۔ حملہ و زد و کوب (بیٹری) زخمی کرنا۔ مار ڈالنا۔ ضرر جانی و ذاتی بذریعہ غفلت یا فریب باب ہشتم۔ متفرقات

اس کتاب قانون ٹارٹ کے لائق مصنف الکزینڈر صاحب کے پیش نظر اس قانون ٹارٹ میں محض اشکال ترجیحی نہیں رہے ہیں بلکہ ملحوظ متذکرہ تعریف ٹارٹ (افعال ناجائز) جنکے مرتکبین پر ہرجہ و واپسی قبضہ وغیرہ نیز کسی امر کے کرنے یا نکرنے کی قانونی ذمہ داری بعدالت دیوانی عائد کرتی ہے۔ اون کل امور کی توضیح و تشریح کیساتھ بحوالجات نظائر سابقہ بحث فرمائی گئی ہے جسمیں اشکال دادرسی خاص بھی داخل ہیں لیکن ہمارے اصول قانون کے لحاظ سے عام فہم ہونے کے لئے دادرسی خاص پا گذشتہ باب ہژدہم علحدہ قائم اور اوسمیں بوضاحت دادرسی خاص پر روشنی ڈالی جاچکی ہے۔ اوڈی الکزینڈر صاحب نے اپنی اس کتاب قانون ٹارٹ میں بعض مقدمات قابل سماعت و ناقابل سماعت عدالت دیوانی کے بھی نظائر سابقہ ظاہر فرمائے ہیں۔ مگر اونکا تعلق ضابطہ دیوانی سے ہونے کے لحاظ سے ہم نے اس قانون جارہ جوئی کے باب آئندہ بسبب دو دہم قانون اضافی ضابطہ دیوانی میں بوضاحت اس امر کا بھی اظہار کر دیا ہے اور یہاں اسکی ضرورت باقی نہیں رہی ہے [illegible]

ہیں واقع ہوا۔ قابل عفو نہ ہوا ہو یا حسب مفہوم قانون بعید نہ ہو اور جسکے پہونچنے میں خود مدعی نے مدد نہ دی ہو

(شرح) جو فعل قانوناً ناجائز ہو اوس سے کسیکو نقصان پہونچا ہرگز سمجھا نہیں جا سکتا اسیطرح جس شخص کو خود اوسکی غفلت یا امداد سے نقصان پہونچا ہے اوسکی نسبت یہ سمجھا جاتا ہے کہ اوسکو قانوناً کوئی نقصان نہیں پہونچا۔

اجزائے فعل یا ترک فعل ناجائز | فعل یا ترک فعل ناجائز کے حسب ذیل پانچ اجزا ہیں۔

(۱) فعل یا ترک فعل قانوناً ناجائز ہو۔

(۲) از رو سے کسی قانون کے معاف نہ کیا گیا ہو۔

(۳) بے اختیاری میں سرزد ہو کر قابل عفو نہ ہوا ہو۔

(۴) اوس سے ایسا ہرجہ واقعی ہوا ہو۔ جو حسب مفہوم قانون بعید نہ ہو۔

(۵) اوسکے پہونچنے میں مستغیث نے مدد نہ دی ہو۔

تعریف ٹارٹ | ایسے افعال بیجا جو حسب مفہوم قانون ناجائز ہوں جنکی بابتہ وہ شخص جسکو نقصان حسب مفہوم قانون پہونچا ہو۔ عدالت دیوانی میں رجوع لا سکے اور مرتکب فعل ناجائز سے متضرر حصول معاوضہ کا مستحق ہو۔ ٹارٹ ہیں۔

اجزائے ٹارٹ | اجزائے ٹارٹ حسب ذیل دو ہیں۔

(۱) فعل یا ترک فعل جو قانوناً ناجائز ہو کسی شخص کے جانب سے وقوع میں آئے۔

(۲) فعل یا ترک فعل ناجائز سے نقصان حسب مفہوم قانون دوسرے شخص کو پہونچے۔

(شرح) فعل یا ترک فعل کا قانوناً ناجائز ہونا ضروری ہے جسکی صحیح پہچان یہ ہے کہ اوس سے کسی دوسرے شخص کے حق قانونی میں مضرت پہونچے۔ صرف یہ امر کہ اوس سے کسی شخص کو کیسا ہی

سلہ ترجمہ قانون ٹارٹ مولفہ الکزینڈر صفحہ (۲)

صریح نقصان کیوں نہ پہونچا ہو کافی نہیں ہے بجز اسکے کہ اوسکے حق قانونی پر کوئی نقصان پہونچا ہو

فرق مابین ٹارٹ وجرم نیز ٹارٹ ومعاہدہ

ٹارٹ | حق ذاتی کی خلاف ورزی جو موجب نالش دیوانی ہو ٹارٹ ہے

جرم | عام حقوق وفرائض کی خلاف ورزی جو موجب نالش فوجداری ہو جرم ہے۔

اسی لحاظ سے ٹارٹ میں مرتکب ٹارٹ شخص متضرر کو معاوضہ ادا کرتا ہے اور جرم کیصورت میں مرتکب جرم کو سزا دلائیجاتی ہے۔

ٹارٹ ومعاہدہ | ٹارٹ ومعاہدہ میں یہ فرق ہے کہ ٹارٹ میں شخص متضرر اور مضرت پہونچانے والے کے مابین کوئی قرار داد نہیں ہوتی برخلاف اسکے معاہدہ میں ہوتی ہے نیز ٹارٹ کا ارتکاب شخص متضرر کی رضامندی کے خلاف یا بلا رضامندی ہوتا ہے۔ برعکس اسکے معاہدہ فریقین کی رضامندی پر مبنی ہے۔

(۲) مقدمات متعلقہ ٹارٹ

دفعہ ۲۶۷

وہ حقوق قانونی جن سے عموماً مقدمات ٹارٹ کو تعلق ہے۔ قول الکزینڈر[1]

وہ حقوق قانونی جن سے عموماً مقدمات ٹارٹ کو تعلق ہے حسب ذیل تین ہیں۔

(۱) حق آزادی ذاتی (۲) حق حفاظت ذاتی (۳) حق ملکیت خاص

توضیح

(۱) یہ ایک قاعدہ مسلم تصور ہونا چاہیئے کہ ہر فعل یا ترک فعل جس سے آزادی ذاتی خواہ حفاظت ذاتی خواہ ملکیت خاص دوسرے شخص کو نقصان پہونچے۔ قانوناً وہ فعل یا ترک فعل ناجائز ہے۔

[1] ترجمہ قانون ٹارٹ مولفہ الکزینڈر صفحہ (۳)

(۲) حق آزادی ذاتی۔ و حق حفاظت ذاتی۔ و حق ملکیت خاص۔ یہ ہر سہ قسم کے حقوق تمام دنیا کے مقابلہ میں برُوے قانون مختص بالاشخاص متعلق بہ خانگی حقوق اولیہ بالتعمیم قانون نشان (۱) فصل چہارم حصہ دوم مجموعہ ہذا جسطرح حاصل ہو سکتے ہیں۔ اسیطرح یہ ہر سہ قسم کے حقوق شخص یا اشخاص کے مقابلہ میں بھی تخصیص کیساتھ برُوے قانون مختص بالاشخاص متعلق بہ خانگی حقوقِ اولیہ بالتخصیص قانون نشان (۲) فصل چہارم حصہ دوم مجموعہ ہذا حاصل ہیں۔ جسکا ذکر قوانین مذکور میں آچکا ہے۔ بلحاظ اسکے کسی شخص یا اشخاص کے ان ہر سہ حقوق بالتخصیص کی خلاف ورزی سے یعنے کسی شخص یا اشخاص کے ناجائز فعل یا ترک فعل سے کوئی نقصان عمل میں آئے تو اوس نقصان کا معاوضہ یعنے ہرجہ حاصل کرنیکا حق شخص متضرر کو بمقابلہ مرتکب فعل یا ترکِ فعل ناجائز کے ذریعہ قانون مختص بالاشخاص متعلق بہ خانگی حقوقِ ثانیہ چارہ جوئی قانون ہذا نشان (۳) حاصل ہوتا ہے اسلئے مقدمات ٹارٹ کا تعلق عموماً انھیں ہر سہ حقوق متذکرہ صدر سے رہتا ہے۔

استثناء

(۱) اس متذکرہ صدر قاعدہ عام میں سب سے اہم ایک مستثنے اتنا ہے کہ وہ افعال جو حسب اجازت قانونِ موضوعہ کئے جاتے ہیں۔ افعال مذکور گو باعتبار نوعیت کے کیسے ہی ناجائز کیوں نہ ہوں مگر قانوناً ناجائز اسوجہ نہیں سمجھے جاسکتے کہ ان کے کرنے کی اجازت قانونِ موضوعہ کی رو سے دیگئی ہے۔ علاوہ بریں۔

(۲) وہ افعال جو حالت اضطراری میں کئے جائیں یا جسکے کرنے کی ترغیب بوجہ خطرۂ ناگذیر کے ہو اور جنکا حالت اضطراری میں کیا جانا خیال کیا جاتا ہے۔ قانوناً فعل ناجائز نہیں ہے

(۳) غلطی واقعات۔ قانون کی اوس حالت میں قابل معذوری ہے جبکہ یہ ثابت کیا جائے کہ اوسکی کوئی بنیاد معقول ہے۔

وجہ تحریک ۔ قول سرٹننگن[1] یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ علی العموم قانون انگلستان کے موجب مضرت دیوانی کے لیئے (وجہ تحریک) کا وجود لازمی نہیں ہے ۔

اقسام فعل ناجائز ۔ قول پولاک[2]

دفعہ ۲۶۸ ایسے افعال ناجائز کو جنکے لیئے قانون چارہ کار دیوانی عطا کرتا ہے ۔ بالتفصیل بیان کرنے کی کوشش کرنا اگر کسیقدر کامیابی کیساتھ ممکن ہوتو بھی اس کتاب کے احاطہ مطلب سے خارج ہوگا لیکن ایک فہرست ذیل میں دیجاتی ہے جسمیں ٹارٹ کی معمولی اور اہم اقسام تین شقوں میں اسطور پر بتائی گئی ہیں کہ باآسانی سمجھ میں آسکیں شاید اس سے بہتر تقسیم ممکن نہ ہوگی ۔

شق اول ۔ افعال ناجائز جو انسان کی ذات سے متعلق ہیں ۔

(۱) وہ افعال ناجائز کو کسی شخص کی حفاظت ذاتی یا آزادی ذاتی پر موثر ہوں مثلاً حملہ و حبس بیجا

(۲) وہ افعال ناجائز جو خاندان کے تعلقات ذاتی پر موثر ہوں مثلاً عورت کو یا نوکروں کو بھسلا لیجانا

(۳) وہ افعال ناجائز جو نیک نامی پر موثر ہوں ۔ مثلاً ازالہ حیثیت عرفی ۔

(۴) وہ افعال ناجائز جو کسی شخص کی جائداد ۔ حالت اور عموماً آسایش زندگی پر موثر ہوں ۔ مثلاً مغالطہ دہی و اہانت استحقاق و استغاثہ فوجداری مبنی بر عداوت و سازش ۔

شق دوم ۔ افعال ناجائز متعلقہ جائداد

(۱) مداخلت بیجا الف ۔ اراضی پر ۔ مثلاً حقوق آسایش میں مزاحمت کرنا وغیرہ

ب ۔ مال منقولہ میں مثلاً تصرف بیجا وغیرہ

(۲) اون حقوق میں دست اندازی کرنا جو مثل جائداد کے ہیں ۔ مثلاً پیٹینٹ یعنے سند ایجاد اور حقوق مصنفی وغیرہ

---

[1] ترجمہ اصول قانون سرٹننگن صفحہ (۵۳۹)

[2] " " صفحہ (۵۰۴ و ۵۱۴) و قانون ٹارٹ مولفہ پولاک صفحہ (۷)

شق سوم افعال ناجائز متعلقہ جسم ومال وجائداد۔

(۱) امر باعث تکلیف (۲) غفلت

(۳) ادن معاملات میں خلاف ورزی کرنا جو بالخصوص جائداد غیر منقولہ کے قبضہ سے اور اشیاء خطرناک کی ملکیت اور حفاظت سے اور چند عام پیشون کی بجاآوری سے متعلق ہیں

ذمہ داری مرتکبان فعل ناجائز کی ۔ قول الکزینڈر[1] **دفعہ ۲۶۹** ذمہ داری مرتکب فعل ناجائز کی مقدمات ٹارٹ حسب ذیل چار صورتوں میں پیدا ہوتی ہے۔

(۱) **بلا واسطہ** ۔ اسمیں مرتکب فعل ناجائز ہمیشہ خود ذمہ دار ہوتا ہے۔

(۲) **باعانت** ۔ اسمیں معین بھی ویسا ہی ذمہ دار ہوتا ہے جیساکہ فعل ناجائز کا مرتکب۔

(۳) **منظوری فعل غیر** ۔ اسمیں سب قانون انگلستان ضرور ہے کہ فعل ناجائز بغرض فائدہ اصل مالک کے کیا گیا ہو ۔ ایسی صورت میں مالک کا بعد وقوع قبول کرنا منزلہ حکم اول کے ہے ۔ ہندوستان میں یہ تجویز ہوئی کہ چونکہ ثبوت دینے اختیار ایسے افعال کا جو واسطے فائدہ مالک کے کئے گئے ہوں ہونا دشوار ہے ۔ اسلئے ہمیشہ قیاس اوسکی منظوری کا ہونا چاہیے جسکی تردید لازم ہے

(۴) **بذریعہ تعلق** یعنے ذمہ داری بوجہ تعلق کے آقا اور ملازم کی صورت میں پیدا ہوتی ہے ۔ افعال ناجائز ملازم کا مالک ذمہ دار ہوتا ہے **بشرطیکہ** وہ فعل اثناء ملازمت میں نوکر نے مالک کے کام میں کیا ہو ۔ اور اگر ملازم کا فعل اوسکے احاطہ ملازمت یا اوسکی حالت ملازمت سے باہر ہو تو مالک اوسکا ذمہ دار نہیں ہے فعل ملازم منزلہ فعل آقا اوسوقت متصور ہوگا جب وہ بہ بجاآوری اوس اختیار کے کیا ہو ۔ جو آقا نے دیا ہو ۔

اس معاملہ میں ایک **بحث** پیچیدہ درباب ایسے ملازمین کے ہے جنکا تقرر جبراً ہوتا ہے ۔

---

[1] ترجمہ قانون مروجہ مولفہ الکزینڈر صاحب باب اول

چاہیے کہ رہتا۔ بہ ایں ہمہ۔ تو اگر ایسا ملازم کوئی فعل ناجائز کرے تو آقا اوسوقت تک بری نہیں ہو سکتا جبتک کہ وہ یہ ثابت نہ کرے کہ غفلت صرف اوس شخص کی ہوئی جو جبریہ مقرر ہوا تھا۔ اور جسکے تقرر میں آقا کے انتخاب کو دخل نہ تھا۔ اگر ایک ہی آقا کے ایک ملازم کو اوسکے دوسرے ملازم کے فعل بیجا سے نقصان پہونچے تو ضرور ہے کہ مالک کی ذمہ داری کیلئے وہ دونوں ایک ہی آقا کے ملازم ہوں اور مرتکب فعل ناجائز بھی معمولی ہنر اور احتیاط کا آدمی ہو اور سب سامان درست ہو جس صورت میں کہ یہ سب باتیں موجود ہوں تو ضرر رسیدہ کو مقابلہ آقا کے چارہ جوئی کا حق نہیں ہے کیونکہ

توضیح۔ عام قاعدہ یہ ہے کہ ذمہ داری مرتکبان افعال ناجائز کی مشترکاً و منفرداً ہوتی ہے۔ ذمہ داری مشترک کیلئے ضرور ہے کہ وہ افعال جنکی شکایت ہو مشترک ہوں نہ کہ منفرد کیونکہ اگر وہ علٰحدہ ہوں تو نالشات علٰحدہ ہونگی نہ کہ نالش واحد۔ چنانچہ

نالش **توہین زبانی** کی مشترکاً چند مدعٰی علیہم پر نہیں ہو سکتی بجز اسکے کہ یہ بیان کیا جائے کہ نالش ہرجۂ خاص کے ہے اور ہرجہ مذکور فعل مشترک مدعٰی علیہم سے ہوا ہے۔

(۳) ہرجہ

دفعہ ۲۷۰

نقصان حسب مفہوم قانون خواہ نقصان واقعی نہیں ہوتا ممکن ہے کہ واقعی نقصان زر ہو یا واقعی نقصان از قسم زر نہ ہو۔

فعل ناجائز سے جو نقصان پہونچا ہو ضرور ہے کہ وہ نقصان حسب مفہوم قانون ہو۔ قول الگزینڈر۔ [1]

مثلاً جب کسی کے کوئی ضرر پہونچے اور اوسکے سبب سے اوسکا کچھ خرچ نہ پڑے۔ لیکن باوجود اسکے وہ نقصان سمجھا جاتا ہے۔ **یا** ممکن ہے کہ ہونا نقصان کا محض قانوناً فرض کر لیا گیا ہو

---

[1] ترجمہ قانون ٹارٹ مولفہ الگزینڈر باب اول۔

مثلاً جبکہ کوئی ہمسایہ کی اراضی پر ناجائز طور پر دخل ہو اور کچھ نقصان نہ کرے۔ بگر۔
چونکہ وہ اس فعل سے ہمسایہ کے حق قانونی میں مخل ہوتا ہے۔ لہذا ہونا نقصان کا قانوناً فرض کر لیا جائیگا

توضیح مرتکب فعل بچاؤ کیطرف سے یہ جوابدہی نہیں ہو سکتی کہ اوسکی نیت نقصان پہونچانے کی نہ تھی بلکہ یہ دیکھنا چاہیئے کہ جو نقصان پہونچا وہ نتیجہ لازمی و طبعی اوس فعل یا ترک فعل کا تھا یا نہیں۔

(۱) اگر وہ فعل جسکا نتیجہ طبعی یا لازمی نقصان ہو وہ ہرجہ **قریب** ہے جسکی نالش ہو سکتی ہے۔

(۲) اگر وہ فعل جسکا نتیجہ طبعی یا لازمی نقصان نہ ہو وہ ہرجہ **بعید** ہے جسکی نالش نہیں ہو سکتی

دفعہ ۱۷۲ مقدار زرہرجہ اور اوسکے اقسام۔ قول پولاک[۱] جب کبھی کسی فعل ناجائز قابل نالش کا ارتکاب ہو تو فریق متضرر ہرجہ پانیکا مستحق ہے۔ **انگلستان** میں اوس مقدار نقصان کی تجویز جسکے موجب ہرجہ دلایا جائے جج کے ذمہ ہوتی ہے اور تعداد زرہرجہ کا تعین جوری[۲] کرتی ہے۔ **ہندوستان** میں چونکہ عدالت جج اور جوری دونوں کے لوازم خدمت کو انجام دیتی ہے۔ اس لئے اوس اصول کی تجویز کے جسپر ہرجہ کی تشخیص ہونی چاہیئے۔ جج کرتا ہے۔ اور تعداد زرہرجہ بھی جسکے پانیکا مدعی مستحق ہو وہی معین کرتا ہے۔ بلحاظ اسکے ہرجہ کی تشخیص کی تین قسمیں حسب ذیل ہو سکتی ہیں۔

الف۔ ہرجہ برائے نام (ب) ہرجہ معمولی (ج) ہرجہ عبرت انگیز۔

توضیح

ہرجہ برائے نام | **الف**۔ ہرجہ **برائے نام** وہ ہے جو اوس خرچہ اور تکلیف سے جو بوجہ نالش عاید ہو کوئی نسبت نہیں رکھتا۔ اور جو رقم دلائی جاتی ہے وہ اسقدر خفیف ہوتی ہے کہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ باعتبار مقدار کے اوسکا وجود ہی نہیں ہے۔ اس قسم کا ہرجہ صرف اُس صورت میں ممکن ہے۔

[۱] ترجمہ اصول قانون سر رمنگن صفحہ (۵۴۲) تا صفحہ (۵۴۶)، قانون نارٹ مولفہ پولاک صفحہ (۱۵۸) و صفحہ (۱۶۲، ۱۶۳)
[۲] جوری۔ سے مراد وہ اشخاص ہیں جو قانون کے مطابق کسی مقدمہ میں امور واقعاتی کی تجویز کیلیے منتخب کیے جائیں اور شہادت پیش شدہ پر غور کرنیکے بعد اون امور کے متعلق اپنی رائے ظاہر کریں۔

جبکہ ایک حق مطلق کی خلاف ورزی عمل میں آئی اور کوئی ایسا نقصان واقع نہ ہو جسکا اندازہ معاوضہ زرنقد میں ہو سکے۔ یہ ایک ایسے فعل ناجائز کی مثال ہے کہ جسمیں نقصان حقیقی واقع نہ ہو لیکن باوجود اسکے یہ قیام نالش کیلیئے کافی ہے۔ ایسے مقدمات میں نالش کی صرف یہ غرض ہوتی ہے کہ حق ثابت کیا جائے اور چونکہ ہر مضرت میں نقصان کا ہونا سمجھ لیا جاتا ہے۔ لہذا قانون بابتہ اوس دست اندازی کے جو حق میں ہوئی ہو ہرجہ برائے نام عطا کر کے مقدمہ کے مابہ الاحتیاج کو رفع کرتا ہے۔

مثلاً اگر ایک شخص دوسرے پر جو اوسکی زمین پر سے گھوڑے پر سوار ہو کر گذرے نالش کرے۔ گو اوس سے کوئی نقصان اوسکا نہ ہوا لیکن جس حال میں کہ کوئی غرض مطلق کسی فعل کے کرنے سے یا نہ کرنے کا نہ ہو بلکہ صرف یہ غرض ہو کہ وہ فعل اسطرح نہ کیا جائے کہ اوس سے نقصان حقیقی ہو تو ایسے تمام مقدمات میں نقصان حقیقی کا ثبوت مدعی کے حق کی بناء ہے اور ہرجہ برائے نام کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ نیز

ہرجہ معمولی | اب۔ ثبوت ہرجہ ایسا ہونا چاہئے جو ایک معمولی سمجھ کے گواہ کیجانب سے ایک معمولی سمجھ کے جوری کی رائے کے سامنے ظاہر کیا جا سکے نہ محض اس قسم کا کہ ایک ماہر علم طبعی کی خردبین یا ایک کیمیاگر کے امتحانات سے متحقق ہو سکے۔ پس قانون اون نتایج پر توجہ نہیں کرتا جو انسان کے حواس معمولی سے محسوس ہونے کے قابل نہ ہوں۔ لہذا اگر ایک مقدمہ میں جسمیں دہوئیں اور زہریلے بخارات کیوجہ سے امر باعث تکلیف کا ہونا بیان کیا جائے اور ثابت کیا جائے کہ ہر لمحہ میں زہر کے ایک جزو لاتیجزی کا دس لاکھواں حصہ ایک درخت میں جذب ہوا یا ایک ذرہ خاک کا دس لاکھواں حصہ ایک درخت پر جم گیا تو یہ کوئی وجہ اس امر کی نہ ہوگی کہ بذریعہ حکم امتناعی دست اندازی کیجائے گو دس لاکھ لمحے کے منقضی ہونے پر زہر یا خاک کے ریزے آسانی سے معلوم ہو سکیں۔ پس اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو کچھ رقم دلائیجائے خواہ وہ کثیر ہو یا خفیف اوس سے مدعی کو

بابتہ اوس نقصان کے جو فی الواقع پہونچا ہو معاوضہ مقدار واجبی ملنا چاہیئے لیکن اس امر کا معیار کہ بنظر حالات مقدمہ مقدار واجبی کیا ہوگی خواہ مخواہ یہ نہ ہونا چاہیئے کہ مدعی کو اوسکی حالت سابقہ پر بحال کرنیکے لئے کسقدر خرچہ ہوگا۔ قانون کا منشاء نہیں ہے کہ مدعی اپنی حالت سابقہ پر بحال کیا جائے بلکہ یہ ہے کہ اوسکو معاوضہ دلایا جائے اور صحیح معیار یہ ہے کہ ہر خاص مقدمہ کے حالات کے لحاظ سے فریق متضرر کو بابتہ اوس مضرت کے جو اوسے پہونچائی گئی کسقدر رقم دلانے سے مناسب اور معقول معاوضہ ملیگا اور جو اندازہ مدعی نے قائم کیا ہو وہ حد انتہائی تصور کیا جائیگا۔ یعنے اوس سے زیادہ معاوضہ نہیں دلایا جائیگا۔ اس اصول پر جو ہرجہ دلایا جاتا ہے وہ **ہرجہ معمولی** کہلاتا ہے۔

اسی اصول کے مدنظر ہائیکورٹ ممالک محروسہ سرکار عالی سے ایک مقدمہ میں تجویز ہوئی ہے کہ کوئی عدالت دعوے سے زائد بحق مدعی ڈگری صادر کرنے کی مجاز نہیں ہے جب مدعی علیہ رقم نہ دینے کیوجہ سے ایسا کہتا ہیں (۵ معہ) فیصدی منافع ہوتا ہو مسترد ہو جائے تو مدعی اپنا نصف حصہ منافع بطور ہرجہ مدعی علیہ شریک سے پانیکا مستحق ہے۔ [۵]

ہرجہ عبرت انگیز | ج۔ بعض اوقات فعل ناجائز نہ صرف مضرت حسب مفہوم معمولی ہوتا ہے بلکہ وہ خود فی نفسہ اسقدر سنگین اور قابل اعتراض ہوتا ہے۔ یا اوسکا ارتکاب ایسے حالات میں کیا جاتا ہے کہ مضرت کی نوعیت بڑہ جاتی ہے۔ اور توہین یا بے حرمتی ہوتی ہے جس سے مقدار ہرجہ کا تعین کسی سخت قاعدۂ ہندسیہ کے مطابق کرنا محال ہوتا ہے۔ **مثلاً** سخت ازالہ حیثیت عرفی یا تعمداً کسی فریب کے ذریعہ سے کسی کی بیٹی کو پھسلا لیجانا۔ یا بلا وجہ کسیکی زمین پر مداخلت بیجا کرنا اور تشدد اور بیاعتدالی کیساتھ ایسی مداخلت جاری رکھنا۔ یہ سب ایسی مثالیں ہیں جنمیں مدعی علیہ کے طریق عمل کی نسبت واجبی طور پر اظہار ناپسندیدگی کیا جاکر ہرجہ دلایا جاتا ہے۔ اور چونکہ ایسی صورتونمیں

---

[۵] دکن لاء رپورٹ جلد (۳) صفحہ (۱۲۲) جگناتھ بنام علی بخش خان ۱۳۲۲ ف

مدعی کے نقصان حقیقی کی مقدار کیوجہ سے نہیں بلکہ بوجہ مدعی علیہ کے فعل ناجائز کی نوعیت کے اظہار خفگی کیا جاتا ہے۔ اسلئے یہ ہرجہ عبرت انگیز کہلاتا ہے۔

قول لارڈ کیمبل[۱] | ہرجہ مطابق اوس نقصان سے دلایا جائیگا جو نقصان حقیقی وقوع میں آیا ہو اور اوسکا تعین حسب قانون ہرجہ مولفہ لارڈ کیمبل صاحب اسطرح ہونا چاہئے کہ نقصان از قسم زر کا تخمینہ کیا جائے اور یہ معاوضہ قسم سولیٹیم یعنے بطور تسکین نہیں دلایا جاسکتا بلکہ ایسا معاوضہ حصول الایا جائیگا جسکی دعویدار کو امید ہو۔ خاص خاص صورتوں میں یہ معاوضہ بطور تسکین بھی دلایا جاسکتا ہے۔

توضیح۔ ہرجہ بحیثیت مدعی علیہ عائد ہوگا۔ نہ کہ بحیثیت طالب

دفعہ ۲۷۲

جس صورتمیں کہ کسی شخص خاص ہرجہ جو بوجہ ایسے فرض کی عدم تعمیل کے واقع ہو جو بذریعہ قانون قائم کیا جائے۔ قول پولاک[۲] | کو ایک ایسے فرض عام کی عدم تعمیل کیوجہ سے جو بذریعہ قانون مقرر کیا گیا ہو کوئی خاص نقصان پہونچے تو یہ امر کہ آیا اوس خاص شخص کو ذاتی حق ارجاع نالش کا حاصل ہو سکتا ہے یا نہیں اوس قانون کی وسعت اور عبارت بہیئت مجموعی پر منحصر ہوتا ہے۔ اگر واضعان قانون نے بوقت قائم کرنے فرض کے غرض متضرر کیلئے کوئی خاص طریقہ چارہ کاروائی کا بھی مقرر کیا ہو تو عموماً یہ قیاس کیا جائیگا کہ سوائے اوس چارہ کار کے جو مقرر کیا گیا ہے کسی اور چارہ کار کا عطا کرنا مقصود نہ تھا۔ اور وہی ایک چارہ کار ہے۔ لیکن ضرور ہے کہ وہ ضرر جسکی بابتہ نالش کیجائے اوس نقصان میں داخل ہو جو قانون مذکور میں مقصود ہو۔

قول الکزنیڈر[۳]

استعمال اختیارات قانونی

[۱] ترجمہ قانون ٹارٹ مولفہ الکزنیڈر صفحہ (۱۰۳) [۲] ترجمہ اصول قانون مولفہ سر ٹنگین صفحہ (۵۵۰) وقانون ٹارٹ مولفہ پولاک صفحہ (۱۶۸) [۳] ترجمہ قانون ٹارٹ مولفہ الکزنیڈر باب اول۔

استعمال اختیارات قانونی کا ناقابل نالش ہونا | **الف**۔ اختیارات قانونی کے استعمال سے اگر نقصان پہونچے تو اوسکی بابتہ نالش نہیں ہوسکتی **بشرطیکہ** اختیارات مذکور عقل و احتیاط سے مستعمل ہوئے ہوں جس حال میں کہ بروے قانون اختیارات دئے گئے ہوں اور اون کے استعمال سے نقصان واقع ہو تو یہ معمولی **مسئلہ** کہ اپنی چیز کو اسطرح پر استعمال کرو کہ جس سے دوسرے کو نقصان نہ پہونچے متعلق نہیں ہوتا ہے **لیکن** غفلت کا بیان اور ثبوت ہونا چاہئے۔

ذمہ داری بوجہ عدم تعمیل حکم قانونی | **ب**۔ جب کسی قانون کی رو سے کوئی حق عطا کیا گیا ہو تو بحالت عدم بجا آوری ذمہ داری مذکور نالش **معمولی** ہرجہ کی ہوسکتی ہے میعاد نالش ہرجہ بموجب قانون میعاد سماعت ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۳) ۱۳۲۲ف دفعہ (۳) کسی قانون یا قاعدہ کے بموجب کسی تاوان یا ضبطی کیلئے۔ تاوان یا ضبطی کے وجوب کی تاریخ سے ایکسال کی میعاد مقرر ہے **لیکن** قانون میں مظلوم کیلئے کوئی معاوضہ مقرر نہ ہوا ہو۔ اور اگر قانون کی رو سے کوئی معاوضہ مقرر ہے تو سوائے معاوضہ مصرحہ قانون کے کوئی دوسرا چارہ کار نہیں ہے۔

ضابطہ اگر کسی قانون کی رو سے بجا آوری کسی امر کی کسی شخص کے ذمہ ہو تو عدالت دیوانی میں نالش تعمیل بالجبر کی ہو سکتی ہے۔

استثناء ازروے قانون **عہدہ داران عدالت** جو کار عدالتی کرتے ہوں اور اون عہدہ داروں کے حکم سے جو لوگ **وارنٹ** یا دیگر **احکام** جائز کی تعمیل کریں۔ نالش سے مستثنیٰ ہیں **لیکن** ضرور ہے کہ عہدہ دار نے عدالتاً عمل کیا ہو محض عہدہ دار ہونے سے وہ مستثنیٰ نہیں ہے ایسے مقدمات میں یہ بحث نہیں ہوسکتی کہ عہدہ دار نے نیک نیتی سے عمل کیا یا نہیں۔ چونکہ اگر اختیارات دیدہ و دانستہ بری طرح سے استعمال کئے جائیں تو متضرر کو استحقاق نالش ہے۔ جس صورت میں کہ جج یا عہدہ دار عدالت نے عدالتاً مگر بلا اختیار عمل کیا ہو تو بحث طلب یہ امر ہوتا ہے کہ آیا وہ نیک نیتی سے باور کرتا تھا کہ اوسکو اختیار حاصل ہے۔

تادرث جو عداوتاً نہ بیجا استعمال حکمنامہ جات قانونی و مداخلت بیجا بہ تعمیل حکمنامہ جات مذکور بمقدمات دیوانی سے ہو

ج ۔ (۱) استعمال بیجا حکمنامہ جات قانونی کے مقدمات اکثر اس صورت میں ہوتے ہیں جبکہ مدعی فریق اون کارروائیوں میں ہو جنمیں حکم نامہ جاری ہوا ۔

اس قسم کی نالشات کی میعاد بصورت جائداد منقولہ قرق ہونے کے بروے قانون میعاد سماعت ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۲) سنہ ۱۳۲۳ف ضمیمہ حصہ دوم مد (۲۳) جائداد منقولہ کے خلاف قانون یا بے ضابطہ یا ضرورت سے زاید ضبطی کے معاوضہ کی نالش تاریخ ضبطی سے ایکسال اور بروے مد (۲۴) عدالت کے حکمنامہ کی بنا پر جائداد منقولہ کی بیجا قرقی کے معاوضہ کی نالش کیلئے تاریخ قرقی سے ایک سال مقرر ہے اسیطرح بصورت جائداد غیر منقولہ ہونیکے بروے مد (۳۴) ضمیمہ حصہ چہارم اوس نقصان کے معاوضہ کا جو کسی حکم امتناعی کے بیجا حاصل کرنے سے ہوا ہو ۔ حکم امتناعی کے ختم ہونیکی تاریخ سے تین سال کی میعاد مقرر ہے ۔

توضیح ۔ اسصورت میں مدعی کو عداوت اور نہ معقول وقرین قیاس وجہ کا اور ہرجہ واقعی کا ہونا بیان کرنا چاہیئے ۔

نوٹ ۔ نالش دیوانی کا عداوتاً داخل کرنا موجب ہرجہ نہیں ہے ۔

ایک مقدمہ میں ہائیکورٹ سرکار عالی سے تجویز ہوئی کہ گو وہ امور بے بنیاد کیے جو ایذا رسانی کی نیت سے دیوانی مقدمہ کے پیرایہ میں عمل میں آئے ہوں اور ہرجہ کی نالش کیلئے کافی ہوں لیکن محض نالش کے ناثابت قرار پانے سے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ نالش ایذا رسانی کیغرض سے پیش کیگئی تھی حکمنامہ کی استعمال بیجا کی نسبت ہرجہ کی نالش کا حق اوسوقت پیدا ہوتا ہے کہ جب حکمنامہ ایذا رسانی کیلئے بلا ضرورت یا زاید از ضرورت غلط باور کرا کے حاصل کیا گیا ہو ۔ یا اوسکی تعمیل اسطرح کرائی گئی ہو جسطور پر اوسکا تعمیل پانا عدالت صادرہ حکمنامہ کا مقصود نہ تھا ۔ ایک خاص رقم ڈگری وارہ کے زرمہر کی ڈگری میں بلا کسی قسم کی

تکرار یا عذر کے وصول ہو چکی تھی تو ناصح کو ڈگری مذکور میں فرق کرانا یا مجری نالش میں اوسکی نسبت حکم امتناعی بعد پیشی ثبوت واطمینان عدالت جاری کرانا حکمنامہ عدالت کا بیجا استعمال اور ہرجہ کا ذمہ دار نہیں بناتا۔ خاص کر جبکہ اوس سے تمتع بھی اوٹھایا گیا ہو[1]

ایک اور مقدمہ میں تجویز ہوئی کہ قرقی بیجا کی صورت میں سبب عدالت کو اس امر کا اطمینان ہو کہ ارجاع نالش کی کوئی وجہ معقول بقیاس غالب تھی تو مدعی علیہ کو ہرجہ دلایا جاسکتا ہے۔ جبکہ یہ امر ثابت نہ کیا جائے کہ ارجاع نالش کی کوئی وجہ معقول نہ تھی تو مدعی علیہ کو ہرجہ نہیں دلایا جاسکتا ہے[2]

اسی مادہ میں مجموعہ ضابطہ دیوانی سرکار عالی نشان (۳) ۱۳۱۲ف کے دفعہ (۵۳۴) ہم مضمون دفعہ ۹۵ ایکٹ نمبر ۵ ۱۹۰۸ء میں حکم ہے کہ قبل از فیصلہ قرقی یا گرفتاری عمل میں آئے یا حکم امتناعی جاری کیا جائے اور بعد ازاں عدالت کو معلوم ہو کہ ناکافی وجوہ پر درخواست پیش ہوئی تھی یا مدعی ناکامیاب ہوا اور معلوم ہو کہ ارجاع مقدمہ کی معقول یا مناسب وجہ نہ تھی تو بدرخواست مدعی علیہ مناسب معاوضہ اخراجات یا مضرت ایک ہزار روپیہ تک عدالت مدعی علیہ کو دلا سکے گی لیکن اپنے اختیارات سماعت سے زیادہ معاوضہ نہ دلا سکے گی جب اسطرح کوئی معاوضہ دلایا جائے تو ہرجہ کا دعوے نہ ہو سکے گا۔

(۲) مداخلت بیجا بہ تعمیل حکمنامہ جات قانونی کے مقدمات اوس صورت میں ہوتے ہیں جبکہ مدعی شریک اون کارروائیوں کا نہ ہو۔

ت خیالے اسصورت میں صرف اسقدر ثابت کرنا چاہیے کہ مداخلت بیجا ہوئی ہو اور اوسکا ارتکاب منجانب مدعی علیہ یا اوسکی اجازت سے ہوا۔

چنانچہ ایک مقدمہ میں ہائیکورٹ سرکار عالی سے تجویز ہوئی کہ جبکہ مدعی علیہ کا کوئی ناجائز دخل ثابت نہ کیا جائے تو ہرجہ کی ڈگری نہیں مل سکتی[3]

---

[1] آئین دکن جلد (۱۷) ۱۳۱۹ف صفحہ (۳۱۴) قادر النساء بیگم بنام زینت النساء بیگم [2] آئین دکن جلد (۱۰) ۱۳۱۲ف صفحہ (۲۷۰) دکن لاء رپورٹ جلد (۱) صفحہ (۲۲۰) سید فتح اللہ خان بنام خوشحال [3] میر شجاعت علی بنام سید فخر الدین مقنن دکن جلد (۱۱) ۱۳۱۴ف صفحہ (۱۷۰)

(۳) نالش ہرجہ اوس ضرر کی جو گرفتاری صیغہ اجراء ڈگری سے ہو بحالات خاص منظور ہوگی جسمیں مدعی کو امور ذیل ثابت کرنا چاہیئے۔

(۱) نالش ابتدائی جس سے ضرر مظہرہ پیدا ہوا۔ اوسکے حق میں فیصلہ ہوئی تھی۔

(۲) گرفتاری عداوتانہ اور بلا وجہ معقول اور قرین قیاس کے مدعی علیہ نے کرائی۔

(۳) علاوہ خرچہ نالش ابتدائی کے ملنے کے اوسکو کوئی دوسرا ضمنی ضرر پہونچا

توضیح مقدمات متذکرہ ضمن (۳) میں نالش ہرجہ دائر ہوسکتی ہے۔ گوکہ ڈگریدار نے کیسا ہی بیگناہی اور غلطی سے عمل کیا ہو۔ اور وہ اوسصورت میں بھی ذمہ دار ہے جبکہ اوسکے وکیل یا مختار وغیرہ نے ایسی مداخلت اوسکے فائدہ کیلیئے کی ہو۔

استثناء۔ اگر عدالت خود غلطی کرکے حکم دے اور ڈگریدار نے کل واقعات کو روبرو عدالت کے پیش کرنے میں بنیک نیتی عمل کیا ہو تو۔ ڈگریدار ذمہ دار نہیں ہے۔

نوٹ گرفتاری کے واسطے چھونا ضرور نہیں ہے بلکہ حکمنامہ یا حکم عہدہ دار کو جو یہ اطلاع کرے کہ وہ حراست میں ہے منظور کرلینا تکمیل گرفتاری کیلیئے کافی ہے۔

نالش ہرجہ عداوتانہ استغاثہ فوجداری	د۔ عداوتانہ نالش فوجداری کے ہرجہ کے دعوی میں[۱] مدعی کو

چاہیئے کو ۳ امور ذیل ثابت کرے۔

(۱) یہ کہ مدعی علیہ بہ کارروائی فوجداری بمقابلہ مدعی مستغیث تھا۔

(۲) اوس نے عداوتانہ عمل کیا تھا۔

(۳) اوسکی کارروائی بلا وجہ معقول و قرین قیاس کے تھی۔

ایسی نالش کی کامیابی کیلیئے چار امور ذیل ضروری ہیں۔

[۱] اس قسم کے دعوے کیلیئے بروے قانون میعاد سماعت ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۳) ضمیمہ حصہ دوم مد (۲۰) بابتہ معاوضہ مقدمہ فوجداری جو کینہ سے دائر کیا گیا ہو۔ ایکسال کی میعاد اوس تاریخ سے مقرر ہے جس تاریخ مدعی بری ہوا ہو یا مقدمہ اور طرح ختم ہوا ہو۔

(۱) عداوت کا ہونا (۲) نہ ہونا وجہ معقول کا منجانب مدعی علیہ۔ بمقدمہ فوجداری

(۳) بمقدمہ فوجداری مدعی کی کامیابی کا ہونا (۴) فوجداری کے استغاثہ سے ہرجہ کا ہونا۔

توضیحات۔ استغاثہ عداوتانہ میں مدعی کی طبیعت کو جو تکلیف ہو تجھے تشخیص ہرجہ میں اوس پر لحاظ ضروری۔

نظائر ہائیکورٹ سرکار عالی

(۱) تجویز ہوئی کہ مقدمات ہرجہ استغاثہ کاذب میں یہ ثابت ہونا چاہیئے کہ استغاثہ جھوٹا اور مبنی بر عداوت تھا محض اخراج استغاثہ اور ملزمین کے بیان مزیل حیثیت عرفی کی صحت تسلیم کر لینے سے ہرجہ کا استحقاق پیدا نہیں ہوتا[۱]

(۲) تجویز ہوئی کہ دعوی ہرجہ مقدمہ فوجداری میں جن امور کا ثبوت ضروری ہے وہ پیش ہوا ہے بتغیت کی نیت فاسد کا پتہ اس سے چلتا ہے کہ اوس نے جھوٹی شہادت بعاوضہ رقم پہنچانیکی کوشش کی تھی جسمیں اوسے ناکامی ہوئی پس ہرجہ استغاثہ کی کوئی معقول وجہ نہ تھی جو ڈگری ہرجہ دیگئی وہ صحیح ہے۔[۲]

(۳) چونکہ مدعی نے یہ ثابت نہیں کیا کہ جو استغاثہ اوس پر دائر ہوا تھا وہ جھوٹا تھا اسلئے وہ مستحق دلاپانے ہرجہ کا نہیں ہے[۳]

(۴) جبکہ نالش ہرجہ بربناء استغاثہ فوجداری دائر کیجائے تو اگرچہ عموماً یہ امر ذمہ مدعی ہے کہ وہ استغاثہ فوجداری کو کاذب و بلا وجہ معقول و قرین قیاس عداوتانہ ہونا ثابت کرے لیکن جبکہ واقعات جنپر الزام فوجداری مبنی ہو داخل تعریف جرم فوجداری نہ ہوں تو استغاثہ کے کذب و مبنی بر عداوت ہونیکا قیاس خود بخود پیدا ہو جاتا ہے نیز تجویز ہوئی کہ فیصلہ عدالت فوجداری اوسصورت میں قابل ادخال شہادت ہے جبکہ اوس سے واقعات تنقیح طلب اور واقعات متعلقہ مقدمہ دیوانی کی توضیح و تشریح ہوتی ہے اور اوس سے فریقین کے باہمی تعلقات معلوم ہوتے ہیں[۴]

(۵) جبکہ مدعی علیہ نے مختارتاً ایک فوجداری استغاثہ مدعی پر دائر کر کے اوسے فاصلہ سے مستقر عدالت پر طلب کرایا تھا جس سے اوسکا نقصان ہوا تو ایسی حالت میں مدعی بعینہ دیوانی مستحق ہرجہ پانیکا ہے[۵]

۱؎ شیلہ اپنیا بنام شیلہ رام کشتیا آئین دکن جلد (۲۰) سنہ ۱۳۲۲ف صفحہ (۱۶۵) ۲؎ کیسر لچھمیا بنام سید محمد حسین آئین دکن جلد (۲۰) سنہ ۱۳۲۲ف صفحہ (۲۳۳) ۳؎ مہادیا بنام ملکیا دکن لا رپورٹ جلد (۲) سنہ ۱۳۲۱ف صفحہ (۲۳۶) ۴؎ تپنا بنام نرسما دکن لا رپورٹ جلد (۱) صفحہ (۶۶۵) و آئین دکن جلد (۱۸) صفحہ (۳۷۷) سنہ ۱۳۲۰ف ۵؎ کنہیا لال بنام شیو لال آئین دکن جلد (۱۲) سنہ ۱۳۱۲ف صفحہ (۹۷)

(۶) تاوقتیکہ شہادت سے ابراہت تاریخ دوقت ایسے امور ثابت نہ ہوں جن سے معلوم ہو کہ مدعی علیہ نے جو استغاثہ فوجداری دائر کیا تھا وہ جھوٹا تھا اور جان بوجھکر جھوٹا دائر کیا تھا محض اخراج استغاثہ فوجداری کی وجہ سے ملزم مقدمہ فوجداری کے مستغیث سے ہرجہ پانے کیلئے دعوی نہیں کرسکتا۔ [۱]

(۷) ملزم ہرجہ کا دعویٰ ایسے کرسکتا ہے کہ عداوت سے اوسے پریشان کرنے کیلئے استغاثہ کیا گیا تھا اگر یہ صورت نہ ہو بلکہ مستغیث نے بیاد عائے ملکیت خود مداخلت بیجا کا استغاثہ کیا ہو اور وہ خارج ہوگیا ہو اور کوئی ثبوت اوسکی بدنیتی کا نہ ہو ایسی صورت میں وہ مستوجب ایسکا نہیں ہے کہ اوس سے بصیغہ دیوانی ہرجہ دلایا جائے۔ [۲]

(۸) ایک نالش ہرجہ میں جو فوجداری مقدمہ کے بابتہ تھی تجویز ہوئی کہ کوئی وکیل تین ملزمین سے محنتانہ قبول نہیں کرسکتا جو ایک ملزم سے قبول کرتا کسی ایک مقدمہ میں پیروی کیلئے تین وکیلوں کے تقرر کی ضرورت نہیں ہے۔ [۳]

(۹) جو استغاثہ کی بابتہ مدعی نے ہرجہ کی نالش کی۔ عذر ہوا کہ عدم اثبات الزام سے یہ امر مسلم نہیں قرار دیا جاسکتا کہ دعوی محض بدنیتی سے ایذا رسانی کیلئے دائر کیا گیا تھا اور تاوقتیکہ مقدمہ مذکور میں ثبوت بدنیتی پیش نہ ہو عدالت کا ملزم کو بری کردینا سرسری نالش ہرجہ کیلئے کافی نہیں ہے۔ تجویز ہوئی کہ جبکہ عدالت مصدرہ حکم برات نے واضح طور پر ظاہر کردیا ہے کہ ملزم کے خلاف مستغیث نے چارہ کار نہ صرف بیجا اختیار کیا تھا بلکہ اوس سے خود بدنیتی کے آثار نمایاں تھے تو مرافع کا یہ عذر کہ ثبوت بدنیتی نہیں لیا گیا ہے ناقابل التفات ہے۔ [۴]

(۱۰) محض اس بناء پر کہ ملزم نے کسی الزام سے برات حاصل کی ہے وہ مستغیث سے ہرجہ وصول کرنیکا مستحق نہیں ہوجاتا بلکہ اوسکو ہرجہ کی نالش میں اہم جزو یہ ثابت کرنا چاہئے کہ عداوتاً استغاثہ کاذبہ دائر کیا گیا تھا۔ [۵]

(۱۱) جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ استغاثہ بے بنیاد ہے اور نیت ایذا رسانی دائر ہوا ہے تب تک ہرجہ نہیں دلایا جاسکتا۔ [۶]

---

[۱] شیخ حسین بنام مدار صاحب آئین دکن جلد (۱۳) ۱۳۱۵ف صفحہ (۹)، [۲] پرتاب نارائن بنام راجہ رام آئین دکن جلد (۱۳) ۱۳۱۵ف صفحہ (۹۲۲)، [۳] رام راؤ بنام کیشو آئین دکن جلد (۱۵) ۱۳۱۷ف صفحہ (۲۱۵)، [۴] غلام محی الدین بنام رام نارائن آئین دکن جلد (۱۷) ۱۳۱۹ف صفحہ (۲۴۵)، [۵] چودھری سوستا بنام گوریڈی آئین دکن جلد ۱۷ ۱۳۱۹ف صفحہ (۲۲۳)، [۶] اننیپا بنام نرسیا۔ دکن لاء رپورٹ جلد (۱) صفحہ (۴۲۵)، و آئین دکن جلد (۱۸) صفحہ (۲۶۳) ۱۳۲۰ف

(۱۲) جبتک یہ ثابت نہ ہو کہ مستغیث نے بدنیتی سے جھوٹا استغاثہ دائر کیا ملزم کو عدالت فوجداری سے بصورت استغاثہ غیر مشتبہ ہرجہ نہیں دلایا جاسکتا۔ [1]

(۱۳) عدالت فوجداری کا فیصلہ اس امر کا ثبوت قطعی نہیں ہے کہ استغاثہ فوجداری غلط اور بے بنیاد تھا۔ بلکہ کہہ سکتے ہیں کہ استغاثہ پورے طور پر ثابت نہیں ہوسکا۔ [2]

(۱۴) عام اصول اس قسم کے ہرجہ کا مقدمات میں یہ ہے کہ مستغیث فوجداری بعد استغاثہ عدالت دیوانی میں علی الظاہر نیک نیت اور بری الذمہ تصور کیا جاتا ہے اور بار ثبوت اس امر کا کہ اس نے عداوتاً محض تکلیف پہونچانے کی غرض سے نالش دائر کی تھی مدعی کے ذمہ ہوتا ہے اور ثبوت جو فوجداری میں پیش ہوچکا ہو اور جو بناء اوسپر عدالت فوجداری نے قائم کی ہو مقدمہ دیوانی میں بکار آمد نہیں ہوتا اور وہ واقعات جنکو عدالت فوجداری نے بخلاف مدعی علیہ غیر مشتبہ قرار دیا ہو عدالت دیوانی میں لائق استدلال نہیں ہوسکتے اور نہ مدعی علیہ کی نسبت یہ قیاس ہوسکتا ہے کہ وہ بدنیت اور جھوٹا ہے اور اس نے جو دعویٰ فوجداری میں کیا تھا در اصل جھوٹا تھا اور عداوتاً دائر کیا گیا تھا جبتک کہ کوئی ثبوت خود عدالت دیوانی میں اوسکی تائید میں پیش نہ ہو۔ [3]

(۱۵) لیکن نالش اس بیان سے ہوئی کہ مدعی علیہ کے بلاوجہ استغاثہ فوجداری سے (۵ روپے) کا خرچہ ہوا ہے۔ عدالت نے کوئی تنقیح نسبت اس امر کے قائم نہیں کی کہ آیا نالش بلاوجہ محض ایذارسانی کیلئے دائر کی گئی تھی اور صرف مقدار خرچہ طلب کو تنقیح قرار دے کے ڈگری دی۔ تجویز ہوئی کہ تاوقتیکہ امر نزاعی مذکورہ بالا قائم نہ ہو اور مدعی اوسے ثابت نہ کرے دعویٰ ڈگری نہیں ہوسکتا۔ محض فیصلہ عدالت فوجداری اس امر کیلئے ثبوت کافی نہیں ہے کہ نالش براہ ایذارسانی دائر ہوئی تھی۔ [4]

[1] محمد عبد الرحیم بنام دین محمد مقنن دکن جلد (۲۰) سنہ ۱۳۱۴ف صفحہ (۲۷۴)۔ [2] عبد الرب بنام عبد اللہ بن احمد مجموعہ فیصلہ جات جلد (۸) صفحہ (۷۷)، مخزن جلد (۲) صفحہ (۲۴۳) سنہ ۱۳۰۲ف۔ [3] دیو بنام سیٹھ مل آئین دکن جلد (۱) صفحہ (۳۹۴)، مخزن جلد (۳) صفحہ (۳۶۳) سنہ ۱۳۰۳ف، مقنن جلد (۱۰) صفحہ (۸۵) سنہ ۱۳۰۴ف۔ [4] وینکٹ لال بنام بالکشن۔ آئین جلد (۱) صفحہ (۳۹۶)، مخزن جلد (۳) صفحہ (۳۵۸) سنہ ۱۳۰۳ف، مقنن جلد (۱۰) صفحہ (۴۷) سنہ ۱۳۰۴ف

(۴) نالشات ٹارٹ

(الف) اصول عام متعلق نالشات

دفعہ ۲۰۳ مقام وقوع فعل ناجائز سے چارہ کار پر اثر قول پولاک[1] | مقام وقوع فعل ناجائز سے بھی چارہ کار پر اثر پڑ سکتا ہے **مثلاً** اگر اوسکا ارتکاب ایک ایسے مقام پر ہوا ہو جو عدالت کی حدود ارضی سے باہر اور کسی عدالت غیر کی حدود ارضی کے اندر واقع ہو تو یہ سوال کہ آیا شخص متضرر کو چارہ کار حاصل ہے یا نہیں **انگلستان** میں قواعد مندرجہ ذیل کے اطلاق پر منحصر ہوگا جسکی چار مختلف صورتیں فرض کیجا سکتی ہیں۔

الف جس صورت میں کہ کوئی فعل اوس عدالت کے قانون کی رو سے جہاں نالش دائر کیجائے اور نیز اوس مقام کے قانون کے بموجب جہاں اوسکا ارتکاب ہوا ہو ناجائز یا قابل مواخذہ نہ ہو تو دونوں مقامات کے قوانین میں کوئی اختلاف نہیں ہے اسلیئے بظاہر کوئی چارہ کار بھی نہیں ہے۔

ب جس صورت میں کہ کوئی فعل اس مقام کے قانون کی رو سے جہاں اوسکا ارتکاب ہوا ناجائز ہو لیکن اگر (انگلستان) میں اوسکا ارتکاب ہوتا تو ناجائز نہ ہوتا تو عدالت ایک ایسے فعل کی بابتہ جس سے خود اوسکے اصول کے مطابق اوس شخص پر جسکے نام ہرجہ کا دعویٰ کیا جائے کوئی مواخذہ عائد نہیں ہوتا اسلیئے کوئی چارہ کار ہرجہ کی شکل میں عائد نہیں کرے گی۔

ج جس صورت میں کہ کوئی فعل قانون انگلستان کی رو سے ناجائز ہو لیکن اوس مقام کے قانون کے بموجب جہاں اوسکا ارتکاب ہوا ہو ناجائز یا قابل مواخذہ نہ ہو تو بھی عدالتہائے انگلستان ارجاع نالش کی اجازت نہ دیں گی۔ اور ایسی صورت میں یہ امر قابل لحاظ نہیں ہے کہ آیا وہ فعل اوس مقام کے قانون کی رو سے جہاں اوسکا ارتکاب ہوا ابتداء سے جائز تھا یا اوس وقت جائز نہ تھا لیکن بعد میں اوس مقام کے حاکم اعلیٰ کے حکم سے جائز یا ناقابل مواخذہ قرار دیا گیا **لیکن** جس حال میں

---

[1] ترجمہ اصول قانون سر ٹنگن صفحہ (۵۵۲) و قانون ٹارٹ مولفہ پولاک صفحہ (۱۷۵)

(۱) اس مقام کا قانون ایک صریح فعل ناجائز کی بابتہ۔ مثلاً جبکہ رعایائی برطانیہ میں ایک شخص دوسرے شخص پر بغیر کسی خاص وجہ یا عذر کے حملہ کرے جسکا کوئی چارہ کار عطا نکرے تو غالباً ایسی صورت قاعدہ مذکور کی تاثیر سے مستثنیٰ سمجھی جاوے گی۔

(۲) جس صورت میں کہ کوئی فعل دونوں قوانین کی رو سے ناجائز ہو تو بلالحاظ قومیت فریقین کے انگلستان میں نالش ہو سکے گی بشرطیکہ بنائے دعوے کی نوعیت کلیتاً مختص المقام نہ ہو۔ مثلاً مداخلت بیجا بر اراضی۔

دفعہ ۲۷۴

جو افعال ناجائز بوجہ کینہ یعنے عداوت سے کئے جائیں قابل نالش ہیں۔ قول الکزنیڈر[1]

بعض افعال قابل نالش میں کینہ کی شرکت ہوتی ہے۔

تعریف کینہ | کینہ کی لغوی معنی بغض۔ دشمنی۔ عداوت ہے۔

کینہ کے اقسام | کینہ حسب ذیل دو قسم کا ہوتا ہے۔

(۱) کینہ صریح (۲) کینہ مفہومۂ قانونی

استدلال۔ کینہ صریح کا خواہ مخواہ کینہ مفہومۂ قانونی۔ یا کینہ مفہومۂ قانونی کا خواہ مخواہ کینہ صریح ہونا ضرور نہیں ہے بلکہ

(۱) کینۂ صریح وہی چیز ہے جو عموماً عداوت کے نام سے موسوم ہے اور

(۲) کینۂ مفہومۂ قانونی وہ عداوت ہے جو حالات سے مستنبط ہو سکتی ہے۔

کینہ کی جانچ کا طریقہ | کینہ کی جانچ جزءً بروئے تعمیم اور جزءً بروئے تخصیص حسب ذیل کیجائیگی۔

بروئے تعمیم | آیا وجہ معقول قرین قیاس ہوشیار انسان کیلئے موجود تھی یا نہیں۔

بروئے تخصیص | آیا اس قسم کیوجہ مرتکب فعل کیلئے موجود تھی یا نہیں۔

[1] ترجمہ قانون ٹارٹ مولفہ الکزنیڈر باب اول۔

قیاس قانونی | ان دونوں سوالات متذکرہ صدر کا جواب نفی میں ہو تو قیاس عداوت کا ضرور ہوگا۔

نوٹ بروئے دفعہ (۵۱) مجموعہ ضابطہ دیوانی سرکار عالی نشان (۳) بابتہ ۱۳۲۳ف جہاں کسی شخص کا کینہ فریبانہ نیت یا علم یا اوسکی کوئی دماغی حالت بیان کرنی ضروری ہو تو اوسکا اظہار بطور واقعہ کے کافی ہوگا۔ اور اون حالات کے اظہار کی ضرورت نہ ہوگی جن سے وہ مستنبط ہوتی ہو۔

فعل ناجائز کا اثبات | اثبات جرم کیلئے عام قیاس قانون کا بعینہٖ اسی طرح ہے مگر جو فعل فی نفسہٖ ناجائز ہو اوسکو قانون نے فرض کیا ہے کہ وہ بہ ارادۂ ناجائز کیا گیا ہے جبتک کہ اوسکے خلاف ظاہر نہ ہو۔

ہتک خیالی۔ کوئی فعل بنفسہٖ معمولی ہو مگر وہ خاص نیت سے کیا جائے تو ایسی نیت کا ثابت کرنا اور تجویز ہونا ضروری ہے۔ اگر وہ فعل فی نفسہٖ قانوناً ناجائز ہو تو ثبوت اوسکے جواز یا قابل عفو ہونیکا مدعی علیہ پر ہے۔ مثلاً **توہین تحریری** میں اگر اشتہار اوسکا ثابت ہوجائے تو قانوناً اس فعل سے (عداوت) کا قیاس کیا جاتا ہے۔ اگر مدعی علیہ منصب اشتہار کا ثابت کردے تو جوابدہی معقول نالش کی ہے۔ اگر ایسی صورتمیں (عداوت صریح) ثابت ہو تو مشتہر کرنا بطور فعل منصبی کے نہ سمجھا جائیگا۔

عداوت صریح خواہ مخواہ عداوت مفہومہ قانونی نہیں ہے | عداوت صریح خواہ مخواہ عداوت مفہومہ قانونی نہیں ہے۔

مثلاً اگر استغاثہ نہایت عداوت سے کیا جائے لیکن وجہ استغاثہ کی معقول اور قرین قیاس ہو تو کوئی وجہ مخاصمت ہرجہ دلانے کی اوس استغاثہ عدالتی کی بابتہ پیدا نہیں ہوتی۔

دعوی بربنا رافعال ناجائز بوجہ غفلت قول انگلینڈ[1] | **دفعہ ۲۷۵** ٹارٹ جو غفلت کیوجہ سے ہے اوسکی دو صورتیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) نالش کسی ایسے غرض پر مبنی ہوتی ہے جو ازروئے کسی قانون کے فعل ناجائز کے کرنیوالے پر عائد کیا گیا ہو۔ اور اوسکی عدم ادا سے مستغیث کو نقصان پہونچا ہو۔

[1] ترجمہ قانون ٹارٹ مولفہ انگلینڈ باب اول

(۳) اس خیال پر مبنی ہوتی ہے کہ مدعی علیہ پر کوئی کام مدعی کیلیئے کرنا فرض تھا۔ اور اوسکا نہ کرنا باعث نقصان مدعی ہوا۔

توضیح: بالثبات غفلت ہیں یا تو مدعی علیہ کی خود غفلت صاف ثابت ہونی چاہیئے یا بنظر حالات اوسکی غفلت قیاس کیجا سکتی ہو۔

اگر یہ تحقیق نہ ہو کہ غفلت مدعی کے قصور سے ہوئی یا مدعی علیہ کے قصور سے تو نالش ساقط ہوگی۔

دعوی بربناء فریب و خلاف بیانی یعنی الکزیڈر **دفعہ ۲۷۶** فریب یا خلاف بیانی سے جبکہ کوئی نقصان پہونچے تو نالش ولا پانے معاوضہ نقصان کے ہو سکتی ہے چنانچہ جملہ اشخاص جو کم و بیش فریب سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور جملہ وہ اشخاص جو اوسمیں مدد و اعانت کرتے ہیں اوسیطرح ذمہ دار ہیں جیسے کہ وہ لوگ جو فریب کا ارتکاب کریں۔

دعوے بربناء توہین تحریری یا زبانی **دفعہ ۲۷۷** بلحاظ تعریف ازالہ حیثیت عرفی مصرحہ دفعہ (۴۲۵) مجموعہ تعزیرات ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۵) سنہ ۱۳۲۴ ف ہم مضمون دفعہ (۴۹۹) تعزیرات ہند توہین زبانی و توہین تحریری دونوں داخل ہیں۔ اور ان دونوں امور کی بابتہ نالش ہرجہ ہو سکتی ہے [۱] توہین تحریری کو لائبل اور زبانی کو اسلنڈر کہتے ہیں۔

دفعہ مذکور میں ازالہ حیثیت عرفی کی جو تعریف کیگئی ہے وہ یہ ہے کہ تقریر یا تحریر یا اشارہ یا تجسیم کے نقوش کے ذریعہ سے کسی شخص کی نسبت کوئی امر اس نیت سے مشتہر کرنا کہ اوسکی نیکنامی کو نقصان پہونچے یا یہ جانکر یا باور کرنیکی وجہ رکھکر کہ اوس سے اوسکی نیکنامی کو نقصان پہونچیگا بجز صورتہائے ذیل کے اوسکی ازالہ حیثیت عرفی کرنا کہلائیگا۔

---

[۱] اس قسم کے دعوے کیلئے بحد سے قانون میعاد سماعت ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۲) بابتہ ۱۳۲۲ ف ضمیمہ عدد مد (۲۱) ازالہ حیثیت عرفی کے معاوضہ کی میعاد نالش امر مزیل حیثیت عرفی کی تشہیر کی تاریخ سے ایکسال مقرر ہے۔

توضیحیں (۱) کسی شخص متوفی کی نسبت کسی امر کا اس نیت سے مشتہر کرنا کہ اوسکے اہل و عیال یا اور قریب کے رشتہ داروں کو رنج پہونچے ازالہ حیثیت عرفی ہو سکتا ہے بشرطیکہ اس امر سے اوسکی زندگی میں اوسکی نیکنامی کو نقصان پہونچتا۔

(۲) کسی امر سے کسی کی نیکنامی کو نقصان پہونچنا صرف اوسی حالت میں کہا جائیگا جب وہ امر صراحتاً یا کنایتاً اور لوگوں کی نظر میں اوس شخص کی اخلاقی یا دماغی عادات یا صفات کے یا لحاظ اوسکی ذات یا پیشہ کے اوسکی حیثیت عرفی کی یا اوسکی معتبری کی خفت کا یا یہ باور کئے جانیکا باعث ہو کہ اوس شخص کا جسم ایک مکروہ حالت یا ایسی حالت میں ہے جو عام طور پر شرمناک خیال کیجاتی ہے

مستثنیٰ (۱) کسی شخص کی نسبت کسی سچ امر کا مشتہر کرنا ازالہ حیثیت عرفی نہ ہوگا اگر اوسکے مشتہر کئے جانے میں عامہ خلائق کا فائدہ مقصود ہو۔

(۲) کسی سرکاری ملازم کے طریق عمل کی نسبت جو اوسکے فرائض منصبی کی انجام دہی میں ظاہر ہو کسی رائے کا نیک نیتی سے ظاہر کرنا ازالہ حیثیت عرفی نہ ہوگا۔

(۳) کسی شخص کے طریق عمل کی نسبت جو عامہ خلائق کے کسی معاملہ سے متعلق ہو کسی رائے کا نیک نیتی سے ظاہر کرنا ازالہ حیثیت عرفی نہ ہوگا۔

(۴) عدالت کی کسی کارروائی یا کارروائی کے نتیجہ کی ایسی کیفیت مشتہر کرنا جو دراصل سچ ہو ازالہ حیثیت عرفی نہ ہوگا۔

(۵) عدالت کے کسی فیصلہ کی نسبت کسی رائے کا جو واقعات مقدمہ پر مبنی ہو نیک نیتی سے ظاہر کرنا ازالہ حیثیت عرفی نہ ہوگا اور نہ کسی مقدمہ کے کسی فریق گواہ یا کارندہ کے اوس مقدمہ میں طریق عمل کی نسبت کسی رائے کا نیک نیتی سے ظاہر کرنا ازالہ حیثیت عرفی ہوگا۔

(۶) کسی ایسے عمل کے حسن و قبح کی نسبت جو عامہ خلائق کی رائے پر صراحتاً یا عملاً محول ہو

کسی رائے کا نیک نیتی سے ظاہر کرنا۔ ازالہ حیثیت عرفی نہ ہوگا۔

(۷) کسی شخص کا کسی ایسے شخص کو جس پر وہ کسی قسم کا جائز اقتدار رکھتا ہو نیک نیتی سے اسکے طریق عمل کی بابتہ ایسے امور کی نسبت جن سے وہ اقتدار متعلق ہو سرزنش کرنا۔ ازالہ حیثیت عرفی نہ ہوگا

(۸) کسی شخص کا کسی دوسرے شخص کی نسبت ایسے شخص سے نیک نیتی سے شکایت کرنا جو اس دوسرے شخص پر بناء شکایت کے متعلق کسی قسم کا جائز اقتدار رکھتا ہو ازالہ حیثیت عرفی نہ ہوگا

(۹) کسی شخص کے رویہ کی نسبت اپنے یا کسی اور شخص کے حقوق کی حفاظت یا عامہ خلائق کے فائدہ کیلئے نیک نیتی سے الزام لگانا۔ ازالہ حیثیت عرفی نہ ہوگا۔

(۱۰) جب کوئی شخص نیک نیتی سے کسی دوسرے کو کسی اور شخص سے احتیاط رکھنے کی ہدایت کرے تو وہ ازالہ حیثیت عرفی نہ ہوگا۔ بشرطیکہ ایسی ہدایت اس دوسرے شخص یا کسی اور شخص کے جو اس سے تعلق رکھتا ہو یا عامہ خلائق کے فائدہ کیلئے مقصود ہو۔

پس بلحاظ تعریف و توضیحات یا استثناء اشکال متذکرہ صدر توہین تحریری و زبانی کی ہرجہ کی نالش دیوانی ہوسکتی ہے۔ چنانچہ

ایکمقدمہ میں ہائیکورٹ ممالک محروسہ سرکار عالی کے جلسہ منفقہ نے یہ تجویز فرمائی تھی کہ شرعاً ایسا ہرجہ نہیں دلایا جاسکتا کیونکہ توہین کی پاداش سزا ہے جو عدالت فوجداری کا کام ہے اور شرع میں آبرو بہادلانیکا کوئی قاعدہ نہیں ہے جلسہ کاملہ سے تجویز ہوئی کہ شرع کی رو سے کوئی امر مانع نہیں ہے کہ اگر واقعی ہرجہ ہوا ہو تو اوسکا دعوی عدالت دیوانی میں نہ ہوسکے [۱]

ایکمقدمہ استقرار حق عدم زوجیت زیر دفعہ (۴۲) قانون دادرسی خاص میں تجویز ہوئی کہ ایسے استقرار حق کی نالش قابل سماعت نہیں ہے۔ مدعیہ دیوانی میں ہرجہ کی یا فوجداری میں ازالہ حیثیت عرفی کی نالش کرسکتی ہے [۲]

---

[۱] محمد اعظم علیخان بنام نرسیہوان ریڈی۔ آئین دکن جلد (۲) صفحہ (۱۳۶)؛ مخزن جلد (۱۴) صفحہ (۲۹) سنہ ۱۳۰۴ف اجلاس کامل

[۲] مریم بی بنام علی بن عبداللہ آئین دکن جلد (۷) سنہ ۱۳۰۹ف صفحہ (۳۰۶)

قول الکزنڈر[1] نالش **توہین تحریری** میں مضمون متدعویہ کا قانوناً توہینی ہونا ثابت ہونا چاہیئے یہ ضرور
نہیں ہے کہ الفاظ بنفسہ توہین آمیز ہوں کیونکہ ممکن ہے کہ وہ طنزیہ مستعمل کیے گئے ہوں۔ اور یہ امر ثابت
و تجویز ہونا چاہیئے کہ نظر بحالات مقدمہ اون کے معنی توہین آمیز ہیں۔ عرضیدعوی میں الفاظ توہین آمیز
مستعملہ کا بیان ہونا چاہیئے تا معلوم ہوسکے کہ الفاظ مذکور سے وجہ نالش پیدا ہوتی ہے یا نہیں۔
مدعی کے ذمہ ثبوت اس امر کا ہے کہ الفاظ مابہ البحث کی فی الواقع وہی معنی ہے جو اوس نے بیان کی ہے
محض حوالہ کرنا یا علحدہ کرنا تحریر توہین آمیز کا کسی کی بدنامی کی غرض سے ثبوت کیلئے کافی ہے
یہ ضرور نہیں ہے کہ مدعی علیہ کی نیت علحدگی سے بدنامی کی ہو بلکہ مدعی علیہ کے فعل علحدگی کا نتیجہ
خواہ مخواہ مدعی کی بدنامی ہو اور بدنامی کی یہ معنی ہے کہ مدعی کی نیک نامی میں کم وبیش فرق آجائے
مدعی کے سوائے کسی اور شخص کو اوس سے واقف کرنا قانوناً اوسکا مشتہر کرنا ہے۔
تحریر توہین آمیز کی صحت یعنے اوسکی سچائی کا بار ثبوت مدعی علیہ پر ہے۔ اگر وہ اوسکو سچا ثابت
کردے تو دعوی خارج ہوجائیگا کیونکہ کوئی شخص ہرجہ نقصان ایسی نیکنامی کا نہیں پاسکتا جو اوس کو
حاصل نہ ہو یا جو اوسکو حاصل نہ ہونی چاہیئے تھی۔
مدعی علیہ کیطرف سے یہ عذر بھی ہوسکتا ہے کہ تشہیر منصبی تھی اگر مدعی علیہ عذر مذکور میں کامیاب
ہو تو مدعی کو ثابت کرنا چاہیئے کہ یہ تشہیر مبنی بر عداوت تھی۔
از روے اصول انتظام ملک کے بیان فریق یا گواہ جو کسی نالش میں کیا جاے محفوظ ہے
خواہ بیان مذکور عداوتاً ہو یا نہ ہو نالش معاوضہ ازالہ حیثیت عرفی خواہ وہ تحریری ہو یا زبانی جبکہ بیانات
مذکور دوران اظہار گواہاں اثناے کارروائی عدالتی کیے ہوں دائر نہیں ہوسکتی۔ اگر اون کی گواہی جھوٹی ہو
تو جرم دروغ حلفی قائم ہوسکتا ہے۔

---

[1] ترجمہ اصول قانون ٹارٹ مولفہ الکزنڈر باب ششم

مطابق قانون انگلستان نالش ازالۂ حیثیت عرفی ایسے بیان کی بابت جو اثنائے کارروائی عدالتی میں روبرو عدالت مقتدر سماعت کے حلفاً یا بلا حلف کیا گیا ہو نہیں ہو سکتی بجز اسکے کہ بیانات حلفی جھوٹے اور بدنامی کے بیانات نسبت دیگر اشخاص کے ہوں اور عدالت کو اختیار سماعت نہ ہو اور الزام بے احتیاطی و عداوت سے لگایا جائے۔

توہین تحریری میں واقعی ہرجہ زر نقد کا ثابت کرنا ضرور نہیں کیونکہ یہ ہرجہ مفہومہ قانونی ہے۔

توہین زبانی بذریعہ گالی یا الفاظ لعن و طعن کے کیجاتی ہے۔ قانون انگلستان کے بموجب ویسی بابت نالش بجز اسکے کہ ہرجہ خاص بیان کیا جائے نہیں ہو سکتی بسوائے اسکے کہ بیان مذکور نسبت کسی اہل پیشہ یا تاجر کے متعلق اوسکے پیشہ یا کاروبار کے کیا جائے یا اوسکے ذریعہ سے الزام جرم سنگین یا مرض قابل نفرت کا کسی شخص کو لگایا جائے۔

کسیکو چور کہنا بلا لحاظ بیان ہرجہ خاص کے قابل نالش ہے لیکن جبکہ یہ ثابت ہو کہ لفظ مذکور صرف طعناً کہا گیا تھا نہ یہ کہ فی الواقع جرم سرقہ کا مرتکب کہا گیا ہے تو نالش خارج ہوگی۔

دیگر صورتوں میں جبکہ مدعی کو ہرجہ خاص ایسے الفاظ کے کہنے سے ہوا ہو تو نالش قبول ہو سکتی ہے۔ اور غالباً اس جانب ہے کہ الفاظ توہین آمیز کی نالش بجز بیان وقوع ہرجہ خاص کے نہیں ہو سکتی مقدمات توہین زبانی میں عداوت کا ہونا اور اوسکا منصبی ہونا اوسیطرح متصور ہوتا ہے جسطرح توہین تحریری میں۔

اگر الفاظ توہین آمیز چند اشخاص نے استعمال کئے ہوں تو نالش منفرداً ہوگی نہ مشترکاً بجز اسکے کہ ہرجہ خاص فعل مشترک مدعا علیہم سے ہوا ہو۔

ایکصورت توہین حق کی ہے اور وہ بیان کسی ایسے امر کا ہے کہ جسکی رو سے مقدار حق کم ہوتی ہو اور صرف بصورت جھوٹے ہونے کے مضر ہو۔ وجہ نالش پیدا ہونیکے لئے ضروری

کہ بیان مذکور جھوٹا اور عداوتانہ ہو گو وہ عدالت صرف مدعی کی ایذا رسانی کیلیئے ہو۔ اگر بیان مذکور صحیح ہو اور استحقاق میں ضعف ہو تو نالش نہیں ہوسکتی۔

دفعہ ۲۷۸ | دعوی بجانب یا بنام ولی نابالغ قول الکزینڈر[1] | ولی بذات خاص نابالغ کے کسی فعل ناجائز کا مواخذہ نہیں ہوسکتا **لیکن** ولی ایسے فعل ناجائز کی نالش کرسکتا ہے جسکا اثر نابالغ پر ہو اور جو اوسکے تحت نگرانی سے پڑا ہو۔

دفعہ ۲۷۹ | شخص ثالث پر نالش۔ قول الکزینڈر | فریقین معاہدہ میں سے کوئی بھی شخص ثالث پر بوجہ افعال ناجائز اوسکے حسب ذیل دو صورتوں میں نالش کرسکتا ہے۔

(۱) مال امین کے قبضہ میں ہو اور شخص ثالث اوسکو نقصان پہونچائے۔

(۲) جبکہ شخص ثالث نے بہ فریب یا بہ سازش مال امین سے علیحدہ کرے۔

دفعہ ۲۸۰ | ایک ہی بناء دعوے کی بابتہ سرجہ کا دعوی صرف ایک ہی وقت ہوگا۔ قول سر منگین[2] | ضابطہ کا یہ ایک قاعدہ ہے کہ ہر نالش میں وہ تمام دعوے شامل کیا جائیگا جو مدعی بناء دعوی پر قائم کرسکتا ہو۔ (ورنہ جزو متروک ناقابل نالش ہوجائیگا) یہ قاعدہ اس اصول مسلمہ پر مبنی ہے۔ کہ

مسئلہ فائدہ ملک کا اسی میں ہے کہ نالشات کم ہوں۔ اگر یہ قاعدہ ٹارٹ سے متعلق کیا جائے تو ضرور ہے کہ اوسکے لحاظ سے اوس کل سرجہ کا دعوی اور اوسکی تشخیص ایک ہی وقت میں کیجائے جو ایک ہی بناء دعوی سے منتج ہو جیسا کہ جسٹس بیسٹ نے کہا ہے۔

قول جسٹس بیسٹ | جبکہ کل شئے کی ایک ہی گردن ہو اور وہ مدعی علیہ کے فعل سے کٹ جائے تو صرف ایک ہی حق نالش ہوتا ہے اور اوسکا الفاظ ایک ہی وقت میں ہونا چاہیئے۔

[1] ترجمہ قانون ٹارٹ مولفہ الکزینڈر باب اول

[2] ترجمہ اصول قانون مولفہ سر منگین صفحہ (۵۴۶)

مثال

(۱) اگر کسی شخص کے حق میں ضرر جسمانی کی بابتہ فیصلہ صادر ہوا اور بعد میں اوسکو معلوم ہو کہ پہلے جسقدر ضرر اوس نے خیال کیا تھا اوس سے زیادہ ضرر اوسکو پہونچا ہے تو وہ بھی دوبارہ نالش نہیں کر سکتا۔

(۲) جو شخص بھیری یعنے زدو کوب یا ضرر کی نالش کرنا چاہے اوسکو لازم ہے کہ تمام ہرجہ گذشتہ و موجودہ و آیندہ معین و غیر معین کی نالش ایک ہی وقت میں کرے۔ یہ جائز نہیں ہے کہ وہ پہلے اوس ضرر کی بابتہ جو اوسکے ہاتھ کو پہونچا ہو نالش کرے۔ اور اوسکے بعد علحدہ نالش اوس ضرر کی بابتہ کرے جو اوسکی پسلی کو پہونچا ہو۔ گو کہ اوسے اسوقت جبکہ اوس نے پہلی نالش دائر کی تھی آخر الذکر ضرر کا علم نہ تھا۔

(۳) جب ایک کھیت کے پٹہ دار نے بوجہ اس دروغ بیانی کے اوس کھیت میں بدرو کا کامل انتظام تھا ہرجہ کی نالش کی تو یہ قرار پایا کہ بنا دعوی ختم ہو گئی اور بابتہ اوس ہرجہ مابعد کے جو اوسی دروغ بیانی سے پیدا ہوا جدید نالش نہیں ہو سکتی۔ لیکن

استثناء

(۱) ظاہر ہے کہ جس صورت میں صریحی بنار دعوی ایک ہی نہ ہوگی تو اوس سے یہ قاعدہ متعلق نہ ہوگا مثلاً ایک مضرت سابق کی بابتہ ہرجہ پانا مانع اس امر کا نہ ہوگا کہ بابتہ مضرت مابعد کے جو اوسی فعل سے نتیج ہوئی ہو ہرجہ دلائے جانے کیلئے پھر نالش کیجائے بشرطیکہ وہ فعل فی نفسہ قانوناً ناجائز نہ ہو۔ ایسی صورت میں بنار دعوی بوجہ وقوع نقصان پیدا ہوتی ہے نہ بوجہ اوس فعل کے چنانچہ

ایک مقدمہ میں رسپانڈنٹ کی زمین سے کوئلہ کے پٹہ داروں نے اسطرح کوئلہ نکالا کہ ۱۸۶۸ء میں زمین کٹ گئی اور اوسپر کے چند مکانات کو نقصان پہونچا جو نقصان اسطرح واقع ہوا تھا اوسکا معاوضہ پٹہ داروں نے ادا کیا اسکے بعد اونھوں نے کام موقوف کیا لیکن ۱۸۸۲ء میں اور زمین کٹ گئی اور زیادہ نقصان ہوا

(ہاؤس آف لارڈس) نے تجویز کی کہ جو زمین بعد میں کٹ گئی تھی اوسکی بابتہ بنا رد عوی اوس وقت تک پیدا نہو ئی تھی۔ جبتک کہ زمین دوسری دفعہ کٹ نہیں گئی۔ اسلیئے جو نقصان کہ اوسکی وجہ سے ہوا اوسکی بابتہ نالش ہو سکتی تھی[1]۔

(۲) واضح ہو کہ حق حفاظت ذاتی اوس حق سے مختلف ہے جسکی رو سے ہر شخص اپنے مال کو بلا ضرر متمتع ہونیکا مجاز ہے **مثلاً** کسی شخص کے مال میں مداخلت بیجا کرنا اور اوسکے جسم کو ضرر پہونچانا ایک ہی بنا رد عوی نہیں ہے اور یہ امر قابل لحاظ نہیں ہے کہ آیا نقصان بالارادہ پہونچایا گیا یا غفلت سے **مثلاً** جبکہ مدعی کی گاڑی مدعی علیہ کے چھکڑے سے جسکو مدعی علیہ کا نوکر غفلت سے ہانک رہا تھا ٹکرائی اور اوسکی گاڑی کو نقصان اور مدعی کو ضرر جسمانی پہونچا تو **تجویز** ہوئی کہ مدعی کو اختیار تھا کہ جو نقصان گاڑی کو پہونچا اوسکی بابتہ نالش کرکے ہرجہ وصول کرنے کے بعد ضرر جسمانی کی بابتہ علحدہ نالش کرے[2]۔

دفعہ ۲۸۱ | مرتکبین فعل ناجائز مشترک پر مشترکاً یا منفرداً نالش ہوسکتی ہے۔ قول پولاک[3]

جبکہ کسی فعل ناجائز کے ارتکاب میں ایک سے زیادہ اشخاص شریک ہوں تو شخص متضرر حسب مرضی خود اون تمام اشخاص یا اون میں سے کسی ایک یا چند اشخاص کے مقابلہ میں چارہ کار اختیار کر سکتا ہے۔ یہ قاعدہ اس وسیع مسئلہ پر مبنی ہے کہ **مسئلہ** مرتکبین فعل ناجائز مشترک میں ہر شخص جملہ اشخاص کے فعل کا (اپنے اوس کل نقصان کا جو فعل مذکور سے واقع ہو) ذمہ دار ہے۔

یہ عذر قابل پذیرائی نہیں ہے کہ وہ شخص کسی دوسرے کیجانب سے اور اوسکے فائدہ کیلئے بطور ایک کارندہ یا ملازم کے عمل کرتا تھا کیونکہ وہ دوسرا شخص بھی ایسی صورت میں ذمہ دار ہوسکتا ہے۔ قانون دیوانی مرتکبین فعل ناجائز میں ذمہ داری کے مدارج قائم کرنے سے انکار کرتا ہے۔ لیکن جبکہ مدعی منجملہ چند مرتکبین مشترک کے ایک شخص پر نالش کرنا پسند کرے تو وہ اس سے بلحاظ اس مسئلہ کی پابند ہوجائیگا کہ

---

[1] لا ریورٹ مقدمات اپیل جلد (۱۱) صفحہ (۱۴۲) مندرجہ ترجمہ اصول قانون سرزننگن صفحہ (۵۵۰) [2] برنسٹن بنام ہمفری۔ لا ریورٹ جلد ۱۴ کوئنس بنچ ڈویژن صفحہ (۱۴۱) مندرجہ ترجمہ اصول قانون سرزننگن صفحہ (۵۵۰) [3] ترجمہ اصول قانون سرزننگن صفحہ (۵۵۴) و قانون ٹارٹ مولفہ پولاک صفحہ (۱۶۳ و ۱۷۰)

مسئلہ جب کسی شخص کو منجملہ دو اشیاء کے جو ایک دوسرے کے متغائر ہوں کسی ایک شے کو پسند کرنیکا اختیار ہو اور وہ اوس شے کو پسند کرے تو یہ انتخاب قطعی اور غیر قابل تبدیل ہوگا۔

جب کسی فعل ناجائز کے مرتکبین مشترک میں سے ایک یا زیادہ اشخاص کے مقابلہ میں فیصلہ حاصل کیا جاوے تو قانون انگلستان کے بموجب اوسی امر کے متعلق باقی اشخاص پر نالش نہیں کی جا سکتی باوجودیکہ مقدمہ اول کے فیصلہ کی تعمیل نہ ہوئی ہو۔ یہ اس بنا پر ہے کہ فیصلہ حاصل ہونے سے بنا دعویٰ اوس فیصلہ میں شامل ہو جاتی ہے۔ اسلئے ایک ہی فعل ناجائز کی بابت کثیر التعداد نالشات کی اجازت دینی اوس اصول آسائش عامہ خلائق کے خلاف ہوگا جو اس مسئلہ میں ظاہر کیا گیا ہے

مسئلہ فائدہ ملک کا اسی میں ہے کہ نالشات کم ہوں۔

توضیح۔ اس دفعہ کا ماحصل یہ ہے کہ نالش ٹارٹ میں ایک یا چند مرتکبان فعل ناجائز مدعی علیہ ہو سکتے ہیں۔ اور چونکہ افعال ناجائز باعتبار نوعیت علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں اسلئے ممکن ہے کہ بعض مدعی علیہ بری اور بعض مغلوب ہوں اگر مدعی منجملہ چند مرتکبان فعل ناجائز کے بعض پر نالش کرے اور بعض پر نہیں تو وہ بعدہٗ باقیماندہ پر نالش نہیں کرسکتا۔

قاعدہ متعلقہ حصہ رسدی مرتکبین فعل ناجائز قول پولاک[1]

دفعہ ۲۸۲ اگر منجملہ مرتکبین فعل ناجائز صرف ایک شخص پر نالش کیجائے اور اوس سے کل ہرجہ دلایا جاوے تو وہ دوسرے اشخاص سے حصہ رسدی پانیکا مستحق نہیں ہے **لیکن** اس قاعدہ کی وسعت اون مقدمات پر محدود کردی گئی ہے جن میں فعل مذکور صریحاً ناجائز ہو۔ کیونکہ ایسی صورتوں میں ہر مرتکب کی نسبت یہ قیاس کیا جاسکیگا کہ وہ جانتا تھا کہ وہ ایک ناجائز فعل کر رہا ہے۔

استثناء جس صورت میں کہ فعل مذکور بوجہ عدم واقفیت نیک نیتی سے کیا گیا ہو اوس پر قاعدہ

[1] ترجمہ اصول قانون سر ٹرنکن صفحہ (۵۵۶) فقرہ (۲۶۰) و قانون ٹارٹ مولفہ پولاک صفحہ (۷۰ اور ۱۷۱ اور ۱۷۲)

متذکرہ صدر کا اطلاق نہ ہوگا کل قاعدہ ان الفاظ میں بیان کیا جاسکتا ہے کہ

مسئلہ جو شخص بوجہ شامت کے مرتکب فعل ناجائز ہو وہ اوس شخص سے جسکی اجازت ظاہری کی بنا پر اوس نے نیک نیتی سے عمل کیا ہو مستحق بری الذمہ کئے جانے کا ہے۔ **لیکن** جو شخص عمداً یا غفلت سے مرتکب فعل ناجائز ہو وہ مستحق نہیں ہے کہ حصہ رسدی پائے یا بری الذمہ ہو جائے

انتقال حقوق ارجاع نالش ۔ قول سر ٹیننگ[1]	**دفعہ ۳۰۳** ایک حق یا شے قابل ارجاع نالش

عموماً شخص حقدار کیطرف سے اگر چہ کہ منتقل ہوسکتی ہے اور خود منتقل الیہ اپنے نام سے اوس حق کے نفاذ کیلئے نالش کرسکتا ہے۔ **لیکن**

اس قسم کے حق کی نسبت یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اگر وہ کسی ایسے فعل سے پیدا ہو جس سے ایک شخص معین کو ضرر پہونچے اور یہ ضرر بالکل ذاتی اور سوائے موت کے ہو تو ایسے حق کو خاص اوس شخص کی ذات سے اسقدر گہرا تعلق رہتا ہے کہ وہ اوس شخص کی وفات پر ساقط ہو جاتا ہے اسلئے شخص متضرر کی جائداد کو کوئی حق حاصل نہیں ہوتا اور مرتکب فعل ناجائز کی جائداد بھی مواخذہ سے بری رہتی ہے بلحاظ اسکے کو نالش شخص متضرر کی حین حیات میں بھی شروع کیجائے تاہم اوسکی وفات پر وہ ساقط ہو جائے گی۔

زائل ہونا حق ارجاع نالش کا ۔ قول سر ٹیننگ[2]	**دفعہ ۳۰۴** حق ارجاع نالش چند دوسرے

طریقوں سے بھی زائل ہو جاتا ہے **مثلاً**

الف ۔ بذریعہ لادعوے منجانب شخص حقدار ۔

توضیح بقول الکزنڈر[3] اگر مدعی منجملہ چند مرتکبان فعل ناجائز کے بعض پر نالش کرنا پسند کرے اور بعض پر نہیں تو وہ بعدہ باقیماندہ پر نالش نہیں کرسکتا۔

ب ۔ فعل ناجائز کو منظور کر لینے سے ۔

(۱ و ۲) ترجمہ اصول قانون مولفہ سر ٹیننگ صفحہ (۵۵۷ و ۵۵۸)۔ (۳) ترجمہ قانون ٹارٹ مولفہ الکزنڈر باب اول

توضیح بقول الکزنیڈر[1] اگر کوئی فعل ناجائز صریحاً یا معناً تسلیم کرے تو دعوے کا حق ساقط ہو جاتا ہے

ج ۔ مجرائی سے ۔ د ۔ دیوالیہ ہو جانے سے ۔ لیکن

اگر دعویٰ دائر ہو چکا ہو تو مدعی کا دیوالیہ نکلنا یا بے استطاعت ہو جانا مخواہ ہارج اوس دعوے کا نہ ہوگا الا اوس حال میں کہ تفویض دار یا مہتمم جو عدالت سے مقرر کیا گیا ہو مقدمہ کی پیروی کرنے اور ضمانت خرچہ اوس میعاد کے اندر جسکا عدالت حکم دے داخل کرنے سے انکار کرے ۔

ھ ۔ مرجر یعنے ایک حقیقت دوسری حقیقت میں ضم ہو جانے سے

و ۔ امر تجویز شدہ عارض دعوی ہونے سے ۔

ز ۔ تمادی ایام سے ۔ یعنے اوس مدت گذر جانے سے جو قانون نے چارہ جوئی کیلئے مقرر کی ہے اور جسمیں بلحاظ نوعیت حق تلف شدہ کے بہت کچھ تبدیل ہوتی رہتی ہے ۔

بعض نظائر متعلقہ نالشات ہرجہ

نظائر برٹش انڈیا محولہ قانون ٹارٹ مولفہ الکزنیڈر[2]

(۱) شارع عام پر کسی کی برات اگر دیگر اشخاص روکیں تو اونپر نالش ہرجہ ہو سکتی ہے گو مدعی کی قوم میں برات نکالنے کا رواج عام نہ ہو ۔

(۲) ہندوؤں پر کسی کی ضیافت نہ دینے کی بابتہ نالش ہرجہ نہیں ہو سکتی ۔

(۳) ذات میں لینے کے واسطے معہ ہرجہ کے نالش دائر ہو سکتی ہے ۔

(۴) پیشہ خدمت حجامی انجام دینے کیلئے نالش دائر نہیں ہو سکتی گو عدم ادائے خدمت موجب ذات سے نکل جانے کا ہو ۔

---

[1] ترجمہ قانون ٹارٹ مولفہ الکزنیڈر باب اول [2] ترجمہ قانون ٹارٹ مولفہ الکزنیڈر باٹ باب ہشتم

(۵) ملازمت کے اگریمینٹ کرنیوالے کو چھپا کرنیوالے پر نالش ہرجہ نہیں ہوسکتی۔

(۶) گواہ سے ہرجہ نہیں ملسکتا۔ اگر بعدم حاضری یا بعدم ادائی شہادت سے نقصان ہو تو ہرجہ ملیگا

نظائر ہائیکورٹ سرکار عالی

(۱) بیان خوانی کی رفع مزاحمت کیلئے ایک دعویٰ ہوا جس میں تجویز ہوئی کہ موجودہ حالت میں دعویٰ قابل سماعت نہیں ہے اگر نالش ہرجہ کی شرکیب کیجاتی تو دعویٰ قابل سماعت تھا۔[1]

(۲) ایکمقدمہ میں تجویز ہوئی کہ ہرجہ بربنا مخبری میں اس امر کا ثبوت ہونا چاہیے کہ جو الزامات بناء نالش ہرجہ ہیں وہ جھوٹ تھے۔[2]

(۳) ایکمقدمہ فوجداری میں وکیل مستغیث کی نسبت اطلاع دیگئی کہ وہ بغیر حصول سند وکالت کررہا ہے اسپر عدالت ضلع نے حسب دفعہ (۲۲) قانون وکلاء مدعی پر (۱) جرمانہ کیا مگر وہ تجویز عدالت العالیہ سے اس بناء پر منسوخ ہوگئی کہ اوس سے پیشتر سند عدالت العالیہ سے مقام سکن وکیل کو روانہ کردیگئی تھی اسپر مدعی نے مدعی علیہا پر ہرجہ کا دعویٰ کیا کہ اونکی اطلاع کیوجہ سے مدعی کو مقدمہ فوجداری میں زحمت ہوئی۔ تجویز ہوئی کہ مدعی علیہا نے جس واقعہ کی اطلاع دی تھی وہ بالکل سچا واقعہ تھا اسلئے وہ ذمہ دار ہرجہ نہیں ہوسکتے۔[3]

(۴) وکیل مقرر کرکے وکالتنامہ داخل کرنیکے بعد قبل اسکے کہ وہ کوئی کارروائی کرے وکالت سے موقوف کردینے پر وکیل کا جو کچھ ہرجہ واقعی ہوا ہو وہ[4] اور

(۵) وکیل کا عمداً تاریخ پیشی پر غیر حاضر ہونے سے فریق کا جو کچھ ہرجہ ہو۔[5] وہ ان ہردو امور کے ہرجہ کی نالش ہوسکتی ہے۔

---

[1] کرشن بھٹ بنام سانا آئین دکن جلد ۵ صفحہ (۱۱۴) جلسہ متفقہ و آئین دکن جلد ۶ صفحہ (۲)، سنہ ۱۳۰۶ف و سنہ ۱۳۰۶ف اجلاس کامل

[2] رام ریڈی بنام رگھوپت ریڈی آئین دکن جلد (۱۴) سنہ ۱۳۱۲ف صفحہ (۱۱۹)، [3] امداد علیخان بنام ضامن حسین آئین دکن جلد (۱۲) سنہ ۱۳۱۴ف صفحہ (۲۰۴)، [4] میر صاحب علی بنام اعظم علیخان۔ آئین دکن جلد (۱۱) سنہ ۱۳۱۳ف صفحہ (۲۵۵)،

[5] حیدر علیخان بنام محمد جان مجموعہ فیصلہ جات عدالت العالیہ جلد (۳) صفحہ (۱۶۶)، مقنن دکن جلد (۳) صفحہ (۱۷۵) سنہ ۱۲۹۷ف

(۶) مدعی علیہم نے محکمہ آبکاری میں اطلاع دی کہ مدعی نے کشیدگی شراب کی بغیر اجازت سرکار قائم کی ہے اسپر مدعی کو کشید شراب کی ممانعت کردیگئی مدعی نے سرکار اور مخبرین پر ہرجہ کا دعوی کیا تجویز ہوئی کہ محض عرضی دینے سے جسمیں اصلی واقعات درج تھے مدعی علیہم کے مقابلہ میں کوئی حق ضمارہ کا حاصل نہیں ہے۔[1]

(۷) جبکہ مدعی علیہ سے مدعی نے بلا اجازت سرکار معاملہ آبکاری میں تعہد لیا تھا تو چونکہ ایسا معاہدہ قانوناً خلاف مصلحت عامہ ناجائز ہے اسلئے مدعی اوسکی بنا پر ہرجہ پانیکا مستحق نہیں ہے۔ البتہ اوسکی اصل رقم جو اوس نے مدعی علیہ کو ایسے معاملہ کی غرض سے بطور پیشگی دی ہو قابل واپسی ہوگی۔[2]

(ب) ناجائز افعال ضرر بر ذات

اقسام افعال ناجائز ضرر رسان ذات۔ قول الکزنڈر[3]

دفعہ ۲۸۵

افعال ناجائز جو ضرر رسان ذات ہوں اون کی تین قسمیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) جو ضرر بالارادہ پہونچایا گیا ہو۔ (۲) جو ضرر بذریعہ غفلت پہونچایا گیا ہو۔

(۳) جو ضرر بذریعہ فریب پہونچایا گیا ہو۔

توضیح۔ ضرر بالارادہ میں **حملہ** اور **بیٹری** یعنے زد و کوب دونوں داخل ہیں۔

حملہ مجموعہ تعزیرات ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۵) ۱۳۲۴ف کے دفعہ (۲۸۹) ہم مضمون دفعہ (۳۴۹) تعزیرات ہند میں جبر کی تعریف اسطرح کیگئی ہے کہ کسی شخص کا اپنی قوت جسمانی سے یا کسی شے کو اسطرح پر رکھنے سے کہ اوسکے یا کسی اور شخص کے کسی فعل کے بغیر حرکت وقوع میں آئے یا کسی حیوان کی حرکت کا باعث ہونے سے یا کسی اور شخص کی حرکت کا یا کسی اور شے کی ایسی حرکت کا باعث ہونا کہ وہ شے

---

[1] گنگارام بنام بلدی رام۔ آئین دکن جلد (۱) صفحہ (۲۹۸) وتقنین دکن جلد (۹) صفحہ (۱۶۰) مخزن القوانین جلد ۳ صفحہ (۹۵) ۱۳۰۳ف

[2] سیٹھ گنگاکشن بنام سرجو سنگھ۔ آئین دکن جلد (۱۱) ۱۳۱۳ف صفحہ (۲۰۲)

[3] قانون ٹارٹ مولفہ الکزنڈر باب ہفتم۔

کسی اور شخص کے جسم سے اتصال پائے یا کسی ایسی شے سے اتصال پائے جسکو وہ اور شخص پہنے یا لئے ہوئے ہو یا جو ایسے موقع میں ہو کہ وہ اتصال اس اور شخص کے جسم پر موثر ہو (جبر) کہلائیگا۔

توضیح۔ اس دفعہ میں لفظ (حرکت) انقطاع حرکت و تبدیل حرکت پر بھی حاوی ہوگا۔

اور دفعہ (۲۹۰) ہم مضمون دفعہ (۳۵۰) میں **جبر مجرمانہ** کی تعریف اسطرح کیگئی ہے کہ کسی شخص پر اسکے بلا رضامندی بالارادہ جبر کرنا کسی جرم کے ارتکاب کیلئے یا اس نیت سے یا اس علم سے کہ اسکا احتمال ہے کہ جبر سے اس شخص کو مضرت یا خوف یا رنج پہونچیگا۔ (جبر مجرمانہ کرنا) کہلائیگا

اور دفعہ (۲۹۱) ہم مضمون دفعہ (۳۵۱) میں **حملہ** کی تعریف اسطرح کیگئی ہے کہ کوئی صورت بنانا یا کوئی تیاری کرنا اس نیت سے یا اس علم سے کہ اسکا احتمال ہے کہ اس صورت بنانے یا تیاری کرنے سے کوئی شخص حاضر موقع یہ تصور کریگا کہ اسپر جبر مجرمانہ استعمال ہونیوالا ہے (حملہ) کہلائیگا۔

توضیح

محض الفاظ حملہ کی حد کو نہیں پہونچتے مگر ممکن ہے کہ الفاظ مستعملہ سے صورت بنانے یا تیاری کرنے کی نسبت ایسا انتشار ظاہر ہو کہ صورت بنانا یا تیاری کرنا حملہ کی حد کو پہونچ جائے۔

نالش ہرجہ بعاوضہ بدزبانی و حملہ۔ قول الگزینڈر | فوجداری سے مدعی علیہ پر حملہ کا ثابت ہونا دیوانی میں امر مثبتہ نہیں سمجھا جائیگا نہ رشتہ داران ذکور ایسے ہرجہ کی نالش کر سکتے ہیں جو اناث پر کیا گیا ہو۔ اور ہرجہ بحیثیت مدعی علیہ عائد ہوگا نہ کہ بحیثیت طالب۔

نوٹ مجموعہ تعزیرات ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۵) ۱۳۲۴ف کے دفعہ (۲۷۹) ہم مضمون دفعہ (۳۳۹) تعزیرات ہند میں **مزاحمت بیجا** کی تعریف اسطرح کیگئی ہے کہ کسی شخص کا عمداً اسطرح سد راہ ہونا کہ اوسکو کسی ایسی سمت میں جانے سے روکا جائے جسمیں وہ جانیکا حق رکھتا ہو (مزاحمت بیجا) کہلائیگا

مستثنیٰ۔ اُ کسی رخ کے راستہ کو کسی شخص کا مسدود کرنا جب وہ نیک نیتی سے باور کرتا ہو کہ اسکے

مسدود کرنیکا حق رکھتا ہے مزاحمت بیجا نہ ہوگا۔

اور دفعہ (۲۸۰) ہم مضمون دفعہ (۳۴۰) میں **حبس بیجا** کی تعریف اسطرح کیگئی ہے کہ کسی شخص کیسکی اسطرح سے مزاحمت بیجا کرنا کہ اوسکو حدود معینہ کے باہر جانے سے روکا جاے (حبس بیجا) کہلائیگا جسکی بابتہ نالش ہرجہ ہوسکتی ہے اور اسکے لیئے بروے قانون میعاد سماعت ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۲) ۱۳۲۲ف ضمیمہ حصہ دوم مد (۱۸) بابتہ معاوضہ حبس بیجا ایکسال کی میعاد حبس ختم ہونیکی تاریخ سے مقرر ہے۔

بیٹری یعنے زدوکوب	مجموعہ تعزیرات ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۵) ۱۳۲۴ف کے دفعہ (۲۵۹)

ہم مضمون دفعہ (۳۱۹) تعزیرات ہند میں **ضرر** کی تعریف اسطرح کیگئی ہے کہ کسی شخص کے جسم میں درد یا مرض یا ضعف پیدا کرنا (ضرر پہونچانا) کہلائیگا۔ اور دفعہ (۲۶۱) ہم مضمون دفعہ (۳۲۱) میں عمداً ضرر کی تعریف اسطرح کیگئی ہے کہ کوئی شخص جو اس نیت سے کوئی فعل کرے کہ اسکے ذریعہ سے کسی شخص کو ضرر پہونچاے یا اس علم سے کہ اسکا احتمال ہے کہ اس فعل کے ذریعہ سے وہ کسی شخص کو ضرر پہونچائیگا اور اوسکے ذریعہ سے وہ کسی شخص کو ضرر پہونچاے تو کہا جائیگا کہ اس نے عمداً ضرر پہونچایا۔

بیٹری یعنے زدوکوب اور حملہ میں فرق۔ قول الگزنڈر	**بیٹری** یعنے زدوکوب اور حملہ میں یہ

فرق ہے کہ بیٹری میں جسم کو فی الواقع چوٹ پہونچائی جاتی ہے۔ یا سختی یا زبردستی یا غصہ یا گستاخی سے چھوا جاتا ہے **حملہ** میں یہ بات نہیں ہے بلکہ صورت بنائی یا آمادگی ظاہر کیجاتی ہے

نوٹ محض ہاتھ کا رکھنا (بیٹری یعنے زدوکوب) نہیں ہے اور نہ چھونا اور چوٹ پہونچانا بلکہ نیت اور فعل دونوں پر لحاظ رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ ہنسی سے بھی دھکہ دیا جاتا ہے۔

ضرر ذات تا بہ قتل عمد قول الگزنڈر	ضرر ذات جب بیٹری کی حد سے گذر جاتا ہے تو اوس

قانون فوجداری متعلق ہوجاتا ہے اور قانون دیوانی متعلق نہیں رہتا لیکن باین ہمہ وہ ٹارٹ ہے یعنی اگر قتل عمد میں بھی ورثاء اور دیگر صورتوں میں جب موت بوجہ فعل ناجائز یا غفلت یا قصور سے ہو نالش ہرجہ کر سکتے ہیں۔

یہ قاعدہ کہ چارہ کار قانونی اوس شخص کو حاصل نہیں ہے جو مرتکب فعل ناجائز بابتہ جرم سنگین کے استغاثہ کر سکتا تھا سابقاً (انگلستان) میں جاری تھا۔ (ہندوستان) سے متعلق نہیں ہے۔ اسیطرح انگلستان میں نہایت شدید قسم کا زخمی کرنا اور اقدام قتل عمد اور قتل عمد داخل فیلنی یعنے جرم کبیرہ ہیں اور وہاں اوسکی بابتہ ہرجہ کی نالش تا نفاذ قانون فوجداری کے اب بھی ملتوی رہتی ہے بخلاف اسکے ہندوستان میں التواء ضروری نہیں ہے

نالش ہرجہ بوجہ ہلاکت۔ قول انگریزی بتدبر | اگر ہلاکت بوجہ غفلت یا قصور یا فعل ناجائز کے ہو تو ہرجہ کا دعویٰ بغرض فائدہ (زوجہ) و (شوہر) و (والدین) و (اولاد) کے ہوسکتا ہے۔ جو بارہ ماہ کے اندر از طرف (وصی) یا (مہتمم) یا (قائم مقام شخص متوفی) کے دائر ہوگا۔

والدین میں (ماں) (باپ) (دادا) (دادی)

اولاد میں (بیٹا) (بیٹی) (پوتا) (پوتی) (سوتیلا بیٹا) (سوتیلی بیٹی) داخل ہیں۔ اور ہندو بیوہ کا قائم مقام نسپر متبنی بھی مستحق نالش ہے **لیکن** اوسکو کوئی جزو ہرجہ کا بطور اولاد متوفی کے نہ ملیگا۔

توضیح۔ لازم ہے کہ ہرجہ مطابق اوس نقصان کے دلایا جائے جو بوجہ موت وقوع میں آیا ہو

---

(۱) قانون میعاد سماعت ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۲) بابتہ ۱۳۲۲ف میں بالفاظ صریح ہرجہ بوجہ ہلاکت کا کوئی علحدہ قائم نہیں ہے بلکہ ضمیمہ حصہ دوم مد (۱۹) میں معاوضہ مضرت جسمانی کی نالش کی میعاد یکسالہ تاریخ مضرت سے قائم فرمائی جاکر ضمیمہ حصہ سوم مد (۳۸) میں ٹارٹ کی بابتہ جسکا ذکر صراحتاً اس ضمیمہ میں نہو تاریخ وقوع ٹارٹ سے دو سالہ مدت نالش قائم کیگئی ہے

اور نقصان از قسم زر کا تخمینہ کیا جائے۔ اور حادفہ قسم سمو لیٹیم یعنے بطور تسکین نہ دلایا جائے جس میں صرف فائدہ زر ہی کا مدعی علیہ ذمہ وار نہیں ہے بلکہ وہ فائدہ بھی شمار میں آسکتا ہے جسکی عوضدار کو امید معقول ہو۔

(ج) ثارٹ متعلق جائداد منقولہ

ثارٹ متعلق جائداد منقولہ۔ قول الگزینڈر | **دفعہ ۲۸۶** | زیادہ تر معمولی نالشات ثارٹ کے جائداد منقولہ کے متعلق بلاتحویل امانتی کے پیدا ہوتی ہیں **خصوصاً** ایسی حالت میں کہ

(۱) مال مالک کے قبضہ سے چرایا گیا ہو۔ **یا**

(۲) فریباً علحدہ کیا گیا ہو۔ **یا**

(۳) بوجہ بغض کے جائداد منقولہ کو عمداً نقصان پہونچایا گیا ہو۔ **یا**

(۴) بوجہ غفلت کے مال کو نقصان پہونچایا گیا ہو۔

توضیح (۱) اگر نالش واپسی مال معہ ہرجہ میں جب ثابت ہو جائے کہ مال مدعی کے قبضہ سے فی الوقعی بیجا طور پر نکالا گیا تو مدعی علیہ کو لازم ہے کہ اپنا حق مدعی کے حق سے بہتر ثابت کرے ورنہ قیاس قیمت مال کا نہایت سختی کے ساتھ مدعی علیہ کے خلاف قائم ہوگا بجز اسکے کہ وہ مال پیش کرے یا یہ ثابت کرے کہ وہ مال اس قیمت کا نہ تھا جو مدعی بیان کرتا ہے۔

(۲) بغرض اسکے کہ اہل سرائے ذمہ دار ہوں ضرور ہے کہ جسکا نقصان ہو وہ اوسوقت سرائے میں مسافر ہو جو شخص کبھی کبھی سرا میں جاتا یا وہاں کھاتا پیتا یا سوتا ہے۔ اور وہ بھی مسافر ہے جو اپنی منزل کے خاتمہ پر کسی سرا میں بلا کسی معاہدہ خاص کے نصف سال تک بھی رہے۔

بعض مقدمات قابل ارجاع نالش (۱) بردہ مال۔ مال کے گم کرنے یا اوسکو نقصان پہونچانیکے معاوضہ کی

نالش ہو سکتی ہے جسکی میعاد بروی (مد)(۲۵) ضمیمہ حصہ دوم قانون میعاد ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۲) بابتہ ۱۳۲۲ ف میں مال کے گم کرنے یا نقصان پہونچانے کی تاریخ سے ایکسال مقرر ہے۔

(۲) برندہ مال پر مال کی حوالگی میں تاخیر کرنے یا عدم حوالگی کے معاوضہ کی نالش ہو سکتی ہے جسکی میعاد بروئے مد (۲۶) ضمیمہ مذکور اوس تاریخ سے جبکہ مال کا حوالہ کرنا لازم تھا ایک سال مقرر ہے۔

(۳) بابتہ خاص جائداد منقولہ جو گم ہو گئی ہو یا جو سرقہ سے یا بددیانتی سے تصرف بیجا کر کے حاصل کیگئی ہو یا ایسے مال کو بیجا طور پر لینے یا روک رکھنے کے معاوضہ کی نالش ہو سکتی ہے جسکی میعاد بروئے مد (۳۶) ضمیمہ چہارم قانون مذکور تین سال اوس تاریخ سے مقرر ہے جبکہ اوس شخص کو جو مال کے قبضہ پانیکا حق رکھتا ہو اول مرتبہ علم ہو کہ مال کس کے قبضہ میں ہے۔ ہائیکورٹ ممالک محروسہ سرکار عالی سے ایک مقدمہ میں تجویز ہوئی کہ مقدمہ ہرجہ میں جبکہ تصرف مدعی علیہ اور قیمت مال ثابت نہیں ہے تو دعوی قابل اخراج ہے۔ [1]

(۴) خاص جائداد منقولہ جسکا ذکر متذکرہ مد (۳۶) میں نہ ہو یا ایسی جائداد کے بیجا طور پر لے لینے یا نقصان پہونچانے یا روک رکھنے کے معاوضہ کی نالش ہو سکتی ہے جسکی میعاد بروئے مد (۳۷) ضمیمہ مذکور تین سال اوس تاریخ سے مقرر ہے جبکہ جائداد بیجا طور پر لیگئی ہو یا اوسکو نقصان پہونچا ہو یا جبکہ روک رکھنے والے کا قبضہ ناجائز طور پر ہوا ہو۔

(۵) حق تصنیف یا تالیف یا اختراع یا ایجاد نشان تجارت کی خلاف ورزی کے معاوضہ کی نالش ہو سکتی ہے جسکی میعاد بروئے مد (۳۲) ضمیمہ مذکور تاریخ خلاف ورزی سے تین سال مقرر ہے۔

توضیح ۔ بقول الکزنڈر ۔ نشان حرفہ کے استعمال سے باز رہنے کی نالش ہو سکتی ہے۔ اگر لوگوں کو اس سے دہوکہ ہوتا ہو۔ اسیطرح سند ایجاد کی خلاف ورزی کی نالش ہو سکتی ہے اگر مدعی کے ایجاد استعمال اور اوسکا اشتہار عوام میں یا علانیہ ہوا ہو۔

(د) ٹارٹ متعلق جائداد غیر منقولہ

دفعہ ۲۰۷ ٹارٹ متعلق جائداد غیر منقولہ [2] ٹارٹ متعلق جائداد غیر منقولہ قول الکزنڈر جائداد غیر منقولہ کی

---

[1] بابا راؤ بنام رام نارائن مقدمہ دکن جلد ۱۵ نمبر ۱۳۰۹ف صفحہ ۱۹۷ [2] ترجمہ قانون ٹارٹ مولفہ الکزنڈر باب دوم

حسب ذیل چار صورتیں ہیں۔

(۱) نقصان واقعی جائداد کو پہونچانے سے (۲) جائداد میں دست اندازی کرنے سے۔

(۳) اوسکا فائدہ کم کردینے سے۔ (۴) مخل اندازی حق تصرف یا غصب سے

توضیح۔ حق سے مراد اس جگہ حق موجودہ و آئندہ دونوں شامل ہیں۔

نقصان واقعی قول الکزنڈر[1] **دفعہ ۲۸۹** نقصان واقعی جائداد کو فعل سے پہونچتا ہے یا ترک فعل سے اور یہ امر عام ہے کہ خواہ نقصان خود جائداد سے پہونچایا گیا ہو۔ یا باہر سے لیکن ہر دو صورتوں میں ضرور ہے کہ واقعی نقصان نفس جائداد کو پہونچا ہو۔

توضیح۔ (۱) وہ مقدمات جنمیں واقعی ضرر مادی جائداد کو کسی ایسے شخص نے پہونچایا ہو جسکو کہ خود اس جائداد سے کوئی علاقہ نہیں ہے۔ از نام مقدمات مداخلت بیجا ضرر رساں موسوم ہیں۔ چنانچہ جائداد غیر منقولہ پر مداخلت بیجا کے معاوضہ کی نالش کیلئے برہ ۷ مد (۳۱) ضمیمہ چہارم قانون میعاد سماعت ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۲) بابتہ ۱۳۲۲ف (۳) سال کی میعاد تاریخ مداخلت بیجا کے مقرر ہے۔ اور اسکی بابتہ نالش ہرجہ ہو سکتی ہے۔ **لیکن** محض اندیشۂ مداخلت بیجا سے وجہ مخاصمت پیدا نہیں ہو سکتی ہے کہ جب مداخلت بیجا وقوعہ کیلئے ثابت ہو تو ہرجہ کی کامل ڈگری صادر ہو سکتی ہے۔

(۲) ضرر مادی واقعی جائداد غیر منقولہ کو اکثر ایسے فعل سے پہونچایا جاتا ہے جسکو مرتکب فعل بیجا نے خود اپنی جائداد پر یا اوسکے تعلق سے کیا ہو اور وہ جائداد اوس جائداد سے علیحدہ ہو۔ جسکو ضرر پہونچا پس بموجب اس اصول کے کہ اپنی چیز کو اسطرح پر استعمال کرو کہ جس سے دوسرے کو مضرت نہ پہونچے۔ اگر کوئی شخص ایسا کوئی فعل اپنی ملکیت پر یہ تعلق اوسکے بغفلت یا بلا غفلت کرے جس سے

---

[1] ترجمہ قانون ٹارٹ مولفہ الکزنڈر باب دوم

دوسرے کی ملکیت کو ضرر پہونچے تو وہ ذمہ دار ہرجہ کا ہوتا ہے۔

اتلاف۔ قول الکزینڈر[1] | **دفعہ ۲۸۹** جو نقصان رسان فعل یا ترک فعل ناجائز منجانب آسامیان یا قابضان حق حین حیاتی یا میعادی وقوع میں آتا ہے تو وہ اصطلاح قانونی میں **ویسٹ** یعنی اتلاف کہلاتا ہے۔

تعریف اتلاف | خراب یا تباہ کرنا مکانات یا باغات یا درخت یا دیگر جائداد مادی قابل توریث کا بغرض محرومی ایسے شخص کے جو مستحق باقی یا وراثت مابعد کا ہو۔

توضیح جب یہ خرابی یا تباہی بالارادہ ہو یا ارتکاب فعل کہلاتا ہے **مثلاً** کوئی مکان گرادیا جائے وہ بالسکوت گرنے دیا جائے جو ترک فعل سے ہوتا ہے **مثلاً** مکان کی مرمت نہ کرنا اور اسطرح اسکو گرنے دینا جس سے نقصان دائمی کسی حقیت دوامی یا متروکہ کو پہونچے وہ اتلاف ہے۔

حملہ آسامیان و قابضان حق حین حیاتی یا میعادی پر مواخذہ اتلاف بالارادہ یا اتلاف بذریعہ فعل کا ہوسکتا ہے لیکن **استثناء** ایسی آسامی پر جو تابمرضی مالک قبضہ کا حق رکھتا ہو یا جو سال بہ سال جائداد کا قبضہ حاصل کرتا ہو۔ ایسے اتلاف یا سکوت کی بابتہ مواخذہ وا نہیں ہوسکتا۔

امر باعث تکلیف کے اقسام۔ قول الکزینڈر[2] | **دفعہ ۲۹۰** امر باعث تکلیف کی حسب ذیل دو قسمیں ہیں (۱) امر باعث تکلیف عام جسکی بابتہ نالش ہرجہ نہیں ہوسکتی۔ لیکن جبکہ کوئی تکلیف عام طور پر پہونچنے کے سوائے کوئی خاص یا علحدہ نقصان پہونچا ہو تو نالش ہوسکتی ہے (۲) امر باعث تکلیف خاص جسکی بابتہ نالش ہرجہ ہوسکتی ہے۔

جوابدہی۔ قول الکزینڈر[3] | **دفعہ ۲۹۱** نالشات ہرجہ متعلق جائداد غیر منقولہ میں حسب ذیل دو طریق پر جوابدہی ہوسکتی ہے (۱) یہ کہ مدعی علیہ کو بہ نسبت مدعی کے بہتر حق حاصل ہے۔

---

[1] ترجمہ قانون ٹارٹ مولفہ الکزینڈر باب دوم۔ [2] باب دوم [3] باب دوم

(۲) یہ کہ مدعی علیہ نے بذریعہ قدامت یعنے جائداد غیر منقولہ پر بارہ سال یا اوس سے زائد قابض رہنے اور فائدہ اوٹھانے سے وہ استحقاق جائز حاصل کیا کہ مدعی کا حق منقطع ہوگیا۔

نوٹ - بروے قانون میعاد سماعت ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۲) بابتہ ۱۳۱۲ف ضمیمہ حصہ ششم مد (۱۲۸) میعاد دعوی دلاپانے قبضہ جائداد غیر منقولہ کا جس سے مدعی بیدخل کیا گیا ہو یا جبکہ مدعی کا قبضہ موقوف ہوگیا ہو۔ تاریخ بیدخلی یا موقوفی قبضہ سے (۱۲) سالہ مقرر ہے۔

اسیطرح حسب ضمیمہ مذکور مد (۱۳۰) میعاد دعوی دلاپانے قبضہ جائداد غیر منقولہ یا کسی حق واقع جائداد مذکور کا جبکے واسطے ضمیمہ مذکور میں کوئی میعاد مقرر نہ ہو۔ مدعی علیہ کا قبضہ مخالفانہ ہونیکی تاریخ سے (۱۲) سالہ مقرر ہے۔

مزاحمت یا غصب حق قول الکزنڈر[لہ]

دفعہ ۲۹۲

جن افعال کا اثر جائداد غیر منقولہ پر پہونچتا ہے وہ **مزاحمت** یا **غصب** کسی حق کا ہے جو افعال حسب ذیل دو طرح سے ہو سکتے ہیں۔

(۱) **بدنیتی** سے **مثلاً** جب بیدخلی بجبر یا غصب بطریق بے ایمانی یا بذریعہ فریب دہی اہل ملک کے وقوع میں آئے۔ جیساکہ ہائیکورٹ سرکار عالی سے۔

الکمقدمہ میں تجویز ہوئی کہ جب مدعی نابالغ تھا اور مدعی علیہ نے محض بدنیتی سے مدعی کی مملوکہ دیوار پر تصرف کیا اور عدالت نے دیوار کو ملک مدعی تسلیم کرلیا ہو تو ایسی حالت میں مدعی مستحق ہے کہ اوس عملہ کے انہدام کی اوسکے حق میں ڈگری دیجائے جو مدعی علیہ نے اوس دیوار پر قائم کیا ہے محض اسوجہ سے کہ مدعی علیہ کا زیادہ نقصان ہوگا مدعی کو صرف ہرجہ دلانا صحیح نہیں ہے۔[لہ]

(۲) **نیک نیتی** سے **جبکہ** وہ قابض بلا قصور ہو۔ اور از روے اپنے حق کے قابض ہو جو بمقابلہ مالک خاص کے ضعیف ہو۔ جیساکہ ہائیکورٹ سرکار عالی سے۔

[لہ] ترجمہ قانون نارٹ مولفہ الکزنڈر باب دہم [لہ] شیودرام بنام ناگو آئین دکن جلد ۶ صفحہ (۲۰۴)، و مقنن دکن جلد ۱۴ صفحہ (۱۹۱) ۱۳۰۵ف۔

ایکمقدمہ میں تجویز ہوئی کہ جبکہ بصیغہ تعمیل نگرانی خواہان جائداد پر قابض ہوئے ہیں اور انکے قبضہ کے زمانہ میں جائداد کو نقصان پہونچا تھا تو وہ نقصان گو بہ نیک نیتی کیوں نہ ہو بصیغہ تعمیل باسترداد قبضہ جائداد مذکور کو اصلی حاملات پہونچانے یا ہرجہ ادا کرنیکا حکم دیا جاسکتا ہے [۱]

توضیح۔ یہ امر یاد رہے کہ ہرجہ پانیکے لئے مدعی کی حقیت کا اثبات لازمی ہے۔ جیسا کہ ہائیکورٹ سرکار عالی ایکمقدمہ میں تجویز ہوئی کہ جبکہ ہرجہ کا دعویٰ اس بیان سے تھا کہ مدعی علیہم نے ناجائزاً مدعی کا مکان منہدم کرایا جسمیں مدعی علیہم نے ملکیت مدعی سے انکار کیا تھا تو مدعی نے اپنی ملکیت چونکہ ثابت نہیں کی اسلئے وہ ہرجہ کا مستحق نہیں قرار دیا جاسکتا۔ [۲]

ایک اور مقدمہ میں جسمیں مسماۃ لچھو نے ایک ایسے مکان کو بدست رامو دو سو روپیہ میں فروخت کردیا تھا جو (زناد) مسماۃ لچھو کا نہ تھا اسلئے مکان بعیہ بحکم عدالت رامو مشتری کے قبضہ سے نکل گیا تجویز ہوئی کہ رامو زرمبیعہ دو سو روپیہ کے سوائے اور کسی ہرجہ پانے کا مستحق نہیں ہے [۳]

دفعہ ۲۹۳

واصلات۔ قول الکزنیڈر [۴] | مزاحمت یا غصب حسب بیان دفعہ ماقبل (۲۹۲) کیصورت میں واصلات ہمیشہ ایسے شخص سے قابل وصول ہے جس نے روپیہ وصول کیا ہو۔

واصلات کی تعریف | الف بروے دفعہ (۲ ضمن دی) ضابطہ دیوانی ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۳) بابتہ ۱۳۲۳ف واصلات سے وہ منافع مراد ہے جو کسی جائداد کے ناجائز قابض نے فی الحقیقت اوس جائداد سے وصول کیا ہو یا معمولی کوشش سے وصول کرسکتا تھا۔ اور اُس میں اس منافع کا سود بھی داخل ہے لیکن اوس میں وہ منافع داخل نہیں ہے جو اون واصلات کیوجہ سے ہوا ہو جو ناجائز قابض نے کئے ہوں۔

---

[۱] رام بخش بنام سرکار عالی آئین دکن جلد ۱۴ سنہ ۱۳۱۶ف صفحہ (۲۵۳) اطلاس کامل [۲] سید عبد اللطیف بنام محمد عطاء اللہ آئین دکن جلد (۱۲) سنہ ۱۳۱۴ف صفحہ (۴۰۶) [۳] مسماۃ لچھو بنام رامو شرح القوانین جلد (۸) سنہ ۱۳۱۷ف صفحہ (۲۲۳) [۴] ترجمہ قانون ٹارٹ مولفہ الکزنیڈر باب دوم۔

میعاد ارجاع نالش | ب ۔ بروے مد (۲) ضمیمہ حصہ چہارم قانون میعاد سماعت ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۴) بابتہ ۱۳۲۲ف جائداد غیر منقولہ مملوکہ مدعی کے منافع کا دعوی جس منافع کو مدعی علیہ نے ناجائز طور پر وصول کیا ہو ۔ تاریخ وصول منافع سے تین سال کے اندر داخل ہونا چاہیئے ۔

تشخیص واصلات | ج ۔ تشخیص واصلات میں اس امر کا لحاظ رہے کہ بزمانہ قبضہ ناجائز قابض نے واقعی کیا وصول کیا اور بذریعہ انتظام مناسب بلا کسی غفلت کے وہ کیا وصول کرسکتا تھا مع سود وادیرایں منافع کے ۔

نظائر ہائیکورٹ سرکار عالی

(۱) ایسے خریدار نیلام پر کہ جسکا نیلام بوجہ فیصلہ عدالت ناجائز قرار پایا ہو بزمانہ قبضہ واصلات کی ذمہ داری عائد ہوسکتی ہے جو اوس نے وصول کی یا اوسکو معمولی طور پر وصول ہوسکتی تھی مگر بوجہ اوسکی غفلت کے وصول نہیں ہوئی ۔ [۱]

(۲) جبکہ ڈگری کا یہ منشاء ہے کہ واصلات کا تعین بصیغہ تعمیل کیا جائے تو عدالت کا فرض ہے کہ بصیغہ اجرا تعین کے متعلق کارروائی کرے ۔ اوسمیں یہ حجت کہ ڈگری میں چونکہ مقدار معین نہیں ہے اسلیئے ڈگریدار کیطرف سے جدید نالش ہونی چاہیئے صحیح نہیں ہے ۔ [۲]

(۳) جبکہ ڈگری میں صراحتاً کوئی حکم واصلات قبل ڈگری کے دلانے کی بابتہ نہ ہو تو ایسے واصلات کا تصفیہ تعمیل میں نہیں ہوسکتا نہ وہ صیغہ تعمیل میں دلائی جاسکتی ہے ۔ [۳]

(۴) دوران مقدمہ کی واصلات بصیغہ تعمیل دلائیجاسکتی ہے [۴]

(۵) محض قیاس پر تعین مقدار واصلات کرنا صحیح نہیں ہے [۵]

---

[۱] کنہیا پرشاد بنام میر فضل علی ۔ آئین دکن جلد (۴) صفحہ (۲۲۸) و مقنن دکن جلد (۱۵) صفحہ (۳۲۸) سنہ ۱۳۰۹ف

[۲] عائشہ بیگم بنام محمد و احمد حسین خان " جلد (۱۷) " (۵۷۶) سنہ ۱۳۱۹ف [۳] پیر ویلی وینکٹ راما بنام پر ویلی کرشنیا آئین دکن جلد (۱۳) سنہ ۱۳۱۵ف صفحہ (۱) [۴] امیر النساء بیگم بنام رام چندر راؤ آئین دکن جلد (۱۵) سنہ ۱۳۱۷ف صفحہ ۳۵۴

اجلاس کامل ارکان خمسہ [۵] ملریڈی بنام سدنا مقنن دکن جلد (۱۹) سنہ ۱۳۱۲ف صفحہ (۷۹۱)

(۶) مقدار واصلات کے متعلق ایک سال اول کی مقدار کی شہادت لیکر باقی دو سال مابعد کی نسبت قیاساً اوسی شہادت پر فیصلہ کرنا جائز نہیں ہے۔ ؎۱

(۷) آمدنی کاشت کی متنازعہ ہونیکی صورت میں اوس تختہ سے جو پٹواری نے اپنے گھر میں بیٹھکر مرتب کیا ہے یا گواہوں کی محض قیاسی شہادت سے واصلات کا تعین نہیں ہوسکتا۔ ؎۲

(۸) واصلات کا تصفیۂ حساب اسطرح ہونا چاہیئے کہ جائداد کی اصل آمدنی کیا تھی اوسمیں سے مدعی علیہ نے واقعاً کسقدر رقم وصول کی اور حقیقتاً کسقدر رقم وصول ہونی چاہیئے تھی جس سے مدعی کو مدعی علیہ نے محروم کردیا جس نقصان کا مدعی علیہ ذمہ دار ہے جسمیں سے مدعی علیہ نے جسقدر رقم واجبی طور پر خرچ کی ہے وہ رقم مجرا ملنی چاہیئے ؎۳

بار ثبوت واصلات	د۔ واصلات کا بار ثبوت ہمیشہ شخص قابض پر رہیگا۔

نظائر ہائیکورٹ سرکار عالی

(۱) جبکہ جوابدہی میں بیان کیا گیا تھا کہ اراضی کا منافع اوسقدر نہیں تھا جسقدر کہ عرضیدعوی میں بیان کیا گیا ہے اور قبضۂ اراضی سے مدعی علیہ کو انکار نہیں تھا تو واصلات کی مقدار کا بار ثبوت مدعی علیہ قابض پر ہے۔ اور جوابدہی متذکرہ صدر کے خلاف شہادت سے اس امر کو ثابت کرنے کی کوشش کیگئی کہ اراضی سے کوئی رقم وصول نہیں ہوی تو تجویز ہوئی کہ ثبوت جواب کے خلاف ناقابل اعتبار ہے۔ ؎۴

(۲) مقدار واصلات کا بار ثبوت قابض پر وارد کرنا چاہیئے اور مدعی غیر قابض کو تردید میں

؎۱ سندر نابنام ملہر یڈی۔ تشریح القوانین جلد (۱) ۱۳۱۶ف صفحہ (۱۵) ؎۲ امر یا بنام ہنڈ لیکارنا گیا۔ آئین دکن جلد (۱۴) ۱۳۱۶ف صفحہ (۳۱۷) ؎۳ نواب جعفر یار خان بنام امام علی۔ آئین دکن جلد (۲) صفحہ (۲۵۰) و مقنن دکن جلد (۱۰) صفحہ (۴۵۳) و مخزن القوانین جلد (۴) صفحہ (۱۴۸) ۱۳۰۴ف ؎۴ کوٹرا یا بنام کوٹرمایا آئین دکن جلد (۱۶) ۱۳۱۸ف صفحہ (۸۵) اجلاس کامل

یہ موقع دینا چاہئے کہ وہ اپنی مدعوہ مقدار کو ثابت کرے۔[۱]

(۳) جب اجرائے ڈگری پر واصلات اور اوسکے متعلقہ نزاعات کا تصفیہ منحصر رکھا جائے تو صیغہ اجراء میں اوسکا مکمل و منفصل فیصلہ امور نزاعی قائم کرکے کرنا چاہئے۔[۲]

(۴) جو امور کہ مقدمہ سابق میں پیش اور فیصل ہو سکتے تھے اگر وہ اوسوقت پیش نہ کئے جائیں تو من بعد نالش واصلات جائداد مذکور میں پیش نہ ہو سکینگے بلکہ منفصلہ سمجھے جائیں گے۔[۳]

مجرائی از واصلات (۵) جب واصلات کی ادائی کا حکم ہو تو حسب ذیل رقوم قابل مجرائی ہونگے

(۱) وہ رقم جو اخراجات تحصیل لگان اراضی میں صرف ہوئی۔

توضیح۔ بدنیتی کی صورت میں بھی یہ رقم مجرا دلائی جائے گی۔

(۲) وہ رقم جو مالک کو صرف کرنا پڑتا۔

توضیح جبکہ دخل اراضی کا بہ نیک نیتی بہ نفاذ دعوی کسی حق کے ہو تو یہ رقم واصلات سے مجرا دلائی جائے گی۔ اگر بدنیتی سے قابض ہوا ہو تو مجرا نہیں دلائیجائیگی۔

نظیر ہائیکورٹ سرکار عالی

جبکہ کوئی شخص بصیغہ مال ہراج سرکاری میں کوئی پٹہ اراضی خرید کرے اور بعد میں وہ ہی ہراج بربناء بیضابطگی محکمہ مال سے منسوخ ہو جائے تو سرکار پر صرف اوسیقدر رقم کی ذمہ داری عائد ہوگی۔ ہرجہ و خرچہ کی کوئی ذمہ داری سرکار پر عائد نہیں ہو سکتی۔ البتہ باعتبار ہراج سرکاری جو اخراجات اراضی ہراج شدہ میں مشتری نیلام اراضی کی ہمواری و آئندہ ترقی کی نسبت کرے وہ بعد استرداد ہراج اوس شخص سے پا سکتا ہے جسکے حق میں ہراج مسترد کیا جائے لیکن کوئی

[۱] میر امام علیخان بنام علی مرزا خاں۔ آئین دکن جلد (۵) ۱۳۰۷ف صفحہ (۷۵)، [۲] سید شاہ ہدایت علی بنام پیاری بیگم۔ آئین دکن جلد (۹) ۱۳۱۷ف صفحہ (۳۰۵)، [۳] نواب علی یاور جنگ بنام اندرا بائی۔ آئین دکن جلد (۱۲) ۱۳۱۴ف صفحہ (۱۵۶)

سود رقم مراج یا خرچہ جو کارروائی مراج میں مشتری نے برداشت کیا ہو نہیں دلایا جا سکتا [۱]

دیگر نظائر ہائیکورٹ سرکار عالی متعلق دفعہ ہذا

(۱) ایک مقدمہ میں بربنا رحقیت و اصلات کے بہ ست حصہ پانیکا دعویٰ کیا گیا تجویز ہوئی کہ بغیر تصفیہ حقیت کے اصلات سے حصہ نہیں ملسکتا۔ اگر دعویٰ حقیت کیا جائے تو مقدمہ لائق سماعت عدالت ابتدائی نہیں رہتا اسلئے عرضیہ دعویٰ واپس ہو کہ بعد ترمیم عدالت مجاز اپنا پیش کرے [۲]

(۲) گو مدعی نے اوس مقدمہ میں جو اوس نے دخل جائداد کے متعلق رجوع کیا ہو ڈگری حاصل نہ کی ہو تاہم جائداد مذکور کے واصلات کا دعویٰ جو پہلی نالش کے زمانہ کی بابت ہو محض اس وجہ سے کہ مدعی نے ابھی اپنی ملکیت ثابت نہیں کی ہے اسلئے اوسکو حق نالش حاصل نہیں ہے خارج نہیں ہوسکتا۔ بلکہ عدالت کو چاہئے کہ مقدمہ واصلات کو تا تصفیہ مقدمہ ملکیت ملتوی رکھے [۳]

(۳) جبکہ محض آمدنی جائداد (زر نقد و اصلات) کی نالش ہو تو ایسے دعوے سے حقیت کا تصفیہ نہیں ہو سکتا [۴]

(۴) جبکہ کوئی شخص غیر کی جائداد پر بلا استحقاق قابض ہو جائے تو گو اوسکا قبضہ غصباً ہو یا غلطاً ہو۔ مستحق جائداد اوس سے زر واصلات پانیکا مستحق ہے۔ فقہ میں کوئی قاعدہ ایسا نہیں ہے کہ شے مغصوبہ تو مالک کو دلائی جائے مگر اوسکا کرایہ یا منافع نہ دلایا جائے۔ بدنیتی یا نیک نیتی سے بزعم حقیت قابض ہوجانے سے زر واصلات کو دلانے میں کوئی فرق پیدا نہیں ہوتا۔ البتہ فقہ میں یہ قاعدہ مقرر ہے کہ جب کوئی شخص بزعم حقیت بہ نیک نیتی کسی دوسرے کی زمین پر کوئی عمارت بنالے تو وہ عمارت کے انہدام پر مجبور کیا جائیگا [۵]

(۵) جبکہ ڈگری واصلات زمانہ گذشتہ و استقرار حق ایک حصہ کی بابت راہن و مرتہن دونوں کے خلاف صادر ہوئی اور مرتہن نے کوئی عذر صدور ڈگری سے قبل جاگیر مرہونہ یا اوسکے واصلات پر مرتہن کے زمانہ قبضہ

---

[۱] نج تنگیا بنام سرکار عالی۔ دکن لا رپورٹ جلد (۱) ۱۳۲۲ف صفحہ (۹۷)۔ [۲] ثوریا بیا بنام مسماۃ لنگما مقنن دکن جلد ۱۸ صفحہ (۱۳) ۱۳۱۴ف [۳] آئین دکن جلد (۱۰) صفحہ (۵۲۵) ۱۳۱۲ف۔ [۴] حفیظ النساء بیگم بنام کارخانہ حسن بن محسن۔ آئین دکن جلد ۱۶ صفحہ ۳ ۱۳۱۸ف اجلاس کامل [۵] سدا شیو بنام راجیا آئین دکن جلد ۱۴ صفحہ (۱۱۴) ۱۳۱۶ف [۶] سید حاجی پاشا بنام فرخ مجموعہ فیصلہ جات جلد (۱) صفحہ (۱۴۳) و مقنن دکن جلد (۱) صفحہ (۱۶۶) ۱۲۹۵ف۔

تک نہ پڑھنیکا نہیں کیا ہے تو ڈگریدار زر اصلات سابقہ ورقم بقدر حصہ خود مقرر نہ تا بعض جائداد - متحصلہ حاصل جائداد کے وصول کرسکتا ہے [1]

(۶) جبکہ انعام وہ ہے جو مشروط الخدمت ہے اور کسی قسم کا انتقال جائز نہیں ہے تو ایسی جائداد کے واصلات کا دعویٰ نہیں ہو سکتا ہے سلطان وقت جسکو جائداد قسم مذکورہ عطا کرے وہ اوس سے متمتع ہونیکا مستحق ہے [2]

(۷) جبکہ مدعی علیہا کا قبضہ اراضی متنازعہ پر مخالفانہ ہو اور مدعی کو قبل اراضی کا حق پیدا ہوچکا ہو تو وہ محض اصلات کی نالش نہیں کرسکتا۔ [3]

(۸) جبکہ حقیت میں نزاع ہو اور حقیت مدعیان نہ منفصلہ ہو نہ مقبولہ بلکہ اصل حقیت اور مقدار حصہ تری میں ہو تو ایسی حالت میں بلا تصفیہ اصل حقیت محض واصلات کی نالش سماعت نہ کرنی چاہئے۔ [4]

(۹) اگر عدالت ابتدائی سے دعویٰ مدعی کا کسی جائداد کی نسبت ڈگری کیا جائے۔ اور اوسکی تعمیل میں جائداد مذکور پر مدعی کا قبضہ ہو جائے مگر اوسکے بعد وہ فیصلہ مرافعہ سے منسوخ ہو اور فیصلہ مرافعہ میں زمانہ قبضہ مدعی کی واصلات کی نسبت کوئی حکم نہ ہو تو مدعی علیہ صرف جائداد پر قبضہ واپس پاسکتا ہے۔ واصلات زمانہ قبضہ مدعی کو بغیر نالش نمبری کے بصیغہ اجرائے ڈگری وصول نہیں کرسکتا [5]

نوٹ بروے دفعہ (۶۳۷) ضابطہ دیوانی سرکار عالی قانون نشان (۳) سنہ ۱۳۲۴ف مطابق سنہ ۱۹۰۵ء بمضمون دفعہ (۲۴۴) ایکٹ نمبر (۵) سنہ ۱۹۰۸ء و دفعہ (۵۸۳) ایکٹ نمبر (۱۴) سنہ ۱۸۸۲ء واصلات کا تصفیہ بصیغہ تعمیل ہی کیا جائیگا نمبری نالش کیضرورت نہیں

(۱۰) جب حقیت متنازعہ فیہ ہو تو بلا دعویٰ استقرار حق محض واصلات کا دعویٰ قابل سماعت نہیں ہے [6]

(ھ) ہرجہ خلاف ورزی حق آسایش

[1] عباس مرزا بنام کمال یار جنگ آئین دکن جلد (۱۶) سنہ ۱۳۲۸ف صفحہ (۱۱۲) اجلاس کامل [2] سید محمد الدین بنام شیخ اسد اللہ مخزن القوانین جلد (۲) سنہ ۱۳۰۲ف صفحہ (۱۰۸) [3] سامیکا بنام راجیسر راو آئین دکن جلد (۹) سنہ ۱۳۲۳ف صفحہ (۴۲۹) [4] محمد انور الدین خان بنام خدیجہ بیگم آئین دکن جلد (۵) صفحہ (۷۵۵) و نقض دکن جلد ہفتم صفحہ (۸۲۳) سنہ ۱۳۱۶ف [5] دہرم چند بنام گلو بائی۔ آئین دکن جلد (۱۳) سنہ ۱۳۱۵ف صفحہ (۶۷۲) [6] رکما بائی بنام کشن راو - دکن لا رپورٹ جلد ششم صفحہ ۲۹۱ و ۲۹۲ و آئین دکن جلد (۱۸) صفحہ (۲۱۵) سنہ ۱۳۲۶ف۔

ہرجہ خلاف ورزی حق آسایش

دفعہ ۲۹۴ حق آسایش میں دست اندازی سے بھی حق ارجاع نالش ہرجہ حاصل ہوتا ہے **چنانچہ** بروئے قانون میعاد سماعت ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۲) بابتہ ۱۳۲۲ف ضمیمہ چہارم مد (۲۹) راستہ یا مجرائی آب کے روکنے کی معاوضہ کی میعاد ارجاع نالش روکنے کی تاریخ سے تین سال۔ اور بروئے ضمیمہ مذکور مد (۳۰) مجرائی آب کے پھیر دینے کے معاوضہ کی میعاد ارجاع نالش پھیر دینے کی تاریخ سے تین سال مقرر ہے۔

نوٹ حق آسایش کی تعریف و توضیح کیلئے ملاحظہ ہو قانون مختص بالاشخاص قانون نشان (۱) متعلق حقوق بالتعمیم میں حق عارضی از دفعہ (۱۶۵) تا دفعہ (۱۷۰) حصہ دوم مجموعہ ہذا۔

اس موقع پر صرف اسقدر یاد دلادینا کافی ہے کہ حق آسایش حاصل ہونے کے بقول الکزینڈر[1] حسب ذیل چار ذرائع ہیں جنکا شجرہ دفعہ (۱۴۵) قانون مذکور میں ظاہر کردیا جاچکا ہے۔

(۱) **عطیہ**
(۲) **معاہدہ** } ملاحظہ ہو دفعہ (۲۹۵) باب ہذا۔

(۳) **قدامت**۔ ملاحظہ ہو دفعہ (۲۹۶) باب ہذا۔

(۴) **قیاس**۔ جو منشاء قانونی سے بوجوہ ذیل پیدا ہوتا ہے۔

الف۔ ضرورت سے ملاحظہ ہو دفعہ (۲۹۷) باب ہذا۔

ب۔ علحدگی حقیت سے۔ ملاحظہ ہو دفعہ (۲۹۸) ؍؍

عطیہ معاہدہ۔ قول الکزینڈر[2]

دفعہ ۲۹۵ از روئے قانون یہ ضرور نہیں ہے کہ عطیہ یا معاہدہ تحریری ہو۔ بس جائز ہے کہ وہ زبانی ہو یا تحریری۔ اگر زبانی ہو تو او سکا بہت قوی ثبوت درکار ہے اور جو **ایزمنٹ** کہ اسطرح پر حاصل ہوں اونکا ثابت کرنا گو ناممکن نہیں ہے مگر دشوار ہے

[1] ترجمہ قانون ٹارٹ الکزینڈر باب سوم صفحہ (۹۲) [2] ترجمہ قانون ٹارٹ الکزینڈر باب سوم صفحہ ۹۲

قدامت | **دفعہ ۲۹۶** حق آسایش کا بیس سالہ تصرف اور بمقابلہ سرکار عالی ساٹھ سالہ تصرف

الف - حق آسایش روشنی و ہوا کیلئے (۱) امن کیساتھ .

(۲) استحقاقاً .

(۳) بلا مزاحمت اور

ب - حق آسایش . راستہ یا مجرائی آب یا کسی پانی کے استعمال یا دیگر حقوق آسایش کیلئے .

(۱) امن کیساتھ (۲) استحقاقاً

(۳) بلا مزاحمت . (۴) ظاہر و علانیہ .

ہو تو حق آسایش حاصل ہوگا اور جب اسکے متعلق نزع ہو تو بیس[۲۰] سال و ساٹھ[۶۰] سال کی میعاد تصرف

متذکرہ صدر رفع مزاحمت کی نالش رجوع ہونے کے عین ماقبل دو برس کے اندر ختم ہونا لازمی ہے .

ورنہ محض بست سالہ و ساٹھ سالہ استعمال واسطے حصول قطعی حق کے کافی نہیں ہے . اور

مزاحمت اسوقت متصور ہوگی جبکہ دعویدار کے سوائے کسی اور شخص کے فعل سے مزاحمت ہونیکے

باعث اوس حق آسایش کا تمتع واقعی قائم نہ رہا ہو . یا مزاحمت یا مزاحم سے دعویدار نے مطلع ہونیکے

ایکسال تک سکوت و صبر اختیار کیا ہو (ملاحظہ ہو دفعہ (۲۶) قانون میعاد سماعت ممالک محروسہ سرکار عالی

نشان (۲) بابتہ سنہ ۱۳۲۲ف ہم مضمون دفعہ (۲۶) ایکٹ نمبر (۱۵) سنہ ۱۸۷۷ء قانون میعاد سماعت ہند .)

اسکے سوائے جب کوئی اراضی یا پانی جسکے متعلق کسی حق آسایش سے تمتع ہوا ہو . کسی شخص کے

قبضہ میں حق حین حیاتی کی یا اور کسی حق کی بناء پر ہو جسکی مدت تاریخ عطاء سے تین سال سے زیادہ ہو تو

ایسے حق آسایش کے استعمال کی وہ مدت جسمیں حق حین حیاتی یا حق مذکور کی وہ مدت جسمیں

حق حین حیاتی یا حق مذکور قائم رہا ہو متذکرہ بالا بیس سال کی مدت کے شمار میں محسوب نہ کیجائیگی

بشرطیکہ ایسے حق آسایش کے دعوے کی مزاحمت شخص مستحق نے حین حیاتی یا حق مذکور کے

اختتام کے تین سال کے اندر کی ہو (ملاحظہ ہو دفعہ (۲۷) قانون میعاد سماعت ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۳) بابتہ ۱۳۲۲ف ہم مضمون دفعہ (۲۷) ایکٹ نمبر (۱۵) ۱۸۷۷ء قانون میعاد سماعت ہند)

دفعہ ۲۹۷ حقوق آسایش حسب مراد قانون ضرورت حسب قیاس قانونی۔ قول الکزنڈر[1]

ضرورت سے پیدا ہو سکتے ہیں مثلاً جب کوئی جائداد اسطرح پر واقع ہو کہ اوسکا راستہ بجز اسکے کہ ہمسایہ کی اراضی پر ہوکر جاتا نہ ہو تو وہاں حق راستہ (ایزمنٹ) بلحاظ ضرورت اراضی مذکور پر ہو سکتا ہے۔ قانون انگلستان کے مطابق ایسے مقدمات ہیں۔

الف۔ ضرورت صاف عیاں ہونی چاہیے۔ اور

ب۔ عطائے حق قرین قیاس ہونا چاہیے۔ چنانچہ

حق راستہ صرف ضرورت میں حاصل ہو سکتا ہے کہ جب مالک اراضی کو کوئی اور راستہ بجز اراضی پر جانے کیواسطے نہ ہو اگر اوسکو کوئی اور راستہ ہو خواہ وہ کیسا ہی دقت طلب ہو تو حسب اقتضائے اسناد غالب اوسکو ہمسایہ کی زمین پر سے راستہ رکھنے کی اجازت نہ دیجائیگی۔

دفعہ ۲۹۸ علحدگی حقیت حسب قیاس قانونی۔ قول الس جسٹس[2] علحدگی حقیت حسب قیاس

قانونی کی حسب ذیل تین صورتیں ہیں۔

اول۔ حقوق آسایش جو موجود ہوں بقبضہ ٹھیکہ دہندہ نسبت جائداد مالکان قرب جوار کے ہوں اور یہ حقوق بذریعہ پٹہ تا میعاد پٹہ ٹھیکہ دار کے نام ٹھیکہ دہندہ منتقل کرے۔

دوم۔ حقوق آسایش ضروری جو جائدادوں کی تقسیم پر پیدا ہوتے ہیں جبکہ آسایش متدعویہ ایسی ہو کہ بغیر اوسکے خریدار یا ٹھیکہ دار اوس جائداد کو جو اصل ارث سے علحدہ کیگئی کام میں نہیں لا سکتا

سوم۔ حقوق آسایش مستمرہ و ظاہری جنکو زمانہ قبضۂ متحدہ میں مالک واسطے اغراض اوس

---

[1] ترجمہ قانون ٹارٹ مولفہ الکزنڈر باب سوم صفحہ (۱۰۰) [2] ترجمہ قانون ٹارٹ مولفہ الکزنڈر باب سوم صفحہ ۱۰۲

جزو جائداد کے کام میں لاتا تھا جو بعد ۂ وہ جزو جائداد منتقل کیا گیا۔

فرق مابین حق آسایش مستمرہ و حق آسایش غیر مستمرہ (۱) حق آسایش مستمرہ یعنے جو حقوق آسایش ضروری و قائم ہیں یہ حقوق بلا کسی عبارت عطیہ کے حسب مفہوم قانون منتقل ہو جاتے ہیں لیکن وہ حقوق آسایش جو صرف وقتاً فوقتاً کام میں لائے جاتے ہیں منتقل نہیں ہو سکتے بجز الفاظ صریح کے اور کوئی حق آسایش اس درجہ تک استعمال نہیں کیا جا سکتا جس سے حقیت منقولہ تباہ و برباد ہو جائے

(۲) حق آسایش غیر مستمرہ مثل استعمال ایسے راستہ کے ہے جو ضروری نہیں ہے جیسا کہ بعد انتقال جزو علحدہ شدہ کے قانوناً فرض نہیں کر لیا جا سکتا یہ حق بذریعہ عطیہ نامہ اراضی یا ایسے پٹہ کے بلا الفاظ صریح کے جن سے ثابت ہو کہ یہ مقصود تھا کہ وہ جائداد عطا شدہ کے ساتھ منتقل ہو منتقل نہیں ہو سکتا۔

(۹) خرچہ بوجہ غفلت مقدمات متدائرہ

دفعہ ۲۹۹ خرچہ بوجہ التوا مقدمات متدائرہ مقدمات متدائرہ کسی فریق کی غفلت یا اور کسی وجہ سے مقدمہ ملتوی ہونے پر فریق قاصر خرچہ کا ذمہ دار ہوگا۔ چنانچہ

دفعہ (۲۰۶) مجموعہ ضابطہ دیوانی سرکار عالی نشان (۳۱) بابتہ ۱۳۲۳ فصلی مضمون آرڈر ۱۷ (۱) ایکٹ نمبر (۵) سنہ ۱۹۰۸ء و دفعہ (۱۵۶) ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کا مطلب یہ ہے کہ عدالت وجہ موجہ کے پیش ہونے پر دوران مقدمہ میں کسی وقت فریقین یا کسی فریق کو مہلت دے سکتی ہے۔ اور مقدمہ کی سماعت وقتاً فوقتاً ملتوی کر سکتی ہے۔ ایسی ہر صورت میں مقدمہ کی مزید سماعت کیلئے عدالت کوئی تاریخ مقرر کرے گی اور اس امر کی صراحت کرے گی کہ مقدمہ کس غرض سے ملتوی کیا گیا اور خرچہ کی نسبت جو التوا کے باعث عاید ہوا ایسا حکم صادر کرے گی جو وہ مناسب خیال کرے۔

اسی دفعہ کی تشریح میں عدالت العالیہ ممالک محروسہ سرکار عالی سے گشتی نشان (۲) دیوانی مورخہ ۷ آذر ۱۳۲۵ف مندرجہ جریدۂ اعلامیہ سرکار عالی جلد (۴۷) مورخہ ۷ اسفندار ۱۳۲۵ف الجزو ثانی صفحہ (۵۳۹) یہ جاری ہوئی ہے کہ عدالت العالیہ کو دریافت ہوا ہے کہ بعض حکام عدالت بلا وثوق کافی حسب فریق مقدمہ کو جسقدر چاہتے ہیں فریق ثانی سے ہرجہ دلا دیتے ہیں اور ایسے ہرجہ کی رقومات کا نہ عدالت کی کردی میں جمع و خرچ ہوتا ہے نہ پابندہ ہرجہ کی رسید شریک مثل ہوتی ہے جو طریق عمل بد نمائی نہیں ہے بلکہ خلاف ضابطہ ہے لہذا عدالتوں کو حسب ذیل حکم دیا جاتا ہے۔

(۱) بروے دفعہ (۲۰۶) ضابطہ دیوانی بصورت التواء مقدمات خرچہ فریق سے متعلق جو عدالتوں کو اختیار دیا گیا ہے۔ اسکا مفہوم اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ جو فریق باعث التواء مقدمہ ہوا اور اوسکے فعل سے فریق ثانی پر کوئی ایسا خرچ عائد ہو جو بصورت عدم قصور فریق مذکور عائد نہ ہوتا۔ تو عدالت اوس فریق کے اوس روز کے واقعی مصارف فریق ثانی سے دلا سکتی ہے لیکن اسکا یدرالحاظ رہنا چاہئے کہ عدالت فریق مقدمہ کا واقعی خرچہ معلوم کرکے بلحاظ حالات اگر فریق ثانی کو دلانا مناسب سمجھے تو دلائے۔ نہ واقعی خرچہ سے زیادہ۔ اور یہ خرچہ صرف فریق مقدمہ کو دلایا جائیگا نہ وکیل کو اور بجز خاص حالات کے وکیل کے محنتانہ کی بابتہ کوئی خاص خرچہ محسوب نہ کیا جائیگا۔

(۲) یہ کہ بابتہ خرچہ جو رقم داخل ہو اوسکا جمع و خرچ عدالت کی کردی میں بالالتزام ہوگا اور وہ رقم بغیر باضابطہ رسید کے پابندہ ہرجہ کو نہیں دیجائے گی۔ عدالتہائے دیوانی سے امید ہے کہ وہ آئندہ ہرجہ سے متعلق بہت احتیاط کیساتھ احکام صادر کرینگے۔

نظائر ہائیکورٹ ممالک محروسہ سرکار عالی

(۱) کسی فریق کا کوئی وکیل عمداً غیر حاضر رہے تو اوس فریق کو اپنے وکیل پر ہرجہ کا دعوی کرنیکا

حق حاصل ہے ۔ ؎۱

(۲) ایک فریق کے وکیل کا دوسرے فریق کے وکیل سے التواء مقدمہ کے ہرجہ کے معاہدہ کا قرار داد جسکی اطلاع عدالت کو نہ ہو بنیاد نالش ہرجہ نہیں ہوسکتی کیونکہ قانوناً معاملہ کا التواء بوجوہ کافی عدالت سے ہوا کرتا ہے اور عدالت ایک فریق کا ہرجہ دوسرے فریق سے دلاتی ہے اگر یہ امر وکلاء کے اختیار میں چھوڑا جائیگا تو صرف التواء مقدمات کی درخواستیں واقعی پیرایہ میں پیش نہ ہوں گی بلکہ وکلاء اور مختاروں کو کافی موقع ملیگا جو اصل فریق کی زیر باری کا باعث ہوگا ۔ ؎۲

(۳) حکم ادائی ہرجہ چونکہ عدالت ابتدائی کے اختیارات پر منحصر ہے اور کوئی خاص وجہ دست اندازی کی موجود نہیں ہے اسلئے حکم مذکور میں دست اندازی نہیں ہوسکتی ؎۳

(۴) عدالت نے بوجہ التواء مقدمہ ایک فریق سے دوسرے فریق کو ہرجہ دلایا تاریخ آئندہ پر وہ ہرجہ ادا نہیں کیا گیا اسلئے مقدمہ ملتوی کرکے پھر ہرجہ دلایا ۔ اور علی ہذا پھر ملتوی کرکے ہرجہ دلایا تجویز ہوئی کہ بوجہ عدم ادائی ہرجہ مقدمہ ملتوی کرکے پھر ہرجہ دلانا صحیح نہ تھا ۔ اول مرتبہ جو ہرجہ دلایا گیا وہ مثل زر ڈگری کے وصول ہوسکتا تھا ۔ اسطرح ہرجہ بالائی ہرجہ دلانا سخت غلطی ہے ؎۴

(۵) ایک درخواست تنسیخ فیصلہ یکطرفہ کیلئے تاریخ مقرر کیگئی تھی جس تاریخ پر وکیل درخواست گذار دوسرے اجلاس پر کام میں مصروف رہے اور درخواستگذار بعذر علالت حاضر نہ ہوکر درخواست التواء ذریعہ ایک شخص غیر مجاز کے پیش کردیگئی جسے عدالت ابتدائی نے بوجہ عدم تقدیم ثبوت درخواست نامنظور فرمادی تجویز ہوئی کہ یہ ایسی عذر گذاریاں ہیں کہ فریق ثانی کو ہرجہ دلاکر موقع دینا مناسب ہے ؎۵

؎۱ سید علیخان بنام محمد جان مجموعہ فیصلہ جات عدالت العالیہ جلد (۳) صفحہ (۱۶۶) مقنن دکن جلد (۳) صفحہ (۱۷۵) ۱۳۲۱ف ؎۲ گنشام بنام عبدالرحیم مجموعہ فیصلہ جات عدالت العالیہ جلد (۴) صفحہ (۴۹) مقنن دکن جلد (۴) صفحہ (۵۷) ۱۳۲۹ف ؎۳ نواب دلاور علیخان بنام سندر راؤ آئین دکن جلد (۱۶) ۱۳۱۸ف صفحہ (۲۲۱) ؎۴ پیارے لال بنام سالگرام آئین دکن جلد (۶) ۱۳۲۰ف صفحہ (۴۰) ؎۵ راجمن بنام سرکار لنگماد کن لاء رپورٹ جلد (۱۶) صفحہ (۲۰۴) و مقنن دکن جلد ۲۶ صفحہ (۱۳۲) ۱۳۳۲ف

(۶) ہرجہ دلاکر جوابدہی کی اجازت فیصلہ یکطرفہ میں دینا مناسب ہے۔ [1]

(۷) مدعی علیہ کو بعد ادائی ہرجہ جوابدہی کا موقع ملنا چاہئے۔ [2]

(۸) جبکہ بوجہ عدم پیروی کورٹ آف وارڈ یکطرفہ کارروائی بمقابلہ مدعی علیہ آغاز نیگئی تھی مگر بعد میں درخواست کورٹ کی بناء پر عدالت نے دوسو روپیہ ہرجہ مدعی کو دلاکر اجازت جوابدہی عطا کی تو ایسی صورت میں جو ہرجہ دلایا گیا ہے وہ مدعی علیہ نابالغ کے فائدہ کیلئے دلایا گیا ہے۔ اسلئے حکم عدالت ماتحت قابل دست اندازی نہیں ہے۔ [3]

(۹) جب مدعی علیہا سے ہرجہ و خرچہ مدعی کو دلایا جائے اور وہ داخل نہ کریں تو محض اس بناء پر مقدمہ اون کے خلاف فیصل نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ہرجہ و خرچہ کی رقم بذریعہ اجرائی ڈگری وصول کیجا سکتی ہے۔ [4]

(۱۰) اگر مدعی علیہ سے مدعی کو بدیں شرط ہرجہ دلایا جائے کہ بعد داخل ہونے ہرجہ کے جوابدعویٰ لیا جائیگا تو عدالت بوجہ نہ داخل ہونے ہرجہ کے جوابدعویٰ نامنظور نہیں کرسکتی بلکہ ایسا ہرجہ بطور جزو خرچہ مقدمہ کے وصول کیا جاسکتا ہے۔ [5]

(۱۱) جب بوجہ قرقی قبل از فیصلہ مدعی علیہ کو ہرجہ دلایا جائے جبکہ بعد مدعی کا دعویٰ ڈگری ہو تو بعد محسوبلی اس رقم کے جو مدعی علیہ کو مدعی سے دلائی گئی ہے ڈگری مرتب کرنا چاہئے دونوں ڈگریاں علحدہ علحدہ مرتب کرنا صحیح نہیں ہے۔ [6]

(۱۲) جبکہ تعطیل اتفاقی کیوجہ سے مقدمہ دوسرے روز تاریخ پیشی کے پیش ہو اور اوسروز مدعی

---

[1] سید عبد اللہ بنام کشتیا ریڈی تشریح القوانین جلد (۸) ۱۳۱۶ف صفحہ (۴۱۶)۔ [2] محمد ابراہیم خاں بنام امیر اللہ خاں آئین دکن جلد (۷) ۱۳۱۹ف صفحہ (۱۹ و ۲۰)۔ [3] راجہ ستیارام بھوپال بنام مسماۃ لاڑکی بائی آئین دکن جلد ۱۳ ۱۳۱۵ف صفحہ (۳۵۹) اجلاس کامل۔ [4] وینکٹ راجیشوراؤ بنام غنیوناتھ۔ آئین دکن جلد (۱۳) ۱۳۱۵ف صفحہ (۵۰۵)۔ [5] محمد حسین بنام رانی شنکرا آئین دکن جلد (۱۳) ۱۳۱۵ف صفحہ ۱۰۷ اجلاس کامل۔ [6] لنکیال ملیا بنام بھوان جی۔ آئین دکن جلد (۱۰) ۱۳۱۲ف صفحہ ۲۶۱۔

اپنا ثبوت حاضر نہ رکھ سکے تو فریق ثانی کو ہرجہ دلاکر مقدمہ کو ملتوی اور مدعی کو ثبوت پیش کرنیکا موقع دینا چاہیئے۔ [1]

(۳۱)، کسی عدالت کو یہ اختیار نہیں ہے کہ دوسری عدالت سے تعمیل کیلئے جو سمن وصول ہوئے ہوں انکو بلا تعمیل اس خیال سے واپس کردے کہ قبل پیشی تعمیل نہ ہوسکے گی کیونکہ مدعی کی غفلت کی وجہ سے گواہوں کی درخواست طلبی دیر سے پیش ہوئی تھی اسلئے مدعی علیہ کو ہرجہ کے سو روپیہ دلوائے گئے اور مرافعہ منظور کیا گیا۔ [2]

باب بست ویکم

قانون میعاد سماعت

قانون اصلی

تمہید۔ قانون میعاد سماعت کے اکثر مدات موقع و محل کیساتھ ابواب گذشتہ اور بالخصوص باب بستم قانون ٹارٹ میں ظاہر کئے جاچکے ہیں۔ اب اس باب بست ویکم میں بالوضاحت اس قانون میعاد سماعت پر حسب ذیل روشنی ڈالی جاتی ہے۔

دفعہ ۳۰ | قانون میعاد سماعت کس اصول پر مبنی ہے | قانون میعاد سماعت اصول ذیل پر مبنی ہے۔ الف۔ یہ کہ قبضہ مدت دراز دلیل ملک قرار دیا جائے جسکے بھروسہ پر خلق مطمئن ہوکر جائداد کو لازوال سمجھے اور اوس میں ترقی کرے۔

---

[1] بانڈرنگ راؤ بنام ناگو تشریح القوانین جلد (۹) سنہ ۱۹۳۱ء صفحہ (۱۵۵)۔

[2] ٹھکورداو بنام محمد اعظم بعنوان تشریح القوانین جلد (۸) سنہ ۱۹۳۱ء صفحہ (۲۳۵)

توضیح۔ قانون میعاد سماعت ابتداءً سقوط چارہ کار پر مبنی تھا (ملاحظہ ہو دفعہ (۳۰۱) باب ہذا) لیکن بربنائے فیصلہ جات **زوال حق** پر مبنی قرار دیا گیا ہے۔

ب۔ یہ کہ تنازعات حقوق بسد پیش ہوں تاکہ تازہ اور اعلیٰ ترین وجہ ثبوت حاصل ہو سکے جس سے مقدمات انصاف کیساتھ فیصل ہوں اسلئے کہ فائدہ خلائق اسی میں ہے۔

طریقۂ میعاد سماعت کی ابتداء۔ حقوق پر تقسیم ہائیہ۱

دفعہ ۳۰۱ تمادی عارض ہوجانیکی وجہ سے بنائے نالش کو ساقط قرار دینے کا طریقہ جسکی ترویج از روے ایکٹ **شاہ جیمس اول** بوجہ عمل میں آئی تھی کہ لوگ امن اور چین سے اپنے مال و املاک سے **متمتع ہوسکیں** اور نزاعات و خصومات سے بچیں اور جسکا طریقہ عملدرآمد یہ تھا کہ حق چارہ جوئی کو چارہ کار عدالتی سے محروم کردیا جاتا تھا حق مذکور کی حیثیت کو گھٹا کر محض ایک فطری وجوب کے درجہ پر لے آتا ہے لیکن اس فطری وجوب میں پھر بھی حق گرفت یا بازداشت اور حق ضمانت کی تائید کی قابلیت موجود رہتی ہے۔

اس نتیجہ کے حصول کیلئے جس مدت کا انقضاء لازمی ہے اسکی میعاد مختلف ممالک کے قانون اور مختلف النوع حقوق کے لحاظ سے بہت کچھ مختلف ہے۔ اس میعاد کا دور حق چارہ جوئی کے معرض ظہور میں آتے ہی شروع ہوجاتا ہے۔ بالفاظ دیگر اسکا آغاز اسوقت ہوتا ہے جبکہ حق **متقدم** کی خلاف ورزی عمل میں آئے مختلف اسباب اس میعاد کے انقضاء کے مزاحم یا باعث التواء ہوسکتے ہیں مثلاً شخص متعلق کی نابالغی یا حراست یا اسکا ملک میں موجود نہ ہونا (ناقابلیت قانونی۔ عدم بلوغ۔ جنون۔ فتور عقل نیز ممالک محروسہ سرکار عالی کے باہر رہنا بروے دفعہ (۱۳۰۶) قانون میعاد سماعت ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۲) بابتہ ۱۳۲۱ف حافظ میعاد ہے)

برخلاف اسکے جو شخص عرض میعاد سے فائدہ اٹھانیوالا ہو وہ اپنے قرض یا ذمہ داری کے قیام و احیاء کا اسطور سے محرک ہوسکتا ہے کہ ایک جزو رقم واجب الادا کا ادا کردے یا سود ادا کردے یا ذمہ داری

کا اقبال اور ادائی رقم کا وعدہ کرے (ملاحظہ ہو دفعہ (۲۰) قانون میعاد سماعت ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۲) بابتہ ۱۳۲۲ف)

طریقۂ حساب :- قول سر ڈننگن [1]

دفعہ ۳۰۲

وقت کا حساب (۱) اغراض قانون کیلئے وقت کے محسوب کرنے میں دن کے حصوں پر لحاظ نہیں کیا جاتا اور ایک دن کاروبار کے اون ساعات معمولی پر محدود ہوتا ہے جو اوس مقام میں رائج ہوں جہاں ایفاء عہد مقصود ہو۔

مثال

الف اگر زید عہد کرے کہ مال عمرو کے گودام میں یکم آذر کو پہونچادیگا اور اوس تاریخ کو زید وہ مال عمرو کے گودام میں لائے لیکن گودام بند ہوجانے کی معمولی ساعت کے بعد لانے کیوجہ سے اوس مال کے لینے سے انکار کردیا جائے تو یہ سمجھا جائیگا کہ زید نے اپنے عہد کا ایفا نہیں کیا۔

ب اگر زید یہ عہد کرے کہ وہ عمرو کو اطلاع یابی سے تین دن کے بعد کچھ روپیہ ادا کریگا اور عمرو کو تیسرے روز کی صبح کے دس بجے اطلاع پہونچے تو زید کو یہ ضرور نہ ہوگا کہ چھٹے روز کی صبح کو دس بجے تک روپیہ ادا کرے بلکہ وہ چھٹے روز کو ساعات کاروبار کے اندر کسی وقت ادا کرسکتا ہے

آغاز مدت (۲) حقوق و فرائض ایک خاص واقعہ کے وقوع میں آنے کے بعد کسی خاص مدت کے ختم پر مشروط ہوں تو ایام کے محسوب کرنے میں وقوع واقعہ کا روز فی زمانہ عموماً خارج کیا جاتا ہے (اسی اصول کے مدنظر قانون تعبیر و اطلاق قوانین سرکار عالی ۱۳۰۵ف مرحمہ ۲۱ اسفندارمذ ۱۳۲۲ف کے دفعہ (۵) میں وقوع واقعہ کا روز خارج کردیا گیا ہے جسکا مضمون یہ ہے کہ اگر کسی مدت کا لحاظ کیا جائے تو وہ دن جس سے اوسکا آغاز مذکور ہوا اس مدت میں داخل نہ ہوگا لیکن جس دن تک اسکا

[1] ترجمہ اصول قانون سر ڈننگن صفحہ (۱۶۵ و ۱۶۶)

قیام مذکور ہو وہ داخل ہوگا) اس اصول کے خلاف ۔

بروے قانون روما جس روز واقعہ وقوع میں آئے وہ روز مدت مقررہ کا پہلا روز ہے اور شمار مدت میں وہ روز بھی داخل ہے ۔

ماہ وسال کا حساب | (۳) قانون اور عملدرآمد حالیہ میں ماہ وسال کا شمار بروے جنتری کیا جاتا ہے ایکماہ کی یا ایک سال کی کسی تاریخ سے دوسرے ماہ کی یا دوسرے سال کی اوسی تاریخ تک جسمیں کہ مدت معینہ ختم ہوتی ہو کیا جاتا ہے ۔

برٹش انڈیا میں تاریخ عیسوی پر اور ممالک محروسہ سرکار عالی میں تاریخ الہی یعنے تاریخ فصلی پر عملدرآمد جاری ہے چنانچہ قانون تعبیر و اطلاق قوانین ممالک محروسہ سرکار عالی ۱۳۰۸ف مرمیہ ۱۳۱۰ف و ۱۳۲۲ف کے دفعہ (۲) ضمن (۲۸) و (۲۹) میں ماہ وسال کی جو تعریف کیگئی ہے وہ حسب ذیل ہے ۔

مہینہ ۔ لفظ مہینہ سے وہ مہینہ مراد ہے جو مطابق سال الہی کے شمار کیا جاتا ہے

سال ۔ لفظ سال سے وہ سال مراد ہے جو مطابق حساب الہی کے شمار کیا جائے ۔

شمار ایام | (۴) **الف** ۔ بروے قانون انگلستان ہر روز بلا لحاظ اس امر کے کہ فلاں روز کن افعال کا ہونا ممکن ہے یا غیر ممکن ہے میعاد میں شامل وشمار کیا جاتا ہے اور قواعد مصدرہ ۱۸۷۵ء کے بعد سے یکشنبہ کا دن بھی خارج نہیں کیا جاتا ہے ۔

ب ۔ بروے قانون روما خاص عدالتی کارروائیوں میں یہ استثنار ہے کہ اونکی تکمیل کیلئے جو میعاد ازروے قانون مقرر ہے (زیادہ سے زیادہ ایکسال) وہ محض اون ایام پر مشتمل ہو جبکہ اہل غرض کیحالت اس امر کی مقتضی ہوجائے کہ وہ کارروائی کرسکیں ۔

ج ۔ برٹش انڈیا میں اگر نالش یا مرافعہ یا درخواست داخل کرنیکا آخری روز یکشنبہ یا یوم تعطیل ہو تو وہ دن حساب سے خارج کیا جاتا ہے ۔ اسی اصول کے لحاظ سے ۔

۵۔ قانون تعبیر و اطلاق قوانین ممالک محروسہ سرکار عالی ۱۳۰۸ف مرمہ ۱۳۱۰ف و ۱۳۲۲ف کے دفعہ (۶) کا مضمون یہ ہے کہ ہر گاہ کسی قانون کی رو سے کوئی کام یا کارروائی کسی عدالت یا دفتر میں کسی خاص تاریخ پر یا ایک مقررہ مدت کے اندر کی جانی ہو تو اگر عدالت یا دفتر مذکور اس تاریخ کو یا مدت مقررہ کے اخیر دن بند ہو اور وہ کام یا کارروائی اوس دن کیجائے جس دن عدالت یا دفتر کھلے تو اوسی تاریخ پر یا اوسی مدت کے اندر کیگئی خیال کیجائے گی۔ اور

دفعہ (۴) قانون میعاد سماعت ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۲) بابتہ ۱۳۲۲ف کا مضمون یہ ہے کہ جب میعاد جو کسی مقدمہ یا مرافعہ یا درخواست کیلئے مقرر کیگئی ہو ایسے دن ختم ہو جبکہ عدالت بند ہو تو وہ مقدمہ یا مرافعہ یا درخواست اوس دن رجوع یا پیش ہو سکے گی جب عدالت کھلے۔

نوٹ ممالک محروسہ سرکار عالی میں جو ایک اسلامی سلطنت ہونے کے لحاظ سے یکشنبہ نہیں بلکہ روز جمعہ عید المومنین تعطیل عام کا روز ہے۔

ترتیب قانون میعاد سماعت ممالک محروسہ سرکار عالی نشان ۲ بابتہ ۱۳۲۲ف

ترتیب قانون میعاد سماعت ممالک محروسہ سرکار عالی | **دفعہ ۳۰۳** مقدمات و مرافعہ اور درخواستوں کے متعلق جو عدالتہائے ممالک محروسہ سرکار عالی میں پیش ہوں اور قبضہ کی بناء پر حقوق آسایش اور دیگر جائداد کی ملکیت حاصل کرنے کے متعلق ممالک محروسہ سرکار عالی میں یہ قانون میعاد سماعت ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۲) بابتہ ۱۳۲۲ف نافذ و جاری فرمایا گیا ہے۔ اور

اس قانون کی ترتیب پانچ ابواب و (۳۲) دفعات و (۱۶۰) مدات پرششش حصص ضمیمہ کے ساتھ حسب ذیل کیگئی ہے۔

باب اول۔ مراتب ابتدائی۔

(۱) نام و تاریخ نفاذ و وسعت مقامی و تنسیخ احکام سابقہ۔

(۲) تعریفات

درخواست گذار | (۱) درخواست گذار میں ایسا شخص بھی داخل ہوگا جس سے یا جس کی وساطت سے کسی درخواست گذار کو درخواست کرنیکا حق حاصل ہو۔

بل آف ایکسچنج | (۲) بل آف ایکسچنج میں ہنڈوی اور چیک بھی داخل ہوگا۔

تمسک | (۳) تمسک میں حسب ذیل دستاویزات داخل ہیں (ملاحظہ ہو دفعہ (۲) ضمن (۴) قانون اسٹامپ ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۴) ۱۳۳۱ ف

(۱) ہر وہ دستاویز جسکی رو سے ایک شخص دوسرے کو اس شرط پر روپیہ دینے کا وعدہ کرے کہ کوئی خاص فعل عمل میں آئے یا نہ آئے (جیسا موقع ہو) وعدہ کو فسخ ہو جائیگا۔

(۲) ہر وہ دستاویز جسپر کسیکی گواہی ہو اور روپیہ قابض کے حکم پر یا حامل کو نہ دلایا گیا ہو اور جسکی رو سے ایک شخص دوسرے کو روپیہ دینے کا وعدہ کرے۔

(۳) ہر دستاویز جس پر گواہی ثبت ہو۔ اور وعدہ ہو کہ ایک شخص غلہ یا اور پیداوار زراعی دوسرے کو حوالہ کرے گا۔

مدعی | (۴) مدعی میں ہر ایسا شخص داخل ہوگا جس سے یا جسکی وساطت سے مدعی کو دعوی کا حق حاصل ہو

مدعی علیہ | (۵) مدعی علیہ میں ایسا شخص داخل ہوگا جس سے یا جسکی وساطت سے مدعی علیہ پر دعوے کئے جانے کی ذمہ داری عائد ہو۔

حق آسایش | (۶) حق آسایش میں وہ حق بھی داخل ہوگا جس سے بغیر معاہدہ کے کسی شخص کو حق ہو کہ کسی اور کی زمین کی مٹی یا کسی اور شے کو جو اوس زمین پر اوگی ہوئی یا اوس کے ملصق یا اوس پر قائم ہو اپنی منفعت کیلئے اٹھا لیجائے اور تصرف میں لائے۔

نیک نیتی | (۷) کوئی امر نیک نیتی سے کیا گیا متصور نہ ہوگا جسکے کرنے میں مناسب احتیاط و توجہ

عمل میں نہ لائی جائے۔

پرامیسری نوٹ — (۸) پرامیسری نوٹ سے ہر وہ دستاویز مراد ہوگی جسکی رو سے کوئی شخص کسی اور سے بغیر کسی شرط کے اندرون مدت یا بوقت معینہ یا بوقت عند الطلب یا عند المعائنہ زر معین ادا کرنیکا وعدہ کرے۔

مقدمہ — (۹) مقدمہ میں مرافعہ یا درخواست داخل نہ ہوگی۔

اثر — (۱۰) امین میں بے نامیدار یا ایسا مرتہن جو بعد ایفاء زر رہن قابض رہے یا ایسا شخص جو لمبا قابض ہو داخل نہ ہوگا۔

باب دوم مقدمات و مرافعہ و درخواست کی میعاد سماعت۔

میعاد معینہ قانون ہذا گذر نیکے بعد مقدمہ کا اخراج — (۳) میعاد گذر نیکے بعد جب کوئی مقدمہ رجوع یا مرافعہ یا درخواست پیش ہو تو گو جوابدہی میں میعاد کا عذر نہ ہو وہ مقدمہ یا مرافعہ یا درخواست خارج کیجائیگی۔

جب میعاد ختم ہونیکے دن عدالت بند ہو — (۴) جب میعاد ختم ہونیکے دن عدالت بند ہو تو مقدمہ یا مرافعہ یا درخواست اُس دن رجوع یا پیش ہو سکیگی جب عدالت کھلے۔

بعض صورتوں میں میعاد کی توسیع — (۵) کوئی مرافعہ یا درخواست تجویز ثانی یا بازنگری یا اجازت مرافعہ یا کوئی اور درخواست بوجوہ کافی خارج المیعاد پیش ہو تو میعاد میں توسیع ہو سکتی ہے۔

قانونی ناقابلیت — (۶) ناقابلیت قانونی یعنے عدم بلوغ و جنون و فتور عقل بلحاظ میعاد محسوب ہو سکتے ہیں۔

ایک سے زیادہ مدعی یا درخواست گذار کی صورت میں کسی ایک کی ناقابلیت — (۷) ایک سے زیادہ مدعی یا درخواست گذار کی صورت میں کسی ایک کی ناقابلیت جسکے بغیر وہ کارروائی نہ ہو سکے تو تا رفع ناقابلیت اسکے دیگر شرکاء کے مقابلہ میں بھی میعاد اسیطرح محسوب ہوگی گویا کسی شخص میں بھی قابلیت نہ تھی۔ اگر اُن شرکاء میں سے کسی ایک ایسے شریک کی ناقابلیت رفع ہو جائے

جس سے وہ کارروائی ہوسکے تو اس روز ناقابلیت سے میعاد کا آغاز ہوگا۔

بائس صورتوں کا استثناء | (۸) مقدمات شفعہ ناقابلیت قانونی میعاد کو روک نہیں سکتی۔ اور ناقابلیت کے رفع ہونے یا ناقابل قوت ہونے کی تاریخ سے (۳) سال کے بعد کوئی مقدمہ رجوع یا ڈگری کی تعمیل کی درخواست پیش نہ ہوسکے گی۔

میعاد شروع ہونیکے بعد جاری رہے گی۔ | (۹) جب میعاد شروع ہو جائے تو کسی ناقابلیت کیوجہ سے وہ میعاد رک نہیں سکتی۔

امنا یا اون کے قائم مقامان کے مقابلہ میں مقدمات | (۱۰) اگر مقدمہ ایسے شخص کے مقابلہ میں جسکو کوئی جائداد کسی خاص غرض یا منتقل الیہم کے مقابلہ میں (جو ایسے منتقل الیہم نہ ہوں جن سے بدل قیمتی لیا گیا ہو۔) اس غرض سے رجوع کیا جائے کہ اوسکے یا اون کے قبضہ میں جائداد مذکور یا اوسکی آمدنی پر حق قائم رہے یا اس غرض سے کہ حساب جائداد یا آمدنی مذکور کا لیا جائے تو وہ کسی مدت کے گذر جانی پر بھی ممنوع السماعت نہ ہوگا۔

ملک غیر کے معاہدات کی بنا پر مقدمہ۔ | (۱۱) ایسے معاہدہ کی بنا پر جو ملک سرکار عالی کے باہر ہوا ہو مقدمہ رجوع کیا جائے تو اوس سے یہ قانون متعلق ہوگا بجز اسکے کہ فریقین اوس مقام کے قانون کی رو سے مقدمہ ممنوع السماعت ہونے کیوقت وہیں مستقل سکونت نہ رکھتے ہوں۔

باب سوم۔ میعاد سماعت کا شمار۔

اوس مدت کا اخراج جو قانونی کارروائی میں گذرے | (۱۲) (۱) میعاد سماعت جو کسی مقدمہ یا مرافعہ یا درخواست کیواسطے مقرر ہے اوسکے محسوب کرنے میں جسدن سے کہ وہ میعاد شمار ہونی چاہیئے وہ دن خارج کیا جائیگا۔

(۲) مرافعہ درخواست اجازت مرافعہ اور درخواست تجویز ثانی کی میعاد کے شمار کرنے میں وہ دن جب فیصلہ صادر ہوا ہو اور وہ زمانہ جو اون کے نقول حاصل کرنے

[illegible] گذرے جن [illegible] اسیطرح

(۳) جب کسی [illegible] تو اوس فیصلہ کی نقل حاصل [illegible]

زمانہ محسوب نہ ہوگا۔

اس مدت کا اخراج جب مدعی علیہ ممالک محروسہ سرکار عالی کے باہر رہا ہو

(۱۳) جب مدعی علیہ یا دو کئی ہوں تو ان میں سے کوئی جسکی شرکت کے بغیر دعوی نہ ہوسکتا ہو ممالک محروسہ سرکار عالی کے باہر رہتے ہوں تو اوس کے باہر رہنے کی مدت اوس دعوے کی میعاد میں شمار نہ ہوگی۔

اوس مدت کا اخراج جبکہ نیک نیتی سے کسی ایسی عدالت میں کارروائی کیجائے جسے اختیار سماعت حاصل نہ ہو

(۱۴) (۱) جب مدعی نیک نیتی سے اوسی بنا ر دعوے پر کسی اور کارروائی دیوانی عدالت ابتدائی یا مرافعہ میں بمقابلہ مدعی علیہ بہ تندہی قرار واقعی پیروی کرتا رہا ہو اور وہ عدالت بوجہ نقص اختیار یا اسیطرح کے اور سبب سے فیصلہ نہ کرسکتی ہو تو وہ زمانہ پیروی محسوب نہ ہوگا۔ اسیطرح

(۲) بہ نیک نیتی کسی درخواست کی پیروی کا زمانہ بھی جو اوسی دادرسی کیلئے اوسی فریق کے مقابلہ میں دوسری کارروائی دیوانی عدالت ابتدائی یا مرافعہ میں گذرے میعاد میں محسوب نہ ہوگا

توضیح (۱) مقدمہ یا درخواست کے رجوع و دائر ہونیکا دن اور اوس کارروائی سابق کے ختم ہونے کا دن یہ دونوں دن محسوب ہوں گے۔

(۲) اسدفعہ سے مقدمہ سابقہ کے مدعی و مدعی علیہ دونوں فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

(۳) اسدفعہ کی غرض کیلئے اشتمال بیجا فریقین یا اشتمال بیجا بناہائے دعوی مثل نقص اختیار سماعت متصور نہ ہوگا۔

(۴) اسدفعہ کی اغراض کیلئے عدالت میں ایسی عدالت داخل ہوگی جو ایسے رقبہ میں اختیارات استعمال کرتی ہو جس پر بندگان اعلحضرت مدظلہ العالی کی سادرنٹی (حکومت) ہو

اوس مدت کا اخراج جب کارروائی کسی حکم کی بناء پر ملتوی کی گئی ہو۔

(۱۵) (۱) جب کسی دعوے کا ارجاع بوجہ کسی حکم امتناعی یا اوس حکم کے ملتوی رکھا گیا ہو تو اوس دعوے کی میعاد میں اوس حکم کے قائم رہنے کا زمانہ اور وہ دن جب وہ حکم جاری اور منسوخ ہوا ہو۔ خارج کیا جائیگا۔

(۲) جب دعویٰ کسی عدالت میں رجوع کرنے کے قبل مدعی پر لازم ہو کہ کسی اور محکمہ میں اوسکے متعلق کوئی کارروائی کرے یا اجازت حاصل کرے یا مدعی علیہ کو نوٹس دے تو ایسی کارروائی میں جو زمانہ گذرے وہ میعاد میں محسوب نہ ہوگا۔

اوس مدت کا اخراج جسمیں فسخ نیلام کی کارروائی ہوتی رہی ہو۔

(۱۶) جب دعویٰ بقبضہ۔ خریدار نیلام صیغہ اجراء ڈگری کی جانب سے ہو تو اوس میں وہ مدت شمار نہ ہوگی جس میں فسخ نیلام کی کارروائی ہوتی رہی ہو

حق ارجاع مقدمہ پیدا ہونیکے قبل فوت ہو جانیکا اثر

(۱۷) جبکہ شخص مستحق دعویٰ مستحق درخواست یا وہ جسپر بصورت زندہ ہونیکے دعویٰ یا درخواست دائر یا پیش ہونیکا حق پیدا ہوتا حق کے پیدا ہونیکے پہلے فوت ہو جائے تو میعاد اوسوقت سے شمار کی جائے گی جب اوس کا قائم مقام قانونی متعلقہ رجوع کرنے کے یا درخواست پیش کرنے کے قابل ہو یا جسپر دعویٰ کیا جاسکے وہ قائم مقام متوفی موجود ہو **لیکن** یہ دفعہ دعویٰ شفعہ یا خدمات موروثی یا قبضہ جائداد غیر منقولہ سے متعلق نہ ہوگی۔

فریب کا اثر

(۱۸) جب کوئی شخص بوجہ فریب کسی حق یا اوسکی بناء یا دستاویز مناط دعوے کے علم سے باز رکھا گیا ہو تو بمقابلہ فریب دہندہ یا اوسکے معین کے یا ایسے شخص کے جو اوسکی وساطت سے بلا نیک نیتی و بغیر ادائی بدل دعویدار ہو تو شمار میعاد کا تاریخ علم امور مذکور سے ہوگا۔

تحریری اقرار کا اثر

(۱۹) (۱) انقضاے میعاد کے پہلے شخص مجاز معاہدہ بذریعہ تحریر و تخطی خود یا دستخطی کارندہ مجاز کے حق یا ذمہ داری کا اقرار کرے تو ایسی تحریر کی تاریخ سے جدید میعاد کا آغاز ہوگا۔

(۲) ایسی تحریر میں تاریخ درج نہ ہو تو دستخط کے زمانہ کی بابتہ شہادت زبانی

لیجا سکتی ہے لیکن بمتابعت احکام قانون شہادت ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۲) ۱۳۱۳ف اوسکی مضمون کی بابتہ شہادت زبانی نہ لیجائے گی۔

توضیح (۱) اقرار کافی ہے گو اوسمیں جائداد یا حق کی خاص نوعیت کی تصریح نہ ہو یا یہ درج ہو کہ وقت ادا یا حوالہ یا تحصیل یا حصول تمتع کا نہیں آیا۔ یا اقرار کیساتھ انکار امور مذکور کا کیا گیا ہو۔ یا رقم کی مجرائی کا دعوی ہو۔ یا وہ اقرار شخص مستحق کے سوائے کسی اور شخص کے نام لکھا گیا ہو۔

(۲) دستخط سے مقر یا اوسکے کارندہ کی دستخط مراد ہوگی جو اسبارہ میں مجاز ہو۔

(۳) درخواست برائے تحصیل ڈگری یا حکم حق کے متعلق درخواست سمجھی جائیگی۔

سود یا اصل کی ادائی کا اثر (۲۰) (۱) جب کسی قرضہ یا عطیہ وصیتی کا کوئی جزو یا سود قبل انقضاء میعاد شخص ذمہ دار یا اوسکے کارندہ مجاز نے ادا کیا ہو تو اوسکے مقابلہ میں میعاد کا شمار تاریخ ادا سے ہوگا۔ بشرطیکہ جزو کی صورت میں ادا کا اندراج دستخط سے ہوا ہو۔

(۲) جب جائداد غیر منقولہ مرہونہ مرتہن کے قبضہ میں ہو تو اوسکی آمدنی کا وصول ہونا منزلہ ادا متصور ہوگا۔

توضیح۔ قرضہ میں وہ روپیہ بھی داخل ہے جو عدالت کی ڈگری یا حکم کی رو سے قابل ادا ہو۔

شخص ناقابل کا کارندہ (۲۱) (۱) دفعات (۱۹ و ۲۰) میں الفاظ کارندہ جو اسبارہ میں مجاز ہو۔ شخص ناقابل کیصورت میں اوسکے ولی یا اوسکے کارندہ پر حاوی ہوں گے جو اوس ولی کیطرف سے اقرار پر دستخط کرنے یا روپیہ ادا کرنیکا مجاز ہو۔

(۲) دفعات مذکور کی رو سے شریک معاہدہ کنندگان شرکاء۔ اوصیاء یا مرتہنان میں سے کوئی محض اسوجہ سے ذمہ دار نہ ہوگا کہ اون میں سے کسی دوسرے یا دوسروں نے یا اوس کے یا اون کے کارندہ نے اقرار پر دستخط کئے یا روپیہ ادا کیا ہے۔

کسی مدعی یا مدعی علیہ کے اضافہ یا قائم کئے جانے کا اثر۔ | (۲۲) رجوع نالش کے بعد کوئی شخص جو شخص متوفی کا وارث قائم مقام ہو فریق بنایا جائے تو اوسکے متعلق دعویٰ کا ارجاع تاریخ سے فریق بنائے جانے سے سمجھا جائیگا۔

معاہدہ کی خلاف ورزی کی یا فعل نا جائز کے فعل کی صورت میں میعاد | (۲۳) جب کسی حق یا معاہدہ کی خلاف ورزی مسلسل ہو تو ہر خلاف ورزی کی تاریخ سے میعاد شروع ہوتی رہے گی۔

معاوضہ کا دعویٰ ایسے فعل کی بابت جو بلا خاص ضرر کے قابل سماعت نہ ہو | (۲۴) جب دعویٰ ایسے فعل کے معاوضہ کا ہو جو خاص ضرر فی الواقع پیدا ہونے کے وقت بنائے دعویٰ ہو سکے تو میعاد ضرر پیدا ہونے کی تاریخ سے شمار کی جائے گی۔

دستاویزات کی تاریخ سنہ الہی کے مطابق شمار کی جائے گی | (۲۵) تمام دستاویزات کے متعلق یہ تصور ہوگا کہ سنہ الہی کے مطابق لکھی گئی ہیں۔

باب چہارم۔ حصول ملکیت بربناء قبضہ۔

(۲۶) حقوق آسائش کا حاصل ہونا
(۲۷) مدت کے شمار میں حق حین حیاتی کی مدت محسوب ہوگی۔
} یہ دونوں دفعات ہم مضمون دفعات (۲۶ و ۲۷) ایکٹ نمبر (۱۵) ۱۸۷۷ء قانون میعاد سماعت ہند باب گذشتہ بستم مجموعہ ہذا کے دفعہ (۲۹۶) قانون ثارٹ میں بالوضاحت ظاہر کر دئے گئے ہیں ملاحظہ ہو دفعہ مذکور۔

جائداد کا حق زائل ہونا | (۲۸) اس قانون (میعاد سماعت) میں جو میعاد کسی شخص کیجانب سے جائداد کے قبضہ کے دعویٰ کیلئے مقرر ہے اوسکے ختم ہوتے ہی جائداد کے متعلق اوس شخص کا حق زائل ہو جائیگا۔

باب پنجم۔ متفرقات۔

استثناء | (۲۹) قانون ہذا (میعاد سماعت) کا کوئی مضمون۔

کے اندر یا میعاد معینہ قانون سابقہ کے اندر دونوں میں سے جو میعاد پہلے گذر سے رجوع ہوسکیگا

ڈگریوں کے تعمیل کے متعلق خاص احکام

(۳۴) باوجود اسکے کہ قانون ہذا میں کوئی اور حکم ہو - جو ڈگریاں بحکم عدالت خارج ہو چکی ہیں یا جن کی تعمیل کی درخواست منقضی المیعاد ہو چکی ہے اون کی تعمیل کی درخواست قانون ہذا کے نفاذ کے چھ مہینے کے اندر پیش کیجائے تو وہ اندرون میعاد سمجھی جائے گی -

اسقدر دفعات مذکورہ صدر کے بعد اس قانون میعاد سماعت کا ضمیمہ قرار دیا گیا ہے - جس میں دعوے کیلئے جو میعادیں مختلف مقرر کی گئیں ہیں وہ آٹھ قسم کی ہیں - اور ہر ایک قسم کا علحدہ علحدہ حصہ حسب ذیل قرار دیا گیا ہے - پس ہر ایک دعوے کیلئے کون کون سا متعلق ہوسکتا ہے اوسکے لئے ملاحظہ ہو ضمیمہ قانون مذکور -

حصہ اول - چھ ماہ - مدات (۱) تانمبر (۲) حصہ دوم - ایکسال - مدات (۳) تانمبر (۲۶)
" سوم - دوسال - " " (۲) " (۲۸) " چہارم - تین سال - " (۴۲) " (۱۰۰)
" پنجم - چھ " - " " (۶) " (۱۰۶) " ششم - بارہ " - " (۲۴) " (۱۳۰)
" ہفتم - تیس " - " " (۴) " (۱۳۴) " ہشتم - ساٹھ " - " (۱) " (۱۳۵)

مرافعہ (۱۵) یوم - مدات (۱) تانمبر (۱۳۶) مرافعہ (۳۰) یوم - مدات (۲) تانمبر (۱۳۸)
" (۶۰) " - " (۲) " (۱۴۰) " (۹۰) " - " (۱) " (۱۴۱)
" (۶) ماہ - " (۱) " (۱۴۲)

درخواست (۲۰) یوم - مدات (۱) تانمبر (۱۴۳) درخواست (۳۰) یوم - مدات (۷) تانمبر (۱۵۰)
" (۶۰) " - " (۱) " (۱۵۱) " (۹۰) " " (۲) " (۱۵۳)

درخواست - (۶ ماہ) - مدات - (۴) تا نمبر (۱۵۷) درخواست تین سال مدات (۳) تا نمبر (۱۶۰)

درخواست - ۶ سال - مدات (۱) تا نمبر (۱۶۰)

باب بست دوم

ضابطہ دیوانی

قانون اضافی

تمہید - قول پروفیسر ہالینڈ[1] | حق چارہ جوئی بجائے خود بالقوۃ موجود ہوتا ہے نہ کہ بالفعل - اور اسکی قدر وقیمت کا مدار علیہ وہ تائید ہے جو ایسے ریاست کی طاقت سے حاصل ہوسکتی ہے کسی حق چارہ جوئی سے متمتع ہونے کی غرض سے اس تائید کے طریقۂ حصول کا تعین قانون کی اوس شاخ نے کردی ہے - جو **اضافی** کے نام سے موسوم ہے کیونکہ قانون اضافی کا وجود معلل بوجہ قانون اصلی ہے لیکن عرف عام میں غالباً قانون اضافی کو **ضابطہ** کہتے ہیں - اون استثنائی صورتوں میں جنمیں فریق متضرر اس امر کا مجاز ہوتا ہے کہ اپنے نقصان کی تلافی خود کرے قانون اضافی اون حدود کو معین کردیتا ہے - جنکے اندر اپنی مدد آپ کرلینا جائز قرار دیگئی ہے - باقی تمام حالتوں میں قانون اضافی تبلادیتا ہے - کہ مدعی یا مدعی علیہ کے فائدے کی غرض سے عدالتہائے قانونی کی کل کے باضابطہ طور پر چلانے کیلئے کیا کارروائی کرنی چاہیئے -

نظام تمدن کی ابتدائی تاریخ میں ضابطہ کے قواعد اہمیت کے لحاظ سے اسقدر نمایاں ہیں

---

[1] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۳۰۴)

اور تاریخ تمدن پر کچھ ایسی عجیب و غریب روشنی ڈالتے ہیں کہ جو توجہ لوگ ان پر مبذول کی گئی ہے وہ اوس اہمیت کے مقابلہ میں بہت ہی زیادہ ہے جو انھیں حقیقت میں حاصل ہے بعض مصنفین کی عبارت سے تو قریب قریب یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ ترتیب کے اعتبار سے ضابطہ کی تفصیل اون حقوق کی تعریف و توضیح پر مقدم ہے جنکا تحفظ ضابطہ کی مدد سے مقصود ہے۔ ان مصنفین کا بیان ہے کہ قانون کا تعلق اتنا حقوق کیساتھ نہیں ہے جتنا چارہ کار کیساتھ۔ مگر یہ تو ویسی ہی بات ہوئی جیسے کوئی یہ کہے کہ ایک کھیت اوس باڑ اور کھائی پر مشتمل ہے۔ جو اسے گھیرے ہوئی ہے نہ کہ اوس زمین پر جو باڑ اور کھائی کے اندر ہے۔ اسلئے حقیقت نفس الامری یہ ہے کہ بلحاظ ترتیب زمانی حق کے تسلیم کئے جانیکا وقت اوسوقت پر اگر مقدم نہیں تو منطبق تو ضرور ہونا چاہیئے۔ جبکہ حق چارہ کار قانونی بہی گھر جاتا ہے۔ ضابطہ کی بحث کی اصلی اور صحیح دلچسپی کا ماخذ اول تو وہ قریب کا تعلق ہے جسکا سراغ اوسکی ابتدائی اشکال میں اور اوس بے عنوانی میں جو ان اشکال سے پہلے پھیلی ہوئی تھی لگایا جا سکتا ہے۔ اور دوسرے وہ طریقہ ہے جسکی رو سے عدالتوں نے وقتاً فوقتاً نفس قانون میں تبدیلیاں پیدا کی ہیں۔ اور ظاہر یہ کیا ہے کہ ان تبدیلیوں سے محض اون طریقوں کی ترمیم مقصود ہے جو نفاذ قانون کا ذریعہ ہیں۔

دفعہ ۳۰۴ مراتب متضمنہ۔ قول پروفیسر ہالینڈ[1] قانون اضافی کو اگرچہ ابتداءً خانگی حیثیت کے اہل مقدمات کے حقوق و افعال سے تعلق ہے **لیکن** عدالتوں کے قیام اور رجوع اور شرائط قول کے قرائن اور اسی قسم کے دوسرے مباحث سے بھی جو قانون عام سے علاقہ رکھتے ہیں ایسے قریب کا تعلق ہے۔ قانون مذکور جن قواعد پر متضمن ہے وہ مندرجہ ذیل مراتب پر حاوی ہیں۔

(۱) اون حدود اراضی کا انتخاب جنکے اندر امر متنازعہ فیہ قابل دست اندازی ہے۔

---

[1] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۳۰۵)

(۳) اوس عدالت کی تشخیص جو امر تنازعہ فیہ کے انفصال کی مجاز ہے ۔

(۳) حدود فیصلہ کی غرض سے عدالتی کل کا چلانا ۔

(۴) اوس جسمانی قوت کو حرکت میں لانا جسکے ذریعہ سے بدرجہ اخیر فیصلۂ عدالت کی تعمیل ہوگی ۔

سیتوجھ خیالی ۔ قانون اصلی کے قواعد کیطرح ان قواعد کا اطلاق بھی بحالتِ ابتدائی اشخاص معتدل اور صرف چند ترمیمات کے ساتھ اشخاص غیر معتدل پر ہوتا ہے ۔

دفعہ ۳۰۵

حدود اراضی ۔ قول پروفیسر ہالینڈ[۱] ۔ یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ حق چارہ جوئی ہر جگہ دلایا جاسکتا ہے ۔ مثلاً انگلستان کی عدالتیں اوس نالش کی سماعت جو نقض عہد کی بنا پر دائر کی گئی ہو بلحاظ اوس مقام کے کریں گی جہاں قرار داد عہد یا نقض عہد ہوا یا جہاں فریقین سکونت پذیر ہیں لیکن ایسی عرضیدعوی کی سماعت جو استدعائے طلاق پر مشتمل ہو اوسوقت تک ہرگز نہ کریں گی جبتک کہ فریقین ملک میں مستقل سکونت اختیار کرکے مدنی حقوق نہ حاصل کرچکے ہوں ۔ اور نہ مداخلت بیجا بہ اراضی ہی کی بنا پر کسی نالش کی سماعت کریں گی تاوقتیکہ اراضی متذکرہ اندرون حدود ملک نہ ہو ۔ اسی اصول کے مدنظر ۔

دعوی متعلق جائداد غیر منقولہ ۔ بروے دفعہ (۱۱) مجموعہ ضابطہ دیوانی سرکار عالی نشان (۳) سنہ ۱۳۲۳ف مشمولہ مضمون دفعہ (۱۶) ایکٹ نمبر (۵) سنہ ۱۹۰۸ء و دفعہ (۱۶) ایکٹ نمبر (۱۴) سنہ ۱۸۸۲ء دعاوے حصول جائداد غیر منقولہ معہ یا بلا منافع ۔ لگان یا کرایہ ۔ تقسیم جائداد غیر منقولہ یا بیعات یا بیع یا انفکاک جائداد غیر منقولہ ۔ یا تعیین حق یا امر ارتفاق نسبت جائداد غیر منقولہ ۔ یا معاوضہ نقصان جائداد غیر منقولہ یا دلایانی جائداد منقولہ جو واقعی ضبط یا قرق ہوئی ہو اوس عدالت میں رجوع ہونگے جس عدالت کی حدود میں وہ جائداد واقع ہو ۔ اگر دعوی ایسی جائداد غیر منقولہ یا اوسکے معاوضہ کا ہو جسکے متعلق مدعی علیہ کے تعمیل حکم سے تمام دادرسی متدعویہ ممکن ہو تو اوس عدالت میں رجوع کیا جاسکتا ہے جہاں جائداد

[۱] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۳۰۵)

واقع ہوا جہاں مدعی علیہ فی الواقع اپنی مرضی سے رہتا یا کاروبار کرتا یا حصول منفعت کیلئے کوئی کام کرتا ہو۔ (لفظ جائداد سے وہ جائداد مراد ہے جو ممالک محروسہ سرکار عالی میں واقع ہو) اور

جائداد اندرون حدود متعدد۔ بروے دفعہ ۱۲ ضابطہ مذکور ہم مضمون دفعہ (۱۷) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۱۹) ایکٹ نمبر (۱۴) اگر مقدمہ بغرض دادرسی یا معاوضہ نقصان ایسی جائداد غیر منقولہ کے متعلق ہو جو متعدد عدالتوں کے حدود میں واقع ہو تو اونمیں سے کسی ایک عدالت میں رجوع کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ جائداد متدعویہ کی مالیت اوس عدالت کی سماعت کے قابل ہو۔ اور

اختیار سماعت کے متعلق شبہ۔ بروے دفعہ (۱۳) ضابطہ مذکور ہم مضمون دفعہ (۱۸) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۱٦) الف ایکٹ نمبر (۱۴) جب شبہ ہو کہ جائداد غیر منقولہ دو یا زیادہ عدالتوں میں سے کس کے حدود میں ہے تو جہاں دعویٰ رجوع ہو اوس عدالت کو اختیار ہوگا کہ یادداشت قلمبند کرکے جائداد مذکور کے مقدمہ کی سماعت کرے ایسے مقدمہ میں اوس عدالت کی ڈگری کا وہی اثر ہوگا جو جائداد مذکور اوسکے حدود اراضی میں ہونے کی صورت میں ہوتا۔ بشرطیکہ جائداد متنازعہ کی مالیت اوس عدالت کی سماعت کے قابل ہو۔ اگر یادداشت قلمبند نہ ہوئی ہو تو یہ عذر کہ عدالت مذکور کو اختیار سماعت نہ تھا عدالت مرافعہ یا نگرانی منظور نہ کرے گی بجز اسکے کہ جائداد زیر بحث اوس عدالت کی حدود میں واقع ہونے کی نسبت شبہ کی معقول وجہ ہو اور اوس سے انصاف میں خلل واقع ہوا ہو۔ اور

دعاوے معاوضہ نقصان ذات یا جائداد منقولہ۔ بروے دفعہ (۱۴) ضابطہ مذکور ہم مضمون دفعہ (۱۹) ایکٹ نمبر (۵) دفعہ (۱۸) ایکٹ نمبر (۱۴) ذات یا جائداد منقولہ کو نقصان پہونچانیکے معاوضہ کے مقدمات اگر فعل ناجائز کا ارتکاب ایک عدالت کے حدود میں ہو اور نقصان دوسری عدالت کے حدود میں پہونچا ہو اور مدعی علیہ کسی اور عدالت کے حدود میں رہتا یا منفعت کا کوئی کام کرتا ہو تو مدعی کو ان سب عدالتوں میں سے جس عدالت میں چاہے کسی ایک میں رجوع کر سکتا ہے۔ اور

بنا ہو دعویٰ۔ بروے دفعہ (۱۵) ضابطہ مذکور ہم مضمون دفعہ (۲۰) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۱۷) ایکٹ نمبر ۱۴
بپابندی قیود بالا مقدمہ اوس عدالت میں رجوع کیا جائیگا۔

الف۔ جہاں بناے دعویٰ کلاً یا جزءً پیدا ہوئی ہو۔ یا

ب مدعی علیہ یا جملہ مدعی علیہم بوقت رجوع مقدمہ فی الواقع اپنی مرضی سے رہتے یا کاروبار کرتے یا حصول منفعت کا کوئی کام کرتے ہوں۔ یا

ج۔ منجملہ مدعی علیہم کے کوئی مدعی علیہ بوقت رجوع مقدمہ فی الواقع اپنی مرضی سے رہتا یا کاروبا کرتا۔ یا حصول منفعت کا کوئی کام کرتا ہو بشرطیکہ ارجاع مقدمہ کی عدالت اجازت دے اور باقی مدعی علیہم میں سے کوئی انتقال مقدمہ کی درخواست نہ کرے۔

توضیحات (۱) کوئی شخص ایک مقام میں مستقل اور دوسرے مقام میں عارضی طور پر رہتا ہو۔ اور بناء دعویٰ اوس دوسرے مقام میں پیدا ہو تو سمجھا جائیگا کہ وہ دونوں مقامات میں رہتا ہے۔

(۲) ممالک محروسہ سرکارعالی میں کمپنی کے کاروبار کا صدر دفتر ہو تو بناء دعویٰ کی اغراض کیلئے جو اوسکے ماتحت دفتر کے حدود میں پیدا ہو وہاں بھی اوسکے کاروبار کا ہونا سمجھا جائیگا۔

عذر اختیار سماعت۔ بروے دفعہ (۱۶) ضابطہ مذکور ہم مضمون دفعہ (۲۱) ایکٹ نمبر (۵) اختیار سماعت کا عذر عدالت ابتدائی میں پہلے موقع پر اور ہر حالت میں امور تنقیح طلب کے قیام تک نہ کیا جاے تو عدالت مرافعہ یا نگرانی ایسے عذر کو منظور نہ کرے گی بجز اسکے کہ انصاف میں خلل واقع ہوا ہو چنانچہ ہائیکورٹ سرکارعالی سے تجویز ہوئی کہ[1] اختیار سماعت ایک ایسی چیز نہیں ہے جو رضامندی فریقین سے یا عدالت اعلیٰ کی اجازت سے جائز سمجھا جاسکے یا جبر عدالت صرف بوجہ عذر کسی فریق کے غور کرے بلکہ یہ ایک

---

[1] محمد یعین خان بنام سید تصدق حسین بقن دکن جلد ۵ صفحہ (۸۶۸)، دبیرا بنام جلال خان مجموعہ فیصلہ جات جلد (۸) صفحہ (۸) و مخزن القوانین جلد (۲) صفحہ (۳۸) سنہ ۱۳۱۲ف اجلاس کامل۔

حکم قانونی ہے جسپر لحاظ اس امر کے کہ کسی فریق نے عذر کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ عدالت کو خود غور کرنا لازمی ہے چونکہ کوئی عدالت تاوقتیکہ وہ مجاز سماعت نہ ہو کسی قسم کی کارروائی متعلقہ مقدمہ نہیں کرسکتی [1]

اور دفعہ (۶) قانون تعین مالیت نالشات بغرض اختیار سماعت نشان (۳) ۱۳۱۶ف میں حکم ہے کہ عذر اختیار سماعت بہ لحاظ تعین مالیت نالش صیغہ مرافعہ میں قابل سماعت نہ ہوگا بجز اسکے کہ عدالت ابتدائی میں قبل قیام تنقیحات کے پہلے یا مرافعہ اولی کی یادداشت مرافعہ میں کیا گیا ہو۔ اگر تفاوت مالیت کیوجہ سے تصفیہ کرنے میں خلل پایا جائے تو عدالت بہ ازسر نو والیس کیا جائیگا بصورت عدم خلل تصفیہ ہوگا کہ عدالت ماتحت کے اختیار سماعت میں کوئی نقص نہ تھا۔

اختیار سماعت عدالت متعلق تغیر تنسیخ

دفعہ ۳۰۶ یہ بھی ضرور ہے کہ کارروائی عدالت مجاز میں کیجائے مثلاً انگلستان میں باوجود ان تغیرات کے بھی جو بذریعہ ایکٹہائے عدالت عمل میں آئے ہیں۔ ابھی تک یہ امر لازمی ہے کہ انتظامی امور میں اور سمندر میں جہاز یا مال محمولہ جہاز کو ضایع ہونے سے بچانے کا معاوضہ دلائے جانے کی نالش علی الترتیب عدالت العالیہ کی شاخ چانسری اور شاخ امارت بحری میں دائر کرنی چاہئے۔ ایسے مقدمات بھی ہیں جنکی سماعت عدالت متذکرہ کی کسی ایک شاخ ہی میں ہوسکتی ہے۔ عدالتہائے ماتحت میں سے کسی میں نہیں ہوسکتی۔ اسیطرح اگرچہ کہ بروے دفعہ (۱۰) ضابطہ دیوانی سرکار عالی نشان (۳) بابتہ ۱۳۲۳ف ہم مضمون دفعہ (۱۵) ایکٹ نمبر (۵) سنہ ۱۹۰۸ء اور دفعہ (۱۵) ایکٹ نمبر (۱۴) سنہ ۱۸۸۲ء ہر مقدمہ سب سے ادنی درجہ کی عدالت مجاز سماعت میں رجوع ہوگا۔ لیکن

مقدمات دیوالیہ | بروے دفعہ (۳۷۹) ضابطہ مذکور ہم مضمون دفعہ (۳۴۳) ایکٹ نمبر (۱۴)

---

[1] مرزا داور علیخان بنام سلطانی بیگم ائین دکن جلد (۱۶) ۱۳۱۶ف صفحہ (۲۲) اجلاس کامل۔
[2] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۳۰۶)

دیوالیہ قرار دئے جانے کی درخواست اضلاع میں صدر عدالت اور بلدہ حیدرآباد میں مجلس عالیہ عدالت کے اجلاس ابتدائی پر پیش ہوگی۔ اور

مقدمات خیرات عام | بروے دفعہ (۲۲۶) ضابطہ مذکور ہم مضمون دفعہ (۹۲) ایکٹ نمبر (۵) ۱۹۰۸ء دفعہ (۵۳۹) ایکٹ نمبر ۱۴ خیرات عام یا امور مذہبی کے مقدمات باجازت مدارالمہام (نواب صاحب مدارالمہام بہادر) اضلاع میں بعدالت ضلع اور بلدہ حیدرآباد میں مجلس عالیہ عدالت کے صیغہ ابتدائی میں رجوع ہوں گے۔

عام مقدمات کا اختیار سماعت | بروے دفعہ (۵) ضابطہ مذکور ہم مضمون دفعہ (۹) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۱۱) ایکٹ نمبر (۱۴) عدالتوں کو بپابندی احکام ضابطہ دیوانی سرکار عالی نشان (۳) بابتہ سنہ ۱۳۲۳ف تمام مقدمات قسم دیوانی کی سماعت کا اختیار ہے بجز ان مقدمات کے جو صراحتاً یا معولاً ممنوع السماعت ہوں۔

توضیح - جس مقدمہ میں نزاع حق ملکیت یا کسی خدمت کے حق کی ہو وہ از قسم مقدمہ دیوانی ہوگا۔ باوجودیکہ وہ حق مسائل رسوم مذہبی کی تجویز پر کلیتاً منحصر ہو۔

شرح دفعہ (۵) ضابطہ مذکور

مقدمات کے اقسام | مقدمات کے اقسام حسب ذیل تین ہیں۔

الف (نظم مملکت) یعنے انتظام مال جو موضوع ہے صرف بغرض انتظام مالگذاری سرکار۔ جس میں عموماً جو کام پیش آتے ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) تعین مقدار جمع سرکار کا انتظام (۲) تعین شخص مالگذار

(۳) سبیل وصول رقم۔ **نوٹ** یہ کل مقدمات قابل سماعت مال ہیں و ناقابل سماعت عدالت دیوانی ہیں۔ ان مقدمات کے سماعت کی عدالت دیوانی کسیطرح مجاز سماعت

نہیں ہو سکتی ہے[1]

ب ۔ سیاست جس کو عرف حال میں صیغہ فوجداری کہتے ہیں ہے[2]

ج ۔ نصفت جسکو صیغہ دیوانی کہتے ہیں ۔ جسکے متعلق تصفیہ قضایا یا حقوق عام ازیں کہ وہ قضایا بابتہ جائداد غیر منقولہ کے ہوں یا منقولہ کے یا متعلق زر نقد کے ہوں یا ہرجہ و آبرو بہا وغیرہ کے اس قسم سوم مقدمات دیوانی کی کئی قسمیں ہیں جو کثیر الوقوع ہیں ۔ جسکا اصول عام قضایا یا حقوق ہے ۔ اور حق کیلئے اوسکا وجود لازمی ہے ۔ غیر موجود یا محتمل الوجود اس سے خارج ہے ۔ بلحاظ اسکے اون جملہ اقسام مقدمات دیوانی کی سماعت کی مجاز عدالتہائے دیوانی ہیں بجز اون مقدمات کے جو بحکم عام یا خاص ممنوع السماعت یا ناقابل سماعت عدالت دیوانی قرار دئے گئے ہیں ۔ اور

دفعہ زیر شرح کی توضیح میں ظاہر کیا گیا ہے کہ جس مقدمہ میں نزاع درباب حق ملکیت یا حق کسی خدمت کے ہو وہ مقدمہ از قسم دیوانی ہوگا ۔ باوجودیکہ وہ حق بالکل منحصر اوپر تجاویز مسائل رسم یا رواج مذہبی کے ہو ۔ بلحاظ اسکے حق ملکیت کیلئے ملاحظہ ہو مجموعہ ہذا حصہ دوم فصل چہارم قانون نشان (۱) کا باب دوازدہم ۔ جسکی دفعہ (۱۴۵) میں حق ملکیت کا شجرہ بھی ظاہر کردیا گیا ہے اور اوسی باب کے دفعہ (۱۸۸) حق استمراری میں حق خدمت کا شجرہ ظاہر کردیا گیا ہے ۔

ملاحظہ ہو دفعہ مذکور پس مقدمات قابل سماعت و ناقابل سماعت متعلق بحق ملکیت و حق خدمت نیز حقوق و دیگر اقسام ذیل میں ظاہر کئے جاتے ہیں ۔

احکام و نظائر ہائیکورٹ ممالک محروسہ سرکار عالی

اصول نصفت (۱) عدالت اگرچیکہ تعین حق بلا لحاظ قانون و قواعد کرسکتی ہے لیکن جبکہ کسی حق کے

---

[1] ملاحظہ ہو گشتی نمبر (۱۲) مالگذاری سرکار عالی بابتہ ۱۳۰۲ء اور ملاحظہ ہو مجموعہ ہذا کا حصہ دوم فصل پنجم باب بیست و پنجم دفعہ (۳۲۸)

[2] ملاحظہ ہو مجموعہ ہذا حصہ دوم کی فصل پنجم قانون نشان (۶) فوجداری

نفاذ کے لیے کوئی خاص طریقہ مقرر کیا گیا ہو تو اوس طریقہ کو ترک کرنا ایک ایسا امر ہے کہ اوس حق کے وجود کو ایک حد تک زائل کر دیتا ہے [1]

حکم نواب مدار المہام بہادر

(۲) حکم نواب مدار المہام بہادر سرکار عالی جو بصیغہ انتظامی صادر ہوا اور جس سے کسی حقیقت کا تصفیہ کیا گیا ہو تو اوسکی تنسیخ کی نالش ناقابل سماعت عدالت دیوانی ہے بصورت حقوق پر اثر پڑنے کے تنسیخ حکم سرکار کی نالش اندرون میعاد مقررہ ہو سکتی ہے [2]

حکم عہدہ داران متعلقہ

(۳) حکم جرمانہ جو کسی عہدہ دار نے اپنے ماتحتین پر انتظاماً جرمانہ کیا ہو اوسکی تنسیخ کی نالش ناقابل سماعت عدالت دیوانی ہے [3]

محلات شاہی

(۴) محلات شاہی میں سے کسی ہر کسی قسم کے مقدمہ کی سماعت عدالتہائے دیوانی میں نہ ہو سکے گی بلکہ اون کا تصفیہ ناظم صاحب تصفیہ مقدمات محلات مبارک کے پاس ہو گا لیکن اہل محلات مدعی اور اہل ملک مدعی علیہ ہوں تو وہ مقدمات قابل سماعت عدالت دیوانی ہیں۔

خواص، سریشتہ، اناتا، اصیل، ماما نیز دیگر متعلقین محلات مبارک سے تعلق نہیں ہے۔ بلکہ اون کے مقدمات عام طور پر قابل سماعت عدالت دیوانی ہیں [4]

ایک دعویٰ جنابہ سراج النسا بیگم صاحبہ حبیبۂ حضرت مغفرت مکان علیہ الرحمہ کے نام دائر ہوا تھا ناقابل سماعت قرار پایا [5]

عدالت العالیہ سے ذریعہ گشتی $\frac{\text{۳۰ دیوانی}}{\text{۴ فوجداری}}$ مورخہ ۲۲ آبان ۱۳۱۱ف ہدایت دیگئی ہے کہ حسب فرمان

---

[1] گرراج کا متیا بنام ریشیال طرام۔ تشریح القوانین جلد (۹) ۱۳۱۸ف صفحہ (۲۲۸) [2] غلام صدیق بنام غلام حیدر۔ آئین دکن جلد دوم (۱) ۱۳۱۶ف صفحہ (۵۱) [3] کشن لال بنام سرکار عالی آئین دکن جلد (۱۲) ۱۳۱۶ف صفحہ (۳۳) [4] گشتی بلدہ نمبر (۲۶) مورخہ ۵ رمضان ۱۲۸۸ھ و نمبر (۹) مورخہ ۲۴ ربیع الاول ۱۲۸۹ ہجری و روبکارات نواب مدار المہام بہادر نمبر (۳، ۵) مورخہ ۲۸ جمادی دوم ۱۲۸۹ھ و نمبر (۸۵۴) مورخہ ۸ جمادی دوم ۱۲۸۹ھ و روبکار نواب صدر المہام بہادر نشان دیوانی (۲۷) مورخہ ۶ ذیقعدہ ۱۲۸۸ھ [5] محمد بن سالم بنام سراج النسا بیگم مخزن القوانین جلد (۵) ۱۳۰۵ف (۱۸۰)

واجب الاذعان مصدرہ یکم شہریور ۱۳۱۰ف مندرجہ جریدہ اعلامیہ سرکار عالی مورخہ ۳ آبان ۱۳۱۰ف جزو اول صفحہ (۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰) عہدہ داران عدالت امور ذیل کے پابند ہیں۔

(۲) کوئی شخص مجاز نہیں ہے کہ محلات مبارک میں بلاواسطہ محکمہ تقسیم تنخواہ و تصفیہ معاملات محلات مبارک ایکصد روپیہ سے زاید کسیکو کبھی قرض دے۔

بلاحصول اجازت جو قرض دیا گیا ہو اسکی نسبت سماعت دعوی کی کوئی عدالت سرکار عالی مجاز نہیں ہے اور درصورت ارجاع نالش دعوی ناسموع ہوگا۔

(۳) محلات مبارک کے زیورات وغیرہ اموال کی بیع اور اسکا رہن منع کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص اس حکم کے بعد اسکو خرید یگا یا رہن لیگا تو مال مسروقہ سمجھا جائیگا۔

معاملات مطالبہ عہدہ داران علاقہ صرفخاص مبارک

(۵) بروے گشتی عدالت العالیہ نشان (۲) دیوانی مورخہ ۲۹ امرداد ۱۳۱۶ف عہدہ دار جو کسی عہدہ دار صرفخاص پر (صرفخاص کو یا صرفخاص کے کام کے واسطے) جنس دینے کی بابتہ رقم کا دعوی کرے تو اوسکے عرضیدعوی کی نسبت کارروائی کرنیکے قبل خود صرفخاص کے افسر متعلقہ سے اوسکی نسبت استفسار کرکے عدالت متعلقہ اول اطمینان کرے کہ آیا رقم متدعویہ دراصل جزءً یا کلاً منجانب صرفخاص ادا ہونے کی ہے۔ یا اوسکا خود وہ عہدہ دار اپنی ذات سے ذمہ دار ہے۔ اگر افسر متعلقہ کے جواب سے معلوم ہو کہ رقم متدعویہ دراصل منجانب صرفخاص ادا ہونیکی ہے تو مدعی کو صرفخاص کے صیغہ متعلقہ میں رجوع ہونیکی ہدایت دیجائے۔ صرفخاص کے رقم کی ادائی کیلئے کسی عہدہ دار کی ذاتی املاک کو سرکاری عدالت کے ذریعہ سے قرق و ہراج کرانیکا کسی تاجر کو موقع نہ دیا جائے۔ اگر معتمد متعلقہ کے جواب سے معلوم ہو کہ رقم متدعویہ کا تعلق خود اوس افسر کی ذات سے ہے تو عدالت حسب ضابطہ کارروائی کرسکتی ہے۔

شخص مستثنے کیطرف سے دعوی

(۶) بروے گشتی عدالت العالیہ نشان (۳) دیوانی مورخہ ۲۲ آذر ۱۳۰۶ف شخص مستثنے از حکومت عدالت دیوانی اگر غیر مستثنے پر دعوی عدالتہائے سرکار عالی میں دائر کرے

تو وہ پابند تمام احکام عدالت کا ہوگا۔

دعویٰ بمقابلہ صاحبان انگریز — ۷ (۱) از روئے اشتہار نواب مدار المہام سرکار عالی مورخہ ۲۵ ربیع الثانی ۱۲۹۴ھ عدالتہائے سرکار عالی کو یہ غیر معمولی اختیارات حاصل ہیں کہ صاحبان انگریز جنکے مقدمات کی سماعت از روئے عہدنامہ جات عدالتہائے سرکار عالی میں ہو ان کا تصفیہ قوانین برٹش گورنمنٹ کی رو سے ہوگا۔ ؎۱

حق ملکیت

بمقابلہ سرکار ذریعہ صیغہ معافی — ۸ (۱) جائداد غیر منقولہ کی نالش بربنائے حق ملکیت بمقابلہ سرکار ذریعہ صیغہ معافی قابل سماعت عدالت دیوانی ہے۔ ؎۲

(۲) ایک مقدمہ اس قسم کا پیش ہوا تھا کہ بعض اراضیات کے نزول یا بحالی کا مستحق ہے سرکار اسکے حق میں مداخلت کرتی ہے۔ استقرار حق کیساتھ یہ قرار دیا جائے کہ سرکار کو مزاحمت کا حق نہیں ہے۔ تجویز ہوئی کہ یہ مقدمہ نسبتہ دیوانی ودر قابل سماعت عدالت ہے ؎۳

محکمہ امور مذہبی — ۹ (۱) محکمہ امور مذہبی کے ذریعہ سے جو احکام انتظامی بہ نفاذ اختیارات عطیہ سلطانی متعلق اوقاف صادر ہوں انکی تنسیخ کی نالش جبکہ حکم مذکور میں حقیت کی نسبت کوئی بحث نہ ہو بلا اجازت سرکار اور سرکار کو فریق بنائے بغیر نہیں ہوسکتی ؎۴

(۲) ناظم یا معتمد امور مذہبی کو بلا اجازت نواب مدار المہام بہادر کوئی اختیار منجانب سرکار عالی نالش دائر کرنیکا نہیں ہے۔ حکم مندرجہ جریدہ اعلامیہ مورخہ ۳ آذر ۱۳۰۹ف متعلق اس امر کے ہے کہ جب کسی قابض کو بیدخل کرنا مقصود ہو تو عدالت میں نالش کیجائے اوسکی رو سے ناظم کو کوئی اختیار رجاع

؎۱ سی-سی-ایس ڈینسل بنام ایل-جی گرین تشریح المعاہدین جلد (۱) صفحہ ۱۲۶ آئین دکن جلد (۱۰) ۱۳۱۲ف صفحہ (۳۰)
(اشتہار محولہ کے مضمون وغیرہ کیلئے ملاحظہ ہو مجموعہ ہذا کی فصل ششم قانون نشان (۷)؛ قانون بین الاقوام دفعہ ۱۵۵ ضمن (ب)

؎۲ رزولیوشن مجلس ۱۲۹۹ف دفعات (۱۶۷) وسید حامد اللہ بنام سرکار عالی آئین جلد (۸) ۱۳۰۷ف صفحہ (۲۹۱) اجلاس کامل

؎۳ سید حامد اللہ بنام سرکار عالی آئین دکن جلد (۵) صفحہ (۳۱۵) و مقنن دکن جلد (۱۳) صفحہ (۷۶۳) ۱۳۲۵ف سید میر فضل علی بنام سید محمد آئین دکن جلد (۱۴) ۱۳۱۶ف صفحہ (۴۷۶) اجلاس کامل

آلش عطا نہیں ہوا ہے [١]

زمین عاشورخانہ (١٠) مدعیان جب درثتاً ایک عاشورخانہ پر علی التسلسل قابض رہے ہوں تو زمین متعلقہ عاشورخانہ اونھیں کی ملک سمجھی جائے گی [٢]

گڑھی (١١) گڑھیاں بادشاہ وقت کی ملکیت سمجھی جاتی ہیں۔ اسکی نسبت تاوقتیکہ یہ ثابت نہ ہو کہ گڑھی مدعیوں کے مورث کی بنائی ہوئی ہے یا سرکار نے خاص حقوق اون کو عطا کئے ہیں۔ (مخص)

اس بنا پر کہ گڑھی کے بعض اجزا پر مدعیان قابض ہیں۔ گڑھی کی زمین کی نسبت کوئی ایسا فیصلہ نہیں ہو سکتا جیساکہ دوسری زرخرید اراضی کی نسبت ہوتا ہے [٣]

ابکاری (١٢) بربنا ہدایت صیغہ ابکاری شراب کی بھٹی کی نسبت ایک دعویٰ پیش ہونے پر تجویز ہوئی کہ عدالت دیوانی نسبت بھٹی شراب کے قائم کرنے یا نہ کرنیکے استقرار حق کی ڈگری نہیں دے سکتی ہے کہ بھٹی قائم کرنے کا حق بمقابلہ سرکار باقی ہے یا نہیں۔ لیکن وہ استقرار حق وراثت کی ڈگری دے سکتی ہے [٤]

(٢) بروئے گشتی عدالت العالیہ ٢ دیوانی / ٥ تعلقداری مورخہ یکم اسفندار ١٣٢٣ف سرکاری تعہدداروں اور اون کے حصہ دار یا شکمیداروں کے باہمی نزاعات جو معاملہ تعہد کے نفع و نقصان کے فائدہ و ذمہ داری کی نسبت تعہد کی مدت کے اندر یا اوس کے بعد چھ ماہ کے پیدا ہوں اون کا فیصلہ اوس سرکاری صیغہ میں ہونا چاہئے جس صیغہ نے تعہد دیا ہے۔

ختم مدت تعہد کے ششماہ کے بعد جو تنازع تعہددار اور اوس کے حصہ دار یا شکمیدار میں معاملہ تعہد کے نفع و نقصان کے حصہ بخرہ کی نسبت پیدا ہوں اون سب کا فیصلہ عدالت میں ہونا چاہئے۔

---

[١] سرکار عالی ذریعہ ناظم صاحب امور مذہبی بنام یحییٰ نارائن گیر۔ آئین دکن جلد (٩) ١٣١١ف صفحہ (٢٠٣)
[٢] چاندخاں بنام محمد علی۔ آئین دکن جلد (١٣) ١٣١٦ف صفحہ (٣٢)، [٣] بجاو بنام امیرخاں آئین دکن جلد (١١) ١٣١٣ف صفحہ (٣٦٢)
[٤] بکیا بنام سرکار عالی آئین دکن جلد (٨) صفحہ (٣٢)، و تشریح القوانین جلد (١) صفحہ (٢١) ١٣١٠ف

حاشیہ	متن
کوٹھا	(۱۳) ایسا کوٹھا ملکی کاشتکاران جو کسی کھیت میں نہ ہو بلکہ آبادی میں ہو تو اوس کی نزاع کا تصفیہ محکمۂ مال نہیں کرسکتا عدالت دیوانی ایسے دعوے کی سماعت و تصفیہ کریگی [۱]
دعویٰ شکمیدار بمقابلہ پٹہ دار	(۱۴) بمقابلہ پٹہ دار جو دعویٰ شکمیدار اپنے حق کی بابتہ دائر کرے وہ قابل سماعت عدالت دیوانی ہے سررشتۂ مال کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے [۲]
دعویٰ پٹہ	(۱۵) کسی عدالت دیوانی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اراضی مالگذاری کا پٹہ کسی شخص کے نام کردینے کے لیے محکمہ مالگذاری کو حکم دے نہ ایسی نالش قابل سماعت عدالت دیوانی ہے [۳]
دعویٰ عمل دخل خارج	(۱۶) تبصرہ ہائی اراضیات و داخل و خارج عمل صیغہ مال کی نالش قابل سماعت عدالت دیوانی ہے [۴]

نوٹ۔ فرق مابین پٹہ و داخل و خارج عمل صیغہ مال تعریفات ذیل سے ظاہر ہوگا۔

الف۔ (پٹہ) سند یا دہ نوشتہ جسکے ذریعہ سے اراضی منجانب سرکار لگان پر دیجائے۔

ب۔ (داخل خارج) دفتر سرکاری میں نام سابق خارج کرکے نام جدید درج کرنا۔

حاشیہ	متن
سپردگی اراضی بغرض کاشت	(۱۷) تاوقتیکہ صراحتاً کسی پٹہ دار کا حق ساقط نہ کیا جائے محض اس بنا پر کہ اوسکی عدم موجودگی میں تحصیلدار نے زمین کاشت کیلئے کسی اور شخص کے تفویض کردی اوسکا حق زائل نہیں ہوسکتا [۵]

اور محض یہ امر کہ حکام مال نے اراضی بغرض کاشت کسی کے تفویض کردی ہے مانع سماعت دعویٰ نہیں ہے عدالت دیوانی حقوق فریقین کا تصفیہ کرسکتی ہے [۶]

حاشیہ	متن
بیع اراضی	(۱۸) ایک کاشتکار کے مرنے کے بعد کاغذات ہی میں بدستور اوسی کے نام اراضی درج رہے

---

[۱] مہدجی بنام لچھمن۔ آئین دکن جلد (۹) ۱۳۱۱ف صفحہ (۱۲۰) [۲] بابو بنام تانیا آئین دکن جلد (۱) ۱۳۱۳ف صفحہ (۲۶۶) [۳] رامیا بنام بیول رامیا آئین دکن جلد ۹ ۱۳۱۱ف صفحہ (۲۵۴) [۴] سدیا بنام سیدیا آئین دکن جلد (۱۰) ۱۳۱۲ف صفحہ (۴۴) اباد ا بنام راگھو بھوانی مجموعہ فیصلہ جات عدالت جلد (۴) صفحہ (۴۲) دقتن دکن جلد (۴) صفحہ (۴۹) ۱۲۹۵ف [۵] مہادیو بنام منفتا چاری آئین دکن جلد (۱۳) ۱۳۱۵ف صفحہ (۴۰۶) [۶] سٹی رام راو بنام کوریچمیا آئین دکن جلد (۱۲) ۱۳۱۴ف صفحہ (۸۶)

قبل اسکو کہ پٹہ بنام اوسکے وارث جائز کے ہو۔ اوس نے ایک شخص ثالث کو وہ اراضی بیع کردی تو یہ بیع صرف اسوجہ سے ناجائز نہیں ہے کہ بائع کے نام پٹہ نہیں ہوا تھا۔ وجہ مذکور کی بنا پر صرف سرکار کو یہ حق ہے کہ ناجوازی بیع پر اعتراض کرے۔ فریقین کو معاہدہ کی پابندی لازمی ہے۔ وہ صرف اس بنا پر اوسے فسخ نہیں کرا سکتے [۱]

بیدخلی (۱۹) اون کاشتکاروں پر جو بروقت زر مالگذاری بغیر نالش ادا نہ کرتے رہے ہوں مالک اراضی بیدخلی کی نالش کرسکتا ہے اور وہ مستوجب بیدخلی ہیں [۲]

مال لاوارث (۲۰) جس حال میں کہ ایک متوفی کی جائداد پر بوجہ اوسکے لاوارث ہونے کے سرکار قابض ہے تو جو شخص اوسکی جائداد کی نسبت دعویٰ کرے محض استقرار حق کا دعویٰ نہیں کرسکتا بلکہ اوسکو اپنے استحقاق کی بنا پر دخل کا دعویٰ کرنا چاہیئے [۳] اور ناظم فوجداری متعلقہ کو فریق بنانا چاہیے [۴]

مال مسروقہ (۲۱) مال مسروقہ کی واپسی کا دعویٰ اوسوقت تک نہیں ہوسکتا جبتک یہ ثابت نہ ہو کہ روپیہ جو ایک شخص کے پاس سے برآمد ہوا ہے وہ مدعی کے اوس مال مسروقہ کا جزو ہے جو منجملہ اور مال کے چوری گیا تھا اور مدعی علیہ کے قبضہ ناجائز میں ایک ملزم مقدمہ فوجداری کے ذریعہ سے آیا تھا [۵]

(۲) جبکہ مدعی کو مدعی علیہ نے سکہ سگور دیکر حالی روپیہ حاصل کیا بعد ازاں معلوم ہوا کہ جو روپیہ سکہ سگور مدعی علیہ نے دیا وہ مال مسروقہ تھا تو مدعی مستحق ہے کہ اپنا روپیہ مدعی علیہ سے واپس پائے [۶]

ہنڈوی (۲۲) جو ہنڈوی گم ہوجائے یا چوری جائے اور اوس ہنڈوی کا روپیہ شخص غیر جو قابض

---

[۱] جمال خاں بنام ہیرا وغیرہ مقنن دکن جلد (۵) صفحہ (۱۸۱) [۲] محمد حامد الدین بنام راجیا آئین دکن جلد (۸) صفحہ (۲۷۶) و تشریح القوانین جلد (۱) سنہ ۱۳۱۰ف صفحہ (۵۸۳) و تاتاری بنام نرسو۔ آئین دکن جلد (۱۰) سنہ ۱۳۱۲ف صفحہ (۹۹) و مقنن دکن جلد (۱۲) سنہ ۱۳۰۶ف صفحہ (۲۳۲) [۳] گوربرشاد بنام گوردہن بیع دکن جلد (۱) صفحہ (۱۶۹) و مقنن جلد (۱) صفحہ (۱۹۵) سنہ ۱۳۰۳ [۴] یاردتی بنام سرکار عالی آئین دکن جلد (۱۵) سنہ ۱۳۱۴ف صفحہ (۱۶) [۵] عیسیٰ بنام راجہ گیانگیر آئین دکن جلد (۱۰) سنہ ۱۳۱۲ف صفحہ (۲۵۳) [۶] یحییٰ نارائن بنام اٹلالنگیا۔ آئین دکن جلد (۱۳) سنہ ۱۳۱۵ف صفحہ (۲۶۳)

ہنڈوی ہو حاصل کرلے تو کاتب ہنڈوی پر اس وجہ سے دعویٰ نہیں ہو سکتا کہ نویسندہ اسی حالت میں جوابدہ ہو سکتا ہے جب وہ ہنڈوی سکاری نہ جائے یا اوسکا روپیہ ادا نہ کیا جائے۔ جبکہ روپیہ ہنڈوی کا ادا ہو چکا ہے تو کاتب ہنڈوی ذمہ دار نہیں ہے[1]

(۲) الکمقدمہ میں (۳) یوم بعد کی مدتی ہنڈوی (۲) سال بعد پیش کیجانے پر سکارنے سے انکار کیا گیا تھا جسکا دعویٰ کاتب و مکتوب الیہ پر دائر ہو کر تجویز ہوئی کہ اگر میعاد مناسب کے اندر ہنڈوی سکارنے کیلئے پیش کیجائے اور وہ سکاری نہ جائے تو وہ ذمہ دار قرار دئے جا سکتے ہیں جب عرصہ تک ہنڈوی سکارنے کیلئے پیش نہیں کیگئی تو کاتب ہنڈوی پر سود کی ذمہ داری عائد نہیں کیجا سکتی[2]

نوٹ حق ملکیت بہ جاگیر کے مقدمات قابل سماعت و ناقابل سماعت کے نظائر ملاحظہ ہوں بہ ملکیت محدود دفعہ (۴۸) قانون نشان (۱) باب ازدہم فصل چہارم حصہ دوم مجموعہ ہذا۔ اور حق آسایش کے مقدمات قابل سماعت و ناقابل سماعت کے نظائر ملاحظہ ہوں بہ سروینیوڈس دفعہ (۱۶۷) قانون نشان (۱) باب دوازدہم فصل چہارم حصہ دوم مجموعہ ہذا۔

حق خدمت

تولیت اوقاف (۳۳) الکمقدمہ تولیت اوقاف میں محکمہ سرکار سے بصیغہ مرافعہ حکم دیا گیا تھا کہ درگاہ کا کام فریقین ایک ایک سال کریں اس حکم کی تنسیخ کیلئے دعویٰ کیا گیا بحث پیش آئی کہ آیا حکم مذکور کی تنسیخ کی نالش ہو سکتی ہے یا نہیں۔ تجویز ہوئی کہ از روئے شرع شریف سلطان وقت کو اوقاف کے متعلق کامل اختیارات حاصل ہیں اور انتظام تولیت داخل انتظام شاہی ہے پس جبکہ اعلیٰ حضرت نے صیغہ امور مذہبی کو اون کے اختیارات عمل میں لانے کیلئے مقرر فرمایا ہے تو جملہ احکام محکمہ مذکور معیار اختیارات شاہی سمجھی

[1] کنھیالال بنام رام گوپال مخزن القوانین جلد (۲) ۱۳۰۲ف صفحہ (۲۴۷) و مجموعہ فیصلہ جات جلد (۹) ۱۳۰۳ف صفحہ (۱۸۱)، و رام گوپال بنام کنھیالال مخزن جلد (۴) صفحہ (۲۰۵)، و آئین جلد (۲) صفحہ (۳۴۹)، و تقنن جلد (۱) صفحہ (۳۲۵) ۱۳۰۳ف اجلاس کامل[2] جی لال بنام ہیرالال آئین دکن جلد (۷) ۱۳۰۹ف صفحہ (۲۹۰) اجلاس کامل

جائیں گے جو مداخلت عدالتہائے دیوانی سے بری ہیں اس لئے تاوقتیکہ کوئی ہدایت ارجاع نالش کی نہ دیا
اور سرکار کو فریق نہ بنایا جائے عدالت دیوانی مجاز سماعت نہیں ہے [1]

(۲) جائداد وقف کا انتظامی تعلق سرکار سے ہے سرکار جسے چاہے متولی یا مہتمم مقرر کرے سرکار کے
مقابلہ میں نالش استقرار حق جائز نہیں ہے [2]

(۳) جائداد موقوفہ کا ہبہ وغیرہ ناجائز ہے [3]

(۴) ایک مسجد کے مصلی نے اراضی متعلقہ مسجد کا دعویٰ کیا تجویز ہوئی کہ موجودگی محکمہ امور مذہبی جسکی زیر نگرانی
مسجد ہے اور بوجہ اس تعلق کے حق ولایت رکھتا ہے شخص نالش کو دعوے کا حق نہیں ہے [4]

(۵) اراضی متعلقہ وقف ہو تو ملکیت کی بحث باقی نہیں رہ سکتی [5]

(۶) قبرستان تعریف وقف میں داخل نہیں [6]

(۷) تولیت محض اعزازی خدمت نہیں ہے بلکہ اس سے منفعت بھی متعلق ہے اسلئے استقرار حق
تولیت کا دعویٰ ناقابل سماعت عدالت دیوانی نہیں ہے [7]

(۸) جائداد موقوفہ ایک عاشور خانہ کے متعلق کسی غیر مسلم کو حق تولیت حاصل نہیں ہو سکتا [8]

(۹) ایک دعویٰ تولیت بر بنا وارث اس بیان سے پیش ہوا کہ مورث مدعیہ نے جو موے مبارک
کا متولی تھا عند المطالبہ واپسی کی شرط کیساتھ موے مبارک مدعی علیہ کے پاس رکھا تھا واپس دلایا جائے
جوابدہی ہوئی کہ حسب وصیت مورث مدعیہ موے مبارک مسجد میں رکھا گیا ہے تجویز ہوئی کہ موے مبارک

[1] فیصلہ سررشتہ ابتدائی کا ہوا وہی فیصلہ بحنسہ اجلاس کامل سے بحال رہا ہے میر فضل علی بنام سید محمد آئین دکن جلد (۴) سنہ ۱۳۱۶ف صفحہ (۲۰۷) [2] سرکار عالی بنام جودھیا پرشاد آئین دکن جلد (۹) سنہ ۱۳۲۱ف صفحہ (۲۵۲) [3] شیخ مدار بنام حسین بی آئین دکن جلد (۷) سنہ ۱۳۰۹ف صفحہ (۳۹۵) مقنن جلد (۱) صفحہ (۲۱۸) سنہ ۱۳۰۹ف [4] سید ارادت اللہ بنام محمد شریف آئین دکن جلد (۱۲) سنہ ۱۳۱۶ف صفحہ (۲۴۴) -
[5] شاہ بابا بنام جیواجی آئین دکن جلد (۶) صفحہ (۱۵۵) و مقنن دکن جلد (۲) صفحہ (۳۶۲) سنہ ۱۳۰۸ف [6] سکینہ بیگم بنام ولایت علی شاہ مجموعہ فیصلہ جات عدالت العالیہ جلد (۷) صفحہ (۳۳۲) و مخزن جلد (۱) صفحہ (۳۵۲) سنہ ۱۳۰۸ف [7] لکشمی بنام باپیا آئین دکن جلد (۷) سنہ ۱۳۱۹ف صفحہ (۲۲۸) و انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد (۱۰) صفحہ (۲۳۳) و جلد (۳۳) صفحہ (۲۷۸) و مدراس جلد (۱۹) صفحہ (۶۳)
[8] بالارام بنام دھرم لوری آئین دکن جلد (۱۰) سنہ ۱۳۱۲ف صفحہ (۸۸۵)

قابل بیع و شرے چیز نہیں ہے۔ اسلئے دعویٰ خارج [1]

خطیب پیش امام (۲۴) خطابت و امامت کا دعویٰ اسوجہ سے ناقابل سماعت عدالت ہے کہ سرکار اگرچہ اپنے ملازموں کے ورثا کو بمقابلہ دیگر اشخاص کے ترجیح دیتی ہے لیکن استحقاق عہدہ کی نالش نہیں ہو سکتی البتہ اگر وراثت میں نزع ہو تو صرف اثبات وراثت کا دعویٰ باجازت افسر مجاز ہو سکتا ہے [2]

نذر و نیاز (۲۵) ایک مقدمہ میں فریقین ایک بزرگ کی اولاد میں تھے اوس بزرگ کی مزار پر جو نذر چڑہائی جاتی تھی اوسکی نسبت مدعی نے بمقابلہ سجادہ درگاہ یہ دعویٰ کیا کہ بقدر اوسکے حصہ کی نذر میں سے دلایا جائے۔ تجویز ہوئی کہ نذر قابل تقسیم نہیں ہے۔ اور نذر میں توریث و تقسیم نادرست ہے۔ اور نذر اہل قبر کے ورثا کا حق نہیں ہے۔ بجز اسکے کہ چڑہانے والے کا ایسا منشا ہو یا کوئی معاہدہ یا رواج مسلمہ ثابت کیا جائے [3]

قضاوت (۲۶) قضاوت کا عہدہ خدمات میں داخل ہے اور رسوم وغیرہ جو قاضیوں کو ملتا ہے وہ مشروط الخدمت ہے۔ البتہ سرکار بطور استحقاق اونکے ورثا جائز میں سے کسیکو قاضی کی خدمت پر مقرر کرتی ہے اس صورت میں اگر دعویٰ ایسے عہدہ کا عدالت میں پیش ہو تو وہ قابل سماعت اسوجہ سے نہیں ہے کہ حقیقت میں دعویٰ کا منشا یہی ہوتا ہے کہ ہم عہدہ کا مستحق ہوں مگر سرکار نے غیر مستحق کو عہدہ پر مقرر کیا ہے ایسی حالت میں دعویٰ سرکار کے حکم پر ہے نہ کہ اصل مدعی علیہ پر بلحاظ اسکے ایسا دعویٰ قابل سماعت عدالت دیوانی نہیں ہے [4]

جوشی و حجام (۲۷) جوشی و حجام کے متعلق یہ استدراک صدر عدالت صوبہ غربی۔ عدالت العالیہ نے یہ ہدایت فرمائی ہے کہ جوشی وغیرہ جو مذہبی طور پر مراسم ادا کرتے ہیں وہ کسی حجمان کو مجبور نہیں کر سکتے کہ خواہ مخواہ اون ہی سے وہ مراسم ادا کرائے۔ عدالت دیوانی جو فیصلہ اس قسم کے مقدمات کا کرتی ہے وہ اون لوگوں کے

---

[1] حور النسا بیگم بنام مردہ عبدالکریم امین دکن جلد (۱۴) سنہ ۱۳۱۶ف صفحہ (۲۲۴)؛ [2] محمد امین اللہ بنام احمد مجموعہ فیصلجات عدالت العالیہ جلد (۴) سنہ ۱۲۹۹ف صفحہ (۱۳۶)؛ [3] سید حسین بنام سید علی امین دکن جلد (۱) صفحہ ۱۶۸ و مخزن القوانین جلد ۴ صفحہ (۳۷) سنہ ۱۳۰۴ف [4] گشتی نشان (۷) مورخہ ۲۱ جعفر ۱۲۹۶ھ مخزن القوانین جلد (۱) صفحہ (۳۱۳) قاضی رحمت اللہ بنام محمد مستقیم۔

مقابلہ میں کہ نتیجۃً جو بذریعہ وراثت یا قدامت وغیرہ یا خود بابنی حقیقت میں نزاع رکھتے ہوں اور جو تصفیہ کردیا جائے اگر حجمان اپنی رضامندی سے اوسی شخص سے وہ مراسم ادا کرالے جسکا حق عدالت نے ثابت کیا ہے تو اوسکو اختیار ہے۔ عدالت کی ڈگری کا یہ منشا نہیں ہوتا ہے کہ وہ کسی حجمان کی آزادی کو چھین لے [1]

ایسی صورتوں میں دعویٰ استقرار حق کا ہوسکتا ہے دخلیابی کا دعویٰ نہیں ہوسکتا [2]

اس امر کے استقرار حق کا دعویٰ کہ مدعی بحیثیت ز دہمیکاری مٹھ کے رسوم شادی و رسوم مذہبی کے حق کے وصول کرنیکا مستحق ہے قابل سماعت عدالت دیوانی ہے [3]

| پران خوانی | (۲۸) پران خوانی کی رفع مزاحمت کیلئے دعویٰ ہونے پر تجویز ہوئی کہ موجودہ حالت میں دعویٰ قابل سماعت نہیں ہے اگر نالش ہرجہ کی تحریک کیجاتی تو دعویٰ قابل سماعت تھا۔ [4]

نوٹ ۔ نالشات ہرجہ قابل سماعت وغیرقابل سماعت کے نظائر ملاحظہ ہوں ۔ قانون ہرجہ باب (۱۹ و ۲۰) قانون نشان (۳) فصل چہارم حصۂ دوم مجموعۂ ہذا ۔

| مان پان | (۲۹) ایک اعزازی حق ہے اسلئے اوسکے استقرار حق کی نالش نہیں ہوسکتی [5]

| گداگری | (۳۰) گداگری کے حق کا استقرار عدالت دیوانی نہیں کرسکتی ہے [6]

| عہدہ | (۳۱) دعویٰ استحقاق عہدہ یا خدمت ملازمت کا عدالت دیوانی میں دائر نہیں ہوسکتا ۔ اگر وراثت میں نزاع ہو تو صرف اثبات وراثت کا دعویٰ عدالت میں ہوسکتا ہے [7]

---

[1] ہدایت مجلس عالیہ عدالت مورخہ ۱۲ ارمیبہشت ۱۳۰۱ف نشان مثل (۱۰۷۸) سنہ ۱۳۰۰ف عوجیا بنام نراین بھٹ آئین دکن جلد (۲) صفحہ (۱۲۲۳) و مقنن جلد (۱۰) صفحہ (۴۰۹) و مخزن جلد (۴) صفحہ (۱۴۵) سنہ ۱۳۰۲ف اجلاس کامل [2] حیدری رامیا بنام شنکریا مقنن دکن جلد (۹) سنہ ۱۳۰۳ف صفحہ (۳۳۹) [3] بھیما جی بنام وٹھوبا آئین دکن جلد (۳) صفحہ (۲۹) و مقنن دکن جلد (۱۱) صفحہ (۳) سنہ ۱۳۰۵ف [4] کریا بنام چن بسپا تشریح القوانین جلد (۸) سنہ ۱۳۱۷ف صفحہ (۳۳۶) [5] کرشن بھٹ بنام سانبا آئین دکن جلد (۵) صفحہ (۲۱۴) جلسۂ منعقدہ و آئین جلد (۶) صفحہ (۳۳) اجلاس کامل [6] بسپا بنام مرباجی آئین دکن جلد (۳) صفحہ (۷۰) و مقنن جلد (۱۱) صفحہ ۱۶ سنہ ۱۳۰۵ف [6] راجحیدر بنام رانیا تشریح القوانین جلد دہم سنہ ۱۳۱۹ف صفحہ (۲۹۶) [7] محمد بنام احمد مقنن دکن جلد (۴) صفحہ (۱۳۶)

منصب (۳۲) منصب کی ماہوار کے متعلق طرفین مسطوری معاہدہ کرنا جائز نہیں ہے۔ ماہوار منصب میں سے کسی جزو کے منتقل کرنیکا کسی منصبدار کو طرفانہ منظوری سرکار اختیار نہیں ہے۔ اور عدالت دیوانی ایسے انتقال کی بنا پر نالش قابل سماعت نہیں ہے۔ [۱]

یومیہ (۳۳) مدعی نے حسب ہدایت سررشتہ انعام استقرار حق یومیہ کی نالش دائر کی۔ مدعی الیہ کیجانب سے بحث کیگئی کہ مدعی بیدخل ہے اسلئے محض استقرار حق کی نالش ناکافی ہے۔ مدعی کو دخل کی نالش کرنی چاہیے۔ اور دعوی ناقابل سماعت عدالت ہے۔ تجویز ہوئی کہ یومیہ ایسی چیز نہیں ہے کہ جسپر دخل دلایا جاسکے۔ اسلئے محض استقرار حق کی نالش جو دس روپیہ کے کاغذ مہری پر ہوئی ہے درست ہے۔ [۲]

انعام مشروط الخدمت (۳۴) (۱) معاش مشروط الخدمت کی تقسیم کا دعوی جبکہ محکمہ مال بہ ہدایت رجوع عدالت کرے تو عدالت دیوانی تصفیہ حقوق کرسکتی ہے۔ معاش مشروط الخدمت کی تقسیم یا عدم تقسیم محکمہ مال کا کام ہے [۳]

(۲) ایک انعام بشرط خدمت انعامدار کی غیر حاضری کیوجہ سے بشرط ادائے خدمت عہدہ داران مال نے دوسرے اشخاص کے نام بحال کردیا۔ مدعی نے دخلیابی انعام کی نالش تابعی پر دائر کی۔ تجویز ہوئی کہ مدعی مستحق کسی دادرسی کا نہیں ہے۔ یہ بحث کہ عطا کا اختیار عہدہ داران مال کو نہ تھا بلکہ سرکار کو تھا تو یہ عذر سررشتہ مال میں پیش کرنا چاہیے نہ کہ عدالت میں [۴]

(۳) معاش مشروط الخدمت جو عطائے سلطانی ہو قابل انتقال نہیں ہے جبکہ ایسی معاش کے متعلق سررشتہ انعام نے کوئی حصہ مدعی کو نہ دیا ہو تو کوئی عدالت مجاز نہیں ہے کہ ایسی معاش میں کسیکو کوئی حصہ دلائے [۵]

---

[۱] بہمن خاں بنام مسعود خان آئین دکن جلد (۹) ۱۳۱۱ف صفحہ (۱۰۹)، [۲] سید مرشد بنام خطبی بیگم آئین دکن جلد (۲) صفحہ (۵۳) و مخزن جلد (۴) صفحہ (۱۸۵) ۱۳۰۴، [۳] محمد غوث بنام شیخ امام آئین دکن جلد (۱۱) ۱۳۱۲ف صفحہ (۳۳۱)، [۴] لیشوا چاری بنام ماذنا آئین دکن جلد (۶) ۱۳۰۶ف صفحہ (۱۰۲) اجلاس کامل [۵] محمد فقیر بنام محمد لیسین آئین جلد (۶) صفحہ (۱۴۲) و مقنن جلد (۱۴) صفحہ (۱۲۰) ۱۳۰۸ف

خدمات مقدم پٹواری (۳۵) اس ملک میں تحصیل پٹواریوں کی خدمتیں موروثی سمجھی جاتی ہیں یہاں تک
عورتوں کو بھی ورثتاً یہ خدمات ملتی ہیں اور ادن کے جانب سے ادن کے گماشتے کام انجام دیتے ہیں۔ ایک شخص مامور
ہوتا ہے اور تمام خاندان کے لوگ اپنے حقوق سے مستفید ہوتے ہیں[۱] ۔ اور
ازروے احکام مالگذاری جو شخص خدمت پر مامور ہو اوسکو تکمیل دو ثلث حصہ دیا جاتا ہے۔ اور باقی ایک
ثلث دوسرے شرکا میں باہم تقسیم کیا جاتا ہے۔[۲]
ایسے مقدمات کی آمدنی کے متعلق بربناء حصہ داری دعوی ہو تو اجازت سررشتہ مال ضرور نہیں البتہ
جب اصل خدمت کیلئے دعوی ہو تو اجازت ضرور ہے[۳] اور
اس میں تحصیلدار کی اجازت بھی کافی خیال کیجا سکتی ہے۔[۴] اور
(۲) عدالت دیوانی سے اس امر کا فیصلہ ہو سکتا ہے کہ مدعی ایسے خاندان سے ہے کہ اوس عہدہ کے
لئے منتخب کیا جا سکے لیکن عدالت ایک کو موقوف کر کے دوسرے کو اوسکی جگہ مقرر کرنے کی ڈگری نہیں
دے سکتی[۵] اور
نہ ایسی ڈگری دے سکتی ہے کہ مدعی اس قسم کی خدمت انجام دینے کی قابلیت رکھتا ہے۔[۶]
(۳) اگر سیغہ مال خود عدالت پر عطاے خدمت منحصر کردے تو مدعی استقرار حق کی نالش کر سکتا ہے[۷]
خدمت کے دخل کی نالش نہیں ہو سکتی[۸]

---

[۱] ہنمت راو بنام ونکما۔ مجموعہ فیصلہ جات جلد (۶) صفحہ (۴۱) ومقنن جلد (۶) صفحہ (۳۷) سنہ ۱۳۱۳ف [۲] باپو بنام باباجی۔ آئین دکن جلد (۲) صفحہ (۸۷) ومقنن دکن جلد (۱۰) صفحہ (۳۱۸) سنہ ۱۳۰۴ف و چندریا بنام راول رنگا ریڈی۔ آئین دکن جلد (۱۷) صفحہ (۱۳۰) سنہ ۱۳۱۶ف دکشتی نشان (۱۲) مالگذاری سنہ ۱۳۰۲ھ ودفعہ (۹۸۱) صدر مجموعہ مالگذاری تشریح اول۔ [۳] سدن دونہ بنام سدن گوڑہ آئین دکن جلد (۱۳) صفحہ (۵۵۲) سنہ ۱۳۱۵ف [۴] سدیا بنام سوگنا۔ آئین دکن جلد (۷) صفحہ (۴۴۳) ومقنن دکن جلد (۱۵) صفحہ (۴۰۵) سنہ ۱۳۰۹ف [۵] الیشونت داس بنام راجیندر۔ مفید دکن جلد دوم صفحہ (۴۸) ومقنن جلد (۴) صفحہ (۵۶) سنہ ۱۲۹۵ف [۶] دہونڈی راؤ بنام بابا راو مجموعہ فیصلہ جات جلد (۷) صفحہ (۳۵۴) ومخزن جلد (۱) صفحہ [۷] اننڈ راو بنام ہری بھٹ آئین دکن جلد (۱) صفحہ (۴۷۵) ومقنن جلد (۱۰) صفحہ (۵۹) سنہ ۱۳۰۴ف [۸] اننڈ راو بنام ہری بھٹ آئین دکن جلد (۱) صفحہ (۴۷۵) ومقنن جلد (۱۰) صفحہ (۵۹) سنہ ۱۳۰۴ف وسنبھاجی بنام نیکنٹ راو آئین دکن جلد (۱۳) سنہ ۱۳۱۴ف صفحہ (۵۳۰)

(۴) جبکہ حکام سررشتہ مال باغراض انتظامی کسی شخص غیر کو خدمت پر مامور کرے تو بربنا حق موروثی دعویٰ نہیں ہوسکتا۔ خواہ وطن علاقہ صرفخاص ہیں ہو اور حکم تقرر وغیرہ حکام صرفخاص نے دیا ہو۔[۱]

(۵) جب پٹہ داری وفات کیوجہ سے اوسکی قائم مقامی کی بحث پیش ہو تو سوائے اوسکے ورثا کے کوئی اور شخص استحقاقاً اوسکی خدمت اور پٹہ کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔[۲]

(۶) جاگیردار صاحبین مجاز نہیں ہیں کہ پٹیل پٹواری کو اون کے مقبوضہ اراضی متعلقہ وطن سے بیدخل کریں۔ البتہ وطندار لائق ادائی خدمت نہ ہو تو منجملہ محاصل اراضی کے دو ثلث جاگیردار صاحب کو بغرض تقرر گماشتہ دلایا جاسکتا ہے۔[۳]

دیسمکھی | (۳۶) جبکہ دعویٰ حصہ یاب وطن دیسمکھی ہو تو تاوقتیکہ سرکار کی منظوری حاصل نہ کی جائے مقدمہ قابل سماعت عدالت نہیں ہوسکتا۔[۴]

(۲) رسوم دیسمکھی عطیہ سلطانی ہے وہ معاہدہ جسکا الفاء رسوم دیسمکھی پر ہو وہ موثر تعطیات سلطانی ہے۔ اس لئے بے اثر و ناقابل تعمیل ہے۔[۵]

(۳) دین متوفی میں بھی یہ رسوم ناقابل قرقی ہے[۶]

(۴) رسوم دیسمکھی میں دیسمکھ کا اس عذر سے نمبر کار ذیلی کو حصہ نہ دینا کہ وہ رسوم اُن سے قابل وصول ہے صحیح نہیں ہوسکتا۔ درانحالیکہ سرکار نے نمبر کار ذیلی کے حقوق کو قائم رکھا ہو اور صرف حق دیسمکھ کو ساقط کردیا ہو۔

(۵) جو جاگیر معاوضتاً ملی ہو اوس جاگیردار کے مقابل دیسمکھ کا دعویٰ ایسی صورت میں جائز نہیں جبکہ سند

---

[۱] کاسی بائی بنام لچھمن۔ مجموعہ فیصلہ جات جلد (۲) صفحہ (۲۹۲) و مخزن جلد (۱) صفحہ (۳۱۳) سنہ ۱۳۰۱ف [۲] وٹھوبا بنام مہدو آئین دکن جلد (۱۷) سنہ ۱۳۱۹ف صفحہ (۴۰۶) [۳] نرسما بنام سید فرید پادشاہ۔ آئین دکن جلد (۱۲) سنہ ۱۳۱۴ف صفحہ (۲۲۳) [۴] وینکیٹ تمارنڈی بنام وینکیٹ رسہواں ریڈی۔ آئین دکن جلد (۱۵) سنہ ۱۳۱۷ف صفحہ (۳۶۶) [۵] چیلہ راجیسر راؤ بنام سرینواسراؤ۔ دکن لاء رپورٹ جلد (۱) سنہ ۱۳۲۰ف صفحہ (۳۰۸) [۶] مرنا بائی بنام مہادر پا۔ دکن لاء رپورٹ جلد (۲) صفحہ (۳۰) و تشریح القوانین جلد (۲) صفحہ (۲۵۹) و آئین جلد (۹) صفحہ (۳۴۶) سنہ ۱۲۲۱ف اجلاس کامل [۷] نرسنگ راؤ بنام امراؤ گنپت راؤ آئین دکن جلد (۱) سنہ ۱۳۱۳ف صفحہ (۴۰۱)

میں معاوضہ جسکیمعہ بھی شامل ہو بلحاظ اسکے عدالت کو خلاف منشاء معطی ڈگری دینے کا اختیار نہیں ہے جسکی کو اس غلطی کوئی نقصان پہونچے تو وہ سرکار سے معاوضہ کی درخواست کرسکتا ہے ۔[۱]

لوازمہ — (۳۷) جو حکم اختیار شاہی دیا جائے اسکی تنسیخ کا دعویٰ عدالت میں رجوع نہیں ہوسکتا جس شخص کو گورنمنٹ راجہ کا قائم مقام تسلیم کرے وہی شخص دربار اور سرپینچ وکلغی کا مستحق ہے ۔[۲]

حقوق دیگر قسم

امتناع نکاح خوانی — (۳۸) ایسا دعویٰ جسکی غرض یہ ہے کہ مدعی علیہ نکاح خوانی سے باز رکھا جائے قابل سماعت عدالت نہیں ہے [۳] جب قاضی یا نائب قاضی اپنے فرائض حسب اشتہار سرکار عالی ادا کریں اور اجرت نکاح زائد طلب کریں اور کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے نکاح پڑھائے تو وہ جرم فوجداری کا مرتکب نہیں قرار دیا جاسکتا ۔[۴]

استقرار حق بحیثیت عدم زوجیت — (۳۹) ایک نالش زیر دفعہ (۴۲) قانون دادرسی خاص سرکار عالی اس امر کے استقرار حق کی کیگئی کہ مدعیہ مدعی علیہ کی زوجہ منکوحہ نہیں ہے ۔ تجویز ہوئی کہ ایسے استقرار حق کی نالش قابل سماعت نہیں ہے ۔ مدعیہ دیوانی میں ہرجہ کی یا فوجداری میں ازالۂ حیثیت عرفی کی نالش کرسکتی ہے [۵]

دعویٰ اخوت — (۴۰) محکمۂ نظم جمعیت سے ایک متوفی کی ماہوار کی اجرائی کیلئے مدعی کو اثبات وراثت کی ہدایت ہوئی ۔ مدعی نے بجائے نالش اثبات وراثت صرف نالش اثبات اخوت دائر کی ۔ تجویز ہوئی کہ ایسی نالش محض بے نتیجہ ہے مدعی کو اثبات وراثت کی نالش کرنی چاہیے [۶]

---

[۱] اشتابائی بنام خواجہ اسد اللہ خاں آئین دکن جلد (۱۹) ۱۳۲۱ف صفحہ (۱۶۱) [۲] رام لکشمیا نایک بنام سرکار عالی آئین دکن جلد (۱۹) صفحہ (۵۴) و دکن لا رپورٹ جلد (۲) صفحہ (۳۱) ۱۳۲۲ف اجلاس کامل [۳] قاضی محمد رحمت اللہ بنام محمد استقیم مجموعہ تصفیہ جات جلد (۷) صفحہ (۱۰۲) و مخزن جلد (۱) صفحہ (۳۱۴) ۱۳۰۲ف [۴] سرکار عالی بنام ابراہیم ۔ آئین دکن جلد (۷) صفحہ (۵۹) و مقنن دکن جلد (۱) صفحہ (۱۵) ۱۳۰۴ف [۵] مریم بی بنام علی بن عبداللہ آئین دکن جلد ۱۳۰۹ف صفحہ (۳۰۶) [۶] ملعد خاں بنام شریف خاں آئین دکن جلد (۱۴) ۱۳۱۶ف صفحہ (۵۶)

حق کلانیت (۴۱) عدالت ایسی ڈگری جاتعلق کسی جائداد کے نہیں دیسکتی کہ کون شخص خاندان میں سے کلان ہے[1] جائداد سے تعلق ہونے کی صورت میں جبکہ رواج کلانیت جسکے ذریعہ سے معمول حصہ سے زائد کا کوئی مستحق قرار پاسکے ثابت نہ ہو اسکی بنا پر کوئی زائد حصہ نہیں دلایا جاسکتا ہے[2]

بد چلنی (۴۲) جبکہ مدعی علیہا کو ایک جزا ہوا ر مدعی سے بدین شرط دیجاتی ہے کہ وہ نیک چلن رہے اور مدعی کا بیان یہ ہے کہ وہ بد چلن ہوگئی ہے۔ تو ایسی نالش جو بربنا ہدایت محکمہ مجاز عدالت دیوانی میں دائر ہوئی ہے۔ قابل سماعت عدالت ہے[3]

داشتہ (۴۳) ایک عورت نے تنخواہ ایام داشتگی کی نالش کی جسمیں ہدایت ہوئی کہ کسی عدالت کو ایسے نامہذب مقدمات سننے کا اختیار نہیں ہے۔[4] لیکن

کوئی شخص داشتہ عورت سے نان ونفقہ کا معاہدہ کرے تو وہ خلاف مصلحت عامہ نہیں ہے[5] ایسا معاہدہ کہ جبتک مدعیہ کو دوسرم شادی ادا کر کے نہ لے جائیگا ایک رقم معین ماہانہ ادا کرتا رہیگا۔ شرعاً قابل نفاذ نہیں ہے۔[6]

اعزاز (۴۴) محض اعزاز جسکا منافع یا فیس کچھ نہ ہو ایسا مقدمہ ناقابل سماعت عدالت دیوانی ہے[7]

ولد الحرام (۴۵) اگر کوئی عورت دلائے جانے اپنے بچہ کا اس بیان سے دعویٰ کرے کہ بحالت کسب ناحق حمل رہا ہے اور اوس سے یہ بچہ پیدا ہوا ہے تو ایسا دعویٰ منجملہ حقوق نسب اولاد متعلق دیوانی ہے اور قابل سماعت عدالت دیوانی ہے۔[8]

---

[1] سید شاہ علی بنام سید مرتضیٰ احسینی آئین دکن جلد (۲) صفحہ (۷۹)، دقتفن جلد (۱۰) صفحہ ۳۸، مخزن جلد (۴) صفحہ (۱۲۵) سنہ ۱۳۰۲ف [2] گنیش امرت راؤ بنام امناجی مجموعہ فیصلہ جات جلد ۲ صفحہ ۱۶۱، دقتفن جلد (۲) صفحہ ۸۰۱ السنہ ۱۲۹۶ [3] ساجی پرشاد بنام درگابائی آئین دکن جلد ۱ السنہ ۱۳۱۲ف صفحہ (۱۲۳)، [4] ہدایت مجلس عالیہ عدالت (۳۰) مورخہ ۶ اخوردادسنہ ۱۲۹۶ف ورود کار نواب مدار المہام بہادر نشان (۱۰۲۳) مورخہ ۵ رجب سنہ ۱۲۹۰ھ [5] بھاگوبائی بنام منتو سرگمبر آئین دکن جلد (۱۲) سنہ ۱۳۱۵ف صفحہ (۳) اجلاس کامل [6] میر صفدر علی بنام فاطمہ سلطان آئین دکن جلد ۱ السنہ ۱۳۱۲ف صفحہ ۱۹۱ [7] سنگما بنام گنگما اندئن لارپورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۶ [8] حکم تشان دیوانی (۶۱۷) مورخہ ۲۹ محرم سنہ ۱۲۹۴ھ

تنسیخ منفیصلۂ مال (۴۶) اس امر کے متعلق کہ کونسے دعاوے تنسیخ منفیصلہ مال کے قابل سماعت عدالت دیوانی نہیں کوئی کلیہ قاعدہ قائم نہیں کیا گیا ہے بجز اسکے کہ عموماً وہ مقدمات جن میں حقیت کی نزاع ہو عدالت دیوانی کے انفصال کے قابل ہیں۔ [1]

سیاہہ (۴۷) حکم نواب مدار المہام بہادر نشان (۲۰) مورخہ سنہ ۱۲۹۹ ف جسکی رو سے یہ حکم ہے کہ جن مقدمات میں سیاہہ اور حکم دیوانی دونوں موجود ہوں اون میں سیاہہ کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے ایسے عطیات سے متعلق نہیں ہے۔ جو علاقہ صرفخاص میں ہوں بلکہ ایسی صورت میں نقل مصدقہ سیاہہ کی قابل ادخال شہادت ہے [2]

معاہدات

چند شرائط (۴۸) ایک دستاویز بحق مدعی لکھی گئی جس میں چند شرائط مقدم و موخر تھیں اور ہر شرط کی علحدہ جزا مقرر تھی۔ شرط اول پوری ہونے پر مدعیہ نے جزائے شرط اول کا دعویٰ کیا تجویز ہوئی کہ ایسا دعویٰ درست ہے۔ شرط ثانی کی تحقیق تک مدعیہ کو نالش کا انتظار غیر ضروری تھا۔ جب ہر شرط کی جزا مقرر ہے تو اوس شرط کی پوری ہونے پر دعویٰ ہو سکتا ہے۔ دعویٰ قبل از وقت نہیں ہے وجہ مخاصمت پیدا ہو چکی ہے [3]

پٹہ (۴۹) جو معاہدہ کرائے پٹہ کا ہو اوسکے متعلق بتعمیل مختص کی نالش ہو گی [4]

انفکاک رہن (۵۰) انفکاک رہن کیلئے تا وقتیکہ کافی مہلت نہ دیجائے احکام دفعہ (۱۷۷) قانون ٹھا متعلق نہیں ہو سکتے ایک ہفتہ کی نوٹس ناکافی ہے [5]

---

[1] کلیسرراج بنام لوکل نرسیا۔ دکن لا رپورٹ جلد (۲) صفحہ (۱۹۲) سنہ ۱۳۲۳ ف [2] عزت اللہ خاں بنام افضل بیگم وغلام محی الدین وغیرہ آئین دکن جلد (۱۳) سنہ ۱۳۱۵ ف صفحہ (۵۲۴) اجلاس کامل [3] محمد رحمت اللہ بنام جمال بی مقنن جلد (۱۰) صفحہ (۳۰۴) و مخزن جلد (۴) صفحہ ۱۱ سنہ ۱۳۰۴ ف [4] نرویا بنام سالوجی۔ دکن لا رپورٹ جلد (۴) سنہ ۱۳۲۳ ف صفحہ (۳۴۵) [5] جگناتھ بنام فاطمہ بیگم دکن لا رپورٹ جلد (۱) سنہ ۱۳۲۰ ف صفحہ (۲۹۷)

بیع بالوفا (۵۱) شرعاً بیع بالوفا جائز ہے رو بکار صدر المہام عدالت نشان (۵۰) مورخہ ۲۳ محرم ۱۲۹۰؁ھ موسومہ محکمہ صفائی بلدہ میں مسئلہ رہن شرع شریف سے نقل کیا گیا ہے اسلئے ضرور ہے کہ اصل مسئلہ پر غور کر کے فیصلہ صادر کیا جائے۔ انصافاً راہن کو ایک سال کی مہلت انفکاک رہن دینا ضرور ہے چنانچہ قانون نشان (۱۱) ۱۲۹۰؁ھ کا بھی یہی منشا ہے۔ ؎۱

جبکہ ڈگری کے شرط کے موافق رقم رہن اندرون یکسال ادا نہ ہو تو اراضی مرہونہ بحق ڈگریدار بیعبات ہو جائیگی ؎۲

(۵۲) دستاویز میں یہ درج تھا کہ بعد واگذاشت جاگیر اسٹیٹ رقم قرضہ ادا کیجائیگی۔ عذر ہوا کہ جاگیر واگذاشت نہیں ہوئی اسلئے حق نالش حاصل نہیں تجویز ہوئی کہ ایک جزو اسٹیٹ واگذاشت ہو گیا اور جاگیر کی نسبت یہ تصفیہ ہو گیا کہ واگذاشت نہیں ہو سکتی لہٰذا حسب منشا دفعہ (۳۲) قانون معاہدہ مدعی کو حق نالش حاصل ہے ؎۳

معاہدہ بلا بدل (۵۳) (۱) معاہدہ بلا بدل کی بنا پر نالش نہیں ہو سکتی۔ ؎۴

(۲) گو معاہدہ مناط دعوی بلا بدل ہو جبکہ عدالت ابتدائی و اپیل میں کوئی عذر نہ ہو تو اپیل ثانی میں دست اندازی نہیں ہو سکتی۔ ؎۵

مال مسروقہ (۵۴) ایک مقدمہ میں مدعی علیہ نے جنہیر سرقہ کا الزام لگایا گیا تھا اور پولس میں مال مسروقہ کا مطالبہ تھا۔ یہ بیان کیا گیا تھا کہ انھوں نے مال مسروقہ مدعی کو دیا ہے۔ اور مدعی نے بھی پولس میں بیان مدعی علیہم کی تصدیق کر کے چند اشیا کو پیش کیا۔ حالانکہ وہ اشیا مسروقہ نہ تھیں بلکہ مدعی نے خود فراہم کر دی تھیں۔ اور صرف مدعی علیہم کے کہنے سے اوس نے ایسا کیا تھا۔ اسکے بعد مدعی نے ان اشیاء کی قیمت کا دعوی کیا۔ تجویز ہوئی کہ چونکہ مدعی نے اس کارروائی کے ذریعہ سے اہالی پولس کو دھوکہ دیکر قانونی کارروائی سے باز رکھا ہے

؎۱ ملیا بنام سانت ویریا مجموعہ فیصلہ جات جلد (۴) صفحہ (۱۸۳) و نقض جلد (۴) صفحہ (۲۰۶) ۱۲۹۸؁ف ؎۲ دھنو سا بنام رامراو۔ تشریح القوانین جلد (۱۲) ۱۳۲۱؁ف صفحہ (۱۱۴) ؎۳ بی حلوا رنگم بنام شمس الدین آئین دکن جلد (۵) صفحہ (۵۶۶) و نقض جلد (۱۳) صفحہ (۵۴۶) ۱۳۰۷؁ف ؎۴ کنڈ ریڈی بنام مانپانی مبجا۔ دکن لا رپورٹ جلد (۳) ۱۳۲۲؁ف صفحہ (۲۰۱) ؎۵ حینی لال بنام ابراہیم خاں آئین دکن جلد ۱۷ ۱۳۱۹؁ف صفحہ (۳۵۴) اجلاس کامل

اسلئے مدعی کا یہ فعل خلاف مصلحت عامہ ہے ایسی نالش قابل سماعت نہیں ہے۔ [۱]

معاہدہ خدمت (۵۵) معاہدہ خدمت کی عدم تعمیل کی نالش ایک عرصہ کے بعد ہونے پر تجویز ہوئی کہ محض یہ امر کہ مدعی علیہ نے معاہدہ تحریری واپس نہیں لیا نہ کوئی جدید دستاویز حاصل کیگئی بلحاظ حالات مقدمہ قابل لحاظ نہیں ہے [۲]

دلالی (۵۶) دلالی۔ دستوری۔ حق سعی۔ کمیشن۔

ایک مقدمہ میں مشتری کے ملازم نے بائع پر حق کمیشن پانیکا دعویٰ کیا مگر کوئی معاہدہ اور تعین زر کمیشن کا ثابت نہیں ہوا تجویز ہوئی کہ ایسا حق السعی ملازم مشتری کو دلانا مصلحت عامہ کے خلاف ہے اور ایسا نقص معاہدہ بیع قانوناً یا شرعاً جائز نہیں ہے۔ [۳]

حق مخبری (۵۷) گشتی محکمہ نظم جمعیت نمبر (۳۰) مورخہ ۲۹ مہر ۱۳۰۶ف کی رو سے مخبر کو ایسی صورت میں کسی انعام پانیکا حق نہیں ہے۔ جبکہ مخبری سے سرکار کو کوئی مالی نفع نہ ہوا ہو۔ [۴]

جرمانہ و بیجند (۵۸) تا وقتیکہ سلسلہ نزاع منقطع نہ ہو جائے رقوم و بیجند کی بابتہ نالش قبل از وقت ہوگی [۵]

دفعہ ۳۰۷

نالش۔ قول پروفیسر ہالینڈ [۶] عدالت مجاز کا انتخاب عدالتی کل کے باقاعدہ طور پر چلانے کے مقابلہ میں آسان ہے۔ یہ کارروائی جیسے۔ قانونی چارہ جوئی۔ فریاد۔ نالش۔ دعوےٰ وغیرہ کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے مراتب مندرجہ ذیل پر متضمن ہے۔

ترتیب دعویٰ (۱) بروے دفعہ (۳۰) ضابطہ دیوانی سرکار عالی نشان (۳) ۱۳۲۳ف ہم مضمون آرڈر (۲-۱) ایکٹ نمبر (۵) ۱۹۰۸ء و دفعہ (۴۲) ایکٹ نمبر (۱۴) ۱۸۸۲ء دعویٰ اسطور پر مرتب کیا جائیگا کہ تمام امور متنازعہ کا قطعی طور پر تصفیہ ہو جاسکے اور اسکے متعلق کوئی مزید نزاع عدالت میں مکرر پیش نہ ہو سکے

---

[۱] کہرام بنام نندلال۔ آئین جلد (۱) صفحہ (۳۸۲) و مخزن جلد (۳) صفحہ (۲۴۶) و مقنن جلد (۹) صفحہ (۲۷۰) ۱۳۰۳ف [۲] چندو جی بنام لعل بندی۔ آئین دکن جلد (۱۳) ۱۳۱۵ف صفحہ (۴۹۲) [۳] غلام محمد خاں بنام داد صاحب مقنن دکن جلد (۱۵) ۱۳۱۲ف صفحہ (۴۴) و تشریح القوانین جلد (۲) ۱۳۱۱ف صفحہ (۵۳۲) [۴] خوطارام بنام سرکار عالی۔ آئین دکن جلد (۱۳) ۱۳۱۵ف صفحہ (۴۹۰) [۵] نواب سلطان الملک بنام رام نارائن آئین دکن جلد (۱۹) ۱۳۲۱ف صفحہ (۲۴۳) [۶] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۳۰۶)

مقدمہ میں کل دعوے کا شمول اور جزو متروک	بروے دفعہ (۳۱) ضابطہ مذکور ہم مضمون ارڈر (۲-۲) ایکٹ نمبر (۵) دو دفعہ (۴۳) ایکٹ نمبر (۱۴)

(۱) ایک بناء دعوی پر مدعی حقدار ہو تو کل دعوی شامل کیا جائیگا اور مقدمہ کو کسی عدالت کی سماعت کے قابل کرنے کی غرض سے مدعی دعوے کا کوئی جزو ترک کر سکتا ہے۔

(۲) ایسے حق کے کسی جزو کا دعوی نہ کرے یا بالارادہ دعوے کو ترک کرے تو ایسے امور کا دعوی پھر نہ ہو سکیگا۔

(۳) ایک بناء دعوی پر متعدد چارہ کار مدعی کو حاصل ہوں تو اوسے اختیار ہے کہ ان میں سے کسیکا دعوی ترک کرے۔ ترک شدہ کا دعوی مدعی پھر نہیں کرسکتا۔ بجز اسکے کہ ایسا ترک باجازت عدالت کیا گیا ہو۔ (ہر وجوب اور اوسکی تعمیل کے اطمینان کیلئے کوئی کفالت اور دعوی جو کسی وجوب کی بناء پر یکے بعد دیگرے پیدا ہوں تو ایک ہی بناء پر دعوے سمجھے جائینگے)

اختیار شمول	بروے دفعہ (۳۲) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۲-۳) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۴۵)

ایکٹ نمبر (۱۴) مدعی کو اختیار ہے کہ ایک ہی مقدمہ میں متعدد بناہائے دعوی بمقابلہ ایک یا زیادہ مدعی علیہم شامل کرے۔ اسیطرح جن مدعیاں کو بمقابلہ مدعی علیہ متعدد بناہائے دعوی میں حق مشترک ہو تو ایسے بناہائے دعوے ایک ہی مقدمہ میں شامل کرسکتے ہیں۔ پس متعدد بناہائے دعوی میں حق مشترک ہو تو مالیت مجموعی پر عدالت کا اختیار سماعت منحصر ہوگا جو بتاریخ ارجاع مقدمہ ہو۔

زبان عرضیدعوی اور اوسکے مندرجہ امور	بروے دفعہ (۶۱ تا ۴۹) ضابطہ مذکور ہم مضمون دفعہ (۲۷) و آرڈر (۷-۱ تا ۸) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۴۹ و ۵۰) ایکٹ نمبر (۱۴)

(۱) عرضیدعوی صاف صاف زبان عدالت (اردو[۱]) میں لکھا جائے گا۔

---

[۱] ملاحظہ ہو دفعہ (۶۳۵) ضابطہ مذکور۔

(۲) عرضیدعویٰ میں۔ نام عدالت۔ مدعی اور مدعی علیہ کا نام معہ ولدیت و پیشہ و قوم و عمر و سکونت (مدعی یا مدعی علیہ نابالغ یا فاترالعقل ہو تو اوسکی کیفیت) واقعات بناء دعویٰ و ظہور بناء دعویٰ۔ اظہار واقعات بغرض اختیار سماعت و میعاد سماعت۔ مدعی کچھہ مجرا دیا ہو یا جزو متروک کیا ہو تو اوسکی مقدار بہ اغراض سماعت۔ اور رسوم عدالت جائداد یا حق مدعوہ کی مالیت بیچے بعد دیگرے درج ہوں گے۔

(۳) زرنقد کے دعوے میں صحیح مقدار لکھنی چاہیئے۔ مقدمات واصلات یا حسابات غیر طے شدہ میں تخمینی مقدار ظاہر کرنی کافی ہوگی۔

(۴) جائداد غیر منقولہ کے دعوے میں حدود معہ پتہ درج ہوں گے اگر جائداد قطعہ اراضی ہو اور اوسکا نمبر قائم ہو چکا ہو تو نمبر درج کیا جائیگا۔ (مسرودے نمبر تعداد ایکڑ و گنٹہ و محال و موقوعہ و موضع و تعلقہ کا اندراج ہوگا)

(۵) قائم مقامی کی حیثیت سے مدعی دعویٰ رجوع کرے تو نہ صرف یہ ظاہر کیا جائے کہ جائداد یا حق مدعوہ میں حق رکھتا ہے۔ بلکہ یہ بھی کہ ارجاع مقدمہ کیلئے ضروری کارروائی عمل میں آچکی ہے۔

(۶) مدعی یہ بھی ظاہر کریگا کہ مدعی علیہ جائداد یا حق مدعوہ سے تعلق رکھتا ہے یا تعلق رکھنے کا ادعا کرتا ہے۔ اور وہ جوابدہی کا مستوجب ہے۔

(۷) اگر دعویٰ خارج المیعاد پیش کیا جائے تو وجہ درج کیجائے کہ کیونکر اثر میعاد سے دعوے محفوظ خیال کیا جاسکتا ہے۔

(۸) وہ دادرسی جو مدعی کرتا ہے یا اوسکے بجائے چاہتا ہے بالصراحت درج کرے۔ (عام دادرسی کی استدعا کی ضرورت نہیں۔ عدالت کی دانست میں مدعی جس دادرسی کا مستحق ہو

اوسیطرح دیگئی گویا کہ وہ طلب کیگئی تھی) وادرسی جو علیحدہ علیحدہ وجود پر مبنی ہو۔ مختلف طور پر اون کی علیحدہ صراحت کیجائے۔

دعویٰ بربناء دستاویز	بروے دفعہ (۵۷ و ۶) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۷ - ۱۴ و ۷ - ۱۵) ایکٹ نمبر

۵، دو دفعہ (۵۹ و ۶۰) ایکٹ نمبر (۱۴) اگر دعویٰ کسی دستاویز کی بناء پر ہو اور وہ اوسکے قبضہ یا اختیار میں ہو تو مدعی عرضی دعویٰ کیساتھ پیش کریگا۔ دستاویز مدعی کے قبضہ یا اختیار میں ہو یا نہ ہو فہرست منسلکہ عرضی میں درج کریگا۔ اور اوسکے قبضہ میں نہ ہو تو بصورت امکان مدعی یہ لکھیگا کہ وہ کس کے قبضہ میں ہے۔

دعویٰ بربناء دستاویز قابل بیع و شرے	بروے دفعہ (۷۷) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۷ - ۱۶) ایکٹ نمبر (۵) دو دفعہ (۶۱) ایکٹ نمبر (۱۴) دستاویز قابل بیع و شرے کی بناء پر دعویٰ ہو اور وہ گم ہو جائے

تو مدعی یہ اقرار لکھیگا کہ اگر کوئی اور شخص اوس دستاویز کی بناء پر دعویٰ کرے تو اوسکی جوابدہی کی ذمہ داری مجھپر ہوگی۔ تو عدالت اِس اقرار کے بعد اوسیطرح ڈگری صادر کرے گی گویا کہ وہ داخل عدالت کیگئی۔

نقل بہی کھاتہ	بروے دفعہ (۸) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۷ - ۱۷) ایکٹ نمبر (۵) دو دفعہ

(۶۲) ایکٹ نمبر (۱۴) جب دعویٰ بربناء اندراج بہی کھاتہ یا کتاب کیا جائے تو اوس اندراج کی نقل معہ بہی کھاتہ اور کتاب کے عدالت میں پیش کیجائے گی۔ جو بعد تصدیق نقل شامل مثل اور اصل مدعی کو واپس کردیجائے گی۔

دستاویز عرضیدعویٰ کیساتھ پیش نہ کرنیکا اثر۔	بروے دفعہ (۹) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۷ - ۱۸) ایکٹ نمبر (۵) دو دفعہ (۶۳) ایکٹ نمبر (۱۴) جب دستاویز مدعی کیجانب سے عرضیدعویٰ کیساتھ پیش نہ ہو تو بلا

اجازت عدالت قابل قبول نہ ہوگی لیکن مدعی علیہ کے کسی گواہ پر جرح کرنے یا کسی خاص واقعہ کی تردید کیلئے جو مدعی علیہ بیان کرے پیش ہو سکتی ہے۔

فہرست دستاویزات اور عرضیدعویٰ کی نقول	بروے دفعہ (۱۰) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۷ - ۹) ایکٹ نمبر (۵) دو دفعہ (۵۸)

ایکٹ نمبر (۱۴) مدعی تمام دستاویزات کی جو اوس نے عرضیدعوےٰ کیساتھ پیش کی ہوں ایک فہرست عرضیدعوے کے ذیل میں درج (اور حسب نمونہ مقررہ) عرضیدعوی کے ساتھ منسلک کریگا۔

اور مدعی عرضیدعوی کی اوتنی نقلیں سادہ کاغذ پر پیش کریگا جتنے مدعی علیہ ہوں (تا سمن کے ساتھ ہر ایک کے پاس ایک ایک نقل روانہ ہوسکے) عدالت کا سررشتہ دار یا دوہ اہلکار جس سے یہ کام متعلق کیا جائے فہرست اور نقلوں کی تنقیح کے بعد اونکی صحت کی تصدیق بہ ثبت دستخط کریگا۔

پلیڈنگ پر دستخط اور اوسکی تصدیق

بروے دفعہ (۵۵ و ۵۶) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۶-۱۴ و ۶-۱۵) ایکٹ نمبر (۵) دفعہ (۵۱ و ۵۲ و ۲ د ۱۱۵) ایکٹ نمبر (۱۴) ہر پلیڈنگ پر فریق اور اوس کے وکیل کے (اگر کوئی ہو) دستخط ہوں گے۔ فریق غیر حاضر ہو تو شخص مجاز دستخط کرسکتا ہے۔

ہر پلیڈنگ کے تحت فریق داخل کنندہ کی۔ اگر ایک سے زیادہ ہوں تو اونمیں سے کسی ایک کی یا ایسے شخص کی جو واقعات مقدمہ سے واقف ہو دستخط تصدیق ہوگی۔ تصدیق کنندہ (اقرار صالح کیا تھا) بالصراحت تصدیق کریگا کہ وہ پلیڈنگ کے کن فقروں کی تصدیق اپنے علم سے کرتا ہے۔ اور کن فقروں کی تصدیق اوس اطلاع پر کرتا ہے جسکو وہ صحیح باور کرتا ہے۔ تصدیقی عبارت پر تصدیق کنندہ کی دستخط تاریخ اور مقام درج ہوگا۔

جب اسطرح سے عرضیدعوی لکاغذ ممہور حسب قانون رسوم عدالت نشان (۶) ۱۳۲۲ف تیار ہوجائے تو اصالتاً یا وکالتاً یا مختارتاً [۱]

---

[۱] بروے دفعہ (۳۷) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۳۰-۱) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۳۶) ایکٹ نمبر (۱۴) ہر فریق اصالتاً یا مختارتاً یا وکالتاً درخواست پیش یا کارروائی کرسکتا ہے۔ اگر عدالت حکم دے تو اصالتاً حاضری لازم ہوگی۔

مختار — بروے دفعہ (۳۸) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۳-۲) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۳۷) ایکٹ نمبر (۱۴) مختار وہ اشخاص ہوسکتے ہیں جنکے پاس مختارنامہ ہو جسمیں کسی فریق نے درخواست دینے یا کسی اقدام کے کرنے کی اجازت دی ہو یا ایسے شخص بھی مختار متصور ہوں گے جو اوس فریق کی جانب سے اور اوسکے نام سے تجارت یا (ملاحظہ ہو حاشیہ صفحہ آئندہ)

عرضیدعویٰ کا پیش ہونا | بروے دفعہ (۶۰) ضابطہ مذکور ہم مضمون دفعہ (۲۶) آرڈر (۴-۱و۲) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۴۸ و ۴۷) ایکٹ نمبر (۱۴) عرضیدعویٰ حاکم عدالت یا اوسکے مقرر کردہ عہدہ دار کے روبرو دبوقت مقررہ عدالت پیش کیا جائیگا۔ جسپر

سررشتہ دار عدالت یا اہلکار مجاز حسب بیان صدر نقول منسلکہ عرضیدعویٰ کی تصدیق اور امور ذیل کی تنقیح کرکے اوسی روز یادداشت تنقیح بدستخط خود۔ حاکم عدالت کے روبرو پیش کریگا۔

بقیہ مضمون حاشیہ صفحہ گذشتہ) کاروبار کرتے ہوں۔ جبکہ وہ فریق مقدمہ حدود عدالت میں نہ رہتا ہو وہ صرف تجارت یا اور کاروبار کے مقدمات میں حاضر ہونے یا کاروبار کرنے یا کوئی عمل کرنے کی حد تک مجاز ہوں گے۔ بشرطیکہ کسی اور شخص کو حاضری یا درخواست یا عمل کرنے کا صراحتاً اختیار نہ دیا گیا ہو۔ اور

وکیل | بروے دفعہ (۴۰) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۳-۴) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۳۹) ایکٹ نمبر (۱۴) وکیل کا تقرر بذریعہ وکالت نامہ ہوگا اور سپر فریق کے یا اوسکے مختار مجاز کے دستخط ہوں گے بعد منظوری وکیل (موکل و وکیل کی دستخط کے بعد) وکالت نامہ عدالت میں داخل کیا جائیگا۔ اور جب تک کہ باجازت عدالت وکیل و موکل کی دستخطی تحریر سے فسخ نہ کیا جائے یا وکیل یا موکل مر نہ جائے یا مقدمہ کی کارروائی ختم نہ ہو۔ وکالتنامہ نافذ رہیگا۔ مجلس عالیہ عدالت کو اختیار ہے کہ کسی وکیل درجہ اول کو جسکو کسی فریق نے بغرض پیروی مقدمہ مقرر کیا ہو اجازت دے دی ہو

بیرسٹر | بلا ادخال وکالت نامہ مقدمہ مرجوعہ مجلس عالیہ عدالت میں پیروی کی اجازت دی کیونکہ بیرسٹر صاحب لاکر وکالتنامہ داخل کرنا ضرور نہ ہوگا لیکن عدالت العالیہ ممالک محروسہ سرکار عالی کی گشتی عـ^{دیوانی}/_{فوجداری} مورخہ ۱۵ اردی ۱۳۲۲ف یہ ہے کہ بیرسٹروں کو لازم ہے کہ وہ قبل پیروی مقدمہ اپنے تقرر کی تحریری اطلاع اپنی دستخط سے عدالت میں پیش کریں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اسپر عمل نہیں ہوتا اسلئے اجلاس انتظامی عدالت العالیہ سے حکم دیا جاتا ہے کہ اگر کوئی عرضیدعوےٰ یا عرضی مرافعہ یا اور کوئی درخواست متفرق بیرسٹر کی دستخط سے پیش ہو تو وہ دستخط بغرض پیروی کافی اطلاع متصور ہوگی اور اگر دوران مقدمہ میں کوئی بیرسٹر مقرر ہو تو ایسی حالت میں اوسکو اپنے تقرر کی تحریری اطلاع اپنی دستخط سے دینی لازم ہوگی۔

ذمہ داری | بروے دفعہ (۳۹) و (۴۱) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۳-۳ و ۵) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۳۸ و ۴۰) ایکٹ نمبر (۱۴) مختار و وکیل پر تحریری احکام عدالت کی تعمیل کا وہی اثر ہے جو فریق پر تعمیل ہونیکی صورت میں ہوتا۔

وکیل و بیرسٹر زبان اردو گفتگو کرینگے | بروے گشتی عدالت العالیہ عـ دیوانی/فوجداری مورخہ ۲۱ آذر ۱۲۹۶ف کوئی وکیل و بیرسٹر عدالتہائے سرکار عالی میں استحقاقاً بزبان انگریزی گفتگو نہیں کرسکتا۔ بروے گشتی عدالت العالیہ نشان دیوانی (۳) مورخہ ۲۳ بہمن ۱۳۳۰ف وکلا و بیرسٹر صاحبین کو چاہیے کہ مقدمہ ابتدائی یا اپیل ختم ہونیکے پہلے نمونہ مقررہ کے بموجب ... اقتنامہ معمول

(۱) آیا عرضی پیش کرنیوالا مجاز اسکے پیش کرنیکا ہے اور بصورت مختار ہونے کے ملازم یا قرابتدار مدعی کا ہے۔

(۲) آیا عرضی دعوی بزبان مروجہ عدالت (اردو) فقرہ وار بعبارت صاف وبلا طوالت و دلائل لکھی گئی ہے۔

(۳) آیا عرضی دعوی پر دستخط مدعی کی ہے اور بصورت وکیل یا مختار ہونے کے دستخط اس وکیل یا مختار کے ہیں۔

(۴) آیا نام فریقین بقید ولدیت وسکونت وپیشہ وعمر صحت سے درج ہیں اور اشخاص جنکا مضمون عرضیدعوے سے تعلق لازمی معاملہ سے پایا جائے کل فریق ہیں۔

(۵) آیا شے متدعویہ کی کافی تصریح وقیمت درج ہے اور غلط طور پر دعاوی مختلف البناء شامل تو نہیں کیگئے ہیں۔

(۶) آیا بلحاظ واقعات مندرجہ عرضیدعوی مدعی کو استحقاق نالش حاصل ہے۔ اور دعوے قابل سماعت عدالت ہذا ہے۔

(۷) آیا تاریخ ومقام ظہور بناء دعوے درج ہیں۔

(۸) آیا دستاویزات بنار نالش منسلک ہیں۔

(۹) آیا عرضی دعوے کافی قیمت کاغذ مہور پر تحریر ہے اور قطعات مکملہ کاغذ بلا وجہ تو زاید نہیں ہیں۔

(۱۰) آیا دعوے بین المیعاد ہے۔

نوٹ ذریعہ گشتی عدالت العالیہ نشان دیوانی (۹) مورخہ ۲۸ مہر سنہ ۱۳۲۴ف سررشتہ داران عدالت وحکامان عدالت کو تاکید اکید کیگئی ہے کہ عرائض دعوی وجوابدعوی کو گہری نظر سے دیکھیں کہ اول

وفضول تو نہیں ورنہ ادن کی ترمیم کرالیں۔

اس یادداشت تنقیح سررشتہ کو ملاحظہ فرمانیکے بعد اگر کوئی سقم عرضیدعوی میں نظر آئے تو مقدمہ نمبر متفرق پر لیا جاکر اور بہ تعین تاریخ فریق کی بحث کیجاکر

غیر ضروری امور کا اخراج | بروے دفعہ (۷۵) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۶-۱۶) ایکٹ نمبر (۵) عدالت کسی نوبت کارروائی پر حکم دے سکیگی کہ پلیڈنگ سے ایسا اخراج یا ترمیم کیا جائے جو غیر ضروری وخلاف تہذیب یا غیر متعلق یا جس سے انصافانہ تجویز میں خلل یا دقت یا تاخیر کا احتمال ہو۔ اور

ترمیم | بروے دفعہ (۵۹) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۶-۱۸) ایکٹ نمبر (۵) عدالت کسی نوبت کارروائی پر پلیڈنگ کی تبدیل یا ترمیم کا حکم دے سکیگی جو انصافانہ ہو اور اصل امر نزاعی مابین فریقین کے تصفیہ کیلئے ضروری ہو۔ مگر عرضیدعوی کی ایسی ترمیم کی اجازت نہ دیجائیگی جس سے نوعیت مقدمہ بدل جائے۔ عدالت نے ترمیم کی مدت مقرر کی ہو تو مدت مقررہ یا ورنہ تاریخ حکم سے چودہ دن کے اندر وہ فریق جسکو اجازت دیگئی ہو ترمیم نہ کرے تو اوسکو ترمیم کی اجازت نہ دی جائے گی بجز اسکے عدالت توسیع منظور کرے۔

مقدمہ کا دوران زیادہ نہ ہونیکے خیال سے ہائیکورٹ ممالک محروسہ سرکار عالی سے ذریعہ گشتی نشان دیوانی (۵) مورخہ ۲۲ دی ۱۳۲۵ف یہ حکم ہوا ہے اور اوسکی پابندی سختی کیساتھ جاری ہے کہ معمولی ترمیم کیلئے عرائض دعوے وعرائض مرافعہ وغیرہ واپس نہ دیجائیں بلکہ مقدمہ نمبر پر ہی قائم رکھکر بہ اطلاع ترمیم عمل میں آئے۔

اگر مقدمہ ناقابل سماعت اس عدالت کے ہو تو

واپسی عرضیدعوے | بروے دفعہ (۵۷) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۷-۱۰) ایکٹ نمبر (۵)

دفعہ (۵۷) ایکٹ نمبر (۱۴) مقدمہ کی کسی نوبت پر عدالت عرضیدعوی کو عدالت مجاز میں پیش کرنے کے لئے اپنی دستخط سے بہ اندراج تاریخ رجوع عرضیدعوی و نام پیش کنندہ و وجوہ واپسی اور تاریخ واپسی ۔ واپس کرے گی ۔ اور

نامنظوری عرضی دعوے | بروے دفعہ (۲ و ۳ و ۴ و ۷ ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۷ - ۱۱ و ۱۲ و ۱۳) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۵۳ و ۵۴ و ۵۵ و ۵۶) ایکٹ نمبر (۱۴) عرضیدعوی نامنظور ہوگی جبکہ بنا ر دعوے ظاہر نہ ہو یا بصورت تعین کمی مالیت میعاد مقررہ عدالت میں اصلاح نہ کیجاے یا باوجود تعین صحیح کے عرضیدعوی کم قیمت کے رسوم پر رجوع کیا جاے اور میعاد معینہ عدالت میں تکمیل نہ کیجاے یا بلحاظ بیانات مندرجہ عرضیدعوی کسی قانون کی روسے ممنوع السماعت ہو ۔

حکم نامنظوری حاکم عدالت معہ وجوہ لکھیگا (بعد نامنظوری مدعی جدید دعوی کرسکتا ہے)

مدعی سے خرچہ مدعی علیہ کی ضمانت | بروے دفعہ (۱۵ م) و (۱۶ م) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۲۵ - ۱ و ۲) ایکٹ نمبر (۵) دفعہ (۳۸۰ و ۳۸۱ و ۳۸۲) ایکٹ نمبر ۱۴ - مقدمہ کی کسی نوبت پر عدالت کو معلوم ہو کہ مدعی یا مدعیان بیرون ملک سرکار عالی رہتے ہیں ۔ اور مدعی یا ان میں سے کوئی سوای جائداد متنازعہ کے ملک سرکار عالی میں کوئی جائداد غیر منقولہ نہیں رکھتا ہے جس سے کل خرچہ مدعی علیہ وصول ہوسکے تو عدالت بطور خود یا مدعی علیہ کی درخواست پر مدعی یا مدعیوں کو ایک مدت معینہ میں ضمانت (بقدر خرچہ) داخل کرنے کا حکم دے سکیگی ۔ (ایسا شخص بھی بیرون ممالک محروسہ سرکار عالی کا ساکن متصور ہوگا جس کے متعلق یہ احتمال ہو کہ وہ ملک سرکار عالی میں اوسوقت موجود نہ ہوگا جبکہ اوسکو خرچہ داخل کرنے کا حکم دیا جاے)

ضمانت میعاد معینہ میں داخل نہ ہو تو عدالت مقدمہ کو خارج کردے گی [۱]

[۱] مقدمہ نرل گیر بنام منوہر گیر مندرجہ آئین دکن جلد (۱۷) سنہ ۱۳۱۹ف صفحہ (۸۹) میں اجلاس کامل عدالت العالیہ ممالک محروسہ سرکار عالی سے یہ طے فرمایا گیا ہے کہ ضمانت خرچہ کیلئے اگر ایک مہلت دیجاے اور مہلت معینہ میں

اگر مدعی تنسیخ حکم اخراج کی درخواست پیش کرکے عدالت کو یہ ثابت کردے کہ مدت معینہ میں کافی وجہ سے ضمانت داخل نکرسکا تو عدالت فریق ثانی کو اطلاع دیکر بشرائط مناسب تنسیخ حکم اخراج سماعت مقدمہ کے لئے تاریخ مقرر کرے گی۔

نوٹ۔ فریق ثانی کی بلاطلبی یا غیر موجودگی میں مقدمہ خارج ہوا ہو تو فریق ثانی کو اطلاع دینے کی ضرورت نہیں۔ بروے دفعہ (۴۰۷) تا (۴۱۰) ضابطہ مذکور بہم مضمون آرڈر (۲۳ - ۱ تا ۴) ایکٹ نمبر (۵) بہ دفعہ (۳۷۳) تا (۳۷۵) ایکٹ نمبر (۱۴) بعد ارجاع مقدمہ ہر وقت مدعی کو اختیار ہے کہ کل یا کسی مدعا علیہ کے مقابلہ میں اپنا مقدمہ اٹھالے یا دعوے کا کوئی جزو ترک کرے۔ عدالت اس امر کے اطمنان کے بعد کہ دعوے کسی سقم ضابطہ کیوجہ نہ چل سکیگا۔ شئے متنازعہ کے یا جزو دعوے کی بابتہ مدعی کو جدید مقدمہ کی ارجاع کی اجازت دینے کے کافی وجوہ ہیں تو عدالت بشرائط مناسب مقدمہ اٹھالینے یا جزو دعوے کو ترک کرنے کی اجازت اور یہ اختیار دے سکے گی کہ وہ شئے متنازعہ مذکور یا جزو متروک کی بابتہ جدید دعوی کرے۔ اسطرح اجازت حاصل کرنے کے بغیر مقدمہ اٹھالیا جائے یا جزو ترک کرے تو ان امور کی بابتہ جدید دعوی نہ ہوسکے گا۔ (مدعی خرچہ فریق ثانی کا ذمہ دار ہوگا) (ایک سے زیادہ مدعیاں ہونے کی صورت میں ان میں سے ایک کو بلا استرضائے دیگر مدعیاں مقدمہ اٹھالینے کی اجازت نہ دیجا سکے گی)، ایسی اجازت کے بعد مدعی ہر جدید دعوے میں قانون میعاد سماعت کا اسطرح پابند ہوگا کہ گویا پہلے دعوی دائر ہی نہیں ہوا تھا۔

دفعہ ۳۰۸ طلبی مدعی علیہ۔ قول سر رنگین[1]

عرضی دعوی داخل ہونیکے بعد مدعی علیہ کی حاضری کیلئے سمن جاری کیا جاتا ہے اسطریقہ کے نشوونما پر نظر ڈالنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

روما کے ابتدائی قانون کے موجب مدعی پر مدعی علیہ کو عدالت میں حاضر کرنا واجب تھا۔ اور تاوقتیکہ وہ حاضر نہ ہوتا کوئی چارہ کار عدالتی حاصل نہیں ہوسکتا تھا۔ اسغرض کیلئے مدعی علیہ کو حاکم عدالت کے روبرو

حاضر ہونے پر مجبور کرنیکا استحقاق مدعی کو قانون (الواح اثنا عشر) کی رو سے حاصل تھا۔ اگر مدعی علیہ حاضر ہونے سے، انکار کرتا تو مدعی اون اشخاص کو جو پاس موجود ہوتے تھے اسواقعہ کیطرف متوجہ کرتا تھا۔ اور اوسکے بعد بھی اگر مدعی علیہ انکار کرتا تو مدعی اوسکو گرفتار کر کے حاضر کرنے کیلئے جبر کا استعمال کر سکتا تھا۔ لیکن مدعی علیہ ضمانت دیکر حاضری سے بچ سکتا تھا۔ ایسی صورت میں ضامن نالش کی ذمہ داری اپنے اوپر لیتا تھا۔

زمانہ **مابعد** میں بجائے اوس حق کے جسکی رو سے مدعی علیہ حاضر ہونے پر مجبور کیا جاسکتا تھا۔ مدعی علیہ ایک روز معین پر عدالت میں حاضر ہونیکا وعدہ کرتا تھا۔ یا اوسکی طرف سے کوئی دوسرا شخص وعدہ کرتا تھا اور یہ وعدہ ضمانت کیساتھ یا بغیر اوسکے کیا جاتا تھا اور عدم ایفاء کیصورت میں سزا مقرر تھی۔ مفصلات میں مدعی کیطرف سے مدعی علیہ کے پاس محض ایک اطلاع نالش کی بھیجی جانی کافی تھی۔ اور اُسکے ساتھ پیشی آئندہ پر حاضر ہونیکے لئے سمن بھی جاری کیا جاتا تھا بالآخر (جسٹینین) کے قانون کے بموجب عدالت مجاز کے روبرو عرضیدعوی کے پیش ہونیکے بعد مدعی علیہ کے نام سمن جاری کیا جاتا تھا۔ (انگلستان) کے قانون قدیم میں یہ مسئلہ کہ

مسئلہ تاوقتیکہ وہ فریق جس کے نام نالش کیجائے عدالت میں حاضر نہ کیا جائے۔ کوئی کارروائی نہیں ہوسکتی۔

قائم رکھا گیا۔ اور گو اب اس قاعدہ کی سختی کم کردی گئی ہے۔ تاہم اسوقت بھی اسکا اسقدر لحاظ کیا جاتا ہے کہ اوس صورت میں بھی جبکہ مقدمہ کی کارروائی بغیر حاضری مدعی علیہ کی جاتی ہے۔ ہمیشہ یہ فرض قرار دے لیا جاتا ہے کہ اوسکی حاضری وقوع میں آئی۔ اس حاضری کے انتظام کیلئے مختلف طریقے بیشتر اختیار کئے جاتے تھے۔ جو اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ مدعی علیہ کا حکومت عدالت کے تابع ہونا عملاً نہیں تو قیاساً اختیاری تصور کیا جاتا تھا۔

اسی اصول کی مد نظر ہماری عدالتہائے سرکار عالی میں بعد ملاحظہ یادداشت تنقیح مرتبہ سررشتہ اگر عرضیدعوے میں کوئی سقم برآمد نہ ہو تو بحکم حاکم عدالت مقدمہ نمبر اصلی پر لیا جا کر بخرچہ[۱] طالب فریق ثانی کے نام عدالت سے سمن جاری کیا جائیگا۔

بلحاظ نوعیت مقدمہ اگر دعویٰ ایسا ہو کہ اوسکا انفصال کامل طور پر بسماعت اول ممکن ہو۔

مثلاً دعویٰ زر نقد۔ تو بروے دفعہ (۳۰) نمونہ ضمیمہ دوم نمبر (ب) نمونہ نمبر (۱) مجموعہ ضابطہ دیوانی

---

[۱] یہ عام قاعدہ اصول مساوات کا ہے کہ جس شخص کا کام کیا جائے اوسکے اخراجات کی ذمہ داری خود اوسپر عائد کیجائے اسی لحاظ سے بروے قانون رسوم عدالت سرکار عالی نشان (۶) بابتہ ۱۳۲۴ف جسطرح عرائض دعویٰ کیلئے رسوم مقرر ہے اوسیطرح زیر دفعہ (۲۷) قانون مذکور حسب ۱عـ رسوم طلبانہ مندرجہ گشتی عدالت العالیہ نشان ۱/۱ دیوانی فوجداری مورخہ یکم بہمن ۱۳۲۰ف رسوم طلبانہ بھی بلحاظ مدارج عدالت و محکمہ جات مال مقرر ہے۔ اوسی موافق بلحاظ تعداد مدعی علیہم زر طلبانہ اور اگر سمن ذریعہ ڈاک یا کسی اور عدالت کے ذریعہ سے تعمیل طلب ہو تو رجسٹری کے آمد و رفت کا خرچ اندرون مدت سہ یوم داخل عدالت کرنا فریق طالب پر لازم ہوگا۔ اگر اندرون مدت مذکور خرچہ لازمی فریق طالب کیجانب سے داخل نہ ہو سکے تو ذریعہ درخواست باجازت عدالت داخل ہوگا۔

اگر فریق طالب خرچہ داخل ہی نہ کرے تو حسب دفعہ (۱۱۶) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۹-۲) ایکٹ نمبر (۵) ودفعہ (۹۷) ایکٹ نمبر (۱۴) مقدمہ بعدم ادخال خرچہ خارج ہوگا۔

یہ امر مخفی نہ رہے کہ یہ تمام خرچہ اگر دعویٰ مدعی ڈگری ہو جائے تو بشمول ڈگری مدعی علیہ سے مدعی کو ملیگا ورنہ مدعی علیہ کا خرچہ مدعی سے دلایا جائیگا۔

اگر کسی مفلس کیجانب سے دعویٰ رجوع ہو تو حسب باب (۲۹) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر ۳۳-آ(۱۶) ایکٹ نمبر (۵) بصورت منظوری درخواست مفلسی وہ شخص مفلس جسکو سوائے پہننے کے ضروری کپڑوں کے اور اوسکے پیشہ کے ضروری آلات اور اون اشیاء کے جنکے ذریعہ سے اوسکی اوقات بسر ہوتی ہو کسی اور قسم کی استطاعت نہ ہو۔ اور دو ماہ کے اندر کوئی جائداد فریباً یا اس غرض سے منتقل نہ کی ہو کہ وہ بصیغہ مفلسی میں مقدمہ رجوع کرنے کی درخواست پیش کر سکے۔ یا شئے مدعا بہا کے متعلق کوئی عہد نہ کیا ہو جسکی بنا پر کسی اور شخص کو شئے مدعا بہا میں کوئی حق حاصل ہو گیا ہو تو ایسا شخص مفلس رسوم عدالت سے تا تصفیہ مقدمہ معاف رہیگا اور بصورت کامیابی شئے مدعا بہا سے۔ اور بصورت ناکامیابی حسب دفعہ (۴۰۴) ضمن (ب) ضابطہ مذکور شخص مفلس سے مقدمہ کا کل خرچہ وصول کیا جائیگا۔

سرکار عالی نشان (۳) بابتہ ۱۳۲۳ف ہم مضمون آرڈر (۵ - ۵) ایکٹ نمبر (۵) ۱۹۰۸ء و دفعہ (۶۸) ایکٹ نمبر (۱۴) ۱۹۸۲ء طلب نامہ بغرض انفصال مقدمہ یا طلبنا بغرض قرار داد امور تنقیح طلب حسب دفعہ مذکور دفعہ (۸۰) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۵ - ۱ و ۲) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۶۴ و ۶۵) ایکٹ نمبر (۱۴) جاری ہوگا

اجرائی طلبنامہ | بروے دفعہ مذکور (۸۰) و دفعہ (۸۱ و ۸۵ و ۸۶) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۵ - ۲ و ۷ و ۸) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۶۶ و ۶۷ و ۷۰) ایکٹ نمبر (۱۴) مدعی علیہ کے نام طلبنامہ بتعین تاریخ و وقت و مقام جوابدہی جاری کیا جائے گا۔ بجز اسکے کہ مدعی علیہ قبل اجراء طلب نامہ حاضر ہوکر دعویٰ مدعی کو تسلیم کرے۔ طلب نامہ کیساتھ عرضیدعوی کی نقل منسلک رہیگی۔ اور طلبنامہ میں یہ حکم ہوگا کہ اپنی جوابدہی کی تائید میں اگر کوئی دستاویز اوسکے قبضہ یا اختیار میں ہو تو پیش کرے۔ جب طلب نامہ انفصال مقدمہ کیلئے ہو تو یہ ہدایت ہوگی کہ تاریخ مقررہ پر ان گواہوں کو حاضر لائے یا عدالت سے طلب کرائے جنکی شہادت پر اپنی جوابدہی کی تائید میں استدلال کا ارادہ رکھتا ہو۔ بعد وصول طلب نامہ مدعی علیہ اصالتاً یا وکالتاً یا ایسے شخص کے ذریعہ جو اہم امور کے متعلق جواب دے سکے جوابدہی کرسکتا ہے۔ اگر عدالت مدعی علیہ کی اصالتاً حاضری ضرور سمجھے تو حکم دیا جائیگا کہ بتاریخ مذکور اصالتاً حاضر عدالت ہو۔

اصالتاً حاضری | بروے دفعہ (۸۲) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۵ - ۴) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۶۷) ایکٹ نمبر (۱۴) وہی فریق اصالتاً حاضر ہوسکتا ہے جسکی سکونت حدود اراضی عدالت ابتدائی کے معمولی اختیار کے اندر ہو یا اگر حدود مذکور کے باہر ہو تو مستقر عدالت سے پچاس میل سے کم فاصلہ پر ہو۔ اگر اوسکے مسکن سے مستقر عدالت تک ⅘ حصہ ریل جاری ہو تو مستقر عدالت سے کل فاصلہ دو سو میل سے کم ہو۔ (یہی احکام حاضری گواہ سے بھی متعلق ہوں گے ملاحظہ ہو دفعہ (۲۰۳) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۱۶ - ۱۹) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ ۱۷۶ ایکٹ نمبر (۱۴)

بروے دفعہ (۴۴۲) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۲۸ - ۸) ایکٹ نمبر (۵) جب کسی ملازم سرکاری کے مقابلہ میں بحیثیت عہدہ دعویٰ ہو اور اوسکی حاضری بلا ہرج کار سرکاری نہ ہوسکتی ہو تو بعد اس اطمینان کی عدالت آنکی اصالتاً حاضری معاف کریگی۔

بروے دفعہ (۴۳۶) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۲۹ - ۳) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۴۳۶) ایکٹ نمبر (۱۴) مقدمات متخاصب یا جماعت متحدہ میں اسکے معتمد یا ڈائرکٹر یا اعلیٰ عہدہ دار کو اصالتاً حاضر کیا عدالت حکم دیسکیگی۔

طریقہ تعمیل طلبنامہ

بروے دفعہ (۸۷) تا (۹۶) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۵ - ۹ تا ۱۹) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ ۲۷ تا ۸۲ ایکٹ نمبر (۱۴) طلب نامہ کا ایک پرت اوس شخص کو جسکی تعمیل مقصود ہے حوالہ کیا جائیگا۔ جب زیادہ مدعی علیہ ہوں تو طلب نامہ کی تعمیل ہر مدعی علیہ پر کیجائے گی۔ طلب نامہ کی تعمیل ذات مدعی علیہ پر ہوگی لیکن اوسکے مختار مجاز پر بھی کافی ہوگی۔ مدعی علیہ نہ ملے یا مختار بھی نہ ہو تو مدعی علیہ کے اہل خاندان کے قسم مذکور سے بالغ شخص پر جو اوسکے ساتھ رہتا ہو تعمیل کیجائے گی

کاروبار کے مقدمہ میں جبکہ مدعی علیہ عدالت کے حدود اراضی میں نہ رہتا ہو تو طلبنامہ کی تعمیل اوسکے مہتمم یا کارندہ پر ہوگی۔ جو حدود مذکور میں اوسکی جانب سے کاروبار کرتا ہو

معاوضہ نقصان جائداد غیر منقولہ کے مقدمہ میں مدعی علیہ کی ذات پر تعمیل طلبنامہ ہوسکے اور اوسکا مختار بھی نہ ہو تو اوسکے کارندہ پر تعمیل کافی ہوگی جسکے اہتمام میں جائداد مذکور ہو۔

جس شخص پر طلبنامہ کی تعمیل کیجائے تعمیل کنندہ طلبنامہ کے ظہر پر اوسکی دستخط تعمیلی لیگا جب مدعی علیہ نہ ملے یا مختار نہ ہو یا ایسا شخص جسپر تعمیل طلبنامہ ہوسکتی ہو نہ ہو۔ یا اشخاص مذکورہ بالا کوئی جسپر تعمیل جائز ہو دستخط کرنیسے انکار کریں تو تعمیل کنندہ (مع دو گواہ) طلبنامہ کا ایک پرت اوسکے مکان کے صدر دروازہ پر چسپاں کردیگا جس میں مدعی علیہ معمولاً رہتا ہو۔ یا کاروبار کرتا ہو یا حصول منفعت کیلئے کوئی کام کرتا ہو جسکے بعد تعمیل کنندہ اصل اطلاعنامہ بعد اندراج حلفی بیان تعمیلی (جسکی تصدیق عہدہ دار اجرا کنندہ کی ہو)

عدالت نے جاری کنندہ طلبنامہ میں واپس کریگا۔ نیز نام و پتہ اوس شخص کا درج کریگا جس نے مکان کی شناخت کی اور جسکی موجودگی میں نقل چسپاں کیگئی۔

اور طریقہ بر تعمیل | بروے دفعہ (۹۷) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۵-۲۰) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۸۲ تا ۸۴) ایکٹ نمبر (۱۴) جب عدالت مطمئن ہوجائے کہ مدعی علیہ تعمیل طلبنامہ نہ ہونیکی غرض سے روپوش ہے۔ یا معمولی طور تعمیل نہیں ہوسکتی تو یہ حکم دیگی کہ عدالت کے منظر عام اور نیز اوس مکان کے نمایاں مقام پر جس میں مدعی علیہ کا آخر مرتبہ رہنا یا کاروبار کرنا معلوم ہو چسپاں کردیا جائے یا بدانست عدالت جس کسی طریقہ سے تعمیل مناسب ہو کی جائے۔

ہدایت متعلق تعمیل سمن | تعمیل اسطرح بحکم عدالت ہونے سے اوسیطرح کافی سمجھی جائے گی کہ گویا ذات مدعی علیہ پر ہوئی۔

گشتی عدالت العالیہ ممالک محروسہ سرکار عالی نشان دیوانی (۷) مورخہ ۷ امرداد ۱۳۲۷ ف میں یہ ہدایت ہے کہ ضابطہ دیوانی سرکار عالی میں اون اطلاعنامہ جات کی تعمیل کا طریقہ جو بذریعہ اہلکار معینہ عدالت کرائی جائے دفعات (۹۰ تا ۹۴) میں درج ہے لیکن جیسا کہ اکثر مقدمات کے ملاحظہ سے مجلس عالیہ عدالت کو معلوم ہوا ہے ان دفعات کے سمجھنے میں ہمیشہ غلطی یا واقعی تعمیل میں سہل انگاری برتی گئی ہے۔ دفعات (۹۰ تا ۹۳) کی تعمیل میں کوئی دقت واقعی پیدا ہی نہیں ہوسکتی ہے اسلئے کہ ذات مدعی علیہ یا اوسکے کارندہ مختار پر تعمیل میں کسی غلط فہمی کا اندیشہ نہیں ہے۔

ف ۲ جتنی دقتیں پیدا ہوتی رہی ہیں وہ دفعہ (۹۴) ضابطہ دیوانی کی تعمیل میں پیدا ہوئی ہیں اب تک طریقہ تعمیل عموماً یہ رہا ہے کہ اہلکار تعمیل کنندہ سمن سرسری طور پر مکان مدعی علیہ پر گیا اور یہ معلوم کرکے کہ مدعی علیہ فی الوقت مکان میں موجود نہیں ہے اطلاعنامہ مکان پر چسپاں کردیا اور اگر رپورٹ کردی کہ تعمیل کردیگئی۔ یہ طریقہ تعمیل نہ صرف ناپسندیدہ بلکہ درحقیقت منشاء ضابطہ کے

خلاف ہے۔ اہلکار تعمیل کنندہ کو یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ مدعی علیہ فی الواقع اوس مکان میں سکونت پذیر ہے یا نہیں۔ اگر یہ معلوم ہو جائے تو یہ دریافت کرنا چاہیئے کہ مدعی علیہ کب اور کسوقت مکان میں عموماً ملتا ہے۔ اگر ایک مرتبہ نہ ملے تو دوبارہ جانا چاہیئے اور اوسکے اوقات موجودگی میں جانا چاہیئے۔ تاحدامکان کوشش کرنا چاہیئے کہ حسب منشاء دفعات (۹۰ تا ۹۴) ذات پر تعمیل ہو۔

اور اگر مدعی علیہ مذکور کسی دوسرے مقام پر گیا ہوا ہے اور اندرون تاریخ پیشی آنے کی امید ہے تو اوسکا اس حد تک انتظار کرنا چاہیئے کہ سمن کی تعمیل ذات مدعی علیہ پر کر کے رپورٹ قبل پیشی مقررہ عدالت جاری کنندہ میں بھیجی جائے۔

ف ۳ اگر حسب فقرہ بالا ذات مدعی علیہ یا مختار کارندہ پر تعمیل ناممکن ہو تو سمن کی تعمیل بذریعہ چسپانیدگی بہ بیت مقررہ حسب منشاء دفعہ (۹۷) کرنا چاہیئے۔

ف ۴ ہر حال میں تعمیل کی رپورٹ میں اس امر کی وضاحت اور صراحت ہونی چاہیئے کہ تعمیل کس طریقہ پر اور کسوقت کیگئی اور حسب منشاء دفعہ (۹۵) اوس شخص کا نام اور پتہ لکھنا چاہیئے جس نے اوس شخص کی شناخت کی ہو جس پر تعمیل کیگئی اور جس نے طلبنامہ کے حوالہ کئے جانے کی غرض سے پیش کئے جانے کو دیکھا ہو۔

دفعہ (۹۵) کی تعمیل بھی عموماً کافی طور پر نہیں ہوتی ہے بلحاظ منشاء دفعہ (۹۵) اون شناخت کنندگان کے پورے اور صحیح نام اور پتے بصراحت رپورٹ تعمیل میں لکھنا چاہیئے۔ تاکہ بوقت ضرورت کوئی فریق اونکو بطور گواہ کے طلب کرا سکے۔

ف ۵ عدالتہائے ماتحت اس گشتی کی تعمیل کیلئے اہلکاران تعمیل کنندگان سمن پر کافی نگرانی قائم رکھنے کے ذمہ دار قرار دئے جاتے ہیں۔

نمونہ نمبر (۵)، کیفیت تعمیل طلبنامہ یا نوٹس جبکہ مدعی علیہ یا مرافعہ علیہ پایا نہ جائے محکمہ گشتی عدالت العالیہ

ممالک محروسہ سرکار عالی نشان دیوانی (۲۱) مورخہ ۱۹ اسفندار ۱۳۱۱ف حسب ذیل ہے۔

مین بحلف اس امر کی تصدیق کرتا ہوں کہ چونکہ مقدمہ مندرجہ بالا میں (۱) مدعی علیہ پایا نہیں جاتا اور جہاں تک مجھکو علم ہے اسکے جانب سے (۲) طلبنامہ لینے کیلئے کوئی مختار مجاز یا کوئی دوسرا شخص جسپر تعمیل ہوسکے موجود نہیں ہے۔ لہذا میں (۳) طلبنامہ منسلکہ ہذا کی نقل بہ ثبت مہر و دستخط عدالت اوس مکان کے بیرونی دروازہ پر جسمیں کہ مدعی علیہ (۴) معمولاً رہتا ہے (۵) چسپان کردی روبرو گواہان مندرجہ ظہر طلبنامہ منسلکہ ہذا کے مرقوم سنہ ۱۳ف دستخط تعمیل کنندہ تصدیق ناظر دستخط تصدیقی حاکم

طریقہ تعمیل طلبنامہ جبکہ مدعی علیہ حدود عدالت میں نہ ہو یا قید ہو یا فوج کا ملازم ہو یا ملازم سرکار ہو	بروے دفعہ (۹۸ تا ۱۰۲) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۵-۲۱ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۸ و ۲۷ و ۲۶) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۸۵ و ۸۷ و ۸۸ و ۸۶ و ۴ و ۲۲۲) ایکٹ نمبر (۱۴) حسب مدعی علیہ دوسری عدالت کے حدود میں رہتا ہو تو اوس عدالت کے ذریعہ۔ یا مدعی علیہ قید ہو تو جہاں وہ محبوس ہے۔ یا وہ فوجی افسر یا سپاہی ہو تو اوسکے کمانڈنگ افسر کے ذریعہ

تعمیل کرائیجائے گی۔ طلب نامہ ذریعہ ڈاک یا مناسب طریقہ سے اونکے پاس بھیجا جائیگا۔

مدعی علیہ سرکاری یا مجلس صفائی یا لوکل بورڈ یا کسی جاگیر کا ملازم ہو تو عدالت کو اختیار ہے کہ اوسکے افسر کے ذریعہ تعمیل کرائے اگر بہ انست عدالت اون کے ذریعہ تعمیل بسہولت ہوسکتی ہو اسطرح طلبنامہ بغرض تعمیل جن اشخاص کے پاس بھیجا جائے اون پر لازم ہے کہ حتی الامکان اوسکی تعمیل کرکے مدعی علیہ کی دستخط وصولی لیکر اسی دستخط اور کیفیت تعمیل کیساتھ عدالت جاری کنندہ طلبنامہ میں واپس کردے ایسی دستخط و کیفیت تعمیل کا ثبوت سمجھی جائے گی۔

طریقہ تعمیل جب مدعی علیہ بیرون ممالک محروسہ سرکار عالی ہو	بروے دفعہ (۱۰۳) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۵ - ۲۵) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۸۹) ایکٹ نمبر (۱۴) مدعی علیہ بیرون ممالک محروسہ سرکار عالی رہتا ہو اور اوسکا

مختار بھی نہ ہو تو حسب طریقہ مقررہ سرکار عالی اوس عدالت میں بھیجا جائیگا جہان مدعی علیہ رہتا ہو۔

عدالت کو اختیار ہے کہ مدعی علیہ کے پاس طلبنامہ ذریعہ رجسٹری ٹپہ یا بطریق مناسب بھیجے۔

حسب رزولیوشن سرکار عالی محکمہ معتمد عدالت وکوتوالی امور عامہ صیغہ عدالت نمبری (۲۶/۴) مورخہ

۱۵ خورداد ۱۳۰۸ف مندرجہ جریدہ اعلامیہ سرکار عالی مورخہ ۲ فروردی ۱۳۱۱ف جز اول صفحات (۲۲۳ و

۲۲۸) نیز گشتی عدالت العالیہ ممالک محروسہ سرکار عالی ۳۳/۲۱ دیوانی فوجداری مورخہ ۲۸ فروردی ۱۳۳۱ف

حسب قرارداد سرکارین راست خط وکتابت فیمابین عدالتہائے سرکار عالی و عدالتہائے برٹش انڈیا

بغرض تعمیل اطلاعنامجات مقدمات دیوانی ہوگی لیکن بروے گشتی عدالت العالیہ ۱/۵۲ دیوانی فوجداری مورخہ

۱۱ مہر ۱۳۰۶ف جب اطلاعنامے بزبان اردو برطانیہ ہند یا ملک امانی حیدرآباد (برار) میں بھیجے

جائیں تو ضرور ہے کہ ان کا ترجمہ بزبان انگریزی یا بزبان مروجہ اوس ملک کے روانہ کیا جاوے۔

(زبان انگلش کو ترجیح دیگئی ہے اور جملہ خط وکتابت بزبان انگلش ہونے کے علحدہ احکام ہیں)

ذریعہ گشتی مجلس عالیہ عدالت ممالک محروسہ سرکار عالی نشان دیوانی (۱۳) مورخہ ۱۱ مہر ۱۲۹۹ف یہ ہدایت

ہوئی ہے کہ تمامی عدالتہائے دیوانی کو حکم دیا جاتا ہے کہ تعمیل سمن و اطلاعنامہ جات مجریہ عدالتہائے

برٹش انڈیا جو عدالتہائے سرکار عالی میں اجرا کیلئے آیا کریں اونکی تعمیل بموجب رزولیوشن نمبر (۲۹/۱۵)

مصدرہ ۹ امرداد ۱۲۹۹ف مجریہ موم ڈیپارٹمنٹ صیغہ عدالت بغیر اخذ زر طلبانہ کے کیا کریں اور

اسیطرح تعمیل اطلاعنامہ جات وسمن مجریہ عدالتہائے سرکار عالی بعدالتہائے سرکار عظمت مدار ہوا کریگی

ذریعہ گشتی عدالت العالیہ ممالک محروسہ سرکار عالی نشان ۳/۳ دیوانی فوجداری مورخہ ۲۹ مردی ۱۳۲۰ف

ایما فرمایا گیا ہے کہ اطلاعنامہ جات موسومہ ملازمین ریلوے کمپنی کی تعمیل مقدمات فوجداری ذریعہ ڈسٹرکٹ

مجسٹریٹ ریلوے کمپنی اور بمقدمات دیوانی ذریعہ سیول جج صاحب سکندرآباد ہوا کرے گی۔

طلبنامہ کے بجائے خط بھیجنا)۔ | بروے دفعہ (۱۰۴) ضابطہ مذکور بہ مضمون آرڈر (۵ - ۳۰) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۹۱ و ۹۲) ایکٹ نمبر (۳) باوجود کسی حکم مندرجہ دفعات سابق عدالت کو اختیار ہوگا

کہ طلب نامہ کے بجائے مدعی علیہ کے نام خط بھیجے جبکہ وہ عدالت کی رائے میں بلحاظ مرتبہ ایسی رعایت کا مستحق ہو۔ خط میں تمام مراتب طلبنامہ درج ہوں گے اور وہ باغراض مقدمہ طلبنامہ متصور ہوگا۔

دفعہ ۳۰۹

نتائج حاضری وغیر حاضری فریقین

ہر سماعت مقدمہ پر مدعی کی حاضری لازمی ہے ورنہ مقدمہ بعدم پیروی خارج ہوگا لیکن روئداد پر فیصلہ صادر ہوسکتا ہو تو مقدمہ بعدم پیروی مدعی خارج نہ کیا جائیگا بلکہ بہ روئداد موجودہ منفصل کیا جائیگا۔ مگر مدعی کیجانب سے وجہ موجہ کیساتھ اندرون مدت (۳۰) یوم اوسکی درخواست بازداری بانسلاک نقل تحریر پیش ہوسکتی ہے[1]۔ جو فریقین کی غیر حاضری میں مقدمہ خارج ہوا ہو تو بلا طلبی اور اگر مدعی علیہ کی حاضری میں مقدمہ خارج ہوا ہو تو بطلبی مدعی علیہ بعد سماعت عذرات اوسکے باخذ لازمی ثبوت و تردد فریقین درخواست بازداری نامنظور یا باداء خرچہ منظور اور مقدمہ نمبر سابق پر آسکتا ہے۔ چنانچہ

ایک مقدمہ میں اجلاس کامل سے تجویز ہوئی کہ تاوقتیکہ درخواستگذار سے ثبوت نہ لیا جای محض سرسری طور پر درخواست بازداری کو نامنظور کرنا خلاف ضابطہ ہے۔[2]

اور ایک مقدمہ میں تجویز ہوئی کہ جب مقدمہ بغیر حاضری فریقین خارج ہونیکے بعد مدعی درخواست بازداری پیش کرے تو عدالت کو اختیار ہے کہ بلا طلبی فریق ثانی اس درخواست کو نامنظور کرے لیکن بعد منظوری اوس درخواست کے جو تاریخ تصفیہ اصل مقدمہ کیلئے مقرر کیجائے اوسکی اطلاع فریق ثانی کو دینا ضروری ہے[3]

ہر تاریخ پیشی مقدمہ پر بوقت[4] عدالت اور اجلاس عدالت پر فریقین کو تین تین مرتبہ آواز دلائی جائیگی[5]

---

[1] مدعی کو اختیار ہے کہ درخواست بازداری پیش کرے یا اوسکا مرافعہ کرے نظر بحالات مقدمہ اگر وجوہ تجویز ثانی پیدا ہوں تو اوسکی درخواست تجویز ثانی بھی پیش ہوسکتی ہے [2] اریا بنام دیو یداس۔ آئین دکن جلد (۱۶) سنہ ۱۳۱۸ف صفحہ (۲۹) اجلاس کامل [3] ملگی نرسنا بنام بادشاہ بیگم آئین دکن جلد (۵) صفحہ (۳۹۳) مقنن دکن جلد (۱۳) صفحہ (۲۵۴) سنہ ۱۳۰۰ف [4] وقت عدالت و دفاتر سرکار عالی بہ موسم گرما ماہ اردی بہشت کے پہلے ہفتہ سے ۹ ماہ امرداد تک صبح (۷) بجے سے (۱۲) تک اور سالم ماہ صیام میں ۹ بجے صبح سے ایک بجے تک اور باقی ایام میں صبح (۱۱) بجے سے شام (۵) بجے تک وقت مقرر ہے [5] جنکے مقابل یکطرفہ کارروائی کا آغاز ہوچکا ہو اونکو آواز دلانے کی ضرورت نہیں ہے *

بروے دفعہ (۱۲۲ و ۱۲۳) ضابطہ دیوانی ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۳) بابتہ سنہ ۱۳۲۳ ف ہم مضمون آرڈر (۹ - ۸ و ۹) ایکٹ نمبر (۵) سنہ ۱۹۰۸ء و دفعہ (۱۰۲ و ۱۰۳) ایکٹ نمبر (۱۴) سنہ ۱۸۸۲ء اگر مدعی غیر حاضر رہے مگر مدعی علیہ حاضر ہو کر دعوی مدعی سے انکار کرے تو مقدمہ بعدم پیروی خارج اور مدعی علیہ حاضر کا خرچہ مدعی غیر حاضر سے دلایا جائیگا بجز اسکے کہ مدعی علیہ کل یا جزو دعوی کو قبول کرے جس صورت میں عدالت بقدر اقبال اوسکے مقابلہ میں فیصلہ صادر کرے گی اور جز باقی ماندہ کا دعوی خارج کیا جائیگا۔ ان دونوں صورتوں میں مدعی جدید دعوی نکر سکیگا لیکن جو مقدمہ بعدم ادخال خرچہ طلبی مدعی علیہ میں یا فریقین کی غیر حاضری میں بعدم پیروی خارج ہوا ہو ان دونوں صورتوں میں بروے دفعہ (۱۱۵ تا ۱۱۸) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۹ - ۱ تا ۴) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۸۰ و ۸۵ و ۸۷) ایکٹ نمبر (۱۴) مدعی کو اختیار ہے کہ جدید دعوی بپابندی قانون میعاد سماعت رجوع کرے۔

اور حسب تذکرۂ صدر ان چاروں صورتوں میں بموجب دفعات مذکور وجہ کافی کیساتھ مدعی درخواست بازدادری پیش کرسکتا ہے جسپر عدالت وجوہ کافی ہوں تو بپابندی بیان صدر اپنے حکم اخراج کو منسوخ کرکے سماعت مقدمہ کیلئے تاریخ مقرر کرے گی۔

بروے دفعہ (۱۲۰ و ۱۲۱) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۹ - ۶ و ۷) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۱۰۰ و ۱۰۱) ایکٹ نمبر (۱۴) تاریخ پیشی مقررۂ عدالت پر اگر مدعی حاضر اور مدعی علیہ حاضر نہ ہو (اور یہ معلوم ہو کہ سمن کی باضابطہ تعمیل مدعی علیہ پر نہیں ہوئی ہے تو بلا خرچہ مکرر سمن جاری اور تاریخ پیشی تبدیل کیجائے گی) اور اگر (مصدقہ رپورٹ حلفی تعمیل کنندہ سے) یہ ثابت ہو کہ مدعی علیہ پر باضابطہ سمن کی تعمیل تو ہو چکی مگر اوسکو حاضری و جوابدہی کیلئے کافی وقت نہ ملا تو بخرچہ مدعی مکرر سمن جاری کیا جاکر تاریخ پیشی تبدیل کیجائیگی۔ اور

اگر یہ ثابت ہو کہ مدعی علیہ پر سمن کی باضابطہ تعمیل ہو چکی ہو۔ اور مہلت کافی ملنے کے باوجود بہ ندائے سہ گانہ غیر حاضر ہے تو اوسکے مقابلہ میں یکطرفہ کارروائی کیجائیگی اور مدعی سے بتائید دعوے یکطرفہ ثبوت لیا جاکر بر دیا اوموجودہ دعویٰ ڈگری یا خارج کیا جائیگا۔

مدعی علیہ بعد کارروائی یکطرفہ تاریخ اختتام مقدمہ تک یا بعد فیصلہ یکطرفہ ڈگری یا حکم کی تاریخ سے یا جس صورت میں طلبنامہ کی تعمیل باضابطہ نہ ہوئی ہو تو جب درخواست گذار کو ڈگری یا حکم کا علم ہو۔ اندرون مدت (۳۰) یوم درخواست تنسیخ کارروائی یکطرفہ یا درخواست تنسیخ فیصلہ یکطرفہ بانسلاک نقل فیصلہ یکطرفہ پیش کرسکتا ہے جنمیں اپنی غیر حاضری کی معقول وجہ ظاہر کرے تنسیخ کارروائی یکطرفہ میں بلا مزید کارروائی۔ اور کارروائی تنسیخ فیصلہ یکطرفہ میں بخرچہ مدعی علیہ۔ مدعی طلب اور اوسکے عذرات سماعت کرکے اور فریقین کو شہادت و تردید کا موقع دینے کے بعد ہر دو صورتوں میں اگر مدعی علیہ اپنی غیر حاضری کی معقول وجہ ظاہر اور ثابت کرے تو بہ ادائی ہرجہ و خرچہ بہ تنسیخ کارروائی یکطرفہ (یا بہ تنسیخ فیصلہ یکطرفہ مقدمہ باز بہ نمبر سابق لیا جاکر) مدعی علیہ کو جوابدہی کی اجازت دیجاسکتی ہے جنمیں مدعی علیہ کی جوابدہی اوسیطرح ہوسکیگی کہ گویا وہ اوسی تاریخ پر حاضر ہوا تھا۔

بیانات فریقین۔ قول بر دفیسر ہالینڈ[1]	**دفعہ ۳۱۰**

بیانات فریقین جنکے ذریعہ سے مدعی اپنے دعوے اور مدعی علیہ اپنی صفائی کی نوعیت سے عدالت کو مطلع کرتا ہے۔ بیان صفائی کا مضمون یہ ہوسکتا ہے کہ (۱) مدعی کے پیش نمودہ واقعات کو اگر صحیح بھی فرض کرلیا جائے تاہم مدعی علیہ کے مقابلہ میں وہ قانونی طور پر باعث نالش نہیں قرار پا سکتے۔ یا

یہ ہوسکتا ہے کہ (۲) مدعی نے جو واقعات پیش کیے ہیں اوس سے مدعی علیہ کو قطعاً انکار ہے یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ (۳) واقعات متذکرہ کو تو مدعی علیہ تسلیم کرتا ہے لیکن بعض دوسرے واقعات **مثلاً**۔ رہائی و واگذاشت یا میعاد سماعت کا منقضی ہو جانا۔ ایسے ہیں جو اس اثر کی نفی کرتے ہیں

[1] ترجمہ الفنڈ یہ بر وفیسر صفحہ (۳۰۶)

جو بصورت دیگر مترتب ہوتا۔

قسم موخر الذکر کے بیان صفائی کو قانون روما میں اکسپشیو کہتے تھے۔ در قانون انگلستان میں اسکا نام (عذر مبنی بر اقبال و احتفاظ) ہے عذر یا تو (موجل) ہوتا ہے جسکا مفہوم یہ ہے کہ حق نالش ابھی حاصل نہیں ہوا۔ اور یا معجل، جسکے معنی یہ ہیں کہ حق مذکور سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔

بحث دونوں طرف سے اوس وقت تک جاری رہتی ہے جبتک یہ بات صاف طور سے ظاہر نہ ہو جائے کہ فریقین کس حد تک اقبال اور کس حد تک انکار کرتے ہیں۔ اور اس لحاظ سے امر متنازعہ فیہ کیا ہے۔

یہ بحث یا تو عدالت کے روبرو میں زبانی طور پر کیجا سکتی ہے۔ جیساکہ سلطنت جرمنی کے ضابطہ دیوانی کی رو سے ہونا چاہئے۔ اور یا بذریعہ تحریر۔ یا مطبوعات بھی عمل میں آسکتی ہے جیساکہ انگلستان میں رائج ہے۔

بحث اگر اچھی طرح سے کیجائے تو اسمیں بہت کچھ عقلی موشگافیوں کی گنجائش نکل آتی ہے۔ لیکن گیئس کے وقت سے جسٹنین کے زمانہ تک اس قسم کی موشگافیوں کا حد اعتدال سے متجاوز ہو جانا یا قانونی نکتہ چینی کی آماجگاہ بنا رہا ہے۔

جواب دہی | بروے دفعہ (۱۰۶) ضابطہ دیوانی ممالک محروسہ سرکار نظام نشان (۳۰) ۱۳۲۳ ف ہم مضمون آرڈر (۸-۲) ایکٹ نمبر (۵) ۱۹۰۸ء جوابدہی میں ایسے حملہ امور کہ مقدمہ چلنے کے قابل نہیں یا معاملہ کالعدم یا قابل انفساخ ہے۔ اور نیز ایسے بنا ہائے دعاوے کہ جنکی صراحت نہ ہونے کی صورت میں فریق ثانی کو سراسیمگی ہو یا واقعات کے ایسے تنقیحات پیدا ہوں جو عرضیدعوے سے نہ پیدا ہوتے ہوں مثلاً فریب۔ میعاد سماعت۔ دست برداری۔ ادائیگی یا واقعات کی ناجوازی ظاہر ہوتی ہو۔ مدعی علیہ کو ظاہر کرنا ضروری ہے۔ [۱]

[۱] جسطرح عرضیدعوے لقرار صالح کیساتھ نہیں ہونا ضرور ہے اسیطرح جوابدعوی بھی اقرار صالح کیساتھ پیش ہونا لازمی ہے۔

انکار صریح ہونا کہ مذبذب بروے دفعہ (۱۰۷ و ۱۰۸ و ۱۰۹) ضابطہ مذکور بہم مضمون آرڈر (۸ - ۳ و ۴ و ۵) ایکٹ نمبر (۵) عام طور پر انکار کافی نہ ہوگا بلکہ مدعی علیہ کو لازم ہے کہ ہر واقعہ جسکی صحت کو وہ تسلیم نہ کرے بصراحت جواب دے کسی واقعہ سے انکار مذبذب نہ ہو بلکہ صاف صاف ہو مثلاً عرضید عوی میں یہ بیان کہ ایک معین رقم وصول ہوئی تو معین رقم کے وصول سے انکار کافی نہ ہوگا بلکہ مدعی علیہ کو بیان کرنا چاہیئے کہ کل رقم یا اوسکا جزو وصول نہیں ہوا۔ یا کسقدر رقم وصول ہوئی اگر مختلف حالات کیساتھ کوئی واقعہ عرضدعوی میں بیان کیا جائے تو اون حالات کیساتھ اوس سے انکار کرنا کافی نہ ہوگا۔ بجز شخص ناقابل کے ہر شخص کے مقابلہ میں ہر واقعہ مندرجہ عرضیدعوی کے محض انکار سے اوسکا تعلیم کیا جانا متصور ہوگا۔ اگر انکار بالصراحت نہ ہو یا لازمی طور پر معناً انکار نہ سمجھا جا سکتا ہو یا جبکہ یہ بیان ہو کہ وہ اسکو تسلیم نہیں ہے۔ عدالت کسی واقعہ کو جو اسطرح تسلیم شدہ متصور ہو اور طور پر ثابت کیئے جانیکا حکم دیسکتی ہے۔

جوابدہی متعلق مجرادہی بروے دفعہ (۱۱۰ و ۱۱۱) ضابطہ مذکور بہم مضمون آرڈر (۸ - ۶ و ۷) ایکٹ نمبر (۵) دو دفعہ (۱۱۱) ایکٹ نمبر (۱۴) جب مقدمہ زر نقد کا ہو مدعی علیہ ایک معین رقم جو حد اختیار سماعت عدالت سے متجاوز نہ ہو اور مدعی سے قانوناً واجب الوصول ہو (بشرطیکہ فریقین کی حیثیت وہی ہو) سماعت اول پر رقم کی تفصیل جوابدعوے میں درج کر کے مجرادہی کی درخواست کر سکتا ہے۔ (بعد سماعت اول ایسا جوابدعوے بلا اجازت عدالت داخل نہ ہو سکیگا) ایسا جوابدعوی عکسی متصور ہوگا۔ عدالت کو اختیار ہے کہ اصل دعوی اور عکسی دونوں کے متعلق قطعی فیصلہ صادر کرے (لیکن کسی وکیل کے حق پر جو اوس خرچہ کی بابتہ ہو جسکا وہ بموجب ڈگری مستحق ہو وہ فیصلہ موثر نہ ہوگا) جب مدعی علیہ متعدد اور علیحدہ بنا ہائے جوابدہی یا مطالبہ مجرا طلب پر جو علیحدہ علیحدہ واقعات پر مبنی ہوں استدلال کرے تو وہ حتی الامکان علیحدہ علیحدہ بیان کیئے جائیں گے۔

بیانات تحریری کا ادخال بروے دفعہ (۱۱۲ و ۱۱۴) ضابطہ مذکورہم مضمون آرڈر (۸ - ۹ و ۱۰) ایکٹ نمبر (۵) دفعہ ۱۱۲ و ۱۱۳) ایکٹ نمبر (۱۴) جوابدعویٰ داخل ہونے کے بعد دعویٰ مجریہ مدعی کے جواب کے سوائے کوئی پلیڈنگ بلا اجازت عدالت داخل نہ ہو سکے گی لیکن عدالت کو اختیار ہوگا کہ ایک میعاد مقرر کر کے کسی فریق کو بیان تحریری یا مزید بیان تحریری داخل کرنیکا حکم دے۔ اگر معیاد مقررہ میں وہ فریق جسکو بیان تحریری داخل کرنیکا حکم دیا گیا ہو داخل نکرے تو عدالت اوسکے خلاف فیصلہ کر سکے گی یا اور کوئی حکم مناسب صادر کر سکے گی۔

استفسار از فریقین بروے دفعہ (۱۲۹) ضابطہ مذکورہم مضمون آرڈر (۱۰ - ۱) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۱۱۷) ایکٹ نمبر ۱۴ مقدمہ کی سماعت اول کیوقت عدالت ہر فریق یا اوسکے وکیل سے دریافت کرے گی کہ وہ اون واقعات مندرجہ عرضی دعویٰ و جوابدعویٰ کو تسلیم یا اون سے انکار کرتا ہے جنکو اوس فریق نے جسکے مقابلہ میں وہ بیان کئے گئے ہیں صراحتاً قبول یا اون سے انکار نکیا ہو یا جنکا لازمی مفہوم ایسا اقبال یا انکار نہ ہو۔ عدالت ایسے اقبال یا انکار کو قلمبند کرے گی۔

دستاویزات کا پیش ہونا بروے دفعہ (۱۶۳ و ۱۶۴) ضابطہ مذکورہم مضمون آرڈر (۱۳ - ۹ و ۲) ایکٹ نمبر (۵) دفعہ (۱۳۸) تا (۱۴۰) ایکٹ نمبر (۱۴) مقدمہ کی سماعت اول پر فریقین اور اون کے وکلا کو لازم ہے کہ جملہ دستاویزی شہادت جو اون کے قبضہ یا اختیار میں ہو جس پر وہ استدلال کرنا چاہتے ہوں بہ نمونہ مقررہ بحوالہ دفعہ مذکور فہرست کیساتھ عدالت میں پیش کریں۔ اگر دستاویزات اسطرح پیش نہ کئے جائیں تو نوبت مابعد پر بلا وجہ موجہ قبول نہ کئے جائینگے اور قبول کرنے کے وجوہ عدالت قلمبند کرے گی۔

منظوری نامنظوری دستاویزات بروے دفعہ (۱۶۵ و ۱۶۶) ضابطہ مذکورہم مضمون آرڈر ۱۳ و ۳ و ۴) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۱۴۰ و ۱۴۱) ایکٹ نمبر (۱۴) کسی نوبت پر بھی دستاویز کو جو غیر متعلق ہو

یا نا قابل ادخال شہادت ہو عدالت وجوہ لکھکر نامنظور کرے گی - جو دستاویز قبول کیجائے اُسکے ظہر پر - نام فریقین - نام پیش کنندہ - تاریخ ادخال قبول کیجانے کی نسبت یادداشت لکھکر حاکم عدالت دستخط کریگا -

ہدایت متعلق اقبال و انکار | تحت دفعہ (۱۶۶) ضابطہ مذکور ذریعہ گشتی عدالت العالیہ نشان دیوانی (۱۰) مورخہ ۲۲ اسفندار ۱۳۲۲ف کے فقرہ (۷) میں تباکید اکید یہ ہدایت فرمائی گئی ہے کہ تمام کارروائی ناکمل رہے گی جبتک کہ عدالت خاص توجہ سے فریقین کا اقبال و انکار ہر کاغذ کے متعلق کیفیت کاغذ پر نہ لکھوالے - لہذا ہدایت کیجاتی ہے کہ اقبال یا انکار کا لکھا جانا بہت بڑا لازمی حصہ ترتیب مثل کا ہے - پس اقبال یا انکار بروقت ادخال کاغذات عموماً اوسی وقت یعنے پیشی اول پر لکھائے جائیں - علحدہ موقع دیا جانا غیر ضروری ہے بجز کسی خاص حالت کے جبکہ عدالت باغراض انصاف کسی خاص مقدمہ میں کسی خاص کاغذ کے متعلق کچھ موقع دینا مناسب تصور کرے ان کاغذات کے اقبال و انکار میں اگر کسی فریق نے بیجا طور پر کوئی طرز عمل اختیار کیا ہو تو عدالت کا فرض ہے کہ اون کاغذات کے ثابت کرنیکے متعلق جو اخراجات ہوں وہ اون فریق قاصر کے ذمہ بلالحاظ نتیجہ مقدمہ عائد کرے - یہ اقبال یا انکار فریقین یا اون کے وکلار کے ہاتھ سے برسر اجلاس لکھائے جایا کریں اور عدالت کی تصدیقی دستخط اوس اقبال یا انکار کے ذیل میں کیجایا کرے -

نوٹ - بروے دفعہ (۱۶۸ و ۱۶۹) ضابطہ مذکور بہ مضمون آرڈر (۱۳ - ۶ و ۷) ایکٹ نمبر (۵) دفعہ (۱۴۲) ایکٹ نمبر (۱۴) جو دستاویزات نامنظور ہوں - یہ اندراج مراتب متذکرہ دفعہ (۱۶۹) ضابطہ مذکور بہ ثبت دستخط حاکم عدالت وہ دستاویزات پیش کنندہ کو واپس کیئے جائیں گے اور جو دستاویزات قبول ہوئی ہوں وہ شامل مثل کیجا ئینگی اور اون پر حسب گشتی مذکور الگزشت

کا ڈالا جانا ضرور ہے۔

نقل پیش ہونا | بروے دفعہ (۱۶۷) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۱۳-۵) ایکٹ نمبر (۵) ء دفعہ (۱۴۱) الف۔ ایکٹ نمبر ۱۴۔ اگر وہ دستاویز جو مقدمہ میں قبول کیجائے کسی دوکان کی چٹھی بہی یا بہی کھاتہ یا کسی اور حساب کا اندراج ہو۔ جو ہمیشہ استعمال ہوتا ہو تو اوسکی نقل اصل کے بجائے شامل مثل کرکے حاکم کی دستخط ہوگی یا اوس اہلکار کی دستخط ہوگی جسکو عدالت نے مقرر کیا ہو اور اصل داخل کنندہ کو واپس کردیا جائیگا۔ اسیطرح اگر دستاویز مذکور ایسی سرکاری مثل کا اندراج ہو جو کسی سرکاری دفتر سے یا بذریعہ کسی عہدہ دار کے پیش ہو یا ایسی کتاب یا حساب کا داخلہ ہو جو اوس فریق کی ملکیت نہ ہو جسکی طرف سے وہ پیش ہو تو عدالت اندراج مذکور کی ایک نقل داخل کرنے کے لئے حکم دے سکیگی۔

دفعہ ۳۱۱

قرارداد امور تنقیح طلب | بروے دفعہ (۴) و (۵-۱۷) ضابطہ دیوانی ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۳) بابتہ ۱۳۲۳ف ہم مضمون آرڈر (۱۴-۱ و ۲) ایکٹ نمبر (۵) ۱۹۰۸ء و دفعہ (۱۴۶) ایکٹ نمبر (۱۴) ۱۸۸۲ء امور تنقیح طلب اوسوقت پیدا ہوتے ہیں جبکہ (الف) کوئی فریق واقعات یا قانون سے متعلق کسی امر متعلقہ نفس مقدمہ کو بیان کرے اور فریق ثانی اس سے منکر ہو

ب۔ امر نفس مقدمہ وہ امر متعلق واقعہ یا قانون ہے جسکا مدعی کو اظہار حق دعوی یا مدعی علیہ کو جوابدہی کیلئے بیان کرنا لازم ہو۔

ج۔ امور تنقیح طلب واقعاتی یا قانونی ہوتے ہیں۔

د۔ عرضیدعوی و جوابدعوی یا استفسار ضروری کے بعد عدالت یہ تعین کرے گی کہ واقعات یا قانون کے متعلق فریقین میں کن امور میں نزاع ہے۔ عدالت وہ امور تنقیح طلب قرار دے گی جس سے صحیح طور پر فیصلہ ہو سکے۔

نوٹ۔ مدعی علیہ کے طرف سے جوابدہی نہ ہو تو امور تنقیح طلب قرار دینا عدالت پر لازم نہیں ہے

ھ۔ عدالت کی رائے میں صرف امور قانونی کی بناء پر مقدمہ یا اوسکا کوئی جزو طے ہو سکتا ہو تو تنقیحات واقعاتی کی تجویز ملتوی رکھکر تنقیحات قانونی کا تصفیہ پہلے کر سکے گی ؎۱

جس مواد پر تنقیحات قائم ہونگی | بروئے دفعہ (۱۴۶) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۱۴۔۲) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۱۴۷) ایکٹ نمبر (۴) تنقیحات مواد ذیل پر پیدا ہونگے۔

الف۔ بیانات جو فریقین نے یا کسی شخص نے اونکی طرف سے از روئے حلف کئے ہوں یا اونکے وکلاء کے بیانات۔

ب۔ بیانات مندرجہ پلیڈنگ یا جو اوس مقدمہ میں بند سوالات کے جواب میں کئے گئے ہوں۔

ج۔ اون دستاویزات کے مضامین جو فریقین میں سے کسی نے پیش کی ہوں۔

اختیار عدالت | بروئے دفعہ (۱۴۷) و (۱۴۸) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۱۴۔۴ و ۵) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۱۴۸ و ۱۴۹) ایکٹ نمبر (۴) صحیح امور تنقیح طلب قائم کرنیکے لئے عدالت ایسے شخص کا جو حاضر عدالت ہو یا وہ حاضر عدالت نہ ہو تو اوسکو حاضر کرا کے اظہار لے سکتی ہے۔ یا ایسی دستاویز طلب کرا کے معائنہ کر سکتی ہے جو پیش نہ ہوئی ہو۔

عدالت قبل صدور ڈگری مناسب شرائط پر امور تنقیح طلب میں ترمیم یا اوسکا اخراج یا اضافہ کر سکتی ہے۔ جو امور نزاعی کیلئے ضروری ہو

سماعت مقدمہ۔ قول پروفیسر ہالینڈ ؎۲ | **دفعہ ۳۱۲** سماعت یا پیشی مقدمہ جس میں ہر ایک فریق امر متنازعہ فیہ کے متعلق اپنے بیان کی صحت کا اطمینان عدالت کو دلانا چاہتا ہے۔ خواہ وہ صحت کسی امر قانونی سے تعلق رکھتی ہو۔ خواہ کسی امر واقعاتی سے۔ اگر امر قانونی سے تعلق رکھتی ہے تو فریق متعلقہ قانون اور نظائر پیش کرتا ہے۔ اور اگر امر واقعاتی سے علاقہ رکھتی ہے تو ثبوت پیش کرتا ہے۔ ثبوت

؎۱ یہ امر ذہن نشین رہے کہ ہر امر قانونی کا اثبات بذمہ مدعی رہیگا کیونکہ یہ کام مدعی کا ہے کہ اپنا دعویٰ تمام اسقام قانونی سے پاک و صاف رکھکر پیش کرے ؎۲ ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۳۰۷)

تحریری بھی ہوسکتا ہے۔ اور زبانی بھی۔ اور اکثر ممالک کے قانون میں ثبوت کے قابل ادخال شہادت ہونیکے متعلق بعض قواعد موجود ہوتے ہیں۔ اور بعض ممالک کے قانون میں تو ان قواعد کی جامعیت اور پیچیدگی بہت کچھ بڑہی ہوئی ہوتی ہے۔

اس قسم کا قانون شہادت بمقابلہ اوس حالت کے جبکہ مقدمہ کی سماعت ایک قانون داں اور تجربہ کار حاکم عدالت کے اجلاس پر ہو اوس حالت میں زیادہ ضروری متصور ہوسکتا ہے۔ جبکہ مقدمہ کی سماعت جوری کے اراکین کریں (قانون شہادت اور اوسکے مقاصد مجموعہ ہذا حصہ دوم فصل ہذا چہارم کے قانون نشان (۲) میں قانون اضافی (شہادت) باب شانزدہم میں من وعن ظاہر کیئے جاچکے ہیں۔ ملاحظہ ہو باب مذکور) اسموقع پر صرف ضابطۂ کارروائی حسب ذیل ظاہر کیا جاتا ہے۔

سنہ ۱۳۲۳ ف

مقدمہ شروع کرنیکا حق اور بار ثبوت | بروئے دفعہ (۲۰۹ تا ۲۱۱) ضابطہ دیوانی ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۳) بابتہ ہم مضمون آرڈر (۱۸ — اور ۲ و ۳) ایکٹ نمبر (۵) سنہ ۱۹۰۸ء ودفعہ (۱۷۹ و ۱۸۰) ایکٹ نمبر (۱۴) سنہ ۱۸۸۲ء مقدمہ شروع کرنیکا حق عموماً مدعی کو ہے لیکن جب واقعات مبینہ مدعی علیہ تسلیم کرکے قانوناً یا مزید واقعات کیساتھ کسی دادرسی مدعی کا عدم استحقاق بیان کرے تو مقدمہ شروع کرنیکا حق مدعی علیہ کو ہوگا۔

مقدمہ شروع کرنیوالا فریق سماعت مقدمہ کی یا کسی تاریخ مابعد پر اپنے مقدمہ کے واقعات بیان کریگا اور اپنے ذمگی امور تنقیحی کی تائید میں شہادت پیش کریگا۔ من بعد فریق ثانی اپنے مقدمہ کے واقعات بیان کریگا اور شہادت تردیدی (اگر وہ پیش کیا چاہتا ہو تو) پیش کرکے عام طور پر بحث کرسکیگا۔ بعد اسکے شروع کرنیوالا مقدمہ کے متعلق عام طور پر جواب دیسکیگا۔ چند امور تنقیحی میں سے بعض کا بار ثبوت شروع کرنیوالے پر نہ ہو تو اوسکو اختیار ہے کہ اوسکی شہادت کسی وقت پیش کرے یا فریق ثانی کی شہادت پیش ہونیکے بعد۔ بصورت آخر وہ اون امور کی شہادت اوسوقت پیش کرسکیگا جبکہ فریق ثانی کل شہادت پیش کرچکے۔ فریق ثانی شہادت پیش شدہ کا جواب دیگا لیکن شروع کرنیوالا فریق تمام مقدمہ کے متعلق ایک عام جواب کا حقدار ہوگا۔

تشریح۔ باب شانزدہم مجموعہ ہذا (قانون شہادت) میں بار ثبوت پر تفصیل سے بحث ہوچکی ہے۔ بلحاظ

اسکے یہاں اسقدر کہنا کافی ہوگا کہ بار ثبوت اوس شخص پر عائد ہوگا جو مقدمہ میں کسی فریق کیجانب سے مطلقاً شہادت پیش نہ ہونے کیصورت میں مقدمہ ہارجائے یا امر تنقیح طلب اوسکے خلاف فیصل ہو جائے۔ اسکے دفعات ضابطۂ دیوانی محولہ صدر کا ماحصل یہ ہے کہ جب مدعی علیہ کے نام حسب دفعہ (۳۰۸) باب ہذا سمن انفصالی جاری ہوا ہو تو بپابندی مضمون سمن فریقین کو لازم ہے کہ سماعت اول پر ہی معہ شہادت اثباتی وتردیدیہ حاضر رہیں۔ اوسی روز بیانات فریقین اور قیام تنقیحات کے ساتھ ساتھ شہادت اثباتی وتردیدی لے لیجاکر بعد سماعت بحث اوسی روز فیصلہ صادر ہوسکیگا۔

چنانچہ بروے دفعہ (۱۴۱) تا (۱۴۴) ضابطہ مذکور رسم مضمون آرڈر (۱۵-۱ تا ۴) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۱۵۲ و ۱۵۳ و ۱۵۵) ایکٹ نمبر (۱۴) سماعت اول کیوقت فریقین میں کسی مسئلہ قانونی یا واقعات کے متعلق نزاع نہ ہو تو عدالت اوسیوقت فیصلہ صادر کرسکے گی۔ اگر منجملہ مدعی علیہم کے کسی ایک کو نزاع نہ ہو تو اوسکے مقابلہ میں فیصلہ اور بقیہ کے مقابلہ میں کارروائی ہوگی۔ اگر فریقین میں نزاع ہو اور امور تنقیح طلب کے متعلق کوئی اور بحث یا شہادت بجز اسکے کہ فریقین اوسوقت پیش کرسکتے ہوں اور اوسی وقت کارروائی کرنے سے ناانصافی نہ ہوتی ہو تو عدالت مقدمہ کو اوسیوقت فیصل کرسکے گی بشرطیکہ اجرائے طلبنامہ قرارداد امور تنقیح طلب کیلئے ہوا ہو تو فریقین یا اون کے وکلا میں سے کسیکو اعتراض نہ ہو۔ اور اگر طلبنامہ قطعی انفصال مقدمہ کیلئے جاری ہوا ہو تو کوئی فریق بلاوجہ کافی مستدلہ شہادت پیش نہ کرے تو عدالت اوسیوقت فیصلہ کرسکے گی۔ یا مناسب خیال کرے تو شہادت پیش کرنے کیلئے ملتوی رکھے گی۔ بلحاظ اسکے چونکہ دفعہ آخر الذکر میں التوا کی اجازت ہے اسلئے عموماً تمامی عدالتہا سرکار عالی کا یہی عملدرآمد جاری ہے۔ کہ عام اس سے کہ سمن انفصالی جاری ہو یا بغرض قرارداد امور تنقیح۔ تاریخ مقررہ پر جواب واستفسارات ضروری کا درجہ طے ہونے کے بعد تنقیحات قائم کیے جاکر ثبوت وتردید کیلئے ایک تاریخ مقرر کیجاتی ہے جس تاریخ فریقین کا فرض ہے کہ بلحاظ

[1] وہ تنقیحات قانونی جو محتاج ثبوت نہ ہوں اور جنکی تصفیہ سے مقدمہ فیصل ہو جاسکتا ہو تو تنقیحات واقعاتی کی تنقیحات

تنقیحات اپنی اپنی ذمگی شہادت اثباتی و تردیدی بطور خود حاضر لائیں یا بذریعہ عدالت طلب کرائیں[1] ۔ اور شہادت حاضر رہے تو بروز مقررہ پہلے شہادت اثباتی اوسکے بعد شہادت تردیدی (اگر فریق مقابل پیش کیا جاتا ہو تو) قلمبند کیجائے گی اور ختم تردید کیساتھ ہی اوسیوقت یا اگر وکلا رصاحبین تیار نہوں تو بر عایت قریب تر کوئی تاریخ مقرر کیجا کر تاریخ مقررہ پر وکلاء صاحبین فریقین کی بحث سماعت کیجائے گی۔ اور بحث پہلے اوس فریق کیجانب سے شروع کیجائیگی جس نے شہادت اثباتی پیش کی ہو جسکے بعد فریق مقابل کیجانب سے جوابی بحث ہوگی اور اوسکے جواب الجواب میں پھر پہلے فریق کو بحث کا موقع دیا جائیگا جسکے بعد فیصلہ صادر فرمایا جائیگا۔

طریقہ قلمبندی اظہار | بروے دفعہ (۲۱۲) ضابطہ مذکور بحکم مضمون آرڈر (۱۸-۴) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۱۸۱) ایکٹ نمبر (۱۴)، حاکم عدالت ۔ گواہ کا اظہار بزبان اردو برسر اجلاس قلمبند کریگا۔ اگر گواہ زبان عدالت بول نہ سکتا ہو تو گواہ کی زبان میں ہی اظہار قلمبند کریگا اور اسکا ترجمہ شامل مثل کریگا۔ حاکم عدالت اگر سمجھ سکتا ہو مگر لکھ نہ سکتا ہو تو زبان عدالت میں قلمبند کر کے اوسکی زبان میں اوسکو سمجھا دیگا۔ اگر گواہ کی زبان نہ سمجھ سکتا ہو تو اہلکار عدالت یا اگر ایسا اہلکار نہ مل سکے تو شخص غیر کو حلف دیکر اوسکے ذریعہ گواہ کا بیان سمجھ کر زبان عدالت میں قلمبند کریگا۔ غیر شخص کی فیس فی یوم (عہ) سے زیادہ نہ ہوگی فیس وہ فریق داخل کریگا جس نے گواہ کو پیش کیا۔ اگر ایسے گواہ کو خود عدالت نے طلب کیا ہو تو فیس وہ شخص ادا کریگا جسکے ذمہ عدالت انصافانہ عائد کرتے (یہ فیس جزو خرچہ ہوگی) ایسا شخص بھی نہ مل سکے تو اس شخص کے ذریعہ کمیشن سے اظہار لیا جائیگا جو اوسکی زبان سے واقف ہو۔ جب کوئی مترجم بھی نہ مل سکے تو عدالت کسی مناسب طریقہ سے اظہار قلمبند کریگی۔

بروے دفعہ (۲۱۳ تا ۲۲۱) ضابطہ مذکور بحکم مضمون آرڈر (۱۸-۵ و ۱۰ تا ۱۸) ایکٹ نمبر (۵)

---

[1] حسب نمونہ مقررہ بموجب گشتی عدالت العالیہ نشان ۳۰/۳۸ دیوانی فوجداری مورخہ ۲۰ شہریور ۱۳۰۰ف فریق کی درخواست طلبی شہود پیش ہونے پر اوسکے مطلوبہ گواہ اوسی کے طرف سے خرچہ طلبی و بھتہ و سفر خرچ گواہاں داخل عدالت ہو تو گواہ طلب کئے جا کر بصورت عدم حاضری بخرچہ لازمی بالجبر طلبی عمل میں آئیگی۔ خرچہ کیلئے ملاحظہ ہو قواعد رسوم

دفعہ (۱۸۲ و ۱۸۶ تا ۱۹۳) ایکٹ نمبر (۱۴) اظہار بطور مسلسل قلمبند کرکے گواہ کو پڑھکر سنانیکے بعد وہ اوسکی صحت تسلیم کرے تو (عدالت اوسکی تصدیق ان الفاظ سے کرکے کہ مظہر نے اپنا بیان سنکر اوسکی صحت تسلیم کی) اوس پر گواہ کی دستخط لیجائیگی۔ ضرورت ہو تو اوسکی تصحیح کرکے اوسپر حاکم عدالت دستخط کریگا۔ اور گواہ کی دستخط لیگا۔

عدالت خود یا فریق یا وکیل کی استدعا پر کسی خاص سوال اور جواب کو یا اعتراض کو اگر کوئی خاص وجہ پائی جائے تو قلمبند کرے گی۔

کسی سوال پر باجازت عدالت اگر کوئی فریق اعتراض کرے تو عدالت سوال اور اوسکا جواب اور معترض کا نام اور اوسکا تصفیہ (جو کچھ ہو) تحریر کرے گی۔ کسی گواہ کے متعلق عدالت کو کوئی امر قابل توجہ معلوم ہو تو اوسکی یادداشت قلمبند کرے گی۔ ابوجہ معذوری حاکم عدالت خود اظہار قلمبند نہ کرسکے تو وجہ لکھکر اپنی نگرانی میں کسی اہلکار سے لکھوائیگا۔ جس حاکم عدالت نے اظہار لکھا ہو قبل تجویز فوت یا تبدیل ہوجائے تو اوسکا جانشین اظہار مذکور پر اوسیطرح عمل کریگا کہ گویا خود اوسی نے لکھا اور اوسی نوبت سے کارروائی شروع کریگا جہاں سے حاکم سابق نے چھوڑا ہے۔ (یہ احکام مقدمہ منتقلہ سے بھی متعلق ہوں گے) اگر کوئی گواہ عدالت کے حدود ارضی کے باہر جانیوالا ہو یا کسی اور وجہ سے اوسکا اظہار لینا ضروری ہو تو عدالت خود یا فریق کی درخواست پر اوسکا اظہار قلمبند کرسکے گی۔ ایسا اظہار بمواجہ فریقین نہ لیا جائے تو اظہار کیلئے ایک تاریخ مقرر کرکے اظہار لیا جائیگا۔ اظہار ہوئے ہوئے گواہ کو عدالت مکرر طلب کرکے بمتابعت قانون شہادت حسب مناسب سوالات کرسکتی ہے۔

کسی نوبت مقدمہ پر عدالت کسی مابہ النزاع جائداد یا شئے کا معاینہ کرسکتی ہے۔

شہادت مسلسل روزانہ قلمبند کیجانی چاہئے | گشتی عدالت العالیہ ۱۴/۱۹ دیوانی فوجداری مورخہ ۷ امرداد سنہ ۱۳۲۶ ف میں ہدایت ہوئی ہے کہ اکثر انفصال مقدمات میں اسوجہ سے تعویق ہوتی ہے کہ عدالتیں مسلسل شہادت

قلمبند نہیں کرتیں۔ جب گواہ حاضر ہو جائیں تو اونکو بغیر اظہار لینے کے ہرگز واپس نہ کرنا چاہئے۔ اور جبتک کہ شہادت مسلسل قلمبند کرنی چاہئے۔ تاوقتیکہ پوری شہادت ختم نہ ہو جاوے یہ طریقہ درست نہیں ہے کہ جبتک کل شہادت حاضر نہ ہو گواہان حاضر کا بیان قلمبند نہ کیا جائے اس سے مقدمہ میں بیجا طوالت ہوتی ہے ایک واقعہ کی جملہ شہادت کا بھی ایک ہی جلسہ میں قلمبند کیا جانا ہر وقت ممکن نہیں ہوتا ہے اور یہ ایک ایسا امر ہے کہ جسکی نسبت کوئی قطعی اور صاف حکم نہیں دیا جا سکتا لیکن جبکہ ایک واقعہ کی شہادت کثیر ہو اور منجملہ اون کے متعدد گواہ حاضر ہوں تو ہمیشہ یہی مناسب ہوگا کہ گواہان حاضر کی شہادت قلمبند کر لیجایا کرے۔ اگر کسی وجہ سے اوس روز شہادت ختم نہ ہو سکے تو مسلسل پیشیاں مقرر کر کے شہادت قلمبند کیجایا کرے۔

شہادت حکام | ذریعہ گشتی عدالت العالیہ نشان $\frac{1}{11}$ دیوانی فوجداری مورخہ ۳۰ مہر ۱۳۰۰ف منظوری سرکار یہ حکم دیا گیا ہے کہ کوئی حاکم عدالت دیوانی یا فوجداری ماتحت مجلس عالیہ عدالت واسطے دینے اظہار کے بابتہ کسی اپنے عمل کے جو اوس نے عدالت میں بہ منصب ایک حاکم عدالت دیوانی یا فوجداری ہونے کے کیا ہو یا بابتہ کسی ایسے امر کے جو اوسی حیثیت سے عدالت میں اوسکو معلوم ہوا ہو طلب اور کسی ایسے سوالات کے جواب دینے پر مجبور نہ کیا جائیگا تاوقتیکہ حکم خاص مجلس عالیہ عدالت صادر نہ ہوا ہو اور دفعہ (۹۸) قانون شہادت ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۲) ۱۳۱۳ف میں یہ حکم ہے کہ کوئی حاکم عدالت بلا اجازت اوس عدالت کے جسکا وہ ماتحت ہو اپنے کسی عمل کی نسبت جو اوس نے عدالت میں اپنے فرض منصبی کی ادائی میں کیا ہو یا کسی اور کی نسبت جو اوسکو عدالت میں بلحاظ اوسکے عہدے کے معلوم ہوا ہو کسی سوال کے جواب دینے پر مجبور نہ کیا جائیگا لیکن کسی اور امر کی نسبت جو اس کے روبرو اوسوقت وقوع میں آیا ہو اوسکا اظہار لیا جائیگا۔

ذریعہ گشتی عدالت العالیہ $\frac{16}{22}$ دیوانی فوجداری مورخہ ۲۰ شہریور ۱۳۰۰ف حسب الحکم نواب مدار المہام بہادر

یہ حکم دیا گیا ہے کہ آئندہ سے نقشہ عدالت بعد غور کافی عہدہ داران سرکار تنہا سے بحیثیت عہدہ دار سرکاری شہادت یا جواب وغیرہ قلمبند کرنے کی تجویز عمل میں لائیں۔

اور ذریعہ گشتی عدالت العالیہ $\frac{۲}{۲}$ دیوانی فوجداری مورخہ ۲۱ آذر ۱۳۱۰ ف یہ حکم دیا گیا ہے کہ عہدہ داران سرکاری کی شہادت بلا خاص ضرورت جائز نہیں ہے۔

اور ذریعہ گشتی عدالت العالیہ $\frac{۲۱}{۳۴۳}$ دیوانی فوجداری مورخہ ۳ مہر ۱۳۱۰ ف عہدہ دار رجسٹری کی شہادت بلا خاص ضرورت جائز نہیں ہے۔

بروئے گشتی عدالت العالیہ $\frac{۴}{۴}$ دیوانی فوجداری مورخہ ۲۲ بہمن ۱۳۳۰ ف حسب فرمان خسروی بعض عہدہ داران صرفخاص جنکی فہرست گشتی مذکور میں شائع کیگئی ہے بجز منظوری حضرت اقدس و اعلیٰ حاضر عدالت نہیں ہو سکتے۔

بروئے گشتی عدالت العالیہ ممالک محروسہ سرکار عالی $\frac{۱۸}{۳۶}$ دیوانی فوجداری مورخہ ۱۷ اردی بہشت ۱۳۲۵ ف۔

جب ڈاکٹروں کی شہادت مطلوب ہو تو بلحاظ حالات اور اون کی مصروفیت کے اسپر غور کرکے کہ بذریعہ کمیشن قلمبندی اظہار میں سہولت ہے یا عدالت میں طلبی مناسب ہے حکم مناسب دیا جایا کرے۔

کمیشن | بروئے دفعہ (۱۷ تا ۳۲۴) ضابطہ مذکور بہم مضمون آرڈر (۲۹ – ۱ تا ۸) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۳۸۲ و ۳۸۴ تا ۳۸۷ و ۳۸۹ و ۳۹۰) ایکٹ نمبر (۱۴) اشخاص ذیل کا اظہار بذریعہ بند سوالات یا اور طور پر قلمبند کرنیکا حکم عدالت دیسکیگی جن کی اصالتاً حاضری بوجہ اعزاز مناسب نہ ہو یا جو بوجہ بیماری یا ضعف ناقابل حاضری ہوں۔ یا قبل تاریخ اظہار بیرون حدود اراضی عدالت جانیوالے ہوں۔ عہدہ داران سرکاری جو بلا ہرج کار سرکاری حاضر عدالت نہ ہو سکتے ہوں۔

(باوجود اعزاز اجرائی کمیشن سے عدالت انکار کرے تو بمتابعت قواعد سرکار عالی اوسکا مرافعہ ہو سکیگا)

اجرائی کمیشن کا حکم عدالت خود یا کسی فریق یا گواہ کی درخواست پر بعد سماعت عذر فریق ثانی۔ (بجز اسکے کہ بمقابلہ مدعی علیہ یکطرفہ کارروائی ہو رہی ہو) صادر کر سکیگی۔ بتائید درخواست حلفنامہ یا اور

شہادت پیش ہوگی۔ اگر گواہ بیرون حدود عدالت ہو تو کمیشن بجز مجلس عالیہ عدالت کے اوس عدالت کے نام جاری ہوگا جس کی معمولی اختیارات ابتدائی کے حدود میں وہ رہتا ہو یا کسی وکیل یا اور کسی شخص کے نام کمیشن جاری ہوگا اور اوسمیں یہ بھی حکم ہوگا کہ کمیشن عدالت جاری کنندہ یا کسی ماتحت عدالت میں واپس بھیجا جائے جب گواہ بیرون ممالک محروسہ سرکار عالی رہتا ہو تو بپابندی قواعد سرکار عالی بھیجا جائیگا وہ عدالت جسمیں کمیشن بھیجا جائے خود یا کسی اور شخص کے ذریعہ اسکی تعمیل کرے گی تعمیل ہونیکے بعد کمیشن معہ شہادت قلمبند شدہ عدالت جاری کنندہ میں بجز اسکے کہ کوئی اور ہدایت ہو واپس کیا جائیگا۔

کیفیت تعمیل اور قلمبند شدہ شہادت بپابندی قانون شہادت جزو مثل اور قابل ادخال شہادت ہوگی گو وجہ اجرائی کمیشن باقی نہ رہے۔ اگر وجہ باقی نہ رہے اور باغراض معدلت عدالت ضرورت سمجھے تو گواہ کو اظہار دینے طلب کر سکیگی۔

گشتی عدالت العالیہ $\frac{۲}{۱}$ دیوانی فوجداری مورخہ ۱۵ر آذر ۱۳۰۹ف کا مضمون یہ ہے کہ جبکہ مدار المہام سرکار عالی نے بلحاظ اعزاز خاندانی بعض عمائدین و معززین بلدہ حیدرآباد کو مکان عدالتہائے سرکار عالی میں حاضر ہو کر شہادت ادا کرنے سے مستثنیٰ فرمایا ہے اور ایسے اشخاص کا اظہار ذریعہ کمیشن قلمبند کرنیکا حکم دیا گیا ہے۔ باوجود اس رعایت سرکار کے بعض اشخاص جو حضوری عدالت سے مستثنیٰ ہیں کمیشن کے روبرو اظہار قلمبند کرانے میں بلا وجہ معقول تعویق کرتے ہیں جسکی وجہ سے عدالت میں بروقت مقدمات منفصل نہیں ہو سکتے اور فریقین مقدمہ بھی مقدمات کا دوران بڑھنے سے سخت پریشان ہو جاتے ہیں لہذا ان قباحتوں کے انسداد کیلئے حسب منظوری جناب نواب مدار المہام بہادر سرکار عالی صیغہ عدالت مراسلہ نشان (۹ ، ۱۷) مورخہ ۴ امرداد ۱۳۰۵ف حسب ذیل احکام صادر کئے جاتے ہیں۔

(۳) جب کسی عدالت کو ایسے مستثنیٰ گواہ کا اظہار ذریعہ کمیشن قلمبند کرانا مقصود ہو تو اوس عدالت پر لازم ہوگا کہ کم سے کم تاریخ قلمبندی اظہار کے ایک ہفتہ قبل اوس گواہ کو ذریعہ مراسلہ اپنا اظہار قلمبند

کرانے سے بقرار داد تاریخ و وقت اطلاع دے ۔

(۳) ایسے گواہ پر جس پر حسب دفعہ بالا اطلاعی مراسلہ تعمیل پائے لازم ہوگا کہ پرت ثانی مراسلہ پر دستخط اطلاعیابی کیساتھ اس امر کی صراحت کردے کہ بتاریخ مقررہ کس مقام پر اور کس وقت اپنا اظہار قلمبند کرانے کے موجود رہیگا ۔

(۴) کمشنر اور فریقین کے وکلا کو تاریخ و وقت و مقام قلمبندی اظہار گواہ سے اطلاع دیجائیگی اور ہر شخص پر پابندی وقت و مقام کی لازم ہوگی ۔

(۵) باوجود طے ہونے مراتب بالا کے اگر کوئی گواہ جو حاضری عدالت سے مستثنٰے ہے اپنے اظہار کے قلمبند کرانے میں بلا وجہ معقول تعویق کریگا تو اوس عدالت کو جہاں سے کمیشن کی اجرائی ہوئی ہو چاہئے کہ ایسے گواہ کیلئے تنسیخ حکم استثناء حضوری عدالت کی تحریک بہ توسط عدالت العالیہ سرکار کے صیغہ عدالت میں معہ واقعات متعلقہ کے پیش کرے ۔

(۶) بربنا اوس تحریک کے جناب مدار المہام بہادر سرکار عالی در بارہ تنسیخ استثناء ایسے شاہد کے حکم مناسب صادر فرمائیں گے ۔

کمیشن بغرض تحقیقات مقامی یا تصفیہ حسابات وغیرہ	بروے دفعہ (۲۲۳ و ۴۲۶ تا ۴۲۸) ضابطہ مذکور بہ مضمون آرڈر (۲۶ - ۹ و ۱۲ تا ۱۴) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۳۹۲ و ۳۹۵ و ۳۹۶) ایکٹ نمبر (۱۴) امر

مابہ النزاع کے انکشاف کیلئے یا کسی جائداد کی قیمت بازار یا واصلات یا مرجہ یا سالانہ منافع خالص کے تعین کیلئے عدالت تحقیقات موقع ضروری سمجھے تو کسی شخص کے نام کمیشن جاری کرکے بعد تحقیقات رپورٹ داخل کرنیکا حکم دیسکیگی ۔ اسیطرح کسی مقدمہ میں تنقیح یا تصفیہ حساب ضرور ہو تو عدالت کو اختیار ہے کہ کسی شخص کو تنقیح حساب یا تصفیہ کیغرض سے کمشنر مقرر کرے ۔ اسیطرح ابتدائی ڈگری کی رو سے جائداد تقسیم طلب ہو تو (وہ جائداد ادائی مالگذاری کی ذمہ دار ہو تو بوساطت تعلقدار) ورنہ عدالت

کسی شخص کے نام بپابندی حقوق مندرجہ ڈگری تقسیم یا علحدگی کیلئے کمیشن جاری کر سکیگی ۔

متفرق احکام متعلق کمیشن | بروے دفعہ (۲۹۴ و ۳۳۴) ضابطہ مذکور بہ مضمون آرڈر (۲۶ – ۱۵ و ۱۸) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۳۹۷ و ۴۰۰) ایکٹ نمبر (۱۴) قبل اجرائی کمیشن وہ فریق جسکے فائدہ کیلئے یا جسکی درخواست پر کمیشن کے اجرا کا حکم ہو میعاد معینہ عدالت میں زر کمیشن داخل کریگا ۔ بجز اسکے کہ اور طور پر ہدایت ہو ۔ ہر کمشنر مجاز ہے کہ فریقین یا گواہ کا اظہار جسکو فریقین یا ان میں سے کوئی پیش کرے یا کسی اور کا جسکا اظہار کمشنر ضروری سمجھے قلمبند کرے یا ان دستاویزات یا دیگر اشیاء کا جو امر تحقیق طلب سے متعلق ہوں معائنہ کرے یا بوقت مناسب اراضی یا عمارات متذکرۂ حکم میں داخل ہو (احکام متعلق طلبی و حاضری و اظہار گواہاں و خرچہ و تاوان ان اشخاص سے بھی متعلق ہوں گے جنکو ان احکام کی رو سے ادائی شہادت و پیشی دستاویز کا حکم دیا جائے) خواہ عدالت جاری کنندۂ کمیشن حدود ممالک سرکار عالی میں ہو یا نہ ہو باغراض احکام ہذا کمشنر عدالت دیوانی سمجھا جائے گا ۔

کمشنر بجز مجلس عالیہ عدالت کے کسی عدالت سے جسکے حدود میں گواہ رہتا ہو گواہ کے نام طلبنامہ یا حکمنامہ جاری کرنے درخواست کرسکتا ہے عدالت حسب صوابدید خود طلبنامہ یا حکمنامہ جاری کر سکے گی ۔ کمیشن جاری کیا جائے تو عدالت حکم دیسکے گی کہ فریقین اصالتاً یا مختارتاً یا وکالتاً روبروے کمشنر حاضر ہوں اگر جملہ فریق یا ان میں سے کوئی حاضر نہ ہو تو کمشنر ان کی غیر حاضری میں کارروائی کرسکتا ہے ۔

بروے گشتی عدالت العالیہ ع ۵/۱ دیوانی / فوجداری مورخہ ۴ ہر دے ۱۳۰۶ف عدالتوں سے جب ملازمین سرکار کے نام کمیشن بغرض قلمبندی اظہار یا دیگر اغراض قانونی کیلئے جن میں کمیشن جاری کرنیکا حکم ہو صادر ہو تو

(۱) جب اہل کمیشن یا گواہ ملازم سرکار عالی ہو تو اسکی فیس اور خوراک متخاصمین سے وصول ہوکر خزانہ سرکاری میں جمع کیجائے ۔

(۲) ایسے کمیشن یا گواہ کو سفر خرچ اور بھتہ حسب قواعد مروجہ متعلقہ سفر خرچ اور بھتہ کے دیا جایا کرے

بروے گشتی عدالت العالیہ ۲۶ دیوانی نو جاری مورخہ ۹ مہر ۱۳۰۹ف اگر کوئی عدالت دوسری عدالت کے نام کمیشن بغرض قلمبندی اظہارات گواہان جاری کرے جس بناء پر اندرون وقت عدالت اظہار قلمبند ہونیکی صورت میں جب ملازمین سرکار بطور کمیشن اظہارات قلمبند کریں تو کوئی فیس نہ ملازم کو اہل مقدمہ سے دلائی جائے گی اور نہ اوسکا کوئی معاوضہ بحق سرکار رجع ہوگا۔

مقدمہ کا سپرد ثالثی کیا جانا	بروے دفعہ (۵۳۹ تا ۵۴۳) ضابطہ مذکور ہم مضمون دفعہ (۸۹) و ضمیمہ دوم فقرہ (۱)

تا (۴) ایکٹ نمبر (۵) دفعہ (۵۰۶ تا ۵۰۹) ایکٹ نمبر (۱۴) وہ کل فریق جو مقدمہ میں غرض رکھتے ہوں۔ امر متنازعہ کو بغرض تصفیہ سپرد ثالثی کرنے پر رضامند ہوکر درخواست کریں تو عدالت قبل صدور فیصلہ ایک مدت مقرر کرکے امر سپردگی کو لکھکر ثالث کے پاس بھیجدیگی۔ ایک سے زیادہ ثالث ہوں تو ہدایت ہوگی کہ سرپنچ مقرر کیا جائے اور بغلبہ آرا فیصلہ ہو۔

فیصلہ بربنا فیصلہ ثالثی	بروے دفعہ (۵۵۵) ضابطہ مذکور ہم مضمون ضمیمہ دوم فقرہ (۱۶) ایکٹ نمبر (۵) و

دفعہ (۵۲۲) ایکٹ نمبر (۱۴) فیصلہ ثالثی داخل عدالت ہونیکے بعد ترمیم یا اصلاح کی ضرورت نہ پائی جاوے یا کوئی درخواست تنسیخ پیش نہ ہو یا پیش ہوکر نامنظور ہو جائے تو عدالت فیصلہ ثالثی کے مطابق فیصلہ صادر کریگی۔ ترتیب ڈگری مطابق فیصلہ ہوگی۔ جسکا مرافعہ نہ ہوسکیگا۔ مگر ڈگری عدالت فیصلہ ثالثی سے متجاوز ہو تو صرف بحد تجاوز مرافعہ ہوسکیگا۔

دفعہ ۳۱۳

چارہ کار مقتضاء وقت

قاعدہ دوران نالش قول مسٹر ٹیلنگ[۱]	**قاعدہ** لیس پنڈنس یعنے دوران نالش۔ ہندوستان سے متعلق کیا گیا ہے اور اس ملک میں بہ نسبت انگلستان کے اوسکو زیادہ وسعت دیگئی ہے۔

انگلستان کے قانون مجریہ سنہ ۲ جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریہ باب (۱۱) دفعہ (۷) کی رو سے لازم ہے کہ ایسی

---

[۱] ترجمہ اصول قانون مسٹر ٹیلنگ صفحہ ۶۷ و ۱۵

حلوتوں میں ایک یادداشت بدرج کیفیت ضروری مرتب اور اوسکی حسب ضابطہ رجسٹری ہو۔ اس قاعدہ کی ایک اوستثنیٰ یہ ہے کہ جو شخص دوران مقدمہ میں جائداد کا خریدار ہو وہ اوس ڈگری کا پابند ہے جو اوس شخص کے مقابلہ میں صادر ہوئی ہو جس سے کہ اوس نے جائداد خریدی ہو یہ قاعدہ ایک بڑی مصلحت عامہ پر مبنی ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو ایسے انتقالات سے جو دوران مقدمہ میں کئے جائیں اوس مقدمہ کی کل غرض و غایت فوت ہو جاتی اور کبھی جھگڑے ختم نہ ہوتے۔ اسی سے یہ مسئلہ قائم ہوا ہے کہ۔

مسئلہ۔ دوران مقدمہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔

جسکا نتیجہ ہوگا کہ اگر کوئی انتقال عمل میں آئے تو وہ کالعدم ہی نہ ہوگا بلکہ فریقین مقدمہ کے حقوق کے تابع رہیگا

حکمنامہ گرفتاری | بروے دفعہ (۵۱۲) تا (۵۱۵) مجموعہ ضابطہ دیوانی سرکار عالی نشان (۳) ۱۳۲۳ف سمت مضمون آرڈر (۳۸ ۔ تا ۴۱) ایکٹ نمبر (۵) ۱۹۰۸ء و دفعہ (۴۷۷ تا ۴۸۰) ایکٹ نمبر (۱۴) ۱۸۸۲ء باستثناء مقدمات مذکورہ دفعہ (۱۱) ضمن (الف) تا (د) ہر مقدمہ کے کسی نوبت پر عدالت مدعی علیہ کی حاضری کیلئے حکمنامہ گرفتاری جاری کر سکے گی جبکہ حلفنامہ سے یا اور طور پر اطمینان ہو جائے کہ مدعی علیہ عدالت کے کسی حکمنامہ کی تعمیل نہ ہونے یا کسی ڈگری کی تعمیل میں مزاحمت یا تاخیر کی غرض سے روپوش ہوگیا یا ہونیوالا ہے۔ یا بیرون حدود عدالت چلا گیا یا چلا جانے والا ہے۔ یا اپنی جائداد یا اوسکے کسی جزو کو منتقل یا بیرون حدود عدالت کردیا ہے یا ملک سرکار عالی کے باہر بغرض تاخیر یا مزاحمت تعمیل ڈگری چلا جانیوالا ہے۔

لیکن وہ تعمیل کنندہ کے روبرو رقم مندرجہ حکمنامہ ادا کرے تو گرفتار نہ کیا جائیگا ایسی رقم تا تصفیہ مقدمہ یا حکم عدالت۔ عدالت میں جمع رہیگی۔ حکمنامہ میں درج ہوگا کہ وجہ ظاہر کیجائے کہ حاضری عدالت کیلئے کیوں ضمانت نہ لیجائے۔ وہ وجہ ظاہر نہ کرے تو عدالت حکم دیگی کہ عدالت میں زر نقد یا جائداد جو دعوے مدعی کے ایفاء کیلئے کافی ہو داخل کرے یا تا تصفیہ عند الطلب حاضر عدالت ہونیکی ضمانت دے۔

ضامن یہ ذمہ داری قبول کریگا کہ مدعی علیہ حاضر نہ ہو تو وہ اوس مقدمہ میں مدعی علیہ کے ذمہ عائد

کی ہوئی رقم ادا کریگا ایسا ضامن ہر وقت اپنے بری الزمہ ہونے کی درخواست دے سکتا ہے۔ ایسی درخواست پر عدالت مدعی علیہ پر طلب نامہ یا حکمنامہ جاری کرے گی۔ جب مدعی علیہ بموجب طلبنامہ یا حکمنامہ حاضر عدالت ہو تو عدالت ضامن کے بری الزمہ ہونے اور مدعی علیہ کو جدید ضمانت داخل کرنیکا حکم دیگی۔ اگر مدعی علیہ جدید ضمانت داخل نہ کرے تو وہ تا تصفیہ مقدمہ یا انفاذ ڈگری مجلس دیوانی میں قید رکھا جائیگا جسکی میعاد اگر دعوے (۵۰) سے زائد نہ ہو تو چھ ہفتہ تک ہوگی لیکن کسی صورت میں چھ ماہ سے زیادہ نہ ہوگی بعد تعمیل حکم مذکور کوئی شخص قید میں نہ رکھا جائیگا۔

نوٹ (۱) قبل اجرائی حکمنامہ یکماہ پیشگی زر خوراک قیدی بحساب فی یوم (۱۴) مدعی داخل عدالت کریگا اور ہر ماہ کی بابتہ پہلی تاریخ کے قبل پیشگی داخل کرتا رہیگا۔ ورنہ مدیون رہا کر دیا جائیگا۔

(۲) مدعی علیہ کو ذریعہ حکمنامہ سپردگی زیر دریافت مجلس دیوانی میں رکھنے کیلئے مہتمم صاحب جیل کی خدمت میں روانہ کیا جائیگا۔

قرقی قبل فیصلہ | بروے دفعہ (۵۱۶ تا ۵۲۳) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۳۸ - ۵ تا ۱۲) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۴۸۳ تا ۴۹۰) ایکٹ نمبر (۱۴) مقدمہ کی کسی نوبت پر حلف نامہ سے یا اور طور پر عدالت کو اطمینان ہو کہ مدعی علیہ تعمیل ڈگری میں مزاحمت یا تاخیر کیلئے جو اوسکے مقابلہ میں صادر کیجائے اپنی جائداد یا اوسکا کوئی حصہ منتقل کرنے والا یا حدود عدالت کے باہر لیجانے والا ہے تو عدالت مدعی علیہ کو حکم دیگی کہ حسب صراحت رقم کی ضمانت مدت مقررہ میں داخل کرے تاکہ وہ یا اوسکا کوئی حصہ انفاذ ڈگری کیلئے حکم دیا جائے تو کافی ہو۔ یا یہ وجہ ظاہر کرے کہ اوس سے کیوں نہ ضمانت لیجائے۔ مدعی قرق شدنی جائداد اور اوسکی تخمینی مالیت کیصراحت کریگا۔ عدالت جسکی قرقی کا مشروط حکم جاری کرسکیگی ضمانت داخل نہ کرے یا وجہ ظاہر نہ کرے تو حکم دیا جائیگا کہ اوسقدر حصہ جو ڈگری کے انفاذ کیلئے کافی ہو قرق کیا جائے۔ ایسی قرقی کی نسبت دعوی یا عذر داری کی تحقیقات اوسیطرح کی جائے گی

جسطرح زر نقد کی قرقی کی تعمیل میں قرقی کیجاتی جائداد منقولہ کی تنقیحات کی جاتی ہے۔ اگر مدعا علیہ بقدر مطالبہ مدعی خرچہ قرقی ضمانت داخل کردے یا جائداد مذکورہ خارج ہو جائے تو عدالت بر خواست قرقی کا حکم صادر کرے گی۔ قرقی قبل از فیصلہ سے اشخاص غیر کے حقوق پر کچھ اثر نہ پڑیگا۔ ڈگریدار جائداد محقوقہ کو تعمیل ڈگری میں نیلام کرا سکیگا۔ قرقی قبل از فیصلہ کے بعد ڈگری بحق مدعی ہو تو پھر قرقی کی ضرورت نہیں۔

پیداوار زراعت کی قرقی قبل از فیصلہ نہ ہو سکے گی۔

نظائر ہائیکورٹ سرکار عالی

(۱) تا وقتیکہ حکم قرقی یا ضمانت قبل از فیصلہ کے قطعی کئے جانے سے قبل فریق ثانی کو اظہار وجہ کیلئے نوٹس کا دیا جانا لازمی ہے اور بلا دینے نوٹس اظہار وجہ کے ایسے حکم کا قطعی کیا جانا ناجائز ہے۔ [1]

(نوٹ) حسب دفعات محولہ صدر اس قسم کی درخواست قرقی قبل از فیصلہ پیش ہونے پر بعد اطمینان عدالت۔ (اطمینان کی صورت یہ ہے کہ یا خذ شہادت مدعی یا بذریعہ مصدقہ حلفنامہ مدعی اطمینان حاصل کرلیا جاکر) مدعی علیہ کے نام باخذ خرچہ لازمی نوٹس جاری کیجائیگی کہ تا تصفیہ مقدمہ حسب صراحت رقم کی ضمانت مدت مقررہ میں داخل کرے اور یہ وجہ ظاہر کرے کہ اوس سے ضمانت مذکور کیوں نہ لی جائے ورنہ یہ حکم قطعی کردیا جائیگا بعد تعمیل نوٹس مدعی علیہ حاضر نہ ہو یا کوئی وجہ ظاہر نہ کرے تو حکم مذکور قطعی کردیا جاکر اگر ضمانت داخل نہ ہوئی ہو تو احکام قرقی یا احکام امتناعی بحق مدعی جاری کئے جائیں گے اگر مدعی علیہ حاضر ہو کر وجہ ظاہر کرے اور مضمون درخواست مدعی سے قطعی انکار کرے تو مدعی سے تائید درخواست ثبوت اور مدعی علیہ سے اوسکی تردید لیجا کر اوسکے متعلق تجویز مناسب کیجائیگی چنانچہ

(۲) ایک مقدمہ میں تجویز ہوئی کہ جب فریق ثانی حاضر ہو جائے اور وہ مضمون درخواست سے قطعی انکار کرے تو تا وقتیکہ واقعات مندرجہ درخواست کی تائید میں کافی ثبوت پیش نہ ہو جائے محض بیان حلفی پر کوئی حکم امتناعی یا قرقی قبل از فیصلہ صادر نہیں ہو سکتا ہے۔ [2]

---

[1] ملیا بنام شنکر راو۔ دکن لا رپورٹ جلد (۱) ۱۳۲۲ ف صفحہ (۲۱۵)، [2] دھنپال راج بگم بنام مساۃ رنگما ایس دکن جلد (۱۷) ۱۳۱۹ ف صفحہ (۱۸۲)

حکم امتناعی عارضی | بروے دفعہ (۴۹۲ تا ۴۹۵) ضابطۂ مذکورہ بمضمون آرڈر (۳۹ - ۱ تا ۵) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۴۹۲ تا ۴۹۶) ایکٹ نمبر (۱۴) کسی مقدمہ میں حلفنامہ سے یا اور طور پر ثابت ہو کہ کوئی فریق مقدمہ جائداد متنازعہ کو نقصان پہونچائیگا یا تلف کردیگا یا کسی ڈگری کی تعمیل میں وہ جائداد ناجائز نیلام ہو جاوے گی۔ یا مدعی علیہ بہ نیت نقصان قرضخواہان اپنی جائداد منتقلہ یا منتقل کرنیوالا ہے تو عدالت (بپابندی احکام صدر) اوسکو اوس فعل سے باز رکھنے کیلئے حکم امتناعی عارضی یا بغرض تحفظ جائداد کوئی اور حکم دے سکیگی۔ ایسا حکم تا حکم ثانی یا تصفیۂ مقدمہ نافذ رہیگا۔

مدعی علیہ کو معاہدہ کی خلاف ورزی یا کسی اور قسم کی مضرت سے روکنے کیلئے دعویٰ معاوضہ یا بلا اسکے کوئی مقدمہ رجوع کیا جاوے تو بدرخواست مدعی عدالت ہر وقت صدور فیصلہ کے قبل یا بعد مدعی علیہ کو معاہدہ کی خلاف ورزی یا مضرت مذکور اور اوسی معاہدہ یا جائداد یا حق سے تعلق رہنے والی کوئی اور خلاف ورزی یا اوسی قسم کی کسی اور مضرت کے روکنے کا حکم امتناعی عارضی جاری کرسکیگی۔ اسکے قیام تک حساب رکھنے اور ضمانت کے متعلق مناسب شرائط قائم کرسکیگی بصورت عدم تعمیل حکم یا خلاف ورزی شرائط خاطی کی جائداد قرق کیجاسکیگی۔ اور اوسکو چھ ماہ تک محبس دیوانی میں رکھنے کا حکم بھی دے سکیگی بجز اسکے کہ عدالت قبل مدت رہائی کا حکم دے۔ ایسی قرقی ایکسال سے زیادہ نہ رہیگی بعد ایکسال عدم تعمیل یا خلاف ورزی جاری رہے تو جائداد مقروقہ نیلام کیجاسکیگی۔ اور زر ثمن سے مناسب معاوضہ دلایا جائیگا۔ بقیہ رقم شخص مستحق کو ادا کیجاوے گی۔ کسی جماعت متحدہ کے نام حکمنامہ امتناعی ہو تو کل شرکاء اور عہدہ داروں پر قابل پابندی ہوگا جنکے ذاتی فعل کا امتناع اس سے مقصود ہو۔

احکام درمیانی | بروے دفعہ (۴۹۶) تا (۵۰۳) ضابطۂ مذکورہ بمضمون آرڈر (۳۹ - ۶ تا ۱۰) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۴۹۶ تا ۵۰۲) ایکٹ نمبر (۱۴) جو جائداد منقولہ کہ متنازعہ ہو یا قبل از فیصلہ قرق کیگئی ہو سریع الزوال ہو یا بوجہ جائز اسکا فوری نیلام مناسب ہو تو عدالت اوسکے نیلام کا حکم دیگی۔

عدالت بدرخواست فریق مقدمہ بغرض مناسب جائداد متنازعہ یا الحیثیت ... کے واسطے یا کسی حفاظت
یا معاوضہ کا حکم دیگی۔ یا بالاغراض بالا یا ان میں سے کسی کی تکمیل کیلئے کسی شخص کو یہ اختیار دیگی کہ کسی فریق
کی مقبوضہ اراضی یا مکان میں داخل ہو یا باغراض مذکورہ بالا میں سے کسی غرض کی تکمیل کیلئے کوئی نمونہ حاصل
کرنے یا حالات کا علم یا ثبوت حاصل کرنے یا معائنہ یا امتحان کرنیکا حکم دیگی جو ضروری یا قرین مصلحت
ایسی درخواست مدعی بعد ارجاع مقدمہ اور مدعی علیہ بعد جواب دعوی بعد اطلاع فریق مقابل پیش کر سکتا
جائداد متنازعہ مقدمہ اراضی مالگذاری ہو اور قابض کی عدم ادائی زر مالگذاری کے باعث اراضی مذکور
کے نیلام کا حکم دیا جائے تو کوئی فریق مقدمہ جو دعویدار حق ہو زر مالگذاری ادا کر کے یا بدون ضمانت یا بلا
ضمانت جائداد پر فوراً قبضہ پا سکتا ہے۔ عدالت ڈگری میں مقابلہ دوسرے شخص کے جو ادائی زر مالگذاری
میں قاصر رہا ہو ادا شدہ رقم مع سود بشرح مناسب شریک کریگی یا اس کی حساب میں مجرا دلائیگی
جسکے اس مقدمہ میں لئے جانیکا حکم صادر ہوا ہو۔

رقم یا شے متنازعہ قابل حوالگی ہو اور کوئی فریق یہ تسلیم کرے کہ وہ دوسرے فریق کیجانب سے
بحیثیت رہن قابض ہے یا دوسرے فریق کی ملک ہے یا اسکو واجب الادا ہے تو عدالت داخل عدالت
کئے جانے یا فریق مذکور کو معہ یا بلا ضمانت حوالہ کرنیکا حکم دیگی۔

معاوضہ قرقی بیجا | بروے دفعہ (۵۳۴) ضابطہ مذکور ہم مضمون دفعہ (۹۵) ایکٹ نمبر (۵) دفعہ (۴۹۱ و ۴۹۲)
ایکٹ نمبر (۱۴) قبل از فیصلہ قرقی یا گرفتاری عمل میں آئے یا حکم امتناعی جاری کیا جائے اور من بعد عدالت
کو معلوم ہو کہ ناکافی وجہ پر درخواست پیش ہوئی تھی یا مدعی ناکامیاب ہوا اور معلوم ہو کہ ارجاع مقدمہ کی معقول
یا مناسب وجہ نہ تھی تو بدرخواست مدعی علیہ مناسب معاوضہ اخراجات یا مضرت (۱۰۰۰ روپیہ) تک
دلاسکے گی۔ لیکن اپنے اختیار سے زیادہ معاوضہ نہ دلاسکے گی۔ جب اسطرح کوئی معاوضہ دلایا جائے
تو ہرجہ کا دعوی نہ ہوسکیگا۔

دفعہ ۲۱۶ | **فیصلہ۔ تدارک پر فیصلہ بالبینہ**

فیصلہ جسکے ذریعہ سے عدالت امر مابہ النزع کا تصفیہ کرتی ہے۔ فیصلہ عدالت۔ استحقاق جائداد یا شان و حیثیت قانونی کے تعین یا ازالہ یا ہرجہ دلانے یا کسی فعل معین کی انجام دہی یا عدم انجام دہی کے حکم سے متعلق ہو سکتا ہے۔

فیصلہ اور اوسکی شنوائی | بروے دفعہ ۲۲۶ ضابطہ دیوانی سرکار عالی ہم مضمون آرڈر (۲۰ – ۱) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۱۹۸) ایکٹ نمبر (۱۴) سماعت مقدمہ کے بعد اوسی وقت یا باطلاع فریقین کسی تاریخ آئندہ پر بر سر اجلاس فیصلہ سنایا جائیگا۔ حاکم سابق نے فیصلہ لکھا ہو لیکن سنایا نہ ہو تو اوسکا جانشین سنا سکتا ہے۔ فیصلہ پر دستخط ہونیکے بعد بجز تجویز ثانی کے کوئی تبدیل یا اضافہ نہ کیا جائیگا۔ (صرف لفظی یا حسابی غلطی کی اصلاح ہو سکیگی)

امور مندرجہ فیصلہ | بروے دفعہ (۲۲۶) تا دفعہ (۲۳۰) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۲۰ – ۱ تا ۵) ایکٹ نمبر ۵ و دفعہ (۱۹۰ و ۲۰۲ تا ۲۰۴) ایکٹ نمبر (۱۴) فیصلہ میں مقدمہ کے واقعات کا مختصر بیان اور ہر تنقیح کا تصفیہ معہ وجوہ لکھا جائے گا۔ بجز اسکے کہ ایک یا بعض کا تصفیہ انفصال مقدمہ کیلئے کافی ہو۔

نوٹ فیصلہ بزبان عدالت اُردو میں اسطرح لکھا جائیگا کہ اولاً مختصر بیان دعوی۔ اوسکے بعد مختصر جواب دعوی اوسکے بعد وہ تنقیحات جو عدالت نے قائم کئے ہیں۔ اوسکے بعد سلسلہ وار ہر ایک تنقیح کی بابتہ فریقین نے جو کچھ ثبوت و تردید پیش کیا ہو اوسکا اظہار کیا جائیگا اور اوس ثبوت و تردید پر مدلل بحث کیجاکر اوس تنقیح کا تصفیہ کیا جائیگا اسطرح یکے بعد دیگرے کل تنقیحات کا تصفیہ کیا جانیکے بعد اون تنقیحات کے تصفیہ سے جو نتیجہ پیدا ہو سکتا ہو اوسکا اظہار آخری تنقیح دادرسی یعنے (مدعی کس دادرسی کا مستحق ہے) میں کیا جاکر آخری حکم بالفاظ مختصر و جامع لکھا جائیگا۔ اور فریق غالب کا وہ خرچہ جو اوس مقدمہ میں اوسکی طرف سے ہوا ہو فریق مغلوب سے دلایا جائیگا۔ اور ختم فیصلہ پر دستخط حاکم بصراحت عہدہ باظہار تاریخ ہوگی۔ فیصلہ میں جن امور پر لحاظ لازمی

ہے وہ امور حسب ذیل ہیں۔

الف۔ ذریعہ گشتی عدالت العالیہ نمبر ۳۰/۱۴ دیوانی فوجداری مورخہ ۲ اسفندار ۱۳۱۱ف ہدایت ہوئی کہ تاوقتیکہ سیاق عبارت سے دوسرا مفہوم ظاہر نہ ہو گشتیات عدالت العالیہ میں الفاظ ذیل ہمیشہ ادن معنی میں مستعمل ہوتے ہیں۔ جنکا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

تجویز مقدمات فوجداری و دیوانی میں (تجویز) اوس مضمون کو کہتے ہیں کہ جسمیں رائے قائم کرنے کے وجوہ درج ہوں یعنی معنی اسکے (جانچ کرنا) ہیں انگریزی میں اسکو (جج منٹ) کہتے ہیں بعض حکام غلطی سے اس لفظ کو تمہید سے تعبیر کرتے ہیں۔ جو درحقیقت دیباچہ ہے۔ اور بمعنی تجویز استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

فیصلہ مقدمات مذکور میں بعد تحقیقات جو رائے قائم کیجاتی ہے اسکی بنا پر حکم آخر صادر ہوکر مقدمہ ختم کیا جاتا ہے۔ اسکو اصطلاح میں فیصلہ۔ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ فیصلہ کے لغوی معنی منقطع کرنے کے ہیں جس سے مقدمہ ختم ہوجاتا ہے۔ بربنائے حکم اخیر مقدمہ منفصل ہوجاتا ہے۔ مقدمات فوجداری میں فیصلہ سے مقصود رہائی یا برات یا تعزیر یا قصاص ہوتا ہے۔ مقدمات دیوانی میں اس حکم کے آخر سے ڈگری یا انفصال امور متنازعہ کرکے نتیجہ کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔

حکام عدالتہائے سرکار عالی لحاظ رکھیں کہ ان ہر دو اصطلاحات مذکور کو جو بہت واضح ہیں بے محل استعمال نہ کیا کریں۔

دفعہ (۲) ضمن (الف) ضابطہ دیوانی ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۳) بابتہ ۱۳۲۳ف میں فیصلہ کی تعریف اسطرح کیگئی ہے کہ (فیصلہ) سے وہ تحریر مراد ہے جسمیں حاکم عدالت نے ڈگری یا حکم کے وجوہ بیان کئے ہوں۔

ب۔ بروئے گشتی عدالت العالیہ ۱ دیوانی فوجداری مورخہ ۲۷ دی ۱۲۹۹ف بحوالہ حکم نواب صدر المہام بہادر

عدالت حکام عدالت کو تاکید اکید کیگئی ہے کہ حکم ذیل کی نہایت توجہ اور احتیاط سے تعمیل ہوا کرے اگر آیندہ کسی عہدہ دار کا کوئی فیصلہ اسکے خلاف مجلس کے ملاحظہ میں آئیگا تو ایسا عہدہ دار نہ صرف متوجب باز پرس خیال کیا جائیگا بلکہ یہ سمجھا جائے گا کہ ایسا عہدہ دار اس عہدہ کے قابل نہیں ہے جسپر وہ مامور ہے۔

ف ۲ تمامی عدالتہاے ابتدائی کو ضرور ہے کہ مقدمہ میں جسقدر امور قانونی اور واقعاتی تنقیح طلب ہوں اونکا فیصلہ جدا جدا کافی وجوہ اور دلائل کیساتھ بحوالہ احکام شرعی و مسائل قانونی کیا کریں

ف ۳ علیٰ ہذا عدالتہاے مرافعہ کو ضرور ہے کہ منجملہ وجوہات مرافعہ مرجوعہ کی نسبت دلائل منظوری یا نامنظوری مفصلاً بذکر احکام شرعی مسائل و احکام قانونی لکھا کریں۔

ج۔ بروے گشتی عدالت العالیہ عـ $\frac{۱۲}{۲۸}$ دیوانی/فوجداری مورخہ ۲۵ فروردی ۱۳۲۵ف و بروے گشتی عدالت العالیہ عـ $\frac{۶}{۵}$ دیوانی/فوجداری مورخہ ۲۸ مرداد ۱۳۲۶ف نظار عدالت اظہارات و تجاویز صاف خط میں لکھا کریں۔ جن حکام کا خط باوجود اہتمام صاف نہ ہو جائے انکا وقتاً فوقتاً مبیضہ کرا کے بعد تصدیق صحت شریک مثل کیا کرے۔

د۔ بروے گشتی عدالت العالیہ عـ $\frac{۹}{۱۱}$ دیوانی/فوجداری مورخہ ۲۲ آبان ۱۳۰۱ف حکام اپنی دستخط کے ذیل میں اپنے اقتدارات کی بھی صراحت کردیا کریں۔

ھ۔ بروے گشتی عدالت العالیہ نشان دیوانی (۲) مورخہ ۲۳ آذر ۱۲۹۷ف یہ ہدایت فرمائی گئی ہے کہ فریقین کی شہادت اثباتی و تردیدی لینے اور سماعت بحث کے بعد فیصلہ اوسی وقت بر سر اجلاس سنا دینا اور فریقین حاضر کی دستخط فیصلہ پر لے لینا عدالتوں پر لازم ہے۔

ف ۲۔ اگر کوئی حاکم بعد مرتب کرنے مقدمہ و سماعت بحث کے فوراً کسی وجہ سے فیصلہ تحریر نہ کرے تو اسے لازم ہے کہ خاص بغرض سنانے فیصلہ کے ایک تاریخ مقرر کرکے اوسکی اطلاع فریقین کو دیدیا کرے۔ یعنے مثل میں اسطرح کا ایک حکم لکھا جایا کرے کہ واسطے سنانے فیصلہ کے فلاں تاریخ مقرر ہو پس اوس تاریخ تنبیہ کہ پر جب فریقین حاضر ہو جائیں۔ بعد سنانے فیصلہ کے اون کی دستخط اطلاعیابی فیصلہ پر لیجا کر

تاکہ آئندہ کسیکو یہ عذر نہ ہو کہ اوسکو فیصلہ نہیں سنایا گیا۔

ف ۳ اگر کوئی فریق اوس تاریخ پر جو فیصلہ سنانے کیلئے مقرر ہو غیر حاضر ہو تو اوسکی غیر حاضری لکھی جائے گی اور یہ سمجھا جائیگا کہ گویا اوس کو فیصلہ سنا دیا گیا۔

ف گشتی عدالت العالیہ نشان دیوانی (۵) مورخہ ۱۰ اردی بہشت ۱۲۹۶ف میں عدالتوں کو پابندی مسائل مذہبی کی تاکید فرمائی جاکر حسب ذیل امور ظاہر فرمائے گئے ہیں۔

(۱) مقدمات۔ ترکہ و وراثت و نکاح و طلاق و تبنیت و وصیت و ہبہ و حضانت و تولیت و پرورش و نان و نفقہ میں اور اون حقوق و فرائض میں جو متعلق با مور مذہبی ہوں۔ اگر فریقین ہنود ہیں تو شاستر کے موجب اور اگر مسلمان ہیں تو شرع شریف کے موافق حقوق کا فیصلہ ہونا چاہئے۔

(۲) ایک مقدمہ میں جسمیں فریقین ہنود تھے عدالت دیوانی خورد بلدہ سے یہ استصواب پیش ہوا کہ آیا حلف غریم المیت جو مبنی بر حکم شرع ہے ایک ایسے مدعی سے جو ہنود مذہب کا ہو لیا جائے یا نہیں۔ اسکے نسبت مجلس کی یہ رائے ہے کہ حلف غریم المیت جو متعلق ایک ضابطہ یا کارروائی عدالت کے ہے وہ بالعموم بلا لحاظ ملت و مذہب لیا جائیگا اور جسپر عائد ہو اوس سے لیا جائیگا۔

گشتی عدالت العالیہ نشان دیوانی (۱۰) مورخہ ۲۵ شہریور ۱۳۱۸ف میں حکم ہے کہ حلف غریم المیت ایک قاعدہ شرعی ہے اور اس سے قبل گشتی نشان (۵) دیوانی مورخہ ۱۰ اردی بہشت ۱۲۹۶ف کے ذریعہ سے بھی صاف طور پر ہدایت کردی گئی تھی کہ بلا لحاظ ملت و مذہب کے اوسکی پابندی عدالتوں کو کرنی چاہئے۔ مگر بعض امثلہ کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایسے حلف کی پابندی کما ینبغی نہیں ہوتی ہے۔ لہذا تاکید کیجاتی ہے کہ گشتی مذکور کی پابندی کیجایا کرے۔ مزید انکشاف کیلئے ان صورتوں کی صراحت کردی جاتی ہے جنمیں مدعی سے حلف غریم المیت کا لیا جانا ضروری ہے۔ اور یہ کہ کسوقت یہ حلف لیا جائے بالعموم دوران مقدمہ میں اوس مدعی سے حلف غریم المیت لیجائے گی جو شخص متوفی کی جائداد پر کوئی

مطالبہ اور ذمہ داری عائد کرتا ہو۔ حلف سے یہ مضامین دریافت کئے جائینگے کہ۔

(۱) متوفی کے حیات میں نیز اوسکے بعد بھی وہ مطالبہ قائم تھا یا نہ یا خود شخص متوفی سے یا اوسکی جائداد وصول پایا

(۲) نہ اوسکی جانب سے کسی اور شخص نے ادا کیا ہو (۳) نہ اس نے قبل خود اوس نے اس مطالبہ کو معاف کیا

(۴) نہ اسکے عوض میں کوئی مال اسکے پاس رہن ہے (۵) نہ اس مطالبہ کا حوالہ ہوا ہے۔

نوٹ دعوی دین متوفی میں ان گشتیات صدر کی پابندی لازمی ہے۔

زیر دو گشتی عدالت العالیہ $\frac{12}{22}$ دیوانی فوجداری مورخہ ۳۰ آبان ۱۳۲۳ف عہدہ داران عدالت اپنے مسکن پر تجویز و تحقیقات عدالت کا کام انجام دینے کے مجاز نہیں ہیں۔ اگر کوئی حاکم اسکے خلاف عمل کرے تو عدالت العالیہ سخت نوٹس لینے پر مجبور ہوگی۔

ضروری نظائر ہائیکورٹ ممالک محروسہ سرکار عالی

(۱) جب کوئی تاریخ پیشی کسی ایک تنقیح کے ثبوت و تردید کیلئے مقرر ہو اور یہ طے کر دیا گیا ہو کہ اوس تنقیح کے بعد دیگر تنقیحات کا تصفیہ کیا جائیگا۔ تو اوس تاریخ مدعی علیہ کی غیر حاضری کا اثر صرف اوسی تنقیح کی حد تک محدود رہیگا دیگر تنقیحات کا فیصلہ جائز نہیں ہے۔ [۱]

(۲) جبکہ بعینہ مرافعہ فیصلہ ابتدائی منسوخ ہوجائے تو عدالت کو اُن تمام تنقیحات کو از سر نو فیصل کرنا چاہئے جنکی بابتہ فیصلہ ابتدائی منسوخ ہوا ہے۔ [۲]

(۳) محض ظاہری حالت پر بلا قیام تنقیح کوئی تصفیہ نہیں ہوسکتا عدالت کو چاہئے کہ ہر امر نزاعی کی بابتہ علیحدہ علیحدہ تنقیح قائم کرکے علحدہ علحدہ تصفیہ کرے۔ [۳]

(۴) قیام تنقیحات کیوقت اون امور کو نزاعی قرار دینا چاہئے جو عرضیہ دعوی و جوابدعوی اور جواب الجواب

---

[۱] سید شاہ عبدالحی بنام بالا پرشاد دکن لا رپورٹ جلد (۳) ۱۳۴۲ف صفحہ (۱۰۲) [۲] میر حمید علیخان بنام امجد علیخاں آئین دکن جلد (۱۵) ۱۳۱۷ف صفحہ (۲۹۳) [۳] ستیا بائی بنام گیبتی آئین دکن جلد (۱۹) ۱۳۲۱ف صفحہ (۲۲)

جو متناقض عرضیدعوی ٰ مہمل قرار پاتے ہوں ۔ باوجود جواب الجواب پیش ہونے کے صرف عرضیدعویٰ اور جواب دعویٰ تک ہی امور نزاعی کا محدود رکھنا مقدمہ میں صحیح امور نزاعی قائم نہیں ہونے دیسکتا[1]

(۵) جب مقدمہ تنسیخ فیصلہ مرافعہ بغرض تکمیل تحقیقات کیلئے واپس آیا تو عدالت ابتدائی پر دوبارہ فیصلہ کیوقت فیصلہ مذکور کے کسی طے شدہ جزو سے استدلال صحیح نہیں ہوسکتا[2]

(۶) کسی مقدمہ کے امور نزاعی کا فیصلہ بغیر ثبوت لینے کے محض قیاسات کی بنا پر نہ کرنا چاہئے[3]

(۷) جبکہ بار ثبوت دعویٰ بین المیعاد ہونیکا مدعی کے ذمہ ہو تو مدعی سے ثبوت لیکر اوسکا فیصلہ کرنا چاہئے قیاسات غیر قانونی کی بنا پر اوسکا فیصلہ نہیں ہوسکتا[4]

(۸) فیصلہ فوجداری دیوانی میں بمقدمہ ہرچند عدا وتی واقعہ متعلق ہے جس سے واقعات تنقیحی اور واقعات متعلقہ کی تشریح ہوتی ہو۔ عدالت دیوانی ۔فیصلہ فوجداری کے تسلیم پر مجبور نہیں ہے ۔ اوسکو چاہئے کہ جداگانہ تنقیح قائم کرکے اپنا فیصلہ صادر کرے[5]

(۹) ایک مدعی علیہ سے صلح ہوجائے تو تمیلی ڈگری صادر نہ ہونا چاہئے بلکہ بقیہ مدعی علیہم کی ذمہ داریوں کا بھی صاف صاف تصفیہ ہونا ضرور ہے[6]

(۱۰) پہلے تکمیل و عدم تکمیل دستاویز کا تصفیہ ہو اوسکے بعد نوعیت دستاویز کا[7]

(۱۱) عدالت ماتحت نے ایک تاریخ صرف قانونی تنقیحات کے فیصلہ کیلئے مقرر کی اور شہادت حاضر رکھنے کا کوئی حکم نہیں دیا لیکن بروز پیشی قانونی و واقعاتی تنقیحات کا فیصلہ کردیا جو جائز نہیں مرافع کو اپنی شہادت پیش کرنیکا موقع ملنا چاہئے[8]

---

[1] محمد راجی بنام سری نارائن آئین دکن جلد (۱۷) ۱۳۱۹ ف صفحہ (۲۷۲) [2] محمد علی بیگ بنام میر ہدایت علی آئین دکن جلد (۱۷) ۱۳۱۹ ف صفحہ (۵۲۷) [3] آئین دکن جلد (۳) ۱۳۱۵ ف ایریا بنام آگیا صفحہ (۴۵۵) محمد فاضل بنام میر کاظم علی صفحہ (۴۳۸) ہنمر سنگہ بنام غلام غوث خاں صفحہ (۵۴) [4] آئین دکن جلد (۱۱) ۱۳۱۴ ف سنجیو بابا بنام میر غلام حسین صفحہ (۱۱۸) [5] آئین جلد (۱۰) ۱۳۲۰ ف ۔ بیتیا بنام نرسما صفحہ (۳۷۷) [6] دکن لا ریورٹ جلد (۱) ۱۳۲۰ ف سنگیا بنام براجی صفحہ (۳۱۶) [7] آئین دکن جلد (۱۷) ۱۳۱۹ ف [illegible] تشریح القوانین جلد (۱۰) صفحہ (۲۲۸) شمس آباد نیکھا بنام مریم بی بی [illegible]

(۱۲) شہادت قلمبند کرنے سے پہلے اس امر کا تصفیہ نہیں کیا جا سکتا کہ گواہ واقعہ تنقیحی سے متعلق ہے یا واقعہ متعلقہ سے [۱]

(۱۳) اس امر کے تسلیم کر لینے کے بعد کہ عدالت ابتدائی مجاز سماعت دعویٰ نہیں ہے۔ روئداد پر فیصلہ صادر کرنا صحیح نہیں ہے۔ بلکہ ہونا یہ چاہیئے تھا کہ مدعی کو عرضی دعوے عدالت مجاز میں پیش کرنیکے لئے واپس دیا جاتا [۲]

(۱۴) موروثی قرضوں کی بابتہ ڈگریات ذات پس ماندگان پر نہیں ہو سکتیں بلکہ جائداد موروثی مدعی علیہ پر ڈگری دیجا سکتی ہے [۳]

(۱۵) تاوقتیکہ شخص متوفی کی قائم مقامی اور جائداد متروکہ متوفی کا قائم مقام متوفی کے قبضہ میں ہونا ثابت نہ ہو جائداد متروکہ متوفی پر ڈگری صادر نہیں ہو سکتی [۴]

(۱۶) جبکہ فریقین نے ایک شخص ثالث کے بیان پر حصر کر دیا تھا تو اوسکے بیان کے مطابق عدالت کو مقدمہ فیصل کرنا چاہیئے جس مقدار کو محصر علیہ نے نہیں بیان کیا عدالت ڈگری نہیں دیسکتی [۵]

(۱۷) حاکم عدالت پر لازم نہیں ہے کہ اگر کسی تختہ یا کاغذ کی نسبت کسی حاکم مال نے یہ رائے قائم کی ہو کہ وہ جعلی ہے تو حاکم عدالت پر اوسکی تقلید لازم آوے بلکہ حاکم عدالت کو چاہیئے کہ خود تحقیقات کرکے نتیجہ نکالے [۶]

(۱۸) حاکم عدالت کو بعد سماعت بحث خود فیصلہ لکھنا چاہیئے۔ کوئی اہلکار مجاز نہیں ہے کہ اجرائی ڈگری میں تجویز لکھے [۷]

(۱۹) جب مدعی قسط بندی پر رضامند ہو تو اوسکا بیان قلمبند کرکے فیصلہ کرنا چاہیئے۔ برخلاف اسکے اپنے حافظہ کی بنا پر فیصلہ میں یہ لکھنا کہ مدعی رضامند ہے صحیح نہیں ہے [۸]

(۲۰) بلا سماعت بحث فریقین یہ طے کرنا کہ اسٹامپ عرضی دعویٰ ناکافی ہے اور مقدمہ قابل سماعت نہیں ہے صحیح نہیں ہے [۹]

---

[۱] نیکیا بنام اپریا آئین دکن جلد (۱۳) سنہ ۱۳۱۵ف صفحہ (۳۴۷) [۲] کونڈو بنام بلونت راو آئین دکن جلد (۱۶) سنہ ۱۳۱۸ف صفحہ (۵۰۳) اجلاس کامل [۳] دیورام بنام ہری بخش تشریح القوانین جلد (۱۰) سنہ ۱۳۱۹ف صفحہ (۳۶۹) [۴] چنی لال بنام جوالاداس آئین جلد (۱۵) سنہ ۱۳۱۷ف صفحہ (۳۳۴) [۵] غلام حسین بنام غلام محمد آئین جلد (۱۲) سنہ ۱۳۱۳ف صفحہ (۳۷۸) [۶] منگو ریلیا بنام سید افضل آئین دکن جلد (۱۲) سنہ ۱۳۱۴ف صفحہ ۳۱۳ [۷] ہری رام بنام خواجہ خاں آئین جلد (۸) سنہ ۱۳۱۰ف صفحہ (۴۷) [۸] رام پرشاد بنام ملہار جی آئین جلد (۱۳) سنہ ۱۳۱۵ف صفحہ (۳۱۴) [۹] شیخ حسین بنام میر نادر علی آئین جلد (۱۹) سنہ ۱۳۲۱ف صفحہ (۲۲۵)

(۲۱) جب مدعی کے حق میں ڈگری صادر کیجائے تو اوسے بلا وجہ خرچہ دلانے سے انکار نہ کیا جانا چاہیئے [۱]

(۲۲) جب مدعی علیہ اقبال دعوے کرے تو خرچہ کمیل ایک ربع مدعی کو ملنا چاہیئے مگر رسوم عدالت پورا دلانا چاہیئے [۲]

ترتیب ڈگری | حسب بیان صدر جب مقدمہ کا فیصلہ ہو جائے تو اوسی روز حسب نمونہ مقررہ بروے دفعہ (۲۳۱ تا ۲۳۵) ضابطہ دیوانی ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۳) بابتہ سنہ ۱۳۲۳ ف ہم مضمون آرڈر (۲۰-۲۰۶+۲۰-۷ تا ۱۰) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۲۰۶ م و ۲۲۱ و ۲۰۵ و ۲۰۱ و ۲۰۷ و ۲۰۸) ایکٹ نمبر (۱۴) ڈگری کی ترتیب فیصلہ کے موافق ہوگی۔ اسمیں دعوی کی تفصیل۔ داد رسی مطلبیہ۔ اور اس امر کی صراحت ہوگی کہ جائداد غیر منقولہ کی ڈگری میں کیفیت شناخت۔ حدود اربعہ۔ نمبر بھی درج ہونگے۔ جائداد منقولہ کی حوالگی کی ڈگری ہو تو اوس رقم کی تعداد بھی درج ہوگی جو عدم حوالگی کیصورت میں قیمت جائداد مذکور کے مساوی ہو۔

فیصلہ کی تاریخ۔ ڈگری کے نفاذ کی تاریخ ہوگی۔ قبل ترتیب ڈگری ناظم عدالت منتقل یا علحدہ ہو جائے تو اوسکا جانشین ڈگری پر دستخط کریگا۔

ڈگری | بروے دفعہ (۲) ضمن (د) ضابطہ دیوانی ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۳) بابتہ سنہ ۱۳۲۳ ف ڈگری کی تعریف اسطرح فرمائی گئی ہے کہ **ڈگری** سے ایسا منضبط فیصلہ مراد ہے جس سے جہاں تک کہ کسی عدالت صادر کنندہ ڈگری کا تعلق ہے فریقین کے حقوق کل یا بعض امور متنازعہ فیہ مقدمہ کی نسبت قطعاً طے ہو جائیں اور یہ ابتدائی ہو سکتی ہے۔ یا قطعی۔ اوس میں نامنظوری عرضیدعوی اور تصفیہ کسی امر متذکرہ دفعہ (۲۶۱) یا دفعہ (۶۳۷) کا داخل ہوگا۔ لیکن اوسمیں۔

الف۔ کوئی ایسا فیصلہ جسکا مرافعہ مثل مرافعہ حکم کے ہو سکتا ہے۔ یا

ب۔ کوئی حکم اخراج بوجہ عدم پیروی۔ داخل نہ ہوگا۔

توضیح۔ ڈگری ابتدائی اوسوقت سمجھی جائے گی جب قبل اسکے کہ مقدمہ کامل طور پر فیصلہ پاسکے کچھ

---

[۱] آئین دکن جلد (۱۳) سنہ ۱۳۱۵ ف صفحہ (۷۷۹) شیو کرن بنام مرزا پرورش علی۔
[۲] " " (۱۱) سنہ ۱۳۱۳ ف صفحہ (۴۰۵) سرکار عالی بنام محبوب یار جنگ۔

مزید کارروائی کرنی پڑے۔ اور قطعی اسوقت سمجھی جائیگی جب اس سے مقدمہ کامل طور پر فیصل ہو جائے۔
یہ ممکن ہے کہ وہ جزؤًا ابتدائی ہو اور جزؤًا قطعی۔

تشریح ۔ یہ تعریف حسب دفعہ (۲) ضمن (۲) ایکٹ نمبر (۵) کیگئی ہے۔

ڈگری کاف فارسی سے غلط بلکہ کاف تازی سے صحیح ہے۔ جسکے لغوی معنی۔ حکم۔ فیصلہ۔ جیت۔ فتح۔ فرمان امر۔ قانون۔ انفصال۔ فتویٰ۔ اس لفظ سے عدالت کا وہ حکم مراد ہے جو باضابطہ ہو جسمیں نالش دیوانی کی تجویز کا نتیجہ نکلے۔

جب اصل حق مدعی کا (جسکے حصول کی غرض سے وہ دعویدار ہے) یا اوسکا کوئی جزو قطعی طور سے طے کر دیا جائے تو ایسا تصفیہ ڈگری کی تعریف میں داخل اور اوس تصفیہ کے صدور فیصلہ کے ساتھ ہی اوسی روز حسب نمونہ جات ضمیمہ دوم ضابطہ مذکور (جزو (ہ) بہ پابندی دفعہ (۲۳۱) ضابطہ مذکور ڈگری مرتب اور منتخب فیصلہ تیار کیا جانا امر لازمی ہے۔ اس میں دو صورتیں ہیں۔ ایک تو ڈگری ابتدائی۔ دوسری ڈگری قطعی۔

الف۔ ابتدائی ڈگری وہ ہے جسکا اپیل ہو سکتا ہو جسمیں کل حقوق یا بعض امور نزاعی عدالت ابتدائی سے قطعًا طے ہو جائیں۔ یعنے عدالت صادر کنندہ ڈگری تجویز آخر کر دے۔

ب۔ قطعی ڈگری وہ ہے جو مدارج اپیل وغیرہ سے معرا یا فارغ ہو کر قطعی ہو جائے جسکی ایک معنی میں ڈگری اخیر یا قطعی سے مختتم اور قطعی فیصلہ عدالت کا مراد ہے۔ اور

دوسری معنی میں ڈگری آخری یا قطعی اسوقت ہوتی ہے جبکہ وہ اعلیٰ عدالتہاے مجاز تک درجہ بدرجہ مرافعہ در مرافعہ ہو کر باعتبار اوس عدالت اعلیٰ کے قطعی ہو جائے

ڈگری اوسوقت اخیر یا قطعی سمجھی جائے گی جبکہ اوس سے مقدمہ کامل طور پر فیصل ہو جائے پس اسی ضمن کی توضیح کے بموجب یہ بھی ممکن ہے کہ ڈگری جزؤًا ابتدائی اور جزؤًا قطعی ہو جائے مثلًا معاوضہ زر نقد کسی جائداد کے بیعبات کی ڈگری میں تعین زر کی حد تک ڈگری قطعی اور جائداد بیعبات کی مدت

انفکاک تک ڈگری ابتدائی متصور ہو سکے گی۔ علیٰ ہذا اسی قسم کے اور مقدمات میں بھی تعریف ڈگری میں نامنظوری عرضید عوی اور تصفیہ کسی امر متذکرہ دفعہ (۲۶۱) ضابطہ مذکور جو بصیغہ تعمیل ہو نزاع مابین فریقین مقدمہ یا اُن میں سے کسی قائم مقام کے درمیان ڈگری کی تعمیل یا ایفاء یا بے باقی کے متعلق ہو (جسکے متعلق حسب دفعہ مذکور علیحدہ کوئی مقدمہ رجوع نہ ہو سکیگا) یا دفعہ (۶۳۷) مجموعہ مذکور جو عدالت اعلیٰ سے بصورت ترمیم و تنسیخ ڈگری واپسی جائداد متروقہ وخرچہ وہرجہ وغیرہ کے عدالت ابتدائی سے کیا جائے (جسکے لئے حسب دفعہ مذکور علیحدہ کسی نالش کی ضرورت نہیں) ان ہر سہ صورتہائے متذکرہ صدر کے احکام بھی ڈگری میں داخل ہیں **لیکن** حسب ذیل صورتیں ڈگری کی تعمیل میں داخل نہیں ہیں۔

الف۔ کوئی فیصلہ جسکا مرافعہ مانند کسی حکم کے مرافعہ کے حسب دفعہ (۵۸۸) باب (۴۳) مجموعہ مذکور کے ہو سکتا ہو۔ یا

ب۔ کوئی مقدمہ بعدم پیروی خارج ہو جائے۔ یا

ج۔ ترمیماً واپسی عرضید عوی بھی ڈگری کی تعریف میں داخل نہیں ہے۔ چنانچہ

ایک مقدمہ میں[۱] بہ اجلاس کامل عالیجناب نواب نظامت جنگ بہادر میر مجلس نے بہ اتفاق رائے عالیجناب مولوی سید سراج الحسن صاحب رکن نہایت قابلیت کیساتھ (ڈگری) پر جو بحث فرمائی ہے اسکی نقل بجنسہ حسب ذیل کیجاتی ہے۔

ارکان جلسہ متفقہ کے باہم۔ اختلاف رائے اس امر کے متعلق ہوا ہے کہ عدالت ابتدائی کی یہ تجویز کہ مدعی ہر دستاویز کی بنا پر علیحدہ نالش کرے۔ اپنی حد تک ڈگری کی تعریف میں داخل ہے یا نہیں۔

مولوی سید ہاشم صاحب بلگرامی مرحوم نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ واپسی عرضید عوی بغرض ترمیم دفعہ متعلقہ کے

---

[۱] میر جمال الدین بنام عباسی بیگم وغیرہ۔ دکن لاء رپورٹ جلد (۸) ۱۳۲۶ف صفحہ (۳۳۷) اجلاس کامل

صریح الفاظ کے لحاظ سے ڈگری کی تعریف میں داخل نہیں ہے۔ کیونکہ اوس دفعہ میں نامنظوری عرضید عویٰ کو ڈگری میں داخل کیا گیا ہے۔ برخلاف اسکے

مولوی سید غلام جبار صاحب کی رائے اس امر پر مبنی ہے کہ مدعی کے مناط دعویٰ دو دستاویزوں میں سے ایک دستاویز کو اوسکے دعوے سے خارج کردینے کی ہدایت بمنزلہ ایک قطعی حکم کے ہے جسکا اثر یہ ہے کہ دستاویز خارج شدہ کی حد تک اوسکے حق کا تصفیہ کردیا گیا۔ افسوس ہے کہ میں اس رائے سے اسوجہ سے اتفاق نہیں کرسکتا کہ جس دستاویز کو دعویٰ متدائرہ سے علحدہ کرنیکی ہدایت ہوئی ہے یعنے جسکی نسبت علحدہ دعویٰ کی تجویز کیگئی ہے۔ اوسکی نسبت یہ نہیں کہا جاسکتا کہ مدعی کے کسی (حق) کا تصفیہ کیا گیا۔ بلکہ اوس ہدایت کا منشا یہ ہے کہ اوسکی نسبت حق کا تصفیہ علحدہ دعویٰ کے ذریعہ سے کرایا جائے۔ میری یہ رائے وجوہ مصرحۂ ذیل پر مبنی ہے۔

(۱) عدالت ابتدائی نے ترمیم عرضید عویٰ کی ہدایت کی ہے۔ عرضید عویٰ کو نامنظور نہیں کیا ہے اور دفعہ (۲) ضابطہ دیوانی میں جو تعریف ڈگری کی کیگئی ہے۔ اوس میں صراحتاً نامنظوری عرضید عویٰ کو ڈگری میں داخل کیا ہے۔ اور ترمیم عرضید عویٰ کو نہیں کیا ہے پس اگر ترمیم کو بھی نامنظوری سے تعبیر کیا جائے تو کوئی فرق ترمیم اور نامنظوری میں باقی نہیں رہتا اور ہر ترمیم بمنزلہ نامنظوری ہو تو دفعہ (۲۷) ضابطہ دیوانی میں جو صورتیں نامنظوری عرضید عویٰ کی بیان کیگئی ہیں وہ بیکار ہوجاتی ہیں۔ اور دفعات (۵۷ و ۵۸) وغیرہ میں جس ترمیم کا ذکر ہے وہ ہر صورت میں نامنظوری کے برابر ہوگی۔ حالانکہ قانون کا یہ منشا نہیں ہے کہ اگر یہ منشاء ہوتا تو ضرور تھا کہ متذکرہ دفعات (۵۷ و ۵۸) کا حوالہ دفعہ (۲۷) میں دیا جاتا۔

(۲) دوسری بنا میری رائے کی یہ ہے کہ جہاں علحدہ چارہ کار کی ہدایت ہو وہاں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ قطعی فیصلہ کسی حق کا کیا گیا۔ کسی اور طریقہ سے حصول حق کی ہدایت یا رہنمائی اور چیز ہے اور اوس حق کے متعلق تصفیہ کردینا اور بات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ برٹش انڈیا کی ہائی کورٹس نے اوس صورت کو جبیں کہ بازدعویٰ کی اجازت

کیساتھ مقدمہ سے دست برداری کی اجازت دیگئی ہے ڈگری میں داخل نہیں قرار دیا۔ (انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد (۲۷) صفحہ (۲۶۲) جلد (۱۸) صفحہ (۳۲۲) الہ آباد جلد (۱۷) صفحہ (۹۷) اسیطرح یہ بھی طے ہوا ہے کہ دعویٰ دائر کرنے کی اجازت دینے سے انکار کرنا ڈگری میں داخل نہیں ہے (کلکتہ جلد (۱۸) صفحہ (۳۸۲) مقدمہ آخرالذکر میں فاضل ججوں نے یہ رائے ظاہر فرمائی ہے کہ ہم اس پر آمادہ نہیں ہیں کہ تعریف ڈگری کی ایسی تعبیر قبول کریں۔ حکم زیر بحث میں ارجاع دعویٰ کی اجازت دینے سے انکار کیا گیا ہے۔ یہ ڈگری کی تعریف میں نہیں آتا کیونکہ یہ نہ تو کسی حق متدعویہ کے متعلق کسی تصفیہ کا اظہار ہے اور نہ بمنزلہ نامنظوری عرضیدعویٰ کے ہے۔ اس حکم میں جہاں تک کہ ہم اوسکو سمجھ سکتے ہیں۔ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ بادی النظر میں ارجاع دعویٰ کی کوئی وجہ نہیں ہے مدعی کے کسی حق حاصلہ کی نسبت کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا ہے۔ اور نہ یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ نامنظوری عرضیدعویٰ کے مماثل ہے۔ کیونکہ اوسکا اثر یہ ہے کہ عرضیدعویٰ کے ادخال سے بھی انکار کیا گیا۔

گو یہ نظائر بلحاظ واقعات۔ مقدمہ ہذا سے منطبق نہیں ہوتے لیکن بلحاظ اصول ضرور منطبق ہوتے ہیں۔ اور اصول کی توضیح یہ ہے کہ جب اصل حق مدعی کا (جسکے حصول کی غرض سے وہ دعویٰ دائر کرتا ہے) یا اوسکا کوئی جزو قطعی طور سے طے کر دیا جائے تو ایسا تصفیہ ڈگری کی تعریف میں داخل ہوتا ہے ورنہ نہیں۔

(۳) تیسری بنا جسپر میری رائے مبنی ہے یہ ہے کہ استعمال بیجا کے نقص کو رفع کرنیکے لئے ترمیم عرضیدعویٰ کی صورت اختیار کیجاتی ہے نہ کہ نامنظوری عرضیدعویٰ کی۔ اور جبکہ مقدمہ ہذا میں عدالت ابتدائی نے بصراحت استعمال کیوجہ سے ترمیم کی ہدایت کی ہے تو کوئی وجہ یہ سمجھنے کی نہیں ہے کہ عرضی دعویٰ نامنظور کیگئی۔

جو کچھ میں نے اوپر لکھا ہے اوس سے ظاہر ہے کہ نہ تو اس مقدمہ میں کسی حق کا تصفیہ کیا گیا ہے اور نہ عرضی دعویٰ کی نامنظوری کی تجویز ہے۔ لہذا جو صورتیں کہ تجویز زیر بحث کو ڈگری کی تعریف میں داخل کر سکتیں موجود نہیں ہیں۔

میری یہ بھی رائے ہے کہ وہ دستاویز جسکو ایک عرضیدعویٰ میں مناط دعویٰ قرار دینا کوئی حق نہیں ہے

لہذا عدالت کا ایسی ترتیب عرضیدعویٰ کو پسند کرکے اوسکی ترمیم کی ہدایت کرنا حق سے انکار کرنا نہیں سمجھا جاسکتا۔

میری رائے کا نتیجہ یہ ہے کہ جب حکم زیر بحث ڈگری نہیں ہے تو اوسکا مرافعہ نہیں ہوسکتا اور یہ نہیں ثابت کیا گیا کہ وہ کوئی ایسا حکم ہے جسکو قانون نے قابل مرافعہ قرار دیا ہے۔ ان وجوہ سے مرافعہ مع خرچہ نامنظور۔

فیصلہ کالعدم۔ قول سرٹرنگین[1] | فیصلہ وجوہ مندرجۂ ذیل سے ساقط الاثر ہوجاتا ہے۔

الف۔ بوجہ اسکے کہ جج میں سماعت مقدمہ کی قابلیت موجود نہ ہو (ب) بوجہ اسکے کہ کسی ایک فریق میں کارروائی مقدمہ کی قابلیت ناقص ہو دونوں صورتوں میں فیصلہ کالعدم تصور کیا جاتا ہے اور حقیقی نہیں ہوتا۔

مثلاً۔ اگر ایک جج ایک ایسے مقدمہ کی تجویز کرے جو اوسکے اختیار سے باہر ہو۔ عام اس سے کہ وہ اختیار حدود اراضی سے متعلق ہو یا مالیت دعویٰ سے یا جسمیں وہ کسیطرحکا تعلق رکھتا ہو[2]۔ جس سے اس اصولی مسئلہ کی خلاف ورزی ہوتی ہے کہ **مسئلہ۔** کوئی شخص خود اپنے مقدمہ کو فیصل نہیں کرسکتا۔ تو یہ عدالت مجاز کا فیصلہ نہ ہوگا۔ **اسیطرح** جو فیصلہ اون نابالغوں کی مقابلہ میں صادر ہوا ہو جنکی طرف سے جوابدہی نہ ہوئی ہو یا اونکا کوئی شخص قائم مقام جائز نہ ہو۔ وہ بھی کالعدم ہے۔

قانون روما نے اس سے آگے بڑھکر اون فیصلہ جات کو بھی کالعدم قرار دیا تھا جو کسی اسٹیٹوٹ یعنی قانون موضوعہ یا حکم سنیٹ یا قانون شاہی کے صریح خلاف ہوں **لیکن** کسی قاعدہ قانون کے اطلاق میں محض غلطی ہونے سے کوئی فیصلہ کالعدم نہیں ہوجاتا تھا۔ **فیصلہ** کا عدم جواز حسب ذیل صورتوں میں ثابت کیا جاسکتا ہے۔

الف۔ مدعی علیہ کیجانب سے اپنے بچاؤ کیلئے اوسوقت جبکہ اوسکے مقابلہ میں اوس کے فیصلہ کی تعمیل کرانے کی کوشش کی جائے۔ **یا**

ب۔ شخص مجرم قرار دادہ کیجانب سے بطور خود جبکہ وہ اوس فیصلہ کے کالعدم قرار دیجانیکے لئے نالش کرے۔

[1] ترجمہ اصول قانون سرٹرنگن صفحہ (۵۰۰) [2] اسی اصول کے مدنظر دفعہ ۱۲ قانون عدالتہائے سرکار عالی نشان (۲) ۱۳۲۴ف میں حکم ہے کہ کوئی حاکم عدالت ایسے مقدمہ کی سماعت نہ کرسکیگا جسکا وہ خود فریق ہو یا جسمیں وہ کوئی غرض یا تعلق رکھتا ہو اور نہ ایسی درخواست مرافعہ کی سماعت کرسکیگا جو اوسی کے مصدرہ حکم یا ڈگری کی ناراضی سے ہو جب ایسی صورت پیش آئے تو مثل مقدمہ معہ رپورٹ کے جسقدر جلد ممکن ہو اوس عدالت میں جہاں اوسکے فیصلہ کا مرافعہ ہوتا ہو بھیجی جائیگی۔ جہاں حسب ضابطہ دیوانی کارروائی ہوگی۔

امر فیصل شدہ	**دفعہ ۱۳** — اگر حسب ثبات قابل جب کوئی امر صراحتاً اور در اصل تنقیح طلب قرار پاکر مابین فریقین قطعاً فیصل ہوجائے تو اوسکی نسبت کسی فریق کیطرف سے مکرر نالش نہ ہوسکیگی۔
قول سر منگمری صاحب	امر تجویز شدہ کے مانع دعوی ہونیکے لئے ضرور ہے کہ مقدمہ سابق میں امر تنقیح طلب مابین

اونھیں فریقین یا ایسے فریقین کے جنکے ذریعہ سے وہ یا بعض اون میں سے دعویدار ہوں اور اوسی استحقاق پر خصومت قائم کرتے ہوں۔ عدالت مجاز میں صریحاً اور در اصل تنقیح طلب ہوں جبکہ اسطرح امر تنقیح طلب پیش اور طے ہوجائے تو وہ فریقین کے درمیان قطعی ہوجاتا ہے اور اس مسئلہ کی بنا پر کہ **مسئلہ**۔ امر تجویز شدہ صحیح تسلیم کیا جاتا ہے۔ وہ امر پھر عدالت میں لغرض تصفیہ پیش نہیں کیا جاسکتا

اسی اصول کے مد نظر روسے دفعہ (۷) مجموعہ ضابطہ دیوانی سرکار عالی نشان (۳) بابت ۱۳۲۳ف ہم مضمون دفعہ (۱۱) ایکٹ نمبر (۵) ۱۹۰۸ء و دفعہ (۱۳) ایکٹ نمبر (۱۴) ۱۸۸۲ء کی ایسے مقدمہ یا تنقیح کی کوئی عدالت سماعت نہ کرے گی جسمیں صراحتاً اور در اصل تنقیح طلب ہی ہو جو کسی سابقہ مقدمہ میں مابین فریقین حال یا اون فریقین کے جنکے ذریعہ سے فریقین حال یا اون میں سے بعض دعویدار ہیں۔ اور اوسی استحقاق پر دعوی کرتے ہیں جو کسی ایسی عدالت میں صراحتاً اور در اصل تنقیح طلب ہوکر مسموع اور قطعاً طے ہوچکا ہو جو مقدمہ مابعد یا اوس مقدمہ کی سماعت کی مجاز ہو جسمیں بحث مذکور بار ثانی پیش ہوئی ہو

توضیحات۔ (۱) سابق مقدمہ سے ایسا مقدمہ مراد ہے جو اوس دوسرے مقدمہ کے قبل فیصل ہوچکا ہو خواہ وہ اوسکے قبل رجوع ہوا ہو یا بعد

(۲) یہ تصفیہ کہ کوئی عدالت مجاز تجویز مقدمہ ہے بلا لحاظ اسکے کیا جائیگا کہ اس عدالت کے فیصلہ کے مرافعہ کے متعلق کیا احکام ہیں۔

(۳) ضرور ہے کہ امر متذکرہ صدر سابقہ مقدمہ میں ایک فریق کیطرف سے بیان کیا گیا ہو۔ اور

دوسرا فریق صراحتاً اوس سے انکار یا اقبال کیا ہو۔

(۴) ہر امر کہ مقدمہ سابقہ میں جواب یا دعویٰ کی بنا قرار دیا جا سکتا تھا۔ اور دیا جانا چاہئے تھا وہ ایسا متصور ہوگا کہ سابقہ مقدمہ میں صراحتاً اور دراصل تنقیح طلب تھا۔

(۵) جو دادرسی مندرجہ عرضیدعویٰ ڈگری میں صراحتاً منظور نہ کیگئی ہو نامنظور شدہ متصور ہوگی

(۶) ایسے حق عام یا حق خاص کے متعلق چند اشخاص بہ نیک نیتی دعویٰ کریں جبکا اونکو بشرکت دیگر اشخاص کے دعویٰ ہو تو تمام اشخاص جو حق مذکور میں غرض رکھتے ہوں اون کے ذریعہ دعویدار متصور ہوں گے جنھوں نے دعویٰ پیش کیا۔

نوٹ۔ امر منفصلہ کی تعریف صادق آنے کیلئے ڈگری ابتدائی ہو یا قطعی مگر امر لازمی یہی ہے کہ بیانہ امور متذکرۂ صدر عدالت مجاز نے فیصلہ کیا ہو اور وہ فیصلہ ڈگری کی تعریف میں آسکتا ہو۔ جیسا کہ ایک مقدمہ میں یہ تجویز ہوئی ہے کہ عدالت اپیل اولیٰ کسی امر کا غلط فیصلہ کر کے مقدمہ عدالت ابتدائی میں واپس کردے تو چونکہ یہ فیصلہ ڈگری میں داخل نہیں ہے اسلئے ایسا قطعی نہیں ہے۔ کہ اثر امر منفصلہ کا رکھے بلکہ اوس ڈگری کی آخری اپیل میں عدالت اپیل ثانی اوسکی نسبت تجویز کرسکتی ہے [1]

ضروری نظائر ہائیکورٹ ممالک محروسہ سرکار عالی

(۱) گو مدعی علیہ کی غیر حاضری کیوجہ سے مقدمہ یکطرفہ فیصل ہوا ہو۔ جبکہ فی الواقع کوئی حق مابہ البحث ہو۔ لیکن اسکی نسبت باوجود تنقیح قائم نہ ہونیکے فیصلہ صادر ہوا ہو۔ یا جبکہ صرف مقدمہ کی شکل تبدیل ہوئی ہو۔ یا جبکہ مدعی کیطرف سے شہادت پیش ہو کر مقدمہ خارج ہوا ہو۔ یا جبکہ قانوناً بصورت عدم پیشی شہادت مدعی مقدمہ کا منفصل کرنا لازم ہو۔ تاہم امر منفصل شدہ کا اطلاق ہوگا۔ [2]

(۲) جبکہ ایک مقدمہ سابق میں کسی عدالت مجاز نے مابین فریقین کسی امر نزاعی کا فیصلہ کردیا ہو تو مقدمہ مابعد

---

[1] گردیلی بنام بندہ علی آئین دکن جلد ۹ ۱۳۱۱ ف صفحہ (۱۳۰)

[2] باتونیا بنام رکارام آئین دکن جلد (۱۵) ۱۳۱۶ ف صفحہ (۲۳۹)

میں وہی امر مکرر فیصل نہیں کیا جاسکتا بلکہ فیصلہ سابقہ بطور امر منفصلہ مانع تجویز مکرر ہے [1]

(۳) جبکہ ایک نالش سابق میں مدعیان حال ۔ مدعی علیہ تھے اور انکو اس امر کی جوابدہی کا حق حاصل تھا جسکا استقرار نالش حال کے ذریعہ سے وہ چاہتے ہیں اور انہوں نے جوابدہی نالش سابق میں اسے پیش نہیں کیا تو اب یہ امر منفصلہ سمجھا جائیگا اور علیحدہ نالش اسکی بابتہ قابل سماعت نہ ہوگی ۔ [2]

(۴) فریقین مقدمہ کو جملہ امور جو اون کے مفید اور تصفیہ مقدمہ کیلئے ضروری ہوں ایک ہی وقت میں پیش کرنی چاہیئے چونکہ کسی عدالت کو ایک ہی معاملہ کے متعلق دوبارہ تکلیف نہیں دی جاسکتی [3]

(۵) مقدمہ سابق (جسمیں مدعی مقدمہ ہذا مدعی علیہ ۔ اور مدعی علیہ مقدمہ ہذا مدعی تھے) میں مدعی مقدمہ ہذا اون کل امور کو جو ضروری تھے پیش کرسکتا تھا لیکن اوس نے ایسا نہیں کیا ۔ اسلئے مقدمہ سابق مدعی مقدمہ ہذا کے مقابل میں امر فیصل شدہ عارض ہے [4]

(۶) بزمانہ نابالغی مدعی بولایت اوسکی ماں مدعی علیہم کے مقابلہ میں ایک مقدمہ اسی دیول کے حقوق پجاہاٹ کے متعلق دائر ہوکر فریقین میں بر بناء مصالحت فیصل ہوچکا ۔ اب پھر بہ تغیر الفاظ وہی نالش کیگئی ہے ۔ امر تنقیح دونوں کا ایک ہی ہیں صریح طور پر نہیں تو متضمناً ضرور ہیں لہذا امر فیصل شدہ عارض ہے ۔ یہ امر پہلے کا طے شدہ ہے کہ تنقیح صریح طور پر قائم ہوئی ہو لیکن جس دعویٰ و جوابدعویٰ کی لحاظ سے پیدا ہوگئی ہو تو باغراض مسئلہ امر فیصل شدہ کافی ہے اور اگر مقدمہ میں صریح تجویز نہ ہوئی ہو بلکہ مصالحت یا عدم پیروی وغیرہ کیوجہ سے مقدمہ ختم ہوجائے تو بھی امر فیصل شدہ کا اطلاق ہوگا [5]

(۷) بیع بالوفا کے دعوے میں فریقین میں صلح ہوگئی اور اوسکا ایک وقت مقرر ہوا جو منقضی ہوگیا ۔ مدعی نے اپنا حق شخص ثالث کے ہاتھ منتقل کیا جس نے استقرار حق کا دعوی کیا تجویز ہوئی کہ صلح کرنے سے وہ حق و شرائط

---

[1] سدا سیا بنام نرسنگوڑہ ۔ آئین دکن جلد (۱۳) ۱۳۱۵ف صفحہ (۷۳۰) [2] پادشاہ بیگم بنام منمیا ۔ آئین دکن جلد (۱۱) ۱۳۱۳ف صفحہ (۱۷۶) [3] اپا بنام بابو راو ۔ آئین جلد (۱۴) ۱۳۱۶ف صفحہ (۵۰۴) [4] میر عبدالعلی بنام سماۃ چاندنی بیگم ۔ آئین دکن جلد (۱۶) ۱۳۱۸ف صفحہ (۶۴) اجلاس کامل و بادشاہ بیگم بنام منمیا ۔ آئین دکن جلد (۱۳) ۱۳۱۵ف صفحہ (۶۱۷) اجلاس کامل [5] کشن بنام اکیا وغیرہ ۔ آئین دکن جلد (۱۹) ۱۳۲۱ف صفحہ (۲۶۴)

ناقابل تعمیل ہوں گے جیسے پہلا معاہدہ تھا اور منتقل الیہ کو منتقل کنندہ سے بہتر حقوق نہیں مل سکتے ہیں اسلئے استقرار حق کے دعوے میں بھی قاعدہ امر منفصل شدہ عارض ہے [۱]

(۸) جبکہ دعویٰ سابق و حال ایک جائداد اور ایک ہی حق کی بنیاد پر ہوں اور دعویٰ سابق میں وہی امور تنقیح طلب ہوں جو دعویٰ حال میں ہیں تو دعویٰ حالیہ میں امر منفصل شدہ عارض ہے [۲]

(۹) از روئے دستور العمل اختیارات اقتدارات نواب مدار المہام بہادر سرکار عالی باب دوم فقرہ (۸) نواب مدار المہام بہادر کسی عہدہ دار کو کمشنر بنا کے اختیارات عدالتی مقرر کر سکتے ہیں قطع نظر اس اختیار کے جبکہ کمشنر مذکور کی کارروائی حضرت اقدس و اعلیٰ نے منظور فرمالیا ہے تو اوسکی نسبت محل اعتراض نہیں ہے جبکہ مدعیان نے نہایت صراحت سے کمشنر صاحب کے اجلاس پر رجوع ہونے کیلئے رضامندی ظاہر کی ہے تو اب وہ اس سے انکار نہیں کر سکتے جبکہ ایک مرتبہ اوس عدالت مجاز سے کسی معاملہ کے متعلق فیصلہ ہو جائے تو اوسی معاملہ کے متعلق دوبارہ عدالت میں دعویٰ نہیں ہو سکتا [۳]

(۱۰) جن مقدمات کا دفعہ (۲۲۹ و ۲۳۱) مجموعۂ گشتیات دیوانی طبع چہارم میں ذکر ہے۔ اون میں فیصلہ ناظم صاحب محلات مبارک کا مانع نالش جدید ہے [۴]

(۱۱) صدور ڈگری سابقہ سے پہلے شخص ثالث اراضی متنازعہ پر قابض ہو جانے کی صورت میں مدعی کا فرض تھا کہ قابض کو بھی فریق بنا کر تمام نزاع کا ایک وقت میں تصفیہ کراتا جبکہ مدعی نے ایسا نہیں کیا ہے تو جدید نالش بمقابلہ قابض ناقابل سماعت ہے [۵]

(۱۲) ایسے مقدمہ سابقہ کا فیصلہ جسکے فریقین کے زمرہ سے مدعی کا نام خارج کر دیا گیا ہو اور وہ مقدمہ مذکور کا

---

[۱] ہدایت علی بنام کشن راو۔ آئین دکن جلد (۱۷) ۱۳۱۹ف صفحہ (۳۰۸) [۲] لچھمی داس بنام امراؤ سنگہ دکن لا رپورٹ جلد (۳) ۱۳۲۲ف صفحہ (۵۰۶) [۳] بہارعلی بنام ثریا جنگ۔ آئین دکن جلد (۱۵) ۱۳۱۷ف صفحہ (۶۷) [۴] ہیرالال بنام گوہر النسا بیگم مقتن دکن جلد (۱۵) ۱۳۰۹ف صفحہ (۳۵۴) [۵] ناگ ریڈی بنام یداممنا۔ آئین دکن جلد (۱۵) ۱۳۱۷ف صفحہ (۹۶) اجلاس کامل

کوئی فریق مرتبہ ثانیہ بمقابلہ مدعی ثانی بوجہ امر فیصل شدہ مانع نہیں ہوسکتا ہے[۱]

(۱۳) جبکہ عدالت مجوز مقدمہ اولی مجاز سماعت مقدمہ ابعد نہیں ہے تو امر فیصل شدہ عارض نہیں ہوسکتا ہے[۲]

(۱۴) ایسے کسی کا دعوی جو بوقت ترتیب سابق واجب الوصول نہ ہو امر فیصل شدہ یا بیگانہ جزو متروک ہے[۳]

(۱۵) جب نالش تقسیم ملکی خارج ہوجائے تو ایسے ضمنی حقوق کا دعوی بھی نہیں ہوسکتا ہے[۴]

(۱۶) اگر درخواست اجرائی ڈگری عدم پیروی کی بنا پر خارج ہوجائے تو جدید درخواست پیش ہوسکتی ہے۔ درخواست سابق کا اخراج مانع سماعت درخواست جدید نہیں ہے[۵]

(۱۷) جبکہ عدالت نے پہلی درخواست قرقی قبل از فیصلہ کو تحقیقات کے بعد نامنظور کردے تو اوسی بنا پر دوسری درخواست قرقی قبل از فیصلہ کے منظور ہونے میں امر فیصل شدہ عارض ہے[۶]

(۱۸) ایکدفعہ عذرداری نامنظور ہوجانے کے بعد مکرر عذرداری کے پیش کرنے میں امر فیصل شدہ عارض ہے[۷]

(۱۹) نامنظوری عذرداری مقدمہ سابق مانع نالش جدید نہیں ہے[۸]

(۲۰) گو بیعنامہ منسوخ شدہ میں سروے نمبر غلط لکھا گیا تھا مگر چونکہ دراصل اراضی وہی ہے جو درج بیعنامہ مذکور ہے۔ استحقاب اوسی اراضیات کی بابت جدید نالش نہیں ہوسکتی[۹]

(۲۱) جبکہ دعوی سابق عدم مزاحمت بقبضہ کیلئے صدور حکم امتناعی کا دائر کیا گیا ہو۔ اور دعوی حالیہ بربنائے معاہدہ استقرار حق شفعہ کیلئے دائر کیا گیا ہو تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ بنائے دعوی ایک ہی تھی اور جزو متروک کا عذر صحیح نہیں ہوسکتا[۱۰]

---

[۱] رگھوناتھ بنام اناجی۔ دکن لا رپورٹ جلد اول ۱۳۲۰ف صفحہ (۱۱۱) [۲] جیون لال بنام تایارما۔ آئین دکن جلد (۱۴) ۱۳۱۶ف اجلاس کامل صفحہ (۲۲۳) [۳] سری رام بنام راجہ لچھمن راو۔ آئین دکن جلد (۱۲) ۱۳۱۴ف صفحہ (۱۸۸) [۴] موسی راج بنام اپایتھن دکن جلد (۲۶) صفحہ (۳۲۱) ۱۳۲۰ف [۵] بلیم بھنگو نارائن بنام کوڈد شکیٹ ریڈی آئین دکن جلد (۱۳) ۱۳۱۵ف صفحہ (۹۲) [۶] آپاجی بنام سیتا۔ آئین دکن جلد (۱۶) ۱۳۱۸ف صفحہ (۲۱۹) اجلاس کامل [۷] مولا بیگم بنام علی محمد۔ آئین دکن جلد (۱۴) ۱۳۱۶ف صفحہ (۷) اجلاس کامل [۸] محمد عمر بنام تاتیا۔ آئین دکن جلد (۱۹) ۱۳۲۱ف صفحہ (۱۴۳) [۹] ایریا بنام ایربائی۔ دکن لا رپورٹ جلد (۲) ۱۳۲۱ف صفحہ (۳۵۵) [۱۰] بہاؤ وغیرہ بنام ناٹا وغیرہ دکن لا رپورٹ جلد (۱۲) ۱۳۳۱ف صفحہ (۲۵۱)

توضیح - یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ بعض امر منفصلہ نا قابل تجویز مکرر ہے۔ بلکہ

مقدمات متدائرہ بروے دفعہ (۷) ضابطہ مذکور ہم مضمون دفعہ (۱۰) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۱۴) ایکٹ نمبر (۱۴) کوئی عدالت کسی ایسے مقدمہ کی تحقیقات نہ کرے گی جسمیں امر تنقیح طلب صراحتاً اور دراصل وہی ہو جو کسی اور پہلے رجوع کئے ہوئے ایسے مقدمہ میں جو مابین اونہیں اشخاص کے یا ایسے اشخاص کے ممالک محروسہ سرکار عالی کی کسی عدالت میں تنقیح طلب ہو جنکی وساطت سے وہ یا اون میں سے کوئی دعویدار ہوں اور اوسی استحقاق پر دعوی کرتے ہوں اور اوسی عدالت یا کسی اور عدالت میں جسے ایسی دادرسی کا اختیار ہو دائر ہو۔

اسدفعہ میں اوس اصول کی صراحت کردیگئی ہے جو اس امر کے متعلق ہے۔ کہ ایک ہی وقت میں ایک ہی معاملہ کے متعلق دو یا زیادہ مقدمات رجوع نہ ہوسکیں گے۔ چونکہ مصلحت قانون یہ ہے کہ عدالتوں میں ایک ہی حق کی نسبت جو فریقین میں متنازعہ فیہ ہو مختلف فیصلے صادر نہ ہوجائیں۔

دفعہ ہذا کو کسی مقدمہ سے متعلق کرنے کے لئے امور ذیل لازمی ہیں۔

اولاً - یہ کہ امور تنقیح طلب صریحاً یا دراصل وہی ہیں جو مقدمہ متدائرہ اول میں ہیں۔

ثانیاً - یہ کہ دیگر مقدمہ متدائرہ اور مقدمہ حالیہ دونوں میں ایک ہی چارہ کار کی استدعا ہے۔

نوٹ - ایک مقدمہ میں طے فرمایا گیا ہے کہ بناء دعوی وہ واقعات ہیں جنکی بناء پر مدعی بمقابلہ مدعا علیہ کسی دادرسی کا خواہاں ہو۔ اور اوسکا بہترین ثبوت عرضی دعوی ہے محض دادرسی کا مختلف ہونا بناء دعوی کے مختلف ہونیکا معیار نہیں ہے سلہ

ثالثاً - یہ کہ فریقین وہی ہیں جو مقدمہ متدائرہ دیگر میں ہیں یا کل یا بعض فریقین میں سے ایسے ہیں۔ جو فریقین مقدمہ متدائرہ دیگر کے ذریعہ سے دعویدار ہیں۔

سلہ بھاو وغیرہ بنام ماما وغیرہ - دکن لا رپورٹ جلد (۲) صفحہ (۱۵۴) سنہ ۱۳۲۱ ف

(الف) - یہ کہ دیگر مقدمہ متدائرہ کسی ایسی عدالت سرکار عالی میں دائر ہے جو مجاز سماعت دعوی کی ہے اسمیں وہ عدالتیں بھی داخل ہیں جو بحکم و تابع احکام سرکار عالی ممالک محروسہ سرکار عالی میں قائم ہیں۔

نوٹ - جائداد ایک ہی ہی لیکن بناء دعوی و امور تجویز طلب و دادرسی ایک نہ ہو۔ جیسا کہ ایک مقدمہ بربناء رہن جائداد غیر منقولہ عدالت دیوانی بلدہ میں دائر و زیر کارروائی تھا اوسی جائداد کے متعلق عدالت دارالقضاء بلدہ میں بربناء وراثت متروکہ کا دعوی ہوا۔ چونکہ امور تجویز طلب اور دادرسی دونوں مقدمات کی ایک نہ تھی اسلیئے تجویز ہوئی کہ عدالت دارالقضاء بلدہ سماعت مقدمہ سے انکار نہیں کر سکتی۔[1]

اس موقع پر یہ امر بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بموجب دفعہ (۲۶۱) ضابطہ مذکور ہم مضمون دفعہ (۴۷) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۲۴۴) ایکٹ نمبر (۱۴) لغایت تعمیل ہر نزاع مابین فریقین مقدمہ یا اون میں سے کسی قائم مقام کے درمیان ڈگری کی تعمیل یا انفاء یا بیباقی کے متعلق پیدا ہو تو اوسکا تصفیہ عدالت تعمیل کنندہ ڈگری کریگی۔ اور اوسکے متعلق علیحدہ مقدمہ رجوع نہ ہو سکیگا۔

دفعہ ۳۱۶

تجویز ثانی - بروے دفعہ (۶۱۶) ضابطہ دیوانی سرکار عالی ہم مضمون دفعہ (۱۱۴) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۶۲۳) ایکٹ نمبر (۱۴) عدالت ابتدائی یا عدالت مرافعہ کی ہر ڈگری یا حکم کی تجویز ثانی اندرون مدت قانونی (۹۰) یوم بوجوہ ذیل پیش ہو سکیگی۔ جبکہ

(۱) کسی امر یا شہادت جدید اور اہم کا علم ہوا ہو جسکو درخواست گذار بوجہ لاعلمی یا کافی وجوہ سے تا صدور ڈگری یا حکم پیش نہ کر سکتا تھا۔ یا

(۲) غلطی یا سہو بادی النظری سے درخواستگذار کو نقصان پہونچا ہو۔ یا

(۳) کوئی کافی وجہ ہو۔

نوٹ - تجویز ثانی اوسوقت پیش نہ ہو سکیگی جبکہ ڈگری یا حکم کا مرافعہ دائر ہو لیکن جو فریق مرافعہ

[1] سید اعظم عرف محمد صاحب بنام گوری بی و گوردہن داس آئین دکن جلد (۱۷) ۱۳۱۹ف صفحہ (۳۵)

نہ کرے باوصف اسکے کہ کسی اور فریق نے مرافعہ کیا ہو ۔ ۔ ۔ تجویز ثانی پیش کرسکتا ہے بجز اسکے کہ عذرات مرافعہ اور تجویز ثانی ایک ہی ہوں ۔ یا بصورت مرافعہ ۔ ۔ ۔ ۔ عذرات عدالت مرافعہ میں پیش کرسکتا ہو۔

منظوری یا نامنظوری درخواست | بروے دفعہ (۶۱۹) ضابطہ مذکور بہ مضمون آرڈر (۴۷ ـ ۴) ایکٹ نمبر (۵)، ودفعہ (۶۲۶) ایکٹ نمبر (۱۴) درخواست تجویز ثانی پیش ہونے پر بعد ملاحظہ کیفیت تنقیح مرتبہ سررشتہ) بدانست عدالت تجویز ثانی کی وجہ کافی نہ ہو تو درخواست نامنظور ہوگی ۔ بصورت منظوری مقدمہ نمبر متعلقہ پر بہ تحریر وجوہ لیا جا کر عذرات پیش کرنے کیلئے دیجرجہ درخواستگذار) فریق ثانی طلب اور تاریخ پیشی پر بعد سماعت عذرات اگر امر یا شہادت جدید واہم کی بابتہ ہو تو درخواست گذار کا بیان نسبت لاعلمی جبتک بخوبی ثابت نہ ہو درخواست تجویز ثانی منظور نہ ہوسکیگی جسکا طریقہ کارروائی یہ ہے کہ فریقین سے ثبوت و تردید لینے کے بعد بصورت منظوری درخواست تجویز ثانی مقدمہ نمبر سابق پر لیا جا کر فریقین کی وہی حالت پیدا کردیجائیگی جو فیصلہ مقدمہ ابتدائی کے عین ماقبل تھی جسکے بعد اوس امر یا شہادت جدید واہم قلمبند کرکے فریق مقابل کی شہادت تردیدی (اگر وہ پیش کرے تو) وہ بھی قلمبند کرلیکر بعد سماعت بحث فریقین مجدداً فیصلہ صادر فرمایا جائیگا۔

مرافعہ تجویز ثانی | بروے دفعہ (۶۲۲) ضابطہ مذکور بہ مضمون آرڈر (۴۷ ـ ۷) ایکٹ نمبر (۵) ودفعہ (۶۲۹) ایکٹ نمبر (۱۴)

(۱) منظوری تجویز ثانی کا مرافعہ بعذرات ذیل ہوسکیگا۔

الف ۔ درخواست دفعہ (۶۱۷) یا دفعہ (۶۱۹) کی احکام کے خلاف ہے ۔ یا

ب ۔ درخواست میعاد مقررہ کے بعد بغیر کافی وجہ کے پیش ہوئی ہے ۔

یہ دونوں عذرات مرافعہ منظوری درخواست کیصورت میں خواہ اور بعد منظوری درخواست تجویز ثانی اصل مقدمہ میں قطعی ڈگری یا حکم صادر ہوچکا ہو اور اوسکا مرافعہ پیش ہو تو اوس مرافعہ میں بھی یہی عذرات متذکرہ صدر پیش ہوسکینگے ۔

(۲) نامنظوری تجویز ثانی کا مرافعہ نہیں ہوسکتا لیکن اگر درخواستگذار غیر حاضر ہونیکی وجہ سے درخواست نامنظور ہوئی ہو تو وہ بازیہ نمبر سابق کی درخواست کرسکتا ہے ۔ کافی وجہ سے وہ حاضر نہ ہوسکنے کی نسبت عدالت مطمئن ہونے پر خرچہ یا اور شرائط مناسب کے ساتھ نمبر سابق پر قائم اور سماعت کیلئے تاریخ مقرر کرسکیگی ۔

بروے دفعہ (۶۲۴) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۴۷ ۔ ۹) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۶۲۹) فقرہ آخر ایکٹ نمبر (۱۴) بصیغہ تجویز ثانی کوئی ڈگری یا حکم صادر ہو تو اوسکی درخواست تجویز ثانی قابل سماعت نہ ہوگی ۔

دفعہ ۳۱۷

مرافعہ نگرانی ۔ قول سرٹننگس[۱] حکام عدالت کی ناانصافی یا ناتجربہ کاری کی تلافی کیغرض سے اپیل کیضرورت سے انکار نہیں ہوسکتا ۔ گو بعض اوقات (جیسا کہ ردا کے مقنن الپین نے بیان کیا ہے) یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ عمدہ فیصدجات لگاڑ دئے جاتے ہیں ۔ واضعان قانون نے اون قیود اور میعاد کو معین کردیا ہے ۔ جو جواز اپیل کیلئے ضروری ہیں ۔

استصواب | بروے دفعہ (۶۱۱ تا ۶۱۴) ضابطہ دیوانی سرکار عالی ہم مضمون آرڈر (۴۶ ۔ ۱ تا ۴) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۶۱۷ تا ۶۲۰) ایکٹ نمبر (۱۴) کسی ایسے مقدمہ یا مرافعہ کی سماعت کیوقت یا اوسکے قبل جسکی ڈگری کا مرافعہ نہ ہوسکتا ہو ۔ یا ایسی ڈگری کی تعمیلی کارروائی میں کوئی بحث قانونی یا متعلق رواج (جو بمنزلہ قانون ہو) پیدا ہو اور عدالت مجوزہ کو شبہ معقول ہو تو خود یا کسی فریق کی

---

[۱] ترجمہ اصول قانون سرٹننگس صفحہ (۵۸۶) فقرہ (۲۷۱)

درخواست پر بہ اظہار واقعات وراے بغرض تصفیہ مجلس عالیہ عدالت میں بھیج سکیگی اور تا حصول جواب کارروائی جاری یا ملتوی رکھیگی لیکن فیصلہ نہ کرسکے گی مجلس عالیہ عدالت بعد سماعت عذرات فریقین (اگر پیش ہوں) فیصلہ فرماکر اوس کی نقل عدالت موصوفہ میں بھیجے گی جسکے مطابق فیصلہ ہوگا اور اس کارروائی استصواب کا خرچہ۔ خرچہ مقدمہ کا جزو متصور ہوگا۔

نگرانی | بروے دفعہ (۶۱۵) ضابطہ مذکور رقم مضمون دفعہ (۱۱۵) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۶۲۲) ایکٹ نمبر (۱۴) مجلس عالیہ عدالت (خود یا کسی فریق کی درخواست نگرانی پر) کسی ماتحت عدالت کی مثل یا کارروائی کو جسکا فیصلہ ہوچکا ہو اور جسکا مرافعہ مجلس عالیہ عدالت میں نہ ہوسکتا ہو۔ طلب کرکے بعد معائنہ اوس مقدمہ میں مناسب حکم صادر کرسکیگی جبکہ یہ معلوم ہو کہ

الف۔ عدالت ماتحت نے ایسا اختیار استعمال کیا ہے جو اُسکو قانوناً حاصل نہ تھا۔ یا

ب۔ عدالت ماتحت نے اوس اختیار کو استعمال نہیں کیا ہے جو اوسے حاصل تھا۔ یا

ج۔ عدالت ماتحت نے اپنے اختیار کا استعمال خلاف قانون کیا ہے۔ یا کوئی اہم غلطی کی ہے۔ اس نگرانی کے خرچہ کے متعلق مجلس عالیہ عدالت حکم مناسب صادر کرسکیگی۔

نوٹ۔ ہر عدالت اپیل بطور خود یا کسی فریق کی درخواست پر نگرانی کی سماعت کرسکتی ہے۔ جسکے بعد اگر نگرانی قابل منظوری پائی جائے تو اپنی رائے کیساتھ وہ مقدمہ مجلس عالیہ عدالت میں بصیغہ تصحیح روانہ کیا جائیگا جہاں پابندی احکام مصرحہ صدر فیصلہ صادر فرمایا جائیگا۔

ضروری احکام و نظائر ہائیکورٹ ممالک محروسہ سرکار عالی

(۱) درخواست نگرانی پر اصل فریق نگرانی خواہ کی دستخط ہونی لازمی ہے۔ ۵۔

(۲) بروے گشتی عدالت العالیہ ع ۱/۴۵ مورخہ ۲۶ شہریور ۱۳۱۱ ف وکلاء جب درخواست

۵۔ راجہ بہادر دیو بنام چیلا راج ملیا۔ آئین دکن جلد (۱۶) ۱۳۱۵ ف صفحہ (۲۶) اجلاس کامل

نگرانی داخل کریں تو لازم ہے کہ اوسمیں جو وجوہ متعلق نگرانی کیہ درج کریں اور تمام درخواست پر تصدیق کیا کریں کہ تا حد علم و یقین اون کے وجوہ نگرانی کے قابل توجہ عدالت ہیں۔

یہ حکم محض وکلا سے متعلق ہے تا اونکی درخواستوں کے اعتبار پر ضیا نت وقت عدالت ہو سکے

(۲) عموماً اختیارات نگرانی اون صورتوں میں استعمال کئے جاتے ہیں جنمیں فریق داد طلب ہو اور اوسکو دوسرا چارہ کار باقی نہ رہا ہو لیکن اگر بہ نسبت اسکے کہ فریق نالش نمبری کے اخراجات و زحمتوں میں مبتلا کئے جائیں بصیغہ نگرانی بہ آسانی کیساتھ اصلاح ہو سکتی ہو تو بصیغہ نگرانی غور ہو سکتا ہے یہی عملدرآمد مجلس عالیہ عدالت کا رہا ہے [۱]

(۴) بہ تعمیل فرمان واجب الاذعان مصدرہ ۲ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ چونکہ ہر سہ علاقہ جات پائیگاہ اور دیگر تمام جاگیری علاقوں میں جسقدر عدالتیں اسوقت ہیں یا آیندہ قائم ہوں وہ مثل عدالتہای اضلاع سرکار عالی مجلس عالیہ عدالت کے ماتحت ہیں۔ اور عدالتہائے مذکور کے فیصلہ جات کی ناراضی سے مجلس عالیہ عدالت میں اپیل یا نگرانی ہوگی [۲]

(۵) درخواست نگرانی بحاضری طرفثانی بعدم پیروی خارج ہو تو اوسکا چارہ کار درخواست بازدائری ہے۔ مکرر نگرانی نہیں ہو سکتی [۳]

مرافعہ نمبری	بروے دفعہ (۵۶۳) و (۵۶۸) ضابطہ مذکور و مضمون دفعہ (۹۶) و آرڈر (الف - م) ایکٹ

نمبر (۵) و دفعہ (۵۴۰ و ۵۴۲) ایکٹ نمبر (۱۴) ہر عدالت کی ڈگری یکطرفہ یا دو طرفہ کا مرافعہ عدالت مجاز سماعت مرافعہ میں ہو سکیگا۔ بجز اون ڈگریوں کے جو بربنا صلح فریقین صادر ہوئی ہوں جنکا مرافعہ نہیں ہو سکتا۔ کسی مقدمہ میں ایک سے زیادہ مدعی یا مدعی علیہ ہوں اور ڈگری ایسی وجہ پر مبنی ہو جو تمام مدعی

[۱] بھیرت گوڑہ بنام کیسری مل۔ آئین دکن جلد (۲) ۱۳۱۶ ف صفحہ (۱۵۹)، [۲] میاجی بنام مرت راو آئین دکن جلد (۱۷) ۱۳۱۹ ف صفحہ (۱۱۰)، [۳] بنالال بنام جے جے سہائے آئین جلد (۱۹) ۱۳۲۱ ف صفحہ (۳۰۳)

یا مدعی علیہم پر یکساں موثر ہو تو منجملہ مدعیان یا مدعی علیہم کے کوئی شخص بھی کل ڈگری کا مرافعہ کرسکیگا اور عدالت مرافعہ کل مدعیان یا مدعی علیہم کے حق میں ڈگری منسوخ یا ترمیم کرسکیگی۔

مرافعہ عکسی | بروے دفعہ (۵۹۶) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۴۱-۲۲) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۵۶۱) ایکٹ نمبر (۱۴) ہر مرافع علیہ جس نے ڈگری کا مرافعہ نہ کیا ہو ڈگری کے متعلق ایسا عذر پیش کرسکیگا جو بصورت مرافعہ کرسکتا تھا۔ بشرطیکہ تاریخ تعمیل طلبنامہ سے جو اوسپر یا اوسکے وکیل پر ہوئی ہو۔ ایکماہ کے اندر یا اوس مزید مدت کے اندر جسکی عدالت مرافعہ اجازت دے پیش کیا ہو۔ (ایسی درخواست بموجب درخواست مرافعہ مرتب ہوگی) مرافعہ علیہ ایسی درخواست کیساتھ اوس فریق کی جسپر اوسکا اثر پڑتا ہو۔ یا اوسکے وکیل کی تحریری رسید نسبت وصول نقل درخواست مذکور داخل کریگا۔ ورنہ خود عدالت اوس کے پاس اسکی نقل بخرچہ مرافع علیہ بھیجیگی۔

اسطرح درخواست مرافع علیہ پیش ہوا۔ اصل مرافعہ اوٹھالیا جاے یا بعدم پیروی خارج ہوجائے تو بھی مرافعہ عکسی کی سماعت اور اوسکا فیصلہ ہوسکیگا لیکن عدالت مرافع عکسی کی سماعت بعد اطلاع دہی فریق مقابل کریگی۔ (اگر مرافعہ اصلی اوٹھا نہ لیا جائے یا بعدم پیروی خارج نہ ہو تو ان دونوں مرافعہ اصلی و مرافعہ عکسی کی ایک ہی وقت بحث سماعت کیجاکر ان دونوں کا فیصلہ یکجائی ہوسکیگا)

مرافعہ متفرق | بروے دفعہ (۶۰۵) ضابطہ مذکور وہ احکام جو ڈگری نہوں اونکا بھی مرافعہ متفرق ہوسکتا ہے جن احکام کی تفصیل دفعہ مذکور میں ظاہر کیگئی ہے۔

ترتیب درخواست مرافعہ | بروے دفعہ (۵۶۵) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۴۱-۱۰) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۵۴۱) ایکٹ نمبر (۱۴) ہر مرافعہ ایک درخواست کی شکل میں پیش ہوگا (جسمیں نام عدالت مرافعہ و نام مرافع و مرافع علیہ حسب صراحت عرضیدعوی۔ نوعیت مقدمہ۔ بنا راضی تجویز نام حاکم مشعر حکم آخر کے بعد درخواست کا مدعا کھینچا جائیگا۔

(جسکے تحت) فقرہ وار تفصیل واقعات اور وجوہ مرافعہ مختصر الفاظ میں مدلل تحریر کئے جائینگے جسپر مرافعہ یا اوسکے وکیل کی دستخط ہوگی جسکے بعد حاکم عدالت یا عہدہ دار مجاز کے روبرو بانسلاک تعمیل منتخب فیصلہ و نقل فیصلہ زیر اپیل پیش کیا جائیگا ۔ (درخواست مرافعہ حسب رسوم مقررہ کاغذ ممہور لکھی جائیگی)

درخواست مرافعہ کے پیش ہونیکے روز ہی بعد ملاحظہ کیفیت تنقیحی مرتبہ سررشتہ ۔

ترمیم یا نامنظوری درخواست مرافعہ | بروے دفعہ (۵۶۰) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۴۱-۳) ایکٹ نمبر ۵ و دفعہ (۵۴۳) ایکٹ نمبر (۱۴) اگر درخواست مرافعہ حسب طریقہ متذکرہ صدر مرتب نہ کیگئی ہو تو مرافع کو واپس دیجائیگی کہ وہ اوسکی ترمیم اوسیوقت کردے یا بعطائے مہلت بغرض ترمیم درخواست مرافع کو بقرار داد مہلت واپس دیجائیگی اور اوس مہلت میں توسیع بھی کیجاسکیگی باوجود اسکے حسب ہدایت عدالت درخواست مرافعہ بعد ترمیم پیش نہ ہو تو وہ نامنظور کیجائیگی ۔

طلبی و حاضری فریقین | بروے دفعہ (۵۷۳ تا دفعہ ۵۷۸) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۴۱-۹ تا ۱۵) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۴۶۳ و ۴۴۶ و ۴۶۰ و ۴۶۸ و ۴۶۷ و ۴۷۲ و ۴۶۰) ایکٹ نمبر (۱۴) مقدمات اپیل وغیرہ میں بھی طلبی و حاضری فریقین کی کارروائی اوسیطرح عمل میں آئیگی جسطرح کہ مقدمات ابتدائی کے متعلق بیان کیا جاچکا ہے بلحاظ اسکے درخواست اپیل میں بعد ملاحظہ کیفیت تنقیحی مرتبہ سررشتہ جب کوئی سقم پایا نہ جائے تو مقدمہ نمبر پر لیا جاکر بقرار داد تاریخ پیشی بخرچہ مرافع عدالت تحت کی مثل زیر مرافعہ طلب اور مرافع علیہ کے نام بانسلاک نقل عرضی مرافعہ سمن جاری کیا جائیگا کہ اگر مرافع علیہ تاریخ مقررہ پر عدالت مرافعہ میں حاضر نہ ہوگا تو مرافعہ کی سماعت یکطرفہ ہوگی ۔

نوٹ ۔ درخواست مرافعہ کے داخل ہونے سے (۷) دن کے اندر مرافع درخواست مرافعہ کی اتنی نقلیں داخل کریگا جتنے کہ اوس مقدمہ میں مرافع علیہ ہوں اور ہر مرافع علیہ کے پاس اطلاعنامہ کیساتھ درخواست کی ایک نقل بھیجی جائیگی ۔

مرافعہ کی سماعت کی تاریخ پیشی کا ازدیاد اور تعمیل طلبنامہ۔ اور اخراج بوجہ عدم پیروی و بوجہ عدم ادخال خرچہ اور بازدائری اور کسی فریق مقدمہ ابتدائی کو جو مقدمہ مرافعہ میں فریق نہ کیا گیا ہو اوسکو فریق بنانے کے وہی احکام ہیں جو مقدمہ ابتدائی سے متعلق ہیں۔ اگر مرافع علیہ غیر حاضر ہو تو مرافعہ کی سماعت یکطرفہ ہوگی۔

اگر مرافع ممالک محروسہ سرکار عالی کے باہر رہتا ہو اور جائداد متنازعہ کے سوائے کوئی اور جائداد غیر منقولہ ممالک محروسہ سرکار عالی میں نہ رکھتا ہو تو عدالت مرافعہ کو لازم ہے کہ خرچہ مرافعہ و خرچہ مقدمہ ابتدائی دونوں کیلئے مرافع سے ضمانت طلب کرے۔ ایسی ضمانت اندرون میعاد مقررہ عدالت داخل نہ ہو تو مرافعہ نامنظور ہوگا۔

سماعت مرافعہ | بروے دفعہ (۵۷۹) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۴۱-۱۶) ایکٹ نمبر (۵) دو دفعہ (۵۵۵) ایکٹ نمبر (۱۴) اوس تاریخ پر جو سماعت مرافعہ کیلئے مقرر ہے یا کسی تاریخ آئندہ پر جو مقرر کیجائے اگر فریقین حاضر ہوں تو عدالت اولاً مرافع کی بحث بتائید مرافع اوسکے بعد مرافع علیہ کی جوابی بحث اوسکے بعد مرافع کا جواب الجواب سماعت کریگی۔

نوٹ اگر مرافع کی بحث اول پر ہی مقدمہ خارج کر دیا جائے تو مرافع علیہ کی جوابی بحث کی ضرورت نہ ہوگی

عذرات مرافع | بروے دفعہ (۵۴۶) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۴۱-۲) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۵۴۲) ایکٹ نمبر (۱۴) مرافع بلا اجازت عدالت کوئی اور وجہ جو اوسکی درخواست مرافعہ میں درج نہ ہو بیان نہ کر سکیگا۔ اور نہ اوسکی تائید میں اوسکا بیان سماعت کیا جائیگا۔ اسکے سوائے عدالت مرافعہ مقدمہ کے تصفیہ کرنے میں اونھیں وجوہ کی پابند نہ ہوگی جو درخواست مرافعہ میں درج ہوں یا جو عدالت کی اجازت سے بیان کئے گئے ہوں۔ اگر عدالت کسی اور وجہ پر تجویز مبنی کرنا چاہے تو اوس فریق کو جسپر اوسکا مضر اثر پڑے اوسکی نسبت جواب دینے کا کافی موقع دیا جائیگا۔

بروے دفعہ (۵۸۵) ضابطہ مذکور ہر مرافع علیہ اگرچہ اوسنے کسی جزو ڈگری کا مرافع نہ کیا ہو

تائید یا خلاف ڈگری ایسے عذرات پیش کرسکیگا جنکا تصفیہ عدالت مرافعہ عنہا نے اوسکے خلاف کیا ہو۔

فیصلہ اپیل | بروے دفعہ (۴ ۵۹ و ۵ ۵۹) ضابطہ مذکور بہم مضمون آرڈر (۱۴ - ۳۰ تا ۳۱) ایکٹ نمبر (۵) دودفعہ (۱۰۷ و ۵۷) ایکٹ نمبر (۱۴) عدالت مرافعہ فریقین یا اونکے وکلا کی بحث سماعت کرنیکے بعد اور عدالت مرافعہ و عدالت مرافعہ عنہا کی امثلہ کا اوسقدر حصہ جو ضروری خیال کرے ملاحظہ کے بعد اپنا فیصلہ بزبان عدالت (اردو) بہ مسر اجلاس اوسیوقت یا کسی تاریخ مابعد پر سنائے گی جس تاریخ کی اطلاع فریقین یا اون کے وکلا کو دیجاتی ہو۔

عدالت مرافعہ کا فیصلہ تحریری ہوگا۔ اور اوس میں مفصلہ ذیل امور درج ہوں گے۔

الف۔ امور قابل انفصال ب۔ امور مذکور کا فیصلہ

ج۔ فیصلہ کے وجوہ۔ اور د۔ جب عدالت مرافعہ عنہا کی ڈگری منسوخ یا ترمیم کیجائے تو دادرسی جسکا مرافع مستحق ہے اور اوسکے سنانے کے وقت اوسپر تاریخ اور دستخط حاکم عدالت کے یا اون حکام کے جنکو اوس سے اتفاق ہو ثبت ہوں گے۔

اختیارات عدالت مرافعہ | بروے دفعہ (۵۹۶) و (۵۹۷) ضابطہ مذکور بہم مضمون آرڈر (۱۴ - ۳۲ و ۳۳) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۵۷۷) ایکٹ نمبر (۱۴) عدالت مرافعہ عدالت مرافعہ عنہا کی ڈگری کو بحال یا تبدیل یا منسوخ کرسکے گی۔ یا بموجب صلح فریقین ڈگری یا حکم صادر کرسکے گی۔

عدالت مرافعہ کو اختیار ہے کہ ہر ایسی ڈگری یا حکم صادر کرے جو صادر کیا جانا چاہیئے تھا۔ یا ایسی مزید ڈگری یا حکم صادر کرسکتی ہے۔ جو بلحاظ حالات مقدمہ ضروری ہو۔

جب ڈگری کے کسی جزو کا مرافعہ کیا گیا ہو تو ڈگری یا حکم کل یا کسی مرافع علیہ یا کسی فریق کے حق میں صادر کیا جاسکیگا گو ایسے مرافع علیہ یا فریق نے کوئی مرافعہ یا عذر پیش نہ کیا ہو۔

بروے دفعہ (۶۰۱) ضابطہ مذکور بپابندی دیگر احکام عدالت مرافعہ کو وہی اختیارات حاصل ہونگے

اور جہاں تک ممکن ہو وہی فرائض انجام دیگی جو عدالت ابتدائی کو مقدمات کے متعلق حاصل ہیں یا جنکی انجام دہی اوسکا فرض ہے۔

بعد قیام تنقیح فیصلہ

بروے دفعہ (۵۸۸) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۴۱-۲۴) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۵۶۵) ایکٹ نمبر (۱۴) جبکہ مثلاً ابتدائی میں شہادت کافی ہو تو عدالت مرافعہ بشرط ضرورت امور تنقیح قائم کرکے (بعد سماعت بحث) خود فیصلہ صادر کرسکے گی گو عدالت مرافعہ کا فیصلہ عدالت مرافعہ عنہا کے فیصلہ سے بالکل مختلف وجہ پر مبنی ہو۔

واپسی مقدمہ

بروے دفعہ (۵۸۷ و ۵۸۹ و ۵۹۰) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۴۱-۲۳ و ۲۵ و ۲۶) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۵۶۲ و ۵۶۶ و ۵۶۷) ایکٹ نمبر (۱۴)

(۱) ۵۸۷ جب عدالت مرافعہ عنہا نے مقدمہ کسی امر ابتدائی پر فیصلہ کیا ہو۔ اور وہ ڈگری مرافعہ میں منسوخ ہوجائے تو عدالت مرافعہ اگر مناسب خیال کرے تو مقدمہ تکمیل تحقیقات کیلئے واپس بھیجنے کا حکم دیسکیگی اور یہ ہدایت کرسکیگی کہ اوس مقدمہ میں کس تنقیح یا تنقیحات کا فیصلہ کیا جائیگا اور اپنے فیصلہ اور حکم کی نقل اُس عدالت میں بھیجے گی جسکی ڈگری کی ناراضی سے مرافعہ ہوا ہے۔ اور یہ ہدایت کریگی کہ اوس مقدمہ کو نمبر سابق پر قائم کرکے اوسکا فیصلہ کیا جائے۔ اگر اوس مقدمہ کی ابتدائی تحقیقات میں کوئی شہادت قلمبند ہوئی ہو تو وہ بلحاظ جائز عذرات کے اوس تحقیقات میں استعمال ہوسکیگی جو مقدمہ کی واپسی کے بعد عمل میں آئے۔

(۲) ۵۸۹ جب عدالت مرافعہ عنہا نے کسی ایسی تنقیح کو قائم یا اوسکا فیصلہ نہ کیا ہو یا کسی ایسے امر واقعات کا فیصلہ نہ کیا ہو جو عدالت مرافعہ کی رائے میں نفس مقدمہ کے صحیح فیصلہ کیلئے ضروری ہو تو عدالت مرافعہ اگر ضرورت ہو تو تنقیحات قائم کرکے عدالت مرافعہ عنہا کے پاس تصفیہ کیلئے بھیجے گی اور ہدایت کریگی کہ مزید شہادت جو ضروری ہو لیکر بعد تحقیقات شہادت معہ اپنی

رائے اور اوسکے وجوہ کے عدالت مرافعہ میں بھیجے جسکی عدالت ابتدائی تعمیل کرے گی۔

ایسی شہادت اور رائے مقدمہ کی مثل کا جزو ہوگی اور ہر فریق اوس مدت کے اندر جو عدالت مرافعہ مقرر کرے اوس رائے کی متعلق اپنے تحریری عذرات پیش کر سکیگا۔

اوس مدت کے گذرنے کے بعد جو ایسی تحریری عذرات پیش کرنیکے لئے اسطرح مقرر کیگئی ہو عدالت مرافعہ اوس مرافعہ کا تصفیہ کریگی۔(۵۹۰)

جدید شہادت | بروے دفعہ (۵۹۱ و ۵۹۲) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۴۱ ــ ۲۷ و ۲۸) ایکٹ نمبر ۵ و دفعہ (۵۶۸) و (۵۶۹) ایکٹ نمبر (۱۴) عدالت مرافعہ ایسی شہادت جسکو عدالت مرافعہ علیہا نے باوجود قابل قبول ہونیکے لینے سے انکار کیا ہو۔ یا ایسی شہادت جسکی بنا پر مقدمہ کا انصافاً فیصلہ ہو سکے یا ایسی شہادت دستاویزی یا لسانی جنکی کسی اور وجہ موجہ سے ضرورت ہو پیش کیئے جانے کی اجازت باندراج وجوہ دیسکیگی ــ جدید شہادت پیش کرنے کی اجازت ہو تو عدالت مرافعہ خود یا کسی ماتحت عدالت کو ایسی شہادت لیکر عدالت مرافعہ میں بھیجنے کا حکم دے گی۔

ترتیب ڈگری مرافعہ | بروے دفعہ (۵۹۹ و ۶۰۰) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۴۱ ــ ۳۵ و ۳۶) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۵۷۹ و ۵۸۰) ایکٹ نمبر (۱۴) عدالت مرافعہ کے فیصلہ کیا تھی اوسی روز حسب نمونہ مقررہ ڈگری مرتب کیجاے گی۔ اور ڈگری میں امور ذیل درج ہوں گے۔ الف۔ مرافعہ کا نمبر۔

ب۔ مرافع اور مرافع علیہ کا نام اور ولدیت و سکونت وغیرہ ج۔ دادرسی یا جو تصفیہ کیا گیا ہو اوسکی صراحت

ڈگری میں خرچہ مرافعہ کی صراحت ہوگی اور اس امر کی بھی صراحت ہوگی کہ خرچہ مرافعہ و خرچہ عدالت ابتدائی کون فریق یا کس جائداد سے اور کس نسبت سے ادا کریگا۔ ڈگری پر اوس حاکم یا اون حکام کی جنکو اوس سے اتفاق ہو دستخط اور تاریخ ثبت ہوگی جنھوں نے اوسکو صادر کیا ہو۔

فیصلہ اور ڈگری کی نقل بعد تصدیق حاکم عدالت مرافعہ یا اوس عہدہ دار کے جسکو عدالت مرافعہ

اوس کام کیلئے مقرر کرے۔ عدالت مرافعہ عنہا میں بھی جائے گی اور عدالت ڈگری کی مثل میں شامل کیجائیگی اور رجسٹر مقدمات دیوانی میں نتیجہ مرافعہ درج کیا جائیگا۔

مرافعہ ثانی و مرافعہ ثالث | بروے دفعہ (۶۰۳ و ۶۰۴) ضابطہ مذکور ہم مضمون آرڈر (۴۱ - ۱۱ - ۴۲ - ۳۰) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۵۵۱ و ۵۵۷) ایکٹ نمبر (۱۴) مرافعہ ثانی و مرافعہ ثالث میں عدالت مرافعہ۔ مرافع یا اوسکے وکیل کی بحث کے سماعت کے بعد بلا طلبی مرافع علیہ و بلا اطلاع ڈگری عدالت مرافعہ عنہا۔ مرافعہ کو خارج کرسکتی ہے۔

نوٹ۔ جو احکام مرافعہ اولی میں طلبی مرافع علیہ و حاضری کے متعلق ہیں۔ وہ مرافعہ ثانی و مرافعہ ثالث سے بھی متعلق ہوں گے۔

دفعہ ۳۱۸

تعمیل۔ قول پروفیسر ہالینڈ[۵۱] | تعمیل یا اجرا جسکے ذریعہ سے فریق کامیاب مقدمہ (ان) عدالت یا ریاست کے دوسرے حکام مجاز سے اوس اجباری مداخلت کا مطالبہ کرتا ہے جو تعمیل فیصلہ کیلئے ضروری ہو۔ واضح ہو کہ مدعی علیہ کو بصورت کامیابی باستثنا اوس حالت کے جبکہ خرچہ ڈگری وصول کرنا مقصود ہو فیصلہ کی تعمیل کرانیکی ضرورت پیش نہیں آتی جیسا کہ محتاج بیان نہیں۔ اور مقدمات دیوانی میں فیصلہ کی تعمیل تاوقتیکہ کسی فریق مقدمہ کی طرف سے درخواست پیش نہ ہو نہیں کرائی جاتی۔

ریاستہاے متحدہ امریکہ میں سو اوس ریاستوں کا یہ قانون ہے کہ مدلون ڈگری کو زندگی کی ضروری آسائشوں (ب) سے متمتع ہونیکا حق رعایتی حاصل ہوگا۔ اور یہ حق اسطور پر تسلیم کیا جائیگا کہ اوسکی جائداد کا ایک واجبی حصہ ضبطی سے مستثنے قرار دیا جائے۔ سولہ ریاستوں میں (قانون حفاظت خانہ) رائج ہے جسکی رو سے گھر ڈگری کی تعمیل یا قرضہ کی ادائی میں بذریعہ عدالت فروخت کیے جانے سے مستثنا ہے۔ تاوقتیکہ شوہر اور زوجہ دونوں نے ملکر اوسے رہن کیا ہو یا دوسرے طور پر قرضخواہوں کو اوسپر دعوی کرنیکا حق دیا ہو

قول سر ڈنگین[۵۲] | صدور کے بعد فیصلہ فریقین پر واجب التعمیل ہوتا ہے الا اوس صورت میں کہ وہ بعینہ اپیل

---

۵۱ ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۳۰۸) ضمن (۴) ۵۲ ترجمہ اصول قانون سر ڈنگین صفحہ (۵۸۶) فقرہ (۲۷۱)

یا تجویز ثانی منسوخ کیا جائے یا فی نفسہٖ کالعدم ہو۔

تعمیل کسی فیصلہ ماتحت کی محض اس وجہ سے کہ اوسکی ناراضی سے اپیل دائر ہوا ہے ملتوی نہ کیجائے گی ۳ف بلکہ بطریق معمولی اوسکی تعمیل ہوسکتی ہے۔ مگر عدالت اپیل درصورت پائے جانے وجہ موجہ کے حکم التوا صادر کرنیکی مجاز ہے ۳ف

اجرائی ڈگری صرف فریق کامیاب یا اوس فریق کی درخواست پر جسکی از روے حکم ڈگری کسیطرح دادرسی کیگئی ہو ہوسکتا ہے۔ ۳ف

احکام مجموعہ ضابطہ دیوانی سرکار عالی نشان (۳) بابتہ ۱۳۲۳ف

عدالت صادر کنندہ ڈگری | عدالت صادر کنندہ ڈگری میں حسب ذیل عدالتیں داخل ہونگی۔

الف۔ جب ڈگری تعمیل طلب عدالت مرافعہ نے صادر کی ہو تو عدالت ابتدائی۔ اور

ب۔ جب عدالت ابتدائی باقی نہ رہی ہو یا اوسکو تعمیل کے اختیارات باقی نہ رہے ہوں تو وہ عدالت جسکو ڈگری کی تعمیل کی درخواست پیش ہونے کے وقت اوس مقدمہ کے رجوع ہونیکی صورت میں جسمیں ڈگری صادر کیگئی اوسکی سماعت اور تجویز کا اختیار ہوتا ۴ف

عدالت تعمیل کنندہ | ڈگری کی تعمیل وہ عدالت کرسکیگی جس نے ڈگری صادر کی ہو یا وہ عدالت جسمیں وہ تعمیل کیلئے بھیجی جائے ۵ف

نوعیت کارروائی تعمیل | ہر نزاع کا تصفیہ جو نسبت تعمیل یا ایفا یا بیباقی فریقین یا اونکے قائم مقام کے مابین پیدا ہوی ہو عدالت تعمیل کنندہ کریگی جسکی بابتہ علحدہ مقدمہ رجوع نہ ہوسکیگا۔ بمتابعت

	حوالہ ضابطہ دیوانی کلکتہ	حوالہ دفعات ایکٹ نمبر ۱۹۰۸	حوالہ دفعات ایکٹ نمبر (۱۴) ۱۸۸۲	حوالہ ضابطہ دیوانی سرکار عالی		حوالہ دفعات ایکٹ نمبر (۵) ۱۹۰۸	حوالہ دفعات ایکٹ نمبر (۱۴) ۱۸۸۲
۳ف	۵۶۹	آرڈر (۴۱-۵)	۵۴۵	۳ف	۲۶۸	آرڈر (۲۱-۱۰)	۲۳۰-فقرہ (۱)
۴ف	۲۴۷	دفعہ (۳۷)	۶۴۹ فقرہ ۲	۵ف	۲۵۰	دفعہ ۳۸	۲۲۳ - " (۱)

عذر میعاد یا اختیار سماعت عدالت کو اختیار ہے کہ کسی ایسی کارروائی کو مقدمہ یا مقدمہ کو کارروائی قرار دے اور بشرط ضرورت مزید رسوم کے ادخال کا حکم دے۔ کوئی شخص کسی فریق کا قائم مقام ہے یا نہیں اس نزاع کا تصفیہ بھی کریگی ۵۱

میعاد | حکم امتناعی کی ڈگری کے سوائے کسی اور ڈگری کی تعمیل میں کوئی درخواست پیش ہو تو ایسی جدید درخواست پر کوئی حکم جاری نہ ہوگا جبکہ تاریخ ڈگری سے بارہ سال کے بعد۔ یا جب ڈگری یا کسی حکم مابعد کی رو سے کسی خاص تاریخ یا اوقات معینہ پر رقم کی ادائی یا حوالگی جائداد کی ہدایت ہو تو قاصر رہنے کی تاریخ سے بارہ سال کے بعد ڈگریدار درخواست تعمیل پیش کرے۔ جب مدیون ڈگری نے فریب یا جبر سے اوس مدت کے اندر کسی وقت تعمیل ڈگری کو روکا ہو تو فریب یا جبر کے اختتام کی تاریخ سے جدید میعاد شروع ہوگی۔ اگر ڈگری کسی عدالت یا عہدہ دار مجاز کے حکم سے ملتوی ہوگئی ہو مدت التوا محسوب ہوگی ہر درخواست تعمیل۔ تاریخ ڈگری سے۔ یا تاریخ جزو تعمیل ڈگری سے ایکسال کے اندر پیش ہونی چاہیے اگر ایک سال کے بعد پیش ہو تو مدیون یا وہ اگر فوت ہوگیا ہو تو اوسکے قائم مقام قانونی کے نام اظہار وجہ کیلئے اطلاعنامہ جاری کیا جائیگا۔ عدالت بعد اندراج وجوہ بلا اجرائی اطلاعنامہ حکمنامہ تعمیل بھی جاری کرسکتی ہے جبکہ نامناسب تاخیر یا انصاف میں خلل واقع ہونیکا اندیشہ ہو ۵۲

تعمیل خواہ | درخواست تعمیل اشخاص ذیل کے جانب سے پیش ہوگی

(۱) درخواست تعمیل ڈگریدار کیجانب سے پیش ہوگی اگر وہ فوت ہوگیا ہو تو اوسکا قائم مقام قانونی کیطرف سے (۲) درخواست تعمیل حسب ذیل اشخاص قابض ڈگری کیجانب سے پیش ہوگی۔

الف۔ ڈگری بالاشتراک صادر ہوئی ہو تو اون میں سے ایک یا زیادہ کل ڈگری داروں کے

	دفعہ ضابطہ دیوانی کالی	دفعہ ایکٹ نمبر (۵)	دفعہ ایکٹ نمبر (۱۴)		دفعہ ضابطہ دیوانی کالی	دفعہ ایکٹ نمبر (۱۵)	دفعہ ایکٹ نمبر (۹)
۵۱	۲۶۱	دفعہ ۲۷،	۲۴۴	۵۲	۲۶۲	۴۸	۲۳۰ فقرہ ۳ و ۴
۵۳	۲۷۹	آرڈر (۲۱-۲۲)	۲۴۸	۔	۔	۔	۔

فائدہ کیلئے یا کوئی فوت ہوگیا ہو تو اوسکے قائم مقام اور باقی ڈگریداروں کے فائدہ کیلئے تعمیل کی درخواست پیش کرسکتے ہیں۔ بشرطیکہ ازروے ڈگری کوئی شرط نہ ہو (ایسی درخواست میں جو اشخاص شریک نہ ہوں اون کے حقوق کی تحفظ کے ساتھ عدالت سے مناسب حکم صادر کیا جائیگا۔ ۵)

ب۔ ڈگری کا ہر منتقل الیہ متابعت اون حقوق کے جو مدیون کو بمقابلہ اصل ڈگریدار حاصل تھے ڈگری کا مالک ہوگا ۶

ذریعہ دستاویز یا اثر قانونی سے کوئی ڈگری منتقل ہوجاے یا کوئی مشترکہ ڈگری اسیطرح منتقل ہوجاے تو منتقل الیہ کی درخواست پر عدالت صادر کنندہ ڈگری اسیطرح تعمیل کرے گی گویا کہ ڈگریدار نے پیش کی لیکن ایسی صورت کی درخواست کی اطلاع منتقل کنندہ اور مدیون کو دیجائیگی اور تا سماعت عذرات ملتوی رہے گی۔

نوٹ جب زرنقدی ڈگری چند اشخاص کے مقابلہ میں صادر ہوئی ہو اور اون میں سے کسی کے نام منتقل ہوجاے تو بقیہ اشخاص پر اوس کی تعمیل نہ ہوسکیگی ۳

تعمیل الیہ | تعمیل کی درخواست مدیون کے مقابل پیش ہوگی۔

اگر کوئی مدیون تعمیل کامل کے قبل فوت ہوجاے تو مالک ڈگری اوسکے قائم مقامان قانونی پر ڈگری کا اجرا کراسکتا ہے۔ قائم مقامان قانونی ڈگری کی ادائی میں اسیقدر ذمہ دار ہوگا جس قدر کہ متوفی کی جائداد قبضہ میں آئی ہو اور اوسکو بطور جائز صرف نہ کرچکا ہو۔ اسکی ذمہ داری کا تعین کرنے کیلئے عدالت ثبوت میں مناسب حسابات وکاغذات داخل کراسکتی ہے ۴

کسی شخص متوفی کے قائم مقام قانونی کی حیثیت سے اوسکے مقابلہ میں جائداد متوفی پر ادائی رقم کی

	مجموعہ ضابطہ دیوانی سنہ حالیہ	دفعہ ایکٹ نمبر (۵)	دفعہ ایکٹ نمبر (۱۴)		دفعہ ضابطہ دیوانی سنہ حالیہ	دفعہ ایکٹ نمبر (۵)	دفعہ ایکٹ نمبر (۱۴)
۱	۲۶۲	آرڈر ۲۱ (۱۵)	۲۳۱	۴	۲۶۳	۵۹	۲۳۳
۳	۲۶۳	" ۲۱ (۱۶)	۲۳۲	۵	۲۶۴	۶۰	۲۳۴

ڈگری صادر ہو تو اوسکی تعمیل جائداد متوفی کی قرقی و نیلام سے ہوسکیگی۔ اگر ایسی جائداد بقبضہ مدیون باقی نہ رہے اور حسب اطمینان عدالت اوسکا جائز صرف ثابت نہ کرسکے تو اوس پر ڈگری کی تعمیل اوسی حد تک ہوسکیگی کہ گویا اوسکی ذات پر صادر ہوئی۔

بروے دہرم شاستر اوس جائداد پر جو کسی شخص متوفی کے بیٹے یا اولاد کے قبضہ میں مورث متوفی کے کسی ڈگری شدہ قرضہ کی ادائی کی ذمہ داری ہو تو اوس جائداد کا اوسکے قبضہ میں بحیثیت قائم مقام قانونی ہونا متصور ہوگا۔ سلہ

درخواست تعمیل | درخواست تعمیل زبانی بھی ہوسکتی ہے اور تحریری بھی ۲ے

زبانی | (۱) صرف زر نقد کی ڈگری صادر کرتے وقت مدیون احاطۂ عدالت میں موجود ہو تو ڈگریدار کی زبانی درخواست پر عدالت قبل تیاری حکمنامہ مدیون کی گرفتاری سے ڈگری کی فوری تعمیل کا حکم دے سکتی ہے۔

(اگر مدیون یہ ظاہر کرے کہ ممالک محروسہ سرکار عالی میں اوسکی جائداد غیر منقولہ ایسی ہے کہ جس سے ڈگری کا ایفا ہوسکتا ہے۔ تو عدم گرفتاری کی یہ کافی وجہ ہوگی سلہ)

تحریری | (۲) مبالعیت احکام ضمن (۱) ڈگری کی درخواست تعمیل تحریری ہوگی اور اوس پر درخواست گذار یا کسی ایسے شخص کی دستخط اور تصدیق ہوگی جسکی نسبت عدالت کو اطمینان ہو کہ وہ حالات مقدمہ سے واقف ہے۔ اور اوس میں مراتب متفصلۂ ذیل کی خانہ پری کیجائیگی۔

الف۔ نشان مقدمہ۔ ب۔ اسمائے فریقین مقدمہ۔

ج۔ تاریخ ڈگری۔ د۔ اس امر کی کیفیت کہ ڈگری کی نارافنی سے مرافعہ ہوا یا نہیں

ھ۔ امور متنازعہ کی بابتہ کسی طرح کا ادا یا تصفیہ فریقین میں بعد صدور ڈگری عمل میں آیا یا نہیں اور اگر۔

	الہ بت بلطہ دفعات ضابطہ دیوانی انگریزی کالی	حوالہ دفعات ایکٹ نمبر ۵	حوالہ دفعات ایکٹ نمبر ۱۴
سلہ ۱	۲۶۵ و ۲۶۶	دفعہ ۵۲	دفعہ ۳۵۳
سلہ ۳	۲۹۹ توضیح	آئوڈر (۲۱ - ۳۷)	۲۲۵ ب

	حوالہ دفعات ضابطہ دیوانی انگریزی کالی	حوالہ دفعات ایکٹ نمبر ۵	حوالہ دفعات ایکٹ نمبر ۱۴
سلہ ۲	۲۶۹ ۔	آرڈر (۲۱ - ۱۰) ۔	۲۵۶ و ۲۴۵ ۔

عمل میں آیا تو کیا۔

و ۔ آیا اس درخواست سے پہلے ڈگری کی تعمیل کیلئے کوئی درخواست دیگئی یا نہیں۔ اگر دیگئی تو کس تاریخ کو اور اوسکا کیا نتیجہ ہوا۔

ز ۔ تعداد رقم معہ سود (اگر ہو) جو از روئے ڈگری واجب الوصول ہو اور دادرسی جو ڈگری کی رو سے دیگئی ہو نیز ڈگری بالمقابل کی تفصیل خواہ اوس ڈگری کے قبل صادر ہوئی ہو یا بعد جسکی تعمیل مقصود ہو۔

ح ۔ خرچہ کی مقدار جو دلایا گیا ہو۔ ط ۔ نام اوس شخص کا جسکے مقابلہ میں تعمیل کی درخواست ہے

ی ۔ طریقہ جس سے عدالت کی امداد کی درخواست ہے ۔ یعنے

(۱) اوس جائداد کی حوالگی سے جسکے دلائے جانے کی ڈگری دیگئی ہو۔

(۲) کسی جائداد کی قرقی اور نیلام سے یا بغیر قرقی کے نیلام سے۔

(۳) کسی شخص کی گرفتاری اور دیوانی محبس میں محبوس رکھنے سے۔

(۴) منتظم مقرر کرنے سے ۔ (۵) اور طور پر جو دادرسی کی نوعیت کے لحاظ سے ضروری ہو۔

جب فصل استادہ (پیداوار زراعتی) کی قرقی کی درخواست ہو تو اوسمیں اوس وقت کی صراحت کی جائیگی جب فصل غالباً کاٹنے یا جمع کرنے کے قابل ہو جائیگی تاکہ عدالت اوسکی تحویل کا انتظام کرسکے ۔ ۱

جب مدیون ڈگری کی کسی جائداد غیر منقولہ کی قرقی کی درخواست ہو تو اوسمیں حسب ذیل امور درج کئے جائیں گے ۔ ۲

الف ۔ جائداد کی کیفیت جس سے اوسکی شناخت ہو سکے اور اگر کاغذات سرکاری یا دیہی میں اوس جائداد کے حدود یا نمبر قایم ہوے ہیں تو اوسکی صراحت۔

دفعہ ضابطہ دیوانی سرکار نظام	دفعہ ایکٹ نمبر ۵	دفعہ ایکٹ نمبر (۱۴)	دفعہ ضابطہ دیوانی سرکار عالی	دفعہ ایکٹ نمبر (۵)	دفعہ ایکٹ نمبر (۱۴)
۱ ۳۱۲	آرڈر ۲۱ - ۴۵	-	۲ ۲۶۲	آرڈر (۲۱ . ۵)	،، ۲۳۱

ب۔ مدیون ڈگری کے حصہ یا حق کی صراحت جہاں تک کہ درخواستگذار کو علم ہو۔

اور وہ تحقیق کر سکا ہو۔

طریقہ کارروائی عدالت | اسطرح نمونہ مقررہ کیساتھ درخواست تعمیل بہ ثبت دستخط تیار کرکے اور ٹکٹ رسوم عدالت چسپاں کرکے بانسلاک مصدقہ نقل منتخب فیصلہ و فہرست جائداد قرقی طلب عدالت ابتدائی میں پیش کیجائیگی۔ اور اگر درخواست تعمیل مرتبہ اول نہیں ہے تو بجائے منتخب فیصلہ آخری جزو تعمیل کی مصدقہ نقل فرد وصول باقی مرتبہ عدالت و فہرست جائداد قرقی طلب کیساتھ درخواست تعمیل پیش کیجائے گی جسپر نمونہ مقررہ کے بموجب سررشتہ کی کیفیت تنقیح اسی روز پیش ہونے پر اگر درخواست تعمیل بپابندی احکام مذکورہ پیش نہ ہو تو نامنظور کی جائیگی یا رفع نقائص کیلئے ایک مدت دی جائیگی۔ اگر اوس مدت میں اصلاح کر دیجائے تو سابقہ تاریخ پر درخواست کا پیش ہونا متصور ہوگا [1]

پس حسب بیان اول الذکر اگر درخواست تعمیل اندرون مدت ایکسال پیش ہوئی ہو تو سب استدعائے ڈگریدار احکام تعمیلی بخرچہ ڈگریدار جاری کئے جائیں گے اور اگر درخواست تعمیلی بیرون سال پیش ہوئی ہو تو بخرچہ ڈگری دار فریق مقابل بغرض اظہار وجہ کے کہ کیوں نہ درخواست تعمیلی منظور کیجائے طلب کیا جائیگا۔ اور ان ہر دو صورتوں میں بھی آئندہ پیشی کا قرار داد کیا جائیگا۔

طلبی و جوابدہی و استفسارات از فریقین اور بصورت اہمیت بعد قیام تنقیحات باخذ ثبوت و تردید فریقین صدور فیصلہ اوسیطرح عمل میں آئیگا جیساکہ مقدمات ابتدائی کے متعلق بیان کیا جاچکا ہے۔ چنانچہ الکیفہ میں تصفیہ ہوا کہ مقدمات اجرائی ڈگری میں امور نزاعی قائم کرکے فریقین کو ثبوت و تردید کا موقع دینا چاہئے۔ بغیر امور نزاعی قائم کئے ہوئے فیصل نہ کرنا چاہئے۔ [3]

---

[1] قرقی جائداد بالیفاء، زر نقد و قبضہ وہانی وغیرہ ہر دو درخواستہائے تعمیل کے نمونہ ضابطہ دیوانی سرکار عالی کے ضمیمہ دوم میں ظاہر کیے گئے ہیں [2] دفعہ (۲۷۴) ضابطہ دیوانی سرکار عالی آرڈر (۲۱، ۱۷) ایکٹ نمبر (۵) دفعہ (۲۴۵) ایکٹ نمبر (۱۴)

[3] فیصلہ کشنیا بنام سردار کنور بائی۔ آئین دکن جلد (۱۳) ۱۳۱۵ف صفحہ (۳۳)

انتقال ڈگری بعدالت دیگر (۱) ڈگری کو عدالت صادر کنندہ ڈگری دار کی درخواست پر یا خود بہ اندراج وجوہات تعمیل دوسری عدالت میں بھیج سکتی ہے جبکہ مدیون دوسری عدالت کے حدود میں رہتا یا کاروبار کرتا ہو یا ایفاء ڈگری کیلئے اسقدر جائداد اوسکے حدود میں نہ ہو جسقدر دوسری عدالت میں ہو یا

ڈگری ایسی جائداد کی حوالگی یا نیلام کے متعلق ہو جو اسکے حدود میں نہ ہو بلکہ اوس دوسری عدالت میں ہو ۔ سلہ

(۲) جائداد غیر منقولہ کا کوئی قطعہ ایک سے زیادہ عدالتوں کے حدود اراضی میں واقع ہو تو اون میں سے کوئی عدالت بھی کل جائداد کو قرق و نیلام کر سکتی ہے سلہ

(۳) ڈگری اوس عدالت میں منتقل کیجائیگی جو بلحاظ زر ڈگری اوس مقدمہ کی مجاز سماعت ہو عدالت مرسل الیہ اوسی ضلع میں ہو تو راست ورنہ بتوسط اوس عدالت ضلع کے جسکے تحت وہ عدالت ہو سلہ

(۴) کوئی عدالت اپنی ڈگری کی تعمیل بلدہ حیدرآباد میں چاہے تو ڈگری کو عدالت دیوانی بلدہ میں اور اگر جائداد مالیت و نوعیت اوسکے اختیار سے خارج ہو تو دار القضا یا مجلس عالیہ عدالت میں بھیجیگی ۔ اور ان کل صورتوں میں ڈگری کا انتقال اسطرح عمل میں آیگا کہ مراسلہ کے ساتھ ڈگری کی نقل اور یہ صداقتنامہ کہ اندرون حدود عدالت منتقل کنندہ اسکا ایفا نہیں ہوا یا کسقدر جز کا ایفا ہوا اور کیا باقی ہے نیز اگر کوئی حکم بغرض تعمیل جاری ہوا ہو تو اوسکی نقل ورنہ اوسی مضمون کا صداقتنامہ بھیجا جائیگا ۔ کاغذات متذکرہ بالا مزید ثبوت کے بغیر شامل مثل ہوں گے بجز اسکے کہ کوئی خاص وجہ پیدا ہو ۔ اس منتقلہ ڈگری کی عدالت منتقل الیہ خود تعمیل کرے گی ۔ یا اپنی ماتحت عدالت مجاز میں تعمیل کیلئے بھیجدیگی ۔ اور تعمیل یا عدم تعمیل کی اطلاع عدالت صادر کنندہ کو بصراحت دیجائیگی ۔ عدالت منتقل الیہ کے وہی اختیارات ہوں گے جو عدالت منتقل کنندہ کے ہیں سلہ

	دفعات ضابطہ دیوانی سرکار عالی	دفعات ایکٹ نمبر ۶ سنہ ۱۹۰۸ء	دفعات ایکٹ نمبر (۱۴) سنہ ۱۸۸۲ء	دفعات ضابطہ دیوانی سرکار عالی		دفعات ایکٹ نمبر (۵) سنہ ۱۹۰۹ء	دفعات ایکٹ نمبر (۱۴) سنہ ۱۸۸۲ء
سلہ	۲۵۰	۳۹	۲۲۳ فقرہ (۱۲)	سلہ	۲۵۳	آرڈر ۲۱ - ۳	۰

سلہ ۲۵۰ تا ۲۵۹ ۲۳۵ تا ۲۵۳ و آرڈر ۲۱ - ۳ ۲۲۳ و ۲۲۴ و ۲۲۵

(۵) گورنمنٹ آف انڈیا کی اور عدالتوں کی ڈگریوں کی تعمیل جو ممالک محروسہ سرکار عالی کے بعض حصص میں بتابعت قرارداد جو باہر مصالح نافذ ہے بطریقہ ضابطہ دیوانی سرکار عالی ہوگی (۱) اسکے متعلق مہتمم سکریٹری کی گشتی نشان (۲) مورخہ ۲ آبان ۱۳۲۴ف حسب تحریک صاحب عالیشان بہادر جریدہ اعلامیہ جلد (۴۷) نمبر (۹) مورخہ ۹ بہمن ۱۳۲۵ف صفحہ (۱۴۲) یہ ہے کہ حسب رزولیوشن محکمہ ہذا ۱۳۴ مورخہ ۸ اردی بہشت ۱۳۰۹ف ڈگریات منتقلہ کی نتیجہ آخر سے اطلاع دیتے وقت اگر کوئی مقدمہ بربنائے صلحنامہ فریقین منفصل ہوا ہو تو ساتھ ہی صلحنامہ کی نقل بھیجی جایا کرے۔

(۶) ڈگری ایسی جائداد کی تقسیم یا اسکے کسی حصہ پر قبضہ دلانے کی جو ادائے مالگزاری کی ذمہ دار ہو تقسیم یا علیحدگی معرفت تعلقدار ضلع بتابعت قانون مالگزاری ہوگی (۲)

---

(۲) بذریعہ گشتی عدالت العالیہ نشان (۷) مورخہ ۴ ارمہر ۱۳۲۴ف یہ ہدایت فرمائی گئی ہے کہ ضابطہ دیوانی کے دفعہ (۴۶) ضمن (۱) کی رو سے اراضیات کی تقسیم اور حصص اراضیات پر قبضہ دلانیکا حکم بتوسط تعلقداران صاحبان اضلاع تعمیل ہونا قرار پایا ہے اور درحقیقت تعمیل ڈگریات مذکورہ میں حکام مال کا توسط صرف باغراض مالگزاری رکھا گیا ہے۔ اس لئے کہ حکام مال ہی کو حقوق سرکار سے واقفیت ہوتی ہے۔ اور نیز کو کاشتکاروں کی حقیقتیں معلوم رہتی ہیں۔ وہی یہ جانتے ہیں کہ آسامی بابندار مالگزاری تو نہیں ہے۔ اور یہ امر حکام مال کے حدود عمل سے خارج ہے۔ کہ وہ فیصلہ جات عدالت کی صحت وسقم پر غور کریں۔ یا فیصلہ جات پر اعتراضات او نکتہ چینی کریں۔ جسکا اختیار بصیغہ اجراء ڈگری کسی مقتدر حاکم عدالت کو بھی نہیں ہے بجز اسکے کہ فریق کی اپیل پر عدالت مجاز سماعت اپیل ایسے امور پر غور کرے لہذا اس گشتی کے ذریعہ سے حکام عدالت کی توجہ اسطرف مائل کیجاتی ہے کہ وہ آئندہ نہایت پابندی کیساتھ گشتی مذکورہ اور ضابطہ دیوانی کے احکام کی تعمیل کریں اور حتی اللامکان اوس طرز عمل سے بچتے رہیں جس سے غیر ضروری مراسلت کی نوبت آتی ہے اور بسہولت احکام عدالت کی تعمیل کرائیں حکام مال کو بھی آئندہ اس قسم کی کارروائیوں میں اپنے حدود عمل کو ملحوظ رکھنا چاہئے اور اغراض مالگذاری سے زیادہ کارروائی کا قصد نہ کرنا چاہئے صرف مالی مقاصد کی تحفظ کی حد تک بوقت تعمیل اطمینان کرلینے پر اکتفا کرنا چاہئے اور جہانتک ان کے امکان میں ہو بلا تعویق عدالتی احکام کی تعمیل کرنی چاہئے تاکہ مقدمات اجرائی ڈگری کا دوران انکی وجہ سے نہ بڑھنے پائے اور بجز ضروری خط وکتابت کے غیر ضروری استفسارات میں ایام گذاری سے احتراز کرنا چاہئے۔

بروئے گشتی محکمہ مال نشان (۴۴) مورخہ ۱۹ تیر ۱۳۲۳ف اور بروئے دفعہ (۱۴۷) قانون مالگذاری اراضی ممالک محروسہ سرکار عالی بابتہ ۱۳۱۷ف جب کسی عدالت سے ڈگری دخل دہانی اراضی کاشتکاران کی بابتہ صادر ہو اور بصیغہ اجراء ڈگری بلا کارروائی نیلام ڈگریداروں کو اراضی کاشتکاران پر قبضہ دلانا ہو تو بتوسط تحصیل متعلقہ ایسی اراضیات کی قبضہ دہانی عمل میں آیا کرے۔ مجاز اسکے بتوسط تعلقدار یا تحصیل ... سے قبضہ دہانی عمل ... آیا کرے ...

جب درخواست تعمیل کسی جاگیر یا اراضی انعام یا اوسکے کسی حق کے متعلق ہو تو اوسکا تصفیہ محکمۂ انعام سے بمتابعت احکام سرکار عالی ہوگا۔ سلہ

(۷) جب کسی ڈگری کی تعمیل میں کوئی ایسی اراضی یا اوس میں کوئی حق نیلام کیا جانیوالا ہو جو سرکار کی مالگزاری کے ادا کی ذمہ دار ہو تو ڈگری تعمیل کیلئے تعلقدار کے پاس منتقل کیجائے گی۔ سلہ

جب ڈگری تعلقدار کے پاس منتقل کیجائے تو عدالت کیطرح تعلقدار بھی نیلام ملتوی کرسکیگا کہ مدیون زر ڈگری کی تحصیل کرے یا پٹہ یا رہن سے اوسکی تحصیل کرسکیگا کل جائداد یا اوسکے حصوں کی مناسب قیمت مقرر کرکے ہدایت دیگا کہ اوس سے کم پر نیلام نہ کیا جائے یا مناسب قیمت آنیکے لئے التوا ضروری ہو تو نیلام ملتوی کرسکیگا۔ جائداد یا اوسکا کوئی حصہ خود مدیون کیلئے خرید سکیگا اور اوسکو بغیر نیلام بطور خانگی بیع کرسکیگا لیکن کوئی مدیون ڈگری یا اوسکا قائم مقام تعلقدار کی تحریری اجازت کے بغیر رہن یا بیع یا منتقل نہ کرسکیگا۔ نہ پٹہ پر دیسکیگا۔

تعمیل | فریقین کی حاضری گواہوں کی طلبی۔ اور دستاویزات کے پیش کرانیکی نسبت تعلقدار کے وہی اختیارات ہیں جو عدالت دیوانی کے ہیں سلہ۳

ایصال | اگر مدیون ڈگری قبل کارروائی تحصیل رقم بابت ڈگری داخل عدالت کردے تو زر مجتمعہ سے کٹ طلبانہ لیکر ڈگریدار کے نام وصول زر ڈگری کیلئے نوٹس دیجائیگی سلہ۴ (درخواست ادخال رقم سادہ کاغذ پر ہوگی اور اوسی درخواست پر مقدمہ نمبر متعلقہ پر لیا جاکر حوالگی رسید رقم جمع نظارت کیجائیگی اور حسب بیان دہندہ بقرار داد تاریخ پیشی نوٹس جاری کیجاکر ڈگریدار حاضر ہونے پر زر مجتمعہ اوسکو ایصال کردیے جانیکا حکم دیا جائیگا اور حسب نمونہ مقررہ باخذ رسید ڈگریدار کو رقم ایصال کردیجاکر مقدمہ جدید تعمیل یا تعمیل بال میں جیسی ضرورت

	دفعہ دستور العمل دیوانی سرکار عالی	دفعہ ایکٹ نمبر ۵ ۱۹۰۸ء	دفعہ ایکٹ نمبر ۱۴ ۱۸۸۲ء		دفعہ دستور العمل دیوانی سرکار عالی	دفعہ ایکٹ نمبر ۵ ۱۹۰۸ء	دفعہ ایکٹ نمبر ۱۴ ۱۸۸۲ء
سلہ	۲۶۷	۵۴	۲۶۵	۵۲	۳۶۵	۶۸	۳۲۰
سلہ۳	۳۶۶ و ۳۶۷ و ۳۶۸	ضمیمہ سوم فقرہ (۱) و (۱۰)	۳۲۱ و ۳۲۵	سلہ۴ کشتی عدالت العالیہ نشان دیوانی (۱۰) مورخہ ۸ خورداد ۱۳۲۶ف			

خارج کیا جائیگا اور اس کارروائی کے آخر میں یہی بصورت باقی نرود وصول باقی مرتب ہوگی اور نقد ایک نقل کیا جائیگا۔ ا

اگر ادائی زر ڈکری بیرون عدالت عمل میں آئے یا کلاً یا جزاً حسب اطمینان ڈکریدار ہو جائے تو وہ

ایسی ادا یا تصفیہ کی اطلاع عدالت تعمیل کنندہ کو دیگا۔ اس قسم کی درخواست کی تصدیق شناخت ڈکریدار

کر لیجائیگی بعد حسب بیان صدر بلا مزید کارروائی مقدمہ نمبر متعلقہ پر لیا جا کر مقدمہ جز تعمیل یا تعمیل کامل میں

خارج اور بصورت باقی نرود وصول باقی مرتب ہوگی۔ ایسی ادا یا تصفیہ کی اطلاع مدیون بھی دیسکتا ہے۔

جسپر مقدمہ نمبر متعلقہ پر لیا جا کر بجز جہ مدیون ڈکریدار کے نام اطلاعنامہ جاری ہوگا کہ ایسے ادا یا تصفیہ کی تصدیق

کیوں نہ کیجائے بعد تعمیل اطلاعنامہ ڈکریدار اظہار دہندہ میں قاصر رہے تو عدالت اسکی تصدیق کر دیکر

حسب بیان صدر کارروائی ختم کر دے گی۔

جب ڈکریدار یا مدیون کیجانب سے ایسی کارروائی نہ ہوئی ہو تو عدالت تعمیل کنندہ اس ادائی یا تصفیہ

کو تسلیم نہ کریگی ۲

درخواست تعمیل برائے قید مدیون | زر نقد کی ڈکری کی درخواست تعمیل برائے قید و گرفتاری مدیون میں کل مراتب

اول الذکر نسبت درخواست تعمیل درج کئے جا کر آخر میں امور ذیل درج کئے جائینگے ۳

الف۔ ڈکری ایسی رقم کی بابت ہے جسکا مدیون ڈکری بطور امین یا امانتدار یا کسی حیثیت سے ذمہ دار ہے

ب۔ مدیون ڈکری نے اپنی جائداد یا اسکے کسی جزو کو اس دعوے کے ارجاع کے بعد جسمیں

ڈکری مذکور صادر ہوئی ہو منتقل کیا یا چھپایا یا (اسکی تبدیل جائے کی ہو) یا بدنیتی سے اپنی جائداد کے

متعلق کوئی ایسا کام کیا یا کوئی کام اس نیت سے کیا ہو جس سے ڈکری کی تعمیل میں مزاحمت یا تاخیر واقع ہو۔

ج۔ مدیون ڈکری نے اپنے کسی دوسرے قرضخواہ کو غیر واجبی ترجیح دی ہے۔

۱۔ گشتی عدالت العالیہ نشان دیوانی (۱۰) مورخہ ۸ خورداد ۲۲ف و نشان (۸) دیوانی مورخہ ۲۶ اسفندار ۲۳ف

۲۔ ضابطہ دیوانی سرکار عالی دفعہ (۲۴۸) و (۲۴۹) ہم مضمون آرڈر (۲۱-۲۰) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ ۲۵۷ و ۲۵۸ ایکٹ نمبر ۱۴

۳۔ دفعہ ۳۰۲ ضابطہ دیوانی سرکار عالی آرڈر (۲۱-۴۰) ایکٹ نمبر (۵) دفعہ ۳۳۷ الف۔ ایکٹ نمبر (۱۴)

د۔ مدیون ڈگری نے ڈگری کی رقم یا اسکے کسی جزو کے ادا کرنے میں ڈگری کے بعد باوجود مقتدر ہونے کے انکار یا غفلت کی ہے۔

ھ۔ عدالت کے حدود سے مدیون ڈگری کے اس نیت سے یا اسطور پر چلے جانیکا احتمال ہے کہ ڈگری کی تعمیل میں ہرج یا تاخیر واقع ہو۔

نوٹ۔ اس درخواست کیساتھ وقت گرفتاری سے حاضری عدالت تک مدیون ڈگری کا خوراک معہ ضروری اخراجات کے نیز اسکا پیشگی زر خوراک قیدی (۱۴ یوم) کے حساب روزانہ ۳ آنہ ڈگریدار داخل عدالت کریگا۔ (اسکے بعد بصورت قید مدیون ہر ماہ کی بابت پہلی تاریخ سے قبل پیشگی داخل کرتا رہیگا۔ (ورنہ مدیون رہا کردیا جائیگا) اس اخراجات اور خوراک کی رقم خرچہ مقدمہ سمجھی جائیگی لیکن اس خرچہ کی رقم کی بابت مدیون گرفتار یا قید نہ رہیگا[1]

بیان بندی بیان صدر زر نقد کی ڈگری کی تعمیل کیلئے ڈگریدار کی درخواست نسبت قید و گرفتاری مدیون پیش ہونے پر عدالت مقدمہ نمبر ریکر باخذ خرچہ لازمی مدیون کے نام اظہار وجہ کیلئے اطلاعنامہ جاری کریگی

اگر حلفنامہ سے یہ ثابت ہوجائے کہ اطلاعنامہ جاری کرنے میں درخواست کی غرض فوت ہوجائیگی تو بجائے اطلاعنامہ بخرچہ ڈگریدار حکمنامہ جاری ہوگا۔

بصورت اجرائے اطلاعنامہ بعد تعمیل اطلاعنامہ مدیون حاضر عدالت نہ ہو یا بعد حاضری کافی وجہ ظاہر نہ کرے تو حکمنامہ گرفتاری جاری کیا جائیگا[2]

حکمنامہ میں یہ صراحت ہوگی کہ مدیون جلد تر عدالت میں حاضر کیا جائے اور اگر مدیون رقم ڈگری معہ خرچہ (اگر کوئی ہو) قبل گرفتاری ادا کردے تو گرفتار نہ کیا جائے۔ حکمنامہ میں عدالت یہ حکم بھی دے سکتی ہے کہ اگر مدیون حاضری کیلئے ضمانت معینہ عدالت دے تو گرفتار نہ کیا جائے[3]

---

[1] دفعہ (۳۰۱) ضابطہ دیوانی سرکار عالی۔ اردو (۲۱ - ۳۹) ایکٹ نمبر (۵) ۱۹۰۸ء دفعہ (۳۳۹) و ۳۴۰۔ ایکٹ نمبر ۱۴ ۱۸۸۲ء
[2] " (۲۹۹) " " (۲۱ - ۳۷) " " (۳۴۵) ب "
[3] " (۳۰۰) " " (۲۱ - ۳۸۰) " " (۳۳۶) "

گرفتاری مدیون | ڈگری کی تعمیل میں مدیون بالحاظ تعطیل ہر وقت گرفتار ہوسکتا ہے۔ بعد گرفتاری فوراً عدالت میں حاضر کیا جائیگا اور حبس دیوانی یا کسی مقام زیر نگرانی سرکار عالی میں رکھا جائیگا۔ غروب کے بعد سے طلوع آفتاب کے قبل تک بغرض گرفتاری مکان سکونتی میں داخل ہونا جائز نہیں۔ مکان سکونتی کا بیرونی دروازہ توڑا جا نہیں سکتا بجز اسکے کہ وہ مدیون کے قبضہ میں ہو۔ جب اہلکار گرفتار کنندہ کسی مکان سکونتی میں جائز طور پر داخل ہوجائے تو وہ کسی کمرہ کا دروازہ توڑ سکیگا جسمیں مدیون کی موجودگی کا قوی گمان ہو کسی کمرہ میں پردہ نشین عورت ہو تو چلے جانے کی سہولت و اطلاع دینے کے بعد کمرہ میں داخل ہوگا۔[۱]

استثنار | (۱) اگر مدیون رقم ڈگری و خرچہ اہلکار گرفتار کنندہ کو ادا کردے تو فوراً رہا کردیا جائیگا۔[۱]

(۲) کسی ڈگری کی تعمیل میں عورت گرفتار نہ ہوسکیگی۔[۲]

(۳) ایسے دعوے کی ڈگری کی تعمیل میں جو کسی ملازم سرکاری کے مقابلہ میں بحیثیت عہدہ رجوع ہو تو وہ سوائے تعمیل ڈگری کے گرفتار نہ کیا جائیگا۔ اور نہ اوسکی جائداد قرق ہوگی بلکہ ایسی ڈگری میں مدت ایفا درج ہوگا۔ اگر اوسمیں ایفا نہ ہو تو سرکار عالی کو بتوسط اوس سررشتہ کے افسر اعلیٰ کو اطلاع دیجائیگی اس اطلاع سے تین ماہ گذرنے کے بعد بھی ایفا نہ ہو تو اوسوقت تعمیل ڈگری کیجائیگی۔[۳]

حاضری و جوابدہی مدیون | مدیون جب گرفتار ہوکر حاضر عدالت کیا جائے تو عدالت اوسپر ظاہر کریگی کہ وہ دیوالیہ قرار دی جانے کی درخواست کرسکتا ہے۔ اور یہ کہ جائداد اوس نے بدنیتی سے منتقل نہیں کی ہے یا کوئی فعل بدنیتی کا نہیں کیا ہے تو وہ رہا کردیا جائیگا۔[۴]

جب مدیون اظہار وجہ کیلئے حاضر ہو یا گرفتار کرکے حاضر عدالت کرایا جائے تو مدیون کی طرف سے بطریقہ ذیل جوابدہی ہوگی۔

	دفعہ ضابطہ دیوانی سرکار عالی	دفعہ ایکٹ نمبر (۵) ۱۹۰۸ء	دفعہ ایکٹ نمبر (۱۴)		دفعہ ضابطہ دیوانی سرکار عالی	دفعہ ایکٹ نمبر (۵) ۱۹۰۸ء	دفعہ ایکٹ نمبر (۱)
سہ ۱	۲۹۴	۵۵	۲۳۶	سہ ۲	۳۱۵	۵۶	۲۴۵
سہ ۳	۴۴۲ و ۴۴۳	آرڈر ۲۱ (۳۸)		سہ ۴	۲۹۳ ضمنی ۴	۵۵	۲۳۶

الف۔ ممالک محروسہ سرکار عالی میں اوسکی جائداد غیر منقولہ ایسی ہے کہ جس سے ڈگری کا ایفا ہو سکتا ہے۔ مگر ڈگریدار نے ایفا کی کوشش نہیں کی۔ یہ عدم گرفتاری کی کافی وجہ متصور ہوگی [1]

ب۔ اوس نے جائداد بدنیتی سے منتقل نہیں کی ہے یا کوئی فعل بدنیتی کا نہیں کیا ہے۔ بلکہ بوجہ افلاس یا کسی کافی وجہ سے رقم ڈگری یا رقم اقساط واجب الادا ادا نہیں کر سکتا۔ یہ عذر بھی کافی متصور ہوگا [2]

ج۔ وہ اندرون مدت ایکماہ دیوالیہ قرار دئے جانے کی درخواست دیگا اور اوس کارروائی میں جس میں وہ گرفتار ہوا ہے عندالطلب حاضر ہوگا۔

اس جوابدہی پر باخذ ضمانت مدیون کو عدالت رہا کر دیگی۔ جبکے بعد شرائط بالا کا ایفا نہ ہو تو رقم ضمانت وصول کیجائے گی۔ یا مدیون محبس دیوانی میں رکھا جائیگا۔ [3]

دیگر عذرات ضمن الف و ب متذکرۂ صدر پر اگر عدالت مطمئن نہ ہو اور وہ گرفتار شدہ ہو تو محبس دیوانی میں رکھے جانیکا حکم دیگی۔ اگر وہ گرفتار نہ ہوا ہو تو گرفتاری عمل میں لائیگی [4]

ثبوت و تردید

بعد جوابدہی بقیام تنقیحات باخذ ثبوت و تردید فریقین فیصلہ کیا جائیگا۔ چنانچہ ایک مقدمہ میں

(۱) یہ تجویز ہوئی کہ درخواست قید مدیون بغیر اخذ ثبوت و تردید فریقین سرسری طور پر نامنظور نہیں ہو سکتی [5]

(۲) جبکہ مدیون صاحب جائداد ہو اور ڈگریدار یہ ثابت نہ کرے کہ مدیون نے بدنیتی سے جائداد پوشیدہ کر دی ہے تو قید مدیون کی درخواست منظور نہیں ہو سکتی [6]

(۳) جبکہ مدیون ڈگری کا بیان یہ تھا کہ اوسکے دو کھیت موجود ہیں اسکے سوائے اور کچھ نہیں ہے تو عدالت کو

	دفعہ ضابطہ دیوانی سرکار عالی	دفعہ ایکٹ نمبر (۵)	دفعہ ایکٹ نمبر (۱۴)
۱	۲۹۹ توضیح	آرڈر (۲۱ – ۳۷)	۳۴۵ ب
۲	۳۰۲ ضمن (۱)	” (۲۱ – ۴۰)	۳۳۷ الف
۳	۲۹۴ ” (۴)	دفعہ (۵۵)	۳۳۶
۴	۳۰۲ ” (۳)	آرڈر (۲۱) – (۴۰)	۳۳۷ الف

۵ مقدمہ راؤ بنام غلام سبحان، آئین دکن، جلد (۵) ۱۳۱۷ف صفحہ (۴۷۵) ۶ رگھناتھ بنام محمد عالم خان آئین

چاہیئے تھا کہ وہ اس امر کی تحقیقات کرتی کہ آیا مدیون کے بیٹوں سے دس سال میں ادائی زر ڈگری ممکن ہے یا نہیں یا انکے فروخت سے زر ڈگری ادا ہو سکتا ہے یا نہیں اور ڈگریدار نے لماحقہ کوشش مدیون کی جائداد سے وصول زر ڈگری کی کرلی ہے یا نہیں قبل اسکے حکم قید مدیون ڈگری جو دیا گیا ہے جائز نہیں ہے[1]

(۴) مدیون کی آمدنی تقریباً (...) ماہانہ ہے اوسپنے (...) ماہانہ اپنی زوجہ کے نفقہ کے عائد کرالئے ہیں اور (...) کی دو ڈگریاں ایک ہی شخص کی جو فرضی ڈگریاں کرانے میں بدنام ہے اور زاید لینے میں ماخوذ ہے بذریعہ فریق اسپنا و برصادر کرا لئے ہیں جنکی وجہ ڈگریدار کو بجائے (...) ماہانہ سرشکن کے اب دس آنہ وصول ہوتے ہیں جسکی وجہ سے مدیون کی بدنیتی میں کوئی شبہ نہیں رہتا عدالت نے جو حکم گرفتاری دیا ہے وہ ناقابل دست اندازی ہے۔ عذر ناداری نامنظور ہوا ہے[2]

(۵) جبکہ مدیون کے مقابلہ میں ضروری کارروائی اجرائے ڈگری کے بعد معلوم ہو کہ مدیون مستطیع ہے۔ اور اوس نے محض ڈگریدار کو پریشان کرنیکے لئے جائداد منتقل یا مخفی کردی ہے اوسکے نام وارنٹ جاری ہوسکتا ہے۔ درخواست دیوالیہ قرار دیجانے کی نامنظور[3]

قید و رہائی | حسب بیان صدر جب قید کی تجویز عمل میں آئے تو مدیون ڈگری زر نقد کی ڈگری کی تعمیل میں اگر زر ڈگری (...) روپیہ سے زاید ہو تو چھ ماہ تک اور کسی صورت میں چھ ہفتہ تک محبس دیوانی میں (مہتمم صاحب جیل کو بتصریح لکھدیا جائیگا کہ محبس دیوانی میں رکھا جائے) رکھا جائیگا لیکن وہ مدت مذکور کے اندر اوسوقت رہائی پائیگا جبکہ **الف** رقم ڈگری مہتمم محبس کو ادا کردے۔ **ب** یا ڈگری کی تعمیل اور طور پر ہو جائے۔ **ج**۔ یا ڈگریدار رہائی کی درخواست کرے۔ **د**۔ یا مدیون دیوالیہ قرار پائے

---

[1] شامراو بنام متھویا۔ آئین دکن جلد (۹) ۱۳۱۱ف صفحہ ۳۵۹۔ [2] میر فرخ علی بنام نیالال۔ آئین دکن جلد (۱۸) ۱۳۲۰ف صفحہ (۲۹۹) [3] بسوناتھ سنگہ بنام موہن لال۔ آئین دکن جلد (۷) ۱۳۰۹ف صفحہ (۸۰) و مقنن دکن جلد (۱۵) صفحہ (۱۷) ۱۳۰۹ف۔

(ھ) ڈگریدار خوراک ادا نہ کرے۔

صورت (الف) و (ھ) میں رہائی بالحکم عدالت ہوگی۔ اسطرح رہائی پانے کے بعد وہ ڈگری کی ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہوسکتا۔ البتہ اوسی ڈگری کی تعمیل میں مکرر قید نکیا جائیگا۔

بعد اجرائی حکم ارگرفتاری بربناء مرض شدید عدالت اوسکو منسوخ کرسکیگی یا جبکہ عدالت کی رائے میں اوسکی صحت اس قابل نہو کہ وہ محبس دیوانی میں رکھا جائے۔

اگر مدیون محبس میں بھیجدیا گیا ہو تو بربنا مرض متعدی یا دیوانی بحکم سرکار عالی یا اگر مدیون سخت مرض میں مبتلا ہو تو اوس عدالت کے حکم سے جس نے محبس میں بھیجا ہو۔ یا بحکم عدالت مافوق وہ رہا کرد یا جائیگا جب مدیون مرض متعدی یا سخت مریض ہونے کے باعث رہا کردیا گیا ہو تو وہ مکرر گرفتار کیا جا سکیگا۔[1]

تعمیل ڈگری بر ذات و جائداد | عدالت حسب صوابدید خود مدیون کی ذات اور جائداد دونوں کے مقابلہ میں ایک ہی وقت تعمیل کا حکم دینے سے انکار کرسکتی ہے۔[2]

طریقہ قرقی جائداد قرق شدنی | قرقی و نیلام کا طریقہ یہ ہے کہ۔

تعمیل ڈگری میں کل جائداد از قسم اراضی و مکانات و دیگر عمارات و اسباب و زر نقد نبک۔ چک۔ بل آف اکسچینج۔ ہنڈی۔ پرامیسری نوٹ۔ کفالت نامہ جات سرکاری۔ تمسک۔ یا دیگر کفالت نامہ جات قرضہ حصص جماعت سند یافتہ۔ تمام منقولہ و غیر منقولہ جائداد قابل فروخت بہ تمسک مدیون ہو اور جسپر اپنی منفعت کیلئے اختیار تصرف ہو خواہ مدیون کے نام سے ہو یا اوسکے طرف سے کسی امین یا دوسرے شخص کے پاس ہو۔

جائداد ناقابل قرقی | جو جائداد ناقابل قرقی ہے وہ یہ ہے (۱) مدیون اور اوسکے متعلقین کا لباس۔ پلنگ بستر و برتن جو بلحاظ حالات رہنا مناسب ہو یا زیور جو بلحاظ رسم و رواج مذہبی جسم سے علحدہ نہونا چاہیئے۔

(۲) اہل حرفہ کے اوزار سامان جو برائے کسب معاش ضروری ہو۔ یا

(۱۴۳)

[1] دفعہ (۲۹۷ و ۲۹۸) ضابطہ دیوانی سرکار عالی و دفعہ (۵۸ و ۵۹) ایکٹ نمبر (۵) دفعہ (۳۴۱ - ۳۴۲ و ۳۴۳) و ایکٹ نمبر

[2] ۵ ۔ ۱ ۔ ۸ ۔ ۴ ۔ ۷ ۔ " " آرڈر (۲۱ - ۲۱) " " (۲۳۰) فقرہ ۲۵ "

(۳) کاشتکار و مدیون کے آلات کشاورزی و مویشی جو بغرض کاشت ضروری ہوں اور وہ تخم غلہ جو وجہ معاش کیلئے ضروری ہو۔ نیز ایسا پیداوار زراعت کا وہ مقدار حصہ جو مستثنے قرار دیا گیا ہو۔

(۴) مدیون مالگذاری اراضی کی ایسی منقولہ جائداد جو بقایہ مالگذاری میں قرق و نیلام نہ ہوسکتی ہو۔

(۵) مکان یا عمارت وغیرہ اراضی متعلقہ و مقبوضہ کاشتکار۔

(۶) کتب حساب (۷) حق ارتجاع الشرجہ۔ (۸) انجام دہی خدمت ذاتی۔

(۹) وظیفہ و انعام ملازمہ سرکاری اور وظیفہ و واجب الادا رقم فیملی پنشن فنڈ

(۱۰) الونس ملازم سرکاری یا عہدہ دار جاگیر جسکی مقدار بوجہ رخصت اسکی ماہوار سے کم ہو۔

(۱۱) سرکاری ملازم یا عہدہ دار جاگیر کی ماہوار یا وہ ماہوار جو متفرقات سے ملتی ہو یا منصب یا الونس جو ماہوار کے مساوی ہو۔

الف۔ کل اگر (سلہ) سے زائد نہ ہو۔

ب۔ (سلہ) سے زاید اور (سلہ) سے زائد نہ ہو تو نا قابل قرقی۔ (سلہ)

ج۔ اور صورتوں میں نصف۔

(۱۲) ماہوار یا الونس ملازمان افواج سرکار عالی۔

(۱۳) جملہ رقوم امانتی جو ماہوار یا الونس ملازم سرکاری سے حکماً وضع کئے جائیں۔

(۱۴) اجرت مزدور یا ماہوار ملازمان خانگی۔

(۱۵) حق پسماندگی یا دیگر حق یا مرافق جو آئندہ کسی امر کے وقوع پر منحصر یا ممکن ہو۔

(۱۶) آئندہ حق نان و نفقہ۔

نمبر (۹ تا ۱۳) قبل و نیز بعد واقعی واجب الادا ہونے کے قرقی و نیلام سے مستثنے ہیں [۱]

---

[۱] دفعہ (۳۰۳) ضابطہ دیوانی سرکار عالی دفعہ (۹۰) الکیٹ نمبر (۵) ۱۳۰۹ف دفعہ ۲۶۶ الکیٹ نمبر (۱۴) سنہ ۱۸۸۲ء

لیکن حق نان و نفقہ اس میں داخل نہیں ہے۔

مدار المہام سرکار عالی ذریعہ اشتہار کاشتکاروں کی پیداوار زراعت بغرض کاشت اراضی تا فصل آئندہ و بغرض پرورش مدیون و متعلقین جسقدر ضروری ہو قرقی و نیلام سے مستثنےٰ قرار دینگے[1]

قرقی پیداوار زراعت | قرقی طلب جایداد پیداوار زراعت اگر فصل استادہ ہو تو اوسی مقام پر اور اگر کاٹ لی گئی ہو تو کھلیان پر حکمنامہ قرقی چسپاں کیا جائیگا اور اوسکی ایک نقل مدیون کے سکونتی مکان کے بیرونی دروازہ پر یا جہاں وہ کاروبار یا منفعت کا کام کرتا ہو چسپاں کیجائیگی۔ اسکے بعد سے پیداوار مذکور پر عدالت کا قبضہ سمجھا جائیگا۔ عدالت اوسکی تحویل کا کافی انتظام کریگی۔

مدیون کو اختیار رہیگا کہ فصل کی دیکھ بھال کرے یا کوئی اور فعل اوسکی حفاظت یا تیاری کا جو ضروری ہو کرے۔ ڈگریدار بھی باجازت عدالت افعال بالا کر سکتا ہے۔ اسمیں ڈگریدار کو جو خرچہ عائد ہو وہ خرچہ ڈگری سمجھا جائیگا۔ فصل استادہ مقروقہ اگر کاٹی جائے تو اسکے بعد بھی قرقی باقی رہیگی۔ اگر فصل کے کاٹنے یا جمع کرنے کی ایک عرصہ قبل قرقی کیجائے تو عدالت قرقی کو ایک مدت تک ملتوی کرنیکے علاوہ یہ حکم بھی صادر کر سکتی ہے کہ قرقی کی تعمیل تک فصل ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ کیجائے۔

نوٹ ایسی فصل استادہ کی قرقی جو جمع نہیں ہو سکتی ہو کاٹنے کے قابل ہونیکی (۲۰) دنکی بعد تا عمل نہ ہو گی[2]

توضیحات - پیداوار زراعت کی قرقی میں احکام ذیل ضرور مد نظر رہیں

بروئے دفعہ ۱۰۴ قانون مالگذاری سرکار عالی بابتہ ۱۳۱۷ف کسی اراضی پر اوسکے متعلق مالگذاری کا مطالبہ دوسرے مطالبات پر خواہ وہ قرضہ ہوں یا رہن یا ڈگری یا قرقی عدالت پر مبنی ہوں مقدم ہوگا اور اگر کسی اراضی کی حقیت جسپر ایسا مطالبہ سرکاری واجب الادا ہو منتقل کیجائے تو وہ اراضی اور اوسکا منتقل کنندہ اوس مطالبہ سے سبکدوش نہ ہو سکیگا جس شخص کے ذمہ ایسا مطالبہ مالگزاری ہو۔

---

[1] دفعہ ۴ (۳۰) ضابطہ دیوانی سرکار عالی دفعہ (۶۱) ایکٹ نمبر (۵) ۱۹۰۸ء

[2] دفعہ (۱۱ (۳) (۲ (۳)) آرڈر (۲۱ ـ ۴۴ و ۴۵) ایکٹ نمبر (۵) ۱۹۰۸ء۔

جو اوس اراضی کی حقیت یا پیداوار موجودہ سے وصول نہو سکتا ہو تو سوائے اراضی زیر مطالبہ کے اوسکی دوسری جائداد پربھی ادائی مطالبہ مالگذاری کی ذمہ داری بمقابلہ قرضہ یا ڈگری عدالت مقدم ہوگی بشرطیکہ وہ جائداد قبل اسکے کہ حصول مطالبہ مذکور میں ضبط ہو بیع یا رہن یا ہبہ یا اور طرح پر منتقل یا مکفول یا قرق نہو چکی ہو۔ اور

بروے دفعہ (۵۰۰) قانون مذکور ہر سال کی پیداوار اراضی اوس سال کی مالگذاری وصول طلب کی بابتہ مکفول متصور ہوگی اور

بروے دفعہ (۶۰۰) قانون مذکور جب کسی اراضی کی پیداوار کلاً یا جزءً فروخت یا رہن یا کسی اور طور پر منتقل کی جائے خواہ وہ عدالت یا کسی اور محکمہ مجاز کے حکم سے ہو یا قابض اراضی کی خواہش سے تو تعلقدار تا ادائی رقم مالگذاری سال حال جائداد مذکور کے اوٹھا لیجانے کو روک سکیگا گو تاریخ قسط معینہ پہونچی بھی نہو لیکن کسیصورت میں پیداوار یا جزو پیداوار اراضی جو فروخت یا رہن یا منتقل کیگئی ہو ایکسال سے زیادہ مدت کی رقم مالگزاری کیلئے نہ روکی جاسکیگی۔ اور

بروے دفعہ (۷۰۰) قانون مذکور اگر تعلقدار کو اس امر کے باور کرنیکی وجہ ہو کہ کوئی قابض اراضی نادہندہ ہے یا اس امر کا اندیشہ ہے کہ بصورت کٹ جانے فصل یا فروخت ہونے پیداوار کے کسی قطعہ اراضی کی رقم مالگزاری وصول نہوسکیگی تو تعلقدار مذکور (الف) حکم دیسکیگا کہ اوس قطعہ اراضی کی فصل ستادہ جسکی بابتہ رقم مالگذاری واجب الادا ہو بلا اطلاع اسکے یا اوس عہدہ دار کے جسکو وہ اس کام کیلئے مقرر کرے نکالی جائے۔ یہ اطلاع بذریعہ تحریر دیجائیگی جو بعد دستخط اطلاعیابی واپس ہوگی۔ اور اگر فصل کٹ چکی ہو تو (ب) یہ حکم صادر کرسکیگا کہ ایسی فصل کو اوس اراضی سے جہاں وہ کاٹی گئی ہو یا اوس مقام سے جہاں وہ ذخیرہ کیگئی ہو بغیر اجازت تحریری تعلقدار یا عہدہ دار دیگر متذکرہ بالا اوٹھا نہ لیجائے اور اسبات کی نگرانی کیلئے کہ فصل ستادہ ناجائز طور پر کاٹی نہ جائے اور بلا اجازت اوٹھا لیجائی

بقرار داد ماہوار کسی محافظ کو مقرر کر سکیگا۔ ایسے محافظ کی تنخواہ زر ماہانہ سے زیادہ نہ ہو سکیگی۔ اور مثل بقایا مالگذاری قابضین اراضی سے وصول کیجا سکیگی۔ لیکن اگر پیداوار کی حفاظت ذریعہ ملازمان دیہی ممکن ہو تو تنخواہ دار محافظ کا تقرر نہ ہوگا۔

نوٹ احکام مصرحہ صدر احکام عدالتی پر بہر طرح مرجح رہینگے۔

طریقہ قرقی جایداد منقولہ | قرقی جایداد منقولہ (باستثنا پیداوار زراعت) اگر بقبضہ مدیون ہو تو اوسکی قرقی قبضہ واقعی سے ہوگی جسے تعمیل کنندہ اپنے قبضہ میں لیکر اوسکی حفاظت کرائیگا یا عدالت خود کسی کی تحویل میں رکھنے کا حکم دیگی اگر جایداد سریع الزوال ہے تو تعمیل کنندہ کو اختیار ہوگا کہ فوراً نیلام کردے [۱]

نوٹ مزید توضیح کیلئے ملاحظہ ہو قواعد عدالتی کارآمد بابتہ ۱۳۲۶ف مندرجہ گشتی عدالت العالیہ $\frac{۳}{۳۶}$ مورخہ ۱۲ آذر ۱۳۳۸ف جسمیں جایداد غیر منقولہ و منقولہ کیجانگی اور تعمیل حکم متعلق بازیافت انسان وغیرہ کے احکام کی تعمیل کا طریقہ بوضاحت ظاہر کیا گیا ہے۔

بربنا حکمنامہ جس شخص کو جایداد منقولہ کی قرقی کا حکم دیا گیا ہو وہ کسی مکان مسکونہ میں غروب کے بعد سے طلوع آفتاب کے قبل داخل نہ ہو سکیگا۔ مکان سکونی کا بیرونی دروازہ نہ توڑا جائیگا بجز اسکے کہ وہ مدیون کے قبضہ میں ہو جبکہ وہ مکان میں داخل ہونے سے روکا جائے۔ یا اوسکی مزاحمت کیجائے الیکا تعمیل کنندہ کسی مکان سکونتی میں جائز طور پر داخل ہو جائے تو وہ کسی کمرہ کا دروازہ توڑ سکیگا جسمیں مال کی موجودگی کا قوی گمان ہو کسی کمرہ میں پردہ نشین عورت ہو تو اوسکے چلے جانے کی سہولت و اطلاع دینے کے بعد کمرہ میں داخل ہوگا لیکن اس امر کا بھی انتظام رکھیگا کہ مال خفیہ طور پر منتقل نہ ہو جائے [۲]

حصہ جایداد منقولہ کی قرقی | کسی جایداد منقولہ میں مدیون کا حق یا حصہ ہو اور اوسکا شخص دیگر کی شراکت میں

---

[۱] دفعہ (۳۱۰) ضابطہ دیوانی سرکار عالی - اردو (۲۱ - ۱۳۴۳) ایکٹ نمبر (۵) دفعہ ۲۹ (۳) ایکٹ نمبر (۱۴)، ۲۷۱) ،،
[۲] ،، (۳۰۵) ،، ،، دفعہ (۶۲) ،، ،، (۲۷۱) ،،

مدیون ماہانہ ... تو اوسکی ترقی مدیون کو اطلاع دینے سے ہوگی کہ وہ اوسکو مستقل یا زیادہ کرے[1]

ماہوار یا الونس یا منصب کی ترقی | جب مدیون سرکاری ملازم ہو (خواہ مدیون یا عہدہ دار تقسیم کنندہ ماہوار عدالت کی حدود اراضی میں رہتے ہوں یا نہ رہتے ہوں) تو عدالت کو اختیار ہے کہ بپابندی مستثنیات ترقی ایک ہی ماہوار یا الونس یا منصب سے ماہانہ اقساط سے وضع کرنیکا حکم دے عہدہ دار تقسیم کنندہ حسب الحکم عدالت رقم یا یا ماہانہ اقساط وضع کرکے عدالت میں بھیجدیگا اور ایسی ترقی اوس وقت تک واجب التعمیل رہیگی جبتک کہ مدیون کو اپنی تنخواہ تقسیم کنندہ کے توسط سے پانیکا استحقاق رہے یا اوسکے خلاف عدالت کوئی حکم دے۔ باوجود اسکے اگر ادائی کیجائے تو سرکار عالی پر یا جس علاقہ کے خزانہ سے واجب الادا ہو اوس پر ذمہ داری ہوگی۔ قابل ترقی حصہ کسی عدالت کے حکم سابق کی بنا پر وضع کیا جا رہا ہو تو تقسیم کنندہ ترقی مابعد کے حکم کو باندراج کیفیت ترقی سابق عدالت جاری کنندہ کے پاس واپس بھیجدیگا۔[2]

بروئے گشتی عدالت العالیہ نشان دیوانی (۱۶) مورخہ ۹ بہمن ۱۳۱۱ف جب عدالت سرکار عالی نسبت طلبی حصہ تنخواہ مقروقہ مدیون کے یا نسبت کسی اور حکم کے جو بتعمیل ڈگری کسی عہدہ دار سرکار عالی کے نام جاری کرے اور اوس حکم عدالتی کی تعمیل میں وہ عہدہ دار عذر کرے اور ڈگریدار عدالت سے اعانت چاہے اور خواہش کرے کہ اوس عہدہ دار کو عدالت کے حکم مذکور کی تعمیل پر مجبور کیا جائے تو عدالت جاری کنندہ کو چاہیئے کہ عہدہ دار سرکاری کو تاکید تعمیل کرے اور درصورت اوسکے عدم تعمیل کے اوسکے افسر اعلی اور سرکار عالی کے صیغہ عدالت کو مطلع کرے۔ اگر عہدہ دار سرکاری کوئی عذرات پیش کرتے اونکا حسب قوانین نافذہ تصفیہ باقاعدہ کرنا چاہیئے۔ درصورت نامنظوری عذرات کے عہدہ دار متعلقہ کو ہدایات ضروری کرنا چاہیئے اور باوجود احکام تاکیدی کے اگر وہ قاصر رہے تو اوسکے افسر اعلی اور سرکار عالی کے محکمہ جات متعلقہ کو مطلع کرنا چاہیئے۔

---

[1] دفعہ (۳۱۴) ضابطہ دیوانی سرکار عالی و اردو (۳۱-۷-۴) ایکٹ نمبر (۵)
[2] ؍؍ (۳۱۵) ؍؍ ؍؍ (۲۱-۲۸) ؍؍

تعمیل مقابلہ مرشد زادگان بر روئے گشتی عدالت العالیہ نشان دیوانی (۵) مورخہ ۲۰ آذر ۱۳۲۱ ف حسب رزولیوشن محکمہ سرکار تجربہ ... صیغہ عدالت ۱۶ مورخہ ۲۸ اردی بہشت ۱۳۱۰ ف مطبوعہ جریدہ اعلامیہ جزو اول صفحہ (۲) سرعدالت دیوانی کو لازم ہے کہ مرشد زادہ کی خاص حالت پر لحاظ کر کے اجرای ڈگری کیلئے حکم مناسب یا کریں مگر خاص طور سے ان مرشد زادوں کی نسبت جو عصبات حضرت اقدس و اعلی ہیں یہ رعایت مرعی رکھی جایا کرے کہ انکی اثاث البیت کی قرقی جبراً کسی حالت میں نہ ہونے پائے بلکہ انکی ماہوار کا ثلث یا نصف حصہ حسب مناسب قرق کیا جایا کرے بقیہ امور میں تمام کارروائی قانونی حسب قواعد نافذ الوقت بدستور عمل میں آئے چونکہ ایسے عصبات حضرت اقدس و اعلی کی تعداد قلیل ہے لہذا بوقت تعمیل فیصلہ انکو چاہیئے کہ عدالت جاری کنندہ ڈگری کو بروقت مطلع کریں اور اگر ڈگری دار کو ان کی عصبیت میں نزاع ہو تو اس کا اطمینان مقابلہ کر کے باقاعدہ کر لیا جائے۔

مجرائی باہمی ڈگریوں کی تعمیل جبکہ اون فریقین کے مابین زر نقد کی مقدارات میں علیحدہ علیحدہ صادر ہوئی ہوں اور ایک ہی وقت قابل تعمیل ہوں۔ یا درخواست تعمیل ایسی ڈگری کی جسکی رو سے فریقین ایک دوسرے سے رقم پانے کے مستحق ہوں تو بصورت مساوات رقوم دونوں کا انفصال درج ڈگری کیا جائیگا۔ اگر رقوم مساوی نہ ہوں تو زائد رقم پانے والا فریق تعمیل کرا سکیگا۔ اور کم رقم کا لفافہ ڈگری پر درج کیا جائیگا۔ (مجرائی کے احکام بتراضی یا اتفاقی ڈگری سے بھی متعلق ہوں گے۔) ؎۱

حوالگی خاص جائداد منقولہ جب ڈگری خاص جائداد منقولہ یا اوسکا کوئی حصہ دلانے کیلئے ہو تو اوسکی تعمیل بتی جائداد یا حصہ مذکور کے قرق اور ڈگریدار یا اوسکے جانب شخص مجاز کے قبضہ میں دینے سے ہو سکیگی یا مدیون کو مجلس دیوانی میں رکھنے یا اوسکی جائداد قرق کرنے یا دونوں سے ہو سکیگی۔ ؎۲

معاہدہ کی تعمیل مختص یا حکم امتناعی کسی معاہدہ کی تعمیل مختص کی یا حکم امتناعی کی ڈگری صادر ہونے پر تعمیل کا کافی موقع ملنے کے باوجود مدیون نے عمداً تعمیل نہ کی ہو تو ڈگری کی تعمیل اوسکے مجلس دیوانی میں رکھے

جانے یا اوسکی جائداد کی قرقی سے یا دونوں سے ہوسکیگی ۔ ؎۱

حقوق ازدواج | حقوق ازدواج دلانے کی ڈگری صادر کرتے وقت یا بعد ولی زوجہ نابالغہ کو حکم دیا جائے گا کہ عورت کو ڈگریدار کے حوالہ کرے ۔ ولی تعمیل نہ کرے تو عورت جبراً ڈگریدار کو دلا دیجائیگی ۔ اگر ولی نے عورت کو چھپا رکھا ہو تو ولی محبس دیوانی میں رکھا جائیگا یا اوسکی جائداد قرق کیجائیگی یا دونوں حکم دیئے جاسکینگے ۔ اگر زوجہ بالغہ ہو تو وہ جبراً حوالہ ڈگری دار کر دیجائیگی ۔ مدیون شوہر ہو تو یہ حکم دیا جائیگا کہ مدت معینہ میں اگر ڈگری کی تعمیل نہ ہو تو ڈگریدار کو رقم یا اقساط ادا کرے ۔ ادائی کیلئے ضمانت کی ادخال کا بھی حکم دیا جاسکیگا ۔ ادائی اقساط کے اوقات میں وقتاً فوقتاً تبدیلی یا ترمیم یا رقم اقساط میں کمی و بیشی ہوسکے گی یا عدالت اقساط کی ادائی کلاً یا جزءً عارضی طور پر ملتوی اور پھر قابل تعمیل قرار دے سکتی ہے ۔ ؎۲

تکمیل دستاویز | کسی دستاویز کی تکمیل یا دستاویز قابل بیع و شرے پر عبارت ظہری لکھنے کی ڈگری صادر ہو اور اوسکی تعمیل میں مدیون غفلت یا انکار کرے تو ڈگریدار دستاویز یا عبارت ظہری کا مسودہ مطابق ڈگری مرتب کرکے عدالت میں پیش کرسکے گا ۔ ایسے مسودہ کو عدالت مدیون کے پاس بھیجکر حکم دیگی کہ مسودہ کے متعلق کوئی عذر ہو تو اوسکو مدت معینہ میں پیش کرے ۔ اگر مدیون کوئی عذر پیش کرے تو اوس مسودہ کی منظوری یا ترمیم کے متعلق عدالت مناسب حکم دے سکیگی ۔ بعد ترمیم (اگر عدالت نے کی ہو) ڈگریدار کاغذ مہر پر (حسب قانون نافذہ ضرورت ہو) نقل مسودہ پیش کریگا ۔ ناظم عدالت یا عہدہ دار اوسکی تکمیل کریگا ۔ (بصورت رجسٹری لازمی بغرض رجسٹری رجسٹرار متعلقہ کے پاس بھیجکر ذریعہ عدالت رجسٹری کرائی جائے گی) ایسی تکمیل کا وہی اثر ہوگا کہ اوس فریق نے جسکو حکم دیا گیا ہو تکمیل کی عبارت ظہری لکھی ۔ ؎۳

حوالگی جائداد غیر منقولہ | حوالگی جائداد غیر منقولہ کی ڈگری میں قبضہ فریق مستحق کو یا منجانب اوسکے کسی شخص مجاز کو

	دفعہ ضابطہ دیوانی سرکار عالی	دفعہ ایکٹ نمبر (۵)	دفعہ ایکٹ نمبر (۱۴)		دفعہ ضابطہ دیوانی سرکار عالی	دفعہ ایکٹ نمبر (۵)	دفعہ ایکٹ نمبر (۱۴)
۱ـہ	۲۸۹	آرڈر ۲۱ (۳۲)	۲۶۰	۲ـہ	۲۹۰	آرڈر ۲۱ (۳۳)	۲۶۰
۳ـہ	۲۹۱	″ ۲۱-۳۴	۲۶۱ و ۲۶۲	۔	۔	:	۔

دلایا جائیگا وہ شخص جسپر تعمیل لازم ہے بیدخل ہونے سے منکر ہو تو بیدخل کردیا جائیگا ۔

ڈگری قبضہ مشترکہ کی ہو تو حکم قبضہ مشترکہ کی نقل جائداد کے کسی نمایاں مقام پر لگادی جائیگی اور بضرب دہل یا بطریقہ مروجہ ڈگری کے مضمون کا اعلان مقام مناسب پر کردیا جائیگا کسی عمارت یا احاطہ کا قبضہ دلانا ہو اور قابض جسپر تعمیل لازم ہو اندر جانے نہ دے تو پردہ نشین عورت کے چلے جانیکی سہولت و اطلاع دینے کے بعد تعمیل کنندہ قفل یا کھٹکا یا دروازہ کھول یا توڑ سکیگا یا ڈگریدار کو قبضہ دلانے کیلئے کوئی فعل عمل میں لاسکیگا ۔

جائداد غیر منقولہ کرایہ دار یا پٹہ دار یا اور شخص کے قبضہ میں ہو جسپر ڈگری کی رو سے قبضہ چھوڑنا لازم ہو تو ڈگریدار کو قبضہ اسطرح دلایا جائیگا کہ نقل حکم قبضہ اوس جائداد کے کسی نمایاں مقام پر چسپاں کرکر بضرب دہل یا بطریقہ مروجہ ڈگری کے مضمون کا اعلان مقام مناسب پر کردیا جائیگا ۔ لہ

نوٹ اگر بایفاء ڈگری زرنقد وغیرہ بغرض نیلام جائداد غیر منقولہ قرق ہو تو مدیون ڈگری کو بمنتقل یا اور طور پر منتقل کرنیکی ممانعت سے اور دیگر اشخاص کو اسطرح سے حق حاصل کرنے کی ممانعت سے کیجائیگی و حکم مذکور کا اعلان بضرب دہل یا بطریقہ مروجہ کیا جائیگا ۔ اور ایک نقل عدالت کے منظر عام پر چسپاں کیجائیگی ۔ اگر جائداد اراضی زیر بار ادائے مالگذاری ہو تو نقل حکم دفتر تعلقدار کے کسی نمایاں مقام پر چسپاں کیجائیگی ۔ ٹہ

سزائے مزاحمت | قابض ڈگری یا خریدار نیلام کی جو مستحق قبضہ جائداد غیر منقولہ ہو حصول قبضہ میں کوئی شخص مزاحمت کرے تو وہ ایسی مزاحمت کے متعلق عدالت میں درخواست دیسکے گا ۔ عدالت بتقرر دلطلبی فریق ثانی تحقیقات کریگی ۔ اگر عدالت کو اطمنان ہو جائے کہ مزاحمت بغیر جائز وجہ کے مدیون یا بہ تحریک مدیون کسی دوسرے شخص کیطرف سے کیگئی تو درخواستگذار کو قبضہ دلانیکا حکم دے گی ۔ اس حکم کے بعد بھی مزاحمت کیجائے تو بدرخواست قبضہ خواہ مدیون ڈگری یا اوس شخص کو جو اوسکی تحریک پر عمل کر رہا ہو ۔

لہ دفعہ (۲۹۱) و (۲۹۳) ضابطہ دیوانی سرکار عالی آرڈر ۲۱ – ۳۵ و ۳۶) ایکٹ نمبر ۵ دفعہ ۲۶۳ و ۲۶۴) ایکٹ نمبر
ٹہ ،، (۲۲۱) ، آرڈر (۲۱ – ۵۴) ،، (۲۷۴) ،،

(تیس دن) تک مجلس دیوانی میں رکھے جانیکا حکم دے سکیگی۔ ۱؎

انعدام انتقال جبتک کہ قرقی باقی رہے قرق شدہ جائداد کی بیع ہبہ یا اور طور پر حوالگی یا خانگی انتقال یا کسی حصہ یا منافع سرمایہ یا حصص کا ادا کرنا بمقابلہ ادن تمام مطالبات تعمیل شدنی کے کالعدم ہوگا۔

نوٹ - مطالبوں میں بحساب رسدی تقسیم کرانے کے دعاوے بھی شامل ہیں۔ ۲؎

برخواست قرقی اگر رقم معہ خرچہ قرقی عدالت میں داخل ہوجائے یا اور طور پر بمعرفت عدالت ایفاء ڈگری یا اوسکی تصدیق ہوجائے یا ڈگری منسوخ ہوجائے تو قرقی برخواست ہوجائے گی۔ اگر مدیون چاہے تو اپنے خرچہ سے جائداد غیر منقولہ کی قرقی کے برخواست کا اعلان ذریعہ عدالت کرا سکتا ہے۔ ۳؎

طریقہ نیلام جائداد مقروقہ کو کلاً یا اوسکے کسی جزو کو جو ایفاء ڈگری کیلئے کافی ہو عدالت نیلام کر کے زرثمن بموجب ڈگری ڈگریدار کو دیئے جانیکا حکم دے سکتی ہے۔ ۴؎

جسکا طریقہ نیلام یہ ہے کہ حسب نمونہ مقررہ اشتہار نیلام بزبان عدالت مرتب اور اسمیں وقت و مقام نیلام۔ صراحت جائداد جو نیلام ہونیوالی ہے۔ جب جائداد اراضی مالگذاری ہو تو مالگزاری جو ادا کی جاتی ہے۔ کوئی بار کفالت جو اوس جائداد پر ہو۔ رقم جسکے وصول کیلئے نیلام کا حکم دیا گیا ہے اور جسکا علم خریدار کیلئے عدالت اہم خیال کرے تاکہ جائداد کی نوعیت اور مالیت کا اندازہ ہوسکے درج کیا جائیگا۔ ۵؎

اور تاریخ تعمیل اشتہار سے جائداد غیر منقولہ کی صورت میں (۳۰) دن اور جائداد منقولہ کی صورت میں (۱۵) دن گذر جانیکی مناسبت سے تاریخ نیلام مقرر کیجائیگی۔ ۶؎

	دفعہ ضابطہ دیوانی نمبر ۵	دفعہ ایکٹ نمبر (۵)	دفعہ ایکٹ نمبر (۱۴)		دفعہ ضابطہ دیوانی نمبر ۵	دفعہ ایکٹ نمبر (۵)	دفعہ ایکٹ نمبر (۱۴)
۱؎	۳۷۲ و ۳۷۳	آرڈر (۲۱ - ۹۷ و ۹۸)	۳۲۴ و ۳۲۸ و ۳۲۹ و ۳۳۰	۲؎	۳۰۷	دفعہ (۹۳)	دفعہ ۲۷۶
۳؎	۳۲۲	ر (۲۱ - ۵۵)	۲۷۷	۴؎	۳۳۳	آرڈر (۲۱ - ۶۴)	ر ۲۸۴
۵؎	۳۳۵	ر (۲۱ - ۶۶)	۲۸۷	۶؎	۳۳۷	ر (۲۱ - ۶۸)	ر ۲۹۰

اور اس تاریخ نیلام کی اطلاع مدیون کو دیجانی چاہیئے۔ ۱؎

اسطرح اشتہار مرتب اور بخرچہ ڈگریدار جاری کیا جائیگا جس میں نیلام کا اعلان جائداد مذکور پر یا اوسکے قریب بضرب دہل یا اور طریقہ مروجہ سے کیا جائیگا۔ اور اس اشتہار کی ایک نقل جائداد مذکور کے اور نیز مکان عدالت کے کسی نمایاں مقام پر چسپاں کیجائے گی اور اگر جائداد مذکور اراضی مالگذاری ہو تو اشتہار کی ایک نقل اوس ضلع کے تعلقدار کی کچہری کے کسی نمایاں مقام پر چسپاں کیجائیگی جسمیں وہ اراضی واقع ہو۔

اگر عدالت حکم دے تو ایسا اشتہار بخرچہ ڈگریدار جریدہ یا کسی مقامی اخبار یا دونوں میں شایع کیا جائیگا

نوٹ جب علحدہ نیلام کی اغراض کیلئے جائداد حصوں میں تقسیم کیجائے تو ہر حصہ کیلئے علحدہ اشتہار کیضرورت نہ ہوگی بجز اسکے کہ عدالت مناسب سمجھے۔ ۲؎

بروز و وقت و مقام مقررہ پر معرفت اہلکار عدالت یا شخص مقرر کردہ عدالت برسر عام نیلام لکارا جائیگا جسکی بولی زیادہ ہوگی۔ اسی کے نام سرکارہ ختم کیا جائیگا۔ اگر اندازہ قرار دادہ سے قیمت کم آئی تو نیلام ملتوی ہوسکتا ہے۔ اور روزانہ مسلسل لکارا جاسکتا ہے (اگر (۷) دن سے زیادہ ملتوی کیا جائے تو مکرر اشتہار جاری کرنا ہوگا۔ ۳؎)

جائداد منقولہ نیلام شدہ کے ہر حصہ کی قیمت ختم نیلام کے ساتھ ہی نیلام کنندہ کے حکم پر اوسی وقت ادا کرنا ہوگا بعد ادائے زرثمن نیلام کنندہ رسید دیگا اور نیلام قطعی ہو جائیگا۔ اور مال بھی اسیوقت حوالہ کردیا جائیگا۔ اگر قیمت ادا نہ کیجائے تو اوسکا نیلام مکرر ہوگا۔ ۴؎

جائداد غیر منقولہ کا نیلام جس شخص کی بولی پر ختم ہو وہ زرثمن کا فیصدی (۲۵) فوراً نیلام کنندہ کے

	دفعہ ضابطہ دیوانی سرکار عالی	دفعہ ایکٹ نمبر ۵	دفعہ ایکٹ نمبر (۱۴)		دفعہ ضابطہ دیوانی سرکار	دفعہ ایکٹ نمبر (۵)	دفعہ ایکٹ نمبر (۱۴)
۱؎	۳۳۵	اردو (۲۱-۶۶)	۲۸۷	۲؎	۳۳۶	اردو (۲۱-۶۷)	۲۸۹
۳؎	۳۳۸	" (۲۱-۶۹)	۲۹۱	۴؎	۳۴۴	" (۲۱-۷۷)	۲۹۷

پاس داخل کریگا (بجز اسکے کہ وہ ڈگریدار ہو) بعد نیلام (۱۵) دن کے اندر بقیہ زر ثمن ورنہ رقم داخل شدہ بیعانہ
(۵ فیصد) میں سے بعد وضع خرچہ نیلام بحق سرکار عالی ضبط کر لیجا کر مکرر اشتہار نیلامی جاری ہوگا۔ ۱ے

بوجہ قصور خریدار جائداد کا مکرر نیلام ہو تو اوس کمی اور مکرر نیلام کے اخراجات بدرخواست ڈگریدار
مثل ڈگری زر نقد خریدار اول سے وصول کئے جائینگے۔ ۲ے

فریقین یا اہلکار نیلام کنندہ خود یا بتوسط کسی اور شخص کے نیلام میں بولی نہ بول سکینگے البتہ
ڈگریدار باجازت عدالت بولی بول سکتا ہے اور جائداد خرید سکتا ہے۔ ۳ے

قطعیت نیلام | استرداد یا تنسیخ نیلام کی کوئی درخواست پیش نہ ہوئی ہو یا پیش ہو کر نامنظور ہوگئی ہو تو عدالت
کی منظوری پر تاریخ نیلام سے (۳۰) دن کے بعد نیلام قطعی ہو جائیگا۔ ۴ے

سند نیلام | بعد قطعیت نیلام باندراج نام خریدار سند نیلام دیجائیگی ۵ے

حوالگی قبضہ | نیلام شدہ جائداد بقبضہ مدیون ہو یا ایسے شخص کے قبضہ میں ہو جسنے اس جائداد پر بعد قرقی
حاصل کیا ہو اور اوسکے متعلق سند نیلام دیگئی ہو تو بدرخواست خریدار حکم دیا جائیگا کہ وہ اوسکے یا شخص مجاز
کے حوالہ کیجائے۔ ضرورت ہو تو ایسا شخص بیدخل کر دیا جائیگا۔

اگر جائداد نیلام شدہ ایسے شخص کے قبضہ میں ہو جو اوس پر قبضہ رکھنے کا مستحق ہو تو سند نیلام
کی نقل نمایاں مقام جائداد پر چسپاں کر کے بضرب دہل یا بطریقہ مروجہ اعلان کر دیا جائیگا کہ حقوق مدیون
خریدار کو منتقل ہوگئے ہیں۔ ۶ے

حق خریدار نیلام | جب جائداد غیر منقولہ کا نیلام قطعی ہو جائے تو خریدار کو جائداد خرید شدہ میں تاریخ نیلام سے

	دفعہ ضابطہ دیوانی سابقہ نمبر ۱۴	دفعہ ایکٹ نمبر (۵)	دفعہ ایکٹ نمبر (۱۲)		دفعہ ضابطہ دیوانی نمبر ۵ کلاں	دفعہ ایکٹ نمبر (۵)	دفعہ ایکٹ نمبر (۱۲)
۱ے	۳۵۳ تا ۳۵۴	آرڈر (۲۱ - ۸۳ تا ۸۹)	۳۰۶ تا ۳۰۸	۴ے	۳۴۰	آرڈر (۲۱ - ۷۱)	۲۹۳
۲ے	۳۴۳ و ۳۴۱	ر (۲۱ - ۷۳ و ۷۲)	۲۹۲ و ۲۹۴	۵ے	۳۶۰	ر (۲۱ - ۹۲)	۰
۳ے	۳۶۲	ر (۲۱ - ۹۴)	۰	۶ے	۳۶۳ و ۳۶۴	ر (۲۱ - ۹۵ و ۹۶)	۰

حق حاصل ہوگا. جب خریدار کو سند نیلام دیجائے تو کسی اور شخص کا دعوے مسموع نہ ہوگا. کہ جائداد مدعی کی طرف سے یا اور شخص کیطرف سے جو بذریعہ مدعی دعویدار ہے خرید کیگئی ہے. البتہ ایسا دعوی ہوسکیگا کہ مدعی اس امر کا اقرار کرایا ہے کہ فریباً یا اصل خریدار کی رضامندی کے بغیر کسی شخص کا نام سند نیلام میں درج کیا گیا ہے یا کوئی ثالث اوس جائداد کے اصل مالک کے مقابلہ میں اپنے حق کے متعلق دعوی کرسکیگا جسکی ذمہداری جائداد مذکور پر ہے اگرچہ کہ وہ جائداد بظاہر اوسکے حق میں نیلام کیگئی جسکے نام سند نیلامی دیگئی ہے [۱]

عذرداری | اندرون مدت قانونی لعینہ تعمیل مقروقہ جائداد کی نسبت شخص ثالث دعوی یا عذرداری پیش کرے کہ جائداد مذکور قابل قرقی و نیلام نہیں ہے تو عدالت اوسکی تحقیقات کریگی. اور امور متعلقہ میں وہی اختیارات عمل میں لائیگی کہ گویا وہ فریق مقدمہ تھا بجز اسکے کہ دعوی یا عذرداری پیش ہونے میں قصداً یا غیر ضروری تاخیر ہوئی ہو. اگر جائداد مشتہر نیلام ہوگئی ہو تو اوسکے تصفیہ تک نیلام ملتوی کرے گی [۲]

دعویدار یا عذرداری کو یہ ثابت کرنا چاہیئے کہ وہ جائداد مقروقہ میں حق رکھتا تھا یا اوسپر قابض تھا.

عدالت مطمئن ہونے پر کہ بوقت قرقی جائداد مقروقہ مدیون کے قبضہ میں یا منجانب مدیون کسی امین کے یا کسی شخص کے قبضہ میں جو مدیون کو کرایہ یا لگان ادا کرتا ہو نہ تھی. یا یہ کہ گو مدیون کے قبضہ میں تھی لیکن وہ وہ اپنے حق کی بناء پر قابض نہ تھا بلکہ کسی اور شخص کے حق کی بناء پر قابض تھا یا اپنے حق کی بناء پر اور جزوً دوسرے شخص کی حق کے بناء پر بحیثیت امین قابض تھا تو عدالت حکم دیگی کہ جائداد مذکور کلاً یا جزوً جو بدانست عدالت مناسب ہو قرقی سے واگذاشت کیجائے. اگر عدالت امور بالا سے مطمئن نہ ہو تو درخواست خارج کردے گی [۳]

جب عدالت کو اطمینان ہوجائے کہ جائداد مقروقہ کسی شخص کے حق میں رہن یا کفول ہے گو وہ

	دفعہ ضابطہ دیوانی کلکتہ	دفعہ ایکٹ نمبر (۵)	دفعہ ایکٹ نمبر (۱۴)	دفعہ ضابطہ دیوانی سرکار		دفعہ ایکٹ نمبر (۵۹)	دفعہ ایکٹ نمبر (۱۴)
۱	۳۳۱ و ۳۳۲	دفعہ ۶۵ و ۶۶	۳۱۶ تا ۳۱۷	۱	۳۲۵	ارڈر ۲۱ - ۵۵	۲۷۸
۲	۳۲۸ تا	ارڈر ۲۱ و قاعدہ ۶۱	۲۷۹ تا ۲۸۱	.	.	.	.

قابض نہ ہو تو عدالت بہ تحفظ حق ارتہان یا کفالت قرقی قائم و نیلام کرسکتی ہے [۱]

دعویدار یا عذرداری کی درخواست نامنظور ہوجائے تو جائداد متنازعہ پر قیام حق کیلئے نمبری نالش کرسکیگا [۲]

نظائر ہائیکورٹ ممالک محروسہ سرکار عالی

(۱) جبکہ عذرداری عدم ثبوت میں نامنظور کیگئی ہے تو اوسکا چارہ کار نالش نمبری ہے نہ کہ نگرانی [۳]

(۲) عذرداری عدم پیروی میں خارج ہونیکے بعد بازداری ہوسکتی ہے اپیل نہیں ہوسکتا [۴]

(۳) فیصلہ عذرداری کا بعد اخذ شہادت فریقین کرنا چاہئے۔ [۵]

(۴) مقدمات عذرداری میں جو بربنائے قبضہ جائداد مقروقہ کی نسبت پیش ہوں اونکا فیصلہ سرسری الاصل ترین وجوہ پر کردینا چاہئے۔ ایسے مقدمات میں متعدد مدارج کی پیروی کی اجازت دینا اور وہ طریقہ اختیار کرنا جو نمبری مقدمات کیلئے مقرر ہے صحیح نہیں ہے [۶]

(۵) جب شخص ثالث جائداد مقروقہ کی نسبت عذرداری کرے تو جسقدر جلد ممکن ہو اوسکی عذرداری کا فیصلہ کرنا چاہئے۔ اوسے التواء سراج جائداد کی نسبت ضمانت داخل کرنیکا حکم نہیں دیا جاسکتا [۷]

(۶) جبکہ ایکدفعہ عذرداری ایک مکان کی نسبت نامنظور ہوگئی تو پھر اوسی مکان کو قرقی سے واگذاشت کرنیکے لئے عذردار کے قائم مقام عذرداری نہیں کرسکتے [۸]

(۷) عذرداری میں حقیت کی تحقیقات نہیں ہوسکتی [۹]

---

[۱] دفعہ (۳۲۹) ضابطہ دیوانی سرکار عالی۔ آرڈر (۲۱-۶۲) ایکٹ نمبر (۵) دفعہ (۲۸۳) ایکٹ نمبر (۱۴)
[۲] " " (۳۳۰) " (۲۱-۶۳) " " (۲۸۲) "
[۳] نروبا بنام رادھا بائی۔ تشریح القوانین جلد (۹) ۱۳۱۸ف صفحہ (۲۳۸) [۴] سمبھاجی بنام پارتی بائی دکن لاء رپورٹ جلد (۳) ۱۳۲۲ف صفحہ (۱۲۰) [۵] شیخ جلال بنام سمبھاجی۔ دکن لاء رپورٹ جلد (۱) ۱۳۲۰ف صفحہ (۴۸۰) [۶] میر لطف علی بنام محمود نواز جنگ۔ آئین دکن جلد (۹) ۱۳۱۱ف صفحہ (۴۲۵) [۷] جمیل بن احمد بنام عمر بن عبود آئین دکن جلد (۱۳) ۱۳۱۵ف صفحہ (۲۱۲) [۸] میر فرخندہ علی بنام غلام غوث خان آئین دکن جلد (۹) ۱۳۱۱ف صفحہ (۳۴۴) و مولا بیگم بنام علی محمد آئین دکن جلد (۱۴) ۱۳۱۶ف صفحہ (۷) اجلاس کامل [۹] سید ظہور الحسن بنام شیخ عبد اللہ آئین دکن جلد (۵) ۱۳۱۳ف صفحہ (۱۸۸)

(۸) جبکہ عذردار تابعی جائداد نہیں ہے نہ اوسکی طرف سے مدیون کا قبضہ ہے بلکہ عذردار جائداد متروکہ تقسیم اپنا حصہ بتلاتا ہے۔ تو ایسی صورت میں عذرداری نامنظوری کے قابل ہے ؎۱

(۹) قرقی جائداد کے قبل عذرداری پیش نہیں ہوسکتی بلکہ حق عذرداری قرقی جائداد کے بعد پیدا ہوتا ہے ؎۲

(۱۰) اگر عذردار کا قبضہ ہو تو بصیغۂ اجراء ڈگری وہ بیدخل نہیں کیا جاسکتا ؎۳

(۱۱) جبکہ کوئی شخص اپنے حق عذرداری کا استعمال نہ کرے تو اوسکے لئے بجز نالش نمبری کوئی چارہ کار باقی نہیں رہتا ؎۴

(۱۲) جب شخص ثالث کی عذرداری منظور ہو جائے تو اوسکا چارہ کار نمبری نالش ہے بصیغۂ نگرانی دست اندازی نہیں ہوسکتی ؎۵

(۱۳) جب بعد صدور ڈگری مابین فریقین بصیغۂ تعمیل مصالحت ہو جائے تو ڈگری مذکور بے اثر ہو جاتی ہے اور مدعی نفاذ مصالحت کیلئے دعویٰ کرسکتا ہے ؎۶

(۱۴) جب فریقین میں نسبت طریقۂ وصول زر ڈگری بصیغۂ تعمیل کوئی مصالحت ہو جائے تو اوسکی بنا پر صیغہ تعمیل میں ڈگری جدید مرتب کیجائیگی اور وہی قابل اجرا ہوگی ؎۷

(۱۵) جبکہ بصیغۂ اجرائے ڈگری فریقین میں صلح ہو جائے تو جو عذرداری کسی فریق نے اس سے قبل پیش کی ہو وہ ناقابل توجہ ہو جائیگی اور سمجھا جائیگا کہ عذردار اس سے دست بردار ہوگیا ؎۸

استرداد نیلام | جب جائداد غیر منقولہ نیلام ہو جائے تو اوسکا مالک یا وہ شخص جو اوس میں حق رکھتا ہو (اور ایسا حق قبل نیلام حاصل کیا گیا ہو تو) خریدار کو زر ثمن کا (۵) فیصدی اور ڈگریدار کو رقم مندرجہ اشتہار

؎۱ لکشمن بنام سورج مل لگمی رام تشریح القوانین جلد (۹) ۱۳۱۶ف صفحہ ۸۷ اجلاس کامل ؎۲ پنڈت رام کشن بنام بالکشن۔ آئین دکن جلد (۱۵) ۱۳۱۷ف صفحہ (۴۲۱) اجلاس کامل محمد محمود یار جنگ بنام بدری چند۔ آئین دکن جلد ۱۴ ۱۳۱۹ف صفحہ (۲۲۷) ؎۳ بھیم گوڑہ بنام کیسری مل آئین دکن جلد (۱۴) ۱۳۱۶ف صفحہ (۱۵۱)۔ ؎۴ محمدی خانم بنام چتیہ بیگم۔ دکن لارپورٹ جلد (۱) ۱۳۲۰ف صفحہ (۵۰۶) اجلاس کامل ؎۵ محبوب خانم بنام سید عزیز الدین آئین دکن جلد (۸) ۱۳۱۰ف صفحہ (۲۰۶) ومنقن جلد (۶) صفحہ (۱۶۶) وتشریح القوانین جلد (۱) صفحہ ۱۳۵ ؎۶ سکھا رام بنام مانیا۔ دکن لارپورٹ جلد (۳) ۱۳۲۲ف صفحہ (۳۰۲) ؎۷ سیتارام بنام نواب غلام عباس علیخان آئین دکن جلد (۱۲) ۱۳۱۴ف صفحہ (۴۱۷) ؎۸ نرسنگ راو بنام اسمٰعیل خان۔ آئین دکن جلد (۱۳) ۱۳۱۵ف صفحہ (۵۵) اجلاس کامل

ادا کئے جانے کیلئے (اس رقم کی منہائی کے بعد جو خریدار کو بعد اجرائے اشتہار وصول ہوئی ہو) داخل کرکے استرداد نیلام کی درخواست کرسکتا ہے لیکن وہ شخص استرداد نیلام کی کارروائی نکر سکیگا جسنے تنسیخ نیلام کی درخواست کی ہو تاوقتیکہ وہ اسکو واپس نلے خرچہ اور سود سے جو اشتہار میں داخل نکیا گیا ہو مدیون بری الذمہ نہیں ہوسکتا[1]

تنسیخ نیلام | جب جائداد غیر منقولہ نیلام ہوئی ہو تو ڈگریدار یا وہ شخص جو تقسیم رسدی میں حصہ پانیکا مستحق ہو یا وہ شخص جسکے حقوق پر مضر اثر پڑا ہو۔ بر بنائے فریب یا بیضابطگی تنسیخ نیلام کی درخواست پیش کرسکتا ہے بشرطیکہ درخواستگذار کو فریب یا بیضابطگی سے قابل لحاظ مضرت پہونچی ہو[2]

خریدار نیلام اس بنا پر کہ مدیون کو جائداد نیلام شدنی میں کوئی حق قابل نیلام نہ تھا تنسیخ نیلام کی درخواست کرسکتا ہے۔[3]

حق شفعہ | (۱) شفعہ ایک شرعی حق ہے جو خاص شرائط شرعی کیساتھ ہر شخص بلا لحاظ قومیت حاصل کرسکتا ہے[4] اور بروے دفعہ (۲۳۹) ضابطۂ دیوانی سرکار عالی نشان (۳) بابتہ ۱۳۲۳ف ہم مضمون آرڈر (۲۰ - ۱۴) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۲۱۴) ایکٹ نمبر (۱۴) عدالت دیوانی سے اس حق کی بنا پر ڈگری صادر ہوسکتی ہے۔

(۲) خبر بیع سنتے کیساتھ ہی کھڑے ہو کے طلب مواثبت و اشتہاد کیا جائے اگر اعراضاً قیام کیا جائے اور طلب مواثبت و اشتہاد میں تاخیر کیجائے تو حق مذکور زائل ہو جائیگا[5]

(۳) شرعاً حق شفعہ کی تکمیل کیلئے لازمی ہے کہ طلب اشتہاد بمقابلہ بایع (اگر وہ قابض ہو) یا مشتری یا مبیع کے روبرو کیجائے۔ اگر طلب اشتہاد حسب شرائط شرعی (مذکورہ) نہ کیجائے تو بربنائے شفعہ محض

---

[1] دفعہ (۳۵۷) ضابطۂ دیوانی سرکار عالی نمبر (۲۱ - ۸۹) ایکٹ نمبر (۵) و دفعہ (۳۱۰) ایکٹ نمبر (۱۴)

[2] " (۳۵۸) " " " (۲۱ - ۹۰) " " (۳۱۱) "

[3] " (۳۵۹) " " " (۲۱ - ۹۱) " " (۰) "

[4] مدعی سید اسید بنام دیوا درا جنا مفید دکن جلد ہشتم صفحہ (۳۰) معین دکن جلد (۸) صفحہ (۲۵۳) مخزن جلد (۲) صفحہ ۲۰۶ سنہ ۱۳۰۳ف

[5] سید میر بنام محمد یوسف آئین دکن جلد (۱۲) ۱۳۱۲ف صفحہ (۲۳۴)

طلب مواثبت سے کوئی حق پیدا نہیں ہوتا ہے[1]

(۴) دعویٰ شفعہ میں مدعی کو سب سے پہلے یہ امر ثابت کرنا چاہیئے کہ وہ مکان متنازعہ کا شفیع ہے[2]

(۵) جبکہ شفیع اور مشتری دونوں مکان مبیعہ میں مساوی حق شفعہ رکھتے ہوں تو دونوں میں مکان نصف نصف تقسیم کیا جائیگا[3]

(۶) طلب مواثبت و اشتہاد سے حق کا اظہار اور اسکے متعلق فراہمی شہادت مقصود ہے اور وہ حق ایسا ہے کہ کل جائداد مشفوعہ پر حاوی ہے نہ صرف اوسکے کسی جزو پر اسلیئے جب اوسکا اظہار کیا جائے تو کل جائداد کے متعلق کیا جائے کسی جزو کے متعلق کرنے سے اوسکی حیثیت اس شرعی حق کی باقی نہیں رہتی جسکا نام حق شفعہ ہے لیکن یہ قید اوس دعوے سے متعلق نہیں ہے جو شفیع عدالت میں حصول جائداد مشفوعہ کی غرض سے کرتا ہے کیونکہ ایسا دعویٰ صرف ایک مطالبہ ہے نہ اظہار حق اور مطالبہ صرف اسیقدر حصہ کا کرنا کافی ہے جسقدر کی ضرورت ہو۔ جزو کے مطالبہ سے حق کی نوعیت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ کیونکہ جزو کا مطالبہ بمنزلہ اس امر کے اظہار کے نہیں ہے کہ حق محدود ہے۔ بلکہ اس بات کا اظہار ہے کہ اگرچہ حق کامل ہے لیکن شفیع اوسکے نفاذ میں صرف حصہ جائداد کے لینے پر اکتفا کرتا ہے اسلیئے نصف کے مطالبہ سے شفعہ باطل نہیں ہوسکتا[4]

طلب مواثبت و اشتہاد بکاررداٸی نیلام

(۷) شفیع کو چاہیئے کہ جب نیلام اوس جائداد کا ختم ہو جسکی نسبت اوسکو کسی قسم کا حق شفعہ شرعاً حاصل ہے تو فوراً اظہار خواہش اوسقدر زرثمن داخل کرے جسپر نیلام ختم ہوا ہو۔[5]

---

[1] محمد محبوب علی بنام سید عبدالرزاق۔ دکن لا رپورٹ جلد (۲۰) سنہ ۱۳۲۲ف صفحہ (۱۵۰)، [2] محمد عبد[illegible] بنام سید عظیم الدین۔ آئین دکن جلد (۱۳) سنہ ۱۳۱۰ف صفحہ (۱۰۵)، [3] محمد سلطان بنام مرسیا آئین دکن جلد (۱۳) سنہ ۱۳۱۵ف صفحہ (۱۶۱)، [4] منجن میوا بنام آسی دیا۔ تشریح القوانین جلد (۹) صفحہ (۲۰۶) و آئین دکن جلد (۱۶) صفحہ (۲۹۳) سنہ ۱۳۱۹ف [5] سداشیو بنام کفایت اللہ خاں آئین دکن جلد (۲۱) صفحہ (۲۶۳)، دکن جلد (۱) صفحہ (۲۵) دکن جلد (۵) صفحہ (۱۵۱) سنہ ۱۳۰۵ف

۸) جبکہ بروقت ختم نیلام مدعی نے اپنا شفعہ ظاہر کرکے روپیہ ناظر کے پاس داخل کرنا چاہا۔ لیکن ناظر نے اوسکو گھر سے جاکر روپیہ ادا کرنیکا موقع نہیں دیا اور نیلام مدعی علیہ کے نام ختم کردیا تو۔ تجویز ہوئی کہ حسب دفعہ (۴۰۶) گشتی نشان (۲) دیوانی جو حق کہ شفیع کو دیا گیا ہے وہ بمنزلہ مالش سے بچنے کیلیئے دیا گیا ہے اوسکی عدم تعمیل سے حق شفعہ ساقط نہیں ہوسکتا لہ

۹) ختم نیلام اوسوقت سمجھا جائیگا جب حاکم نیلام ختم کردے ایسی صورت میں وہ وقت ختم نیلام کا اغراض شفعہ کیلیئے نہیں سمجھا جائیگا جبکہ ناظر نے بولی ملتوی کی ہو یس جبکہ شفیع نے حکم عدالت کے بعد ہی فوراً روپیہ جمع کردیا تو اوسکا حق شفعہ ساقط نہیں ہوسکتا ۲ہ

دفعہ ۳۱۹

مستثنیات ۔ قول پروفیسر ہالینڈ[۳] قانون اصلی ہی کی یہ خصوصیت نہیں ہے کہ معتدل بھی ہوسکتا ہو اور غیر معتدل بھی ۔ بلکہ قانون اضافی اس خصوصیت میں اسکا شریک ہے ۔ بہ الفاظ دیگر غیر معتدل ہونیکی خصوصیت کو یوں تعبیر کرسکتے ہیں کہ مصنوعی اشخاص اور طبعی اشخاص کے وہ اقسام جنکا ذکر سابقاً کیا گیا ہے ۔ مدعی اور مدعی علیہ ہونے کے لحاظ سے بمقابلہ معمولی اشخاص کے مختلف الحیثیت ہوتے ہیں شخصیت غیر معتدل کے متعلق ضابطہ کے قواعد میں جو ترمیمات کرنی پڑتی ہیں ۔ وہ بلحاظ نوعیت کسیقدر اصطلاحی ہیں اور یہاں بر سبیل مثال قانون **انگلستان** کے اون قواعد کا حوالہ دینے پر اکتفا کیا جاتا ہے کہ ملک غیر کے غنیم کی قانونی و عدالتی اعتبار سے کوئی ذاتی حیثیت نہیں ہوتی ۔ اور اور یہ کہ امرائے انگلستان گرفتاری سے مستثنیٰ قرار دئے گئے ہیں ۔ علیٰ ہذا القیاس پادری بھی جبکہ گرجا سے آرہا ہو یا وہاں جارہا ہو گرفتار نہیں کیا جاسکتا ۔ اور یہ کہ اگر طلاق کے کسی مقدمہ میں

لہ رائے گوبند پرشاد بنام بالکشن رائے ۔ آئین دکن جلد (۱۴) ۱۳۱۶ف صفحہ (۲۰۵) ۲ہ رام سنگھ بنام زینب بی ۔ آئین دکن جلد (۵) صفحہ (۸۰۷) ۔ مقنن دکن جلد (۲) صفحہ (۱۵) ۱۳۰۸ف ۔ ۳ہ ترجمہ ہالینڈ جورسپروڈنس صفحہ (۳۰۹)

ایک فریق قاتر العقل ہو تو باوجودیکہ فریق مذکور نا قابل اعتذار ہے پھر بھی مقدمہ کی کارروائی بدستور جاری رہیگی۔ یہاں ہم اوس قاعدہ کا حوالہ دیے بغیر بھی نہیں رہ سکتے جسکی تشریح دیکھ لیا ہی زمانہ گذرا ہے کہ اگر زوجہ پر نالش کیجائے تو ضرور ہے کہ شوہر کو بھی اوسمیں شریک کر لیا جائے۔

قول سر رشنگٹن[۱] | چونکہ قانون ضابطہ ایک عام قانون ہے اسلئے وہ جملہ اشخاص سے یکساں متعلق ہے اِلّا اوس صورت میں کہ واضعان قانون نے خاص اشخاص یا طبقہ اشخاص کے حق میں کوئی استثنا قائم کیا ہو مثلاً اگر کوئی جج یا مجسٹریٹ یا اور عہدہ دار عدالت حکمنامہ دیوانی کے بموجب اوس حالت میں گرفتار نہ ہو سکیگا جبکہ وہ اپنی عدالت کو جاتا یا اوس میں اجلاس کرتا یا وہاں سے پھر آتا ہو۔ اور یہی رعایت کسی معاملہ کے فریقین اور اُن کے وکلاء اور مختاروں اور انتخابانِ مقبلہ اور گواہوں سے بھی متعلق ہے جبکہ وہ کسی ایسی عدالت میں جاتے یا وہاں حاضر رہتے ہوں نیز وہاں سے واپس آتے ہوں جو اوس معاملہ میں اختیار سماعت رکھتی ہو یا نیک نیتی سے باور کرتی ہو کہ اوسکو اختیار سماعت حاصل ہے۔ گورنمنٹ کو بھی اختیار ہے کہ بعض اشخاص کو بلحاظ مرتبہ کے اور عورات پردہ نشین کو اصالتاً حاضری عدالت سے معاف کرے۔ برخلاف اسکے گورنمنٹ کو یہ بھی اختیار ہے کہ بعض اشخاص کو خاص صورتوں میں قانوناً ناقابل قرار دے مثلاً دشمن کے ملک کی رعایا جو برٹش انڈیا کے اندر رہتی ہو صرف جناب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل کی اجازت سے نالش کر سکتی ہے۔ اور کوئی ریاست ملک غیر برٹش انڈیا کی عدالتوں میں صرف صورتہائے مفصلۂ ذیل میں نالش کر سکتی ہے۔

الف۔ ملکہ معظمہ یا جناب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل نے اوس ریاست کو تسلیم کیا ہو۔ اور

---

[۱] ترجمہ اصول قانون سر رشنگٹن صفحہ (۵۹۰) فقرہ (۲۷۲)

حسب نالش کا یہ مقصود ہو کہ اوس ریاست غیر کے والی یا رعایا رکے حقوق خانگی دلائی جاویں

احکام سرکار عالی

بروے احکام سرکار عالی اکثر مستثنیات محل وموقع کیساتھ اسی باب میں بالوضاحت ظاہر کیے جا چکے ہیں۔ اس موقع پر بلحاظ طول سر رشتگی بعض مستثنیات حسب ذیل ظاہر کئے جاتے ہیں۔

(۱) بلحاظ رسم ورواج ملک جو عورت باہر نہ نکلتی ہو اوہ لتاً حاضری سے مستثنےٰ ہے۔ ف۱

(۲) کوئی عورت کسی حکمنامہ کی بناء پر گرفتار نہ ہوسکیگی۔ ف۲

(۳) حاکم عدالت یا عہدہ دار عدالتی جب وہ اپنی عدالت کو جا رہا ہو یا اجلاس کر رہا ہو یا آرہا ہو گرفتاری سے مستثنےٰ ہے۔ اسی طرح فریق مقدمہ اور اونکی وکیل ومختار وگواہ (بجز اسکے کہ حکمنامہ تحقیر عدالت کی بناء پر جاری ہوا ہو) عدالت کو جا رہے ہوں یا وہاں کام کر رہے ہوں یا آرہے ہوں۔ گرفتاری سے مستثنےٰ ہیں۔ لیکن مدیون ڈگری جسکو فوری تعمیل کا حکم دیا جاوے یا جبکہ مدیون محبس دیوانی میں رکھنے کیوجہ ظاہر کرنیکے لئے حاضر ہو گرفتاری سے مستثنےٰ نہ ہوگا۔ ف۳

دفعہ ۳۲۰ ترتیب مجموعہ ضابطہ دیوانی سرکار عالی نشان (۳) بابتہ سنہ ۱۳۲۳ف

مجموعہ ضابطہ دیوانی سرکار عالی نشان (۳) بابتہ سنہ ۱۳۲۳ف کی ترتیب اسطرح عمل میں آئی ہے کہ اس ضابطہ کو (۸) حصص مشتمل بہ (۴۹) ابواب (۶۴۷) دفعات معہ (۲) ضمیمہ مفصلہ ذیل مضامین کے ساتھ قرار دئے گئے ہیں۔ بعد تمہید مراتب ابتدائی۔ از دفعہ (۱) حصہ اول۔ احکام متعلق عام معدلت باب اول۔ اختیار سماعت وامر فیصل شدہ۔ از دفعہ (۵) باب دوم۔ مقام رجاع مقدمہ۔ از دفعہ (۱۰)

	دفعہ ضابطہ دیوانی سرکار عالی	دفعہ ایکٹ نمبر (۵)	دفعہ ایکٹ نمبر (۱۴)		دفعہ ضابطہ دیوانی سرکار عالی	دفعہ ایکٹ نمبر (۵)	دفعہ ایکٹ نمبر (۱۴)
ف۱	۶۳۰	۱۳۳	۶۴۰	ف۲	۶۳۱	۰	۰
ف۳	۶۳۳	۱۳۵	۱۴۲	۰	۰	۰	۰

نوٹ۔ اس مجموعہ ضابطہ دیوانی سرکار عالی نشان (۳) بابتہ ۱۳۲۳ ف کی رو سے عدالت کے وہ اصلی اختیارات محدود یا متاثر نہ ہوں گے۔ جو اسکو انصاف کی اغراض کیلئے یا عدالت کے احکام کے

بیجا استعمال کو روکنے کیلئے احکام جاری کرنے کے متعلق۔ (ج) ب ـ ت

عدالت اگرچہ تعین حق بلحاظ قانون قاعدہ کرسکتی ہے لیکن جبکہ کسی حق کے نفاذ کیلئے کوئی خاص طریقہ مقرر کیا گیا ہو تو اوس طریقہ کو ترک کرنا ایک ایسا امر ہے جو اوس حق کے وجود کو ایک حد تک زائل کر دیتا ہے ۵۲

رپورٹ مجلس منتخبہ

متعلق

مجموعہ ضابطہ دیوانی سرکار عالی

مورخہ ۹ فروردی ۱۳۲۲ف

(۳) ہم ارکان دستخط کنندگان رپورٹ ہذا نے اس مسودہ کے احکام جہانتک حالات ملک کے لحاظ سے

---

۵۲ یہ رپورٹ اوس مجلس منتخبہ کی ہے جسکے ارکین صاحبین حسب ذیل تھے۔ اور اس ضابطہ دیوانی کا مسودہ راؤ بہادر جی کشتما چاری صاحب اسکویر بی۔ اے۔ بی۔ یل۔ رکن و معتمد مجلس وضع قوانین نے مرتب فرمایا ہے۔

ارکین صاحبین۔ (۱) نواب ذوالقدر جنگ بہادر رکن عدالت العالیہ (۲) نواب نظامت جنگ بہادر رکن عدالت العالیہ (۳) مولوی ابو القاسم صاحب وکیل سرکار (۴) رائے بجناتھ صاحب یم۔ اے یل یل۔ بی (۵) رائے کیشو راؤ صاحب وکیل (۶) راؤ بہادر جی کشتما چاری صاحب اسکویر بی۔ اے بی یل۔

یہ رپورٹ جب مجلس وضع قوانین کے روبرو پیش ہوکر بہ ہر دو قدح اس ضابطہ کو نواب مدار المہام بہادر نے بتاریخ ۴ مہردی ۱۳۲۳ف منظور فرمایا اوس مجلس وضع قوانین کے ارکین صاحبین حسب ذیل تھے۔

صدر نشین۔ عالیجناب نواب سر سالار جنگ بہادر مدار المہام سرکار عالی۔

ارکین صاحبین۔ (۱) مولوی محمد اکبر علی حیدری اسکویر بی اے ہوم سکریٹری (۲) نواب میجر ناصر الدولہ بہادر معتمد فوج (۳) جی سی ویکفیلڈ اسکویر صدر ناظم مالگذاری (۴) جناب ڈاکٹر سید سراج الحسن صاحب یم اے بی سی یل یل ڈی بیرسٹر ایٹ لا رکن عدالت العالیہ (۵) جناب ڈاکٹر عبد اللطیف صاحب اسکویر یم اے یل یل ڈی اے سی یس ناظم تعلیمات (۶) نواب عماد جنگ بہادر کوتوال (۷) رائے بجناتھ صاحب یم اے یل یل بی (۸) مولوی میر یٰسین علی خاں صاحب مددگار علاقہ صرفخاص مبارک (۹) مولوی میر ابراہیم علیصاحب وکیل ہائیکورٹ۔ (۱۰) مولوی محمد اصغر صاحب اسکویر بی اے بیرسٹر ایٹ لا (۱۱) مولوی محمد منیر الدین صاحب (۱۲) نواب فرخندہ یار جنگ بہادر (۱۳) مولوی میر اصغر علیصاحب

مناسب اور ضروری تھے ایکٹ نمبر (۵) سنہ ۱۹۰۸ء سے اخذ کیئے ہیں لیکن اوس ایکٹ کی ترتیب کو یہاں قائم رکھنا مناسب نہیں خیال کیا ہے۔ بلکہ اوسکی ترتیب وہی قائم رکھی گئی ہے جو ایکٹ نمبر (۱۴) سنہ ۱۸۸۲ء اور مسودہ کی۔ برٹش انڈیا میں متعدد ہائیکورٹ ہونیکی وجہ سے ایکٹ نمبر (۵) سنہ ۱۹۰۸ء کی ترتیب مناسب سمجھی جاسکتی ہے لیکن یہاں کے حالات کے لحاظ سے وہ مناسب نہیں خیال کیگئی

(۳) مسودہ کی دفعہ (۲) میں ہمنے اہم الفاظ کی تعریفات درج کی ہیں جو قانون تعبیر و اطلاق قوانین میں نہیں ہیں اور جنکی اس مجموعہ کی اغراض کیلئے خاص طور پر ضرورت ہے۔ اس دفعہ کی ضمن (د) میں ابتدائی اور قطعی ڈگری کی تصریح کردی ہے۔ اس ملک میں ابتک ابتدائی ڈگری کا کوئی قاعدہ نہیں تھا لیکن اب اوسکی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

(۴) ہمنے دفعہ (۵) کی توضیح میں مقدمہ دیوانی کی تعریف کردی ہے جس سے اس امر کا تصفیہ کرنے میں کہ کون سے مقدمات دیوانی نوعیت کے سمجھے جاسکیں گے اور کون سے نہیں سمجھے جاسکینگے۔ بہت مدد ملیگی۔

(۵) ہم نے دفعہ (۶) میں اوس اصول کی صراحت کردی ہے جو اس امر کے متعلق ہے کہ ایک ہی وقت میں ایک ہی معاملہ کے متعلق دو یا زیادہ مقدمات رجوع نہ ہوسکینگے۔

(۶) ہمنے دفعہ (۷) میں امر فیصل شدہ کے متعلق احکام بالصراحت درج کیئے ہیں جنکی اس ملک کی حالت کے لحاظ سے سخت ضرورت تھی۔

(۷) دفعات (۸ و ۹) میں عدالتہائے ریاست غیر کے فیصلہ کے متعلق ضروری احکام درج کیئے گئے ہیں۔

(۸) ہمنے دفعہ (۱۲ و ۱۳) میں ایسے قواعد قائم کیئے ہیں کہ اگر جائداد غیر منقولہ متعدد عدالتوں کی حدود اراضی میں واقع ہو یا یہ امر مشتبہ ہو کہ کس عدالت کی حدود اراضی میں واقع ہے تو مقدمہ اوس

کرنے میں آسانی ہو اور وہ طوالت نہ ہو جو ایکٹ نشان (۲) سنہ ۱۳۰۲ھ کی دفعات (۷ و ۸) پر عمل کرنے سے ہوتی ۔

(۹) دفعات (۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳) میں اس امر کے متعلق واضح احکام درج کیے گئے ہیں کہ ایک مقدمہ میں متعدد اشخاص مدعی یا مدعی علیہ کب اور کسطرح بنائے جا سکتے ہیں ۔

(۱۰) دفعات (۳۲ و ۳۳ و ۳۴) میں متعدد دعاوی اور بنا دعاوی کے اشتمال بیجا کے احکام قائم کئے گئے ہیں ۔

(۱۱) دفعہ (۳۷) میں یہ حکم درج کیا گیا ہے کہ اگر کسی شرط ماقبل کی تکمیل کے متعلق کوئی فریق عذر پیش کرنیکا ارادہ رکھتا ہو تو اسکو یہ امر بالصراحت اپنے پلیڈنگ میں بیان کرنا چاہیئے اور اسمیں یہ مصلحت ہے کہ فریق ثانی جوابدہی کیلئے تیار ہوکر حاضر ہو اور جوابدہی کیلئے مزید مہلت کی ضرورت نہ واقع ہو ۔

(۱۲) ہم نے دفعہ (۴۹) میں جو اصول قائم کیا ہے اوس سے یہ فائدہ ہے کہ معاہدہ سے انکار کرنیکے معنی صاف صاف معین ہو جائیں اور یہ گنجایش باقی نہ رہے کہ پہلے تو انکار کر دیا جائے اور جب معاہدہ ثابت ہو جائے تو یہ تاویل کیجائے کہ جواز معاہدہ یا معاہدہ کے قانوناً مکمل ہونے سے انکار کیا گیا تھا نہ کہ نفس معاہدہ سے اور نفس معاہدہ کے ثابت کرنے میں بیفائدہ وقت رائگاں ہو ۔

(۱۳) دفعہ (۵۰ و ۵۱ و ۵۲ و ۵۳ و ۵۴) کے بموجب پلیڈنگ میں خاص امور کے اظہار کا جو طریقہ معین کیا ہے ۔ اس سے نہ صرف اختصار مقصود ہے بلکہ طوالت کی وجہ سے معاملہ کے سمجھنے میں جو دقتیں پیدا ہو سکتی ہیں اونکا روکنا بھی منظور ہے ۔

(۱۴) ہم نے دفعہ (۵۶) میں پلیڈنگ کی تصدیق کے لئے قاعدہ قائم کر دیا ہے اور اوس سے انصاف میں مدد لینے کی زیادہ امید ہو سکتی ہے ۔

(۱۵) دفعہ (۱۰۱) کی بموجب یہ امر عدالت کے اختیار تمیزی میں رکھا گیا ہے نہ سوائے ملازمین فوج سرکار دیگر ملازمین پر معمولی طریقہ سے اطلاعنامہ جاری کرے یا ان کے افسر کے ذریعہ سے بھیجے اور وہ لزوم نہیں ہے جو کہ قانون نشان (۲) ۱۸۰۰ء کی دفعہ (۶۹) میں تھا کہ افسر ہی کے ذریعہ سے اطلاعنامہ کی تعمیل ہونی چاہیے۔ اسمیں یہ فائدہ ہے کہ جس طریقہ سے تعمیل میں آسانی ہو وہ طریقہ اختیار کیا جاسکیگا۔

(۱۶) دفعہ (۱۰۶ و ۱۰۷ و ۱۰۸) میں ترتیب جوابدعویٰ کیلئے جو قواعد قائم کئے گئے ہیں وہ ضروری ہیں اور انکا مقصود یہ ہے کہ مدعی کو نامناسب پریشانی سے بچایا جائے اور فی الفور یہ معلوم ہو جائے کہ مدعی علیہ کے کیا کیا عذرات ہیں اور جوابدعویٰ کے تذبذب کی بنا پر مدعی علیہ کو اصلی واقعات کے اقبال یا انکار سے گریز کرنیکا موقع نہ ملسکے۔

(۱۷) ہم نے دفعہ (۱۰۹) میں یہ اصول قائم کردیا ہے کہ جس واقعہ مندرجہ عرضیدعویٰ سے انکار نہ کیا جائے وہ واقعہ تسلیم شدہ متصور ہوگا۔

پہلے یہ قاعدہ انگلستان میں جاری تھا۔ برٹش انڈیا میں نہ تھا۔ برٹش انڈیا میں تو جبتک صاف صاف اقبال نہ کیا جاتا تھا بحض انکار نہ کرنے سے عرضیدعویٰ کا کوئی واقعہ مسلمہ نہیں قرار دیا جاتا تھا۔ اور ہندوستان کی پلیڈنگ کی نسبت یہ خیال تھا کہ کافی احتیاط کیساتھ مرتب نہیں ہوتی مگر اب عدالتی تجربہ کی وسعت کیوجہ سے ہندوستان میں بھی انگلستان کی طرح یہ قاعدہ مقرر کردیا گیا ہے۔ اور ہماری رائے میں ملک سرکار عالی میں بھی اس قاعدہ کو جاری کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ اب یہاں بھی عدالتوں کو باقاعدہ قائم ہوکے زمانہ دراز گذرچکا ہے۔ اور ایک حد تک پلیڈنگ بھی احتیاط کیساتھ مرتب ہوتی ہے۔ اور یہاں سب سے بڑی وجہ اس قاعدہ کی قائم کرنے کی یہ ہے کہ کبھی عمداً بعض واقعات مندرجہ عرضیدعویٰ کا

اتیاں یا انکار نہیں کیا جاتا اور آخر میں جب معلوم ہوتا ہے کہ فلاں واقعہ نہ شکرہ ہے نہ مقبول نہ تو سخت دقتیں لاحق ہوتی ہیں ۔

(۱۸) دفعہ (۱۱۰) میں جو اصول قائم کیا گیا ہے اوسکا مقصود یہ ہے کہ زرنقد کے دعوی میں اگر مدعی علیہ اپنے کو معین رقم مجرا کرانا چاہے تو اوسکو ایسا اختیار ہے ۔

یہ ایک بہت ضروری قاعدہ ہے جو ملک سرکار عالی کے ضابطہ میں موجود نہ تھا مگر عدالتوں میں اسپر عمل جاری ہے اسکی صراحت کیساتھ اس ضابطہ میں اسکا شامل کرنا قرین مصلحت خیال کیا گیا ہے ۔

(۱۹) دفعہ (۲۴۳) میں یہ قاعدہ منضبط کیا گیا ہے کہ جو مقدمہ مدعی علیہ کی حاضری اور مدعی کی غیر حاضری میں خارج ہو تو مدعی ایسے مقدمہ کو دوسری مرتبہ رجوع نہ کر سکیگا یہ قاعدہ گشتی نشان (۲۳) ۱۳۰۲ء میں نہ تھا اور یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا موجودہ احکام کی رو سے ایسی صورت میں مقدمہ رجوع ہو سکتا ہے یا نہیں ہم نے اس کے متعلق صریح حکم درج کر دیا ہے ۔

(۲۰) باب (۲) میں من ابتدائے (۱۳۲) لغایتہ دفعہ (۱۵۴) کل (۲۳) دفعات شامل ہیں اور ہم نے ان دفعات میں وہ قواعد درج کئے ہیں جنکی بموجب ایک فریق کو بذریعہ سوال پیش کر کے دوسرے فریق سے جواب لینے کا حق ہے اور ایک فریق دوسرے فریق سے خاص طریقوں کیساتھ یہ امر دریافت کر سکتا مستحق ہے کہ مقدمہ کے متعلق کون کون دستاویزیں اسکے قبضہ میں ہیں اور ہر فریق کو خاص پابندیوں کیساتھ اون دستاویزات کے معاینہ کا اختیار دیا گیا ہے جو فریق ثانی کے قبضہ میں موجود ہیں ۔

ہماری رائے میں ان قواعد سے مقدمہ کی کارروائی میں اختصار ممکن ہے اور پیش از پیش صحیح حالات کے دریافت ہو جانے سے وہ طوالت نہ ہوگی جسکے ہونیکا لاعلمی کی صورت میں احتمال تھا اور وقت کا بچاؤ اور اخراجات کی کفالیت بھی ہو جائیگی ۔

(۲۱) ہم نے دفعات (۱۵۶-۱۵۰) میں وہ احکام داخل کئے ہیں جنکی بنا پر ایک فریق دوسرے فریق کو بھی اطلاع دیسکتا ہے کہ دستاویزات یا واقعات جنکی صراحت اطلاع میں کیگئی ہے تسلیم کئے جاتے ہیں اور اگر تسلیم کرنے سے انکار یا غفلت کیجائے تو ایسے دستاویزات یا واقعات کو ثابت کرنیکا خرچہ بلالحاظ نتیجہ مقدمہ فریق منکر یا غفلت کنندہ کے ذمہ ہوگا۔

(۲۲) ہم نے دفعہ (۲۲۰) میں یہ قاعدہ درج کیا ہے کہ عدالت کسی ایسے گواہ کو جسکا اظہار ہوچکا ہو مکرر طلب کرکے اوس سے ایسے سوالات کرسکتی ہے جو جائز اور مناسب ہوں۔ کیونکہ اس قاعدہ سے فیصل خصومات میں ایک طرح کی آسانی مقصود ہے۔

(۲۳) دفعہ (۲۲۱) میں جائداد یا شئے معینہ کا اختیار عدالت کو دیا گیا ہے جسکی بہت ضرورت ہے

(۲۴) ہم نے باب (۲۰) اور دفعات (۲۲۲ تا ۲۲۵) میں حلفنامہ کے قواعد درج کئے ہیں اور یہ بتا دیا ہے کہ کن صورتوں میں کن شرائط کے ساتھ حلفنامہ سے کام لیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ حلفنامہ سے کارروائی میں ایک حد تک عجلت اور آسانی ہوتی ہے۔

(۲۵) ہم نے دفعہ (۲۴۰) و دیگر دفعات مابعد میں انفساخ شراکت اور شراکت کے حساب لئے جانے اور مالک اور گماشتہ کے مابین حساب فہمی اور تقسیم جائداد غیر منقولہ کے مقدمات کے متعلق ابتدائی ڈگری اور قطعی ڈگری قائم کردیا ہے۔ جو اسلوب کارروائی کیلئے بہت مناسب اور مفید ہے۔

(۲۶) ہم نے دفعہ (۲۵۴) میں یہ قاعدہ درج کیا ہے کہ ڈگری تعمیل کیلئے ایسی عدالت میں بھیجی جائیگی جو بلحاظ مقدار زر ڈگری مقدمہ کی سماعت کی مجاز ہو۔ اسمیں احتیاط اور آسانی دونوں ہیں احتیاط تو یہ ہے کہ جس عدالت کو اتنی مقدار کے مقدمہ کی سماعت کا اختیار نہ ہو جتنی کہ ڈگری ہوئی ہے۔ وہ چھوٹے درجہ کی عدالت ہونے کیوجہ سے ڈگری کی تعمیل نہ کرسکیگی۔ اور آسانی یہ ہے کہ تعمیل ڈگری میں عدالت کے اختیار کے متعلق اصل مقدمہ کی مالیت کا کبھی لحاظ نہ ہوگا۔ اور

خواہ مخواہ ایسی ہی عدالت میں تعمیل کیلئے ڈگری کے بھیجنے کی ضرورت نہ ہوگی جو اصل مقدمہ کی سماعت کی مجاز ہو۔

(۲۷) ہم نے دفعہ (۲۶۲) میں جو قاعدہ درج کیا ہے وہ اہم ہے اور اوسکا مقصود یہ ہے کہ سوائے خاص صورتوں کے تعمیل کی کوئی درخواست ڈگری کی تاریخ سے (۱۲) سال کے بعد پیش نہ ہوسکے۔

اس قاعدہ کے جاری ہونے سے ڈگریدار سعدی اور مجلت سے تعمیل ڈگری کی کارروائی کرینگے اور تعمیل ڈگری کے مقدمات اقتضاہی زمانہ تک دائر رہینگے۔

(۲۸) ہم نے دفعہ (۲۶۹) میں زرنقد ڈگری کی فوری تعمیل کیلئے زبانی درخواست پر مدیون ڈگری کی گرفتاری کا قاعدہ قائم کیا ہے۔ اس میں تعمیل ڈگری کے متعلق ایک طرح کی آسانی مقصود ہے۔

(۲۹) دفعہ (۳۵۱) میں ہم نے بغرض حفاظت جائداد غیرمنقولہ قاعدہ درج کیا ہے کہ اگر مدیون ڈگری درخواست کرے تو بشرط اطمینان عدالت جائداد غیرمنقولہ کا نیلام ملتوی کیا جائیگا اور مدیون ڈگریدار کو ایک صداقتنامہ دیا جائیگا جسکی بنا پر مدیون ڈگری بادصف قیام قرقی جائداد کو بیع یا رہن یا پٹہ پر دے سکیگا اور جو روپیہ وصول ہوگا وہ عدالت میں داخل کیا جائیگا۔

(۳۰) ہم نے باب (۲۴) میں من ابتدائے دفعہ (۳۷۹ لغایتہ ۳۹۵) دیوالیہ قرار دئے جانیکے احکام درج کئے ہیں گو ابھی تک ملک سرکار عالی میں دیوالیہ قرار دئے جانیکے تفصیلی احکام موجود نہ تھے تاہم دیوالیہ قرار دئے جانیکے لئے ایکٹ نمبر (۱۳) ۱۸۸۲ء سے مدد لینے کی کارروائی کیجاتی تھی اب جو احکام اس مسودہ کے باب (۲۴) میں درج کئے گئے ہیں ان کے لحاظ سے یہ امید کیجاتی ہے کہ دیوالیہ کی کارروائی میں آسانی ہوگی۔

(۳۱) ہم نے باب (۲۵) میں من ابتدائے (۴۳۳ لغایتہ ۴۴۴) وہ ضروری نظام درج کئے ہیں

جو اون مقدمات میں کار آمد ہیں۔ جو بنجانب یا بنام سرکار رجوع ہوتے ہیں اور اون احکام کے اختصار کی یہی وجہ ہے کہ اونکی تکمیل اوس قانون سے ہو چکی ہے جو قانون دعاوے متعلق سرکار کے نام سے حال میں نافذ ہوا ہے۔ واضح ہو کہ یہ احکام گشتی نشان (۲) سنہ ۱۳۰۲ف میں موجود نہ تھے۔

(۳۲) ہم نے باب (۳۱) میں من ابتدائے دفعہ (۴۴۴) لغایتہ دفعہ (۴۴۶) مقدمات بنجانب یا بنام جماعت متحدہ کے متعلق وہ قواعد قائم کردئے ہیں جنکی ضرورت ہے۔

(۳۳) ہم نے باب (۳۲) میں من ابتدائے دفعہ (۴۴۷) لغایتہ دفعہ (۴۵۶) میں مقدمات بنجانب یا بنام کوٹھی تجارتی کے متعلق قواعد واحکام مندرج کئے ہیں۔ ہماری رائے میں انکی ضرورت ہے اور یہ احکام گشتی نشان (۲) سنہ ۱۳۰۲ف میں یا کسی اور گشتی یا قانون میں موجود نہ تھے۔

(۳۴) ہم نے باب (۳۳) میں من ابتدائے دفعہ (۴۵۷) لغایتہ (۴۵۸) دعاوے بنجانب یا بنام امین و وصی و مہتمم ترکہ کے متعلق ضروری قواعد قائم کئے ہیں جو گشتی نشان (۲) سنہ ۱۳۰۲ف میں موجود نہ تھے۔

(۳۵) ہم نے دفعہ (۴۷۴) میں مفلس کی تعریف درج کی ہے اور دفعہ (۳۰) گشتی نشان (۲) سنہ ۱۳۰۲ف کے خلاف عبارت استثناء میں مکان مسکونہ داخل نہیں کیا ہے۔ کیونکہ ہماری رائے میں بدنیت مدیون ڈگری کو مکان مسکونہ سے بچا لینے کا موقع دینا مناسب نہیں ہے۔

(۳۶) ہم نے باب (۳۶) میں مقدمات متعلقہ رہن جائداد غیر منقولہ کے متعلق تفصیلی قواعد درج کئے ہیں اور ہماری رائے میں اونکی بہت ضرورت تھی۔ گو یہاں قانون انتقال جائداد نافذ نہیں ہے لیکن ایک گشتی موجود ہے جسکی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

روبکار نواب صاحب مدار المهام بهادر عدالت نشان (۱۵۱) واقع ۴ ربیع الاول ۱۲۹۸ھ

مشعر اینکه آنچه از مجلس جواب استمداد رای صدر عدالت سمت شمالی در باب دعوی آنکه نزد چند مرتهنان بغیر اطلاع مرتهن اول رهن میدارند داشته است درست است البته بلحاظ این امر ضرور است که ترجیح حقوق مرتهنان متعدد جائداد واحد بمنزلهٔ کفالت متصور شده بهمان سلسله بهمان تقدیم و تاخیر تسلیم شدنی است که در نوع معامله کفالت مرعی بوده باشد .

خلاصهٔ روبکار مجلس

هرکسی که جائداد در یکجا رهن میکند تمام و کمال زر رهن آن نمی گردد و نه مرتهن به او میدهد پس بقدریکه جائداد رهن شده است گویا انقدر استحقاق حصه برای چندی برای دوام از راهن به مرتهن حاصل گشته است بهر قدریکه باقی حق راهن در آن جائداد بوده است او مجاز رهن کردن میباشد این امر فی الاصل است مگر ظاهر است هرگاه یک جائداد رهن گردد و در آن تعداد زر رهن مندرج باشد راهن از رهن بجائی دیگر ممنوع بوده است اگر راهن ثانی نالش کند و آن نالش بابت زر باشد ضرورت مدعاعلیه کردن مرتهن اول نمی باشد و در آن نالش اگر فیصله بحق مرتهن ثانی گردد از آن جائداد ببراج کنانیده گیرد خواه زر رهن مرتهن اول خود بدهد یا آنکه دیگری خرید کند هرگاه دیگری خریدار آن گردید وقت انفکاک رهن بر او لازم است زر رهن یافتنی مرتهن اول ادا کند و اگر بادعوی زر رهن دعوی قبضه یابی جائداد هم مخلوط باشد در آن شکل مدعاعلیه کردن آنکس تابع گو مرتهن اول باشد . ضرور در آن دعوی وقت فیصله تصفیه این امر هم ضرور داشته شود که استحقاق مقابضت مرتهن اول که حالا هم قابض است حاصل است یا نه اگر معلوم شود که استحقاق مقابضت به مرتهن اول حاصل است پس مرتهن دوم تا ادا کردن زر رهن مرتهن اول استحقاق قبضه یابی نخواهد داشت اگر برو راضی شود آن زر به مرتهن اول از مرتهن ثانی دهانیده در فیصله تجویز قبضه یابی تحریر کرده شود و اگر او زر رهن به مرتهن اول ندهد هرگز مستحق قبضه شمار نخواهد شد . زیرا که

و ہمان حیثیت می تواند شد که راہن بوقت رہن ثانی حائل بود درین باب وعدہ قبضہ دہی راہن کافی متصور نخواہد باشد و اگر بطور مشترکین بدیگر قرضخواہان دادہ شود ہم شکلے درست نتواند است یعنی اگر مستحقین مرتہنان دعوی کنند و یک ازاں قابض باشد و دیگراں غیر قابض در آں شکل جائداد مراج شدہ زر قابض تمام و کمال دادہ شود و باقی بطور مشترکین تقسیم نمودن مناسب است و اگر شخص قابض دعوی کند باسم جائداد و بطلان بیع امر که رہن است خرج ساختہ شود تا خریدار مراج ہرگاہ زر رہن مرتہنان غیر قابض ادا کند قابض تواند شد زیرا که خریدار را استحقاق مالکانہ ایں حال گردید استحقاق مالک نیز بود که زر مرتہنان ادا کند و ایں شکلے است که جائداد بقبضہ مرتہن ثانی باشد و اگر جائداد خود بقبضہ مالک است زرثمن آں مراج بایں مرتہنان بطور مشترکین دادہ شود ۔

اس گشتی سے رہن اور رہن بلا قبض جائز ہے اور مقدمات بیعبات و مراج جائداد مرہونہ و انفکاک رہن تو یہاں عام طور پر دائر ہوتے ہیں اور انکے جواز کیلئے کسی سند کے تذکرہ کی ضرورت نہیں جب یہ صورت ہے تو مقدمات بیعبات و مراج جائداد مرہونہ و انفکاک رہن کیلئے اور تصفیہ نزاعات رہن و زر رہن کے واسطے تفصیلی ضابطہ کی بیحد ضرورت ہے اور وہ ضرورت باب (۳۶) سے بخوبی رفع ہو سکتی ہے ۔

(۳۷) ہم نے باب (۳۷) میں بہ ابتدائے دفعہ (۵۰۵) لغایت دفعہ (۵۱۱) نالش تحویلدار بغرض تصفیہ بین المتنازعین کے ضوابط منضبط کئے ہیں جنکا ملک سرکار عالی میں نافذ ہونا مناسب ہے ۔ یہ ضوابط گشتی نشان (۲) ۱۳۰۲ف میں موجود نہ تھے ۔

(۳۸) ہم نے باب (۴۱) یعنی دفعہ (۵۶۲) میں اون جائدادوں کی حفاظت اور انتظام کیلئے نالش دائر کرنیکے قواعد درج کردئے ہیں جو بغرض خیرات عام یا امور مذہبی وقف یا امانت ہوں ۔ اور چونکہ اس ملک میں ایسی جائدادیں زیادہ تر بے انتظامی کی حالت میں ہیں اس لئے ان قواعد سے بہت کچھ

فائدہ اور اصلاح کی امید ہوسکتی ہے ۔

(۳۹) ہم نے دفعہ (۵۶۳) کے حصہ (۲) میں یہ قاعدہ صاف طور پر درج کردیا ہے کہ اکطرفہ ڈگری کا مرافعہ ہوسکیگا ۔ اگرچہ ہماری ملک کی عدالتوں میں یہ عملدرآمد ہے ۔ اکطرفہ ڈگریوں کا مرافعہ کیا جاتا ہے اور سماعت ہوتا ہے مگر صاف طور پر گشتی نشان (۲) ۳۰۲ع میں اسکا ذکر نہ تھا ۔ اس دفعہ کے فقرہ (۳) میں یہ قاعدہ قائم کردیا ہے کہ جو ڈگری برضامندی فریقین صادر ہو اسکا مرافعہ نہ ہوسکیگا اور ہماری رائے میں صراحتاً اس قاعدہ کا قائم کردینا ضروری تھا ۔

(۴۰) ہم نے دفعہ (۵۶۴) میں یہ قاعدہ درج کیا ہے کہ جو شخص ابتدائی ڈگری سے ناراض ہو اوسکو ابتدائے ڈگری کا مرافعہ کرلینا چاہئے ۔ ورنہ اوس مرافعہ میں جو قطعی ڈگری کی ناراضی سے ہوگا ابتدائے ڈگری کے متعلق کوئی عذر سماعت نہ کیا جائیگا ۔

اس میں یہ مصلحت ہے کہ اگر ابتدائی ڈگری قابل اصلاح ہے تو ابتدائی ڈگری کی فوراً اصلاح کرلیجائے گی ورنہ اگر ابتدائی ڈگری کی بنا پر طول وطویل کارروائی ہوکر قطعی ڈگری صادر کی جائے اور قطعی ڈگری کے مرافعہ میں ابتدائی ڈگری کی صحت پر اعتراض سماعت کیا جائے اور ابتدائی ڈگری کی غلطی کیوجہ سے تمام کارروائی کالعدم کردیجائے تو اسمیں وقت اور روپیہ کا نقصان ہوگا ۔

(۴۱) ہم نے دفعہ (۵۶۶) میں یہ مشہور قاعدہ درج کردیا ہے کہ بلا اجازت عدالت مرافعہ وہ عذر پیش نہ کرسکیگا جو اوسکی عرضی مرافعہ میں درج نہ ہوگی ۔ اس قاعدہ پر ہماری عدالتوں میں مدتوں سے عملدرآمد ہے مگر یہ قاعدہ گشتی نشان (۲) ۱۳۰۲ع میں موجود نہیں ہے ۔

(۴۲) ہم نے دفعہ (۵۷۲) میں اون احکام کے التوائے تعمیل کے قواعد وضع کردئے ہیں جو بغیۂ تعمیل صادر ہوتے ہیں اور اونکا مرافعہ کیا جاتا ہے ۔

(۴۳) ہم نے دفعہ ۵۸۶ فقرہ (۱) میں مرافعہ عکسی کے پیش کرنے کیلئے ایکماہ کی مدت قرار دی ہے

جو اطلاع عامہ کی تعمیل سے شروع ہوگی اور اوس میں کسیطرح کی دقت کے پیدا ہونیکا احتمال نہیں ہے۔

کشتی نشان (۲) سنہ ۱۹۰۳ء کی دفعہ (۲۷۲) میں یہ حکم تھا کہ اصل مرافعہ کی تاریخ سماعت اول دو ہفتہ پہلے مرافعہ عکسی ہونا چاہیے آئیں یہ مشکل تھی کہ بعض وقت سماعت اول کو دو ہفتہ پہلے اطلاع عامہ کی تعمیل ہی نہ ہوتی تھی اور جس وقت اطلاع عامہ کی تعمیل ہوتی تھی اوس وقت دو ہفتہ باقی نہ رہتے تھے اس دفعہ کے فقرہ (۳) میں یہ قاعدہ مندرج ہے کہ اگر درخواست مرافعہ عکسی کیساتھ فریق ثانی یا اوسکے وکیل کی تحریری رسید داخل نہ ہو تو مرافعہ عکسی کی نقل عدالت کے ذریعہ سے فریق ثانی کے پاس بھیجی جائیگی چونکہ بعض صورتوں میں فریق ثانی یا اوسکے وکیل کی رسید کا ملنا مشکل ہوجاتا تھا اسلئے اس قاعدہ کا قائم کرنا مناسب سمجھا گیا کشتی نشان (۲) سنہ ۱۹۰۳ء میں یہ قاعدہ موجود تھا

چونکہ اس امر میں اختلاف تھا کہ اگر مرافعہ اصلی واپس ہو یا عدم حاضری میں خارج ہوجائے تو مرافعہ عکسی سماعت ہوسکتا ہے یا نہیں اسلئے اس دفعہ کے فقرہ (۴) میں یہ صاف کردیا ہے کہ ایسی صورتوں میں بھی مرافعہ عکسی مسموع اور روئیداد پر فیصل ہوسکیگا۔

اسی دفعہ کے فقرہ (۵) میں ہم نے یہ قاعدہ صاف طور پر درج کردیا ہے کہ مرافعہ صیغہ مفلسی کے احکام مرافعہ عکسی سے بھی متعلق ہوں گے۔ تاکہ کسی قسم کا شبہ باقی نہ رہے۔

(۴۴) ہم نے دفعہ (۵۸۷) میں یہ قاعدہ صاف طور پر درج کردیا ہے کہ اگر مقدمہ کسی امر یا امور تنقیحی کے فیصلہ کے لئے واپس بھیجا جائے تو اگر اوس مقدمہ کی ابتدائی تحقیقات میں کوئی شہادت قلمبند ہوئی ہو تو وہ شہادت بتابعت اعتراضات جائزہ تحقیقات میں استعمال کیجاسکیگی جو مقدمہ کی واپسی کے بعد عمل میں آئے۔

(۴۵) ہم نے دفعہ (۵۹۷) میں جو جدید قاعدہ قائم کیا ہے اسکے لحاظ سے عدالت مرافعہ مجاز ہوگی کہ ڈگری زیر مرافعہ کو ان وجوہ کی بناء پر جو بعد صدور ڈگری زیر مرافعہ پیدا ہوئے ہوں تبدیل کرے

(۴۶) ہم نے دفعہ (۶۰۳) میں یہ نیا قاعدہ منضبط کیا ہے کہ بصورت مرافعہ ثانیہ عدالت کو اختیار

ہوگا کہ بلا طلبی مرافعہ علیہ صرف مرافع یا اسکے وکیل کی بحث سماعت کرنیکے بعد مرافعہ خارج کر دے۔ اس قاعدہ کی قائم ہونے سے تصفیہ خصومات میں اسطرح کی آسانی متصور ہے۔

(۴۷) ہم نے باب (۴۴) میں ابتدائے دفعہ (۶۰۵) لغایۃ دفعہ (۶۰۹) احکام کے مرافعہ کے قواعد درج کردئے ہیں۔ یہاں احکام متفرق کیلئے گشتی نشان (۲) ۱۳۴۲ف تا ندکھی جواب منسوخ ہوجائیگی۔ ہمکو یہ مناسب معلوم ہوا کہ ضروری تغیر و تبدل کے بعد قواعد مرافعہ احکام ضابطہ دیوانی ہی میں شامل کردی جائیں

(۴۸) ہمنے دفعہ (۶۰۶) میں یہ ضابطہ مقرر کردیا ہے کہ کوئی کسی حکم کا مرافعہ متفرق نہ ہوسکتا ہو یا نہ کیا گیا ہو لیکن ڈگری کے مرافعہ میں اس حکم کے متعلق اگر وہ موثر مقدمہ ہو اعتراض ہوسکیگا لیکن حکم واپسی مقدمہ جسکا مرافعہ حسب ضمن (۲۹) دفعہ (۶۰۵) ہوسکتا ہے۔ اگر اوسکا مرافعہ نہ کیا گیا ہو تو ڈگری کے مرافعہ میں اس حکم کے متعلق عذر نہیں ہوسکتا۔ خاص طور پر حکم واپسی مقدمہ کے متعلق یہ قید اس لئے ہے کہ اگر ایسے حکم واپسی مقدمہ کی تعمیل ہوجائے تو غلط ہو اور تمام شہادت لینے کے بعد مقدمہ فیصل کردیا جائے۔ اور مرافعہ میں حکم واپسی مقدمہ کے متعلق اعتراض کی سماعت ہوکے حکم مذکور اور ڈگری منسوخ کیجائے تو اوسمیں بے انتہا طوالت ہوگی اور وقت اور روپیہ رائیگاں جائیگا۔

ہم یہ تذکرہ بھی ضروری خیال کرتے ہیں کہ گشتی نشان (۲) ۱۳۰۲ف کے موجب احکام صیغہ اجراء ڈگری کا متفرق مرافعہ ہوا کرتا تھا لیکن اب دفعہ (۶۰۵) کے موجب متفرق مرافعہ نہ ہوسکیگا۔ بلکہ احکام اجراء ڈگری تحت دفعہ (۶۶۱) مجموعہ ہذا کا مرافعہ ڈگری کا مرافعہ سمجھا جائیگا۔ اور ڈگری کی مرافعہ کی طور پر دائر ہوا کریگا صرف کورٹ فیس میں رعایت کی ضرورت ہوگی۔ ہم کو امید ہے کہ جسطرح برٹش انڈیا میں ایسی مرافعوں کیلئے کورٹ فیس کم کردیگئی ہے اوسیطرح یہاں بھی حسب دفعہ (۳۰) قانون رسوم عدالت نشان (۳) ۱۳۰۲ف کورٹ فیس کم کرکے ایسے مرافعوں کے واسطے جو تجویز زیر دفعہ (۲۶۱) کی ناراضی سے دائر ہوں ہائیکورٹ کیواسطے (عہ) اور دیگر عدالتوں کیواسطے (۸ر) مقرر فرمائے جائینگے۔

(۴۹) ہم نے دفعہ (۶۱۹) میں تجویز ثانی کے ضابطہ کے متعلق فقرہ مندرجہ ذیل اضافہ کرکے ایک حد تک توسیع مناسب خیال کی ہے ایکٹ نشان (۱۰) بابت ۱۸۷۷ء میں یہ فقرہ نہ تھا (ج۔ یا کوئی اور کافی وجہ ہو)

(۵۰) ہم نے دفعہ (۶۲۹) کا یہ قاعدہ قائم کردیا ہے کہ نامنظوری درخواست تجویز ثانی کا مرافعہ نہ ہوسکیگا۔ صرف منظوری درخواست تجویز ثانی کا مرافعہ خاص صورتوں میں ہوسکیگا۔ ایکٹ نشان (۱۰) ۱۸۷۷ء کی رو سے منظوری و نامنظوری درخواست دونوں کا مرافعہ ہوتا تھا۔

(۵۱) ہم نے حسب مذکورہ دفعہ (۶۴۳) اس ضابطہ میں ضمیمہ چہارم شریک کیا ہے جسمیں عرائض دعاوی و جواب دعاوی حکمناموں طلبناموں اور روبکاروں بیانات حلفی اشتہاروں بند سوالات اور جواب بند سوالات اور ڈگریوں اور احکام امتناعی نوٹسوں و اقرارناموں ضمانتناموں مرافعوں اور رجسٹروں اور دیگر ضروری کاغذوں کے نمونہ موجود ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ ان نمونوں سے بہت مدد ملیگی۔

(۵۲) ہم نے دفعہ (۶۳۳) میں وہ صورتیں بتادی ہیں جن صورتوں میں مدیون تعمیل ڈگری میں گرفتار نہ ہوسکیگا۔

(۵۳) ہم نے دفعہ (۶۳۶) میں یہ حکم درج کیا ہے کہ جو ضابطہ مقدمات کیلئے ہے وہ جہاں تک ممکن ہو متفرق کارروائی سے بھی متعلق ہوگا۔ اس قاعدہ سے ان الجھنوں اور دقتوں کے رفع ہوجانیکی امید ہے جو متفرق کارروائیوں کیلئے ایکٹ نشان (۱۰) ۱۸۷۷ء میں کسی ضابطہ کے موجود نہ ہونے سے پیدا ہوتی تھیں۔

(۵۴) دفعہ (۶۳۷) میں ایک اہم اور ضروری قاعدہ درج کیا گیا ہے جس سے ڈگری تعمیل شدہ کے منسوخ یا ترمیم ہونیکی صورت میں اوس شخص کو جائداد واپس دلائیجائیگی جس سے کہ لیگئی ہو اور اوسکی وہی حالت کردیجائیگی جو ڈگری منسوخ شدہ کی تعمیل کے پہلے تھی یا ایسی حالت کردیجائیگی جو اوسوقت ہوتی جب ابتدا ڈگری ایسی صادر ہوتی جیسے ترمیم کے بعد ہوگئی ہے۔

(۵۵) دفعہ (۶۴۳) میں وہ قواعد درج ہیں جنکے موجب ضامن کے مقابلہ میں ڈگری کی تعمیل ہو سکیگی۔

(۵۶) دفعہ ۶۴۳ میں مجانب یا بمقابلہ کسی شخص کے کارروائی کرنیکا قاعدہ بیان کیا گیا ہے جو کسی اور شخص کے ذریعہ سے دعویدار ہو۔

(۵۷) دفعہ (۶۴۱) میں یہ قاعدہ درج کیا گیا ہے کہ جب کسی فعل کیلئے عدالت نے کوئی مدت مقرر یا عطا کی ہو تو عدالت اوس مدت کے ختم ہونیکے بعد بھی توسیع کر سکتی ہے۔ اس قاعدہ سے بعض پیچیدہ بحثوں کا خاتمہ ہو جائیگا۔ جو عدالتوں میں پیدا ہوا کرتی ہیں۔

(۵۸) دفعہ (۶۴۲) میں یہ قاعدہ درج کیا گیا ہے کہ اگر رسوم عدالت کلاً یا جزواً ادا کیگئی ہو تو عدالت رسوم مذکورہ کے ادا کرنے کی اجازت دے سکیگی۔ اور اوس صورت میں سمجھا جائیگا کہ گویا رسوم عدالت اوسیوقت ادا ہو چکی ہے جس وقت اوسکو ادا ہونا چاہیئے تھا۔ اس سے بے انتہا آسانی ہو جائیگی۔ اور وہ نقصانات جو ٹھیک وقت پر رسوم عدالت کے ادا نہونے سے فریق مقدمہ کو پہونچتے تھے اکثر صورتوں میں نہ پہونچینگے۔

(۵۹) دفعہ (۶۴۴) میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس مجموعہ کے احکام سے عدالت کے وہ اصلی اختیارات متاثر نہ ہونگے جو اوسکو انصاف کی اغراض کیلئے احکام جاری کرنیکے متعلق حاصل ہیں۔ اس سے یہ فائدہ ہے کہ جہاں کہ قاعدہ صاف نہو وہاں عدالت اصولاً بلحاظ ضرورت اغراض معدلت اپنی صوابدید کے بموجب عمل کر سکیگی۔

(۶۰) دفعہ (۶۴۵ و ۶۴۶) میں وہ قواعد منضبط کیگئے ہیں جنکے بموجب فیصلہ ڈگری یا حکم میں لفظی حسابی یا اتفاقی غلطی کی تصحیح اور کارروائی کے نقص یا غلطی کے رفع کرنیکے لئے ضروری ترمیمات ہو سکینگی۔

(۶۱) بعد ترمیم کے جو مسودہ قائم رہتا ہے اوسکا ایک قطعہ اسکے ساتھ منسلک ہے ہماری رائے میں مناسب ہوگا کہ یہ مسودہ جریدہ اعلامیہ میں شایع ہونیکے بعد بحالت موجودہ منظوری اور نفاذ کے لائق قرار دیا جائے دستخط

[illegible]

فصل پنجم

قانون عام (پبلک لا)
متعلق
حقوق عام

تمہید۔ اس فصل پنجم میں حصۂ دوم کی ابتدائی تمہید کے بموجب قانون عام (پبلک لا) متعلق حقوق عام جسکی تعریف مجموعہ ہذا کے حصۂ اول فصل سوم (ج) باب پنجم دفعہ (۴۶) میں اسطرح کی جاچکی ہے کہ حقوق عام وہ حقوق ہیں جو مابین ریاست و رعایا کے قائم ہیں اور جو ریاست کے فائدہ کیلئے مقرر کئے گئے ہیں۔ اس لئے یہ حقوق بذریعہ معاہدات تبدیل نہیں ہوسکتے اور انھیں حقوق میں قوانین امور ملکی و جرائم و قوانین متعلقہ ضابطہ فوجداری و دیوانی شامل ہیں جو ایک قوم کیلئے بحیثیت گروہ اشخاص کے جس سے ایک جداگانہ جماعت قائم ہوئی ہو ضروری ہیں جن حقوق کو عام طور پر مشتہر کرنیکی اسوجہ ضرورت ہے کہ سوسائٹی کی حالت باضابطہ قرار پائے۔ اور فصل دوم باب چہارم دفعہ (۳۷) ضمن (۲) میں بالوضاحت اون قوانین اعظم کا اظہار کردیا گیا ہے جنکو اس قانون عام سے تعلق ہے بلحاظ اکے اون قوانین اعظم کے علحدہ علحدہ تین حصص قرار دی جاکر اون تین قوانین اعظم کا بیان اونکے متعلقہ قوانین اہم کے ساتھ حسب ترتیب ذیل کیا جاتا ہے۔

قانون نشان (۴) قانون آئینی (اصلی و اضافی)

قانون نشان (۵) قانون انتظامی (اصلی و اضافی)

قانون نشان (۶) قانون فوجداری (اصلی تعزیرات) (اضافی ضابطۂ فوجداری)

باب بست و سوم

مراتب ابتدائی

قانون عام کے اجزا قول سرٹرنگس[1]

دفعہ ۳۲۱ قانون عام کے لفظ سے روما کے مقننوں کا منشا اوس قانون سے تھا جو سلطنت روما کے انتظامات و ضروریات سے متعلق تھا بخلاف اوس قانون کے جو اشخاص منفرد کی آسایش سے متعلق ہے۔ قانون عام کے حلقہ میں مذہب اور پیشوایان دین اور احکام عدالت داخل تھے بلحاظ اسکے ہر ریاست میں حسب ذیل تین اقسام کے اختیارات داخل ہیں۔

(۱) اختیارات وضع قوانین۔ (۲) اختیارات عاملانہ

(۳) اختیارات عدالتی۔ قانون عام پر بھی اسی تقسیم کے لحاظ سے غور کیا جا سکتا ہے

قول پروفیسر ہالینڈ[2] قانون مختص بالاشخاص کی تقسیم اصولی و ضمنی جن امتیازات کی بنا پر کیگئی ہے وہی امتیازات قانون عام پر بھی حاوی ہیں۔ دونوں میں ہم اس امر کا سراغ لگا سکتے ہیں۔ کہ

الف۔ (۱) کچھ تو اصلی وصول ہیں جنکا مقصد رفاہ عام ہے۔ اور

(۲) کچھ اضافی قواعد ہیں جو ان اصولوں کی تحفظ اور تعمیل کی غرض سے منضبط کیے گئے ہیں

اسی طرح دونوں قانونوں میں۔

ب۔ (۱) حقوق معتدل (۲) حقوق غیر معتدل } کا فرق صاف پایا جاتا ہے

ج۔ (۱) حقوق متقدم (۲) حقوق چارہ جوئی }

---

[1] ترجمۂ اصول قانون سرٹرنگس صفحہ (۶۲۳)

[2] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۳۱۱)

د - جسطرح قانون مختص بالاشخاص میں (۱) حقوق بالتعمیم (۲) حقوق بالتخصیص صاف طور پر الگ الگ نظر آتے ہیں۔ اسیطرح قانون عام میں بھی حقوق کی یہ دونوں قسمیں جدا جدا پائی جاتی ہیں۔ **لیکن**

ھ[1] قانون عام کے اجزا کا باہمی تعلق ہنوز تصفیہ طلب ہے مقنین روما نے کبھی اس مسئلہ پر اپنی توجہ صرف نہیں کی اور زمانہ حال میں **یوروپین** مقنین روما نے اس بحث کو اپنا موضوع قرار دیا ہے تو اختلاف اور عدم تناسب کیا تھا۔

درحقیقت یہ مضمون ہی ایسا ہے کہ اسکی باقاعدہ توضیح بہت ہی دقت طلب ہے اگر ان مباحث کی ترتیب اس طریقہ تقسیم کی مطابق قائم کیجائے۔ جو قانون مختص بالاشخاص میں اختیار کیا گیا ہے تو حقوق **متقدم** کو حسب ذیل تین قوانین میں ڈھونڈنا پڑیگا۔

(۱) **قانون** دستوری یا **آئینی** (۲) **قانون انتظامی**
(۳) **قانون فوجداری** قانون انتقالی کا سراغ زیادہ تر ضابطہ فوجداری میں لگانا پڑیگا۔ **اور** قانون غیر معتدل کا بڑا حصہ قانون آئینی و فوجداری میں ملیگا۔

توضیح[2] (۱) وضع قوانین اور حکومت عادلانہ پر زیادہ موزونیت کیساتھ قانون آئینی کے ان ابواب میں بحث کیجاسکتی ہے جنھیں وضع قانون اور فرمانروائے ریاست یعنے شاہی طاقت سے تعلق ہے

(۲) دادگستری کے قواعد۔

(۱) جس حد تک کہ انھیں عدالتوں کے قیام سے تعلق ہے قانون آئینی کے ذیل میں ہیں۔ اور
(۲) جس حد تک کہ وہ ضابطہ دیوانی پر محتوی ہیں قانون مختص بالاشخاص انتقالی کے ذیل میں ہیں اور
(۳) جس حد تک کہ جرائم اور ضابطہ فوجداری پر ان کا اطلاق ہوتا ہے۔

[1] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۳۱۳) [2] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۳۱۹)

قانون فوجداری۔ اصلی واضافی۔ یعنے مجموعہ تعزیرات قانون اصلی۔ اور
ضابطہ فوجداری قانون اضافی۔ کے ذیل میں تلاش کئے جانا چاہیئے۔

قانون آئینی

قانون نشان (۱۰)

تمہید۔ قانون آئینی میں حدود ریاست و دستور العمل تخت نشینی و اختیارات شاہی و قیام و اختیارات
اکزیکٹیو کونسل (مجلس انتظامی)، لیجسلیٹیو کونسل (مجلس وضع قوانین) و وزرائے دولت و عہدہ داران
ریاست اور اُن کی ذمہ داریاں اور اُن میں ہر ایک کا عہدۂ عمل نیز سرکاری دفاتر اور اون کی تنظیم اور
فوجکی بھرتی اور نگہداشت وغیرہ وغیرہ داخل ہیں جسکا بیان حسب ذیل کیا جاتا ہے۔

باب بست وچہارم

قانون دستوری یا آئینی

دفعہ ۳۲۲ قانون دستوری یا آئینی۔ قول پروفیسر ہالینڈ[۱] ریاست کی شاہانہ طاقت
اس امر کی مستلزم ہے کہ اس طاقت کے اجزائے ترکیبی کو معرض بحث میں لایا جائے۔

(۱) وضع قوانین۔ (۲) انتظام مملکت۔

(۳) معدلت گستری۔ کے مناصب سہ گانہ کا باہمی فرق تو ارسطو کے وقت سے چلا آتا ہے لیکن
اس امر کی اہمیت کے جتلانیکا شرف **مانٹیگیو** ہی کو حاصل ہوا کہ ان تینوں فرائض کی انجام دہی انتخاص
کی جدا جدا جماعتوں سے متعلق ہے۔

---

[۱] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۳۱۵)

ان تمام مسائل کے متعلق قانون الٰہی نے نہایت وضاحت وتفصیل سے کام لیا ہے۔ قانون مذکور

(۱) شخصی حکومتوں میں فرماں روا کی تخت نشینی کی ترتیب یا جمہوری حکومتوں میں پریزیڈنٹ کے طریقۂ انتخاب کا تعین کرتا ہے۔

(۲) طاقت انتظامی کے دوام وتسلسل کیلئے راہیں نکالتا ہے۔

(۳) بادشاہ یا عدالت کے دوسرے ناظم اعلی کے حقوق خاص کی تشریح کرتا ہے۔

(۴) کونسل آف اسٹیٹ (مجلس شوریٰ) اور اسمبلی (مجلس انتظامی کی منزل عالی) (اپر ہاؤس) (منزل سافل (لوئر ہاؤس) کے ارکان ترکیبی کو جبکہ مجلس انتظامی اسطور پر منقسم ہو۔ حیز انضباط میں لاتا ہے۔

(۵) اعضائے منزل عالی کے طریقۂ حصول رکنیت کو یعنی اس امر کو منضبط کرتا ہے کہ آیا رکنیت بذریعہ جانشینی حاصل ہوتی ہے۔ یا بذریعہ نامزد ہونے کے یا بذریعہ انتخاب یا از روے میعاد عہدہ

(۶) ہاؤس آف ریپریزینٹیٹوز (بیت الوکلاء) کے اراکین کے طریقۂ انتخاب۔ اور اجتماعی حیثیت سے مجلس انتظامی اور اوسکے اعضاء کے حقوق خاص کے متعلق ایک ضابطہ تیار کرتا ہے

(۷) مجلس آئین وقوانین کو خاص خاص قواعد کا پابند بناتا ہے۔

(۸) وزرائے دولت اور اونکی ذمہ داری اور اون میں سے ہر ایک کے حد عمل سرکاری دفاتر اونکی تنظیم

(۹) ریاست کے افواج اور اونکی نگہداشت اور اون کے بھرتی کیلئے جانے کے طریقے۔

(۱۰) درصورت کسی تعلق کے ہونیکے ریاست اور چرچ (کلیسا) کے باہمی تعلق۔

(۱۱) ججان عدالت اور اون کے اختیارات مختصہ اور اون کے اوس اقتدار کو (بشرطیکہ ایسا کوئی اقتدار اونھیں حاصل ہو۔) معرض بحث میں لاتا ہے۔ جسکی رو سے وہ کسی غیر شاہی جماعت وضع قوانین کے افعال کو غیر آئینی قرار دے سکتے ہیں۔

(۱۲) لوکل سلف گورنمنٹ کو اور اون تعلقات کو جو ملک فاتح اور اوسکی نوآبادیوں اور مقبوضات کے درمیان ہوں اپنا مبحث قرار دیتا ہے۔

(۱۳) روئے زمین کے اون مقامات کو بیان کرتا ہے جو ریاست کے حدود فرمانروائی کے اندر ہوں اور

(۱۴) اون اشخاص کی تعریف کرتا ہے جن پر ریاست کو اختیار حاصل ہے۔

(۱۵) اس لحاظ سے قانون آئینی اون قواعد پر مشتمل ہے جنکی غرض قومیت کا تحقق اور مستقل سکونت کے ذریعہ سے نئی قومیت کے حقوق کے حصول کا انضباط ہے۔ اسکے سوائے

(۱۶) قانون آئینی اون حقوق کی توضیح کرتا ہے جو ریاست کو اپنی رعایا پر اس اعتبار سے حاصل ہیں کہ وہ انھیں فوجی خدمت پر مجبور کر سکے یا اس امر کا مستوجب قرار دے سکے کہ وہ جوری کی خدمات بجالائیں۔ وقس علی ہذا۔

توضیح۔ لیکن اسکے ساتھ ہی قانون مذکور رعایا کے اون حقوق کی بھی توضیح کرتا ہے جنکی روسے ریاست پر یہ فرض عائد ہو جاتا ہے۔ کہ اونکی مدد اور حفاظت کرے۔ نیز رعایا کی اوس محدود جماعت کے حقوق کا بھی ذکر کرتا ہے۔ جسکو سرکاری عہدوں کے حاصل کرنے یا قومی مجلس یا پارلیمنٹ کیلئے اپنے وکلاء کے انتخاب کرنے کے پورے حقوق حاصل ہیں۔

استثناء۔ منجملہ اون اسباب کے جو رعایا کی کسی فرد کو مدنی حقوق سے مستفید ہونیکے ناقابل قرار دینے کا باعث ہو سکتے ہیں۔ حسب ذیل ہیں۔

(۱) نابالغی   (۲) بدردیگی   (۳) ارتداد

(۴) رنگ یا قومیت   (۵) خانہ بدوشی   (۶) آمدنی کا ناکافی ہونا

(۷) ذکور یا اناث کی جنس سے ہونا بھی حقوق مذکور پر اثر ڈال سکتا ہے۔ کیونکہ اگرچہ آجکل کے خیالات کا رجحان اسطرف ہے کہ عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق ملنا چاہئے۔ یہ بھی ایک گروہ

ایسے اشخاص کا موجود ہے جو یہ کہتا ہے کہ امور سیاسیہ میں صرف مرشدوں ہی کو دخل دینا چاہیئے ۔

حکومت اسلامیہ کا ابتدائی تدریجی نشوونما از نواب ذوالقدر جنگ بہادر رکن ابتدائی

دفعہ ۳۲۳ درس ہمارے زمانہ میں جو حیرت انگیز ترقی دنیا نے اقوام انصار کی رہنمائی سے کی ہے ۔ تمام نامور اور منصف محققین فن تاریخ نے مان لیا ہے کہ اس کی ابتدائی بنیاد کے رکھنے والے عرب تھے جو تیرہ سو برس قبل جہل و نفاق میں اپنی آپ نظیر سمجھے جاتے تھے لیکن باوجود وحشیانہ زندگی کے کوئی مذہب اسلام کا یہ حیرت انگیز معجزہ دیکھیے کہ سو برس کے اندر ہی یہ بھوکی ننگی بادیہ نشین قوم اپنی فتوحات طرز حکمرانی عدل و انصاف کے مراعات ۔ قواعد و قوانین کی ترتیب علوم و فنون کی ترویج میں سرتاج اقوام عالم بن گئی اور اپنے لازوال کارناموں سے ساری دنیا کو متحیر کر دیا ۔ اپنی فتح و نصرت کا نشان شام اور روم کے بلند اور مستحکم قلعوں اور افریقہ ۔ اطالیہ ۔ اندلس کے اونچے میناروں پر گاڑ دیا ۔ بحر ظلمات (اٹلانٹک) سے دریائے جیحوں تک اپنی فتوحات پہنچا دیں ۔ فارس کے آتشکدے ٹھنڈے کرتے ہوئے ہندوستان میں لب گنگا تک گھس آئے اس فتحمند قوم کی عظیم الشان ملک گیری کا ذکر کرتے ہوئے **گبن** لکھتا ہے کہ اگر (چارلس مارٹل) مسلمانوں کو وسط فرانس میں نہ روکتا اور (سوبی) اسکی حمایت میں قلعہ **ویانا** کی آہن نما دیواریں حائل نہ ہوتیں تو آج پیرس روما ۔ لندن میں بجائے انجیل کے قرآن خوانی کی صدا بلند ہوتی ۔ پس جب ملکی فتوحات کا زمانہ ختم ہوا اور مسلمانوں کو کاروبار مملکت اور اس کے قیام و استحکام کیطرف متوجہ ہونا پڑا تو ان کو اصول حکمرانی کی تلاش کی ضرورت محسوس ہوئی **ابن خلدون** لکھتا ہے کہ خلافت راشدہ کے زمانہ کے بعد جو تیس برس سے زیادہ نہ تھا ۔ اسلام میں سلطنت کے رنگ ڈھنگ شروع ہوئے اور مثل اپنے ہمسایہ بادشاہوں کے القاب و مراتب حکومت کے مقرر کیے گئے ۔ اس جدید انتظام

سلہ انجمن ارباب اردو سرنگر حیدرآباد دکن کا ماہوار علمی رسالہ تحفہ نمبر (۱) بابتہ ماہ محرم ۱۳۴۳ھ صفحہ (۱۵)

کے آغاز سے بہت روز تک حکومت کا تمام کاروبار حسب ذیل چار قسموں پر منقسم رہا -

(۱) لشکر - ہتھیار اور سامان جنگ ملک کی حفاظت اور دارو گیر کے ذرائع

(۲) اجرائی احکام کے طریقے جو ملازمین اور صوبوں پر ہوتے تھے -

(۳) اخراجات مملکت اور تحصیل خراج کا طریقہ (۴) اہل جماعت کی امداد اور حفاظت

خلفائے راشدین کے زمانہ میں ملکی انتظام میں وہی سادگی رہی جو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تھی - تمام سرداران قبائل عرب اپنے اپنے قبیلہ کی حمایت و حفاظت اور اندرونی انتظام کے ذمہ دار تھے - لیکن چونکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں - ایران - عراق اور روم - فتح ہو چکے تھے - اور ان دور دراز صوبوں میں مستقل طور پر فوجیں قائم کرنے کی ضرورت تھی حضرت عمر رضہ نے فارس کی تقلید میں ایک دیوان[1] قائم فرمایا - اور سب کے اتفاق سے عقیل بن ابی طالب - مخرمہ - ابن نوفل - اور جبیر ابن مطعم جو کار تحریر سے واقف تھے اسکام پر مامور ہوئے اور انھوں نے ایک دفتر مرتب کیا مگر اس دیوان کا تعلق جو ۲۰ھ ہجری میں قائم ہوا تھا صرف فوج کی ترتیب اور انتظام سے تھا - اس دفتر میں بکمال احتیاط درجہ بدرجہ افسر و سپاہی سبکے نام درج ہوتے تھے - کچھ عرصہ کے بعد انتظامی سہولت اور عراق و شام کی خاطر اس دفتر کی زبان فارسی اور رومی کردی گئی تھی جب بنی امیہ نے خودمختارانہ حکومت کا بنیاد ڈالا تو عہدہ وزارت قائم ہوا - ابتدا میں وزیر کی حیثیت عرض بیگی سے زیادہ نہ تھی - لیکن جب حکومت کے کاروبار میں ترقی ہوتی گئی تو وزیر کے اقتدارات بھی بڑھتے گئے - اخیر خاندان امیہ کے زمانہ میں وزیر جملہ ملکی امور کے انتظام کا ذمہ دار کیا گیا - بعد ازاں عباسیوں

[1] دیوان لفظ فارسی ہے اور مکان کو کہتے ہیں لیکن اصطلاحاً اس دفتر کو کہنے لگے کہ جسکا تعلق جملہ ملازمین ریاست خراج کی تحصیل آمدنی اور خرچ حفاظت سلطنت لشکر کے انتظام درتنخواہ وغیرہ ہو لفظ (ہندوستان میں دیوان وزیر اعظم کو کہتے ہیں)

نے عہدۂ وزارت کو اتنا بڑھایا کہ وزیر تمام احکام کے حل و عقد میں بادشاہ کا نائب مانا جانے لگا۔ نہ صرف تمام احکام و فرمان اسکی مہر و دستخط سے جاری و نافذ ہوتے تھے۔ بلکہ غیر قوموں سے صلح و جنگ کا اختیار بھی اوسکو حاصل تھا۔ **ہارون رشید** کے زمانہ میں اس خدمت کو ایسی رونق ہوئی کہ جہاں بادشاہ کو خلیفہ اور امیرالمومنین کہتے تھے وزیر کو سلطان کہنے لگے۔ چنانچہ جعفر برمکی کا لقب (سلطان) مشہور تھا۔ حکومت عرب میں بادشاہ کو جب تک خلیفہ اور امیرالمومنین کہتے رہے۔ وزیر کا سلطان سے ملقب ہونا اون کی شان کے خلاف نہ تھا مگر شاہان عجم سلطنت ہی اور عربوں کو حکومت سے دست بردار ہونا پڑا خلافت کی رسمیں بھی مٹتی گئیں اور القاب امیر یا سلطان بادشاہ وقت کے واسطے مخصوص کیے گئے۔

ترکوں نے اپنے ابتدائی زمانہ میں خدمت وزارت کو دو قسموں میں تقسیم کیا تھا۔ وزیر کے سپرد صرف تحصیل خراج کا کام تھا۔ اور جس شخص کو امور سلطنت اور لشکر پر اختیار حاصل تھا اوس کو نائب کہتے تھے۔

اندلس میں انجام امور ملکی کیلئے چار وزراء کا دیوان مقرر تھا۔

(۱) وزیر صیغہ مال۔ جسکے متعلق تحصیل خراج و انتظام اخراجات تھا۔

(۲) وزیر صیغہ عدالت۔ انفصال مقدمات کا ذمہ دار تھا۔

(۳) وزیر ملکی۔ اسکے ذمہ احکام فرامین کی اجرائی تھی۔

(۴) وزیر امور متعلقہ حدود و دول خارجیہ اسکے سپرد سرحد کی حفاظت اور اقوام غیر سے خط و کتابت تھی۔

ان چاروں وزیروں اور بادشاہ کے درمیان پیام رسانی کیلئے ایک عہدہ دار مقرر ہوا جسکا

نام **حاجب** رکھا گیا۔ حاجب چوبدار کو کہتے ہیں۔ اوائل میں یہ محض عرض بیگی کے فرائض انجام دیتا تھا لیکن بادشاہ کی قربت کیوجہ سے اس خدمت کو بتدریج ایسا عروج ہوا کہ بالآخر اس کو وزیر اعظم یا صدر نشین دیوان وزراء کا مرتبہ عطا ہوا۔

مغلیہ نظم و نسق میں سامی، آرائی اثر۔ از جانب مولوی فاضل میر سعادت ملیخان صاحب۔ بی۔ اے عثمانیہ حیدرآبادی

دفعہ ۳۲۴

اس مضمون پر وضاحت سے بحث کرنیکے لئے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پہلے لفظ (سامی)، و (آریائی) کے مفہوم کی تشریح اور اسکا تجزیہ کردیا جائے۔ خصوصاً لفظ (سامی) ہی تعین طلب ہے۔ سامی سے ہماری مراد تمامی سامی اقوام نہیں ہے۔ کیونکہ اس صورت میں (بابلی (اشوری) عبرانی فنیقی۔ حبشی۔ اہل سبا آرامی۔ اور عرب سبھی آجائینگے۔ اور مغلیہ سلطنت پر یقیناً ان تمام اقوام کا باستثناء عرب شاید ہی کچھ اثر پڑا ہو بس سامی یا سامی اثرات سے ہماری مراد عربی اثرات ہوں گے۔ اور اس میں بھی خصوصاً عباسی اور ایک حد تک فاطمی خلافت کے اثرات سے بحث کیجائیگی۔ لیکن یہ یاد رہے کہ وہ عظیم الشان تمدن جو تاریخ عالم میں شاید موجودہ یورپی تمدن کے سوا نظیر نہیں رکھتا یعنے عباسی تمدن خواہ خالص عربی یا سامی تمدن نہیں ہے۔ بلکہ وہ سامی اور آریائی۔ عربی اور ایرانی تمدن ہے۔ یعنے ان دونوں اقوام کے خصوصیات علم و عمل کے میدان میں اونکی کوششوں کے جو نتائج مستنبط ہوے اون کے امتزاج سے عباسی تمدن پیدا ہوا اس لئے عباسی تمدن کو خالص سامی تمدن نہیں کہا جاسکتا اور ہندوستان کے مغلیہ حکمراں جو خصوصاً عباسی تمدن کی جوانی کے زمانہ میں ساری عالم پر صدیوں سے حاوی تھا۔ نقل آرائی ہیں اور اصول حکمت سے لیکر خدمتوں اور عہدوں کے نام تک اسی سے لیتے ہیں۔ ان کے

سلہ انجمن ارباب اردو سعرہ نگر حیدرآباد دکن کا ماہوار علمی رسالہ تحفہ نمبر (۲) بابتہ صفر ۱۳۴۳ھ صفحہ (۵۷)

نظم و نسق کو خالص سامی یا عربی اثرات کا نتیجہ نہیں کہہ سکتے لیکن چاہے ایران ۔ عباسی تمدن کا جزو اعظم ہی کیوں نہ ہو پھر بھی عربوں کا اثر عباسی تمدن میں بہت زیادہ تھا ۔ لہذا سامی اثرات سے ہم اس مضمون میں عباسی اثرات مراد لینگے ۔ علیٰ ہذا ۔

آریائی اثرات سے اس مضمون میں زیادہ تر ہندوستان کے آریائی اقوام کے اثرات اور ان کے تمدن کے اہم حصوں کی مغلیہ تمدن میں ترکیب ہی مراد ہوگی ۔ اور ان ایرانی آریائی اثرات سے قطع نظر کیجائیگی ۔ جو عباسی تمدن میں ایرانیوں کیوجہ پیدا ہوے ۔ اور یہ عباسی تمدن میں شامل سمجھا جائیگا مغلیہ شاہنشاہیت کے نظم و نسق پر سامی و آریائی اثرات کا اندازہ کرنیکے لئے حسب ذیل امور پر بحث کیجائیگی ۔

مغلیہ سلطنت کے اصول شاہنشاہ کا اقتدار وزراء مرتبت مملکت کے محکمے اعلیٰ عہدہ داروں کے فرائض ۔

چونکہ نظم و نسق میں یہی اجزا ہوتے ہیں لہذا ان میں سے اگر ہر ایک جزو کو علحدہ علحدہ کر لیا جائے اور اوسپر ان اثرات کا اندازہ کیا جائے کہ کس حد تک وہ سامی ہیں اور کہاں تک آریائی تو گویا کل نظم و نسق پر ان ہر دو اثرات کا ٹھیک ٹھیک اندازہ حاصل ہو جائیگا ۔ لیکن اسکے ہر جزو پر بحث کرنے سے پہلے تمہیداً یہ ظاہر کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مغلیہ نظم و نسق پر اگر ذرا بھی نظر غائر ڈالی جائے اور تاریخ اسلام یعنے عباسی تمدن کی واقفیت کیساتھ مغلیہ نظم و نسق کا مطالعہ کیا جائے تو آسانی سے معلوم ہو جائیگا کہ مغلیہ حکمرانوں نے اصول حکومت قواعد خراج ۔ محکموں کی ترتیب ۔ عہدہ داروں کے لقب ۔ یہ سب چیزیں باہر سے لیں ۔ گو ہندوستان کے حالات اور اسکی ضروریات کے لحاظ سے اور نیز یہاں کے طریقوں کی وجہ سے ان میں مناسب ترمیمیں کی گئیں ۔ مثلاً اسلامی حکومت میں حضرت معاویہ کے وقت سے

خلفاء عباسیہ کے زمانہ تک دو سیاسی خدمتوں میں برابر امتیاز کیا جاتا تھا کسی ملک یا صوبہ کی فوجی سرداری اور امن و انتظام قائم رکھنے کا کام علاحدہ ہوتا تھا۔ اور محاصلات وصول کرنا اور انکا حساب کتاب رکھنا ایک جدا کام ہوتا تھا پہلی خدمت کو انجام دینے والا **امیر** اور دوسرے فرائض کو بجا لانے والا **عامل** کہلاتا تھا۔ ان دونوں کا رتبہ ایک ہی تھا۔ اور ایک دوسرے پر اثر ڈالتا تھا فوجی عہدہ دار ہونیکی وجہ اگر امیر کا اقتدار زیادہ تھا تو مال و خزانہ کی کنجی رکھنے کیوجہ سے عامل کا اثر زیادہ ہوتا تھا۔

مغلیہ سلطنت میں بعینہ یہی تقسیم صوبہ کی حکومت میں پائی جاتی ہے۔ چنانچہ ہر صوبہ میں ایک صوبہ دار ہوتا تھا اور ایک دیوان۔ صوبہ دار مالی امور میں دخل نہیں دے سکتا تھا۔ گویا صوبہ دار امیر اور دیوان کو عامل کہہ سکتے ہیں۔ علیٰ ہذا قواعد خراج بھی عباسی سلطنت کے اصول پر تھے۔ زمین پر لگان اور مسلم رعایا پر زکوٰۃ اور غیر مسلم رعایا پر جزیہ لگایا جاتا تھا لیکن اس بارہ میں بہت جلد ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں نے دیسی طریقہ کی خوبیاں دیکھ لیں اور باوجود فیروز تغلق۔ یا۔ اورنگ زیب کی تھوڑی بہت کوشش کے ہندوستان کی مالگذاری کے قواعد بڑی حد تک آریائی رہے اور ہندی رواج اور رواجی قانون برقرار رہا۔ حصوصاً گاؤں کا آریائی نظم و نسق جو قدیم سے چلا آتا تھا بدستور قائم رہا۔ الحاصل مغلیہ نظم و نسق میں مذکورہ بالا سامی اور آریائی اثرات نظم و نسق کے ہر جزو کی بحث کے بعد بطور نتیجہ بیان کئے جاسکتے تھے۔ لیکن ان کے نمایاں ہونے اور ہر جزو کی بحث پر روشنی ڈالنے کے خیال سے ان کو بطور تمہید بیان کردیا گیا۔ اب مغلیہ نظم و نسق کے مختلف اجزاء پر نہایت اختصار کیساتھ ایک نظر ڈالی جائے گی اور ان کے آریائی یا سامی ہونے یا دونوں کے اثرات کا مجموعہ ہونیکو ظاہر کیا جائیگا۔

اصول حکومت اب یہاں یہ دیکھنا ہے کہ مغل حکمران کن اصولوں پر حکومت کرتے تھے اور انکا مقصد حکمرانی کیا ہوتا تھا۔ اور کن اثرات کے تحت ہوتا تھا۔

ان سوالوں کے جواب میں تاریخ ہند کے جتنے مصنف ہیں اوتنے ہی جواب ہیں۔ لیکن بالعموم یہ دو جواب ہیں۔

ایک یہ کہ مغلیہ سلطنت فوجی سلطنت تھی۔ اسکا مقصد صرف فتح حاصل کرنا اور فوجی طاقت کے ذریعہ اوسکو قائم رکھنا تھا۔ وہ حکومت کے اشتراکی فرائض ۔ (Socialistic functions) نہیں بجالاتی تھی بلکہ (Individualistic minimum) تک اپنے کو محدود رکھتی تھی یعنے کم سے کم حکومتی فرائض کو پورا کرتی تھی۔ رعایا کو خاک مذلت اور قعر جہالت سے نکالنے کا نہ اوسکو دہ تھا نہ خیال سلاطین اگر علوم اور اونکی نشر و اشاعت میں دلچسپی لیتی بھی تھی تو وہ اپنی ذاتی حیثیت میں نہ کہ مملکت و سلطنت کیطرف سے پس مختصر الفاظ میں چونکہ مغلیہ سلطنت کا مقصد صرف فوجی تھا۔ اسلئے وہ مادی اور کم درجہ کا تھا۔

دوسرا گروہ مغلیہ سلطنت کی فیاضانہ علوم پرستی کی مثالیں بتا کر تجارت صنعت و حرفت کی ترقیوں میں انکی کوششوں کو یاد دلاکر۔ شاعری۔ مصوری۔ موسیقی۔ خوشخطی وغیرہ فنون لطیفہ کی فیاضانہ مربیت کی سیکڑوں مثالیں گناتا ہے۔ اور ۱۸۷۶ء تک انگلستان میں بھی حکومت کی جانب سے تعلیم نہ دلائیجانے کیطرف توجہ منعطف کرا کے اسکے برخلاف مغل شاہنشاہوں کی ادیبوں اور عالموں پر ایسی عنایتیں بتانے کے بعد جنکی وجہ سے یورپ (آجکل کے ممالک متحدہ آگرہ و اودھ) میں بے نظیر علماء اور اساتذہ فنون کا جمگھٹا ہو گیا تھا۔ اور شاہجہاں۔ یورپ شیراز ماست۔ کہکر فخر کیا کرتا تھا۔ غرض ان سب واقعات کی بناء پر مغلیہ سلطنت کو ایک (Culture state) مہذب سلطنت ثابت کرتا ہے۔

ہماری رائے میں دوسری گروہ کی رائے صحیح ہے۔ چونکہ اصول حکومت کا تعین حکمرانوں سے ہوتا ہے۔ اور یہ مسلمان تھے اور ساری تاریخ اسلام شاہد ہے کہ مسلمان جہاں بھی گئے علوم و فنون

کی سرپرستی اپنے ساتھ لیگئی۔ سپانیہ کے کاشانوں اور افریقہ کے تپتے ریگستانوں سے لیکر ایران کے
نشیمنوں اور سیحون و جیحون کی مرغزاروں تک علوم و فنون سے دنیا بھر دئے۔ لہذا مغلیہ حکمرانوں کا
مقصد صرف ملکرانی اور فوجی حکمرانی ہی نہیں تھا بلکہ نشر علوم و فنون بھی اسمیں داخل تھا۔ علاوہ ازیں
(کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ) کے اثر کے تحت بہ حیثیت مسلمان ہونیکی حیثیت سے رعایا
کی بہبودی و ہمدردی سے میان عدل و انصاف اور اون کی خوشحالی میں ترقی دینا بادشاہ اپنا
فرض سمجھتے تھے بعض لوگ اصول حکومت کی حد تک یہ کہنا چاہتے ہیں یہ سامی اثرات کا نتیجہ تھا کیونکہ
حکمران مسلمان تھے لیکن اکبر کے وقت سے قومی پالیسی اختیار کیگئی اور اسپر آخر سلطنت تک
عمل رہا۔ اور ہندوں کو شریک سلطنت بنایا گیا۔ اورنگ زیب جو اس پالیسی کی مخالفت کیوجہ بدنام
کیا جاتا ہے غلط ہے جیسا کہ مولوی شبلی مرحوم نے ثابت کیا ہے کہ جسکے عہد میں بھی تقریباً پانچواں حصہ
بڑے عہدہ داروں کا اہل ہنود ہی تھا۔ اور دکن کی لڑائیوں میں راجپوت برابر اسکے شریک رہے ہیں
پس یوں کہنا چاہئے کہ گو اصول اور مقصد حکومت سامی الاصل تھے لیکن شاہنشاہی ضرورت
کیوجہ اکبر جیسے مدبر نے قومی حکومت کی بنا ڈالی۔ اور اسکے جانشین شاہنشاہوں نے اوسکو برقرار
رکھا۔ اکبر کی قومی پالیسی کے اجزا یوں بیان کئے جاسکتے ہیں۔

(۱) حکومت ایسی ہو کہ ہر قوم و مذہب والا حکمران کو بادشاہ تسلیم کرے۔

(۲) رعایا و بادشاہ کے اعراض وابستہ ہوں۔

(۳) ہندوستان میں جو مختلف قومیں آباد ہیں اون میں یکدلی و یکجہتی پیدا ہو۔

(۴) سب کے حقوق کی یکساں حفاظت کیجائے اور بلا تخصیص مذہب یا ملت سبکے ساتھ
یکساں سلوک کیا جائے۔

شاہنشاہ مطلق العنان تھا اور مملکت میں کوئی ایسی جماعت نہ تھی جسکے سامنے وہ ذمہ دار گردانا

جا سکتا تھا۔ گو اصولاً جماعت مسلمین کے سامنے وہ ذمہ دار تھا لیکن اس جماعت کے پاس ایسے
کوئی دستوری طریقے نہیں تھے جن سے بادشاہ کی مطلق العنانی کی روک تھام ہو سکتی تھی۔ واضح
ہو کہ مطلق العنانی سے یہ مطلب نہیں کہ مطلق العنان بادشاہوں پر عملاً کسی قسم کی روک نہ ہو۔ ایسے
کئی روکنے والے اثرات ہوتے ہیں ایک تو اوسکو اپنے ذی اثر امرا اور فوج کی رضامندی اور ان
کی تعریف حاصل کرنیکا فطری خیال ہوتا ہے۔ اور دوسرے اون کی ناراضی اور انقلاب کا خوف
خطرہ بھی اوسکو ہر وقت لگا رہتا ہے۔ مذہب کا اثر خود اوسکے دل پر ہوتا ہے اور مذہب کا
جو دوسروں کے دل پر اثر ہوتا ہے اور اسکے ماتحت انسان جو کچھ کر گذرتا ہے اسکا بھی اسکو
خوف رہتا ہے۔ تمدن کے ابتدائی زمانہ میں رواج سے مطلق العنانی پر روک رہتی تھی کیونکہ
رواج فوق الانسان سمجھا جاتا تھا۔ تمدن کے بعد کے زمانہ میں قوانین کی موجودگی اور حکومت
کی مشنری کی پیچیدگی سے روک پیدا ہوگئی۔ پس مطلق العنانی سے یہ مراد نہیں کہ بادشاہ پر عملاً
کسی قسم کی روک رکاوٹ نہ ہو۔ اور مغلیہ شاہنشاہوں پر فوج اور مذہب کا اثر اور دیگر اثرات
تھے بھی۔ لیکن جیسا کہ بیان ہوا مطلق العنانی سے مراد کسی ایسے دستوری طریقہ کا نہ ہونا ہے
جسپر عمل کرتے ہوے بادشاہ سے اسکے اعمال کا محاسبہ کیا جا سکے۔ اور یہ مغلیہ سلطنت میں موجود
نہیں تھا۔ اور اُس زمانہ میں شاید کہیں اور بھی باستثنائے انگلستان موجود نہ ہو۔

بہر حال مغلیہ شہنشاہ مطلق العنان تھے۔ ان کے اقتدار کل کا اندازہ اس سے بھی
چل سکتا ہے۔ کہ وہ نہ صرف دنیوی حکمراں تھے بلکہ دینی بھی یعنے اصولاً وہ مسلمانوں کے مذہبی
پیشوا بھی تھے اور اون سے زکواۃ بھی وصول کیا کرتے تھے۔ اون کی ایک کونسل دیوان خاص
ہوتی تھی جسمیں دیوان اعلیٰ (وزیر اعظم) کے علاوہ میر بخشی۔ خانساماں۔ صدر۔ قاضی القضاۃ
اور دیگر اعلیٰ عہدہ دار شریک ہوتے تھے۔ اس مجلس کی اہمیت بہت زیادہ تھی۔ خارجی معاملات پر

یہاں بحث ہوتی تھی۔ جنگ کے نقشے تیار ہوتے تھے۔ دیگر ممالک کے سفرا پیش ہوتے تھے۔ اور دیگر اہم کام بھی انجام دیے جاتے تھے۔ لیکن اصولاً شاہنشاہ کو اختیار حاصل تھا کہ اوس سے کسی بھی معاملہ میں مشورہ نہ لے پس وزرا بھی (اگر مختلف محکموں کے صدر کو بھی وزرا کہہ سکیں کیونکہ وہاں صرف وزیر مال۔ مدار المہام ہوتا تھا۔ اور باقی وزیر معین المہام سمجھے جاتے تھے۔)
نظریۃً اور عملاً بادشاہ کے چاکر ہوتے تھے۔ الا اس صورت کے جبکہ بادشاہ کمزور ہو شاہنشاہ کے اقتدار کا بیان سننے اور سمجھنے کے بعد اسکا تصفیہ کرنا چاہیئے۔ کہ وہ کن اثرات کا نتیجہ تھا ظاہر ہے۔

چونکہ اسکا یہ اقتدار دیگر اسلامی ممالک کے بادشاہوں کیطرح تھا اس لئے وہ سامی اثرات کا نتیجہ تھا۔ یہ صحیح ہے کہ اوس وقت کے ہندو راجاؤں کا اقتدار بھی بالکل ایسا ہی ہوتا تھا۔ لیکن یہ بھی ظاہر ہے کہ اون کے نظریوں کا اثر مغل شاہنشاہوں پر نہیں پڑا۔

محکمے مغلیہ سلطنت کے اعلیٰ محکمے حسب ذیل ہیں۔

(۱) دیوان اعلیٰ۔ یعنے افسر محکمہ مالگذاری و فینانس۔

(۲) خان سامان۔ یعنے افسر صرفخاص۔

(۳) میر بخشی۔ جو فوج کی تنخواہ تقسیم کرنے اور اسکے حساب رکھنے والے محکمہ کا صدر ہوتا تھا۔

(۴) قاضی۔ شریعت کا صدر (۵) صدر۔ اوقاف کا صدر

(۶) محتسب۔ اخلاق کا نگرانکار (۷) میر آتش۔ داروغہ توپ خانہ

(۸) داروغہ۔ ڈاک چوکی۔

یہ تمام محکمے ان کے عہدہ داروں کے اکثر ناموں کیساتھ عباسی دولت و تمدن سے لئے گئے تھے۔ لہذا یہ سامی اثرات کا نتیجہ ہیں لیکن محکمہ مالگذاری کے متعلق یہ استثنا ضرور

کہ اسکے تفصیلی کام یعنے لگان کے تقرر وصولی کے قواعد فی الجملہ دیسی یعنے آریائی تھے۔ یہاں کا جو طریقہ تھا کہ خراج بلحاظ پیداوار مقرر کیا جائے وہ باقی رہا۔ اور مکانوں میں جو قدیم سے عہدہ دار خراج وصول کرتے اور انتظام قائم رکھتے تھے وہ برابر باقی اور بحال رہے کیونکہ مغلیہ حکومت نے گاؤں کے اندرونی نظم و نسق میں دخل نہیں دیا اسی وجہ سے عدالتی انتظام کے متعلق بھی یہ استثنا کرنا چاہئے کہ مغلیہ عدلی انتظام کلیتہً سامی نہ تھا۔ بلکہ اسمیں آریائی حصہ بھی تھا۔ اسلئے کہ قریوں کی پنچایتیں باقی رکھی گئی تھیں اور چونکہ ہندوستان میں گاؤں کثرت سے ہیں اور شہر کم۔ لہٰذا مغلیہ عدلی انتظام میں زیادہ تر آریائی حصہ تھا شاہنشاہ صرف صوبہ اور ضلع میں قاضی مقرر کرتا تھا۔ قانون کے **ماخذ** قرآن نظائر۔ فتاویٰ تھے اور پنچایتوں کی حد تک رواج اور وید جس سے ظاہر ہے کہ اول الذکر سامی اور آخر الذکر آریائی ہیں۔ سلطنت کا صوبوں اور ضلعوں اور پرگنوں میں تقسیم کرنا وسعت ملک کے لحاظ سے ضروری تھا۔ اس تقسیم کو آریائی اور سامی دونوں کہہ سکتے ہیں۔ لیکن صوبہ کی حکومت جیسا کہ بیان ہوا بالکل عباسی اور سامی طرز پر تھی۔ صوبہ دار عباسی امیر۔ اور دیوان عباسی عامل کے نقل تھے علیٰ ہذا ایک واقعہ نویس بھی ہوتا تھا جو نہ صوبہ دار کا اور نہ دیوان کا ماتحت ہوتا تھا۔ اور صدر حکومت کو ان کے متعلق ان کے انتظامات کے متعلق اور صوبہ کے امن و امان کے متعلق رپورٹ دیا کرتا تھا۔ یہ عہدہ بھی عباسی دولت میں ملتا تھا۔ وہاں (صاحب البرید) کا یہی کام تھا اور یہاں مثل عباسی ممالک کے ایک قاضی بھی ہوتا تھا ہر صوبہ کئی ضلعوں یا سرکاروں میں منقسم ہوتا تھا۔ یہاں کا حاکم فوجدار کہلاتا تھا اور ہر ضلع کئی پرگنوں میں منقسم ہوتا اور اسکے حاکم کو چودھری کہتے تھے۔ پرگنہ میں کئی گاؤں ہوتے تھے۔ اور مرکزی حکومت کا دخل گاؤں میں اور اسکے انتظام میں سوائے خراج و لگان کی

وصولی کے برائے نام ہی ہوا کرتا تھا۔ بس جوں جوں صوبے سے نیچے اترتے آئے سامی اثرات کم اور آریائی اثرات زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔

الحاصل مغلیہ سلطنت کے نظم و نسق میں سامی اور آریائی دونوں اثرات پائے جاتے ہیں۔ اصول حکومت شہنشاہ کا اقتدار۔ وزراء کی مرتبت محکموں کی ترتیب عہدے اور عہدہ داروں کے نام بالکلیہ سامی اثرات کا نتیجہ ہیں۔ مالگذاری اور خراج کے بعض قواعد بھی سامی الاصل تھے لیکن غالب حصہ آریائی تھا۔ عدالتی انتظام بھی سامی اور آریائی اثرات دونوں کے تحت تھا۔ لیکن اگر وسعتِ عدل گستری کے لحاظ سے دیکھا جائے تو چونکہ ہندوستان میں گاؤں زیادہ ہیں اور گاؤں میں پنچایت کے ذریعہ دیسی رواج اور رواجی قانون جاری تھا۔ لہٰذا آریائی حصہ کو غالب کہنا چاہئے

حکومت برٹش انڈیا کے نظم و نسق کا لب لباب **دفعہ ۳۲۵** برٹش انڈیا نے ہندوستان کا نظم و نسق اسطرح کیا ہے کہ اپنے پایۂ تخت انگلنڈ پر ایک وزیر ہند کا تقرر فرمایا ہے جسکی وساطت سے ہندوستان کے معاملات وہاں کی پارلیمنٹ میں پیش ہوکر حسب قاعدہ تصفیہ پاتے ہیں۔ اور ہندوستان پر ایک نائب السلطنت نواب ویسرائے بہادر کو مقرر فرمایا ہے۔ جنکے تحت ہندوستان کے آٹھ حصص قرار دیکر حسب ذیل آٹھ گورنمنٹ قائم فرمائے گئے ہیں۔

(۱) گورنمنٹ آف بمبئی (۲) گورنمنٹ آف مدراس

(۳) گورنمنٹ آف بنگال جسمیں کلکتہ اور برما بھی داخل ہیں۔

(۴) گورنمنٹ آف ممالک متحدہ۔ آگرہ اودھ (۵) گورنمنٹ آف بہار واڑیسہ

(۶) گورنمنٹ آف آسام (۷) گورنمنٹ آف پنجاب۔

(۸) گورنمنٹ آف سنٹرل پراونس۔ ناگپور وغیرہ ممالک وسطی۔

ان میں ہر ایک گورنمنٹ کا انتظام اسطرح کیا گیا ہے کہ ان پر ایک ایک گورنر مقرر ہے۔ جنکے اختیار کا

نفاذ بہ اجلاس حسب ذیل دو کونسل کے ہوگا۔

(۱) اکزیکٹیو کونسل (مجلس انتظامی) جس کے آٹھ ممبر معین ہیں۔

(۲) لیجسلیٹیو کونسل (مجلس وضع قوانین) جسکے دو سکرٹری حسب ذیل ہیں۔

(۱) سکرٹری پیش کنندہ انتخاب ممبران (۲) سکرٹری مجلس وضع قوانین۔

نواب گورنر بہادر بمبئی کے سکرٹریوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جس سے دوسرے گورنمنٹ ہائے برٹش انڈیا کے انتظام کا اندازہ لگسکتا ہے۔

(۱) چیف سکرٹری فنانس (۲) سکرٹری کمیٹی انتظامی (متفرق) سکرٹری مدات تخفیف طلب

(۳) سکرٹری ریونیو (مال) (۴) ہوم سکرٹری

(۵) سکرٹری قانونی (مشیر قانونی) در یر علا لست (۶) سکرٹری صیغہ بحری۔ تجارتی کاروبار کروڑگیری وغیرہ

(۷) سکرٹری آرائش ملک (۸) سکرٹری تعمیرات (چیف انجنیر)

(۹) سکرٹری صیغہ ترجمہ زبان ہائے شرقی (۱۰) سکرٹری تعلیمات۔

نواب گورنر جنرل بہادر ان کونسل کے تحت حسب ذیل بارہ (۱۲) ڈپارٹمنٹ قائم ہیں۔

(۱) ہوم ڈپارٹمنٹ (ہوم سکرٹری) (۲) ایجوکیشن ڈپارٹمنٹ (تعلیمات) جسکا صدر انسپکٹر جنرل (ناظم تعلیمات) جسکے تحت سپرنٹنڈنٹ ڈسٹرکٹ (مہتمم تعلیمات ضلع)

(۳) لیجسلیٹیو ڈپارٹمنٹ۔ جسکے ذیل ہیں ہائیکورٹ سشن۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ۔ اسمال کاز کورٹ منصف۔

(۴) پولٹیکل ڈپارٹمنٹ (سیاسیات ملکی وغیر ملکی)

فارن ڈپارٹمنٹ۔ (۵) ریونیو واگریکلچر ڈپارٹمنٹ (مال و زراعت) جسکے ذیل میں کمشنر۔ کلکٹر ضلع۔ ڈپٹی کلکٹر۔ تحصیلدار تعلقہ۔

(۶) کامرس ڈپارٹمنٹ (تجارت) (۷) ریلوے ڈپارٹمنٹ۔

(۸) پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ (تعمیرات عامہ) جسکا صدر چیف انجنیر جسکے ماتحت درجہ بدرجہ سپرنٹنڈنٹ انجنیر
اسٹیٹ انجنیر۔ سوپروائزر۔ (۹) فینانس ڈپارٹمنٹ۔

(۱۰) ملٹری فنانس ڈپارٹمنٹ (فینانس متعلق فوج)

(۱۱) اکونٹنٹ جنرل (صدر محاسب محاسبی)

(۱۲) انڈسٹریز ڈپارٹمنٹ (صنعت حرفت) نوٹ تمامی افواج متعینہ ہند کا تعلق کمانڈر چیف
سے ہے جو گورنروں یا نواب وائسرائے بہادر کی عین ماتحتی میں داخل نہیں۔

دفعہ ۳۲۶

نظم و نسق مملکت حضور نظام و دیگر حالات ملکی

ممالک محروسہ سرکار عالی | یوں تو روئے زمین کی خشکی۔ ایشیا۔ یورپ۔ آفریقہ۔ امریکہ شمالی۔ امریکہ جنوبی۔
اور اوسٹریلیا۔ چھ براعظم پر منقسم ہے۔ مگر ایشیا کو بلحاظ قدامت نسل انسان و وسعت آبادی سب
پر فوقیت حاصل ہے۔ اور اسی میں اقلیم ہندوستان واقع ہے۔ جسکے بیچوں بیچ کوہ بندھیاچل سے
شمال کا حصہ شمالی اور جنوب کا حصہ جنوبی ہندوستان کہلاتا ہے۔ اسی جنوبی ہند میں قلمرو حضور نظام
یعنے ممالک محروسہ سرکار عالی واقع ہے جسکے حدود اربعہ حسب ذیل ہیں۔

حدود اربعہ | ملک سرکار عالی کے شمال میں ملک برار اور ضلع خاندیس۔ جنوب میں دریائے تنگبھدرا
اور کرشنا واقع ہیں۔ مشرق میں دریائے وردھا اور گوداوری بہہ رہے ہیں۔ اور مغرب میں اضلاع
دھارواڑ۔ بیجاپور۔ شولاپور۔ احمدنگر متعلقہ پریسیڈنسی بمبئی واقع ہیں۔

وسعت و رقبہ مردم شماری وغیرہ | غرض ممالک محروسہ سرکار عالی کا شمالاً جنوباً اجنٹہ کے پہاڑوں سے ضلع
رائچور کی جنوبی حد قصبہ کیل تک تخمیناً (۳۰۴) میل اور طول شرقاً و غرباً لمصنڈالہ ضلع اورنگ آباد سے
لیکر تا بہ قصبہ بھدراچلم (۴۵۶) میل۔ رقبہ ملک سرکار عالی کا (۸۲۶۶۸) مربع میل ہے۔ مردم شماری
اس ملک کی ایک کروڑ گیارہ لاکھ چونسٹھ ہزار اکہتر ہے۔

اور آمدنی[لہ] تقریباً سات کروڑ ڈیڑھ لاکھ اور خرچ تخمیناً چھ کروڑ چھیاسی لاکھ معین کیا گیا ہے ۔

زبان اور مذہب ملک سرکار عالی کے باشندے تلنگی ۔ کنڑی ۔ مرہٹی ۔ اردو ۔ بولتے ہیں ۔ انکے علاوہ عربی ۔ پشتو ۔ فارسی ۔ انگریزی ۔ پنجابی ۔ ٹامل ۔ گونڈی ۔ گجراتی ۔ زبانیں بھی بولی جاتی ہیں ۔ مذہب ۔ ہندو ۔ مسلمان ۔ سکھ ۔ پارسی ۔ جین ۔ گونڈ ۔ بھیل ۔ یہود ۔ اور عیسائی ہے ۔

ملک سرکار عالی کی نمایش طبعی ملک سرکار عالی ایک وسیع میدان ہے ۔ سطح سمندر سے ساڑھے بارہ سو فٹ سے ڈھائی ہزار فٹ تک بلند ہے ۔ اس ملک کے قریب قریب دو مساوی حصے ہیں ۔ حصہ شمالی و مغرب میں سیاہی مائل بھورے پتھروں کے ٹیلے ہیں ۔ ان پتھروں کے گلنے سے جو مٹی پیدا ہوتی ہے وہ ملائم ہوتی ہے اوسمیں تولید و تری قائم رکھنے کی قوت ہوتی ہے اسی سبب سے یہ زمین ہمیشہ سرسبز و شاداب رہتی ہے اس حصہ کو مرہواڑی کہتے ہیں حصہ جنوب مشرق میں سرخی مائل چونکی پتھروں کے گلنے سے جو مٹی نکلتی ہے وہ ریتیلی ہے اسلئے یہاں وہ شادابی نہیں ۔ اکثر یہاں پانیکا ذخیرہ جمع کرنیکے لئے تالابوں کی ضرورت ہوتی ہے ۔ اور اس زمین میں جھاڑی بکثرت ہوتی ہے ۔ جو بینہ و گھنے جنگل دریائے گوداوری ۔ وردھا ۔ کرشنا ۔ کی پتھریلی وادی میں پائے جاتے ہیں ۔ اسی زمین میں معدنیات ہیں ۔ اکثر سونے اور کوئلہ کے طبقات اور آہنی دھات مشہور ہیں ۔ آہنی دھات کے وادی دریائے گوداوری کے رقبوں میں بکثرت موجود ہیں ۔ ان دونوں حصوں کے لوگوں کے خط و خال ۔ بول چال ۔ طرز معاشرت بالکل جداگانہ ہے ۔

پیداوار اور غلہ ممالک محروسہ سرکار عالی کی پیداوار غلہ چانول ۔ گیہوں ۔ تور ۔ جواری ۔ باجرا ۔ ارنڈی تخم تل ۔ ساداں ۔ کرڑ ۔ انباڑہ ۔ سرسوں ۔ رائی ۔ السی ۔ کانلہ ۔ روئی ۔ نیل ۔ مونگ ۔ مسور وغیرہ ہے ۔ میوہ جات میں آم ۔ جام ۔ موز ۔ نیشکر ۔ خربزہ ۔ تربوز ۔ کھجور ۔ ناریل ۔ سیتاپھل ۔ جامن

لہ از کیفیت موازنہ بابتہ ۱۳۲۴ ف مرتبہ نواب حیدر نواز جنگ بہادر صدر المہام فینانس

انار۔ نارنگی۔ لیمو۔ سنگترہ۔ انجیر۔ انگور۔ سیب۔ ناسپاتی۔ وغیرہ وغیرہ ہے۔ اور ترکاری میں
آلو۔ اروی۔ شلغم۔ کدو۔ پھلی گوبھی سند۔ سیم۔ میتھی۔ سویا۔ چوکا۔ خرفہ۔ چقندر۔ گوبی۔ خرفہ لیونڑی
وغیرہ وغیرہ ہے۔ جنگلی درختوں میں شیشم۔ ساگوان۔ آبنوس۔ وغیرہ نہایت کارآمد پیدا ہوتے ہیں

معدنیات | معدنیات میں پتھر کا کوئلہ۔ لوہا۔ ابرق۔ تانبا۔ سونا۔ چاندی۔ اور قیمتی پتھر اور یاقوت
بھی ملتے ہیں۔

جانور | پالو جانور بیل۔ گائے بھینس۔ بکری۔ گھوڑا۔ اونٹ۔ ہاتھی۔ وغیرہ ہیں۔

جنگلی جانوروں میں ریچھ۔ بندر۔ لنگور۔ شیر۔ چیتا۔ ترش۔ ہرن۔ بارہ سنگھا۔ سانبر
چیتل نیل گائے وغیرہ وغیرہ

اور جنگلی پرندوں میں۔ مرغ۔ بط۔ قاز۔ سرخاب۔ اسناف۔ کالی۔ طاوس۔ تیتر۔ بٹیر
فاختہ۔ طوطا۔ مینا۔ بلبل۔ کبک دری۔ زاغ۔ زغن۔ چڑیا۔ وغیرہ وغیرہ نہایت کثرت سے ہیں۔
شکاری پرندوں میں۔ باز۔ بحری۔ وغیرہ

گزند پہونچانے والے جانور۔ سانپ۔ بچھو وغیرہ وغیرہ بھی بعض مقامات پر بکثرت ہیں

صنعت وحرفت وتجارت | ملک سرکار عالی کی بہت سی رعایا زراعت پیشہ ہے۔ کہیں کہیں دستکاری
بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ اونی قالین۔ آلات حرب۔ بدری سامان۔ اورنگ آبادی آہرو۔ مشروع
ساڑیاں۔ کھدڑ۔ کمبل وغیرہ وغیرہ بنائی جاتی ہیں۔ اس ملک کی ساری تجارت غیر ملکوں کے
ہاتھ میں ہے۔ اور ذرائع آمد ورفت ابھی بہت کم ہیں ریلوے لین بجواڑہ سے حیدرآباد ہوتی ہوئے
بمبئی تک۔ اور دوسری لین از گدوال محبوب نگر تا اسٹیشن کاچی گوڑہ (حیدرآباد) اور کاچی
گوڑہ سے سکندرآباد ہوتے ہوئے۔ منماڑ تک جاری ہے۔ درمیان لین پورنا جنکشن سے
ایک شاخ ہنگولی تک گئی ہے۔ جہاں سے باسم علاقہ انگریزی (۳۰) میل کے فاصلہ پر ہے۔

موثر میں جاری ہیں۔

ملکی تقسیم | ملک سرکار عالی حسب ذیل چار حصص پر منقسم ہے۔

(۱) علاقہ صرف خاص مبارک۔ یہ وہ علاقہ ہے جسکا انتظام خود بہ نفس نفیس حضرت اقدس و اعلیٰ حضور نظام خلد اللہ ملکہٗ و عظمتہٗ بذریعہ ایک وزیر کے فرماتے ہیں۔ اور جسکی آمدنی خاص شاہی اخراجات میں صرف ہوتی ہے۔

(۲) جاگیرات۔ یہ وہ علاقہ جات ہیں جو معزز امراے ریاست وغیرہ کو امداد سپاہ مہیا کرنے کیلئے یا ادن کی پرورش کیلئے بصلہ کار گذاری نسلاً بعد نسلاً منجانب سرکار عالی دے گئی ہیں۔ اور انہیں سے اکثر علاقہ جات کلاں ضلعے کہلاتے ہیں جنکو اختیارات دیوانی و فوجداری بھی عطا فرمائے گئے ہیں۔

(۳) دیہستان و سمستان راجگان علاقہ دیوانی۔ یہ وہ علاقہ جات ہیں جو اس ملک کے قدیم ہندو راجگاں کو بغرض پرورش دے گئے ہیں۔

(۴) علاقہ دیوانی۔ جسکی آمدنی پر تمام ملکی معاملات کا دارومدار ہے۔ یہ علاقہ۔ چار صوبوں اور (۱۵) ضلعوں اور (۱۰۳) تعلقات پر منقسم ہے۔ (ملاحظہ ہو تختہ ہاے مندرجہ ذیل)

(۱) تختہ نمبر (۱) تقسیم تعلقات و اضلاع ممالک محروسہ سرکار عالی بموجب انتظام جدید ۱۳۱۴ ف

(۲) تختہ نمبر (۲) نقشہ ممالک محروسہ سرکار عالی۔

ہر تعلقہ کے تحت دو دو تین تین سو مواضعات ہیں۔ اور

اہل ہنود کی رعایت | باوجود یہ ایک اسلامی سلطنت ہونیکے ہر تعلقہ میں بکثرت دیولوں کے پوجاریوں وغیرہ کے نام انعامی اراضیات وغیرہ بشرط ادائی خدمت بحال اور اوس سے کم تعداد میں مسجدوں کے متولیوں وغیرہ کے نام سے اور قاضیوں کے نام سے نیز ملّا جو ہر ایک موضع میں ہے۔ اونکے نام سے بھی انعامی اراضیات وغیرہ مشروط الخدمت علی قدر مراتب بحال و جاری ہیں۔

اور یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ہر ایک موضع میں حسب دستور قدیم تین عہدہ داران دیہی

یعنی پٹواری۔ و مقدم مالی۔ و مقدم پولس کے تقررات ہیں جنکو بکثرت بہترین اراضیات دئے
جانیکے سوائے سالانہ اسکیل مقررہ معاوضۂ خدمت پاتے ہیں۔ اور ان خدمات پر سلسلۂ توزیث
عموماً اہل ہنود مامور و کارگذار اور یہ بھی ملازمین سرکار میں داخل ہونیکے لحاظ سے بشمول انکے کل ملازمین
سرکار عالی کی تعداد دیکھی جائے تو اون میں ملازمین از قوم ہنود ہی کی تعداد بہ زیادہ ہو جائیگی
جو سرکار عالی کا عین بذل و کرم اور مساویانہ نظری سے بھی زائد مراعات کا بین ثبوت ہے جسکی نظیر
کہیں نہیں ملسکیگی۔ اور ہندوستان بھر کی کسی رجواڑہ ریاست میں کسی غیر قوم کیساتھ ایسا سلوک ہرگز
نظر نہ آسکیگا۔ اسکے سوائے مقدمان و پٹواری پر پچاسوں طریقہ سے نگرانی بھی مگر یہ خدمات موروثی
ہونیکے لحاظ سے ان کے ہتکنڈے اور چالبازیاں شہرۂ آفاق ہیں اور تمام موضع کی یہی بادشاہت
کرتے ہیں اس لحاظ سے نیز اسوجہ سے بھی کہ عموماً عزازیں علاوہ سرکار عالی اہل ہنود ہیں اسطور سے یہ
کیا کم رعایت ہے کہ عملی طور پر تمام ملک اہل ہنود ہی کے قبضہ میں ہونا سمجھا جا سکتا ہے۔ اور پھر چھوٹی
بڑی سبھی خدمات ملکی پر ہر ایک ڈپارٹمنٹ میں مسلمانوں کے دوش بدوش ہمارے ہنود بھائی بھی بلا پاس مذہب و ملت
کارگذار و حکمران ہیں اور یہ خصوصیت محض ہنود بھائیوں کی حد تک محدود نہیں بلکہ ہر ملک اور ہر قوم و مذہب والے کیساتھ بلا پاس مذہب
و ملت مساویانہ سلوک جاری ہے۔ جو ہماری گورنمنٹ کی عالی بلند نظری ہے۔ جسکے باعث ہمارے
ہنود بھائیوں کو بھی ہم سے بیحد خلوص و محبت ہے اور بہ نسبت ہندوستان کے یہاں پہلے سے
ہندو مسلمان باہم شیر و شکر ہیں۔

انتظامات ملکی | اپنی پیاری رعایا کی دادرسی اور اون کی آسایش و آرام۔ حفظ و امان۔ صحت و عافیت
اور اون کے کاروبار میں سہولت۔ ہونہار پودوں کی تعلیم و تربیت کا خاص طور پر خیال فرماکر بنظر رعایا
پروری ہماری گورنمنٹ نظام نے اپنے ملک کا حسب ذیل انتظام نہایت بہترین طریقہ سے فرمایا ہے
جو مستند ریاستوں کے انتظامات سے کسی پہلو کم نہیں سمجھا جا سکتا بلکہ عہدہ داران مال سے اختیارات

عدالت علحدہ کرکے ہر ایک تعلقہ پر علحدہ عہدہ داران عدالت کے قیام سے انتظامات برٹش انڈیا پر بھی یہ انتظام سبقت لیگیا ہے ۔ رعایا کی حفاظت جان و مال کیلئے ہر چالیس چالیس مواضعات پر ایک ایک سب انسپکٹر کوتوالی اور

ہر مستقر تعلقہ پر ایک منصف باختیارات دیوانی مالیتی تا (الـــــ) و باختیارات فوجداری ناظم ضلع ۔ بقدر دو سال تک قید ۔ دو ہزار روپیہ تک جرمانہ بیس ضرب بید تک تازیانہ ۔ اور ایک پیرو کار پولس سب کورٹ انسپکٹر ۔ اور منصف کا ہمعصر ایک عہدہ دار مال تحصیلدار ۔ اور ایک ڈاکٹر ۔ اور ایک طبیب یونانی ۔ اور ایک مڈل اسکول کے سوائے جہاں جہاں آبادی زیادہ ہو متعدد قصبات میں متعدد اسکول دیہہ بدیہہ قائم و جاری ہیں ۔ اور

ہر مستقر ضلع پر ایک ایک ناظم عدالت ضلع اور بلحاظ کثرت کار بعض مقامات پر ادن کے سوائے زائد ناظم عدالت ضلع بمساوی اختیارات دیوانی تا دس ہزار روپیہ و باختیارات فوجداری قید چار سال و جرمانہ پانچ ہزار روپیہ و باختیار سماعت مرافعہ دیوانی و فوجداری تجاویز منصفین و بسررشتہ مال ایک تعلقدار ضلع و مددگاران تعلقدار ۔ و بسررشتہ کوتوالی ۔ تعلقدار مال بحیثیت ناظم کوتوالی ضلع اور ایک مہتمم کوتوالی (سپرنٹنڈنٹ پولس) اور ایک ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولس ۔ اور سرکل انسپکٹران کوتوالی ۔ اور ایک ہیڈ کوارٹر انسپکٹر پولس ۔ اور ایک پیرو کار پولس (کورٹ انسپکٹر پولس) اور بسررشتہ طبابت ایک مہتمم ماتحت تعلقدار مال اور ایک سول سرجن اور طبیب یونانی اور مدارس مرہٹوانی و زبانی وغیرہ وغیرہ زیر نگرانی مہتمم تعلیمات نیز سررشتہ تعمیرات و سررشتہ آبپاشی و سررشتہ جنگلات و سررشتہ کروڑگیری و سررشتہ آبکاری و سررشتہ انجمن اتحاد قرضہ باہمی وغیرہ وغیرہ کے متعدد عہدہ داران و ملازمین مقرر و متعین ہیں ۔ اور

ہر مستقر صوبہ پر ایک ایک صدر عدالت (سشن جج) باختیارات دیوانی غیر محدود اور باختیارات

فوجداری حسب دفعہ (۲۰) مجموعہ ضابطہ فوجداری نشان (۴) ۱۳۱۳ف مرحمت ۱۳۲۱ف سرناظم عدالت سیشن ہر سزائے جائز کا حکم دے سکیگا لیکن ایسی سزا کا نفاذ نہ ہوسکیگا تاوقتیکہ (۱) دس سال سے زیادہ قید کیصورت میں اجلاس متفقہ مجلس عالیہ عدالت کی (۲) قید دوام کیصورت میں سرکار کی اور (۳) سزائے موت کی صورت میں بندگان اعلحضرت کی منظوری صادر نہ ہو۔ اور بلحاظ کار صوبہ اورنگ آباد و صوبہ گلبرگہ شریف پر ایک ایک زائد ناظم صدر عدالت مقرر ہے۔ جو صیغہ دیوانی مساوی الاختیار ناظم صدر عدالت اور صیغہ فوجداری بجز سزائے موت اور حبس دوام کے ہر سزائے جائز کا حکم دیسکیگا قیدی میعاد باختیار خود چار سال اور بمنظوری ناظم سیشن سات سال مقرر ہے۔ اور ہر دو نظار صاحبین کو مقدمات دیوانی و فوجداری تجاویز نظما و زائد نظمار ضلع کا اختیار سماعت اپیل حاصل ہے۔ اور ان ہر دو اجلاسوں پر پیروی مقدمات پولس کیلئے دو وکلاء سرکار مقرر ہیں۔ نیز دیگر سررشتہ جات کے اعلیٰ عہدہ داروں کا مستقر صوبہ قرار دیا گیا ہے۔ اور ہر صوبہ پر سررشتہ مال سابقاً ایک ایک صوبہ دار مقرر تھا اب دو دو صوبوں پر ایک ایک صوبہ دار مقرر فرمایا گیا ہے۔

دارالسلطنت حیدرآباد تمامی شعبہ جات کے بڑے بڑے محکمہ جات کا مستقر ہے۔

ہائیکورٹ ممالک محروسہ سرکار عالی اسی مقام پر قائم ہے جسکی عام نگرانی تمامی عدالتہائے ممالک محروسہ سرکار عالی پر ہے جہاں صدر عدالتوں کے اپیل اور تمامی عدالتہائے ماتحت کی نگرانی و استغاثہ پیش ہوا کرتے ہیں جسمیں ایک میر مجلس (چیف جسٹس) اور پانچ اراکین اور ایک مفتی کا تقرر ہے۔

جوڈیشل کمیٹی کا انصاب پانچ اراکین سے ہوگا۔ جسکے ممبر عدالت العالیہ کے ممبروں کے سوائے دوسرے سررشتہ جات کے حکام اعلیٰ بھی منتخب ہوتے ہیں۔ عدالت العالیہ میں اجلاس کامل بہ سہ اراکین اور اجلاس متفقہ بدو اراکین کے سوائے ایک صیغہ ابتدائی بھی ہے جسپر اراکین عدالت العالیہ میں سے ایک حاکم باری باری سے چھ چھ ماہ تک کار فرما رہتے ہیں

جن اجلاس ابتدائی کو بصیغہ دیوانی و فوجداری ۔ صدر عدالت و سشن کے اختیارات حاصل ہیں۔
دارالسلطنت پر ایک عدالت دارالقضاء بلدہ قائم ہے جس کو بصیغہ دیوانی اختیارات صدر عدالت اسطرح حاصل ہیں کہ اندرون و بیرون بلدہ کے مقدمات شفعہ اور فریقین اہل اسلام ہوں تو مقدمات ذیل کی سماعت کی مجاز ہے۔

(۱) ثبوت نسب (۲) متروکہ (۳) اثبات یا بطلان یا فسخ نکاح (۴) شفعہ و رضاعت۔ (۵) زیارت اقربا۔ (۶) فسخ رسم منگنی (۷) بند و بست آزار دستی و لسانی (۸) اخراجات بیماری و زچگی (۹) خلع و طلاق (۱۰) مہر و جہیز و چڑہاوا (۱۱) طلب زوجہ و دختر (۱۲) ولایت و حضانت (۱۳) ہبہ (۱۴) اخراجات تجہیز و تکفین۔

اگر فریقین اہل ہنود ہوں تو یہ مقدمات عدالت العالیہ کے اجلاس ابتدائی پر پیش ہوں گے ایک عدالت دیوانی بلدہ اور ایک عدالت فوجداری بلدہ بھی قائم ہے جس میں (۵) نظما و مقرر ہیں جس میں ہر ناظم اول و دوم کو نظامت عدالت ضلع کے اختیارات بصیغہ دیوانی و فوجداری علحدہ علحدہ حاصل ہیں ۔ سررشتہ پولس صدر نظامت کوتوالی اضلاع اور کوتوال صاحب اندرون و بیرون بلدہ کا مستقر بھی دارالسلطنت ہے ۔ اسی طرح بڑے بڑے محکمہ جات ۔ فینانس ۔ صدر محاسبی ۔ خزانۂ عامرہ ۔ ہوم سکرٹری (عدالت و کوتوالی) معتمدی مالگذاری و معتمدی فوج باقاعدہ و بیقاعدہ معہ ذیلی محکمہ جات اور تمامی افواج کے وغیرہ وغیرہ متعدد دفاتر قائم اور ہر ایک علاقہ اوس ڈپارٹمنٹ کے وزیر (نواب صدر المہام بہادر) کے زیر نگرانی قائم ہے اور ہر ایک ڈپارٹمنٹ کا ایک ایک صدر المہام ماتحت نواب صدر اعظم بہادر (وزیر اعظم) مقرر ہے ۔ اور نواب صدر اعظم بہادر کے اختیارات کا نفاذ بہ اجلاس حسب ذیل دو کونسل کے ہوتا ہے (۱) اگزیکٹیو کونسل یعنی باب حکومت جسکے (۸) ممبر صدر المہام علاقہ جات ہیں ۔ (۲) لیجسلیٹیو کونسل ۔ یعنے مجلس وضع قوانین

تعین صیغہ جات و تقسیم صیغہ جات متعلقہ کی توضیح کے پیشتر اس امر کا اظہار بھی نامناسب نہ ہوگا کہ

حکومت و سلطنت ہمارے شاہ ظل اللہ کے موروثی نواب مغفرت مآب آصفجاہ اول کے آبائی کرام ولایت توران میں مرجع کافہ انام تھے سلسلہ اجداد کا حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ کو پہونچتا ہوا حضرت خلیفہ اول ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ تک منتہی ہوتا ہے نواب مغفرت مآب کے جد امجد خواجہ عابد خاں بہادر کا مولد علی آباد ہے جو سمرقند سے تیس کوس پر واقع ہے۔

آپ آخر عہد شاہ جہاں ۱۰۶۵ھ (۱۶۵۴ء) میں ہندوستان آکر بادشاہی ملازم ہوئے۔ اور بڑی بڑی کارہائے نمایاں کئے اور آپ کے پوتے نواب مغفرت مآب بڑی بڑی خدمات انجام دینے کے بعد بعہد روشن اختر ملقب بہ محمد شاہ بادشاہ دہلی بتاریخ ۵ جمادی الثانی ۱۱۳۴ھ (۱۷۲۱ء) سلطنت دہلی کے صدر اعظم ہوئے اور وہاں کی بدحالی دیکھکر بتاریخ ۲۳ محرم ۱۱۳۷ھ (۱۷۲۴ء) بعد مقابلہ ملک دکن فتح فرماکر ایک جداگانہ سلطنت قائم کی جسکو شاہنشاہ دہلی نے بھی ۱۱۳۸ھ (۱۷۲۵ء) میں تسلیم فرمالیا اور فرمان شاہی سے خطاب آصفجاہ اور منصب ہشت ہزاری و ہشت ہزار سوار عطا کیا۔ جسکے بعد حضرت مغفرت مآب نے بتاریخ ۲۹ ماہ رجب ۱۱۴۱ھ (۱۷۲۸ء) اعلان خودمختاری فرمایا۔ اور ۷۹ سال کی عمر میں بتاریخ ۴ جمادی الثانی ۱۱۶۱ھ (۱۷۴۸ء) رحلت فرمائی بعد کشت و خون بسیار کے اس ملک کی سلطنت ۱۱۷۵ھ (۱۷۶۱ء) میں حضرت مغفرت مآب کے فرزند چہارم حضرت غفران مآب نواب میر نظام علیخان بہادر آصفجاہ ثانی پر مستقلاً قائم ہوگئی۔ اور نسلاً بعد نسلاً ہمارے ظل اللہ۔

ہز اکزالٹڈ ہائینس نواب میر عثمان علیخان بہادر سلطان العلوم مظفر الممالک فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصفجاہ سابع جی۔ سی۔ اس آئی جی سی بی ای۔ فرمانروائے حیدرآباد دکن خلد اللہ سلطنتہ و ملکہ

تک پہونچی۔ جس نے اس گلشن گیتی کو اپنی ولادت باسعادت سے بتاریخ ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۰۳ھ مطابق ۵ اپریل ۱۸۸۶ء روز شنبہ شب کے (۹) بجے بمقام جوبلی قدیم در شہر حیدرآباد بہار اندوز فرمایا۔ اور (۲۶) سال کی عمر میں بتاریخ ۴ رمضان المبارک ۱۳۲۹ھ م ۲۹ اگسٹ ۱۹۱۱ء روز سہ شنبہ عنان سلطنت اپنے ہاتھ میں لی اور اپنے دور حکومت میں وہ وہ کارہائے نمایاں فرمایا کہ عقل حیران ہے۔ اس بادشاہ کی بیدار مغزی و روشن خیالی۔ جوہر شناسی و علم پروری اظہر من الشمس اور ایسا اولی العزم اور ہر فن مولا بادشاہ آجتک ملک دکن میں نہیں ہوا جسکے زور قلم سے جو لفظ نکلتا ہے۔ بمصداق **کلام الملوک ملوک الکلام** آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہوتا ہے۔ اس بادشاہ نے اپنے زور قلم اور خاص اپنے ذاتی جوہر سے اس ریاست کو کیا سے کیا کر دکھا دیا ہے۔ جسکا ایک شمہ بیان اس شاہ ظل اللہ کے فرامین متعلق نظم مملکت مندرجہ ذیل سے اچھی طرح ظاہر ہوگا۔ جسکے پہلے اس خاندان شاہی کا سلسلہ معہ سنین جلوس نیز اس شاہ ظل اللہ نے دو صد سالہ جشن خود مختاری موروثی نہایت اعلیٰ پیمانہ پر جو فرمایا تھا اس مصنف کے قطعہ تاریخ ذیل سے ظاہر ہوگا۔

قطعۂ تاریخ

میر قمر الدین آصفجاہ اول ملک گیر
شاہ خود مختار در ملک دکن شد دائمی

بہبیت ونہ ماہ رجب اعلان خود مختاریش
یکہزار و یکصد و چہل و یکم سال نبی

شد نمایاں آفتاب صاحب اقبال سنہ
آصف ثانی نظام الملک سلطان غنی

۱۱۷۵ھ

شد جلوس بادشہ اسکندر مانندگان — آصف ثالث سکندر جاہ میر اکبر علی[5]
سنہ ۱۲۱۹ھ

شد جلوس ناصر الدولہ ہمایوں بادشہ — آصف رابع بہادر میر فرخندہ علی[4]
سنہ ۱۲۴۴ھ

شد جلوس حاتم عہد آصف عالی نہاد — شاہ آصفجاہ خامس افضل الدولہ قوی[3]
سنہ ۱۲۷۳ھ

شد جلوس آصف سادس[4] شہ طبع نفیس — کرد حاصل نام نیک و اقتدار دائمی
سنہ ۱۲۸۵ھ — سنہ ۱۳۰۱ھ

شد جلوس آصف سرور سلیمان نشاں — شاہ سابع میر عثمان علیخان جری
سنہ ۱۳۲۹ھ

بحر علم و فضل سلطان العلوم ذی کمال — قدردان ہر کمال و صاحب جود و سخی

شد دکن از فیض عالی مرکز علم و ہنر — شد زمانہ از نور روشن آفتاب خاوری

جشن دو صد سالہ خود مختاری مورث بکرد — آں شہنشاہ دکن ظل ظلیل ایزدی

عرض کن نصرت بصد عجز و ادب فصلی سنش — جشن دو صد سالہ والاشان دور آصفی
۱۳۳۳ف مطابق سنہ ۱۳۴۲ھ

جریدۂ غیر معمولی

جلد ۴۲ نمبر (۵۰)

۵ رمضان المبارک سنہ ۱۳۲۹ھ مطابق ۲۳ مہر سنہ ۱۳۲۰ فصلی

امرا و اعزا و اعیان ارکان دولت و ملازمین و رعایا و برایائے سرکار عالی کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ لفٹننٹ جنرل ہز ہائینس مظفر الملک و الممالک نظام الملک نظام الدولہ نواب میر محبوب علیخاں بہادر کے انتقال (۱۶) ذی الحجہ سنہ ... کی جگہ عالیجناب حضرت شاہزادہ ولیعہد نواب میر عثمان علیخان بہادر اس ریاست ابد مدت کے مسند نشین ہوئے اور زمام حکومت اپنے دست مبارک میں لی ہے چنانچہ اسکی منادی حسب شدآمد قدیم ۴ ماہ صیام سنہ ۱۳۲۹ھ کو بلدہ میں کردیگئی۔ پس جملہ خانزادان و غلامان و بہی خواہان دولت آصفیہ پر لازمی ہے کہ اطاعت و انقیاد کیساتھ ملک و مالک کی خدمت گزاری میں سرگرم و معروف نیز امن و امان ملک آسایش و صلاح و فلاح رعایا میں کوشاں رہیں

صوبوں و اضلاع و تعلقات کے مستقر پر جملہ صوبہ دار صاحبان و تعلقدار صاحبان و تحصیلدار صاحبان کو چاہیے کہ اس اعلان کے مجمع عام میں علی روس الاشہاد پڑھے جانے کا انتظام کریں۔

علی ہذا القیاس جملہ معزز امرایان پائیگاہ و جاگیرات و نیز کل جاگیردار صاحبان علیحدہ اپنی اپنی پائیگاہوں اور جاگیرات میں بذریعہ عہدہ داران متعلقہ مجمع عام میں اس اعلان کے پڑھے جانیکا بندوبست کریں فقط

کشن پرشاد یمین السلطنۃ مدار المہام سرکار عالی

فرمان اقدس در بارۂ تعین صیغہ جات و تقسیم سررشتہ جات متعلقہ

حکم

انتظام مملکت کے صیغہ جات کے تعین اور ان کے متعلقہ سررشتوں کی تقسیم کے بارہ میں ایک کمیٹی کی رائے جو میرے ملاحظہ میں گذرانی گئی ہے اوس پر میں نے غور کیا ہر صیغہ کی کام کی نوعیت و کثرت کے مدنظر اوس کے ماتحت سررشتہ جات کی تقسیم حسب ذیل منظور کیجاتی ہے ۔

(۱) صیغہ قانونی :- مجلس وضع قوانین (۲) مشورۂ قانونی (۳) جوڈیشل کمیٹی ۔

(۲) صیغہ فینانس :- فینانس (۲) محاسبی (۳) خزانہ جات (۴) دارالضرب و اشامپ سازی ۔
(۵) برقی کارخانہ (۶) ریلوے ۔

(۳) صیغہ عدالت :- (۱) عدالت (۲) کوتوالی (۳) محابس (۴) ... (۵) تعلیمات (بشمول عثمانیہ یونیورسٹی ورصدخانہ نظامیہ)

(۴) صیغہ فوج :- (۱) فوج باقاعدہ (۲) فوج بیقاعدہ (۳) علاج حیوانات (۴) طبابت ۔

(۵) صیغہ مال :- (۱) مال گزاری (۲) کورٹ آف وارڈز (۳) جاگیرات و انعامات (۴) نگرانی انتظام مالگزاری و قحط (۵) پیمائش و بندوبست (۶) جنگلات (۷) کرورگیری ۔

(۶) صیغہ تعمیرات :- (۱) سڑک و عمارات (۲) آبپاشی (۳) انسداد طغیانی (۴) آبرسانی ۔
(۵) ٹیلیفون (۶) آثار قدیمہ (۷) رجسٹریشن و اشامپ (۸) امور مذہبی ۔

(۷) صیغہ سیاسیات :- (۱) پولیٹکل امور (۲) مجلس صفائی اندرون و بیرون بلدہ ۔
(۳) مجلس آرائش بلدہ (۴) باغ عامہ ۔

(۸) صیغہ تجارت و حرفت :- (۱) آبکاری (۲) معدنیات (۳) زراعت (۴) تجارت و حرفت

(۵) مقررہ امداد باہمی (۶) میونسپالٹی ہائے اضلاع ولوکلفنڈ۔

دستخط مبارک ۲۳ صفر المظفر ۱۳۳۸ھ دوشنبہ۔

شد دستخط امین جنگ بہادر

صدرالمہام
دفتر پیشی

میر فیض الرحمن۔ مددگار معتمد فینانس   فخرالدین احمد خاں منصرم معتمد فینانس

اعلیحضرت حضور پرنور بندگانعالی متعالی خلد اللہ ملکہ وسلطنتہٗ

تنظیم باب حکومت

مندرجہ جریدۂ غیر معمولی مورخہ ۱۶ دے ۱۳۲۹ف م ۲۷ صفر المظفر ۱۳۳۸ھ روز جمعہ حیدرآباد دکن

محکمۂ سرکار عالی

علاقہ فینانس

خطبۂ مبارک

درباب افتتاح باب حکومت

فاذا عزمت فتوکل علی اللہ ان اللہ یحب المتوکلین

آج کا دربار ایک ایسے امر کو نمایاں کرنیکی غرض سے منعقد کیا گیا ہے جو اس مملکت کی تاریخ میں نہایت مہتم بالشان واقعہ ہے۔ سب کو معلوم ہوگا کہ اس مملکت کا قدیم طرز حکومت

ذاتی حکمرانی رہا ہے جس میں انصرام کار بذریعہ دیوان ہوتا رہا ہے۔ اور یہ بھی ایک تاریخی واقعہ ہے کہ باستثنائے چند قابل قدر افراد کے وزرائے سلف نے کن کن طریقوں سے اپنے آقا کی حکومت میں ضعف پیدا کرنے کی تدابیر پیش نظر رکھیں گو رعایا اور ملازم کی حیثیت سے وفا شعاری اونکا عین فرض تھا۔ دفاتر سرکاری میں وافر مواد موجود ہے جو حدود اختیار سے تجاوز کرکے باہمی تعلقات میں بدمزگی۔ خوبی انتظام میں خلل۔ اور فلاح عامہ میں نقصان پیدا کرنیکی شہادت دیتا ہے۔

حکومت کی ہوس نے خواہ وہ حکومت کیسی ہی ناجائز یا خلاف ضابطہ کیوں نہ ہو لازمی طور سے تدبیر و اصلاح کے سرچشموں کو خشک کردیا تھا یکے بعد دیگرے متعدد وزراء کے طرزعمل نے ان نقائص کو اور بھی واضح کردیا جو اوس طریقہ حکومت میں موجود تھے۔ میرے والد مرحوم حضرت غفران مکان نے سالارجنگ اول کی وفات کے بعد اون کے مرتبہ نظم حکومت کی کافی آزمایش کرکے اون نقائص کو محسوس فرمایا جو اوسمیں موجود تھے اور ۱۸۹۲ع میں قانونچہ مبارک نافذ فرمایا جسمیں مدارالمہام اور معین المہاموں کے اختیارات و فرائض کے حدود معین کئے گئے۔ اسکے بعد اور ایکدفعہ اصلاح انتظام کیطرف اون کی توجہ مبذول ہوئی اور قواعد قانونچہ کی اشاعت عمل میں آئی۔

جبکہ خود ما بدولت نے اپنی تخت نشینی کے بعد ہی مسائل انتظام مملکت کا نظرغائر سے ملاحظہ شروع کیا تو یہ خیال یقین کے درجہ تک پہنچگیا کہ موجودہ طریقہ حکومت کے نقائص کو دور کرنا ممکن نہیں ہے تاوقتیکہ اوسکی ترکیبی حالت میں اصلاح نکیجائے بس بکمال غور و فکر کے بعد ما بدولت نے یہ انتظام مملکت کا بارگراں خود برداشت کرنا قبول فرمایا اس پانچ سال کے مدت دراز تک انصرام کار کی سعی بلیغ کیا تھ ساتھ اپنی عزیز رعایا کی فلاح

بہبودی کے ذرائع کا قیام و استحکام مابدولت کا مطمح نظر رہا ہے کیونکہ اونکی ترقی خوشحالی اور فارغ البالی میں مابدولت کی شفقت آمیز دلچسپی لازوال ہے۔

اسوقت تک کی خاص ذاتی تجربہ نے مابدولت پر ظاہر کردیا کہ موجودہ انتظام میں تبدیلی کی ضرورت ہے۔ انقلاب زمانہ۔ زمانہ حال کی زندگی کی پیچیدہ مسائل مشرقی اقوام کی جدید سیاسی احساس۔ اور خود اس ملک کے اندرونی و بیرونی تعلقات کے نازک مسائل نے ذاتی حکومت کے بار کو اسقدر گراں کردیا ہے کہ اوس سے ایک حد تک سبکدوشی حاصل کرنے کے لئے فوری تدبیر کی ضرورت ہے۔

چونکہ یہ ممکن نہ تھا کہ پھر وہی طریقہ اختیار کیا جائے جسکی ناکامی اوسکو غیر مفید ثابت کرچکی تھی لہذا مابدولت نے غور و خوض کے بعد تنظیم جدید کا مصمم ارادہ کیا۔ تاکہ اوس سے انتظام ریاست کی کافی اصلاح اور اوس قوت کے قیام کا جسپر ترقی منحصر ہے کافی تیقن ہوجائے۔

اور ممالک کے تجربہ نے یہ ثابت کردیا ہے کہ جو حکومت کونسل کے ذریعہ عمل میں آئے اوسکو کئی وجوہ سے ایسی حکومت پر ترجیح ہے جو کسی ایک عہدہ دار کے ہاتھ میں رہے خواہ وہ کیسا ہی لائق اور سر برآوردہ کیوں نہ ہو۔ پس مابدولت کی دلی خواہش یہ ہے کہ اپنی رعایا کو اس مرجح طرز حکومت کے فوائد سے مستفید ہونیکا موقع دیں۔ نظر برآں

مابدولت نے بذریعہ فرمان مورخہ ایک اکزیکٹیو کونسل" (یعنی باب حکومت") قائم فرمایا ہے۔ جو ایک صدر اعظم۔ سات ارکان معمولی۔ اور ایک رکن اختصاصی (جس سے کوئی صیغہ متعلق نہ ہوگا) سے مرکب ہوگی۔

کافی غور کیا گیا صدر اعظم اور ارکان باب حکومت کے اختیارات کے متعلق قواعد منضبط اور اُن کے مجموعی اور انفرادی ذمہ داریوں کے حدود معین کئے گئے ہیں۔ انتخاب ارکان میں

نہایت احتیاط سے کام لیا گیا ہے۔ اور ایسے اشخاص مقرر کئے گئے ہیں جنکا تجربہ اور قابلیت مسلم ہے۔
صدر اعظم سر علی امام ہیں جو تعارف کے محتاج نہیں کیونکہ برٹش انڈیا میں انکے کارنامے سب پر روشن ہیں
ایسی کونسل کے قیام سے ہر شعبہ نظم مملکت کو تقویت ہوگی۔ اور ان مسائل کے حل کرنے میں
اس ملک کے وسیع اور اہم اغراض سے متعلق ہیں (اور جن کا خاص بندگان اقدس کے حکم سے تصفیہ ہوگا)
کونسل کے مشورہ سے بیش بہا مدد ملیگی۔ اوس کے اجتماعی عمل سے انتظام میں یکجہتی اور اوس سے ایسے
نتائج پیدا ہوں گے جو رعایا کے حق میں مفید ثابت ہوں گے۔
اشاعت تعلیم۔ ذرائع معیشت کی ترقی۔ تجارت۔ وصنعت وحرفت کی ترغیب۔ حفظان
صحت کے جدید اصول پیدا کرنے کی تدابیر۔ ذرائع آمد ورفت کا قیام اور اونکی توسیع۔ اور ایسے ہی
بہت سارے مسائل ابھی تصفیہ طلب ہیں۔ ان امور میں جو اندرونی اصلاحات سے متعلق ہیں کونسل
کی کارگزاری اوسیطرح قابل قدر ثابت ہوگی جسطرح امور سیاسی میں بندگان اقدس اور سرکار عظمت مدار
کے تعلقات کے لحاظ سے مفید ہوسکتی ہے۔ یہ تعلقات ہمیشہ دوستانہ رہے ہیں۔ کیا زمانہ سلف
میں کیا آج۔ اقلیم ہند میں آغاز حکومت برطانیہ سے تا ایندم اس خاندان کے ساتھ دوستی اور
اتحاد کا سلسلہ برابر قائم رہا ہے۔ ایک سے زیادہ معرکوں میں سلطنت برطانیہ کی حرمت وبقا کیلئے
شمشیر آصفجاہی نیام سے نکل چکی ہے حال کی جنگ عظیم میں جس سے ابھی سلطنت برطانیہ
فتحمندی کیساتھ فارغ ہوئی ہے۔ جو کچھ امداد بندگان اقدس کیجانب سے کیگئی وہ محتاج بیان نہیں ہے
ان خاص حالات میں باب حکومت کو وابسی ملک برار کے اہم مسئلہ پر غور کرنیکا ایسا نادر موقع
ہمدست ہوگا جس کا مستقبل نہایت خوش آیند ہے۔ بندگان اقدس کی مملکت کے اس جزو لاینفک کا
دعویٰ انصاف اصلی پر مبنی ہے اور اگر اوس کی تنقیح بلا طرفداری کیجائے تو یہ امر خارج از قیاس ہے کہ وہ دعویٰ
قابل تسلیم نہ قرار پائے پس اس اہم مسئلہ کی نسبت کونسل کی مشورہ کا بندگان اقدس کو خاص دلچسپی کیساتھ انتظار رہیگا بندگان اقدس

اپنے تمام امرا عہدہ داران ۔ اور عزیز رعایا کو اس جدید انتظام کیطرف متوجہ و مائل کراکے متوقع ہیں کہ وہ سب اپنی ارادت و عقیدت سے اوسکو کامیاب بنانے میں ہمیشہ ساعی رہیں گے کیونکہ کوئی انتظام حکومت کامیاب نہیں ہوسکتا تاوقتیکہ اسکے عمل کی پابندی حزم و احتیاط کیساتھ نہ کیجائے ۔ اس اشارہ کے ساتھ ما بدولت کی دلی خواہش ہے کہ سرعلی امام و ارکان باب حکومت اپنے اہم فرائض کی انجام دہی میں سرگرم و کامیاب ہوں فقط

اعلیحضرت حضور پرنور بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی

فرمان واجب الاذعان

در بارۂ

تنظیم باب حکومت

مورخہ ۲۲ صفر المظفر سنہ ۱۳۳۸ ہجری

فرمان مبارک

سنہ ۱۸۹۲ء میں غفران مکان حضرت والد مرحوم نے اس مملکت کی نظم کیلئے ایک جدید ضابطہ مرتب فرماکر بنام "قانونچہ مبارک" جاری فرمایا ۔ اس تاریخی سرکاری کاغذ میں حضرت غفران مکان نے اون اصول پر نظر ڈالی جو اس ملک کی نظم کا قدیم دستور تھا ۔ اور اُس میں اون نقائص پر بھی غور فرمایا جو سر سالار جنگ اول کے انتظامی اصلاحات میں موجود تھے اور جن کی برائیاں دور فرماکر اپنے ارشادات کو الفاظ ذیل پر ختم کیا :-

(اس مملکت کا ابتدائی طرز حکومت محض شخصی حکمرانی تھا ۔ سالار جنگ اول نے اسے تقریباً

سلطنت منضبطہ (کانسٹی ٹیوشنل مانرکی) سے مبدل کیا۔ سالارجنگ دوم کی پست ردی سے زمام اختیار چند غیر مستحق ہاتھوں میں آگئی۔ اور آسمانجاہ کے نظم میں اون کے مددگار کی ذاتی حکومت اس خودسری تک پہنچی کہ **ما بدولت** کو احساس ہوا کہ بلا تاخیر اسکا انسداد کیا جائے۔

پھر اس طرز حکومت کے تین نقائص کی جو محتاج اصلاح تھے صراحت کیگئی۔ جدید طرز عمل میں بعض اصول تاکیداً واجب التعمیل قرار دیکر اپنی عزیز رعایا کے آرام و طمانیت اور خوشحالی کیلئے ایک بہتر سلسلۂ نظم کی تجویز کا خیال ظاہر فرمایا۔ حضرت غفران مکان کا یہ ارشاد ہوا کہ :-

امن عامہ۔ رعایا کی بہبودی۔ اور سرکاری خزانہ کا مکتفی رہنا۔ حکومت کی قابلیت کی معیار ہیں

الغرض اوس وقت انصرام نظم کے قواعد کی تدوین میں حضرت غفران مکان کے متذکرہ صدر عالی خیالات کی کامل تقلید کیگئی اور اونکی تعمیل پر تہدید۔

(۲) اس جدید طرز حکومت میں جو نمایاں تبدیلیاں ہوئیں وہ یہ تھیں کہ قدیم **کونسل آف اسٹیٹ** (مجلس سلطنت) کی جگہ جو آخر بیکار ثابت ہوئی **کیبنیٹ کونسل** (مجلس وزراء) قائم کیگئی اور مجلس وضع قوانین کا انعقاد اس غرض سے کیا گیا کہ قوانین و ضوابط کی تدوین قابل و تجربہ کار ملازمین و غیر ملازمین کی مدد و مشورہ سے کیجائے۔ اور ہر دو **کونسل** و نیز مدار المہام و وزراء حیغہ کے اختیارات و فرائض منصبی معین کئے گئے۔

(۳) سنہ ۱۸۹۰ء میں مرتبہ قواعد موسوم بہ "**قواعد قانونچہ**" اس غرض سے شائع کئے گئے کہ اصل اصول **قانونچہ مبارک** کی بلحاظ تجربہ مابعد توضیح کیجائے۔ یہ توضیح شدہ نظم حضرت غفران مکان کی بیش از وقت وفات حسرت آیات تک اور نیز بعد تخت نشینی **ما بدولت** تا ختم دسمبر سنہ ۱۹۱۴ء قائم رہی۔

(۴) **ما بدولت** نے اوس روز بلا توسط اعدی نظم حکومت کی ذمہ داریاں اختیار کیں اور جب اب تک بغیر معاونت مدار المہام اینجانب بنفس نفیس کار فرما ہیں الغرض ایم کار حکومت میں اینجانب

نے وہی روش اختیار کی جو حضرت والد مرحوم غفران مکان کی جلیل القدر رہنمائی نے بتائی اور جسکا ذکر نہایت خوبی سے **قانونچہ مبارک** کے ابتدائی حصہ میں آیا ہے با این ہمہ سابق کے طرز عمل سے اینجانب نے صرف ایک امر میں تجاوز کیا ہے ۔ دفاتر کی معمولی روزمرہ کام سے سبکدوشی حاصل کرنے کیلئے معین المہامان و صدر المہامان کے اختیارات میں توسیع کیگئی ۔ اس ملک کی نظم و نسق میں متعدد گوناگوں اصلاحات جو اسوقت تک ہوئے ہیں اون سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دانشمندی و دور اندیشی نے قواعد **قانونچہ مبارک** میں کسقدر روح پھونکی ہے ۔ اب سلطنت کی مالی حالت میں استحکام کا مادہ پیدا ہو گیا ہے ۔ اور سکہ جو اس ملک کا طغرائے امتیاز کہا جا سکتا ہے اسکی بنیاد بھی مستحکم ہو گئی ہے ۔ غور کردہ تدابیر وقتاً فوقتاً عمل میں آئی ہیں ۔ جدید صیغہ جات جیسے ادارہ زراعت اور انجمنہائے قرضہ امداد باہمی رعایا کی مادی و مالی حالت کی ترقی کی غرض سے قائم کئے گئے ہیں

(۵) ، حکومت کے کام کیساتھ ذاتی تجربہ نے اینجانب کو صحیح اندازہ کرنیکا موقع دیا کہ تغیر زمانہ و حالات نے کیا کیا نئی ضرورتیں اور محتاجیاں پیدا کر دیں ۔ اور ہر امر جو رعایا کی فلاح و بہبودی میں معین پایا گیا اوس نے **مابدولت** کو مزید کوششوں کیطرف راغب کیا ۔ ساتھ ہی اینجانب کو اون اہم مسائل کا بھی پورا احساس ہوا جنکے حل و عقد کیلئے بڑی حکمت و دانائی درکار ہے ۔ اور ملک کے مادی ذرائع میں ابتک خاطر خواہ ترقی نہیں ہوئی صنعت و حرفت کی توسیع اور عام تعلیم کی ترقی ہنوز کامل توجہ کے محتاج ہیں ۔

(۶) ، وہ حقیقی ہمدردی اور شفقت آمیز فکر جو اپنی رعایا کی فلاح و بہبودی سے متعلق ہے ہمیشہ **مابدولت** کے مطمح نظر ہے اسکا صحیح اندازہ اون کارروائیوں سے جو ابتک عمل میں آئی ہیں کافی طور پر نہیں ہو سکتا ۔ **مابدولت** کو ہر وقت خیال رہا کہ جلد کوئی ایسی صورت نکالی جائے جس سے **مابدولت** کی رعایا زیادہ خوشحال نظر آئے اور نیز یہ کہ وقتاً فوقتاً محکمے نمایاں

ہونے سے جن مصائب کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ حتی المقدور اونکا سد باب ہو جاتا ہے۔ جب کوئی اہم طریق عمل فوائد عامہ کیلئے اختیار کیا جائے تو اول شرط کامیابی یہ ہے کہ اوس خاص مقصد کیواسطے ایسے طریقے عمل میں لائے جائیں جو اوس کے حصول کیلئے ضروری ہوں۔ کیونکہ اچھی حکومت کی بنیاد کا انحصار زیادہ تر سلسلہ سیاسیات پر ہے نہ کہ ذاتی ادعائے حکمرانی پر۔ اس ستائیس (۲۷) برس کے ممتد زمانہ میں یعنی جب سے کہ سنہ ۱۸۹۲ء کے کانسٹی ٹیوشن پر عمل ہونا شروع ہوا اوس میں بھی بہت سی خرابیاں جو ہر انسان کے اعمال کا خاصہ ہیں بتدریج داخل ہو کر نمو پا گئیں۔ اور جس وقت سے کہ فرائض مدار المہامی اینجانب خود انجام دے رہے ہیں متعدد اقسام کے نقائص اور کمزوریاں ما بدولت پر آشکار ہوئیں۔

۷) نظر غائر نے ان نقائص کو عیاں کر کے یہ بھی دکھایا کہ کہاں تک وہ اصل مقاصد حاصل نہ ہوئے جو حضرت مرحوم کے مرکز خاطر تھے اور جن کے واسطے اونھوں نے متعدد تاکیدی احکام جاری فرمائے تھے۔ اولاً صیغہ جات کی باہمی مدد و امداد کی کمی ایک ایسا نقص ہے جس سے وقت و محنت کی بربادی اور جسکا لازمی نتیجہ کام کی نضولی ہے۔ ثانیاً یہ کہ معمولی مقدمات کے انفصال میں بھی غیر معمولی تعویق ہوتی ہے۔ اور یہ بھی کہ حکومت کے اصلی فرائض کا مفہوم بعض صیغوں میں ناکافی ہونے سے دوسرے صیغوں کے کام میں بیجا دست اندازی ہوتی ہے جسکا نتیجہ کارروائی میں پیچیدگی و مراسلت میں طوالت ہے۔ اور یہ بھی ایک سخت خرابی ہے کہ معین المہام ان و صدر المہامان کے کاموں کے تختہ جات ازروے **قانونچہ مبارک** وقت مقررہ پر پیش کرنا عادتاً ترک کر دیا گیا ہے۔ خرابیاں جو اسطرح نتیج ہوئیں اونکا الزام موجودہ طریقہ کار پر غالباً اوسیقدر عائد ہوتا ہے جتنا کہ اور اسباب پر۔ بہر صورت ماحصل یہ ہے کہ طریقہ مذکورہ درستی نظم کیلئے مضر ثابت ہوا۔ صیغہ جات کی کام کی سہولت اور اون کے باہمی تعلقات میں درستی پیدا کرنے کیلئے **قانونچہ مبارک** کے دسویں نقرہ کے دوسرے حصہ میں قواعد کی تدوین کی ہدایت غالباً اس غرض

سے کیگئی تھی کہ اونکا طریقۂ عمل ترقی پاکر زمانہ حال کیضروریات کو پورا کرسکے لیکن بدقسمتی سے ان قواعد کی تدوین نظر انداز کیگئی اور نظم و نسق کا کام اوسی قدیم طریقہ پر چلتا رہا جسے امتداد زمانہ و تجربہ نے غلط ثابت کردیا. اگرچہ بعض اوقات **کیبنٹ کونسل** میں روح پھونکنے کی کوشش کیگئی مگر یہ بھی وہ حکومت کے مشین میں اپنا کام کرنے سے باز رہگئی. اوس کے عملاً بیکار ہوجانے کی یہ وجہ پائی جاتی ہے کہ اوسکی حیثیت صرف ایک مجلس شوریٰ کی تھی. اوس کو نہ تو اپنے احکام کی تعمیل کرانے کا اختیار تھا اور نہ وہ اپنے احکام کے عملی نتائج کی ذمہ دار تھی. اسکا بحیثیت جزو حکومت تقریباً محو ہوجانا کامیابی کے اون شرائط کی تکمیل میں حارج ہوا ہے. جو ہر ایسی سیاسی تعمیر کی لازمی بنیادیں ہیں جنکے استحکام سے رفاہ عام کی ترقی کے بڑے مقاصد فروغ پاتے ہیں اور اعلیٰ نتائج حاصل ہوتے ہیں۔

(۸) موجودہ طرز عمل کے نقائص اور اُن کے استیصال کے بہترین تدابیر اور رعایا کی بہبودی کے واسطے نظم مملکت کی ترکیب و موزونیت کے مسائل نے ایک عرصہ سے **مابدولت** کے خیال و فکر کو اپنی طرف متوجہ رکھا ہے اور اب **مابدولت** کو یہ ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ فرائض مدار المہامی کا بڑا حصہ جو گذشتہ پانچسال سے اینجانب کے دست خاص سے انجام پا رہا ہے. اب اوس سے **مابدولت** سبکدوش ہوجائیں اور **مابدولت** نے تصفیہ کردیا ہے کہ کیبنٹ کونسل کو برخواست کردیجائے اور **مابدولت** کے قطعی و کامل اقتدار کے تحت حکومت کا کام اور اوسکی ذمہ داریاں ایک مجلس کے سپرد کیئے جائیں. مملکت کی بہترین نظم کیلئے **مابدولت** کا ارادہ ہے کہ وسعت کیساتھ زیادہ اجتماعی نہ کہ شخصی اختیارات کا عملدرآمد ہو جسطرح **مابدولت** کا مصمم ارادہ ہے کہ ایک بڑا حصہ اون فرائض کا جسے مدار المہام نے انجام دیا ہے جلد سے جلد **اگزیکیٹیو کونسل** یعنی باب حکومت کے تفویض کیا جائے اس باب حکومت کے ارکین تجربہ کار عہدہ دار ہونگے

اور صدر اعظم وہ ہوں گے جو ملہ لیاقت و قابلیت و وقعت رکھتے ہوں مزید اختیارات معین المہامان و صدر المہامان جو موقعی لحاظ سے تفویض ہوے تھے اور ایسے ہی مزید اختیارات جو معتمدین کو مجلس وضع قوانین صیغہ عدالت کے دفاتر کے متعلق دئے گئے تھے وہ الحال منسوخ کئیگئے۔ اراکین باب حکومت کو (جنکا ہر فرد بلقب صدر المہام ملقب ہوگا۔) اسوقت سے منفرداً ذیل اختیارات حاصل ہوں گے جو زمانہ مدار المہامی میں معین المہامان کو حاصل تھے۔ الّا وہ اختیارات جنکی ترمیم واضح طور پر ضمیمہ جات الف و ب و ج۔ دستور العمل باب حکومت بشکل فرمان ہذا میں کیگئی ہے مجلس وضع قوانین تا ترمیم ضابطہ اپنے موجودہ قواعد پر معمل رہے گی۔

(۹) باب حکومت علاوہ صدر اعظم کے آٹھ اراکین یعنے سات صدر المہامان صیغہ جات اور ایک صدر المہام (اختصاصی) پر مشتمل ہوگا۔ اگر اراکین کی تعداد میں اضافہ مناسب سمجھا جائیگا تو ما بدولت حسب موقع تجویز اسپر غور کریں گے ان اراکین میں سے "نائب صدر اعظم" جسکا تقرر ما بدولت کرینگے) صدر اعظم کی غیر موجودگی میں اون کے فرائض انجام دیگا۔ اور مقدمات کے امثلہ جنکا فیصلہ صدر المہام صیغہ (ممبر انچارج) کے اختیار سے باہر ہو معتمد اپنی صدر المہام کی رائے کیساتھ صدر اعظم کے معائنہ کیواسطے ارسال کریگا۔ صدر اعظم حکم مناسب کے بعد ایسے امثلہ کو صدر المہام صیغہ کے توسط سے محکمہ متعلقہ کے معتمد کو واپس کردیں گے۔ بپابندی قواعد نافذہ صدر اعظم اس کے مجاز ہونگے کہ کل امور مندرجہ ضمیمہ (الف) کا فیصلہ خود کریں اور اون کو اختیار ہوگا کہ ایسے امور میں اراکین باب حکومت کی رائے طلب کریں یا نہ کریں کسی امر محولہ ضمیمہ (ب) کو صدر اعظم جب باب حکومت میں پیش کریں اوسکا فیصلہ بالغلبہ آراء ہوگا اور وہ فیصلہ حکم قطعی سرکار عالی سمجھا جائیگا۔ اور فی الفور "صدر اعظم باب حکومت" کے نام سے جاری ہوگا۔ ایسی حالت میں کہ صدر اعظم کیطرف غلبہ آراء نہ ہو وہ اس کے مجاز ہوں گے کہ بلا تاخیر اپنی رائے کے ساتھ مقدمہ ما بدولت کی ملاحظہ میں

بغرض حکم مناسب پیش کریں اور تا صدور حکم انجناب باب حکومت کی رائے کی اجرائی ملتوی رکھیں۔ صدر اعظم کا فرض ہوگا کہ امور مندرجہ ضمیمہ ج کو غور کیلئے باب حکومت میں پیش کریں اور مابعد نتائج مباحث مع آراء اراکین اور خود اپنی توجیہات کو حکم آخر کے لئے مابدولت کے ملاحظہ میں پیش کریں۔

(۱۰) تقررات کے معاملہ میں ہمیشہ یہ امر مابدولت کا مطمح نظر رہا ہے کہ اس ملک کی رعایا کو غیر ملکوں پر لازماً ہمیشہ ترجیح دیجائے کیونکہ یہ اون کا واجبی حق ہے جسکو پورے طور سے ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ بشرطیکہ وہ ادائی فرائض منصبی کیلئے کافی لیاقت و قابلیت رکھتے ہوں۔ البتہ خاص صورتوں میں جبکہ خاص صفات کے اشخاص کی ضرورت محسوس ہو اس کلیہ سے اغماض ہوسکتا ہے۔ اسلئے آئندہ جبکہ اس قسم کا معاملہ پیش آئے تو قبل تقرر مابدولت کی منظوری حاصل کرنا لابد ہوگا۔

(۱۱) کل ایسے قواعد و ضوابط جو اسوقت نافذ مگر قواعد منسلکہ فرمان ہذا کے مناقض ہیں وہ بقدر تخالف منسوخ کئے گئے۔ انجناب کے اقتدارات شاہی اور قطعی اختیارات تنسیخ (ڈیٹو) پر اس فرمان کا یا اس کے ذیلی قواعد کا کوئی اثر نہ ہوگا اور اون اقتدارات و اختیارات کو انجناب جسوقت اور جسطرح مناسب سمجھیں استعمال فرمائیں گے۔

(۱۲) مابدولت کا منشا اس فرمان کے اعلان سے یہ ہے کہ اون اختیارات و اقتدارات منتقلہ کے فوائد سے جو ایک اچھی گورنمنٹ کی ضروریات کے موافق ہوں حتی الوسع اپنی عزیز رعایا کو بہرہ اندوز کیا جائے اور سرکاری ملازمین کی انتظامی ذمہ داریوں کے دائرہ کی توسیع اور ان کی نوعیت کی اصلاح کیجائے مابدولت کے عہدہ دار اور غیر عہدہ داروں کے مابین ارتباط کے زیادہ مواقع پیدا کئے جائیں تاکہ رعایا کی فلاح و بہبودی کے مشترکہ کام میں سہولت اور اس قدیم حکومت کی کامیابی و نیکنامی ہو۔ مابدولت اپنے تمام ملازموں کو بطور خاص متنبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے مقررہ خدمات کی انجام دہی میں احساس فرائض و حب الوطنی اور نہایت دلچسپی و انہماک سے کام لیں اور ہر فرد کو۔

(خواہ عہدہ دار سرکاری ہو یا نہو) سمجھ لینا چاہیئے کہ ما بدولت کی رعایا کے خوش و خرم رکھنے اور فارغ البال بنانے میں جہاں تک اوسے موقع ملے خود دے۔ دستخط مبارک

۲۴ صفر المظفر ۱۳۲۹ھ یکشنبہ۔ شرح دستخط

امین جنگ بہادر صدر المہام دفتر پیشی

فخر الدین احمد خان معتمد فینانس — میر فیض الرحمن مددگار معتمد فینانس

ضمیمہ الف
اختیارات صدر اعظم

دفعہ ۱ (الف) تقرر خدمات جنکی ماہوار دو سو پچاس روپیہ یا اوس سے زیادہ ہو لیکن ایکہزار روپیہ اور نہ ہو

(ب) ایسے جدید خدمات قائم کرنا جنکی ماہوار پانسو روپیہ سے زائد ہو مگر اسصورت میں اعلیٰحضرت کی صریح منظوری کی ضرورت ہوگی۔

(ج) ایسی جدید خدمات قائم کرنا جنکی ماہوار دو سو روپیہ سے زیادہ لیکن پانسو روپیہ سے اوپر نہ ہو جنکی اطلاعی عرضداشت بارگاہ خداوندی میں پیش کرنی ہوگی۔

توضیح۔ فقرہ (ب و ج) کے موجب کارروائی اوس وقت تک نکی جائیگی تا وقتیکہ صدر اعظم نے محکمہ فینانس سے استدراک نکر لیا ہو۔ اور اس محکمہ کے صدر المہام نے اسکے متعلق اپنے خیالات قلمبند نکر لیے ہوں اور وہ تحریر صدر اعظم کی رائے کیساتھ بارگاہ خداوندی میں پیش نکیگئی ہو

دفعہ ۲ موجودہ خدمات کے تقررات منظور کرنا جنکی ماہوار ایکسو روپیہ سے زائد ہو لیکن دوسو پچاس روپیہ سے کم ہو لیکن ایسی خدمتوں میں اگر شکست تقرر یا جدید یا مزید اخراجات لاحق ہوں اور پیشگاہ خداوندی سے انکی نسبت کوئی صریح احکام نہ جاری ہوے ہوں تو ان کی منظوری نہ دیجائیگی تاوقتیکہ صدر المہام فینانس نے اپنی تحریری رائے اس خدمت کی نسبت قلمبند نہ کی ہو ۔

توضیح "اختیارات تقرر" اور "منظوری تقرر" میں موقوفی ۔ تنزل ۔ تبدل ۔ ترقی ۔ جرمانہ ۔ وظیفہ منظوری وغیرہ کا اختیار شامل ہوگا ۔

دفعہ ۳ ایسے وظائف والونس کی منظوری جو ریاست کی ممتاز خدمات کے صلہ میں دے جائیں نیز ایسے وظائف والونس جو درثار یا قائم مقامان متوفی ملازمین سرکاری کو بطور انعام یا رعایت دے جائیں بشرطیکہ اونکی مقدار فی مقدمہ تاحین حیات یا اوس سے کم مدت کیلئے ایکسو روپیہ ماہانہ سے زیادہ نہو ۔

دفعہ ۴ کسی متوفی یومیہ دار کے ورثاء کے نام صدر المہام صیغہ فینانس کی رائے پیش ہونیکے بعد پانسو روپیئے سالانہ تک یومیہ بحال کرنا ۔

دفعہ ۵ منصبداران متوفی کے ورثاء کے نام ادن اُصول کی پابندی کیساتھ جو قانونچۂ مبارک میں مندرج ہیں منصب بحال کرنا ۔

دفعہ ۶ ایسی رقوم جو کسی صدر المہام کے اختیارات سے متجاوز ہوں ایک ذیلی مد سے دوسری ذیلی مد یا ایک سررشتہ کی عام بجٹ سے دوسرے سررشتہ کے غیر معمولی اخراجات کیلئے منظور کرنا

دفعہ ۷ ایسی رقوم جو کسی صدر المہام کے اختیار سے متجاوز ہوں صدر المہام صیغہ فینانس کی رائے حاصل کئے بعد منظور کرنا ۔

دفعہ ۸ اس امر کی نگرانی کرنا موازنہ صحیح طور سے وقت مقررہ پر مرتب کیا گیا ہے اور اوسکو فعلی

حال کے آغاز سے کم از کم دو مہینے قبل بارچھ مقنن پیش کرنا۔

دفعہ ۹ (الف) زرچندہ کسی سے مرسلت رکھنا۔

توضیح ایسی مراسلت کا مقصد اداری تحقیقات یا تحقیق کرنا لازم ہوگا۔

(ب) اعلیحضرت کی منظوری کیا تو بھی مسائل کے متعلق صاحب عالیشان بہادر (............) سے فوراً کرنا۔

دفعہ ۱۰ تمام مطابع کے اجازت نامے جاری یا منسوخ کرنا نیز اخبارات کی امداد کرنا۔

دفعہ ۱۱ سرکاری مہمانوں کا خیر مقدم اور ان کی مدارات

دفعہ ۱۲ جن عہدہ داران سرکاری کو صدر المہام صیغہ رخصت دینے کا مجاز نہ ہو ان کو ہر قسم کی رخصت دینا یا اوسکو منسوخ کرنا۔

دفعہ ۱۳ کسی عہدہ دار کو کسی کار خاص پر متعین کرنا اور اوس کی جائداد کا منصرمانہ انتظام کرنا۔ مگر شرط یہ ہے کہ اعلیحضرت کی منظوری کے بغیر جدید یا فرد خرچ چھ ہزار روپیہ سے زیادہ نہ کیا جائے

دفعہ ۱۴ جملہ عہدہ داران سرکاری جنکی تنخواہ ایکہزار روپیہ یا اوس سے کم ہو اون کے عمل ذہنی کے متعلق تحقیقات بصیغہ انتظامی کرنا یا ایسی تحقیقات کا حکم دینا اور اس غرض سے کسی دفتر کے اسناد (باطلاع صدر المہام بہادر صیغہ) طلب کرنا

دفعہ ۱۵ صدر المہامان کی طریق کار کیلئے قواعد مرتب کرنا لیکن اس ترتیب قواعد میں وہ اون اختیارات سے جو انہیں تفویض ہوئے ہوں بلا منظوری اعلیحضرت محروم نہ کئے جائینگے

دفعہ ۱۶ کسی ایسے موضع یا مقطعہ یا اراضی کا قول یا پٹہ منظور کرنا جسکا سالانہ دہارہ پانچہزار روپیہ سے زائد ہو لیکن بارہ ہزار سے زیادہ نہو۔

دفعہ ۱۷ وکلفنڈ کی کل ایسی تعمیر صدر المہام صیغہ کے اختیارات سے متجاوز ہوں منظور کرنا۔

دفعہ ۱۸ تمام عبادت گاہوں - مقدس یا قدیم عمارتوں کی مرمت اور نگہداشت کیلئے یا دوسرے مذہبی یا خیراتی اغراض کیلئے رقم کی منظوری دینا اوس صورت میں کہ موازنہ میں اوسکی گنجایش ہو - اور جسکی انتہائی مقدار ہر مقدمہ کے لئے ایکہزار روپیہ سالانہ سے زائد نہ ہو -

دفعہ ۱۹ تعلیم یورپ کیلئے بپابندی قواعد نافذہ بشرط گنجایش موازنہ وظائف و امدادی رقوم منظور کرنا نیز ممالک محروسہ سرکار عالی میں تعلیمی یا خیراتی اغراض کے لئے ایسی امدادی رقوم منظور کرنا جنکی مقدار تین سو روپیہ ماہانہ سے زائد نہ ہو -

دفعہ ۲۰ ضوابط مجلس وضع قوانین کی دفعہ (۳۴) کی رو سے مجلس وضع قوانین میں مسودات قانون پیش کرنے کی اجازت دینا -

دفعہ ۲۱ عہد نامہ جات اور اقرار نامہ جات کے مطابق چھاونیات کے متعلق یا برٹش اور برٹش انڈین رجمنٹوں کے متعلق ضروری کارروائی کرنا -

دفعہ ۲۲ سوائے سزائے موت و حبس دوام الحیات کے جملہ سزائیں جو عدالتہائے فوجداری نے صادر کی ہوں اونکو کافی وجوہ پر کلاً یا جزءً معاف کرنا یا ایک قسم کی سزا کو اس سے کم درجہ کی سزا سے بدل دینا -

دفعہ ۲۳ ممالک محروسہ سرکار عالی کے کسی مقام میں مدارس یا شفاخانہ جات سرکاری کا افتتاح یا اون کا بند کرنا -

دفعہ ۲۴ قانون حصول اراضی ممالک محروسہ سرکار عالی کے مطابق حصول اراضی کی منظوری دینا -

دفعہ ۲۵ مختلف صیغہ جات سرکاری میں زیادہ استحکام و شتابی کار کیلئے وقتاً فوقتاً ونیز ی ہدایات جاری کرنا -

دفعہ ۲۶ ایسے نادہندگان کے متعلق جن کے پاس کوئی جائداد نہ ہو رقم مالگذاری کا التواء

یا معافی منظور کرنا جو صدر المہام متعلقہ کے اختیارات سے تجاوز ہو لیکن جسکی مقدار فی مقدمہ پچیس ہزار روپیہ سے زائد نہ ہو۔

دفعہ ۲۷ کسی سرکاری عہدہ دار پر سرکاری رقوم کے تغلب و تصرف کی علت میں سپردگی فوجداری کی اجازت دینا بشرطیکہ اوسکا تقرر از روئے قواعد ہذا صدر اعظم کی منظوری سے ہوا ہو یا ہو سکتا ہو۔ ۲۲ صفر المظفر ۱۳۳۸ھ یکشنبہ (حسب الحکم)

امین جنگ بہادر صدر المہام دفتر پیشی۔ فخر الدین احمد خاں منصرم معتمد فینانس
میر زین الرحمن مددگار معتمد فینانس

دفعہ ۱ سال آئندہ کے موازنہ کا تصفیہ۔

دفعہ ۲ انجام دہی کار کے اطلاع نامہ جات (Progress reports) کا تصفیہ جو صدر المہام اپنے اپنے محکمہ جات کے متعلق اوقات مقررہ پر پیش کریں۔

دفعہ ۳ مشتبہ مشکل یا اہم امور کا تصفیہ جنکا تعلق دو یا زیادہ محکمہ جات سے ہو

دفعہ ۴ کارروائی اون مقدمات کی رپورٹ کے متعلق جن کے تحقیقات حکم سرکاری سے کسی کمیشن یا کمیٹی نے کی ہو۔

دفعہ ۵ ان معاہدات کا تصفیہ جنکا اثر سرکار عالی کے حقوق پر پڑتا ہو۔ بمقابلہ کسی شخص یا کمپنی کی جنکو کوئی رعایت (Concession) یا حق تصرف کلی (Monopoly) دیا گیا ہے یا آئندہ دیا جائے۔

دفعہ ۶ ایسے امور کا تصفیہ جو فوج باقاعدہ کے عہدہ داروں کے حقوق اور فرائض پر موثر ہوں

دفعہ ۷ جب کسی عہدہ دار کو کسی خاص کام پر متعین کیا جائے اوسکی جائداد کی مامورگی کے لئے اخراجات کی منظوری اگر وہ سالانہ بارہ ہزار روپیہ سے زائد ہوں۔

دفعہ ۸ نئی اور کارآمد تصانیف کے مصنفین کو صلہ دینے کی منظوری۔

دفعہ ۹ ایسے وظائف والونس کی منظوری جو ریاست کی ممتاز خدمات کے صلہ میں دئے جائیں نیز ایسے وظائف والونس کی منظوری جو ورثا و قائم مقامان متوفی ملازمین کو بطور انعام یا رعایت دئے جائیں بشرطیکہ انکی مقدار فی مقدمہ تا حین حیات یا اس سے کم مدت کیلئے دو سو روپیہ ماہانہ سے زیادہ ہو

دفعہ ۱۰ قدیم دمیہ کی بحالی جب اوسکی مقدار پانسو روپیہ سے زائد ہو۔

دفعہ ۱۱ عام عبادت گاہوں۔ مقدس یا قدیم عمارتوں کی مرمت و نگہداشت کیلئے یا دوسرے مذہبی یا خیراتی اغراض کیلئے رقم کی منظوری دینا اس صورت میں کہ خزانہ میں اوسکی گنجایش ہو اور جسکی رقم ایکہزار روپیہ سالانہ سے زائد ہو۔

دفعہ ۱۲ ایسے قواعد یا اشتہارات جاری کرنا جنھیں قانون نافذہ ممالک محروسہ کی رو سے مدارالمہام مرتب یا جاری کرنے کے مجاز تھے۔

دفعہ ۱۳ کسی ایسے موضع۔ مقطعہ۔ یا اراضی کا قول یا پٹہ منظور کرنا جسکا سالانہ محاصل بارہ ہزار روپیہ سے زائد ہو۔

دفعہ ۱۴ ایسے نادہندگان کے متعلق جنکے پاس کوئی جائداد نہ ہو رقم مالگزاری کی التوا یا معافی

منظور کرنا جب اوسکی مقدار فی مقدمہ [illegible] روپیہ [illegible] سے زائد ہو۔

دفعہ ۱۵ ایسے سرحدی تنازعات کی تصفیہ [illegible] جن [illegible] تصفیہ [illegible] کے فیصلہ کا اختیار صدر المہام متعلقہ کو نہ ہو۔

دفعہ ۱۶ [illegible] تعلق [illegible] ہے۔

دفعہ ۱۷ ان مراعات کا فیصلہ جو از روے قانون یا قواعد نافذ الوقت [illegible] ہوسکتے تھے الا وہ جن کی نسبت ایسے قواعد و قوانین میں باب حکومت کے [illegible] تخصیص کی گئی ہے۔

دفعہ ۱۸ ایسے امور کی منظوری جو از روے قواعد موجودہ و منشاء قوانین و قواعد ممالک محروسہ [illegible] کی منظوری کے محتاج ہیں الا وہ جنکی تخصیص باب حکومت کے [illegible] میں کیگئی ہے۔

دفعہ ۱۹ کسی سرکاری عہدہ دار پر سرکاری رقوم کے تغلب یا تصرف کی علت میں مقدمہ فوجداری کی اجازت دینا بشرطیکہ اوسکا تقرر از روے قواعد ہذا صدر اعظم کی منظوری سے نہ ہوا یا نہ ہوسکتا ہو۔

دفعہ ۲۰ ممالک محروسہ میں تعلیمی یا خیراتی اغراض کیلئے امدادی رقوم منظور کرنا جنکی مقدار فی معاملہ [illegible] روپیہ ماہانہ سے زائد ہو۔

دفعہ ۲۱ سزائے حبس دوام دینے کی منظوری۔

دفعہ ۲۲ صدر المہامان و اراکین باب حکومت کے سوا جملہ عہدہ داران جنکی تنخواہ ایکہزار روپیہ سے زائد ہو اون کے عمل منصبی کے متعلق تحقیقات بصیغہ انتظامی کرنا یا ایسی تحقیقات کا حکم دینا۔ ۲۲ صفر المظفر ۱۳۳۸ ہجری یکشنبہ حسب الحکم۔

امین جنگ بہادر صدر المہام قانونی پیشی
محمد الدین احمد خان منصرم معتمد فینانس — میر فیض الرحمن مددگار معتمد فینانس

ضمیمہ (ج)

اعلیحضرت بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی

امور تابع احکام

دفعہ ۱ — وہ امور جنکا اثر بندگان اعلیحضرت کی اغراض و مصالح یا ممالک محروسہ سرکار عالی کی سیاسی حیثیت یا برٹش گورنمنٹ کے باہمی تعلقات پر پڑتا ہو۔

دفعہ ۲ — باب حکومت کے ارکان کا تقرر

دفعہ ۳ — ان عہدوں پر تقرر جنکی ماہوار ایکہزار روپیہ سے زائد ہو

دفعہ ۴ — کوئی جدید عہدہ قائم کرنا جسکی ماہوار پانسو روپیہ سے زیادہ ہو یا کوئی موجودہ عہدہ کی ماہوار میں پانسو سے زیادہ اضافہ کرنا۔

دفعہ ۵ — پانسو روپیے ماہوار سے زیادہ پر کسی یورپین کا تقرر

دفعہ ۶ — زائد از موازنہ اخراجات کی منظوری۔

دفعہ ۷ — موازنہ کی ایک صدر مد سے دوسری صدر مد میں رقم کی منتقلی

دفعہ ۸ — مناصب جدید و ماہوارات خاص عطا کرنا یا خزانہ عامرہ سے کسی کو قرض دینا بہ استثنار تقاوی یا ایسے قرض کے جو کسی کو حسب منشار قواعد نافذ الوقت دیا جائے۔

دفعہ ۹ جدید محصول (Taxes) عشر (Cesses) مقررہ (Rates & Duties) ابواب (Cesses) یا اسٹیلیش کا قائم کرنا یا ایسے موجودہ محاصل میں اضافہ تخفیف یا اونکی معافی۔

دفعہ ۱۰ جدید اوقاف یا یومیہ کی منظوری۔

دفعہ ۱۱ وظائف تعلیمی جو منظورہ اسکیم کے مطابق جاری ہوتے ہیں اونکے سوا جدید وظائف تعلیمی کی اجرائی۔

دفعہ ۱۲ جدید جاگیر۔ معاش۔ مقطعہ۔ انعام وطن وغیرہ کی منظوری۔

دفعہ ۱۳ قحط یا کسی عام یا عالمگیر مصیبت کیوجہ سے مالگزاری کی معافی جو کسی قواعد نافذالوقت کی رو سے نہیں ہوسکتی۔

دفعہ ۱۴ اغراض ریلوے۔ معدنیات۔ وصنعت کے لحاظ سے کسی شخص کسی کمپنی کو عطائے مراعات۔

توضیح۔ اس ضمیمہ کے فقرات من ابتدائے ۳ لغایتہ ۱۴ پر جب عمل ہوگا کہ صدرالمہام فینانس نے اپنی رائے اور صدر اعظم نے اپنے خیالات قلمبند کردئے ہوں۔

دفعہ ۱۵ فوجی کمیشنڈ افسروں کا تقرر۔

دفعہ ۱۶ ترقی۔ تبادلہ۔ تنزل۔ جرمانہ۔ موقوفی۔ وظیفہ۔ معذوری وغیرہ اون عہدہ داروں کا جنکا تقرر حسب ضمیمہ ہذا بندگان اعلیحضرت کی منظوری سے ہوا ہو۔

دفعہ ۱۷ باب حکومت کے صدر اعظم اور صدرالمہامان کی رخصت کی منظوری۔

دفعہ ۱۸ مجلس وضع قوانین کے مجوزہ قوانین کی نسبت بندگان اعلیحضرت کی منظوری

دفعہ ۱۹ جبکہ قانون نافذالوقت قصاص لینے کی منظوری یا سزائے موت کو دوسری سزا سے بدلنے یا معاف کرنے کی منظوری۔

دفعہ ۲۰ جملہ دیگر امور کا تصفیہ جنکا بالتخصیص ضمیمہ ہائے (الف) و (ب) میں حوالہ نہیں ہے الا یہ کہ

بشرطیکہ اعلیحضرت کسی عام یا خاص حکم کے ذریعہ سے اوسکی نسبت کچھ اور ہدایت فرمائیں۔

۲۴ صفر المظفر ۱۳۳۸ ھ یکشنبہ (حسب الحکم) امین جنگ بہادر صدر المہام دفتر پیشی

سید نیض الرحمن مددگار معتمد فینانس فخر الدین احمد خان منصرم معتمد فینانس

دستور العمل باب حکومت

دفعہ ۱ اس مجلس کا خطاب "باب حکومت اعلیحضرت" یا "باب حکومت ممالک محروسہ سرکار عالی" ہوگا۔

دفعہ ۲ اس مجلس کے قرارداده فرائض حسب دستور العمل ہذا یا حسب احکام جو اوسکے متعلق وقتاً فوقتاً بندگان اعلیحضرت نافذ فرمائیں اونکی بخوش اسلوبی انجام دہی کیلئے مجلس بیشگاه اعلیحضرتی میں ذمہ دار ہوگی۔

دفعہ ۳ تا وقتیکہ اعلیحضرت کے حکم خاص سے ترمیم یا تنسیخ نہ ہو اس مجلس کے جملہ احکام کا صدور منجانب "صدر اعظم باب حکومت" ہوگا اور وہ قطعی واجب التعمیل ہوں گے۔

دفعہ ۴ یہ باب حکومت بحال صدر اعظم کے سواے سات صدر المہامان صیغہ جات اور ایک صدر المہام اختصاصی پر مشتمل ہوگا۔ صدر المہام اختصاصی پر کسی خاص صیغہ کی ذمہ داری نہ ہوگی۔

دفعہ ۵ یکے از صدر المہامان باب حکومت حسب الحکم اعلیحضرت بندگانعالی نائب ہونگے جو صدر اعظم کی غیر موجودگی (بحالت رخصت میں) اون کے کل فرائض انجام دیں گے۔

دفعہ ۶ باب حکومت کا اجلاس عموماً ہر ہفتہ میں کم از کم ایک بار ہوگا اور ہر اجلاس میں صدر اعظم کے علاوہ یا اون کی غیر موجودگی میں نائب صدر اعظم کے علاوہ کم از کم چار اراکین کی موجودگی لازم ہوگی۔

دفعہ ۷ بندگان اعلیٰحضرت کے حضور میں باب حکومت کی مناسب کارروائی کے صدر اعظم حسب دستور العمل
نیز دیگر احکام و قواعد جو بارگاہ اعلیٰحضرت سے وقتاً فوقتاً صادر ہوں ذمہ دار رہیں گے۔

دفعہ ۸ باب حکومت کی اجلاس کی کارروائی حسب ترتیب اطلاعنامہ (ایجنڈا) ہوگی الا یہ کہ
صدر اعظم ترتیب میں تبدیلی کریں اور اجلاس تا انفصال امور مندرجہ اطلاعنامہ ختم نہ ہوگا۔
لیکن صدر اعظم کو اختیار ہوگا کہ باوجود اجلاس ہونے کے کوئی امر زیر غور تا اجلاس آئندہ ملتوی کر دیں
نیز یہ کہ اگر کوئی رکن کسی امر زیر غور کے التوا کے خواہاں ہوں تو وہ ملتوی کیا جائیگا۔ مگر
صدر اعظم کو اختیار ہوگا کہ اپنے تحریری وجوہ کے ساتھ ایسی تحریک کو نامنظور کریں۔ امور جنکا
التوا اس دفعہ کی رو سے ہوا اجلاس مابعد یا کسی وقت جسقدر جلد ممکن ہو سکے
پیش ہوں گے۔

دفعہ ۹ جب آرائے ارکین بشمول رائے صدر اعظم مساوی ہوں صدر اعظم کو حق مزید اتفاق رائے
(کاسٹنگ ووٹ) دینے کا ہوگا۔

دفعہ ۱۰ صدر المہام صیغہ (Departmental Member) سے دستور العمل و احکام مذکور میں باب
حکومت کا وہ رکن مراد ہے جسکا تقرر بندگان اعلیٰحضرت سے کسی ایسے صیغہ کی نگرانی کیلئے ہوا ہو۔
جس سے مقدمہ زیر بحث کا تعلق ہو۔

دفعہ ۱۱ کاغذات کا پہلا معائنہ اور احکام کی ابتدا کیلئے مختلف صیغہ جات کے کام صدر اعظم و
دیگر ارکین باب حکومت کے یوں سپرد ہوں گے جسطرح بندگان اعلیٰحضرت وقتاً فوقتاً مقرر فرمائیں

دفعہ ۱۲ کاغذات کا پہلا معائنہ اور احکام کی ابتداء کیلئے اس صیغہ کے معتمد جس سے مقدمات کا تعلق
ہو عموماً مثلہ صدر المہام صیغہ کے پاس بھیجیں گے۔

دفعہ ۱۳ اختیارات مصرحہ ضمیمہ (الف) سے کم درجہ کے مقدمات کا انفصال باختیار صدر المہام صیغہ

یا زیر حکم اون کے ہونگا ۔

دفعہ ۱۴ ادس صیغہ کے معتمد جن سے مقدمات کا تعلق ہو امثلہ کی درجہ بندی امور مصرحہ ضمیمہ جات (الف و ب و ج) کے لحاظ سے کریں گے ۔ اور امثلہ ضمیمہ (الف) پر ایک پرچہ ثبت کرینگے جسپر "برائے حکم صدر اعظم" تحریر ہوگا۔ اور اسی طرح ضمیمہ (ب) پر "برائے فیصلہ باب حکومت" و امثلہ ضمیمہ (ج) پر "برائے معروضہ بغرض صدور حکم اعلیحضرت بندگان عالی" لکھا ہوگا ۔

دفعہ ۱۵ صدرالمہام صیغہ کے معائنہ کے بعد مگر صدور احکام سے پہلے معتمد صیغہ صدر اعظم کے پاس امور مصرحہ ذیل کے امثلہ ارسال کریں گے ۔

(الف) امثلہ متعلقہ ضمیمہ جات (الف و ب و ج)

(ب) کسی رپورٹ اڈمنسٹریشن پر رزولیوشن کا مسودہ ۔

(ج) مجوزہ گشتیات ۔

(د) باستثناء ایسی خط و کتابت کے جسکا تعلق امور معمولی سے ہو عدالت العالیہ (High Court) کسی مسلمہ جماعت عامہ (Recognized public association) کیساتھ ۔

(ھ) امثلہ جنکا تعلق کسی ایسے اصول یا مصالح سے ہو ۔ جو غیر معمولی ہوں ۔

(و) مجوزہ احکام جنمیں زجر و ستائش ایسے افسروں کے ملحوظ ہو ۔ جنکی ماہوار تنخواہ ... روپیہ سے زیادہ ہے ۔

(ز) مجوزہ احکام جنمیں اون افسروں کی معزولی ہو جنکی ماہوار تنخواہ ... روپیہ سے زیادہ ہے

(ح) امثلہ جو صدرالمہام صیغہ کے خیال میں اہم ہوں ۔

دفعہ ۱۶ کوئی ایسا مقدمہ جو خاص طور سے اہم ہو یا جسکا فیصلہ ہونا ضروری ہو اوسکی مثل تجویز کیواسطے

صدر المہام صیغہ کے پاس پیش کرنے کے عوض معتمد صیغہ براہ راست صدر اعظم کے معائنہ کے لیے بھیج سکتے ہیں لیکن ایسی صورت میں معتمد کا فرض ہوگا کہ صدر المہام کو اسکی اطلاع کر دی جائے۔

دفعہ ۱۷ جب صدر المہام صیغہ کسی صوبہ دار معتمد یا اعلیٰ افسر صیغہ کی سفارش کو نامنظور یا اوس کے فیصلہ کو مسترد کریں تو ایسے احکام صدر اعظم کے پاس بھیجے جائیں گے اور ان کو اختیار ہوگا کہ اونھیں باب حکومت میں پیش کریں یا نہ کریں لیکن ایسے احکام ذیل کی دو صورتوں میں صدر اعظم کے پاس نہ بھیجے جائیں گے۔

(الف) جبکہ صدر المہام صیغہ اپنا اختلاف افسر ماتحت سے بطور محض مشورہ نہ کہ بصورت حکم ظاہر کریں۔

(ب) جبکہ افسر ماتحت کی تجویز سے احکام مقررہ یا اصول مسلّمہ کی خلاف ورزی ہوتی ہو۔ اور صدر المہام صیغہ کے جواب میں اون احکام اور اصول کا صرف حوالہ دیا گیا ہو مثلاً جبکہ کوئی عہدہ دار کسی خرچ کی منظوری کو تاریخ منظوری کے قبل زمانہ سے نافذ کرے اور صدر المہام اس کی غلطی بتادے۔

دفعہ ۱۸ اوس صیغہ کے معتمد جس سے کسی مسئلہ کا تعلق ہو مناسب خیال کریں تو وہ کسی مثل کو خواہ وہ کسی نوبت کارروائی پر کیوں نہ ہو صدر اعظم کے پاس بھیج سکتے ہیں لیکن اس صورت میں معتمد صیغہ کا فرض ہے کہ صدر المہام مذکور کو اس واقعہ کی اطلاع کریں۔

دفعہ ۱۹ جب کسی مقدمہ کا تعلق دوسرے محکمہ سے ہو تو وہ بجز اسکے کہ وہ بلا تاخیر فیصلہ طلب ہو، قبل اسکے کہ صدر اعظم کے پاس بھیجا جائے یا صدر المہامان کی رائے کیلئے سرکیولیٹ کرایا جائے یا باب حکومت میں پیش ہو یا اوس پر کوئی حکم جاری کیا جائے۔ اوس دوسرے محکمہ میں غور کے لئے

بھیجا جائے گا۔

(۲) جب دفعہ ہذا عمل ہوا ہو اور کسی مقدمہ کی نسبت مختلف صیغہ جات متفق الخیال نہ ہوں تو
ان [illegible] میں سے جس صیغہ سے مقدمہ مذکورہ کا تعلق ہو وہ اسکو صدر اعظم کے پاس ایسے احکام
کیلئے پیش کریں گے جو مقدمہ کی نوعیت اور اہمیت کے لحاظ سے ضروری ہوں۔

دفعہ ۲۰۔ ارکان باب حکومت ایسے مقدمہ کو دوسرے کے پاس بغیر صدر اعظم کی مرضی کے کسی مقدمہ کو
بغرض حصول رائے بھیجنے کے مجاز نہ ہوں گے۔

توضیح۔ دفعہ ہذا کا اطلاق ایسی کارروائی پر نہ ہوگا جو مابین صیغہ جات حسب دفعہ (۱۹) عمل میں آئی ہو۔

دفعہ ۲۱۔ کوئی مقدمہ جسکا تعلق صیغہ سیاسیات سے ہو بدوں حکم خاص اعلیحضرت بندگان عالی باب
حکومت میں پیش نہ ہوگا۔

دفعہ ۲۲۔ (۱) صدر المہام صیغہ کو بجز صیغہ سیاسیات دوسرے صیغہ جات سے کاغذات طلب کرنے کا
استحقاق ہوگا۔

(۲) جب ایسا مطالبہ ہوگا تو اوس کی تعمیل زیر حکم صدر المہام صیغہ ہوگی۔

(۳) اس دفعہ کی رو سے کاغذات کے وصول کے بعد صدر المہام صدر اعظم سے درخواست
کرسکتے ہیں کہ وہ کاغذات ارکین باب حکومت کی رائے کیواسطے سرکیولیٹ کرائے جائیں
یا باب حکومت میں غور کیلئے پیش ہوں اور صدر اعظم کو اختیار ہے کہ اگر مناسب سمجھیں تو ایسی
درخواست کو منظور کریں۔

دفعہ ۲۳۔ باستثنا ایسے افسروں کے جنکو کسی قانون یا قواعد کی رو سے باب حکومت کے احکام پر دستخط
ثبت کرنیکا اختیار دیا گیا ہو ایسے احکام پر معتمد یا نائب معتمد یا مددگار معتمد سرکار عالی کے
دستخط ثبت ہوں گے اور ایسے دستخط سے احکام کی کافی تصدیق سمجھی جائے گی۔

دفعہ ۲۴ کوئی ایسی تجویز جسکا یہ منشا ہو کہ

(الف) کسی ایسی آمدنی کا ترک کرنا جو شریک موازنہ نہ ہو۔

(ب) یا کوئی ایسا خرچ جس کی گنجائش موازنہ میں نہ رکھی گئی ہو۔

(ج) یا کوئی ایسا خرچ جسکی گنجائش اگرچہ موازنہ میں رکھی گئی ہو۔ مگر اوسکی منظوری خاص طور پر نہ دیگئی ہو۔ باب حکومت میں غور کیلئے پیش نہ ہوگی۔ اور نہ کوئی حکم اس تجویز کی منظوری کا صادر ہوگا تاوقتیکہ صیغہ فینانس کی رائے نہ لی گئی ہو۔

دفعہ ۲۵ جب کسی انتظامی صیغہ میں یہ تجویز ہو کہ

(۱) کوئی قاعدہ اشتہار یا حکم کسی قانون کی رو سے جاری کیا جائے۔

(۲) یا کسی قانون کے مطابق کسی قاعدہ یا ذیلی قاعدہ یا اعلان کے شیوع یا کسی ماتحت کے حکم کی اجرا کی منظوری دیجائے۔

(۳) یا کسی قانون نافذہ کی رو سے کوئی قاعدہ یا حکم منظوری کیلئے باب حکومت میں یا بندگان اعلیٰحضرت میں پیش کیا جائے تو اوسکا مسودہ (اِلّا یہ کہ بندگان اعلیحضرت وقتاً فوقتاً کچھ اور حکم فرمائیں) صیغہ وضع قوانین میں اس غرض سے بھیجا جائیگا کہ آیا وہ مسودہ قانون مروجہ کے لحاظ سے اور الفاظ و بندش کے لحاظ سے مناسب ہے یا نہیں اور نیز اس غرض سے کہ اگر ضرورت ہو تو اوس پر نظر ثانی کیجائے۔

دفعہ ۲۶ مقدمات جنکا تعلق ضمیمہ (ب) سے ہے ہر اون کے کاغذات سرکولیٹ ہوے بعد لیکن احکام صادر ہونے کے قبل باب حکومت میں پیش کئے جائیں گے لیکن اگر صدر اعظم کے خیال میں کوئی مقدمہ بلا تاخیر تصفیہ طلب ہو جسکی نسبت احکام کا فوری صدور لازم ہو تو وہ ایسے احکام بلا تعویق جاری کر سکتے ہیں جسکے بعد جس قدر جلد ہو سکے ایسے مقدمات کے کاغذات

اراکین میں سرکیولیٹ کئے جائیں گے۔ اور باب حکومت میں پیش ہوں گے۔ نیز یہ کہ اگر صدر اعظم اور صدر المہام صیغہ میں اتفاق رائے ہو تو صدر اعظم بصوابدید خود کاغذات کا سرکیولیشن اور اون کو باب حکومت میں پیش کرنا حذف کر سکتے ہیں اور ایسے احکام مجریہ صدر اعظم بمنزلہ احکام باب حکومت متصور ہوں گے۔

دفعہ ۲۷ جب کسی صیغہ میں یہ تجویز ہو کہ مجلس وضع قوانین میں کوئی قانون مرتب کیا جائے تو وہ کاغذات سرکیولیشن کے بعد باب حکومت کے اجلاس میں پیش ہوں گے۔

دفعہ ۲۸ جب کسی مقدمہ میں صدر اعظم کو صدر المہام صیغہ کیساتھ اتفاق رائے نہ ہو۔ وہ ایسے واقعہ کو قلمبند کریں گے اور اس مقدمہ کے کاغذات یا تو

(الف) اراکین میں سرکیولیٹ ہوں گے۔ یا

(ب) صدر اعظم کے حکم سے بلا سرکیولیشن فوراً اجلاس باب حکومت میں پیش ہوں گے لیکن مزید غور کے بعد اگر صدر اعظم اور صدر المہام صیغہ متفق الرائے ہو جائیں۔ تو ایسے مقدمات کو اجلاس میں پیش کرنا ضرور نہ ہوگا۔

دفعہ ۲۹ جب کاغذات کا حسب دفعہ (۲۲) ضمن (۳) یا دفعہ (۲۸) ضمن (الف) سرکیولیشن ہو اور کوئی رکن اسکا خواہاں نہ ہو کہ مقدمہ باب حکومت کے اجلاس میں پیش ہو تو ایسا مقدمہ (بجز اس کے کہ صدر اعظم کوئی اور حکم دیں) اجلاس میں پیش نہ کیا جائے گا اور ایسی صورت میں اسکا فیصلہ بغلبہ آرا ہوگا۔

دفعہ ۳۰ مقدمات جنکا تعلق ضمیمہ (ب) سے ہو اور دیگر مقدمات جو اجلاس باب حکومت میں تصفیہ کیواسطے پیش ہوں ان کا فیصلہ بغلبہ آرا ہوگا اور ایسی حالت میں جب آرائے اراکین بشمول رائے صدر اعظم مساوی ہوں صدر اعظم کو مزید انفصالی رائے (کاسٹنگ ووٹ)

دینے کا حق ہوگا لیکن اگر کسی مقدمہ میں غلبہ آراء صدر اعظم کی رائے کے مخالف نہ ہو اور وہ مقدمہ اون کی رائے میں بہت اہم یا ضروری ہو یا ایسا ہو جس سے در اصل اغراض و بہبودی عام پر اثر پڑتا ہو تو وہ حکم دے سکیں گے کہ خود اپنی توجیہات کیساتھ اراکین باب حکومت کے آراء معہ کاغذات مقدمات صدور فرمان کے لئے پیشگاہ اعلحضرت میں گذرانے جائیں۔
البتہ اون خاص خاص حالات میں جبکہ اتفاق سے اعلحضرت حیدر آباد میں تشریف فرما نہوں اور حصول حکم میں تعویق ہونے کیوجہ سے اشد ضروری معاملات میں ہرج کار کا اندیشہ ہو تو صدر اعظم مجاز ہوں گے کہ غلبہ آراء سے اتفاق نہ کرکے اپنی ذمہ داری سے بطور خود حکم جاری کر دیں اور متعاقب سیقدر جلد ممکن ہو اوسکی اطلاع بذریعہ عرضداشت یا ٹیلیگرام پیشگاہ اعلحضرت میں عرض کر دیں ایسا حکم مجریہ صدر اعظم قطعی متصور ہوگا۔ تاوقتیکہ اعلحضرت اوسکو منسوخ یا اوس میں کوئی تغیر و تبدل نہ فرمائیں۔

دفعہ ۳۱ صدر اعظم کا فرض ہوگا کہ اُن مقدمات متعلقہ ضمیمہ (ج) اراکین باب حکومت کے آراء قلمبند ہونے کیلئے سرکیولیشن کا حکم دیں اور خود اپنی تحریری رائے کے بعد ایسے مقدمات کو باجلاس باب حکومت اس غرض سے پیش کریں کہ اون پر غور کیا جائے اور باب حکومت کے تجاویز بتوسط صدر اعظم بشکل عرضداشت ہر رکن کی رائے کی صراحت کیساتھ پیشگاہ اعلحضرت میں صدور احکام کیواسطے پیش کئے جائیں۔

دفعہ ۳۲ اُن مسل کا سرکیولیشن حسب ذیل ہوگا۔
اولاً ملاحظہ صدر المہامان باب حکومت باستثنا صدر المہام صیغہ اس ترتیب سے جو صدر اعظم وقتاً فوقتاً معین کریں۔
ثانیاً۔ ملاحظہ صدر المہام صیغہ ثالثاً۔ ملاحظہ صدر اعظم۔

(۱) جب کوئی مقدمہ اجلاس باب حکومت میں پیش ہو تو معتمد صیغہ (اور اگر کسی دوسرے صیغہ کو اس سے سروکار ہو تو اس صیغہ کے معتمد بھی بشرط طلبی) حاضر رہیں گے اور قبل اسکے کہ مقدمہ پر غور شروع ہو معتمد صیغہ متعلقہ (یا معتمد صیغہ دیگر) بالاختصار نکتہ یا نکات جنپر باب حکومت کو فیصلہ یا رائے دینا ہو پیش کریں گے اور اگر اراکین نے مقدمہ کی مثل کا ملاحظہ نہ کیا ہو تو معتمد اگر مناسب سمجھیں تو مقدمہ کی کل روئداد بیان کریں گے اور ان اراکین کی رائے کا خلاصہ جنھوں نے مثل کے معائنہ کے بعد رائے دی ہو اعادہ کریں گے۔

(۲) اس کے بعد صدر اعظم صدر المہام صیغہ سے استدعا کریں گے کہ وہ اپنے ایسے خیالات جنکو وہ مناسب سمجھیں نکتہ یا نکات پیش کردہ کی نسبت فیصلہ یا رائے کیواسطے ظاہر کریں۔

(۳) نکتہ یا نکات زیر بحث پر جب فیصلہ یا رائے قائم ہو جائے معتمد صیغہ متعلقہ اس فیصلہ یا رائے کو ضبط تحریر کریں گے۔ اور پڑھ کر سنا دینگے۔ اور منظور ہوے بعد تحریر شدہ فیصلہ یا رائے پر صدر اعظم کے دستخط ثبت ہوں گے اور کاغذ شامل مثل کر دیا جائیگا۔

دفعہ ۳۴ صدر اعظم و صدر المہامان باب حکومت اپنے اپنے احکام و تحریرات پر دستخط کرینگے۔

دفعہ ۳۵ (۱) جب کسی امر پر باب حکومت میں بحث ہو تو ہر رکن مجاز ہوگا کہ اسپر اپنی یادداشت لکھے۔

(۲) ایسی یادداشت کی نسبت قاعدہ ذیل کی تعمیل ہوگی۔

رکن باب حکومت اپنی یادداشت پر دستخط ثبت کرینگے اور وہ طبع ہوگی۔ یا اسکی صاف نقل رکھی جائے گی۔ اور اس یادداشت کے متعلقہ مثل کے ضروری کاغذات بھی طبع ہوں گے یا انکی صاف نقل رکھی جائے گی اور یہ سب پیشگاہ اعلیحضرت میں ملاحظہ یا صدور حکم کیلئے پیش کیجائینگی۔

دفعہ ۳۶ معتمدین اپنے اپنے صیغہ میں اس دستور العمل کی پوری پوری تعمیل کے ذمہ دار ہوں گے

(۲) کوئی معتمد جب یہ خیال کرے کہ اس دستور العمل کی تعمیل میں فروگذاشت ہوئی ہے اوسکا فرض ہوگا کہ اوسکی طرف بذات خود صدر اعظم کی توجہ معطوف کرائے ۔

دفعہ ۳۷ ہر صیغہ کے معتمد اسکے ذمہ دار ہوں گے کہ صدر المہام صیغہ کے منفصلہ مقدمات کے مقدمہ وار تختہ جات صدر اعظم کے پاس ارسال کریں ۔

دفعہ ۳۸ صدر اعظم کو اختیار ہوگا کہ صدر المہام صیغہ کے کسی حکم کی صحت کی نسبت اطمینان حاصل کرنے کیلئے کسی مثل کو طلب کریں ۔

دفعہ ۳۹ (۱) جب صدر دارہمت یا اعلیٰ افسر صیغہ (Head of department) نے کوئی ایسا حکم یا فیصلہ دیا ہو جسکا اثر کسی فریق مقدمہ کے حقوق ۔ استحقاق ۔ یا اغراض پر پڑتا ہو تو اوسکی ناراضی سے مرافعہ ایک ایسی کمیٹی میں ہو سکتا ہے جس کے اراکین صدر المہام صیغہ اور دو صدر المہام دیگر منتخبہ صدر اعظم ہوں گے اس کمیٹی کے فیصلہ پر نظر ثانی باب حکومت میں ہی ہوگی ۔

اگرچہ کمیٹی مذکور میں کونسل اور وکلاء کو پیروی کی اجازت دی جاسکے گی لیکن باب حکومت کے اجلاس میں وکلاء کی بحث سماعت نہ ہوگی ۔ وہاں فیصلہ فقط مقدمہ کی مثل کی روئداد اور فریقین کے بیانات تحریری پر ہوگا ۔

(۲) بصیغہ مرافعہ یا نگرانی کسی ماتحت حاکم کے حکم کی ترمیم یا تنسیخ نہ ہوگی ۔ تاوقتیکہ اوس فریق کو جسکے حقوق پر وہ موثر ہو مقدمہ کی سماعت کی اطلاع نہ دیگئی ہو ۔

(۳) باب حکومت کا فیصلہ مذکورہ قطعی ہوگا اور اسی کے مطابق سرکاری احکام جاری ہوں گے لیکن کوئی ایسے فیصلہ کا اثر ان شاہی اقتدارات پر نہ پڑیگا ۔ جو بغرض انصاف یا دادرسی اعلیحضرت استعمال فرمائیں گے ۔

(۴) مرافعہ یا نگرانی کی درخواست یا کوئی عرضی بندگان اعلیحضرت میں اگر کوئی فریق مقدمہ گزراننا چاہے تو وہ اوسکو بتوسط معتمد صیغہ بھیجے گا۔ نہ کسی اور افسر کے پاس۔

دفعہ ۴۰ صدر اعظم کے باب حکومت کے کسی فیصلہ سے اگر صدر المہام فینانس کو اتفاق نہ ہو تو ایسے فیصلہ کو صدر المہام فینانس کی استدعا پر صدر اعظم کا فرض ہوگا کہ اپنی تحریری رائے کیساتھ پیشگاہ اعلیحضرت میں حکم قطعی کیواسطے پیش کریں

دفعہ ۴۱ بندگان اعلیحضرت اگر مناسب خیال فرمائیں تو اس دستور العمل کے کسی قاعدہ کے ترک یا ترمیم کی اجازت وقتاً فوقتاً عطا فرمائیں گے۔

دفعہ ۴۲ صدر المہامان صیغہ یا صدر اعظم یا باب حکومت کے جملہ احکام و کارروائیاں بندگان اعلیحضرت کے اقتدارات شاہی و قطعی اختیارات تنسیخ (ویٹو) کے پابند ہوں گے۔

۲۲ صفر المظفر ۱۳۳۸ھ یکشنبہ   الحکم

امین جنگ بہادر صدر المہام دفتر پیشی

فخر الدین احمد خان سفرم معتمد فینانس   میر فیض الرحمن مددگار معتمد فینانس

کیفیت موازنہ بابتہ ۱۳۳۴ فصلی

(مرتبہ حیدر نواز جنگ بہادر صدر المہام فینانس)

سال گذشتہ کی کیفیت موازنہ میں اسکی وضاحت کردیگئی تھی کہ سررشتہ داری انتظام فینانس اس تجویز کے لحاظ سے جسکی صراحت سنین سابق کے موازنوں کی کیفیتوں میں درج کیجا چکی ہے۔ معمولی یعنے نارمل

طور پر مجموعی واصلات کی مقدار تقریباً ساڑھے کروڑ ڈیڑھ لاکھ اور مصارت کی مقدار چھ کروڑ چھیاسی لاکھ کے قریب قریب معین کیگئی ہے جس سے تحت کیلئے پچیس لاکھ اور ادائی قرضہ جات کے محفوظ کے متعلق دس لاکھ کی گنجائش رکھنے کے بعد تقریباً ساڑھے پندرہ لاکھ کے رقم کی بطور نارمل بچت رہے گی۔ اور اسی بنا پر یہ بھی تہیا دیا گیا تھا کہ جن تین سال کی مدت کیلئے سررشتہ جات کی گنجایش کا قرار داد کیا گیا ہے۔ ان سنین کے رقوم موازنہ کے متعلق کسی تفصیل کے بیان کرنیکی ضرورت نہیں ہوگی۔ بلکہ نارمل (معمولی) آمدنی پر موسمی حالات تجارت کی گرم بازاری یا کساد بازاری اور اسی قسم کے اور دوسرے اسباب کے موثر ہونے یا نارمل (معمولی) اخراجات پر غیر معمولی وغیر متوقع اخراجات یا سررشتہ جات کی بچتوں کے اثر انداز ہونے کی بنا پر سال بسال آمد و خرچ میں جو تغیر و تبدل ہوتا رہیگا صرف اسکا اظہار کافی سمجھا جائیگا پس اسلئے ۱۳۳۲ف کی حقیقی اور ۱۳۳۳ف کے ترمیمہ موازنہ کی تفصیل بیان کرنے اور یہ دکھانے کیلئے کہ ۱۳۳۴ف کی بابتہ کس نہج سے اعداد ترتیب دئے گئے ہیں میری جانب سے جو صراحت و وضاحت کی جائے گی وہ لازمی طور پر بہت ہی مختصر ہوگی لیکن جو اعداد بیان کئے جائیں گے وہ بہر نوع خالی از دلچسپی نہ ہوں گے۔ کیونکہ ان سے صرف یہی نہیں ظاہر ہوگا کہ اخراجات کو معینہ حدود کے اندر محدود رکھا گیا ہے۔ بلکہ ان سے یہ حقیقت بھی بے نقاب ہوگی کہ بہت سے سررشتہ جات معقول رقوم پس انداز کر سکے ہیں جن کو وہ بادی النظری سے تیار کی ہوئی اصلاحی یا توسیعی اسکیموں پر آئندہ صرف کر سکیں گے۔ ان اعداد سے یہ بھی واضح ہوگا کہ باوجود موسمی حالات کے عدم مساعدت اور غیر معمولی کثیر المقدار مطالبہ جات کے پورا کرنے کے بھی نا اہل سے کس قدر بڑھ کر رقوم کی بچت ہوئی ہے۔ جنکا فی الحال ملک کی اندرونی صلاح و فلاح سے تعلق رکھنے والے سررشتہ جات مثلاً تعلیمات۔ طبابت حفظان صحت۔ صنعت و تجارت۔ آبپاشی۔ عمارات و شوارع میں باہم تقسیم کرنا سرکار کے اختیارات میں ہے۔ تاکہ رعایائے ملک کی جسمانی ذہنی اور اقتصادی حالت کو ترقی دی جاسکے۔

عام آمدنی

سنہ ۱۳۳۲ف کا موازنہ اوس وقت ترتیب دیا گیا تھا جبکہ مرشد آباد کی بارش فصل پنبہ کے عمدہ ہونے کی توقع دلا چکی تھی۔ اور ملنگانہ میں بھی جسکے متعلق پہلے تشویش تھی بہ کثرت بارش ہو چکی تھی۔ ترتیب موازنہ کے وقت امید یہ ظاہر کیگئی تھی کہ آذر اور دے (اکٹوبر اور نومبر) میں بر اس کے سیل باراں سے فصل ربیع اور تابی کیلئے اچھی زور کی بارش ہو جائے گی لیکن یہ امید بر نہیں آئی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سنہ ۱۳۳۲ف کے حسابات مختتم میں جواب پیش کئے جاتے ہیں مالگزاری اراضی کی آمدنی میں اندازہ سے ستائیس لاکھ سے اوپر کی کمی ہوئی لیکن اس کمی کی تلافی بڑی حد تک پنبہ کی فصل کے عمدہ ہونے کے باعث کروڑگیری کی آمدنی سے ہوگئی ہے جو اندازہ سے بقدر ساڑھے سولہ لاکھ بڑھ کر ہے۔

آبکاری و افیوں سے بھی اس کمی کی تلافی تقریباً ۵½ لاکھ کی حد تک اور جنگلات سے اور دو لاکھ کی مقدار تک ہوئی ہے۔ جو رقوم سلک بہ مقدار کثیر امپیریل بینک میں جمع ہیں ان کی بڑھی ہوئی شرح سود سے اس کمی کی جو مزید تلافی ہوئی ہے وہ بقدر دو لاکھ ہے۔ اس مد میں جو معتدبہ رقم اسوقت موجود ہے اس کی مجموعی مقدار ۵½ لاکھ سے زائد کی اس رقم کے منہا جانے کے بعد جو کمی کا ریلوے اور محفوظات تحط و ادائی قرضہ اس سود کی بابت جمع کیگئی ہے۔ جو اوس سرمایہ پر وصول ہوا ہے۔ جسکو ہمیز طور پر ان مدات کیلئے علحدہ کر کے رکھا گیا تھا۔ ۳/۴ ۔۴ لاکھ ہے۔ اسیطرح ریلوے کی خالص آمدنی کی مقدار ½ ۔۲ لاکھ ہے۔ جو موازنہ کے محتاط اندازہ سے بقدر بارہ لاکھ بڑھ کر ہے مالگزاری اراضی کی آمدنی میں کمی ہونے کے باوجود ان تمام بیشیوں کی وجہ سے سنہ ۱۳۳۲ف کی آمدنی کے اندازہ کے مقابلہ میں ۳/۴ ۱۲ لاکھ کی خالص بیشی ظاہر ہوتی ہے۔ یعنے عام آمدنی کی مقدار بمقابلہ سات کروڑ اٹھہتر لاکھ اندازہ کے سات کروڑ تیرہ لاکھ چھیالیس ہزار ہے مجموعی رقم میں دس لاکھ کی وہ رقم شریک نہیں ہے۔ جو ترقیات عامہ کی آمدنی کے مد میں شریک موازنہ کیگئی تھی کیونکہ وہ غیر معمولی آمدنی تھی جسکو سررشتہ داری انتظام فینانس

کے معمولی مقدار میں شریک نہیں کیا گیا تھا۔ اور بہ دوران سال زیر بحث حقیقتہً اس نام سے کچھ وصول بھی نہیں ہوا۔ اسی سررشتہ ترقیات عامہ کے خرچ کی زائد گنجائش رقمی آٹھ لاکھ کو جو اس سررشتہ کی آمدنی کے ساتھ ملزوم تھی مد خرچ سے خارج رکھا گیا ہے۔

مصارف ابواب سرکاری اس رقم کو چھوڑ کر مد خرچ موازنہ میں چھ کروڑ چھیاسی لاکھ پینتیس ہزار کی رقم شریک کیگئی تھی جو حقیقی میں بقدر چھ کروڑ چھپن لاکھ پچاسی ہزار ہے مختلف سررشتہ جات نے اپنی اپنی گنجائشوں سے جو بیس لاکھ کے اوپر (۲۴۵۶۵) رقم بچائی ہے اور یہ بچت بالخصوص اس کفایت شعاری سے معرض ظہور میں آئی ہے جو سررشتہ جات مذکور نے اپنے اپنے معمولی مصارف اخراجات۔ مختصہ اور اخراجات سفر و دورہ میں ملحوظ رکھی تھی۔ جن جن سررشتہ جات نے اپنی اپنی گنجائش سے ایک لاکھ سے اوپر کی رقم بچائی ہے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

فوج دو لاکھ اٹھہتر ہزار عدالت ایک لاکھ انتیس ہزار محابس ایک لاکھ سینتالیس ہزار کوتوالی دو لاکھ سینتیس ہزار تعلیمات چھ لاکھ اٹھارہ ہزار طبابت تین لاکھ تین ہزار زراعت ایک لاکھ بیانوے ہزار علاج حیوانات ایک لاکھ نو ہزار

ان بچتوں کے علاوہ جو آئندہ سنین کے اخراجات کیلیے بحق سررشتہ جات متعلقہ جمع ہیں۔ تقریباً بائیس لاکھ ستائیس ہزار کی بچت بمد وظائف۔ حسن خدمت۔ یومیہ۔ منصب۔ رسوم۔ ماہوارات غیر مشروط الخدمت جمعیت بیقاعدہ۔ شادون وغیرہ اور مشاہرات مندرجہ موازنہ و مشاہرات حقیقی کے باہمی فرق کی بنا پر ہوئی ہے۔ جو قواعد متعلقہ سررشتہ داری انتظام فینانس کی رو سے کسی خاص سررشتہ کے حق میں جمع نہیں ہو گی بلکہ اسکو عام بچت میں محسوب کیا جائیگا۔ دوسری جانب غیر معمولی طور پر تقریباً سولہ لاکھ چونسٹھ ہزار کی رقم صرف میں آئی ہے۔ یعنے خاص قانونی اخراجات کے بابت دس لاکھ بچاسی ہزار پیشکاری کے دعاوے بقایا کی بابتہ تین لاکھ نواسی ہزار مد ضیافت و خلعت و تواضع کی بابت ایک لاکھ پچاس ہزار مصارف مذہبی کی بابتہ چالیس ہزار

اسکا خالص نتیجہ یہ ہے کہ بعد خرچ پانچ لاکھ ترسٹھ ہزار کی رقم بچ رہی۔

بجٹ اسٹیٹ ۳۲-۱۳۳۱ف میں سولہ لاکھ چونتیس ہزار کی مندرجہ موازنہ بجٹ کے مقابلہ میں قحط اور ادائی قرضہ جات کے معمولی محفوظات کے لئے ایک لاکھ پچیس ہزار کی گنجائش نکالنے اور بہ دوران سال بجٹ غیر معمولی اخراجات کیلئے سولہ لاکھ چونسٹھ ہزار کی رقم مہیا کرنے کے بعد حقیقی بجٹ بقدر تیس لاکھ بیاسٹھ ہزار ہوئی یا اگران بجٹوں کو خارج کیا جائے جو بحث سررشتہ جات جمع ہوا تو حقیقی بجٹ کی مقدار تیس لاکھ ہو۔

مرمم تخمینہ بابتہ ۱۳۳۳ فصلی

اصلاحات

۱۳۳۳ف کے موازنہ کی ترتیب کے وقت موسمی حالات فی الحقیقت ویسے ہی تھے جیسے کہ اوس وقت تھے جبکہ سال قبل کا موازنہ ترتیب دیا گیا تھا۔ خریف اور فصل آبی کے متعلق شہر پور (جولائی) کی آخیر تک بوقت بارش سے اطمینان ہوگیا تھا جسکا انحصار زیادہ تر آبان (دسمبر) کی اس زور کی بارش پر ہوتا ہے جو بمبئی کے سیل باراں سے ہوتی ہے۔ اور ربیع اور فصل تابی کا انحصار آذر اور دے (اکٹوبر اور نومبر) کی شمال مشرقی بارش پر ہے۔ جسکا نزول مدراس کی سیل باراں سے ہوتا ہے۔ بالآخر موازنہ میں واصلات کا مجموعی اندازہ بقدر سات کروڑ اٹھارہ لاکھ بہتر ہزار لگایا گیا تھا۔ اور مالگزاری اراضی کا اندازہ معمولی یعنی بقدر تین کروڑ کیا گیا تھا۔ اور دوسرے مدات کی آمدنی تقریباً سولہ لاکھ کی حد تک بڑھا کر رکھی گئی تھی جنمیں کی خاص خاص مدات کروڑگیری پانچ لاکھ ریلوے ساڑھے پانچ لاکھ سررشتہ برقی ۱/۲ ۲ لاکھ ٹباون ۱/۲ ۱ لاکھ تھے۔ گو آبان کی بارش جیسا کہ خیال کیا گیا تھا بہ افراط ہوئی لیکن مدراس کا سال سال سابق سے بھی بڑھکر مایوس کن ثابت ہوا۔ بناءً علیہ ۱۳۳۳ف کے مرممہ تخمینہ میں مالگذاری اراضی کی مقدار بقدر سترہ لاکھ کم کردی گئی ہے توقع کیجاتی ہے کہ اس کمی کی تلافی فصل خریف کے عمدہ ہونیکے باعث بقدر نولاکھ کے کروڑگیری سے اور بقدر چار لاکھ مشگلات سے اور بقدر ۱/۲ ۴ لاکھ افیون و آبکاری سے ہو جائیگی

اس سال بھی مد سود میں گیارہ لاکھ بتیس ہزار کی معقول بیشی ظاہر ہوئی ہے سررشتہ ریلیا سے گو سرمایہ پر چھ فیصدی کے حساب سے پوری آمدنی وصول ہوئی لیکن اسکے متعلق دو لاکھ تیرہ ہزار کی وہ بیشی حاصل نہیں ہوئی جسکی توقع موازنہ میں کیگئی تھی۔ سررشتہ ڈاک و سررشتہ محصول سے بھی ہر ایک کی آمدنی اندازہ سے بقدر نصف لاکھ کم رہی۔

اسطرح ختم ہونے والے سال کی مجموعی واصلات کے متعلق یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ اندازہ سے نو لاکھ کے قریب بڑھ کر رہے گی۔

خرچ ابواب سرکاری ۱۳۳۲ف کے اخراجات کے متعلق موازنہ میں جو رقم شریک کی گئی تھی اسکی مقدار بشمول پچیس لاکھ کی اس رقم کے جسکی گنجایش محفوظات قحط اور ادائی قرضہ کیلئے رکھی گئی تھی۔ چھ کروڑ بچانوے لاکھ اٹھتر ہزار تھی۔ مرمم تخمینہ میں اس کی مقدار چھ کروڑ ترپن لاکھ بیانوے ہزار متوقع ہے۔ یعنے اندازہ سے بقدر اکتالیس لاکھ بہتر ہزار کم۔ منجملہ اسکے چھبیس لاکھ تیئیس ہزار کی تو وہ رقم ہے جو سررشتہ جات نے اپنے اخراجات میں سے بچائی ہے۔ اور جسپر از روے قواعد سررشتہ واری انتظام فینانس سررشتہ جات متعلقہ کو حق حاصل ہے۔ دوسرے طرف محفوظ قحط سے تین لاکھ تیس ہزار کی رقم غیر معمولی طور پر خرچ ہوئی ہے۔ باقی ماندہ اٹھارہ لاکھ ستر ہزار کی رقم کی بچت مثل سال ما سبق مدات بصیغہ معاد ما مواورات خاص مشاہرات اور سود وغیرہ میں ہوگی بچت کی مقدار ابھی اور بھی زیادہ ہوتی لیکن بوجہ اس کے کہ چار لاکھ چھیالیس ہزار کی رقم خاص قانونی اخراجات کی بابتہ دی گئی اور ایک لاکھ کلدار کی رقم بیت المقدس کے مشہور و معروف مسجد "الاقصیٰ" کی مرمت کیلئے عطا کیگئی اور زیادہ بچت نہیں ہوسکی۔

بچت اس طرح آمدنی کی بیشی اور مد اخراجات کی خالص بچت کو محسوب کرنے سے ۱۳۳۲ف میں محفوظات قحط و ادائی قرضہ کیلئے گنجایش نکالنے کے بعد چوہتر لاکھ پندرہ ہزار کی بچت کی توقع ہے سررشتہ جات کے رقوم منفک کو خارج کرنے کے بعد بھی تیئیس لاکھ چودہ ہزار کی بچت مندرجہ موازنہ کے مقابلہ میں

سینتالیس لاکھ تراسی ہزار کی بچت ہونے کی توقع ہے۔

موازنہ بابت ۱۳۲۴ف

موازنہ ۱۳۲۴ف کیلئے تاحال موسمی حالات خاص طور پر مساعد نہیں ہیں۔ امرداد و شہریور کے دو مہینوں کا اوسط بارش ممالک محروسہ میں بمقابلہ سال ماسبق کے بارہ انچ ۸۰ حصے کے جو بجائے خود اوسط سے کم تھا سات انچ ۴۹ حصے رہا اس قلت باران کا نتیجہ یہ ہوا کہ فصل خریف کے رقبہ میں کمی کرنی پڑی لیکن ابھی اسکی توقع ہے کہ آئندہ کے دو مہینوں کی بسال گذشتہ کیطرح کی قرار واقعی بارش اور آذر و دے میں مدراس کے سیل باران سے جو پانی پڑیگا اس سے خصوصاً اوسوقت جبکہ وہ ۱۳۲۲ف اور ۱۳۲۳ف کیطرح مایوس کن نہ ثابت ہوا انشاء اللہ بڑی حدتک گذشتہ مہینوں کی قلت باراں کی تلافی ہوجائیگی۔ بہر حال ۱۳۲۴ف کا موازنہ رقبہ خریف میں کمی ہونے کیوجہ سے محاصل میں جو کمی ہوگی اس کیلئے کافی گنجایش رکھنے کے بعد مرتب کیا گیا ہے۔ مالگذاری اراضی کا اندازہ بمقابلہ مرمیہ تخمینہ کے ستر لاکھ کے معمول سے بیس لاکھ کم کیا گیا ہے۔ اور کروڑگیری کے اندازہ میں بمقابلہ نو لاکھ کے مرمیہ تخمینہ کے صرف پانچ لاکھ بڑھائے گئے ہیں۔ اور جنگلات۔ آبکاری۔ اور اسٹامپ کے اندازہ میں بمقابلہ بیس لاکھ بیس ہزار کے مرمیہ تخمینہ کے صرف سات لاکھ کی بیشی رکھی گئی ہے۔ اور سود کے اندازہ میں بمقابلہ گیارہ لاکھ تیس ہزار کے مرمیہ تخمینہ کے سات لاکھ ترسٹھ ہزار کی بیشی تجویز کیگئی ہے۔

واضح رہے کہ رشتہ داری اندازے میرے مجوزہ اندازوں سے بڑھکر ہیں۔

کروڑگیری محصول کروڑگیری کے نرخناموں کی نظرثانی کے مسئلوں پر جو کمیشن کچھ عرصہ سے غور کر رہا ہے اگر اوسکی رپورٹ ایسے وقت پیش ہوگئی کہ سرکار ۱۳۲۴ف سے مرمیہ محصولات کا نفاذ کرسکی تو ممکن ہے کہ بالآخر کروڑگیری کی آمدنی اس سال اور بھی بڑھ جائے امید ہے کہ اس کمیشن کے غور و فکر کے نتیجہ کے طور پر بہت سی ایسی اشیاء تو محصول کروڑگیری سے معاف کردیجائیں گی کہ جن کے

محصول سے فی الحقیقت کچھ آمدنی نہیں ہوتی یا جب محصول عاید کئے جانے سے ملک کی صنعتی ترقی
میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے اور اسکے ساتھ ہی دوسری اشیاء کے محصول کے تشخیص کا طریقہ ایسا
اختیار کیا جائیگا جس سے قیمت مال پر پانچ فیصدی کے حساب سے جیسا کہ محصول کے نرخنامہ میں
درج ہے محصول عاید کیا جاسکے نہ کہ اسوقت کے عمل کیطرح جس سے شرح چار فیصدی قائم
ہوتی ہے نیز یہ بھی امید ہے کہ کمیشن سے اس مسئلہ کا بھی جلد فیصلہ ہو جائیگا ۔ کہ ریاستوں کو جو مالیہ
درآمد ہوتا ہے اوسکو برٹش انڈیا کے بحری محصول کروڑگیری سے پانچ فی صدی ترسند کر محصول کا
جو مستوجب سمجھا جاتا ہے وہ درست ہے یا نہیں اس مسئلہ کے تصفیہ کی بالخصوص اسلئے ضرورت
ہے کہ ریاست کے محصول کروڑگیری سے استثناء کا مسئلہ ایک طور پر اس سے وابستہ ہے
کروڑگیری کے محصول درآمد و برآمد کے اعداد سے جو اور لحاظ سے بھی دلچسپ ہیں یہ بات ظاہر ہوتی
ہے کہ پشمینہ اور بزور جیسی خاص خاص اشیاء برآمد سے جو محصول کروڑگیری وصول کیا جاتا ہے
وہ اس سے بہت کم ہے جو خزانہ سرکاری میں داخل ہونا چاہیئے ان اعداد سے ظاہر ہے کہ ۔
سنہ ۱۳۲۲ ف میں مال درآمد کی مالیت انیس کروڑ تیرہ لاکھ تھی دوسری جانب مال برآمد کی مالیت تختہ جات
کروڑگیری میں سترہ کروڑ دس لاکھ درج تھی ۔ یا بالفاظ دیگر یوں کہنا چاہیئے کہ ان تختہ جات کے لحاظ
سے سنہ ۱۳۲۲ ف میں تجارت کا توازن گھٹا ہوا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ سنہ ۱۳۲۶ ف سے تمام سنین میں تختہ
کروڑگیری سے ایسی حالت ہی دکھائی جاتی رہی ہے ۔ بریں ہمہ یہ بات یقینی ہے کہ اختتام جنگ سے اس
وقت تک معمولی حالت کے سنین میں ہمارے اشیاء برآمد کی مالیت اشیاء درآمد کی مالیت سے
سرسری طور پر تین اور چار کروڑ کے درمیان بڑھ کر رہتی آئی ہے ۔ بظاہر اسکا سبب یہ معلوم ہوتا ہے
کہ مال برآمد خصوصاً پشمینہ اور بزور کی مالیت انکی حقیقی مالیت سے بدرجہا کم تشخیص کیگئی ہے ۔
سنہ ۱۳۲۲ ف میں میرے اندازہ میں تجارت کا توازن بقدر چار کروڑ بڑھکر تھا جس میں سے دو کروڑ کا تصفیہ

بھی قلزات کی درآمد یعنے بقدر ۱/۴ ۱۳ لاکھ روپیہ طلا سے ہو گیا تھا اور دوسرے نصف حصہ یعنے دو کروڑ کا انتظام
سرکار نے بمبئی کے ہنڈویات کی کلدار کے معاوضہ میں دو کروڑ چار لاکھ سکۂ عثمانیہ کی ٹسکیک سے کیا تھا
۱۳۳۳ ف میں منبہ کی بڑھی ہوئی قیمت کی بناء پر سرکار سے تین کروڑ چار لاکھ سکۂ عثمانیہ کی رقم بمبئی کی
ہنڈویات کلدار کے تبادلہ میں بمبئی کو جاری کی گئی تھی جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ ان ہنڈویات
سے سکۂ عثمانیہ اور سکہ کلدار کے درمیان معینہ حد تک تناسب قائم رکھنے میں اسی طرح مدد ملتی رہے
جسطرح کہ سابق میں کونسل وزیر ہند کے بلوں کے ذریعہ سے انگریزی ٹھاون کی شرح فی روپیہ ایک
شلنگ ۴ پنس کے قریب قریب رکھی جاتی تھی۔ امید ہے کہ تحصول کروڑ گیری کے نرخ ناموں
پر غور کرنے والے کمیشن کی محنت کا ایک نتیجہ یہ بھی ہو گا کہ قابل وثوق اعداد و شمار کروڑ گیری مرتب
کرنے کا طریقہ جاری کیا جائے گا جس سے سرکار کو بھی ضروریات ٹسکیک کا پیش اندازہ تیار کرنے
میں مدد مل سکیگی۔ ابواب سرکاری کی جملہ آمدنی کا اندازہ حقیقت میں وہی ہے سات کروڑ میں لاکھ
ترسٹھ ہزار جو کہ گذشتہ سال کے موازنہ میں بلا اس اضافہ کے جسکی توقع ترمیمہ تخمینہ میں کیگئی
تھی درج کیا گیا تھا۔

خرچ ابواب سرکاری

معمولی خرچ کا اندازہ گذشتہ سال کے چھ کروڑ پچاسی لاکھ اڑتالیس ہزار کے اندازہ کے مقابلہ
میں چھ کروڑ چھیاسی لاکھ چالیس ہزار کیا گیا ہے۔ ایک لاکھ کی خفیف سی بیشی ہونیکا سبب یہ ہے
کہ ڈیڑھ لاکھ سے اوپر کی بیشی تو وظائف حسن خدمت منصب میں ہوئی اور ڈیڑھ لاکھ کا اضافہ مزید بھی
امور خیرات و مبرات کی مدات میں ہوا اور تقریباً دو لاکھ کی کمی انتظام امانت کے مصارف اور اوقاف
متفرق میں ہوئی۔ سررشتہ امور مذہبی کے بقایا کے مطالبہ کی بناء پر مقابلہ سال گذشتہ کے موازنہ کی
دس لاکھ سے اوپر دس لاکھ سولہ ہزار کی گنجائش کے خرچ غیر معمولی کی بابتہ صرف نصف لاکھ (اڈنیر)
کی رقم شریک کیگئی ہے اسی طرح مجموعی خرچ ابواب سرکاری میں مقابلہ سال ماسبق کے آٹھ لاکھ ستر ہزار

کی بچت ظاہر ہوتی ہے۔

بجٹ

اسطرح ۱۳۲۴ف میں تینتیس لاکھ چھتر ہزار یعنی اندازے پندرہ لاکھ کی معمولی بچت سے اٹھارہ لاکھ
بڑھکر بچت ہونیکی توقع کیجاتی ہے۔ جہاں تک بیان ہذا کو مملکت ہذا کی آمدنی اور ابواب سرکاری کے
خرچ سے تعلق ہے اس سے ظاہر ہوگا کہ ۱۳۲۳ف کی سہ سالہ مدت کی امداد سے جس مدت کیلئے
سررشتہ داری انتظام [illegible] نافذ ہے۔ انکشاف ہوتا ہے کہ سالواری معمولی بچت یعنی
پندرہ لاکھ تیس ہزار [illegible] کے پانچ سال کی مدت میں ساڑھے چھیالیس لاکھ کے علاوہ
۱۳۲۲ف کے حسابات [illegible] لاکھ چھیالیس ہزار کی بچت ہو چکی ہے بجٹ ۱۳۲۳ف کے ترمیمہ
تخمینہ کی رو سے بچت [illegible] لاکھ [illegible] ہزار کی اور ۱۳۲۳ف کے موازنہ میں اٹھارہ لاکھ انیس ہزار
کی بچت کی توقع ہے مع ہذا [illegible] ۱۳۲۳ف میں چوبیس لاکھ پینسٹھ ہزار کی رقم حقیقی طور پر
بچ چکی [illegible] کے حق میں جمع ہے اور اغلب یہ ہے کہ وہ ۱۳۲۴ف میں چھبیس لاکھ بتیس ہزار
کی [illegible] کے بعد میں پچاس لاکھ ستانوے ہزار کی رقم پس انداز کرسکیں گے۔

مصارف سرمایہ۔ مصارف سرمایہ سے متعلق یہ بیان کردینا کافی ہوگا کہ ۱۳۲۲ف کے موازنہ میں
مصارف سرمایہ کیلئے ایک کروڑ اٹھارہ لاکھ نو ہزار کی رقم شریک کیگئی تھی حقیقی ساٹھ لاکھ تینتیس ہزار
[illegible] کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ستر لاکھ سے اوپر کی رقم کثیر حسابات میں غیر صرف شدہ رہ گئی ہے
جسکا زیادہ تر حصہ تعمیر ریلوے سے تعلق رکھتا ہے۔ اس سال ترمیمہ تخمینہ کی رو سے چوراسی لاکھ
چوراسی ہزار کی رقم کے صرف ہونیکی توقع کیجاتی ہے۔ حالانکہ مد مصارف سرمایہ موازنہ میں ایک
کروڑ بائیس لاکھ سڑسٹھ ہزار کی رقم شریک کیگئی تھی۔ پھر سینتیس لاکھ تراسی ہزار کی یہ کمی بھی زیادہ تر
ریلوے ہی سے متعلق ہے۔ بجٹ ۱۳۲۴ف کے موازنہ میں مصارف سرمایہ کیلئے نو لاکھ چھتر ہزار کی
گنجایش رکھی گئی ہے منجملہ جسکے چالیس لاکھ کی رقم نظام ساگر اور دیگر کارہائے آب پاشی کی متعلق

ہے اور تینتالیس لاکھ اٹھتر ہزار کی رقم ریلوے کیلئے ہے مصارف سرمایہ کا باقیماندہ حصہ یعنے سات لاکھ کی رقم مشن تجارتی سررشتہ جات مثلاً سررشتہ برقی . ورکشاپ . ٹیلیفون اور دارالطبع سے متعلق رکھتی ہے ۔

ریلوے

بمد ریلوے سنہ ۱۳۳۲ ف اور سنہ ۱۳۳۳ ف دونوں میں جو رقوم کثیر غیر صرف شدہ رہگئی ہیں وہ محتاج صراحت ہیں۔ ایسا ہونے کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ریلوے کے نظام العمل کو گورنمنٹ ہند سے بعض مسائل کے طے ہونے تک معرض التواء میں ڈال دیا گیا ہے ہمارے ریلوے کے مصارف سرمایہ دو قسم کے ہیں ایک تو اسٹیٹ ریلوے کی تعمیر سے تعلق رکھتے ہیں اور دوسرے وہ ہیں جن سے ہز اکزالٹیڈ ہائنس دی نظامس گارنٹیڈ اسٹیٹ ریلوے کی موجودہ لائنوں کی ضروریات سرمایہ کیلئے ریلوے بجٹوں کی شکل میں رقمی انتظام کیا جاتا ہے ۔

سنہ ۱۳۳۲ ف کے موازنہ میں قسم اول کے مصارف سرمایہ کے متعلق بشمول دو لاکھ کے اس رقم کے جو زمینات محصلہ کیلئے ہے بیانوے لاکھ پچاس ہزار کی گنجائش رکھی گئی تھی جسمیں سے حقیقی طور پر تقریباً اٹھاون لاکھ کی رقم خرچ ہوئی منجملہ جسکے اٹھارہ لاکھ پچیس ہزار کی رقم ریلوے کمپنی کی اس سلک سے کام میں لائی گئی جو اوس کے پاس آغاز سنہ فصلی پر موجود تھی پس اسطرح پر جو رقم حقیقی طور پر سنہ ۱۳۳۲ ف کے حسابات کے خرچ میں پڑی ہے وہ صرف انچالیس لاکھ چھیاسٹھ ہزار کی ہے۔ خرچ میں کمی ہونے کی خاص وجوہ یہ تھیں کہ قاضی پیٹھ بلہارشاہ ریلوے کے زخوں کے معاہدے بیرون ممالک کے ریلوں سے طے ہونے میں تاخیر ہوئی جسکی بناء پر خرچ میں آٹھ لاکھ پچیس ہزار کی کمی وقوع میں آئی۔ نیز یہ کہ گدوال کرنول ریلوے کے سکشن بیرون حیدرآباد کے بارے میں گورنمنٹ آف انڈیا سے کوئی قطعی قرارداد نہیں ہوسکی جسکے باعث درحقیقت سترہ لاکھ کی کل کی کل رقم جو اسکے لئے مخصوص تھی غیر صرف شدہ رہگئی معادن زغال کے کوتا گوڈیم لائن کی بابت پانچ لاکھ کی

بجٹ اسوجہ سے ہوئی کہ رولنگ اسٹاک کی فراہمی نہیں ہوسکی۔ چونکہ اب معلوم ہوتا ہے کہ ملک کی حالت حاضرہ کے لحاظ سے رقبہ ترقیات عامہ میں ریلوے لائنوں کے مقابلہ میں اس قسم کی معمولی سڑکیں جنپر موٹریں چل سکیں زیادہ قابل ترجیح ہیں۔ اسلئے ستر لاکھ چھتیس ہزار کی وہ رقم بھی صرف میں نہیں آئی جس کی گنجائش رقبہ ترقیات عامہ کی ریلوے لائنوں کیلئے رکھی گئی تھی۔

مد تعمیر اسٹیٹ ریلوے ۱۳۳۳ف کے موازنہ میں شمول رقوم معاوضہ چھہتر لاکھ کی گنجائش رکھی گئی تھی جسمیں نیشنل امدادی ریلوے لائنوں کی پینتیس لاکھ کی رقم بھی شریک تھی جو بعد میں خارج کردیگئی تھی۔ بقیہ اڑتیس لاکھ کی کل رقم کے خرچ ہونے کی توقع ہے۔ موازنہ ۱۳۳۴ف میں سرمایہ تعمیر ریلوے کی مد میں بشمول رقوم معاوضہ اراضی ۴۳ لاکھ کی رقم شریک کیجارہی ہے جس سے چھبیس لاکھ اکتالیس ہزار کی بڑی رقم قاضی پیٹھ بلہار شاہ ریلوے اور بقیہ سترہ لاکھ سنتیس ہزار کی رقم کو تاکوڈیم (پانچ لاکھ اڑتالیس ہزار) اور سکندرآباد وگدوال کرنول ریلوے کیلئے مطلوب ہوگی نظامس گیارنٹیڈ اسٹیٹ ریلوے کمپنی کی موجودہ لائنوں کیلئے سرمایہ مہیا کرنے کی غرض سے ڈبنچروں کے متعلق پندرہ لاکھ کلدار کی رقم شریک موازنہ کیگئی تھی جسمیں سے حقیقی طور پر دس لاکھ کلدار کی رقم ۱۳۳۲ف میں صرف ہوچکی ہے۔ ۱۳۳۳ف کے موازنہ میں ریلوے ڈبنچروں کیلئے دس لاکھ کلدار کی رقم شریک کیگئی تھی جسکے تمام و کمال صرف ہونیکی توقع کی جاتی ہے۔ جاری شدہ لائنوں کے ڈبنچروں کیلئے ۱۳۳۴ف کے موازنہ میں کسی گنجائش کے رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

دیگر مصارف سرمایہ بجٹ ۱۳۳۲ف کے موازنہ میں معادن زغال سنگارینی کے ڈبنچروں کے لیے پانچ لاکھ کی گنجائش شریک کیگئی تھی جو بوجہ طلب نہ ہوسکنے کے کام میں نہیں لائیگئی تھی یہی گنجائش پھر ۱۳۳۳ف کے موازنہ میں بھی شریک کیگئی تھی جو اس سال کام میں لائی جاچکی ہے۔ اسطرح حقیقی بابتہ ۱۳۳۲ف سے ظاہر ہوتا ہے کہ مد خریدی سرمایہ چالیس لاکھ چوراسی ہزار سکہ عثمانیہ کی رقم مندرجہ موازنہ کے مقابلہ

میں اٹھتیس لاکھ سترہ ہزار سکۂ عثمانیہ کی رقم صرف ہوئی اور ۱۳۴۳ف کے مرحمہ تخمینہ میں موازنہ کی سترہ لاکھ پچاس ہزار کی پوری گنجایش کے صرف ہونیکی توقع ظاہر کیگئی ہے ۱۳۴۴ف کے محفوظ امانتی رقوم میں گیارہ لاکھ چھیاسٹھ ہزار کی گنجایش شریک ہے جس سے تین سال کے عرصہ میں خریدی سرمایہ کی خرچ کی مقدار بقدر اٹھاون لاکھ چونتیس ہزار ہونے کی توقع کیجاتی ہے۔

دادوستد ابواب غیر سرکاری۔ ابواب غیر سرکاری بعنوانات مبادلہ امانت اور ارسال کا ذکر کیا جاتا ہے حقیقی بابتہ ۱۳۴۲ف سے نقدی سلک میں بمقابلہ تیس لاکھ ننانوے ہزار کی ابتدائی اندازہ کے ایک کروڑ تین لاکھ آٹھ ہزار کا اور اضافہ زیادہ تر اس وجہ سے ہوا کہ علاقہ صرفخاص مبارک کے سال ماسبق کے دادوستد کی ایک رقم کا عمل بشمول اس سال کیا گیا ۱۳۴۳ف میں مرحمہ تخمینہ کی رو سے مقابلہ بائیس لاکھ تینتیس ہزار کے ابتدائی اندازہ کے پھر سینتالیس لاکھ چالیس ہزار کی بیشی کی توقع ہے۔ یہ بیشی زیادہ تر سکہ کی غرض سے جو چاندی خریدی گئی تھی اسکی قیمت کو محسوب کرنے سے ہوئی ۱۳۴۴ف میں ابواب غیر سرکاری کی دادوستد کے خالص نتیجہ کے طور پر نقدی سلک میں اور سولہ لاکھ چھپن ہزار کی بیشی ہونی کی امید کیجاتی ہے۔ اسطرح تین سال کے عرصہ میں ابواب غیر سرکاری کے مد سے نقدی سلک میں دو کروڑ اٹھاون لاکھ چھبیس ہزار کا اضافہ ہوگا۔

سال رواں میں پیشگاہ سرکار سے جن دو تجاویز کی منظوری بخشی گئی ہے۔ ان کے متعلق یہاں تذکرہ ضروری ہے۔ ایک تجویز تو یہ ہے کہ طالب علموں کو منصب و جاگیر وغیر منقولہ یا اوسکے مماثل کسی اور کفالت پر ولایت کو جاکر تحصیل علم کیلئے قرضہ عطا ہوگا۔ اور جن اشخاص کو اس طریقہ پر قرضہ دیا جانا مناسب ہوگا۔ اسکا انتخاب اسکالرشپ کمیٹی کے ذریعہ سے ہوگا۔

دوسری تجویز سے قواعد قرضہ جاگیرداراں کی تجدید ہوتی ہے جو سرجارج کیاسن واکر کے زمانہ میں جاگیرات کی کفالت پر جاگیرداروں کو قرضہ دینے کے متعلق منضبط ہوئی تھے ان ہر دو اقسام کے مبادلہ جات کی جملہ رقم بلحاظ مالی حالات سررشتہ فینانس سے قرار داد ہوگی۔

نقدی سلک بر آغاز ۱۳۳۲ف کے آغاز ہونے کے پہلے دن چار کروڑ تینتالیس لاکھ باسٹھ ہزار کی برٹش سلک موجود تھی۔ اسمیں بجٹ ابواب سرکاری کی بابتہ ایک کروڑ چونسٹھ لاکھ باون ہزار اور زائد آمدنی ابواب غیر سرکاری کی بابتہ دو کروڑ اٹھارہ لاکھ چھبیس ہزار شامل اور تین کروڑ دو لاکھ باسٹھ ہزار اخراجات سرمایہ و خریدی تمسکات سود آور پر صرف ہونے کے بعد ۱۳۳۲ف کے آخر پر پانچ کروڑ تیئیس لاکھ اٹھتر ہزار کی سلک نقدی موجود رہنے کی توقع کیجاتی ہے۔

محفوظات واضح رہے کہ ۱۳۳۲ف کی کیفیت موازنہ کے تجاویز کی بنا پر گورنمنٹ آف انڈیا کے روپیہ کے ان تمسکات کو جو سرکار عالی کے قبضہ میں تھے بلحاظ ان ذرائع کے جن سے وہ رقوم تعلق رکھتی تھیں یا بلحاظ ان اغراض کے جن کے لئے وہ رقوم مخصوص کیگئی تھیں جدا جدا محفوظات میں تقسیم کردیا گیا تھا۔ اس تین سال کے عرصہ میں ان محفوظات کی حالت کے متعلق جو توقع کیجاتی ہے اسکی صراحت درج ذیل ہے:-

(۱) **محفوظ بابت ادائی قرضہ**۔ اس محفوظ کی ابتدا ۱۳۳۲ف میں گورنمنٹ آف انڈیا کے روپیہ کے تمسکات سے کیگئی تھی۔ جنکی مالیت مندرجہ ناصیہ پچاس لاکھ تھی اس میں رقوم بجٹ و سود سے بہ دوران سال مذکور ساڑھے بارہ لاکھ کا اور اضافہ کیا گیا تھا۔ اور اسکے ساتھ ہی ۱۳۳۲ف میں برٹش انڈیا کے روپیہ کے تمسکات جنکی مالیت مندرجہ ناصیہ بارہ لاکھ ستائیس ہزار تھی۔ اور خریدے گئے تھے۔ اس حساب سے اب اس محفوظ میں باسٹھ لاکھ ستائیس ہزار کی مالیت کے تمسکات موجود ہیں۔ اور توقع کیجاتی ہے کہ ۱۳۳۴ف کے اختتام تک بارہ لاکھ اکاون ہزار کی اور رقم بھی اسمیں لگائی جاسکے گی۔ اور تقریباً تیرہ لاکھ کی مزید نقد رقم سال مابعد میں خریدی سرمایہ محفوظ کیلئے باقی رہے گی۔ اسطرح توقع ہے کہ اس محفوظ میں برٹش انڈیا کے روپیہ کے تمسکات جن کی مالیت مندرجہ ناصیہ تقریباً چہتر لاکھ ہوگی اور تیرہ لاکھ کی نقد رقم موجود رہے گی یا اسمیں اسقدر رقم کی کمی ہوجائیگی جسقدر رقم کہ اس اثناء

میں کسی موجودہ قرضہ کی ادائی میں دیجائیگی۔ چنانچہ حال ہی جریدہ اعلامیہ میں اس قرضہ کے باقی ماندہ حصہ رقمی زائد از پندرہ لاکھ کی ادائی کا اعلان شایع کیا گیا ہے جو سنہ ۱۳۰۷ف میں ستائیس لاکھ کی تعداد میں جاری کیا گیا تھا۔ اور جسکی باز ادائی تین مہینے کا نوٹس دینے پر ۳۰ آبان سنہ ۱۳۲۶ف کے بعد کے کسی تاریخ کو ہونی قرار پائی تھی۔

(۲) محفوظ قحط

اس محفوظ کی ابتدا سنہ ۱۳۲۲ف میں تمسکات رقمی پندرہ لاکھ کلدار کیساتھ کیگئی تھی اور ہر سال اسی قدر رقم بعد ادائے سود کے بعد منہائی اس رقم کے جو انتظام قحط پر صرف ہوئی ہو۔ اس میں شریک کیجاتی رہتی ہے توقع یہ ہے کہ سنہ ۱۳۳۲ف کے اختتام تک اس محفوظ کے مقبوضہ تمسکات مذکورہ بالا کی مالیت مندرجہ ناصیہ انتیس لاکھ اناسی ہزار پر بڑھ جائے گی۔ اور اسکے علاوہ اس میں بارہ لاکھ تیس ہزار کی نقد رقم بھی موجود رہے گی۔ توقع یہ کیجاتی ہے کہ اگر اس محفوظ پر کوئی خرچ عائد نہ ہوا تو سنہ ۱۳۳۴ف کے اختتام تک اسکے مقبوضہ برٹش انڈیا کے روپیہ کے تمسکات کی مالیت مندرجہ ناصیہ بیالیس لاکھ ہو جائیگی اور اسکے علاوہ پندرہ لاکھ اکیس ہزار کی نقد رقم بھی اس محفوظ میں موجود رہے گی۔

(۳) **محفوظ ریلوے**۔ اس محفوظ کی ابتدا برٹش انڈیا کے روپیہ کے تمسکات سے کیگئی تھی جنکی مالیت مندرجہ ناصیہ چھیانوے لاکھ بہتر ہزار تھی۔ اسکے سود کے رقم کو خریدی سرمایہ پر لگانے سے سنہ ۱۳۲۳ف میں اس مقبوضہ کی مالیت مندرجہ ناصیہ ایک کروڑ دو لاکھ ستہتر ہزار پر بڑھ گئی تھی سنہ ۱۳۳۳ف کے اختتام تک اسکی مالیت تقریباً ایک کروڑ سات لاکھ ہو جائے گی۔ اور علاوہ ازیں تقریباً $\frac{3}{4}$۴ لاکھ کی نقد رقم بھی اس محفوظ میں سلاک رہے گی۔

(۴) **محفوظ برائے رقوم امانتی**۔ اس محفوظ کی جسکی ابتدا سنہ ۱۳۲۱ف میں بطور عام محفوظ بائیس لاکھ ستہتر ہزار کی مالیت مندرجہ ناصیہ کے پرامیسری نوٹوں کیساتھ کیگئی تھی۔ میری رائے یہ ہے کہ دو حصوں پر تقسیم کر دیا جائے جن میں سے ایک تو عام محفوظ اور دوسرا محفوظ رقوم امانتی سے موسوم

کیا جائے جو کہ اس غرض سے قائم ہوگا کہ رقوم امانتی مثلاً سیونگ بنک وغیرہ کی ذمہ داری ان سے پوری کیجا سکے اور اس ذمہ داری کے پورا کرنے کے بعد جو مسکات نفع آور باقی رہینگے وہی بہ شکل عام محفوظ ریاست کے عام اغراض کے لیے کام آسکیں گے۔ بجٹ ۱۳۳۳ف میں "محفوظ برائے رقوم امانتی" میں ساڑھے دس لاکھ کا اور اضافہ کیا گیا ہے۔ اور ساڑھے گیارہ لاکھ کا اضافہ ۱۳۳۴ف میں کیا جائے گا۔

(۵) محفوظ سکہ قرطاس

اس محفوظ کا قیام بلحاظ دفعہ نہم قانون سکہ قرطاس حیدرآباد نشان (۲) بابتہ ۱۳۲۷ف کیا گیا تھا جس کی رو سے زیر رواج نوٹوں کی مجموعی مالیت کے ایک ثلث رقم کے برابر سرمایہ بجائے نقد کے بصورت مسکات سرکار عظمت مدار یا سرکار عالی محفوظ رکھا جا سکتا ہے بجٹ ۱۳۳۲ف کے آغاز پر کل ایک کروڑ اکاون لاکھ ستر ہزار کی مالیت کے کرنسی نوٹ زیر ترویج تھے۔ اسلئے سرکار عظمت مدار کے ایسے نوٹ مالیتی رقم معروضہ سنتیس لاکھ ستائیس ہزار سکہ قرطاس کے مد محفوظ کیلئے مہیا کر کے رکھے گئے تھے ۱۳۳۳ف میں اس محفوظ میں سولہ لاکھ ستاون ہزار کلدار کی رقم اور شریک کی گئی تھی۔ اسطرح اب اس محفوظ میں برٹش گورنمنٹ کے مسکات مالیتی رقم معروضہ ترپن لاکھ چوراسی ہزار موجود ہیں۔ ۱۳۳۳ف کے آغاز (اکتوبر ۱۹۲۳ء) پر ایک کروڑ ساٹھ لاکھ کی مالیت کے کرنسی نوٹ خاص طور پر زیر ترویج تھے اور اردی بہشت کے اختتام (مارچ ۱۹۲۴ء) تک انکی مالیت دو کروڑ تک بڑھ گئی تھی جسکے بعد گذشتہ ماہ (شہریور یا جولائی) کے اختتام تک ان کی مالیت میں کمی ہوتی رہی ہے جیسا کہ ان کی ترویج اصل رقم میں حد کو پہنچ جایا کرتی ہے۔ یعنے ایک کروڑ چھیاسی لاکھ کی مالیت کی کرنسی نوٹ زیر ترویج رہگئے ہیں۔ اسطرح اس محفوظ میں کم سے کم آٹھ لاکھ کی رقم اور لگانے کی گنجائش باقی ہے۔

قانون انتظامی

(۵)
قانون نشان

تمہید ۔ قانون انتظامی میں جملہ امور انتظامی مثلاً وضع قوانین و طریقہ حصول مالگزاری (قانون مالگزاری) دستور العمل کوتوالی (قانون رجسٹری) و تعمیرات و صفائی و طبابت و تعلیمات و مردم شماری و محکمہ (قانون) اوزان و پیمانہ وغیرہ وغیرہ ۔ داخل ہیں جسکا بیان حسب ذیل کیا جاتا ہے ۔

باب بست و پنجم

قانون انتظامی

قانون انتظامی بقول پروفیسر ہالینڈ

دفعہ ۳۳۷ قانون انتظامی کے تصور میں وضع و اجرائی قوانین مجموعی حیثیت سے ریاست کا کاروبار چلانے میں حکومت کا طرز عمل ۔ دادرسی و دادگستری ریاست کی جائداد اور اسکے معاملات کا نظم و نسق جزوی اور تفصیلی طور پر ماتحتین کے ایک عملہ کے ذریعہ سے (جسے کسی قدر اختیار تمیزی حاصل ہے) اور پیچیدہ کل کا چلانا شامل ہے ۔ جسپر ریاست کا وجود اور عامہ خلائق کی بہبودی کا انحصار ہے ۔

بلحاظ اسکے قانون انتظامی اپنے مفہوم خاص میں حسب ذیل مباحث کو اپنا موضوع قرار دیتا ہے ۔

سلہ ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۳۱۹)　　سلہ ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۳۱۰)

(۱) **مالگزاری** تحصیل مالگزاری (ملاحظہ ہو دفعہ (۳۲۸) باب ہذا)

(۲) **افواج** فوج بری و بحری کا بھرتی کیا جانا اور اوسے آلات حرب وغیرہ سے مسلح کرنا اور اوسپر نگرانی رکھنا۔ جہاز سازی۔ اور قلعوں کا انتظام۔

(۳) **مقبوضات** مقبوضات اور نوآبادیات کا انتظام۔

(۴) **امور دیوانی** (۱) شمار و اعداد کا جمع کرنا (ملاحظہ ہو قانون مردم شماری ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۲) سنہ ۱۳۲۰ ف)

(۲) پیدایش و اموات (ملاحظہ ہو دستور العمل پولیس پٹیلان متعلق بہ اطلاع دہی پیدایش و اموات)

(۳) نکاح (ملاحظہ ہو دفعہ (۳۲۹) باب ہذا)

(۴) انتقال اور بیع اور رہن جایداد غیر منقولہ کا درج رجسٹر کرنا اور وصیت ناموں کی محافظت و نگرانی (ملاحظہ ہو قانون قواعد رجسٹری ممالک محروسہ سرکار عالی دفعہ (۳۳۰) باب ہذا۔

(۵) غیر ملکیوں کو حقوق اولاد وطن عطا کرنا۔

(۶) کمپنیوں اور انتظامی جماعتوں کو سندیں دینا۔ (ملاحظہ ہو قانون کمپنی نشان (۴) سنہ ۱۳۲۰ ف دکن لا رپورٹ جلد (۲) صفحہ (۱۱۷))

(۵) **جسمانی آسایش** اقتناع شر یا اصدار خیر کے ذریعہ سے اون تمام افراد کی آسایش و خوشحالی کو ترقی دینا جنپر ریاست مشتمل ہے۔
اس مقصد کی تکمیل کیلئے عہدہ داران ریاست جو جو طریقہ اختیار کرتے ہیں اون میں سے بعض حسب ذیل ہیں۔

(الف) متعلق بہ قانون صفائی۔

(۱) تدابیر حفظان صحت و صفائی مثلاً بدروں کا انتظام۔ مضر صحت امکنہ کا معائنہ بلکہ انہدام آب مصفا کی بہم رسانی۔ اشیاء خورد و نوش کو آمیزش سے بچانا۔

(۲) خطرناک مشاغل مثلاً کان کنی یا دو نامراتی صحت پیشوں کا انضباط۔ جہازوں کا معائنہ۔ خاص خاص پیشوں میں لگنے والوں کی ایک مقررہ تعداد سے بڑھکر عورتوں اور بچوں سے کام نہ لے جانے کو ممنوع قرار دینا۔

(ب) قانون محتاجین کی باقاعدہ تعمیل۔ یا قحط و ستامت ہنگام کے دوران میں محتاجین کو خاص طور سے کسی کام پر لگانا یا ان کو قیں اذوقہ دینا۔ (ملاحظہ ہو دستور العمل تحفظ ممالک محروسہ سرکار عالی۔ دکن لا رپورٹ جلد (۳) صفحہ (۱۴۳)

(ج) بیوت المجانین اور راہیہ عورتوں کے مساکن کا معائنہ و تنقیح۔

(د) متعلق بہ دار الضرب و قانون اوزان و پیمانہ۔

(ملاحظہ ہو قانون سکہ جات سرکار عالی نشان (۳) ۱۳۲۱ف و قواعد سکہ جات نشان (۱۲) ۱۳۲۳ف و قانون سکہ قرطاس و قانون اوزان و پیمانہ جات ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۱) ۱۳۱۷ف و رزولیوشن ہوم سکریٹری نمبر ۲/۹ عدالت مورخہ (۳ بہمن ۱۳۲۴ف) نسبت قواعد اوزان پیمانہ)

(ھ) پیشوں اور حرفہ کی نگرانی (ملاحظہ ہو قانون تعمیل معاہدہ اہل حرفہ نشان (۶) ۱۳۰۱ف

(و) تجارت ممالک غیر کے متعلق اطلاع کی بہم رسانی۔ بنکوں بیمہ کرانیوالی جماعتوں اور عام طور سے کمپنیوں کی نگرانی (ملاحظہ ہو قانون کمپنی نشان (۴) ۱۳۲۰ف دکن لا رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۱۱۷)

(ز) سڑکوں۔ ریلوے لینوں۔ نہروں اور تار اور ڈاک کی نگرانی۔

ملاحظہ ہو قانون تحفظ ریلوے ۱۳۲۱ف و قانون تحفظ عمارات نشان (۳) ۱۳۲۱ف قانون پٹہ نشان (۱) ۱۳۲۲ف)

(ح) روشنی کے میناروں۔ بندرگاہوں۔ سمندر کے پشتوں اور خندقوں اور تالاب اور کنوؤں اور باولیوں کی تعمیر و ترمیم۔ (ملاحظہ ہو قانون آبپاشی مجموعہ قوانین مالگزاری)

(ط) قیام امن۔ سراغرسانی جرائم۔ اور انتظام محبس۔

(قیام امن و سراغرسانی جرائم کیلئے ملاحظہ ہو دستور العمل کوتوالی سرکار عالی۔ نیز قانون کوتوالی اضلاع سرکار عالی نشان (۱۰) بابتہ ۱۳۲۹ف جسکے دفعہ (۱۹) میں حکم ہے کہ

(۱) ہر عہدہ دار کوتوالی کا فرض ہوگا کہ

(الف) ایسے تمام احکام اور حکمنامہ جات گرفتاری کی فوراً تعمیل کرے جو حاکم مجاز نے بطور جائز اوس کے نام جاری کئے ہوں۔

(ب) امن عامہ کے متعلق اطلاعات فراہم کرے اور پہونچائے۔

(ج) جرائم اور امر باعث تکلیف عام کا انسداد کرے۔

(د) مجرمین کا سراغ لگائے اور انکو سزا دلائے اور ایسے تمام اشخاص کو گرفتار کرے جنھیں گرفتار کرنیکا وہ قانوناً مجاز ہو اور جنکی گرفتاری کی کافی وجہ موجود ہو۔

(۲) اغراض متذکرہ ضمن (۱) کی تکمیل کیلئے ہر عہدہ دار کوتوالی کو اختیار ہوگا کہ بلا حکمنامہ گرفتاری کسی شراب خانہ یا سیندھی خانہ یا قمارخانہ یا اور ایسے مقام میں جہاں بدچلن اور بدمعاش آدمی جمع ہوتے ہیں داخل ہوکر اوسکا معائنہ کرے۔

نوٹ بروے دفعہ (۳) ضمن (ک) مجموعہ ضابطہ فوجداری سرکار عالی قانون نشان (۴) سنہ ۱۳۱۲ف مرحمہ تا سنہ ۱۳۲۹ف عہدہ دار کوتوالی میں جوان کوتوالی بھی داخل ہے۔

(اور انتظام محبس کیلئے ملاحظہ ہو قانون محابس سرکار عالی نشان (۴) بابتہ ۱۳۱۸ف)

(۶) **اخلاقی بہبودی**۔ عامہ خلائق کی دماغی و اخلاقی بہبودی کے نشوونما کیلئے جو تدابیر

عمل میں لائی جاتی ہیں اونکی مثالیں حسب ذیل ہیں ۔

(الف) مدارس اور عجائب خانوں اور کتب خانوں کا قیام و نگہداشت ۔

(ہماری سرکار عالی میں مدارس قائم اور انکا نصاب تعلیم اور قواعد مقرر ہیں ۔ دارالسلطنت میں باغ عامہ (پبلک گارڈن) اور کتب خانہ آصفیہ نہایت اعلیٰ پیمانہ پر موجود ہے ۔ اسکے سوائے ملاحظہ ہو قانون تحفظ کتب نشان (۵) ۱۳۱۶ف)

(ب) یوم السبت کو تجارت کی ممانعت ۔ تماشا گاہوں کی نگرانی ۔ اور کھیل تماشوں کے لئے اجازت نامہ جات کا صدور ۔

توضیح ۔ باستثنا اون ریاستوں کے جہاں کا انتظامی مرکز ایک معینہ اور غیر متغیرہ نقطہ پر قائم ہے ۔ اس تمام انتظام کا بہت بڑا حصہ حکام مقامی کے تفویض کیا جاتا ہے ۔

مالگزاری **دفعہ ۳۲۸** انتظام مال جو بغرض انتظام مالگزاری سرکار موضوع ہے ۔ اوس میں حسب ذیل معاملات داخل ہیں ۔

(۱) تعین مقدار جمع سرکار جسمیں ۔ لاونی ۔ جمعبندی ۔ پیمایش ۔ تقضایا رکمی و بیشی زمین ۔ سب داخل ہیں ۔

(۲) تعین شخص مالگذار ۔ یعنی (رقم مشخصہ کس سے ملیگی کون بحالت باقی ذمہ دار ہوگا) جسمیں تقسیم پٹہ ۔ قبولیت ۔ تصفیہ تنازعات کاشتکاراں جہاں تک مخل انتظام تعین مالگزاری سمجھے جائیں ۔ داخل ہیں ۔

نوٹ ۔ محکمہ مال تعین شخص بطور مالگذار بحیثیت کردینکے بعد پھر کوئی دعویٰ لائق سماعت محکمہ مال نہیں رہیگا ۔

(۳) سبیل وصول رقم ۔ یعنے (رقم مشخصہ کیونکر وصول ہوگی اور کسکی معرفت وصول ہوگی حساب وغیرہ

کیونکر اور کس کے پاس رہیگا)

جسمیں تقررات پٹیل پٹواری وغیرہ اجزئی وعملی رقم - داخل ہیں۔

میعاد سماعت مقدمات مالگزاری بروئے گشتی نمبر (۱۲) مالگزاری ۱۳۰۲ف حسب ذیل ظاہر ہوگی۔

مقدمہ بحوالہ مدات گشتی نمبر (۱۲)	قسم مقدمہ	میعاد سماعت صیغہ مال	میعاد سماعت صیغہ دیوانی
مقدمات اوطان اہل خدمات - مد ۲ ضمن ۲۴	استغاثہ بیدخلی	بیدخلی اندرون یکسال ہو تو قابل سماعت صیغہ مال	زائد از یکسال - دیوانی
حقوق کاشت اراضی مد (۱۱) ضمن (۵۶)	پٹہ داری	تصفیہ بیدخلی اندرون ۳ سال	زائد از ۳ سال دیوانی

نوٹ - مقدمات مال کی سماعت وتجویز شل کارروائی دیوانی کے ہوگی۔

دفعہ ۳۲۹ ذریعہ گشتی عدالت العالیہ ممالک محروسہ سرکار عالی نشان دیوانی (۶) مورخہ ۵ خورداد ۱۳۲۴ف حکم دیا گیا ہے کہ عدالتہائے تحت کی تحریکات سے مجلس عالیہ عدالت کو معلوم ہوا ہے کہ ارسال تختہ جات سیاہہ نکاح کے باب میں قضاۃ کا عمل مختلف رہا اسیطرح رجسٹر سیاہہ مہر و دستخط کیلئے کہیں عدالت منصفی میں پیش ہوا کرتا ہے اور کہیں عدالت دیوانی ضلع میں۔ اگرچہ سابقہ احکام قوانین دیوانی سرکار عالی مطبوعہ مقفن دکن طبع پنجم میں موجود ہیں لیکن بوجہ امتداد زمانہ وتغیر حالات عدالتی ناکافی ہیں لہذا بحصول منظوری سرکار مندرجہ مراسلہ نشان (۱۶۸۶) مورخہ ۲۶ خورداد ۱۳۲۴ف حسب ذیل احکام نافذ کئے جاتے ہیں۔

نکاح خوانی

(۱) ہر قاضی یا نائب قاضی قاری النکاح پر لازم ہے کہ ماہانہ گوشوارہ سیاہہ عقد خوانی ختم ماہ سے ایک ہفتہ کے عرصہ میں حدود بلدہ و بیرون سے متعلق ہو تو ایک ایک پرت عدالت دارالقضا بلدہ وصدارت العالیہ میں داخل کرے - اور حدود اضلاع سے متعلق ہو تو ایک ایک پرت عدالتہائے دیوانی اضلاع وصدارت العالیہ میں بالالتزام داخل کیا کرے۔

ف ۲ حق نکاح خوانی (ذریعہ گشتی صدارت العالیہ ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۵) مورخہ ۲۲ رامرداد ۱۳۲۱ف) بحوالہ فرمان خداوندی بلدہ و اضلاع میں عام طور پر حق نکاح خوانی بانجر و بیدہ (۵) قرار دے جاکر غرباء کے حق میں رعایت قضاۃ کے اختیار تمیزی پر منحصر رکھی گئی ہے اور تاکید کی گئی ہے کہ بصورت زیادہ ستانی مواخذہ کیا جائے گا۔

ف ۳ درخواستگذاروں کو عدالت ضلع اور قضاۃ نقل سیاہہ اپنے مہر و دستخط سے دینا لازم ہوگا اور اجرت تحریر مثل نقول عدالت کے ادائے صیغہ الفاظ کیلئے (۵ر) زائد از یکصد یا اوس کے جزو کیلئے (۴ر) (ملاحظہ ہو گشتی عدالت العالیہ نشان ۶ دیوانی فوجداری مورخہ ۱۸ رفروری ۱۳۲۰ف ہوگی۔

ف ۴ قضاۃ کے پاس ایک رجسٹر رہیگا جسکے ہر ورق میں سیاہہ ہوں اور ہر سیاہہ پر مہر و دستخط عدالت ضلع یا منصفی یا تحصیل جو قضاۃ کے لئے قریب تر ہو اور بلدہ و حوالی بلدہ کیلئے صدارت العالیہ کی مہر و دستخط کافی ہے۔

ف ۵ نکاح خوانی قاضی یا نائب قاضی کے ذریعہ سے عمل میں آئیگی۔ اگر کوئی شخص بطور خود نکاح پڑھائے تو بھی قاضی یا نائب قاضی کی موجودگی لازمی ہے تاکہ وہ سیاہہ تکمیل کرسکے۔ اور رسوم قاضی بھی ادا کرنی چاہیئے۔

جملہ نکاح خوانیوں کا اندراج قاضی اپنے رجسٹر متعلقہ میں کریگا۔

پس حسبہٖ عمل ہو۔

(ملاحظہ ہو گشتی عدالت العالیہ سرکار عالی نشان دیوانی (۲۱) مورخہ ۲۳ رفروردی ۱۳۲۵ف)

دفعہ ۳۳ رجسٹری دستاویزات

رجسٹری دستاویزات سے یہ فائدہ ہے کہ ایک قطعی ذمہ داری دستاویزات کے اصل ہونے کی نسبت مہیا کیجائے۔ اور ایسے کاغذات کا وجود پیدا کیا جائے جس سے وہ استحقاق جو ایسی جائداد کے متعلق خواہان معاملہ ہوں جنکو دستاویزات سے اثر پہونچتا ہو اوس

استحقاق کی بابتہ آگاہی یا علم حاصل کرنیکے قابل ہوجائیں اور دستاویزات استحقاق کی حفاظت ہو بصورت گم یا تلف ہونیکے استحقاق ثابت کیا جاسکے اور اس امر میں سہولت حاصل ہوسکے کہ جائداد پہلے تو منتقل نہیں ہوگئی ہے۔ دنیز فریب نہ ہونے پائے۔ علاوہ اسکے معاملات کو شہرت حاصل ہو۔ اور ایک ذمہ داری مستحکم اصل دستاویزات کی مہیا اور موجود رہے۔

اثر عدم رجسٹری | بروے دفعہ (۴۳) قانون رجسٹری ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۴) سنہ ۱۳۲۸ف کسی دستاویز قابل رجسٹری کی رجسٹری نہ کرانیکا یہ اثر ہوگا کہ وہ دستاویز کسی جائداد غیر منقولہ پر موثر ہوگی نہ وجہ ثبوت میں پیش ہوسکے گی۔

رجسٹری لازمی | بروے دفعہ (۱۰) دستاویزات ذیل کی رجسٹری لازمی ہے۔

(۱) ہبہ نامہ جات جائداد غیر منقولہ۔

ایک مقدمہ میں تجویز ہوئی کہ ملک سرکار عالی میں کوئی قانون ایسا جاری نہیں ہے کہ معاہدات جائداد غیر منقولہ جب تک تحریر نہ ہوں اور ان کی رجسٹری نہ ہو کالعدم سمجھے جائیں۔ اسلئے جبکہ ایک شخص نے بعوض دین مہر جائداد غیر منقولہ اپنی زوجہ کو ہبہ کرکے قبالہ جات زوجہ کے حوالہ کردئے اور اس وقت سے وہ مالکانہ اوس پر قابض رہے تو تجویز ہوئی کہ جبتک ہبہ کی تردید نہ ہو ہبہ جائز و قابل نفاذ ہے[۱]

(۲) دیگر دستاویزات بلا وصیتی جو متضمن یا موثر پیدا یا قرار دیے جانے یا محول یا محدود یا ساقط ہونے بزمانۂ حال یا آئندہ کسی استحقاق یا حقیت یا حق موجودہ یا شرطیہ مالیتی ایکسو روپیہ سے زائد واقع کسی جائداد غیر منقولہ کے ہوں۔

(۳) دیگر دستاویزات بلا وصیتی مشعر اقرار وصول یا ادا ہوجانے زر معاوضہ بابتہ پیدا ہونے یا قرار دیے جانے یا محول یا محدود یا ساقط ہونے کسی استحقاق یا حقیت یا حق قسم مذکور کے۔

---

[۱] آئین دکن جلد (۱۰) سنہ ۱۳۱۲ف صفحہ (۵۴۳) بیگو بی عرف وقار النساء بیگم بنام افسر النساء بیگم۔

(۴) دستاویزات اجارہ بابتہ جائداد غیر منقولہ جو سال بسال یا ایک سال سے زیادہ مدت کیلئے ہوں یا جن میں زرلگان یا کرایہ سالانہ دینے کا اقرار ہو اور جنکی مالیت ایکسو روپیہ یا دس سے زائد ہو۔

رجسٹری اختیاری | بروے دفعہ (۱۱) دستاویزات ذیل کی رجسٹری اختیاری ہے۔

(۱) دستاویزات سوائے ہبہ نامجات اور وصیت نامجات کے جنکی رو سے کسی جائداد غیر منقولہ میں بزمانہ حال یا آئندہ کوئی حق حاصلہ یا مشروطہ قائم یا منتقل یا محدود یا زائل کیا جائے۔ یا کیا جانا ظاہر ہوتا ہو یا قرار دے جانے یا قرار دیا جانا ظاہر ہوتا ہو جنکی مالیت ایکسو روپیہ سے کم ہو۔

(۲) دستاویزات جنمیں کسی ایسے حق کے قائم یا منتقل یا محدود یا زائل کئے جانے یا قرار دئے جانے کی بدل کی رسید یا ادائی کا اقرار ہو۔

(۳) اجارہ بابتہ جائداد غیر منقولہ جنکی میعاد ایک سال سے زائد نہ ہو اور اجارے جو دفعہ (۱۰) کی رو سے مستثنے کئے گئے ہیں۔

(۴) دستاویزات سوائے وصیت نامہ جات کے جنکی رو سے کسی جائداد منقولہ میں کوئی حق قائم یا منتقل یا محدود یا زائل کیا گیا ہو یا کیا جانا ظاہر ہوتا ہو یا قرار دیا گیا ہو یا قرار دیا جانا ظاہر ہوتا ہو۔

(۵) وہ تمام دستاویزات جنکی رجسٹری دفعہ (۱۰) کی رو سے لازمی نہیں ہے۔

میعاد بغرض رجسٹری | بروے دفعہ (۱۷ و ۱۹) تاریخ تکمیل دستاویز سے چار ماہ کے اندر عہدہ دار مجاز کے روبرو دستاویز بغرض رجسٹری پیش ہونا چاہئے۔ اگر وہ ڈگری یا حکم ہو تو تاریخ ڈگری یا حکم سے وہ قابل مرافعہ ہو تو تاریخ قطعیت سے چار ماہ کے اندر پیش ہونا چاہئے۔ اگر بوجہ اشد ضرورت وقت پر پیش نہ ہو تو بعد ادائی تاوان جو رجسٹری کی فیس معینہ سے دس گونہ سے زیادہ نہ ہو۔ رجسٹری کیلئے منظور ہو سکتی ہے۔

نوٹ۔ وصیت نامہ جات و اختیار نامہ جات بنسبت بلا لحاظ میعاد رجسٹری کیلئے پیش ہو سکتے ہیں۔

زبان دستاویز | بروے دفعہ (۱۲) جب کوئی دستاویز رجسٹرار کے پاس ایسی زبان میں پیش ہو جس کو وہ نہ سمجھتا ہو تو ایسے دستاویز کی رجسٹری اوسوقت تک نہ ہوگی جبتک کہ دستاویز کا ترجمہ ضلع کی اوس زبان میں جو بالعموم رائج ہے اور نقل مطابق اصل داخل نہ کی جاے۔

حلیہ جایداد | بروے دفعہ (۱۴) کوئی دستاویز بلاوصیتی متعلق جایداد غیر منقولہ رجسٹری کیلئے منظور نہ کیجائیگی جبتک کہ دستاویز میں جایداد کا ایسا حلیہ درج نہ ہو جو اوسکی شناخت کیلئے کافی ہو۔

(۲) شہروں کے مکانات کے متعلق حسب ذیل امور کی صراحت کیجائیگی۔

الف۔ نام اوس سڑک یا شارع عام کا جسکے محاذی وہ واقع ہیں اور وہ اوسکے کس سمت میں واقع ہیں۔

ب۔ اون کے دخیلان حال وسابق کا نام۔

ج۔ اگر اوس سڑک یا شارع عام کے مکانات پر نمبر درج ہوں تو اون مکانات کا نمبر۔

(۳) دیگر مکانات اور اراضیات کے متعلق حسب ذیل امور کی صراحت کی جاے گی۔

الف۔ اون کا نام اگر وہ کسی نام سے معروف ہوں۔

(ب) اوس حلقہ یا علاقہ کی صراحت جسمیں وہ واقع ہوں۔ (ج) اولکار قبہ۔

(د) سڑک یا کوچہ اور دیگر جایداد جسکے محاذی یا قریب میں وہ واقع ہوں۔

(ھ) اون کے دخیلان حال کے نام (و) اگر سرکاری نقشہ یا پیمایش میں اونکا ذکر ہو تو اونکا حوالہ

(۴) کوئی دستاویز بلاوصیتی جسکے ساتھ کوئی نقشہ اوس جایداد کا منسلک ہو جس سے اوس دستاویز کا تعلق ہو اسوقت تک رجسٹری کیلئے منظور نہ ہوگی جبتک اوسکے ساتھ اوس نقشہ کی نقل مطابق اصل داخل نہ ہو۔ اور اگر وہ جایداد ایک سے زائد اضلاع میں واقع ہو تو اوسقدر نقول داخل نہ کیے جائیں جتنے اضلاع میں وہ واقع ہو۔

پیش کنندہ دستاویز | بروے دفعہ (۲۶) تکمیل کنندہ دستاویز یا جو اوسکے ذریعہ سے دعویدار ہو دستاویز

رجسٹری کے لئے پیش کرنے کے مجاز ہیں۔

فرائض عہدہ دار رجسٹری | بروے دفعہ ۲۹۱ جب دستاویز رجسٹرار کے سامنے پیش ہوگی تو وہ تحقیقات اس امر کی کریگا کہ نوشتہ تکمیل کیا ہوا اوس شخص کا ہے یا نہیں جس سے اوس کی تکمیل کا ہونا پایا جاتا ہے۔

نوٹ۔ دفتر رجسٹری میں کسی شخص کو حاضر کرانے کی ضرورت ہو تو عہدہ دار رجسٹری اگر خود اختیار رکھتا ہو تو بطور خود ورنہ اوس عدالت دیوانی کے ذریعہ سے جسکے حدود ابتدائی میں وہ شخص رہتا ہو اوس شخص کے نام سمن بغرض حاضری جاری کرائے۔ قوانین نسبت سمن و احضار بالجبر و کمیشن وغیرہ کے وہی ہونگے جو عدالت دیوانی کیلئے مقرر ہیں۔

بعد اطمینان اُس دستاویز کی رجسٹری حسب قواعد رجسٹری ۱۲۹۸ف یہ اندراج مضمون ذیل ظہر دستاویز کیجائے گی۔

عبارت ظہر دستاویز | آج بتاریخ فلاں وقت فلاں بدفتر رجسٹرار مقام فلاں یہ دستاویز فلاں مسمی فلاں نے پیش کیا (دستخط عہدہ دار رجسٹری و دستخط پیش کنندہ دستاویز)

تحریر و تکمیل دستاویز فلاں ہذا و مضمون مندرجہ ہذا (اگر ادائی رقم ہو تو وصولیابی رقم فلاں اور اگر رقم روبرو رجسٹرار ادا ہو یا اوس میں سے کچھ حصہ رقم ادا ہو منجملہ رقم مندرجہ دستاویز مبلغ اتنے روپیہ میرے روبرو دیئے گئے۔ فوس میں لکھے جائیں)

نیز وصولیابی رقم مندرجہ دستاویز (یا جسقدر رقم سے اقبال ہوا وسکا اظہار کردیا جائے) سے مسمی فلاں ولد فلاں قوم فلاں عمر فلاں پیشہ فلاں متوطن فلاں ساکن فلاں نے میرے روبرو اقبال کیا جس سے (میں خود یا خود واقف نہ ہو تو دو گواہوں کے نام بصراحت نام معہ ولدیت و قوم و عمر و پیشہ و سکونت و وطن لکھا جائے) واقف ہیں اس لئے اس دستاویز فلاں کی رجسٹری کیگئی فقط مرقوم فلاں ماہ و سنہ فصلی کے بعد اپنی دستخط اور مقر وہر دو گواہوں کی دستخط لیجائیگی۔

اور بھی متعلقہ ہیں دستاویز دیشرح صدر کا اندراج کرلئے جانے کے بعد ظہر دستاویز پر حسب ذیل عبارت لکھدی جاتی
(تاریخ) نشان ... صفحہ بھی نمبر (فلاں) میں یہ دستاویز فلاں کی رجسٹری کیگئی اور تحت [illegible] رجسٹری
تفصیل بہی ہائے رجسٹری | تفصیل بہیا ہائے متعلقہ رجسٹری ۔

بہی نمبر (۱) میں دستاویزات جائداد غیر منقولہ درج ہونگے (دفعہ ۳۴ قواعد مذکور)

" (۲) میں وجوہ انکار رجسٹری درج ہونگے ۔ (دفعہ ۳۵ قواعد مذکور)

" (۳) میں وصیت ناجات اور اجازت نامہ جات تبنیت درج ہونگے (دفعہ ۳۶ قواعد مذکور)

" (۴) میں دیگر متفرق دستاویزات درج ہونگے ۔ (دفعہ ۳۷ قواعد مذکور)

" (۵) میں وصیت ناجات سربمہری پیشانی کے الفاظ اور عبارت درج ہوگی (دفعہ ۳۸ قواعد مذکور)

ضروری نظائر ہائیکورٹ ممالک محروسہ سرکار عالی

(۱) قانون رجسٹری کا اس سے زیادہ نتیجہ نہیں ہے کہ اگر وہ دستاویز مستلزم رجسٹری ہو لیکن رجسٹری نہ کرائی جائے تو وہ دستاویز وجہ ثبوت میں پیش نہ ہوسکیگی اسلئے ابطال اصل عہد کا لازم نہیں آتا ہے ۔ اور جب اصل عہد بحال خود باقی ہے تو دوسری شہادت سے ثابت کیا جاسکتا ہے ۔ [1]

(۲) جن دستاویزات کی رجسٹری لازمی ہو اگر وہ غیر رجسٹری شدہ پیش ہوں تو بموجب قانون رجسٹری غیر موثر ہوں گے جسکا منشا یہ ہے کہ انکی بنا پر انکی مندرجہ جائداد غیر منقولہ پر ڈگری نہیں دیجائیگی لیکن اس سے نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ غیر رجسٹری شدہ دستاویز پیش ہی نہ ہوسکیگی اور عدالت اوسکو سننے اور دیکھنے سے بھی انکار کریگی یہ بھی تجویز ہوئی کہ دفعات (۵، ۶، ۷) قانون شہادت میں اس مسئلہ کی متعلق کوئی ذکر نہیں ہے بلکہ دفعات شہادت منقولہ کی مخالفت سے متعلق ہیں ۔ [2]

(۳) دستاویز کی رجسٹری نہ ہونے کا صرف یہ اثر ہے کہ وہ جائداد غیر منقولہ پر موثر نہیں ہے ۔ اسلئے ڈگری

[1] کندہ ترسیا بنام کمار کندیا آئین دکن جلد (۱۳) ۱۳۱۶ف صفحہ (۶۶۲) [2] نرسیا بنام گرسیوا ۔ دکن لا رپورٹ جلد (۳) ۱۳۲۲ف صفحہ (۲۵) اجلاس کامل ۔

بلا کفالت و جائداد غیر منقولہ صادر کی جاسکتی ہے [۱]

(۴) جبکہ دستاویز موثر جائداد غیر منقولہ (مستلزم رجسٹری) غیر رجسٹری شدہ کے ساتھ ہی ساتھ قبضہ جائداد پر مشتری کو ملگیا ہو تو دستاویز مذکور اس دستاویز رجسٹری شدہ سے کہ جو غیر رجسٹری شدہ کے بعد تکمیل پائی اور قبضہ نہ دیا گیا ہو مرجح ہے۔ اور دستاویز اول کے غیر رجسٹری شدہ ہونیکا کوئی اثر مشتری قابض کے حق پر نہیں پڑسکتا [۲]

(۵) سادہ بیعنامہ (جسکی رجسٹری لازمی نہ تھی) کی بنا پر جبکہ مدعی کا قبضہ ہوچکا تھا تو مدعی علیہ کا رجسٹری شدہ بیعنامہ جو بعد کا ہے اسکو کوئی ترجیح حاصل نہیں ہوسکتی [۳]

(۶) گو دونوں بیعنامہ جات بحق فریقین غیر رجسٹری شدہ ہوں لیکن مشتری اول کو چونکہ رہن کیوقت جو قبضہ حاصل ہوچکا تھا وہ بیع کیلئے کافی ہے اسلئے بیع اول مرجح ہے اور عدم رجسٹری کا کوئی اثر مشتری اول کے خلاف مرتب نہ ہوگا [۴]

(۷) جب دستاویز کی رجسٹری کرانے کی نالش ہو تو دستاویز کا عرضیدعوی کے ہمراہ پیش کرنا ضرور ہے [۵]

(۸) جبکہ ایک معاہدہ بذریعہ دستاویز رجسٹری شدہ عمل میں آئے تو جو ترمیم معاہدہ میں کیجائے وہ بھی بذریعہ دستاویز تحریری رجسٹری شدہ ہونی چاہیے ورنہ شہادت زبانی قابل اعتبار نہ ہوگی [۶]

دفعہ ۳۳۱

اختیار سماعت مقدمات انتظامی۔ قول پروفیسر ہالینڈ [۷]

قانون انتظامی کے امور متنازعہ فیہ یا وہ خفیف مقدمات جن میں اسکے قواعد کی تعمیل سے انکار کیا گیا ہو۔ انگلستان میں عام طور پر (جسٹس آف دی پیس) کے اجلاس میں فیصل ہوتے ہیں۔ اگر مقدمات بلحاظ نوعیت زیادہ سنگین

---

[۱] ایرنا بنام مرگیا۔ آئین دکن جلد (۱۴) ۱۳۱۶ف صفحہ (۱۸۴) [۲] جہاک فرانسس ہارٹ بنام رحمت علی مرزا۔ آئین دکن جلد (۱۷) ۱۳۱۹ف صفحہ (۱۴۰) [۳] بہادر بنام دیوی داس۔ آئین دکن جلد (۱۹) صفحہ (۱۴۲) و تشریح القوانین جلد (۱۲) صفحہ (۵۹) ۱۳۲۱ف [۴] کشناجی بنام سوا۔ آئین دکن جلد (۱۷) ۱۳۱۹ف صفحہ (۲۲۵) [۵] میر حسن علی بنام سید خانجی۔ دکن لارپورٹ جلد (۱) ۱۳۲۰ف صفحہ (۵۱۱) اجلاس کامل [۶] منی لال بنام بسلنگیا۔ آئین دکن جلد (۱۳) ۱۳۱۵ف صفحہ (۶۳۱) [۷] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۳۲۱)

ہوں تو ان کا انفصال بذریعہ عدالتہائے اعلیٰ عمل میں آتا ہے۔ اگرچہ فوجی اور مذہبی ضابطہ کورٹ مارشلون (فوجی عدالتوں) اور مسیحی عدالتوں میں زیر نفاذ ہے۔ پھر بھی کوئی شخص بوجہ اپنے سرکاری عہدہ اور حیثیت کے (کامن لا) کے حدود اختیار سے مستثنیٰ نہیں قرار پا سکتا لیکن بعض مصنفوں نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ جن صورتوں میں فریق مقدمہ کی حیثیت سرکاری ہو ان صورتوں میں مقدمہ کی سماعت خاص عدالتوں میں ہونی چاہیئے۔ چنانچہ

اکثر ممالک میں اس قسم کی عدالتہائے خاص موجود ہیں **مثلاً**

بیڈن کی گرانڈ ڈچی میں ایک عدالت مرافعہ بنام (دروالٹنگ گرلیشاف) ۱۸۶۳ء میں قائم کیگئی تھی اسی قسم کی ایک عدالت **پرشیا** میں ۱۸۴۷ء میں قائم ہوئی اور **فرانس** میں بھی اسی نوعیت کی ایک عدالت موجود ہے جسمیں ان مقدمات کی سماعت ہوتی ہے جو حدود اراضی کے لحاظ سے عام عدالتوں یا انتظامی عدالتوں کے درمیان مابہ النزع ہوں۔

ممالک محروسہ **سرکار عالی** میں اس قسم کے مقدمات کی سماعت کیلئے کوئی خاص عدالت مقرر نہیں ہے۔ بلکہ عام عدالتوں کو بحد اختیار سماعت اس قسم کے مقدمات کی سماعت کا بھی اختیار حاصل ہے۔

قانون فوجداری

قانون نشان (۶)

قانون اصلی	قانون اضافی
تعزیرات باب (۲۶)	ضابطہ فوجداری باب (۲۸)

باب بست و ششم

مراتب ابتدائی

دفعہ ۳۴۲ قانون فوجداری ـ قول پروفیسر ہالینڈ صاحب

ریاست کا شاید سب سے زیادہ اہم اختیار وہ ہے جسکی رو سے وہ محافظ امن بن کر اول تو وہ اوس ضرر کا تعزیر یا انسداد کرتی ہے جسکا مورد وہ خود ہو اور اوس کے بعد اون تمام قواعد کے خلاف ورزی کو روکتی اور خلاف ورزی کرنیوالے کو سزا دیتی ہے۔ جو رفاہ عام کی غرض سے اوس نے وضع کئے ہیں۔ اس بارہ میں اپنے حقوق کی حد اثر کے تعین کرتے وقت ریاست عموماً اون افعال کی بہت سی فہرست پیش کرتی ہے جس سے حقوق مذکور کا نقص ہوتا ہو اور ساتھ ہی اون سزاوں کا اعلان کردیتی ہے۔ جسکے مستوجب افعال متذکرہ کے مرتکبین ہوں گے۔ نظر برآں وہ شاخ قانون جو اون قواعد پر متضمن ہے جو اس بارہ میں وضع کئے گئے ہیں۔ قانون فوجداری کے نام سے موسوم ہے۔

قانون فوجداری کی ابتدائی تاریخ رومان (ترجمہ)

دفعہ ۳۴۲ — قانون فوجداری کی ابتدا

کو کچھ زیادہ زمانہ نہیں گذرا ہے۔ زمانہ قدیم میں قانون کا رجحان اسطرف تھا۔ کہ جرائم خلاف ورزی یا سرکار کے مرتکبین کو وضع قوانین سے الگ۔ خاص عاملانہ ضابطہ کی وساطت سے سزا دیجائے۔ اور جرائم مو ترازاد رعایا کو خواہ سرقہ اور قتل انسان مستلزم سزا کیطرح یہ جرائم عامہ خلائق کی بہبودی کیلئے بھی باعث ترہیب و تخویف شدید کیوں نہ ہوتے محض نالش دیوانی کا موضوع قرار دیا جائے۔ جنکا معاوضہ تاوان یا ہرجانہ ہو۔

قانون روما میں وہ افعال جنکو قطعی طور پر جرائم سے تعبیر کئے جائیں گے آخر تک دیوانی خلاف ورزیوں کی ذیل میں محسوب ہوتے رہے۔ اگرچیکہ واضعان قوانین نے ان میں سے بعض افعال کو مستلزم التعزیر بھی قرار دیا تھا لیکن اسکی وجہ پابندی ضابطہ نہ تھی بلکہ ایک مقررہ طرز عمل کا امتداد مثلاً (تھیوڈوسیس) اور (جسٹینین) کے ضوابط قانون کے نوس مقالوں میں قانون فوجداری کی جو محض عمل اور غیر مربوط شان نظر آتی ہے اوسکی توجیہہ باسانی کیجاسکتی ہے

زمانہ قدیم میں بادشاہ اور ایکسومشیروں کی مجلس کو۔ اور

زمانہ مابعد میں (سینٹ) کو۔

سزا دہی کا جو حق خاص حاصل ہوتا تھا۔ وہ بالعموم ہر مقدمہ میں ایک مجسٹریٹ یا کمشنروں کی ایک جماعت کے تفویض کردیا جاتا تھا۔ آئینی احکام کے اس سلسلہ کی ابتدا جسکے ذریعہ سے خاص خاص قسم کے جرائم کی تحقیقات (جب کبھی کہ ایسے جرائم کا ارتکاب ہو) شاہی کمشنر کرتے تھے سنہ ۱۴۹ قبل مسیح میں (لیکس کلپیورنیا) سے ہوئی۔ اور یہ سلسلہ برابر جاری رہا۔ یہاں تک کہ بعض افعال وقتاً فوقتاً مجرمانہ قرار دئے گئے۔

لہ ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۳۲۲)

شہنشاہان روما نے اگرچہ نئے قوانین وضع کرکے اس طریقہ کو منسوخ کردیا اور بجائے اسکے اوس سادہ تر طریقہ کو رواج دیا جسکی رو سے مقدمات فوجداری کی سماعت غیر معمولی عدالتوں میں ہونے لگی۔ پھر بھی یہ قوانین فوجداری کے قدیم آئینی احکام کے اصول کے تابع رہے۔ اور اگرچہ قواعد کا ایک بہت بڑا مجموعہ انکی وجہ سے مرتب ہوگیا۔ لیکن یہ مجموعہ غیر مربوط اور پریشان تھا۔ اور ان جلیل القدر اشخاص کی مساعی اسکی وجہ ظہور نہیں جنکی عقل و دانش نے قانون مختص بالاشخاص کے ہر مسئلہ کی گتھی سلجھادی تھی۔

ٹیوٹانک جرمن نسل کے مقننین کی رائے سنگین جرائم کی نسبت بھی قدیم مقننین روما کی رائے سے مشابہت رکھتی تھی یعنے اس قسم کے جرائم کے بارہ میں اونکا یہ خیال تھا کہ سوائے فریق متضرر کے اور کسی پر انکا اثر نہیں پڑتا اور اس لحاظ سے فریق مذکور کے نقصان کی تلافی ذریعہ تاوان یا ہرجانہ کے ہوسکتی ہے۔

جب یہ خیال اچھی طرح سے اہل جرمن کے ذہن نشین ہوگیا کہ ارتکاب افعال ناجائز سے شخص متضرر ہی پر اثر مترتب نہیں ہوتا بلکہ خود ریاست پر بھی اسکی وجہ سے اثر پڑتا ہے تو وضع قوانین میں اوس نظام قانون نے جس سے استمداد کرنیکی وہ ہمیشہ سے ایسے موقعوں پر عادی تھے اون کی بہت کم رہبری کی۔

روما کا قانون فوجداری جو خصوصیات قومی کے رنگ میں ڈوبا ہوا تھا کبھی بھی اس قابل نہ تھا کہ قانونی مفسرین اوسے افادۂ عام کا ذریعہ بنا سکیں۔ اسلئے ضرور ہوا کہ اس بارہ میں مجدداً قوانین وضع کئے جائیں۔ چنانچہ شہنشاہ چارلس پنجم نے **کانسٹی ٹیوشیو کریمینیلس کرولینا کی** تدوین سے پہلے ضابطہ فوجداری کی بناء ڈالی۔ اس کوشش کا مقصود یہ تھا کہ کل سلطنت کے لئے ایک واحد قانون فوجداری تیار ہوجائے۔ **لیکن**

اٹھارویں صدی کے نصف آخر میں جب بویریا۔ آسٹریا۔ جرمنی۔ کی بہت سی دوسری ریاستوں نے اپنا اپنا قومی ضابطہ تیار کرلیا تو اس کوشش کی اہمیت بہت کچھ کم ہوگئی بہر حال یہ کوشش اور مجموعہ تعزیرات سلطنت جرمنی کا پیش خیمہ تھی جو ۱۸۷۲ء میں نافذ ہوا۔

منجملہ دیگر اہم ضوابط فوجداری کے جو اسوقت زیر نفاذ ہیں۔

فرانس کا (کوڈپینل) ۱۸۱۰ء میں جاری ہوا۔ اور براعظم کی لاطینی الاصل اقوام نے اسکا اتباع کیا ہے۔ اور برٹش انڈیا کا مجموعہ تعزیرات جسکا مسودہ لارڈ میکالے نے ۱۸۳۴ء میں تیار کیا تھا۔ جو ۱۸۶۰ء میں معرض نفاذ میں آیا۔ اس اثنا میں سزا اور ترتیب و تقسیم جرائم کے مسئلہ کے مالہٗ وماعلیہ پر۔ بکاریا۔ بنتھم۔ فیورباش۔ متارمیر۔ سرجے۔ ایف اسٹیون جیسے نکتہ آموزان قانون نے پوری طرح سے غور و خوض کیا ہے۔ اور اب یہ کہا جاسکتا ہے کہ قانون عام کی شاخ فوجداری مسلمہ اصول کی بنا پر تقسیم ہوچکی ہے اور اس کی ذاتی مصطلحات وجود میں آچکی ہیں۔ اگرچہ باعتبار مفہوم یہ مصطلحات جادۂ تعین سے کسی قدر ہٹی ہوئی ہیں۔

دفعہ ۳۳۴ — شاخ مذکور قانون فوجداری کے اقسام۔ قول پروفیسر ہالینڈ[1]

فوجداری حسب ذیل دو حصوں میں منقسم ہے۔

(۱) مجموعہ قوانین اصلی فوجداری (ملاحظہ ہو باب بست وہفتم قانون)

(۲) مجموعہ ضابطہ فوجداری (ملاحظہ ہو باب بست وہشتم قانون)

[1] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۳۲۴)

باب بست و ہفتم

قانون اصلی

فوجداری تعزیرات

دفعہ ۳۳۵ | قوانین اصلی فوجداری بقول پروفیسر ہالینڈ[1] | قوانین اصلی فوجداری حسب ذیل دو ابواب پر مشتمل ہے۔

(۱) **جزو عام** ملاحظہ ہو دفعہ (۳۳۶) باب ہذا (۲) **جزو خاص** ملاحظہ ہو دفعہ (۳۳۸) باب ہذا

دفعہ ۳۳۶ | ن اصلی فوجداری بقول پروفیسر ہالینڈ[2] | جزو عام کا موضوع حسب ذیل مباحث ہیں

ل مجرمانہ کی نوعیت (۲) ارادہ یا غفلت کی بنا پر خاطی کی ذمہ داری

ات منافی ذمہ داری **مثلاً** حدِ عمر۔ جبر۔ فتور عقل۔ جنون یا خمار زدگی۔

مات جو ایسے افعال کے جواز کے معین ہوں جو بصورت دیگر مجرمانہ ہوتے۔ **مثلاً**

امندی۔ یا حفاظت خود اختیاری۔ یا مجاز قانونی۔ یا رفاہ خلق اللہ یا امر کس حد

ل کے مساوی ہے۔ وہ اشخاص جو استغاثہ دائر کر سکتے ہیں۔

ہرست **مثلاً** موت۔ جلاوطنی۔ قید دوام۔ قید تنہائی۔ قید با مشقت۔

و۔ سزائے تازیانہ۔ جرمانہ۔

نی کو توالی کے زیر نگرانی رہنے کا مستوجب ہونا۔

---

[1] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۳۲۴)

[2] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۳۲۴)

(۷) میعاد (شرطیکہ کوئی ایسی میعاد موجود ہو) جو مقدمہ فوجداری کے چلائے جانے کو مانع آئیگی۔

(۸) عذرات برات کا اثر (۹) تائید ترغیب

(۱۰) ارتکاب جرم (۱۱) اقدام مجرمانہ

(۱۲) مجموعہ یا سلسلہ سزا ہیں۔

علاوہ ازیں ممالک مختلفہ | **دفعہ ۳۳۷** اس موقع پر ہمیں وہ اختیارات بھی نظر آئیں گے

کے قانون فوجداری کا تفرقہ | جو یورپ کے مختلف ممالک کے قوانین نے جرائم کے مدارج کے درمیان

قائم کیے ہیں **مثلاً**

فرنچ قانون میں افعال ناجائز کی حسب ذیل تین قسمیں قرار دی گئی ہیں۔

(۱) خلاف ورزیاں (۲) مظالم۔ اور (۳) جرائم

جرمنی کے قانون میں بھی افعال ناجائز کے اسیطرح کے تین درجے رکھے گئے ہیں۔

ڈچ قانون بابت ۱۸۸۶ء اور **اٹالین قانون** بابت ۱۸۸۹ء اور

قانون اسپین بابت ۱۸۷۰ء افعال مذکور کے حسب ذیل صرف دو مدارج قائم کرتے ہیں

(۱) خطائیں (۲) جرائم

قانون انگلستان کی رو سے افعال ناجائز کی حسب ذیل صرف دو قسمیں قرار دی گئیں ہیں۔

(۱) جرائم اور (۲) غلط کاریاں۔

لیکن یہ تقسیم جیسی مشہور و معروف ہے ویسی ہی غیر معنی بھی ہے۔ مسودہ قانون فوجداری

میں جسکی پارلیمنٹ میں پیش ہونے کے بعد جو... جلاسوں کے منعقد ہو چکنے کے ابھی تک نوبت نہیں آئی

افعال ناجائز کا جو مابہ الامتیاز تسلیم کیا گیا ہے۔ اوسکی رو سے جرائم صرف دو قسم کے حسب

ذیل قرار پاتے ہیں۔

(۱) ایک وہ جو چالان کئے جانے کے قابل ہیں (قابل دست اندازی پولس)

(۲) دوسرے وہ جو چالان کئے جانے کے قابل نہیں ہیں (ناقابل دست اندازی پولس جو ذریعہ استغاثہ خانگی رجوع ہو سکتے ہیں)۔

اقسام اول الذکر یعنے وہ امتیاز جو جرائم اور خطا کا ریوں میں قائم ہے اس مسودہ میں صریح طور پر ہے۔

دفعہ ۳۳۸ (جزو خاص۔ افعال مجرمانہ۔ اصلی فوجداری قوانین بر دفیصر ہالینڈ[1]) اور ان قواعد مختصرہ پر متضمن ہے جو ہر ایسے فعل کے تعزیری نتائج سے متعلق ہے

حکم ہیں اول تو اس قسم کے افعال کی حسب ذیل دو قسمیں قرار دی جا سکتی ہیں۔

جرم جو بلا واسطہ۔ ریاست یا رعایا پر عمومی حیثیت سے موثر ہوں (ملاحظہ ہو دفعہ ۳۳۹ باب ہذا)

جرم جن کا اثر انفرادی (اختصاصی حیثیت سے افراد رعایا پر مترتب ہوتا ہو۔

ملاحظہ ہو دفعہ (۳۴۰) باب ہذا)

دفعہ ۳۳۹ (ریاست یا عمومی حیثیت۔ قول پر دفیصر ہالینڈ[1]) جرائم کا اثر پڑتا ہے۔ وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) وہ افعال جن سے ریاست اور دول غیر کے دوستانہ تعلقات میں فرق آجانا مقصود ہو۔

نوٹ یہی وجہ ہے کہ ممالک ... علما کے ملازم رکھنے یا بھرتی کئے جانے اور ممالک غیر کے فرمان رواؤں کی حیثیت عرفی ... ڈالنے کے خلاف قواعد وضع کئے گئے ہیں۔

(۲) وہ افعال جن سے حکومت ... **مثلاً**

اراکین سلطنت شاہی کا قتل بغاوت۔ اور اسی قسم کے دیگر افعال مشتمل برخلاف ورزی بائسرکار۔

---

[1] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۳۲۶)

(۳) وہ افعال جن سے رعایا کی آزادی میں خلل پڑنا مقصود ہو۔

(۴) مفسدی اور دیگر جرائم جن سے نقض امن لازم آئے۔

(۵) سرکاری عہدہ یا حیثیت سے ناجائز فائدہ اٹھانا۔

(۶) حکام مجاز کے احکام کی عدم تعمیل یا ان کی مزاحمت۔

(۷) دروغ حلفی یا کاغذات سرکاری کی تلبیس و تزویر یا مجرمین کو حراست سرکاری سے چھڑانے یا پناہ دینے سے اغراض انصاف کی راہ میں مزاحم ہونا۔

(۸) کسی دوسرے کا حق ارجاع نالش اپنے نام منتقل کرا کے اسکا مقدمہ بطور خود چلانا۔

(۹) پیدائش و اموات اور اسی قسم کے دوسرے معاملات کے متعلق جنہیں اہل فرانس انتیار کے حلقہ کے مفہوم میں داخل سمجھتے ہیں اطلاع نہ دینا یا غلط اطلاع دینا۔

(۱۰) جرائم متعلق سکہ یا اوزان و پیمانہ جات (۱۱) جانوروں کے ساتھ بے رحمی کا برتا

نوٹ۔ اگرچہ یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا ایسے برتاؤ کی ممانعت اسوجہ سے کیگئی ہے کہ جماعت ایسے فعل کو وحشیانہ خیال کرتی ہے۔ یا اوس سے خاص خاص افراد رعایا کے کریمانہ جذبات کو صدمہ پہونچتا ہے۔ یا یہ کہ جسطرح قانون روما میں غلاموں کیساتھ بے رحمی کے برتاؤ کرنے کی ممانعت کیگئی تھی۔ اور اسطور پر غلاموں کے حقوق مثل حقوق انسانی ہونے کی حیثیت سے تسلیم کئے گئے تھے اوسی طرح جانوروں کی نسبت بھی یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ اونکو بھی وہ حقوق حاصل ہیں جو مشکل حقوق انسانی ہیں۔

(۱۲) وہ افعال جن سے اخلاق عامہ [illegible] کو صدمہ پہونچے۔ **مثلاً** زوجین میں سے ایک کا دوسرے کے موجود ہوتے ہوئے کسی اور کیساتھ ازدواجی تعلق قائم کرلینا۔

(۴) جرائم موثر حقوق خاندانی مثلاً بچوں کا بھگا لیجانا۔ یا کسی منکوحہ عورت کا بھگا لیجانا۔ یا زنا
(۵) جرائم موثر حقوق بقبضہ و ملکیت مثلاً سرقہ و آتش زنی یا جائداد کا اتلاف عمداً بشکل دیگر۔
(۶) بعض قسم کے نقض عہد جو موجب تکلیف و پریشانی ابنائے جنس ہوں بشرطیکہ ان کے لئے چارہ کار دیوانی مفید ثابت نہ ہو۔
(۷) فریب آمیز غلط بیانی۔ اور دغا۔

توضیح۔ یہاں یہ بیان کرنا خالی از فائدہ نہ ہوگا کہ جرائم موثر مال ریاست بسا اوقات جرائم موثر مال افراد رعایا کے مشابہ قرار دئے جاتے ہیں۔ اور بہت سی صورتوں میں جائداد اور ریاست کی خاص خاص قسمیں قانون فوجداری کی اغراض کی تکمیل کے لحاظ سے بہ متابعت قواعد مصدرۂ سرکار ریاست کے بعض عہدہ داروں کی تحویل و تفویض میں دے دی جاتی ہے۔

دفعہ ۳۴۱

ترتیب مجموعہ تعزیرات ممالک محروسہ سرکار عالی | مجموعہ تعزیرات ممالک محروسہ سرکار عالی

نشان (۵) بابت ۱۳۲۲ف یا اون نشان (۱) بابت ۱۳۲۷ف و نشان (۱) بابت ۱۳۲۹ف و نشان ۴ بابت ۱۳۳۲ف کے (۲۲) باب اور (۳۳۴) دفعات ہیں جنکی ترتیب مضامین حسب ذیل ہے

باب اول۔ مراتب ابتدائی بعد تمہید از دفعہ (۱)

باب دوم سزا۔ از دفعہ (۱۲)
دفعہ (۱۲) میں سزاؤں کی تفصیل حسب ذیل ظاہر کیگئی ہے۔

اول۔ موت۔ دوم قید۔ الف باشقت۔ ب بلا مشقت۔ ج سادہ سوم ضبطی جائداد چہارم تازیانہ پنجم۔ جرمانہ

باب سوم مستثنیات عامہ۔ از دفعہ (۳۳)
نا قابلیت ذاتی۔ غلطی۔ سوء اتفاق۔ رضامندی۔ ضرورت خفیف نقصان حق حفاظت خود اختیاری
از دفعہ ۳۴ — ۳۹ — ۴۲ — ۴۴ — ۴۷ — ۵۱ — ۵۱

مال تلف یا بیجا مجرمانہ از دفعہ (۳۳۶)	خیانت مجرمانہ	از دفعہ	(۳۳۹)
مال سرقہ لینا یا رکھنا۔ " (۳۴۳)	دغا	"	(۳۴۸)
فریب آمیز وثیقوں اور جائداد کو فریباً تبعہ سے علیحدہ کرنا		"	(۳۵۴)
نقصان رسانی از دفعہ (۳۵۸)	مداخلت بیجا مجرمانہ	"	(۳۷۱)
باب ہجدہم۔ جرائم متعلقہ دستاویزات و نشانات تجارت وملکیت۔		"	(۳۹۲)
تجارت اور ملکیت کے نشانات		"	(۴۰۶)
سکہ قرطاس از دفعہ (۴۱۶) الف۔ب۔ج۔د) بموجب دفعہ (۲) قانون نشان دہی (۲) ۱۳۲۹ف			
باب ہشدہم۔ ملازمت کے معاہدوں کا نقض مجرمانہ		از دفعہ	(۴۱۷)
۔ نوزدہم۔ جرائم متعلقہ ازدواج۔ از دفعہ (۴۲۰)	باب بستم۔ ازالہ حیثیت عرفی	"	(۴۲۵)
۔ بست یکم۔ تخویف مجرمانہ " (۴۲۹)	۔ بست و دوم۔ اقدام جرم	"	(۴۳۳)

باب بست و ششم

قانون اضافی

فوجداری ضابطہ

دفعہ ۳۴۳ قوانین اضافی فوجداری۔ قول پروفیسر ہالینڈ قانون فوجداری اضافی۔ یا ضابطۂ فوجداری وہ مجموعۂ قواعد ہے جس کی رو سے عدالت کی کل خالی کو سزا دینے کیلئے چلائی جاتی ہے۔

اسکی موادی شکلیں ہوتی ہیں یا بسیط و مرکب

شکل بسیط کا اطلاق صرف اس حالت پر ہوتا ہے جبکہ ملزم کو کسی خفیف قصوری یا دائرہ ایں حد سماعت مقدمہ فوری طور پر سزا دیجائے۔

شکل اہم جو زیادہ تر اہم ہے سنگین جرائم کی تحقیقات کے لئے مقرر ہے۔

ان میں سے ہرایک مختلف مدارج پر مشتمل ہے۔ جو قانون منقش بالا خاص کے ضابطہ کے مدارج سے قریب کی مشابہت رکھتے ہیں۔

ضابطہ فوجداری کی اہم تر شکل کے مدارج حسب ذیل ہیں

حدود اراضی | (۱) انتخاب حدود اراضی مجاز۔

عدالت | (۲) انتخاب عدالت مجاز۔

ضابطہ | (۳) طریقہ کارروائی یا ضابطہ مقررہ جو حسب ذیل مراتب پر مشتمل ہے

(الف) سمن جسکے ذریعہ سے ملزم طلب کیا جاتا ہے۔ یا وارنٹ ہیں کے ذریعہ سے وہ مجبور کیا جاتا ہے کہ عدالت میں حاضر ہو کر جوابدہی کرے۔

(ب) تحقیقات ابتدائی جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یا تو ملزم رہا کردیا جاتا ہے۔ یا وہ چالان عدالت کیا جاتا ہے۔

(ج) وہ تدابیر جنکے ذریعہ سے بوقت تحقیقات وسماعت مقدمہ ملزم کی حضوری کا بندوبست کیا جاتا ہے۔ یعنی یا تو ملزم کو قید کردیا جاتا ہے اور یا خود اور ... بالا دیگر افراد اسکی ضمانت لیجاتی ہے

(د) سماعت مقدمات فریقین جسکے ذریعہ سے ایک طرف بجانب استغاثہ عدالت کو اور ملزم کو تہمت منسوبہ کی اطلاع دیجاتی ہے اور دوسری طرف ملزم اپنی صفائی کے وجوہ بیان کرتا ہے۔

(ھ) سماعت مقدمہ یا تحقیقات جو ایک معینہ و مقررہ طریقہ پر اور شہادت کے ادنیٰ

کے مطابق عمل میں آتی ہے جو بعض اعتبارات سے ان قواعد سے مختلف ہیں جنکو مقدمات دیوانی میں دخل ہے۔

(۳) ضابطہ اپیل جس حد تک کہ اپیل دائر کرنا قابل اجازت ہو — حکم آخر اور فیصلہ

تعمیل — (۴) تعمیل فیصلہ جکی انجام دہی ایک عہدہ دار کے ذمہ ہوتی ہے۔ جو اس مقصد کی تکمیل کیلئے ریاست کی قوت کا مفوض الیہ قرار دیا جاتا ہے۔

پیروکار سرکاری — (۵) مجرموں کو عدالت میں پیش کرنے کی خدمت یا تو ایک عہدہ دار سرکاری کے سپرد کیجاسکتی ہے جیسا کہ عام طور سے براعظم یورپ میں دستور ہے۔ یا فریق متضرر پر اس خدمت کی انجام دہی محول کی جاتی ہے جیسا کہ انگلستان میں بالعموم مروج اور روا ئیں تھا۔

ہمارے ملک سرکار عالی میں طریقہ اول الذکر رائج ہے۔ فریق متضرر پر اس خدمت کی انجام دہی محول نہیں کی جاتی بلکہ اسکی اختیاری ہے۔

دفعہ ۳۴۳

ترتیب مجموعہ ضابطہ فوجداری سرکار عالی — مجموعہ ضابطہ فوجداری سرکار عالی قانون نشان (۱) بابتہ ۱۳۱۲ف مرمہ قانون نشان (۲) ۱۳۲۲ف و نشان (۳) ۱۳۲۵ف و نشان (۵) ۱۳۲۹ف و نشان (۱۲) ۱۳۲۹ف و نشان (۵) ۱۳۳۰ف کے (۹) حصص (۵۳) ابواب (۵۴۳) دفعات اور (۳) ضمیمہ جات ہیں جکی حسب مضامین ذیل ترتیب دیگئی ہے۔

حصہ اول۔ باب اول۔ مراتب ابتدائی از دفعہ (۱) — حصہ دوم۔ عدالتوں کا تقرر اور ان کے اختیارات

" (۲) عدالتوں کا تقرر و تعین حدود اراضی۔

الف۔ اقسام عدالت از دفعہ (۶) — ب۔ تعین حدود اراضی از دفعہ (۷)

ج۔ عدالتوں کا تقرر " (۹)

مقدمات فوجداری وغیرہ۔

طریقہ کارروائی عدالتہائے سرکار عالی

دفعہ ۳۴۴

مقام تحقیقات وتجویز

(۱) بروئے دفعہ (۱۸۰ تا ۱۹۰) ضابطہ فوجداری سرکار عالی حالات ذیل میں تحقیقات وتجویز جرائم مصرحۂ ذیل کی عدالتہائے ذیل میں ہوگی لیکن عموماً ہر جرم کی تجویز وہیں ہوگی جس کے حدود مقامی میں وہ جرم سرزد ہوا ہو۔

دفعہ ۱۸۲۔ جب کسی پر الزام بوجہ وقوع فعل یا ظہور نتیجہ کے لگایا جائے تو

تحقیقات وتجویز اوس عدالت میں ہوگی جس کے حدود میں وہ فعل سرزد ہوا یا نتیجہ نکلا۔

دفعہ ۱۸۳۔ جب کوئی فعل بوجہ تعلق کسی اور فعل مجرمانہ کے جرم ہو تو

تحقیقات وتجویز وہاں ہوگی جس کے حدود میں ان دونوں میں سے کوئی فعل سرزد ہوا ہو

دفعہ ۱۸۴۔ جب جرم ٹھگی یا ڈکیتی (بشمول یا بلا شمول قتل) یا شراکت گروہ ڈاکوان ہو تو

تحقیقات وتجویز وہاں ہوگی جس کے حدود میں ملزم موجود ہو یا اوس عدالت خاص میں جہاں ایسے جرائم کی تحقیقات وتجویز ہوتی ہو۔

دفعہ ۱۸۵ جب جرم حراست جائز سے فرار ہو سکا ہو تو۔

تحقیقات وتجویز وہاں ہوگی جس کے حدود میں ملزم موجود ہو یا جہاں سے وہ فرار ہوا ہو

دفعہ ۱۸۶۔ جب جرم تصرف بیجا یا خیانت مجرمانہ ہو تو

تحقیقات وتجویز وہاں ہوگی جسکے حدود میں ملزم کو کوئی جزو اوس مال کا حاصل ہوا ہو یا جہاں جرم سرزد ہوا ہو یا جہاں ملزم کے قبضہ میں مال موجود ہو۔

دفعہ ۱۸۷ جب جرم سرقہ ہو تو۔

تحقیقات وتجویز وہاں ہوگی جس حدود میں سرقہ ہوا ہو یا جہاں مال مسروقہ پایا جائے

دفعہ ۱۸۸ جب جرم انسان کو بے بھاگنا یا بھگا لیجانا ہو تو ۔
تحقیقات و تجویز وہاں ہوگی جسکے حدود میں سے وہ بے بھاگا یا بھگا لے گیا یا چھپایا گیا یا روک رکھا گیا ہو ۔

دفعہ ۱۸۹ جب یہ امر غیر متحقق ہو کہ منجملہ چند مقامات کے کس مقام میں جرم سرزد ہوا ۔ اور
جب جرم کا ایک جزو ایک مقام میں اور دوسرا دوسرے مقام میں ہوا ہو ۔ اور
جب جرم علی الاتصال ہوتا گیا ہو تو
تحقیقات و تجویز اوس عدالت میں ہوگی جو کسی ویسے مقام پر اختیار سماعت رکھتی ہو

دفعہ ۱۹۰ جب جرم حالت سفر خشکی یا تری میں سرزد ہوا ہو تو ۔
تحقیقات و تجویز وہاں ہوگی جسکے حدود میں مجرم اور اوسکے ساتھ وہ شخص یا مال جسکی نسبت جرم سرزد ہوا سفر طے [illegible]

بروے دفعہ (۱۸۰) ضمن (۲) مرمہ ضابطہ فوجداری نشان (۳) سنہ ۱۳۳۳ ف اون جملہ مقدمات میں جن میں کوئی فریق رعایا سرکار عالی خالصہ یا صرفخاص ہو اور جرم کا ارتکاب [illegible] گیر یا پائگاہ میں ہوا ہو اور ملزم دوسری جاگیر یا پائگاہ کا رعیت ہو تو اوس ضلع کی کسی عدالت فوجداری سرکار عالی [illegible] سماعت ہوگی جسکے حدود میں وہ جاگیر یا پائگاہ واقع ہو[1]

بروے دفعہ (۱۹۱) جب اسبات کا شبہ ہو کہ کس عدالت کی معرفت اوس جرم کی تحقیقات و تجویز ہونے چاہیئے تو مجلس عالیہ عدالت اس امر کو طے کرے گی کہ کس کی معرفت اوس جرم کی تحقیقات و تجویز عمل میں آئے ۔

---

[1] دکن لا رپورٹ جلد (۹) سنہ ۱۳۲۸ ف صفحہ (۱۶۹) بیدا و نیکیا بنام سید محمد [illegible] اس کال میں یہ طے فرمایا گیا ہے کہ دفعہ (۱۸۰) ضابطہ فوجداری کی ترتیب موجودہ اور عبارت وضع پر غور کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ لفظ (جاگیر) موقوعہ دفعہ مذکور سے مراد جاگیر مقتدر ہے اور یہ دفعہ صرف ان مقدمات سے متعلق ہے جو علاقہ جاگیرات مستند کیجانب سے یا اون کے مقابلہ میں دائر ہوں۔ رعایائے جاگیرات غیر مقتدر سے دفعہ (۱۸۰) ضابطہ فوجداری متعلق نہیں ہے

اقسام مقدمات (۳) مقدمات کی دو قسمیں ہیں ایک چالانی دوسرے غیر چالانی۔

مقدمات غیر چالانی کا نمونہ استغاثہ (۴) مقدمات غیر چالانی بذریعہ استغاثہ خانگی پیش ہوسکتے ہیں۔ بروئے گشتی عدالت العالیہ ممالک محروسہ سرکار عالی نشان فوجداری (۴۱) مورخہ ۲۳ آبان سنہ ۱۳۲۰ ف استغاثہ فوجداری کا نمونہ حسب ذیل مقرر دیا گیا ہے۔

(۱) نام عدالت جہاں استغاثہ داخل کیا جائے (۲) نام ولدیت و قومیت و سکونت و پیشہ و عمر مستغیث

(۳) نام ولدیت و قومیت و سکونت و پیشہ و عمر مستغاث علیہ۔

(۴) نام جرم جسکا الزام لگایا جائے بحوالہ دفعہ تعزیرات [illegible] دیگر قانون ایکم مختص الامر یا مقام۔

(۵) تاریخ و وقت وقوع جرم (۶) مقام وقوع جرم

(۷) نام گواہان مستغیث (اگر کسی وجہ سے نام گواہان نہ لکھے جائیں تو نہ لکھے جانیکی وجہ ظاہر کیجائے)

(۸) نام تھانہ کوتوالی جس کے حدود کے اندر جرم کا وقوع ہوا ہو۔ معہ نام اوس تھانہ کے جسکے حدود کے اندر ملزم موجود ہے۔

(۹) مقرر وار مختصر بیان واقعات متعلقہ جرم کا (۱۰) دستخط مستغیث بقید تاریخ۔

نوٹ: اس نمونہ کیساتھ استغاثہ بزبان عدالت (اردو) لکھا جا کر بوقت عدالت۔ عدالت مجاز میں پیش کیا جائیگا اگر بہ مضمون استغاثہ یا بلحاظ حلفی بیان مستغیث وغیرہ مجسٹریٹ مجاز تحقیقات نہ ہو تو بروئے دفعہ (۲۰۶) اوس استغاثہ پر یہ لکھکر واپس کریگا کہ عدالت مجاز میں پیش کیا جائے۔

حلفی بیان مستغیث (۵) حسب نمونہ بالا عدالت مجاز میں استغاثہ خانگی پیش ہونیکے ساتھ ہی بروئے دفعہ (۲۰۵) فوراً مستغیث کا اظہار حلفی متعلق بہ مضمون استغاثہ مجسٹریٹ خود قلمبند کرلینگے بعد اوس بیان سے اگر اصلیت جرم میں کوئی شبہ پایا جائے تو معہ وجوہ بالظہار اوس شبہ کے تجویز کرکے مجسٹریٹ خود تحقیقات میں مصروف ہو یا مقامی تفتیش بغرض دریافت صداقت استغاثہ

اپنے کسی ماتحت عہدہ دار یا کسی عہدہ دار کوتوالی یا کسی اور شخص کے ذریعہ سے کرائے دفعہ (۲۰۷)

نوٹ اصل استغاثہ مع اصل یا نقل تجویز بغرض دریافت عہدہ دار تفتیش کنندہ کے پاس روانہ کرنا چاہئے

ایک مقدمہ میں اجلاس کامل سے یہ تصفیہ فرمایا گیا ہے کہ چونکہ مقدمات ناقابل دست اندازی پولیس میں پولس کو تفتیش کا حکم حسب دفعہ (۱۵۷) مجموعہ ضابطہ فوجداری صرف ایسی حالت میں دیا جاسکتا ہے جبکہ مجسٹریٹ کو صداقت استغاثہ کی نسبت حسب دفعہ (۲۰۷) مجموعہ ضابطہ فوجداری اطمینان نہ ہو لہذا جو حکم تفتیش ناظم فوجداری نے بلا استغاثہ محض استدعائے پولس پر صادر کردیا ہو وہ صحیح نہیں ہے اور ایسے حکم کی بنا پر جو تفتیش عمل میں آئے وہ باقاعدہ نہیں سمجھی جاسکتی۔

بروئے رزولیوشن سرکار عالی محکمہ معتمدی الت وکوتوالی وامور عامہ صیغہ عدالت نمبر ۲۶ مورخہ ۱۸ ر آبان ۱۳۳۲ف اسپشل مجسٹریٹ بلالحاظ حدود اراضی اپنے مقدمات کی تحقیقات کے مجاز کئے گئے ہیں جو تفتیش کردہ اور مستدارہ خفیہ پولس ہوں لیکن جس حالت میں کہ خفیہ پولس کی تفتیش ہی بے قاعدہ عمل میں آئی ہو تو اسپشل مجسٹریٹ کی تحقیقات بھی خلاف اختیار اور کالعدم سمجھی جائے گی۔ [1]

| بصورت عدم اصلیت جرم مقدمہ کا اخراج | (۵) |

بروے دفعہ (۲۰۸) اگر اوس ناظم فوجداری کو جسکے پاس استغاثہ کیا جائے یا جس کے پاس وہ منتقل کیا جائے اظہار مستغیث پر اور نتیجہ تفتیش حسب دفعہ (۲۰۷) پر (اگر ہوئی ہو) غور کرنے کے بعد کوئی وجہ کافی مقدمہ چلانے کی نہ معلوم ہو تو وہ استغاثہ کو بعد تحریر وجوہ خارج کرسکیگا۔

نظائر ہائیکورٹ سرکار عالی

(۱) عدم پیروی یا عدم اصلیت یا عدم ثبوت میں جب استغاثہ قبل ترتیب فرد قرارداد جرم خارج ہوجائے تو جدید استغاثہ پیش وسماعت ہوسکتا ہے۔

---

[1] دکن لارپورٹ جلد (۱۰) ۱۳۲۹ف صفحہ (۲۸۹) شناا حمد بنام سرکار عالی ذریعہ کنندہ کوراپنا اجلاس کامل

محض اس وجہ سے کہ مستغیث کے بیان سابق و حال میں اختلاف ہے سماعت استغاثہ سے انکار جائز نہیں ہے۔ گو ایسی حالت میں عدم صداقت استغاثہ کی بنا پر مقدمہ خارج کیا جا سکتا ہے لہ

(۲) عدالت نے بعد بیان مستغیث استغاثہ اس بنا پر کہ نیت مجرمانہ معلوم نہیں ہوتی خارج کیا اسکے بعد جدید استغاثہ کیا گیا جو بعدم پیروی مستغیث خارج کیا اسکے بعد پھر استغاثہ کیا گیا جس کی نسبت عدالت نے یہ تجویز کی کہ چونکہ اخراج استغاثہ اولی حسب دفعہ (۲۰۳) ضابطہ فوجداری تھا اسیئے تا وقتیکہ وہ محکمہ ما فوق سے منسوخ نہ ہو جدید استغاثہ نہیں ہو سکتا نیز بحوالہ آئین جلد (۱۲) صفحہ ... جو اخراج بعدم پیروی استغاثہ ثانی مستغیث کو بیان حلفی پیش کرنا ضرور تھا۔ برخلاف اسکے ... (۲۰۸) مجموعہ ضابطہ فوجداری اسوقت بھی متصور ہو سکتا ہے۔ جبکہ بروئے د... ستغاثہ کی نسبت کارروائی کیگئی ہو محض بربیان مستغیث اخراج استغاثہ زیر ... سکتا۔ اور مجموعہ ضابطہ فوجداری سرکار عالی سے حلفنامہ پیش کرنے کی ضرورت مترشح نہیں ہوتی ... بر حوالہ مثل نشان (۵) سنہ ۱۳۳۲ ہجری مبنی ہے جواب نافذ نہیں سمجھی جا سکتی نیز اس میں بلحاظ دیگر وجوہ بھی استغاثہ ناقابل سرسبزی خیال کیا گیا تھا۔ لہذا استغاثہ جدید قابل سماعت ہے لہ

(۳) اگر عدالت کو صحت استغاثہ کی نسبت اطمینان ہو جائے تو اسکو چاہیے کہ مقدمہ نمبر پر لیکر تحقیقات کرے اگر عدالت کو استغاثہ کی صداقت پر اطمینان نہ ہو تو حسب دفعہ (۲۰۳) ضابطہ فوجداری استغاثہ خارج کر سکتی ہے سہ

بصورت اطمینان صداقت استغاثہ طلبی ملزم | (۶) بروے دفعہ (۲۰۴) اگر ناظم فوجداری سماعت کنندہ جرم کارروائی کرنے کی کافی وجہ خیال کرے تو مقدمہ نمبر پر لیکر مقدمات سمن کیس میں ملزم کے نام بخرچہ مستغیث سمن جاری کرنے کا حکم دیگا۔ اور اگر مقدمہ وارنٹ کیس ہو تو بھی ابتداءً سمن کا جاری ہونا مناسب ہوگا

لہ دکن لا رپورٹ جلد (۹) سنہ ۱۳۲۸ف صفحہ (۲۲۰) محمد پیارے بنام غازی بیگ۔ اجلاس کامل
سہ " " (۹) سنہ ۱۳۲۸ف رام داس بنام حمیدہ بی وغیرہ صفحہ (۳۲۶)
سہ " " (۱۳) سنہ ۱۳۳۲ف ابراہیم صاحب وغیرہ بنام خدا بخش صفحہ (۱۷)

نام مستغیث یا اطلاع دہندہ

اشخاص ملزم

الف۔ روانہ شدہ زیر حراست

ب۔ رہا شدہ بر ضمانت

ج۔ تحقیقات کیلئے نہیں بھیجے گئے۔

الزام (بصراحت نوعیت جرم بحوالہ دفعات قانونی)

نام گواہان۔

برآمد شدہ مال (مال کی تفصیل بصراحت قیمت تخمینہ لکھی جائے)

تاریخ و وقت روانگی ...

دستخط (تفتیش کنندہ)

مستغیث یا اطلاع دہندہ کا نام مع ولدیت عمر و قوم و پیشہ و وطن و سکونت	اشخاص ملزم کے نام مع ولدیت و عمر و قوم و پیشہ و وطن و سکونت جو زیر نگرانی نہ ہوں ... خواہ وہ گرفتار ہوئے یا نہ ہوں شمول (مفرورین جنکے نام سرخی سے لکھے جائیں)	تاریخ گرفتاری ملزمین	اشخاص ملزم کے نام مع ولدیت و عمر و قوم و پیشہ و وطن و سکونت جو تجویز کے لئے روانہ کئے گئے — زیر حراست	ضمانت یا مچلکہ	مال یا مشمول آلات جو پایا گیا۔ بایں صراحت کہ کہاں اور کب کس نے پایا اور آیا ناظم فوجداری کے پاس روانہ کیا گیا ہے۔	گواہوں کے نام مع ولدیت و عمر و قوم و وطن و سکونت اور یہ کہ (کون کس امر کی شہادت دیگا) اور کس امر کے ثابت کرنے کے لئے طلب کیا گیا ہے	الزام یا اطلاع جرم مع مختصر حالات متعلقہ اور یہ کہ مجوزہ تعزیرات آصفیہ کے کس دفعہ کی رو سے الزام قائم کیا گیا ہے
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸

فہرست منسلکات چالان

دستخط مفتش

دستخط سرکار پولیس

قلمبندی شہادت تائید الزام (۱۰) نمونہ بالا کے بموجب چالان معہ ملزم وغیرہ پولیس کیجانب سے پیش ہونے پر پولیس کی جانب سے جسقدر شہادت تائید الزام حاضر ہو مواجہ ملزم قلمبند کر لیجائے گی اور ہر ایک گواہ پر ہر ایک ملزم یا وکیل ملزم کو جرح کا موقع دیا جائیگا (یہی طریقہ استغاثہ خانگی کی تحقیقات کا بھی ہوگا۔

گشتی عدالت العالیہ ممالک محروسہ سرکار عالی نمبر $\frac{۲۰ \text{ دیوانی}}{۳۰ \text{ فوجداری}}$ مورخہ ۲۹ امرداد بہشت سنہ ۱۳۲۵ ف میں حکم ہے کہ گواہوں کی شہادت عام طور پر حتی الامکان پیشی اول پر قلمبند کرائی جایا کرے۔ اگر بوجہ ناگزیر اوس تاریخ شہادت قلمبند نہ ہوسکے تو دوسری پیشی پر لازماً قلمبند ہوجانا چاہئے۔ یہ ہرگز جائز نہیں ہے کہ کل کی شہادت کے انتظار میں حاضر شدہ گواہوں کی شہادت قلمبند کرنے سے گریز کیا جائے بلکہ جسقدر گواہ حاضر عدالت ہوں اون کی شہادت قلمبند کر لینی چاہئے۔ اور گشتی عدالت العالیہ نشان فوجداری (۲۱) ۷ تیر سنہ ۱۳۲۶ ف میں حکم ہے کہ پیش کردہ چالان میں کسی ترمیم کی ضرورت ہو تو واپس نہ ہو بلکہ بر سر اجلاس اوسکی ترمیم کرالیجائے۔ اور جب مقدمہ پیش ہو تو اوسیوقت سے تحقیقات شروع اور حتی الامکان مسلسل کارروائی کیا کریں (مسلسل سے مراد روزانہ کے ہیں)

فوجداری مقدمہ جسقدر سنگین اور شہادت جسقدر کثیر ہو اوسیقدر ضرورت ہے کہ بلا تعویق اور مسلسل تحقیقات کیجائے وغیرہ۔

بہ کارروائی عدالت شہادت حاضر شدہ حسب سلسلۂ ذیل قلمبند ہو تو بہتر ہے۔

بیان مفتش۔ بیان مستغیث۔ شہادت رویت۔ شہادت واقعہ متعلق وغیرہ۔ شہادت پنچنامہ جات صحت واقعہ و معائنہ ضربات مستغیث و برآمدگی مال و آلہ ہائے جارحہ وغیرہ۔

طلبی شہود وغیرہ کے وہی احکام ہیں جو ضابطہ دیوانی میں ظاہر کئے جاچکے ہیں۔ مگر اس میں فرق صرف اسیقدر ہے کہ مقدمات دیوانی ایک فریق دوسرے فریق کو شہادت میں پیش کرسکتا ہے۔ برخلاف اسکے مقدمات فوجداری نہیں پیش کرسکتا[۱]۔ اور مقدمات فوجداری اگر کوئی حصہ شہادت ایک حاکم قلمبند کرے تو دوسرا حاکم بلا مرضی ملزم اوس حصہ شہادت کو استعمال میں نہ لائیگا بلکہ حسب خواہش ملزم یا باقتضاء رائے عدالت مجدداً تحقیقات عمل میں آئیگی اجرائی کمیشن منظوری بالخصوص عدالت ضلع ہو سکیگا۔

---

[۱] دکن لا رپورٹ جلد (۲) سنہ ۱۳۲۱ف صفحہ (۹۹) محمد مصطفیٰ علیخان بنام احمدی بیگم میں یہ طے ہوا ہے کہ کسی فریق کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ دوسرے فریق کو بطور گواہ طلب کرائے۔

طریقۂ قلمبندی استفساری جواب ملزم | (۱۱) استغاثۂ خانگی ہو تو بعد بیان مستغیث اور اگر مقدمہ چالانی ہو تو بعد قلمبندی شہادت تائید الزام یا اوس کے قبل ملزم کا استفساری جواب بلا حلف بطریق سوال و جواب لکھا جائیگا۔

بروے دفعہ (۲۹۳) جب کسی عدالت میں کسی ملزم کا اظہار لیا جاوے تو ہر ایک سوال جو اوس سے کیا جائے اور ہر ایک جواب جو وہ دے بلا کم و کاست اوسی زبان میں جس میں اظہار لیا جاوے یا اگر یہ ممکن نہو تو اوسکی وجہ لکھکر عدالت کی زبان میں قلمبند کیا جائیگا۔ اور قلمبند شدہ اظہار اگر وہ پڑھ سکتا ہو تو بنظر معائنہ کرایا جائیگا یا اوسکے روبرو پڑھا جائیگا۔ یا اگر وہ اوس زبان کو جسمیں کہ اظہار لکھا گیا ہو نہ سمجھتا ہو کسی ایسی زبان میں جسکو وہ سمجھتا ہو ترجمہ کر کے اوسکو سنایا جائیگا۔ اور اوسکو اختیار ہوگا کہ اپنے جواب کی توضیح کرے یا اوسمیں کچھ اضافہ کرائے۔ جب تمام تحریر اس بیان کے موافق ہو جائے جسکو وہ صحیح ظاہر کرتا ہو تب ملزم کے اور حاکم کے دستخط اوس پر ثبت ہونگے۔ اور حاکم اپنے ہاتھ سے اس امر کی تصدیق لکھیگا کہ

(وہ اظہار اوسکے مواجہ اور اوس کی سماعت میں لیا گیا اور اوس میں ملزم کا تمام بیان صحیح طور پر لکھا گیا ہے)

ایک مقدمہ میں یہ تحریر فرمایا گیا ہے کہ ملزم سے ایسے سوالات کرنا جسمیں جرم کو مشتبہ یا مسلّمہ فرض کر لیا گیا ہو حکام کے لئے جائز نہیں ہے ؎

بوقت جرم کا بیان اقبالی قبل تحقیقات کا قاعدہ یہ ہے کہ بروے دفعہ (۱۶۴) (۱) ہر ناظم فوجداری جو عہدہ دار کوتوالی نہو مجاز ہوگا کہ ملزم کے کسی ایسے بیان یا اقبال کو قلمبند کرے جو اثنائے تفتیش یا کسی وقت مابعد میں قبل شروع ہونے تحقیقات کے اوس کے روبرو کیا جائے (۲) ایسا بیان یا اقبال جرم اوسیطرح قلمبند کیا جائیگا اور اوسپر دستخط اوسیطرح ہونگے جسطرح دفعہ (۲۹۳) میں حکم ہے اور وہ اوس ناظم فوجداری کے پاس بھیجا جائیگا جسکے روبرو مقدمہ کی تحقیقات ہونے والی ہو۔ (۳) بروقت قلمبند کرنے ایسے اقبال کے وہ عہدہ دار کوتوالی جس کی حراست میں ملزم اوسوقت ہو یا رہا ہو۔ یا جسکو اوس الزام کی تفتیش سے کوئی تعلق ہو یا رہا ہو مقام اجلاس

؎ ۲۰۰ بکھ ۳۲ فیصلہ (۲۳) ضابطہ مذکور ۵ آئین دکن جلد (۱۲) ۱۳۱۴ف صفحہ (۱۶۴) ملنا نام سرکار عالی

عدالت سے جہاں وہ بیان قلمبند کیا جاوے علحدہ کر دیا جائیگا - اور

بروے دفعہ (۱۶۹) کوئی ناظم فوجداری کوئی ایسا بیان یا اقبال جرم قلمبند نہ کریگا بجز اسکے کہ ملزم سے استفسار کرنے پر اوسکو یہ باور کرنے کی وجہ ہو کہ وہ بیان یا اقبال وہ اپنی مرضی سے کرتا ہے اور جب وہ ایسا بیان یا اقبال جرم قلمبند کرے اوسکے ذیل میں ایک یادداشت اس مضمون کی لکھکر اوس پر اپنی دستخط کریگا -

(میں باور کرتا ہوں کہ یہ بیان یا اقبال جرم (جیسی کہ صورت ہو) بلاجبر واکراہ میرے روبرو اور میری سماعت میں کیا گیا اور پورا اور صحیح لکھا گیا - اور ملزم کو پڑھکر سنایا گیا اور اوس نے اوسکی صحت تسلیم کی) بلحاظ ان احکام متذکرہ صدر کے ملزم اقبالی سے حسب ذیل سوالات مناسب پائے جاتے ہیں

(۱) تمہارا نام مع ولدیت و قوم و عمر و پیشہ و وطن و سکونت کیا ہے -

(۲) کیا اسوقت تمہارے ہوش و حواس درست نہیں -

(۳) تم اچھی طرح اطمنان کر کے جواب دو کہ یہاں کوئی اہل پولس تو نہیں ہے -

(۴) تمکو اسوقت کسیکا خوف و ڈر تو نہیں ہے (۵) تمکو کسی نے کوئی ترغیب و تحریص تو نہیں دی ہے

(۶) یہ مقام عدالت ہے - اور میں حاکم عدالت ہوں - اور تم اس امر کا اطمنان رکھو کہ اب تم کو پولس کی حراست میں نہیں دیا جاویگا بلکہ داخل محبس کئے جاؤگے - اور یہ تم اچھی طرح سمجھ لو کہ اقبال کرنا یا نہ کرنا قطعاً تمہاری مرضی پر منحصر ہے - یہ کل امور کیا تم نے سنا اور اچھی طرح سمجھا -

(۷) واقعہ د) کی بابتہ جو کچھ تمہارے ذاتی معلومات ہیں اور جو کچھ تم کہنا چاہتے ہو تم سچ بیان کرو -

نوٹ جہاں تک ممکن ہو ملزم کا بیان اقبالی اسوقت قلمبند نہ کیا جاوے جب وہ کوتوالی کیچہری سے پیش ہو بلکہ اوسکو کچھ مہلت واقعات کے سمجھنے اور حالات پر غور کرنے کیلئے ملنی چاہئے -

ملاحظہ ہو قواعد قلمبندی اقبال ملزم میں مندرجہ گشتی مجلس عالیہ عدالت نشان فوجداری (۹) مورخہ ۱۰ ار خورداد سنہ ۱۳۲۳ف۔

ہتو ضیالے بمقدمات چالانی محض اقبال کوئی چیز نہیں جبتک اوسکی تائید دوسری شہادت سے نہ ہو۔

ایک مقدمہ میں یہ طے فرمایا گیا ہے کہ گو اقبال بعض اوقات ایک بہت بڑا پایۂ ثبوت رکھتا ہے گر عام طور پر اقبال کو کام میں لانے کیلئے بہت احتیاط کرنی چاہیئے۔ اور ایسا اقبال کوئی وقعت نہیں رکھتا جو پولس کی حراست میں آنے کے ایک عرصہ بعد قلمبند کرایا گیا ہو۔ اور ایسی زبان میں قلمبند کیا گیا ہو جو ملزم کی ظاہر نہ ہوتی ہو اور جس سے بعد میں رجوع کیا گیا ہو۔ اور جسکی تائید دوسری شہادت سے نہوتی ہو۔

| بصورت عدم ثبوت مقدمہ کا اخراج | (۱۳) تمام شہادت تائید الزام ختم ہو جانے اور ملزم کا استفساری جواب |

لینے کے بعد فریقین کی بحث سماعت کرکے (اس نوبت کارروائی پر قانوناً سماعت بحث کا لزوم نہیں ہے بلکہ رعایتاً بغرض انصاف رسانی بحث سماعت کیجاتی ہے۔ چونکہ بحث کا وقت تو وہی ہے۔ جبکہ مقدمہ مکمل ہوجائے اور کوئی کارروائی باقی نہ رہے)

روئداد موجودہ سے اگر الزام منسوبہ ناثابت پایا جائے تو حسب دفعہ (۲۱۳) مقدمہ خارج کردیا جائیگا۔ اور اگر

| بصورت اثبات جرم ترتیب فرد قرارداد جرم | (۱۴) روئداد موجودہ سے الزام منسوبہ ثابت پایا جائے تو |

حسب نمونہ ذیل ملزم کو فرد قرارداد جرم سنائی جاکر امور ذیل اوس سے دریافت کئے جائینگے۔

فرد قرارداد جرم بمقدمات فوجداری حسب دفعہ (۲۳۰) ضابطہ فوجداری۔

مستغیث

بنام

ملزم

میں (یہاں ناظم کا نام معہ عہدہ لکھا جائے گا) تم مسمی (ملزم کا نام) پر حسب تفصیل ذیل الزام قائم کرتا ہوں کہ تم نے تاریخ سنہ ۱۳ ف روز ( ) وقت ( ) ساعت ( ) یا اوسکے قریب موقع (مقام وقوع جرم) پر (یہاں بصراحت جو جرم کیا گیا ہے اوسکا ذکر بطرز بیان واقعہ لکھا جائیگا) اور جرم (نام جرم) کا ارتکاب کیا لہذا تم جرم کے مرتکب ہوئے جسکی سزا (نام قانون) کے دفعہ ( ) مقرر ہے اور عدالت ( ) کی سماعت کے قابل ہے۔ لہذا میں اس تحریر کے ذریعہ سے حکم دیتا ہوں کہ تمہارے لئے تجویز بربنا الزام مذکور عدالت ( ) سے عمل میں آئے فقط مرقوم سنہ ۱۳ ف

دستخط حاکم

تنبیہہ۔ اگر ایک سے زیادہ الزام ہوں تو وہ بھی یکے بعد دیگرے حسب مندرجہ صدر بصراحت لکھے جائیں گے۔ اسطرح فرد قرار داد جرم مرتب کیجا کر اوسیوقت بر سر اجلاس ملزم کو سنائی اور سمجھائی جائے گی۔ جسکے بعد اس فرد جرم کے تحت حسب ذیل سوالات لکھکر اوسکے محاذی ملزم کا جواب لکھا جائیگا۔

(۱) کیا تم نے یہ فرد جرم سنی اور سمجھی۔ جواب ملزم

(۲) کیا تم نے جرم ( ) کا ارتکاب کیا ہے۔ جواب ملزم

(۳) کیا تم شہادت تائید الزام پر جرح مکرر کیا چاہتے ہو۔ جواب ملزم مرقوم سنہ ۱۳ ف

(۴) کیا تم شہادت صفائی پیش کیا چاہتے ہو۔ جواب ملزم دستخط حاکم

تصدیق حسب دفعہ (۲۹۳) ضابطہ فوجداری العبد دستخط یا نشان ابہام ملزم

یہ اظہار میرے مواجہ اور میری سماعت میں لیا گیا اور اسمیں ملزم کا تمام بیان صحیح لکھا گیا ملزم نے اپنا بیان سنکر اوسکی صحت تسلیم کی فقط مرقوم سنہ ۱۳ ف

دستخط حاکم

نوٹ: بستخاشت علیہ ترتیب فرد قرار داد جرم کے پہلے ملزم اور ترتیب فرد قرار داد جرم کے بعد مجرم سمجھا جائیگا

ایک مقدمہ میں تجویز ہوئی کہ شہادت مشمولہ مثل مستغاثہ سے اور بادی النظر میں ملزم کو مرتکب جرم باور کرنے کی وجہ نہ ہو تو عدالت اور سیشن کے فریق مقدمہ کے انصاف و ضابطہ یہ ہے کہ بلا ترتیب فرد جرم ملزم کو رہا کیا جائے [1]

اور ایک مقدمہ میں تجویز ہوئی کہ جب ایک مرتبہ فرد جرم مرتب کیجائے تو یہ سمجھنا چاہئے کہ قیام جرم کے لئے ہر شرط قانونی پوری ہوگئی اور فرد جرم مرتب کرنیکا یہ اثر ہے کہ بار ثبوت جرم سے بے تعلق ثابت کرنیکا ملزم کے ذمہ منتقل ہوجاتا ہے۔ اسلئے جبتک صاف طور پر غلطی معلوم نہ ہو یہ نامناسب ہے کہ بغیر اخذ شہادت صفائی بعد ترتیب فرد جرم ملزم کو بری کردیا جائے [2]

ہر ملزم کو علحدہ علحدہ فرد جرم سنائی جائے گی۔

اور بروے دفعہ (۲۴۰) ہر جرم جداگانہ کی علحدہ فرد قرارداد جرم مرتب ہوگی۔ مگر بروے دفعہ (۲۴۲) اگر ایک سلسلہ افعال میں جو باہم ایسا تعلق رکھتے ہوں کہ ایک ہی معاملہ ہوگئے ہوں ایک ہی شخص سے ایک سے زیادہ جرائم سرزد ہوں تو ایسے سب جرائم کے متعلق فرد قرارداد جرم مرتب کرکے ایک ہی ساتھ تجویز کیجائے گی۔

بغرض ازدیاد سزا۔ اگر سزایابی سابقہ کا بھی اظہار چالان میں بوضاحت کیا جائے تو بوقت جواب استفساری ملزم سے یہ بھی پوچھا جائیگا کہ وہ سزایاب سابق ہے یا نہیں اور بروے دفعہ ۲۲۱ ضمن (د) سزایابی سابق کا حال بقید تاریخ و مقام فرد قرارداد جرم میں درج کیا جائیگا۔

گشتی عدالت العالیہ ممالک محروسہ سرکار عالی نشان فوجداری (۳۹) مورخہ ۲۲ خورداد ۱۳۲۵ف کا مضمون یہ ہے کہ انسداد جرائم کیلئے چونکہ اسکی ضرورت ہے کہ مجرموں کے طریقہ عمل کی پولیس نگرانی رکھے اور یہ معلوم کرتا رہے کہ سزایافتہ ملزموں کے رویہ پر سزا کا کیا اثر ہوا۔ اونکی جرأت ارتکاب

---

[1] دکن لا رپورٹ جلد (۱۲) ۱۳۳۱ف صفحہ (۴۳۶) محمد اعظم بنام سرکار عالی۔
[2] ” ” ” صفحہ (۱۰۹) راوبا بائی بنام گنپتی وغیرہ۔

جرائم کی باقی نہیں رہی یا اوسمیں انحطاط ہوا یا علی حالہ بحال ہے یا نہ۔ کیونکہ تجربہ سے اون کی عراہیت ثابت ہو گئی اور بصورت تکرر سکررا نہیں جرائم کے ارتکاب کئے جن میں وہ ایک یا دو دفعہ اوس سے زیادہ سزایاب ہو چکے ہیں۔ جب پولیس انھیں جرم مرتکبہ کے الزام میں چالان کرے تو اونکی نسبت یہ بیان کرے کہ اس سے قبل اسی جرم میں وہ کئی دفعہ سزایاب ہو چکے ہیں اور بصورت اون کے انکار سزایابی سابقہ کی اونکی سزایابی سابقہ ثابت کرے تاکہ عدالت حسب دفعہ (۷۴) تعزیرات آصفیہ اون کی نسبت سخت تر سزا تجویز کرے جو اون کی جرأت ارتکاب جرم پر موثر ہو اور جن اشخاص کو ایسے مجرموں کے مجرمانہ افعال سے ضرر پہونچ سکتا تھا امن نصیب ہو۔ عدالتہائے ماتحت کی امثلہ کے ملاحظہ سے عدالت العالیہ کو دریافت ہوا ہے کہ گو پولیس نے اون ملزموں کی نسبت جنھوں نے ایک دفعہ سے زیادہ بعض جرائم کا ارتکاب کیا تھا بوقت چالان بجرم مرتکبہ اون کی سزایابی سابقہ سے عدالتوں کو مطلع کیا اور باوجود اون کی سزایابی سابقہ کے علم کے عدالت نے نہ حسب دفعہ (۲۷۹ و ۲۸۰) ضابطہ فوجداری عمل کیا نہ حسب دفعہ (۷۴) تعزیرات آصفیہ۔ اور بعض مقدمات میں دفعہ (۷۴) تعزیرات آصفیہ پر کچھ توجہ کی تو حسب دفعہ (۲۶۵) ضابطہ فوجداری عمل نہیں کیا۔ بہر حال عدالتوں کے طرز عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ دفعہ (۷۴) تعزیرات آصفیہ جسقدر بغرض انسداد جرائم اہم ہے اوس قدر اہمیت حکام عدالت کے ذہن نشین نہیں ہوئی ہے حالانکہ قانون بے ضرورت وضع نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ اوسکا حکم خاص ضرورتوں پر مبنی ہوتا ہے اور حکام عدالت کو لازم ہے کہ وہ نہایت پابندی اور احتیاط کیساتھ احکام قانون کا منشا پورا کریں۔ درحقیقت انسداد جرائم اہم شعبہ انتظام ملک ہے جسپر امن عامہ موقوف ہے پس ضرور ہے کہ اوس متعلق مجسٹریٹوں کی کارروائی ایسی ہو جس سے منشار قانون پورا ہو سکے اور جن اغراض پر قانون مبنی ہے وہ حاصل ہو سکیں لہذا عدالتوں کی توجہ دفعہ (۷۴) تعزیرات آصفیہ اور دفعات (۲۷۹ و ۲۸۰) اور (۲۶۵) ضابطہ فوجداری کی بصحت تعمیل کیطرف مائل کی جاتی ہے اور حسب ذیل ہدایت کی جاتی ہے کہ

(۱) یہ کہ جب کسی عدالت میں پولیس سے کوئی ایسا ملزم یا ملزمین کسی جرم میں پیش کیا جائے جو چالان سے

قبل اوسی جرم میں ایک دفعہ یا ایک دفعہ سے زیادہ سزایاب ہو چکا ہے تو عدالت کو ایسے ملزم یا ملزمین سے
جواب استغاثہ کی تحریر سابق کی نسبت پہلے دریافت کرکے اونکا جواب بالالتزام لکھنا چاہئے کہ اونھوں نے
قبل ازیں اوسی جرم میں ایک دفعہ یا ایک دفعہ سے زیادہ سزا پائی ہے یا نہیں. اگر وہ سزایابی سابقہ
سے انکار کریں تو عدالت کو اونکی سزایابی سابقہ کا بھی ثبوت لینا چاہئے. جن وارنٹوں کے ذریعہ سے انھوں
نے سزا بھگتی ہے۔ وہ وارنٹ اون کی سزایابی سابقہ کی تائید میں پیش ہو سکتے ہیں جس جیل میں سزا بھگتی
ہے اوس جیل کے ملازمین اونھیں شناخت کر سکتے ہیں وہ تائید امر مذکورہ میں پیش ہو سکتے ہیں. پرچہ شناخت
مصدقہ افسر انتظام جیل یا دفتری تائید میں پیش ہو سکتا ہے. بہرحال جسقدر شہادت ملزمین کی سزایاب ہونے سے
متعلق ہوگی مکمل طور پر پولیس پیش کرے گی. اور عدالت کو اون کی سزایابی ہائے سابقہ کے نسبت مطمئن کرے گی
اگر اس میں پولیس کوتاہی کرے تو ایسے عہدہ دار پولیس کی غفلت سے ناظم صاحب کوتوالی ضلع اور صدر ناظم صاحب
کوتوالی اضلاع کو اطلاع دیجا سکتی ہے تاکہ عہدہ دار مذکور کا تدارک ہو سکے. بہرحال خواہ ملزم سزایابی سابقہ
سے اقبال کریں یا پولیس شہادت سے اون کی سزایابی سابقہ ثابت کرے دونوں صورتوں میں عدالت کو
فرد جرم میں جو وہ جرم منسوبہ سے تعلق مرتب کرے اون کی سزایابی ہائے سابقہ بالالتزام کیساتھ درج کرنی چاہیے

(۲) یہ کہ اگر عدالت کسی ایسے ملزم کے جواب آخر اور جرح نیز شہادت صفائی لینے کے بعد اوسے کسی
جرم کا مجرم قرار دے مع اس امر کے کہ سابق میں بھی اوس نے اوسی جرم کا ایک دفعہ یا ایک دفعہ سے زیادہ
ارتکاب کیا ہے. تب لازم ہے کہ عدالت حسب منشاء دفعہ ۷۴ تعزیرات آصفیہ اوسکی نسبت احتیاط کیساتھ
سزا تجویز کرے.

(۳) یہ کہ عدالت مجوزہ کو بلحاظ جرم کی نوعیت اور اوسکی سزائے مندرجہ تعزیرات اور دفعہ ۷۴ تعزیرات
آصفیہ کے منشاء کے حسب دفعہ (۲۷۹) ضابطہ فوجداری اپنے اختیار پر غور کر لینا چاہیے. کہ جس سزا کا ملزم
مستوجب ہے وہ اوسکے اختیار سے خارج تو نہیں ہے اگر وہ خارج الاختیار سمجھے تو اوسے حسب دفعہ (۲۸۰)

ضابطہ فوجداری مقدمہ معہ ملزم یا ملزمین کے اوس ناظم ضلع یا ناظم حصہ ضلع کے پاس بھیجدینا چاہئے جسکا وہ ماتحت ہو
عدم اختیاری کی بنیاد پر خلاف دفعہ ۲۷ تعزیرات آصفیہ ہرگز اوسے حکم سزا صادر نہیں کرنا چاہئے۔

اور عدالت منتقل الیہ کو بھی حسب ضمن (۲) دفعہ مذکورہ عمل کرنا چاہئے۔ عدالت منتقل الیہ اگر ضرورت خیال کریگی تو وہ بصورت جرم قابل سماعت عدالت سشن ہونے کے مقدمہ عدالت سشن میں تفویض کریگی۔

(۴) حکام عدالت سے امید ہے کہ آئندہ ایسے مقدمات میں کماحقہ احتیاط اور پوری پابندی قانون کے ساتھ کارروائی اور تجویز انفصال عمل میں آئیگی اور دوسرا موقع نہیں پیش آئیگا کہ آئندہ اس قسم کا کوئی مقدمہ ایسا عدالت العالیہ کی نظر سے گذرے جسمیں عدالت کی کارروائی اون ہدایات کے خلاف اور عدالت کی تجویز قابل اعتراض ہو

اور گشتی عدالت العالیہ نشان فوجداری (۱۶) مورخہ ۲۵ خورداد ۱۳۲۵ف کا یہ مضمون ہے کہ ناظم صاحب کوتوالی اضلاع کو یہ شکایت ہے کہ جب کسی ملزم کے متعلق سزایابی سابقہ کے ثبوت میں کوتوالی کیطرف سے اوس کا نقش انگشت پیش کیا جاتا ہے تو بعض عدالتیں اوسکو شہادت میں داخل کرنے سے انکار کرتی ہیں لہذا اجلاس اجلاسی عدالت العالیہ سے ہدایت کیجاتی ہے کہ حسب منشاء دفعہ (۵) قانون شہادت مع رولیوشن نشان (۷) ۱۳۰۹ف نقش انگشت ملزم مورد رائے ماہر فن واقعہ متعلقہ ہے اور عدالت اس کو داخل شہادت کرکے رائے نسبت حکم سزا قائم کرسکتی ہے پس جملہ عدالتیں اسکے بموجب عمل کریں۔

ایکمقدمہ میں تجویز ہوئی کہ ملزم کو جو سزا پہلے ہوئی تھی وہ عدالت انگریزی کی تھی بسزائے مذکور تعزیرات

سلہ دفعہ (۲۸۰) ضابطہ فوجداری کا یہ مضمون ہے کہ جب کسی درجہ کے ناظم فوجداری کی رائے بعد سماعت شہادت پیش کردہ یہ ہو کہ مستغیث و ملزم پر جرم ثابت ہے۔ اور اوس کو اوس سزا سے جو وہ دیسکتا ہے کوئی دوسرے قسم کی یا زیادہ سخت سزا ملنی چاہئے تو اپنی رائے قلمبند کرکے مثل مقدمہ معہ ملزم اوس ناظم ضلع یا ناظم حصہ ضلع کے پاس بھیجدیگا جسکا وہ ماتحت ہو۔

(۲) وہ ناظم جس کے پاس مثل مقدمہ بھیجی جائے اگر مناسب خیال کرے فریقین کا اور کسی ایسے گواہ کا جو پہلے شہادت دے چکا ہو اوسکو مکرر طلب کرکے اظہار لے سکیگا اور شہادت مزید طلب کرکے قلمبند کرسکیگا اور مقدمہ میں ایسی رائے یا حکم سزا یا اور حکم صادر کرسکیگا جو اوسکو مناسب معلوم ہو اور قانوناً جائز ہو۔

حاشیہ نمونہ گوشوارہ صدر کیلئے ملاحظہ ہو ضمیمہ (۱۸۰) دفعہ ہذا

آصفیہ کے مطابق نہیں سمجھی جاسکتی لہذا بموجب دفعہ (۷۴) تعزیرات آصفیہ از دیاد سزا کی باعث نہیں ہوسکتی [۱]

جرح مکرر | (۱۴) مقدمہ چالانی ہو یا غیر چالانی ملزم کو فرد جرم سنائی جانے کے بعد اگر ملزم ارتکاب جرم سے انکار کر کے جرح مکرر کی خواہش کرے تو گواہان تائید الزام اگر حاضر اجلاس ہیں تو بلا تعویق اوسی وقت ورنہ بروے دفعہ (۲۱۵) مکرر طلب اور گواہ کو اوسکا سابقہ اظہار سنانے کے بعد اوسپر بحلف جرح کرنے کا موقع ملزم یا اوسکے وکیل کو دیا جائیگا۔

ایک مقدمہ میں یہ طے فرمایا گیا ہے کہ گواہ کو اوسکا بیان سابقہ سنانے سے یہی فائدہ ہے کہ اوسکو اور عدالت کو معلوم ہو جائے کہ اوس سے کیا کیا سوالات کئے گئے تھے۔ کیونکہ جرح مکرر کا یہ منشا نہیں ہے کہ گواہ سے بار بار وہی سوالات کئے جائیں بلکہ کل سوالات جدید ہونا چاہئے [۲]

شہادت صفائی | (۱۵) بروے دفعہ (۲۱۶) ملزم اپنی صفائی میں کسی گواہ کو بغرض اظہار یا کسی دستاویز یا شئے کو طلب کرائے تو ناظم فوجداری اوسکی طلبی کا حکم جاری کریگا بجز اسکے کہ اوسکی رائے میں ایسی درخواست تکلیف دینے یا دیر لگانے یا انصاف میں خلل ڈالنے کی غرض سے کی گئی ہو۔ جب ایسی درخواست نامنظور کیجائے تو وجوہ نامنظوری قلمبند کئے جائیں۔

بعد سماعت بحث مقدمہ کا فیصلہ | (۱۶) جب ضمنہائے متذکرہ صدر جب کل کارروائی مکمل ہو جائے تو مقدمہ بعد سماعت بحث منفصل کیا جائیگا۔ اور بحث کے مدارج وہی ہوں گے جیسا کہ ضابطہ دیوانی میں ظاہر کئے جاچکے ہیں یعنے پہلے پیرو کار پولیس یا بمقدمات غیر چالانی مستغیث اپنا بیان استغاثہ اور شہادت تائید الزام کی تائید اور شہادت صفائی کی تردید میں بحث کریگا۔ جس کے بعد ملزم کے جانب سے جوابی بحث اوس کے بعد فریق اول کا جواب الجواب ہوگا۔

بروے دفعہ (۲۹۴) (۱) ہر مقدمہ کا فیصلہ کارروائی ختم ہوتے ہی یا اوسکے بعد کسی تاریخ جسکی اطلاع فریقین یا اوسکے

---

[۱] دکن لا رپورٹ جلد (۲) سنہ ۱۳۲۱ ف صفحہ (۲۰۸) سرکار عالی فریق رکھیا بنام ملیا

[۲] دکن لا رپورٹ جلد (۲) سنہ ۱۳۲۱ ف صفحہ (۱۹۳)

وکلا کو دیجائیگی بر سر اجلاس بزبان عدالت (اردو) ناظم عدالت اپنے قلم سے (لکھا ہوا فیصلہ) سنادیگا

(۲) فیصلہ ملزم کے مواجہہ میں سنایا جائیگا بجز اوس صورت کے کہ وہ اصالتاً حاضری سے معاف کیا گیا ہو اور سزائے تجویزہ صرف جرمانہ ہو یا وہ بری کیا جائے تو ایسی صورت میں اوسکے وکیل کے مواجہہ میں سنایا جاسکیگا۔

(۳) کوئی فیصلہ صرف اسوجہ سے ناجائز نہوگا کہ کوئی فریق یا اوسکا وکیل اوس تاریخ یا اوس مقام پر جسکی اطلاع فیصلہ سنانے کیلئے دیگئی تھی حاضر نہیں تھا یا یہ کہ اوس تاریخ اور مقام کی اطلاع فریقین یا اون کے وکلا کو یا اون میں سے کسیکو نہیں دیگئی تھی۔

طریقہ فیصلہ نویسی (۷۱) ذریعہ گشتی عدالت العالیہ نشان فوجداری (۱۹) مورخہ ۵ خورداد ۱۲۹۵ف مرگشتی عدالت العالیہ نشان فوجداری (۲۵) مورخہ ۱۲ آبان ۱۳۳۴ف تمامی عدالتہائے فوجداری کو حکم دیا جاتا ہے کہ عنوان تجاویز میں ہمیشہ مراتب ذیل کو تحریر کیا کریں اور بروقت عطائے نقل وہ مراتب نقل میں بھی مندرج کردی جایا کرے

مراتب جنکا درج ہونا عنوان تجاویز میں ضروری ہے

۱ (یعنی نمبر مقدمہ) نشان رجوع — ۲ تاریخ رجوع — ۳ مستغیث — ۴ ملزمین — ۵ خلاصہ علت بحوالہ دفعات قانونی — ۶ مقام واردات — ۷ تاریخ وقوع اگر ٹھیک تاریخ معلوم نہو تو تخمیناً درج ہو — ۸ تاریخ ورود گرفتاری ماخوذ یا ماخوذین — ۹ کیفیت اس امر کی ماخوذین تاریخ گرفتاری سے مقید ہیں یا بکلی یا ضمانت پر رہا ہیں بصورت رہائی بر مچلکہ و ضمانت اوسکی تعداد کیا ہے — ۱۰ اسمائے گواہان استغاثہ — ۱۱ اسمائے گواہان صفائی — ۱۲ تاریخ تکمیل مثل یا معہ نام حاکم تکمیل کنندہ — ۱۳ تاریخ تجویز مقدمہ معہ نام حاکم فیصل کنندہ — ۱۴ کیفیت۔ اس خانہ میں خانہ (۹) کی تفصیل بتلانا چاہیے کہ ملزم کسوقت تک کس حالت میں رہے تا روز تجویز مقدمہ

۔ اندراج مراتب متذکرہ صدر طریقہ فیصلہ نویسی یہ ہے کہ ابتداءً مختصر بیان استغاثہ یا بیان حالات اوسکے بعد ملزم کو ارتکاب جرم سے اقبال ہے یا انکار۔ اسکے بعد حسب دفعہ (۲۹۵) ضابطہ مذکور امور

و تنقیح طلب کا اظہار اور اون کا تصفیہ معہ وجوہ اسطرح کیا جائیگا کہ ہر ایک امر کی بابت کون کون سا گواہ کیا کیا بیان کیا اون بیانات کے اقتباس کیساتھ وقت شہادت وغیرہ پر مدلل بحث اور ہر ایک امر کا جداگانہ تصفیہ کیا جاکر بدرجہ آخر فیصلہ کے نتیجہ کا اظہار مختصر الفاظ میں حکم ہوا کہ تحت اسطرح کیا جائیگا کہ قبل ترتیب فرد جرم رہائی ہو یا بعد ترتیب فرد جرم برات دونوں صورتوں میں بھی جس دفعہ ضابطہ فوجداری کے تحت رہائی یا برات دی جائے اوس دفعہ کا حوالہ دیا جائیگا۔ اور بصورت سزا جس دفعہ کے تحت سزا دیجائے اوس دفعہ تعزیرات یا اور کسی قانون متعلقہ کا حوالہ دیا جائیگا۔ نیز رہائی و برات ہو یا سزا دونوں صورتوں میں ملزمین کے نام یکے بعد دیگرے لکھے جاکر حکم رہائی یا برات یا سزا کی تجویز کی جائے گی۔ اور مقدمہ چالانی ہو تو تختہ نتیجہ جو چالان کیساتھ پولس پیش کرے گی بہ اندراج نتیجہ اوس تختہ کی واپسی کا حکم دیا جائیگا۔ اور اگر آلہ جارحہ پیش ہو تو بعد مدت نگرانی اوسکے تلف کرنے کا بھی حکم دیا جائیگا۔ اور اگر کوئی مال پیش ہوکر مستغیث کا مملوکہ ہونا ثابت ہو تو مستغیث کو ورنہ جسکے قبضہ سے وہ مال برآمد ہونا ظاہر ہوا اوس کے حوالہ بعد مدت نگرانی کا بھی حکم دیا جائیگا۔

توضیح۔ (۱) قبل ترتیب فرد جرم رہائی کا یہ اثر ہوگا کہ استغاثہ مکرر پیش ہو سکیگا۔ اور بعد ترتیب فرد جرم برات کا یہ اثر ہوگا کہ استغاثہ مکرر پیش نہ ہو سکیگا۔

(۲) بروے دفعہ (۳۰۴) جو شخص ایکبار مجرم قرار پاچکا ہو یا بری ہوچکا ہو اوسکے مقدمہ کی تجویز اوسی جرم کی بابتہ پھر نہ ہوسکیگی۔

(۳) مقدمات قابل راضینامہ میں کیس ناقابل دست اندازی پولس بعدم پیروی مستغیث حسب دفعہ (۲۱۹) ضابطہ مذکور خارج ہوسکتے ہیں۔ برخلاف اسکے مقدمات ناقابل راضینامہ اور پولس کیس بعدم پیروی مستغیث خارج نہیں ہوسکتے بلکہ عدالت سرکار مدعی مقدمہ چلیگا کیونکہ ایسے مقدمات میں مستغیث کی حیثیت ایک گواہ کی ہے۔

(۴) بروے دفعہ (۲۴۸) اگر کسی شخص کی نسبت جسکی عمر پندرہ سال سے کم ہو قید کی سزا تجویز کیجاے تو عدالت یہ حکم صادر کرسکیگی کہ مجرم بجاے عام محبس کے کسی ایسے مقام میں رکھا جاے جسکو صرکار نے ایسے مجرمین کیلئے تادیب گاہ مقرر کیا ہو۔

ذریعۂ گشتی عدالت العالیہ نشان فوجداری (۱) مورخہ ۱۵ مہر ۱۳۲۹ف یہ ہدایت ہوئی ہے کہ عدالت العالیہ کو معلوم ہوا ہے کہ بعض عدالتوں میں بوقت سماعت مقدمات مجرمین نوعمر دفعہ (۶) قانون تادیب خانہ جات کو پیش نظر رکھکر سزا تجویز نہیں کیجاتی حالانکہ اب تحت دفعہ مذکور قواعد نافذ اور بذریعہ جریدۂ اعلامیہ نمبر (۴۳) جزو اول صفحہ (۶۰۳) شایع ہوچکے ہیں لہذا ہدایت کیجاتی ہے کہ بوقت سماعت مقدمات مجرمین نوعمر دفعہ (۶) قانون مذکور کو پیش نظر رکھکر ایسے مجرمین کو بجاے سزاے قید دینے کے تادیب خانہ میں ایسی مدت کیلئے جو تین سال سے کم اور سات سال سے زیادہ نہ ہو بھیجا کریں۔ تاکہ اصل منشاء سرکار کا جو قیام تادیب خانہ سے ہے وہ پورا ہوسکے یعنی یہ کہ نوعمر مجرمین تادیب خانہ میں رہکر نہ صرف اخلاقی اصلاح بلکہ کسی پیشہ کی تعلیم حاصل کرسکیں پس آئندہ سی حسبہٖ عمل ہو۔

ذریعۂ گشتی عدالت العالیہ نشان فوجداری (۱) مورخہ ۱۰ بہمن ۱۳۳۱ف یہ ہدایت ہوئی ہے کہ جسطرح سے اور قیدیوں کو محابس متعلقہ میں روانہ کیا جاتا ہے اوسیطرح اونکو داروغہ تادیب خانہ واقع مقام چالندہ کے پاس بذریعہ پولیس راست بھیجا جایا کرے اور اوسکی اطلاع ناظم صاحب محبس کو دیجایا کرے

(۵) بروے دفعہ (۲۴۴ تا ۲۴۶) سولہ برس یا اوس سے زیادہ کے شخص تندرست کو تازیانہ سنگ بید سے جسکا قطر آدھ انچ سے کم نہ ہو بمقام سرین لگایا جاسکیگا۔ اسکی تعمیل کسی ڈاکٹر سرکاری کے روبرو ہو تو بہتر ہے۔ تا ملزم کی صحت پر راے قایم کرسکے۔ ڈاکٹر کی تصدیق پر حاکم مجوز سزاے تازیانہ معاف یا بجاے حکم تازیانہ یا اوسقدر جز سزاے تازیانہ کی جسکی تعمیل نہ ہوسکی ہو کسی میعاد کیلئے جو ایک سال سی زیادہ نہ ہو

نہ ہو علاوہ اوس سزا کے جو اس جرم کے بابتہ پہلے تجویز ہو چکی ہو قید رکھنے کا حکم دے سکتا ہے ۔

(۶) بروے دفعہ (۳۱۶) بقرقی جائداد منقولہ جرمانہ وصول کیا جائیگا ۔ بعدم ادائی جرمانہ سزا بھگتنے سے جرمانہ ساقط نہیں ہو سکتا ۔ البتہ وفات ملزم پر حکم جرمانہ ساقط ہو جائیگا ۔

(۷) اثنائے تحقیقات اگر مقدمہ قابل ضمانت سمن کیس ہو تو ملزم ضمانت یا مچلکہ پر تا ترتیب فرد جرم یا آخر تجویز تک رہا رہ سکیگا ۔ اور اگر جرم ناقابل ضمانت وارنٹ کیس قابل دست اندازی پولیس ہو تو ملزم داخل محبس رہیگا ۔ مگر خاص صورتوں میں ضمانت پر بھی رہائی ہو سکتی ہے [1]

خصوصاً جبکہ اس قسم کے مقدمات ذریعہ استغاثہ ہا ے خانگی رجوع ہوں ۔

طریقہ کارروائی مقدمات قابل سپردگی سشن | (۸) اگر جرم قتل عمد یا قتل انسان مستلزم السزا قابل سپردگی سشن ہو تو بصورت عدم ثبوت حاکم تحقیقات کنندہ (جو مجسٹریٹ درجہ اول سے کم نہ ہوگا) حسب صراحت صدر قبل ترتیب فرد جرم مقدمہ خارج اور ملزم کو رہا کردیگا ۔ یا مجسٹریٹ کی رائے میں بجائے قتل عمد و قتل انسان مستلزم السزا کے اور کوئی جرم عائد ہوتا ہو تو بحد اختیار سماعت خود اس میں فرد جرم مرتب اور کارروائی کریگا ۔ بصورت اثبات جرم قتل عمد یا قتل انسان مستلزم السزا فرد قرارداد جرم مرتب اور بروے دفعہ (۲۲۱) ملزم کو فرد جرم سنانے اور سمجھانے کے بعد ہدایت کریگا کہ وہ اون اشخاص کی فہرست جنکو وہ اپنی جانب سے عدالت نظامت سشن میں پیش کرنے کیلئے طلب کیا جانا چاہتا ہو تین دن کے اندر داخل کرے یا لکھا دے اور اس کے انتظار میں تین یوم کے فاصلہ سے تاریخ پیشی مقرر کیجائیگی ۔ بعد انتظار سہ یوم منجانب ملزم فہرست داخل ہو یا نہ ہو مقدمہ عدالت سشن میں بہ ترتیب نقشہ نمونہ ذیل مع اپنی رای کے کمٹ کردیگا

گشتی مجلس عالیہ عدالت ممالک محروسہ سرکار عالی نشان $\frac{۳۰}{۲۴}$ فوجداری مورخہ ۵ بہمن ۱۳۰۶ف اجلاس انتظامی عدالت العالیہ سے حکم دیا جاتا ہے کہ جب کوئی عدالت کسی مقدمہ فوجداری کو عدالت بالادست میں تفویض کرے تو اوس مقدمہ کیساتھ عدالت سپرد کنندہ کو چاہیئے کہ گوشوارہ بہ نمونہ ذیل عدالت بالادست میں روانہ کرے

---

[1] ازروے گشتی عدالت العالیہ نشان فوجداری (۲۵) مورخہ ۲۱ شہریور ۱۳۱۹ف حکم دیا گیا ہے کہ عدالتوں سے دوران تحقیقات کارروائی میں حکم ضمانت ملزمین بغیر کافی اور خاص وجوہ کے نہ دیا جایا کرے

نمونہ (۵۳) گوشوارہ پیروگی اشتلہ

مرتبہ عدالت (   ) نمبر مقدمہ ۳ الف مستغیث بنام ملزم ملت

نمبر شمار	واقعات استفسار طلب متعلقہ مقدمہ سپرد شدہ	جواب
۱	۲	۳
۱	تاریخ وقوع جرم	
۲	تاریخ استغاثہ	
۳	الزام بحوالہ دفعہ تعزیرات	
۴	نام شخص متضرر معہ ولدیت و قومیت و عمر و پیشہ و وطن و سکونت	
۵	نام ملزم معہ ولدیت و قومیت و عمر و پیشہ و وطن و سکونت یا اظہار تاریخ گرفتاری ملزم کی اگر ضمانت ہو تو تاریخ ضمانت	
۶	موقع واردات	
۷	نام گواہان جو عدالت بالادست میں حاضر ہونگے بقید ولدیت و قومیت و عمر و پیشہ و وطن و سکونت۔	
۸	خلاصہ واقعات متعلقہ مقدمہ جو ہر گواہ کے بیان سے ثابت ہیں	
۹	گواہان ملزم اگر اوس نے پیش کئے ہوں	
۱۰	واقعات جو برات میں ثابت کرنا مقصود ملزم ہے۔	
۱۱	تفصیل آلات یا سامان متعلقہ جرم	
۱۲	اگر ہلاکت واقع ہوئی ہو تو ورثاء متوفی کا نام بقید ولدیت و قومیت و عمر و پیشہ و وطن و سکونت۔	

۱۳	سمداون کی استدعا کے کیفیت نام و رائے حاکم سپرد کنندہ	

در گشتی عدالت العالیہ نشان فوجداری (۱۲) مورخہ ۱۱ خورداد ۱۳۱۵ ف ہدایت ہوی ہے کہ گوشوارۂ مقدمہ صدر کے صرف خانہ جات (۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳) کی خانہ پری حاکم کو اپنے قلم سے کرنا ضرور ہے۔

بروے دفعہ (۲۲۶ و ۲۲۷) ضابطہ مذکور جبکہ ملزم تجویز کیلئے سپرد کیا جائے تو مثل مقدمہ معہ اون اشیاء کے جو شہادت میں پیش ہونی چاہیے بقرار داد تاریخ پیشی عدالت سشن میں بھیجدیجائیگی اور گواہان تائید الزام سے سشن کی حاضری کیلئے مچلکہ جات بھی لیکر سشن میں روانہ کیے جائینگے اور اسکی اطلاع ملزم کو حاضر عدالت سشن رکھنے کیلئے محبس کو اور بصورت تبدیل محبس انتظام بدرقہ وغیرہ کیلئے نیز مال متعلقہ مقدمہ داخل سشن کرنے کیلئے پولس متعلقہ و مہتمم صاحب کو تالی ضلع کو اور پیروی مقدمہ کیلئے وکیل صاحب سرکار کو اسکی اطلاع دیجائیگی

| کارروائی بعدالت سشن |

(۱۹) حسب بیان اول الذکر عدالت ابتدائی کا طریقہ کارروائی بتادیا جا چکا ہے کہ بعد ترتیب فرد جرم ملزم کو سنائی اور سمجھائی جانے کے بعد اوس سے جرم منسوبہ کے ارتکاب اور جرح مکرر وصفائی کی بابتہ دریافت کیا جائیگا۔ اسی لحاظ سے مقدمات کمٹ شدنی میں فرد جرم سنائی اور سمجھائی جانے کی حد تک عدالت ابتدائی میں کارروائی ہو سکیگی بعد بروے دفعہ (۲۵۲) عدالت سشن میں کارروائی کا آغاز اسطرح ہوگا کہ وہی فرد جرم یہاں بھی سنائی اور سمجھائی جانے کے بعد ملزم سے پوچھا جائیگا کہ اوس نے جرم کا ارتکاب کیا ہے یا نہیں۔ بصورت اقبال جرم وہ مجرم قرار دیا جائیگا۔ بصورت انکار یا ملزم کوئی جواب نہ دے یا تجویز کی خواہش کرے تو تمام شہادت تائید الزام عدالت سشن میں قلمبند کیجائیگی۔ اسکے بعد

اگر ملزم شہادت صفائی پیش کرے تو اوسکی قلمبندی کے بعد حسب بیان اہل الذکر پیروکار اور ملزم یا اوس کے وکیل یا کی بحث سماعت کرکے عدالت سشن فیصلہ صادر کرے گی۔

بروے دفعہ (٢٩٧) (١) ایسے مقدمات میں عدالت کا فرض ہوگا کہ

الف۔ تمام قانونی مباحث کا تصفیہ کرے جو اس مقدمہ میں پیدا ہوں خصوصاً جن واقعات کا ثابت کرنا مقصود ہو اون کے متعلق مقدمہ ہونے یا نہ ہونے اور شہادت قابل ادخال ہونے یا نہ ہونے یا سوالات فریقین مناسب ہونے یا نہ ہونے کی نسبت جو مباحث پیدا ہوں۔

اور حسب صوابدید شہادت ناقابل ادخال کو خواہ اوس پر فریقین اعتراض کریں یا نکریں پیش نہ ہونے دے

ب۔ دستاویز پیش شدہ کی معنی اور تعبیر کی نسبت تصفیہ کرے۔

ج۔ اون امور واقعاتی کا تصفیہ کرے جنکا ثابت کرنا اس غرض سے خاص امور کے متعلق شہادت پیش ہوسکے ضروری ہو۔

د۔ اس امر کا فیصلہ کرے کہ جو بحث پیدا ہو اوسکا تصفیہ خود کرے یا جوری۔ اور ایسا فیصلہ جوری پر واجب التعمیل ہوگا۔

(٢) اگر مناسب معلوم ہو تو مقدمہ کا خلاصہ بیان کرتے وقت کسی امر واقعاتی یا کسی ایسے امر کی نسبت جس میں امر قانونی اور امر واقعاتی مخلوط ہوں اور جو متعلق مقدمہ ہو عدالت اپنی رائے جوری پر ظاہر کرسکیگی۔

ترسیل احکام سزا بغرض تصحیح | (٢٠) بروے دفعہ (٣٠٢) جبکہ عدالت سشن حکم سزاے موت یا حبس دوام یا قید زائد از دہ سال صادر کرے تو مثل مجلس عالیہ میں مرسل ہوگی اور تا منظوری حکم سزا ملتوی رہیگا اور وہ مثل تاریخ وصول سے دو ہفتہ کے اندر اگر سزاے موت یا حبس دوام ہو تو اجلاس کامل میں ورنہ منقسمہ میں پیش کیجائے گی۔

بروے دفعہ (٣٠٣) جب مثل مجلس عالیہ عدالت میں وصول ہو اور اوسکی رائے میں شہادت یا تحقیقات جدید کی ضرورت ہے تو وہ مجاز ہے کہ ایسا عمل کرے یا اوس عدالت کو جہاں سے مثل وصول ہوئی ہو ایسی ہدایت کرے کہ

بروے دفعہ (۳۰۶) مجلس عالیہ کو حسب ذیل اختیارات حاصل ہوں گے۔

(۱) حکم عدالت تحت کو بحال رکھے یا کوئی اور حکم سزا صادر کرے۔

(۲) کوئی اور جرم ملزم پر ثابت قرار دے یا یہ حکم دے کہ اوس فرد متبدلہ فرد کی بنیاد پر از سر نو تحقیقات کرے۔ یا

(۳) ملزم کو جرم سے بری کرے۔

بروے دفعہ (۳۰۷) جب حکام مجلس کی رائے حبس دوام یا سزاے موت کی ہو تو وہ مثل معہ رائے تصفیحاً محکمہ سرکار (محکمہ سکرٹری) میں ایک ہفتہ کے اندر بھیجدیجائیگی۔ اور بصورت سزاے موت بعد منظوری بندگان اعلیحضرت بندگان عالی اور بصورت حبس دوام بعد منظوری نواب صدر اعظم بہادر حکم سزا کی تعمیل ہوگی۔

بروے دفعہ (۳۰۸) جب تصفیحاً مثل وصول ہو تو بندگان اعلیحضرت و صدر اعظم بہادر کو حسب ذیل اختیارات حاصل ہوں گے۔

الف۔ سزاے مجلس کو بحال رکھے یا اوسکو کسی اور سزا سے بدل دے۔

ب۔ ملزم کو بری کرکے اوسکو رہائی دے یا کوئی اور حکم مناسب صادر فرمائے

مرافعہ (۲۱) (۱) بروے دفعہ (۳۳۲) بجز اوس طریقہ کے جسکی ضابطہ فوجداری یا کسی اور قانون میں ہدایت ہو کسی تجویز یا حکم عدالت فوجداری کی ناراضی سے مرافعہ نہ ہوسکیگا۔

(۲) بروے دفعہ (۳۳۳) جب درخواست حسب دفعہ (۸۱) حوالگی مال یا زرثمن کی نامنظوری ہوئی ہو تو اوسکی ناراضی سے مرافعہ عدالت مجاز میں ہوسکیگا۔

(۳) بروے دفعہ (۳۳۴) حسب ترمیم دفعہ (۱۳) قانون نشان (۹) سنہ ۱۳۲۲ھ جس شخص کو کوئی ناظم فوجداری بجز ناظم عدالت نظامت ضلع کے حسب دفعہ (۱۱۷) مچلکہ حفظ امن یا ضمانت داخل کرنیکا حکم دے وہ ناظم عدالت نظامت ضلع کے پاس مرافعہ کرسکیگا۔

(۴) بروے دفعہ (۳۳۵) حسب ترمیم دفعہ (۷) قانون نشان (۵) سنہ ۱۳۳۰ھ جب کسی ناظم فوجداری نے

کسی شخص پر جرم ثابت قرار دیکر ایسی سزا کی تجویز کی ہے جو ناظم فوجداری درجہ دوم کے اختیارات کے اندر ہو تو ایسے حکم سزا کا مرافعہ ناظم عدالت ضلع کے روبرو ہو سکیگا۔ اور عدالت موصوفہ ایسا مرافعہ تجویز کیلئے زائد ناظم عدالت ضلع کے پاس منتقل کر سکے گی۔

(۵) بروئے دفعہ (۳۳۶ و ۳۳۳) زائد ناظم سشن یا ناظم عدالت ضلع یا زائد ناظم عدالت ضلع یا ناظم حصہ ضلع یا ناظم درجہ اول کے احکام سزا کا مرافعہ ناظم سشن سماعت کریگا لیکن جب حکم سزا مصدرہ ناظم درجہ اول عدالت فوجداری بلدہ ہو یا زائد ناظم عدالت سشن نے حکم سزائے قید زائد از چار سال صادر کیا ہو تو اوسکا مرافعہ نیز ناظم سشن کے احکام سزا کا مرافعہ مجلس عالیہ عدالت میں ہوگا۔

(۶) بروئے دفعہ (۳۳۹ و ۳۴۰) مصرحۂ ذیل احکام سزا کا مرافعہ نہ ہو سکیگا۔

الف۔ جبکہ ملزم کی نسبت ناظم سشن یا ضلع نے قید جو ایکماہ سے زائد نہ ہو یا جرمانہ جو پچاس روپیہ سے زائد نہ ہو یا محض سزائے قید بوجہ عدم ادائے جرمانہ دیا ہو۔

ب۔ جبکہ مقدمات قابل تجویز سرسری میں حسب دفعہ (۲۴۸) ملزم کی نسبت سزائے قید ایک ماہ سے زائد نہ ہو یا جرمانہ جو پچاس روپیہ سے زائد نہ ہو یا صرف سزائے تازیانہ یا حکم ادخال مچلکہ صادر کیا گیا ہو۔

(۷) بروئے دفعہ (۳۴۲) حکم برات ملزم مصدرہ کسی عدالت کا بجز مجلس عالیہ کی ناراضی سے مجلس عالیہ میں وکیل سرکار حسب ہدایت یا منظوری صدر المہام بہادر عدالت مرافعہ کر سکیگا۔

(۸) بروئے دفعہ (۳۴۴) درخواست مرافعہ اصالتاً یا وکالتاً تحریری داخل کی جائے گی جسکے ساتھ نقل اوس تحریر یا حکم کی جسکی ناراضی سے مرافعہ ہے منسلک ہوگی۔

(۹) بروئے دفعہ (۳۴۵) مرافع محبس میں ہو تو مرافعہ معہ نقول مہتمم محبس کے پاس داخل ہوگا۔ وہ اپنے روبرو مرافع کی دستخط یا نشان ابہام لیکر بعد تصدیق عدالت مرافعہ میں بھیجدیگا۔ حفظ تمادی کیلئے مہتمم کے پاس مرافعہ داخل کرنا وجہ موجہ ہے۔

(۱۰) بروے دفعہ (۳۴۷) جبکہ تاریخ مقررہ پر بدرانست عدالت بعد ملاحظہ مثل و سماعت بحث فریقین وجہ کافی دست اندازی کی نہ ہو تو وہ مرافعہ کو نامنظور کردے گی۔

(۱۱) بروے دفعہ (۳۴۸) جبکہ بعد سماعت بحث فریقین بدرانست عدالت مرافعہ قابل منظوری ہو تو عدالت مرافعہ کو حسب ذیل اختیارات حاصل ہیں۔

(۱) جب مرافعہ بنا راضی حکم برات کے ہو تو حکم کو منسوخ کرکے مزید تحقیقات یا از سرنو تجویز مقدمہ یا سپرد کرنے کی ہدایت کرے یا ملزم پر جرم ثابت قرار دیکر سزا حسب قانون صادر کرے۔

(۲) جب مرافعہ بنا راضی تجویز سزا کے ہو تو منسوخی تجویز سزا مجرم کو بری کرے یا رہائی دے یا یہ حکم دے کہ تجویز جدید عمل میں آئے۔ یا مقدمہ سپرد کیا جائے۔ یا تجویز کو بدل دے اور حکم سزا کو قائم رکھے یا بعد یا بلا تبدیل تجویز سزا کو کم کردے یا اوسکی حیثیت کو بدل دے لیکن اسطرح پر نہیں کہ سزا بڑھ جائے۔

(۳) جب مرافعہ بنا راضی کسی اور حکم کے ہو تو وہ حکم منسوخ یا تبدیل کرے۔

(۴) کوئی ترمیم کرے یا کوئی قرین انصاف حکم بر بنا واقعات مقدمہ صادر کرے۔

(۵) بروے دفعہ (۳۵۴) شہادت مزید کی ضرورت ہو تو عدالت مرافعہ بہ تحریر وجوہ خود قلمبند کرے یا کسی ناظم ماتحت کو ایسی ہدایت کرے ویسا ناظم شہادت قلمبند کردہ اپنی تصدیق کیسا تھ اوس عدالت میں بھیجیگا ایسی شہادت کے وقت ملزم یا اوسکا وکیل حاضر رہیگا بجز اسکے کہ عدالت کوئی حکم اوسکے خلاف دے

(۶) بروے دفعہ (۳۵۱) عدالت مرافعہ بہ تحریر وجوہ یہ حکم دے سکتی ہے کہ حکم جسکی ناراضی سے مرافعہ خود یا اوس کے پاس یا کسی ماتحت عدالت میں دائر ہے اوسکی تعمیل دوران مقدمہ میں ملتوی رہے۔ اگر مرافعہ محبس میں ہو تو بہ تحریر مچلکہ یا ضمانت رہا کیا جائیگا۔ اور ایسا زمانہ رہائی میعاد میں محسوب نہ ہوگا۔

(۷) اگر حکم برات کے خلاف مرافعہ دائر ہوا ہو تو مجلس عالیہ عدالت یہ حکم صادر کرسکتی ہے کہ مجرم گرفتار ہوکر خود اوسکے یا ماتحت عدالت کے روبرو حاضر کیا جائے اور وہ انفصال مرافعہ تک محبس میں یا ضمانت پر

حضوری. بروے دفعہ (۴۴۹) ہر عدالت مرافعہ کا فیصلہ سننے کے لئے ملزم کو حاضر ہونا ضرور نہ ہوگا۔

(۱۲) بروے دفعہ (۴۴۷) مرافعہ ثانیہ اصالتاً یا وکالتاً دائر ہو تو مرافع کو اپنے اعذارات پیش کرنیکا موقع دیاجائیگا۔ ورنہ جبکہ مرافعہ ثانیہ میں معائنہ مرافعہ سے وجہ دست اندازی کی نہ پائی جائے تو مرافعہ بطور سرسری نامنظور کردیا جائیگا۔

بروے دفعہ (۴۴۶) جبکہ مرافعہ ثانیہ بطور سرسری نامنظور نہ کیا گیا ہو یا وہ مرافعہ اولی ہو تو اوس کے وکیل یا پیروکار سرکار کو بتقرر تاریخ اطلاع دیجائیگی اور عدالت تحت سے اسنلہ متعلقہ طلب کیے جائیں گے۔ اور پیروکار سرکار کو اوسکی درخواست پر نقل عذرات مرافعہ دیجائیگی۔ اگر مرافعہ بنا راضی حکم برات دائر ہو تو اوس سے ملزم کو اطلاع دیجائے گی۔ جس کے بعد حسب تذکرہ ضمن (۱) کارروائی کیجائیگی۔

(۱۳) فیصلہ جات جو صیغہ مرافعہ جلسہ متفقہ سے صادر ہوں اور جو صیغہ مرافعہ ثانیہ کسی ماتحت عدالت سے صادر ہوں وہ قطعی ہوں گے بجز اون کے جن کی صراحت دفعہ (۴۴۲) و باب (۷) ضابطہ مذکور میں کی گئی ہے۔

(۱۴) حکم برات کا مرافعہ ملزم کی وفات پر اور دوسرے قسم کا مرافعہ مرافع کی وفات پر مطلقاً ساقط ہوجائیگا۔

استصواب (۲۳) بروے دفعہ (۳۵۷) ناظم سشن یا ضلع مناسب سمجھے تو مجاز ہے کہ بحث قانونی کی نسبت جو مقدمہ میں پیدا ہو مجلس عالیہ سے استصواب کرے یا مقدمہ کا فیصلہ مشروط بہ رائے مجلس عالیہ صادر کرے اور ملزم کو حصول رائے تک محبس میں رکھے یا ضمانت پر رہا کرے

بروے دفعہ (۳۵۸) ایسے استصواب کا مجلس تصفیہ کرے گی اور خرچہ کی نسبت حکم مناسب صادر کریگی

بروے دفعہ (۳۵۹) جب کسی حاکم مجلس کے روبرو جو اختیارات فوجداری ابتدائی عمل میں لاتا ہو کسی شخص پر کوئی جرم ثابت قرار پائے تو وہ مجاز ہے کہ کسی بحث قانونی کا تصفیہ جو مقدمہ میں پیدا ہو

ایسے جلسہ میں کرائے جس میں دو یا زیادہ حکام ہوں۔ تا تصفیہ ملزم کو حراست میں رکھے یا ضمانت پر رہا کرے

نگرانی | (۳۴۴) بروے دفعہ (۳۶۰) مجلس عالیہ عدالت یا ناظم سشن یا ضلع مجاز ہے کہ کسی عدالت تحت سے کسی مقدمہ کی مثل بغرض اطمینان اس امر کے طلب کرکے دیکھے کہ تجویز یا حکم مصدرہ صحیح یا مطابق قانون یا انصاف ہے اور اوسکی کارروائی باضابطہ ہے یا نہیں۔

بروے دفعہ (۳۶۱) جب بوقت معائنہ مثل عدالت سشن یا ناظم ضلع کی یہ رائے ہو کہ ملزم بیجا طور پر رہا ہوا ہے اور مقدمہ لائق تجویز سشن ہے تو وہ مجاز ہے کہ ملزم کو گرفتار کراکے سپردگی کا حکم دے۔ اگر شہادت موجودہ سے مجرم کسی اور جرم کا مرتکب معلوم ہوتا ہو تو عدالت تحت کو ہدایت تحقیقات مزید کی کرے لیکن قبل صدور ایسے حکم کے ملزم کو ایک موقع بغرض اظہار وجہ اس امر کے کہ کیوں ایسا حکم صادر نہ کیا جائے دیا جائیگا۔

بروے دفعہ (۳۶۲) مجلس عالیہ یا سشن بعد ملاحظہ مثل ایسے استغاثہ کی نسبت جو خارج ہو گیا ہو (۲۰۸ و ۲۰۹) یا جس میں ملزمین نے رہائی پائی ہو ناظم ضلع کے نام حکم دینے کی مجاز ہے دیسے مقدمہ کی تحقیقات خود کرے یا کسی ناظم کے ذریعہ سے کرائے۔

نوٹ۔ ذریعہ گشتی عدالت العالیہ نشان فوجداری (۱) مورخہ ۹ آذر ۱۳۲۶ف حکم دیا گیا ہے کہ جن مقدمات میں عدالتہائے اضلاع و سشن بموجب دفعات (۳۶۱ و ۳۶۲) مجموعہ ضابطہ فوجداری خود حکم دے سکتے ہیں اون کو بصیغہ نگرانی مجلس عالیہ عدالت روانہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

بروے دفعہ (۳۶۳) جب سشن یا ناظم ضلع کی رائے میں کسی عدالت تحت کا حکم سزا منسوخ یا مبدل کیا جانا مناسب ہو تو وہ مجاز ہے کہ اپنی تحریک مجلس عالیہ میں بغرض صدور حکم مناسب روانہ کرے۔ اور تا حصول حکم سزا ملتوی رکھے۔ اگر ملزم قید میں ہو تو ضمانت یا مچلکہ پر اوس کو مخلصی دے۔

بروے دفعہ (۳۶۴) جب مجلس عالیہ کو بنسبت کسی مقدمہ کے اور طور پر یا بذریعہ تحریک یا مطالبہ و معائنہ مثل سے معلوم ہو تو مجاز ہے کہ اختیارات مندرجہ دفعہ (۹۹ و ۳۴۸ و ۳۵۱ و ۳۵۲) کو عمل میں لائے اور کسی سزا کو بڑھا دے۔ اگر حکام کے آرا میں اختلاف ہو تو غلبہ آرا پر تصفیہ ہوگا۔ ملزم کے مضر کوئی حکم بغیر جوابدہی کا موقع دینے کے نہیں دیا جائیگا۔

نوٹ۔ اگر مرافعہ رجوع ہو سکتا ہو تو حسب دفعہ ہذا نگرانی کی کارروائی بربنائے استدعا اوس شخص کے جو مرافعہ رجوع کر سکتا ہے نہیں ہو سکیگی اور جب حکم زیر نگرانی کسی ناظم نے صادر کیا ہو تو بصیغہ نگرانی اوس سے زیادہ سزا نہ دیجائے گی جو کوئی ناظم فوجداری درجہ اول دے سکتا ہے۔

بروے دفعہ (۳۶۵) کوئی فریق بوقت نگرانی استحقاقاً وکالتاً یا اصالتاً عذرات پیش کرنیکا مجاز نہ ہوگا لیکن عدالت بوقت نفاذ اختیارات کے دیسے عذرات کے سماعت کرنے کی مجاز ہے۔

وہ مقدمات انسدادی جنمیں فرد جرم مرتب ہوگی (۴۴) مقدمات انسدادی قابل سماعت ناظم ضلع یا حصہ ضلع یا ناظم درجہ اول کا طریقہ کارروائی حسب ذیل ہے۔

مچلکہ ضمانت حفظ امن و نیک چلنی	الف (۱) بروے دفعہ (۱۰۴) جب یہ اطلاع ملے کہ اوسکے اختیارات کے حدود اراضی کی اندر کوئی شخص غالباً نقض امن یا کوئی ایسا ناجائز فعل کرنیوالا ہے جس سے غالباً نقض امن پیدا ہوگا یا یہ کہ حدود مذکور کے اندر کوئی ایسا شخص ہے جو اون حدود کے باہر امور مندرجہ

بالا میں کسی امر کا غالباً مرتکب ہونے والا ہے۔ یا

(۲) بروے دفعہ (۱۰۵) حسب ترمیم دفعہ (۴) قانون نشان (۶) بابتہ سنہ ۱۳۲۲ فصلی کوئی شخص اوسکے اختیار کے حدود اراضی میں اپنی موجودگی کے چھپانے کیلئے تدبیریں کر رہا ہے اور یہ باور کرنیکی وجہ ہے کہ وہ ایسی تدبیریں کسی جرم کے ارتکاب کیلئے کر رہا ہے۔ یا اوسکے اختیار کی حدود اراضی میں کوئی ایسا شخص ہے جو بظاہر کوئی وجہ معاش نہیں رکھتا اور جو اپنا حال قابل اطمینان نہیں بتلا سکتا۔ یا

(۳) بروے دفعہ (۱۰۶) مرحمہ دفعہ (۴) قانون نشان (۶) بابتہ ۱۸۲۲ف جب معتبر اطلاع ملے کہ اوسکے اختیار کی حدود اراضی میں کوئی ایسا شخص ہے جو عادتاً (الف) ڈکیت یا نقب زن یا سارق ہے یا (ب) مال مسروقہ کو مسروقہ جانکر لیتا ہے۔ (ج) چوروں کی حفاظت کرتا یا اون کو پناہ دیتا ہے۔ یا مال مسروقہ کے چھپانے یا تصرف کرنے میں مدد دیتا ہے۔ یا (د) نقصان رسانی یا استحصال بالجبر یا سکہ یا اسٹامپ کی تلبیس کا ارتکاب کرتا ہے۔ یا

(۴) بروے دفعہ (۱۰۷) مرحمہ دفعہ (۲) قانون نشان (۳) ۱۳۲۵ف و دفعہ (۳) قانون نشان (۵) ۱۳۳۰ف جب یہ اطلاع ملے کہ اوسکے اختیار کی حدود اراضی میں کوئی ایسا شخص رہتا ہے جو ان حدود کے اندر یا باہر بذریعہ تقریر یا تحریر۔

(۱) کوئی ایسا مضمون جو خیالات بدخواہی پیدا کرے اور جسکی اشاعت از روے دفعہ (۸۲) مجموعہ تعزیرات مستوجب سزا ہو۔ یا

(۲) کوئی ایسا مضمون جسکی اشاعت از روے دفعہ (۸۳) مجموعہ تعزیرات مستوجب سزا ہو۔ یا

(۳) کوئی مضمون کسی حاکم عدالت کے متعلق جو از روے مجموعہ تعزیرات تخویف جرمانہ یا ازالہ حیثیت عرفی کی حد تک پہونچتا ہو شایع یا اوسکی اشاعت کا اقدام یا اوسکی اشاعت میں اعانت کرتا ہے۔

نوٹ. حسب دفعہ مذا کوئی کارروائی بلا حکم و اجازت سرکار ایسے مطبوعات کے ایڈیٹر یا مالک یا چھاپنے والے یا شائع کرنے والے کے خلاف جسکی رجسٹری حسب احکام نافذہ ہوئی ہو نہ کیجائے گی۔

حکم

ہر چہار صور ہائے متذکرہ صدر کے موجب اطلاع ملنے پر بروے دفعہ (۱۰۸) جب کوئی ناظم حسب دفعہ (۱۰۴ تا ۱۰۷) عمل کرتا ہو کسی شخص کو وجہ ظاہر کرنے کا حکم دینا ضروری سمجھے تو وہ تحریری حکم دیگا کہ

ف دفعہ (۱۰۶ و ۱۰۷) کا اختیار سماعت ناظم درجہ اول جو مجاز سماعت ہو نیز جسکو ایسا اختیار عطا ہوا ہو اوس ناظم درجہ اول کو حاصل ہوگا۔

شخص مذکور اس امر کی وجہ ظاہر کرے کہ اوس سے بروے دفعہ (۱۰۶) حفظ امن کا مچلکہ معہ یا بلا ضمانت
یا بروے دفعہ (۱۰۷) نیک چلنی کا مچلکہ معہ یا بلا ضمانت یا بروے دفعہ (۱۰۹ و ۱۱۰) نیک چلنی کا مچلکہ معہ ضمانت
کیوں نہ لیا جائے) جس میں اوس اطلاع کا مضمون جو بہو پہنچی ہو تبصریح اون واقعات کے جن پر وہ مبنی ہو
معہ تعداد زر مچلکہ جسکا لینا مقصود ہو (ہر مچلکہ کی مقدار بروے دفعہ (۱۱۸) بلحاظ حالات متعلقہ و حیثیت
شخص مذکور مقرر کی جائے گی) اور اوس میعاد کی جس میں وہ نافذ رہیگا (میعاد مچلکہ بروے دفعہ (۱۰۶)
چھ ماہ سے زیادہ نہ ہو اور بروے دفعہ (۱۰۴ و ۱۰۷) یکسال سے زیادہ نہ ہو اور بروے دفعہ (۱۰۶) تین
سال سے زیادہ نہ ہو) اور اگر ضمانت طلب کیجائے تو ضامنوں کی تعداد حیثیت اور قسم درج ہوگی۔
(بروے دفعہ (۱۱۸) مچلکہ سے زیادہ ضمانت نہ ہوگی)

منوٹ۔ بروے دفعہ (۱۱۰) کم سے کم ایک ہفتہ کے فاصلہ سے کوئی تاریخ وجہ ظاہر کرنے اور تحقیقات کیلئے
مقرر کی جائے گی۔ اور بروے دفعہ (۱۱۵) حکم مصرحہ صدر میں اس امر کی بھی صراحت کردیجائیگی کہ جو تاریخ
وجہ ظاہر کرنے کیلئے مقرر کیگئی ہے۔ وہی تاریخ اوس اطلاع کی جسپر کارروائی شروع کیگئی اور اوس وجہ
کی جو ظاہر کیجائے صحت کی تحقیقات کی جائے گی۔

حکم مذکور میں اگر ایسی صراحت نہ ہوگی تو وجہ ظاہر کئے جانے کے بعد تحقیقات کیلئے اور ایک تاریخ مقرر ہوگی

طریقہ کارروائی

الف۔ بروے دفعہ (۱۱۱) اگر وہ شخص جسکی نسبت ایسا حکم دیا جائے عدالت میں حاضر ہے تو اوس
حکم کا مطلب اوسے سمجھا دیا جائیگا اور ایک نقل اوس حکم کی اوسکو دیدیجائیگی۔

ب۔ بروے دفعہ (۱۱۱) اگر شخص مذکور عدالت میں حاضر نہ رہے تو ناظم اوسکی حاضری کیلئے طلبنامہ
جاری کریگا۔ اور اگر وہ حراست میں ہو تو حکمنامہ اس ہدایت کیساتھ بھیجیگا کہ وہ عہدہ دار جسکی حراست
میں وہ ہو اوسکو عدالت میں حاضر کرے لیکن جب ناظم مجاز کو کوتوالی کی پیش کی ہوئی کیفیت یا کسی

اور طلبنامہ کی بنا پر اس امر کے باور کرنے کی معقول وجہ ہو کہ امن خلایق میں نقص واقع ہونیوالا ہے اور بلا فوراً گرفتار کرنے شخص مذکور کے وہ روکا نہیں جا سکتا تو بہ تحریر وجوہ اوس کی فوری گرفتاری کے لیے حکمنامہ جاری کریگا۔

نوٹ۔ بروے دفعہ (۱۱۴) ہر طلبنامہ یا حکمنامہ کیساتھ نقل حکم مندرجہ دفعہ (۱۰۸) شامل رہے گی۔ اور اوسکو عہدہ دار تعمیل کنندہ اوس شخص کے حوالہ کریگا جسپر طلبنامہ یا حکمنامہ کی تعمیل کیجاے۔

تحقیقات

بروے دفعہ (۱۱۶) ترمیمہ دفعہ (۵) قانون نشان (۲) ۱۳۲۲ ف

(۱) اوس تاریخ پر جو تحقیقات کیلئے مقرر کی جاے۔ ناظم اوس اطلاع کی جسپر کارروائی شروع کی گئی ہو اور اوس وجہ کی جو ظاہر کیجاے صحت کی تحقیقات کرے گا۔

(۲) جب کارروائی حفظ امن کا مچلکہ لینے کیلئے ہو تو ایسی تحقیقات جہاں تک ممکن ہو مطابق اوس طریقہ کے عمل میں آے گی۔ جو مقدمات طلبنامہ میں تحقیقات کیلئے مقرر ہے۔ اور

جب کارروائی نیک چلنی کا مچلکہ لینے کیلئے ہو تو تحقیقات اوس طریقہ کے مطابق ہوگی۔ جو مقدمات حکمنامہ میں تحقیقات کیلئے مقرر ہے۔ اور

لیکن فرد قرارداد جرم مرتب کی جاے گی۔

(۳) اغراض دفعہ ہذا کیلئے کسی شخص کا عادتاً مجرم ہونا بذریعہ شہادت شہرت عام یا اور طور پر ثابت کیا جا سکے گا۔

(۴) جب کسی معاملہ میں جو زیر تحقیقات ہو دو یا زیادہ اشخاص شریک کئے گئے ہوں تو حسب صوابدید ناظم اون کی تحقیقات یکجا یا علیحدہ کر سکتا ہے۔

شرح۔ حفظ امن میں کارروائی اسطرح ہوگی کہ پہلے ملزم کا استفساری جواب لیا جائے گا۔ اگر وہ

الزام منسوبہ سے اقبال کرے یا بموجب حکم محلکہ و ضمانت داخل کرنے پر آمادگی ظاہر کرے تو مزید شہادت کی ضرورت نہ ہوسکیگی۔ بلکہ بطریق مقدمات سمن کیس بر بنائے اقبال تجویز عمل میں آسکیگی۔ برخلاف اس کے نیک چلنی میں ملزم کے محض اقبال پر بطریق مقدمات وارنٹ کیس کوئی تجویز خلاف ملزم صادر نہ ہوسکیگی۔ جبتک اوس کی تائید دوسری شہادت سے نہ ہو اسلئے بعد شہادت تائید الزام یا درمیان میں بھی ملزم کا استفساری جواب لیا جاسکتا ہے۔ اور

کارروائی حفظ امن ہو یا نیک چلنی دونوں صورتوں میں بھی حسب طریقہ مقدمات انبری بصورت سوال و جواب الزام منسوبہ کو اچھی طرح سمجھا کر ملزم سے پوچھا جائیگا کہ اُن واقعات سے ملزم کو اقبال ہے یا انکار اور اوسکے ساتھ ساتھ یہ بھی پوچھا جائیگا کہ کیا تم اپنی طرف سے شہادت صفائی پیش کیا چاہتے ہو۔ بعد ختم شہادت تائید الزام اگر ملزم کیطرف سے شہادت صفائی پیش ہو تو وہ بھی قلمبند کی جائے گی۔

فیصلہ | بروے دفعہ (۱۱۷) اگر تحقیقات سے یہ ثابت ہو کہ شخص مذکور سے حفظ امن یا نیک چلنی کا (جیسی کہ صورت ہو) محلکہ معہ یا بلا ضمانت لینا ضرور ہے تو ناظم ایسا حکم دیگا ورنہ کارروائی ختم کرکے اوسکو رہا کریگا

استوضلی و صرف بربنائے تجویز ثبوت جرم سابق بغیر اسکے کہ اوس شخص نے پھر عادت سابق پر عود کیا ہو۔ جن سے محلکہ یا ضمانت لینا ضروری ہوگیا ہو۔ محلکہ یا ضمانت نہ لی جاسکے گی۔

تعمیل | بروے دفعہ (۱۲۲) اگر کوئی شخص جسکو حسب دفعہ (۱۱۷) محلکہ معہ یا بلا ضمانت داخل کرنے کا حکم دیا گیا ہو اوس مدت میں جو عدالت مقرر کرے محلکہ یا ضمانت داخل نہ کرے تو وہ قید بلا مشقت میں اوسوقت تک رکھا جائیگا جبتک کہ حکم کے موافق محلکہ عدالت میں داخل نہ کرے لیکن ناظم عدالت ضلع کو اختیار ہوگا کہ اوسکو جسوقت مناسب خیال کرے رہا کردے یا تعداد محلکہ یا ضمانت کو گھٹادے۔

(ب) نزاعات بابتہ اراضی۔

جب کسی ناظم عدالت نظامت ضلع یا ناظم حصہ ضلع یا ناظم فوجداری درجہ اول کو تو الی کے پیش کردہ کیفیت یا کسی

اور اطلاع پر بوجہ معقول اطمینان ہوجائے۔ کہ

(۱) حسب دفعہ (۱۴۸) اوسکی اختیار کی حدود اراضی کے اندر کسی اراضی کے قبضہ یا حدود کی بابتہ ایسی نزاع برپا ہے کہ اوس سے امن خلائق میں نقض کا احتمال ہے۔ یا

(۲) حسب دفعہ (۱۴۹) اوسکے اختیار کی حدود اراضی کے اندر کسی اراضی کے متعلق حق آسایش کی بابتہ ایسی نزاع برپا ہے کہ اوس سے امن خلائق میں نقض کا احتمال ہے۔

توضیح۔ بروئے ضمن (۲) دفعہ (۱۴۸) لفظ اراضی میں عمارت و بازار و ذرایع آبپاشی و شکارگاہ ماہی اور پیداوار اراضی متنازعہ داخل ہوگی۔

بعد حصول اطمینان حکم کا دیا جانا ان دونوں صورتہائے متذکرۂ صدر کی صورت اطمینان یہ ہے کہ جب اس قسم کی اطلاع پہونچے تو ناظم عدالت شخص اطلاع دہندہ یا شخص مقدمہ کا حلفی اظہار ابتدائی (مثل کارروائی استغاثہ) اوسیوقت قلمبند کریگا۔ اور اوس حلفی بیان اور اطلاع مذکور پر غور کرکے بصورت عدم اطمینان مقدمہ بلا مزید کارروائی ختم کردیگا اور بصورت اطمینان بہ تحریر وجوہ متنازعین کو حکم دیگا کہ وہ اوس میعاد کے اندر جو وہ مقرر کرے اصالتاً یا وکالتاً حاضر ہو کر اراضی کے قبضہ واقعی یا حدود کے متعلق اپنے اپنے بیانات تحریری داخل کریں۔

طریقۂ اجرائی حکم حکم مذکور کی ایک ایک نقل ہر ایسے شخص کے پاس جسکی ناظم ہدایت کرے بحکم مثل اطلاعنامہ کے تعمیل کرائی جائے گی۔ اور کم سے کم ایک نقل اوس حکم کی اراضی متنازعہ پر یا اوسکے قریب کسی نمایاں مقام پر چسپاں کرائی جائے گی (ضمن (۳) دفعہ (۱۴۸))

طریقۂ تحقیقات دفعہ (۱۴۸) ضمن (۳) کی یہ عبارت ہے کہ اگر تاریخ مقررہ پر یہ ثابت ہو کہ فی الواقع

سلطنت دکن لا رپورٹ جلد (۱۰) ۱۳۲۹ف صفحہ (۱۷۳) تکارام وغیرہ بنام مانیاجی میں یہ طے فرمایا گیا ہے کہ بروئے دفعہ (۱۴۴) ضابطۂ فوجداری سرکار عالی مقدمات نقض امن میں جبتک کہ مجسٹریٹ تحقیقات کنندہ وجوہ احتمال نقض امن تحریر نہ کرے اوسکو اختیار سماعت ہی حاصل نہیں ہوسکتا۔

کوئی نزاع نہیں ہے تو کارروائی ختم کردیجائے گی۔

شرح۔ لفظ (ثابت ہو) سے ایک امر ثبوت طلب پیدا ہوتا ہے اس لئے اولاً اندیشۂ نقض امن کی تحقیقات کی حسب ذیل تین صورتیں ہیں۔

(۱) تاریخ مقررہ پر حاضر ہوکر ہر دو فریق عدم اندیشۂ نقض امن ظاہر کریں تو کارروائی ختم کردیجائیگی۔

(۲) اگر ایک فریق اندیشۂ نقض امن اور دوسرا فریق عدم اندیشۂ نقض امن ظاہر کرے تو فریقین کی شہادت اثباتی وتردیدی قلمبند کرکے بعد سماعت بحث بہ تحریر وجوہ اوسکا تصفیہ کیا جائیگا۔ چنانچہ ایک مقدمہ میں یہ تصفیہ ہوا ہے کہ عدالت کو عدم اندیشۂ نقض امن کے متعلق فریقین کے مواجہ میں اون کی شہادت لیکر مواد مثل پر تصفیہ کرنا چاہئے [۱] اور ایک مقدمہ میں تجویز ہوئی کہ دفعہ (۱۴۸) ضابطۂ فوجداری کا منشا نقض امن کے رفع کرنیکا ہے اس لئے محض کسی فریق کی غیرحاضری کی وجہ سے مقدمہ عدم پیروی میں خارج نہیں ہوسکتا [۲] بروے دفعہ (۱۵) اس قسم کی کارروائی صرف اسوجہ سے ساقط نہ ہوگی کہ متنازعین میں سے کوئی فوت ہوگیا ہے۔ لیکن جب اس امر کا اطمنان ہوجائے کہ نقض امن کا احتمال نہیں رہا تو ختم کردیجائے گی۔

(۳) تاریخ مقررہ پر فریقین حاضر ہوکر اندیشۂ نقض امن پر متفق ہوں تو وہی ابتدائے حکم وحصول اطمنان بوجوہ۔ کافی سمجھا جاسکیگا اور مزید کسی تحقیق وتجویز متعلق بہ اندیشۂ نقض امن کی ضرورت داعی نہ ہوگی۔ بلکہ

| قبضہ کی تحقیقات اور تصفیہ |

اراضی کے قبضہ واقعی یا حدود کے متعلق یا حق آسایش کے متعلق فریقین اپنے اپنے بیانات تحریری داخل کرنے کے بعد فریق اول اپنی شہادت اثباتی اور فریق ثانی اپنی شہادت تردیدی پیش کرے گا جس رودداد پر بعد سماعت بحث بموجب حکم ذیل قبضہ کا تصفیہ کیا جائیگا۔

بروے دفعہ (۱۴۸) ضمن (۴) مرحمہ دفعہ (۷) قانون نشان (۶) ۱۳۲۲ف ...... ناظم فوجداری اس امر

---

[۱] دکن لاء رپورٹ جلد (۹) ۱۳۲۸ف صفحہ (۳۷۲) پاپیا بنام ابوالقاسم وغیرہ۔
[۲] " " جلد (۱۰) ۱۳۲۹ف صفحہ (۵۹) محمد نبی علی خاں بنام رنگ نایکا۔

کی تحقیقات اور تصفیہ کریگا کہ تاریخ حکم پر یا اوسکے قبل دو ماہ کے اندر کون شخص فی الواقع قابض تھا۔ اور اگر وہ ناجائز جبراً بیدخل کر دیا گیا ہو تو اوسکا قبضہ کرا دیگا۔ اور بصورت اشد ضرورت تا تصفیہ[1] اراضی متنازعہ پر جانب سرکار قبضہ کر سکیگا۔

توضیح ضمنی۔ بعد توضیح دفعہ (۱۴۹) حق آسایش وغیرہ میں کسی حق کا وجود تسلیم نہیں کیا جائیگا۔ بجز اسکے کہ حق کے دوامی ہونیکی صورت میں آغاز کارروائی سے تین ماہ کے اندر اور ہنگامی ہونے کی صورت میں آخر موقع تمتع پر استعمال کیا گیا ہو۔

نظیر مندرجہ دکن لاء رپورٹ جلد (۱۰) سنہ ۱۳۲۳ف صفحہ (۷۷۴) نواب تراب علیخان المخاطب فتح یاب جنگ بہادر بنام جیا کشن راو وغیرہ میں یہ طے فرمایا گیا ہے کہ دفعہ (۱۴۸) ضابطہ فوجداری سرکار عالی کی غرض یہ ہے کہ جب مابین فریقین نزاع جائداد غیر منقولہ واقع ہو اور فوری نقض امن کا اندیشہ ہو تو مجسٹریٹ کو چاہیے کہ

(۱) پہلے اندیشہ نقض امن کا اطمینان حاصل کرنیکی کارروائی کرے۔

(۲) بصورت اطمینان بیانات تحریری فریقین داخل کرنیکا حکم دیکر اوسکی تشہیر کرائے۔ اور

(۳) اندیشہ نقض امن ہونے کی صورت میں تاریخ نزاع سے قبل اندرون دو ماہ قبضہ واقعی جس فریق کا تھا اوسکو بحال رکھے۔

مطلب اس حکم قانونی اور عمل کا یہ ہے کہ فی الوقت ایک فریق کے قبضہ کی بحالی سے اندیشہ نقض امن کو رفع کر دیا جائے۔

کارروائی رفع نقض امن میں مجسٹریٹ کی کچھ غرض اس سے زیادہ نہ ہونی چاہئے۔ کہ حقیت کس کی ہے اور کون مستحق ہے۔

(۴) دفعہ (۱۴۸) ضابطہ فوجداری سے منشار قانون کا ہرگز یہ نہیں ہے کہ فریقین متنازعین کی حقیت

---

[1] تصفیہ نزاع تا تصفیہ مقدمہ فوجداری رہیگا ملاحظہ ہو دکن لاء رپورٹ جلد ۹ سنہ ۱۳۲۸ف صفحہ (۳۰۵) مارتنڈ مانک پربھو بنام گوبند راؤ وغیرہ

اور استحقاق کا فیصلہ عدالت فوجداری سے کیا جائے ۔

(۵) پولیس کی مداخلت ناجائز اور غرض ہتک حفاظت و قیام امنیت عامہ خلائق ہے ۔
اسکے برعکس پولیس کی بیجا طرفداری اور ایک فریق کو امداد و تقویت دیکر کوشش کرکے موجب نقص امن
و اندیشہ کشت و خون کا ہونا امنیت عامہ خلائق کے لئے نافع نہیں ہوسکتا ۔

(۶) پولیس کو ایسا حکم دینے کا منصب نہیں ہے کہ ایک فریق جائداد غیر منقولہ کسی قسم کی تعلق
ہرگز نہ کرے موضع متنازعہ میں مجمع خلاف قانون نہ رکھے اور جو ہے اوسکو فوراً منتشر کردے ۔

(۷) شہادت گواہان بخلاف بیان تحریری فریق قابل وقعت نہیں ہے ۔
تاریخ نزاع کے قبل اندرون دو ماہ نگرانی خواہ کا قبضہ اور اندیشہ نقص امن ثابت ہونے سے تا تصفیہ
عدالت دیوانی اوسکا قبضہ قائم رکھا گیا ۔

خروراے عالیجناب مولوی سید محمد غلام جیلانی صاحب رکن	سخت افسوس ہے کہ دفعہ (۱۴۴) کے متعلق مجسٹریٹوں کی غلط فہمی

سے مقدمات میں کسقدر پیچیدگی اور طوالت ہوتی ہے ۔ حالانکہ اس دفعہ کی غرض یہ ہے کہ جب کچھ لوگوں میں جائداد
غیر منقولہ کی نزاع ہو اور فوری نقص امن کا اندیشہ ہو تو مجسٹریٹ کو چاہیئے کہ پہلے اندیشہ نقص امن کے متعلق اطمینان
حاصل کرنیکی غرض سے کارروائی کرکے اگر مطمئن ہوجائے تو فریقین کو حکم دے کہ وہ بیان تحریری داخل کریں ۔
اپنے اس حکم کی تشہیر کرائے ۔ بعدہٗ تاریخ پیشی پر دیکھے کہ نقص امن کا اندیشہ ہے یا نہیں اگر نقص امن کا نہ ہو تو
مقدمہ کو وہیں ختم کردے اور اگر نقص امن کا اندیشہ ہو تو یہ دیکھے کہ اوس تاریخ پر دو ماہ میں واقعی کون قابض
تھا اور اوسکا قبضہ بحال کردے اور فریق ثانی کو عدالت مجاز کی رہنمائی کردے ۔ مطلب اس حکم قانونی اور
عمل کا یہ ہے کہ فی الحقیقت اندیشہ نقص امن ایک فریق کے قبضہ کی بحالی سے رفع کردیا جائے ۔ اس کارروائی
میں مجسٹریٹ کی کچھ غرض اس سے زیادہ نہونی چاہئے کہ حقیت کس کی ہے اور مستحق کون ہے ۔ اس دفعہ سے
منشاء قانون کا ہرگز یہ نہیں ہے کہ فریقین متنازعین کی حقیت اور استحقاق کا فیصلہ عدالت فوجداری سے

کیا جائے۔ صرف غرض اور مقصود یہ ہے کہ رفع نقض امن کی غرض سے جسکا دو ماہ کے اندر قبضہ ہو اوسکا قبضہ بحال کر دیا جائے۔ برٹش انڈیا کے ہائیکورٹوں اور مجلس عالیہ عدالت کے متعدد فیصلے رہنمائی کیلئے موجود ہیں اور ہم متعدد فیصلوں میں مجسٹریٹوں کو ہدایت کر چکے ہیں نہ دفعہ کی عبارت صاف ہے کوئی اغلاط پیچیدگی نہیں ہے اگر اون حکام اس دفعہ کی کارروائی [illegible] کارروائی کیا کریں غلطی نہ ہوگی۔ فریقین پریشان نہ ہوں گے اور ہائیکورٹ کو نگرانی کی سماعت اور تجویز میں اپنا وقت ضایع نہ کرنا ہوگا لیکن مجسٹریٹ اتنا نہیں کرتے۔ اگر فوجداری [illegible] پر نظر کیجائے تو سب سے زیادہ تعداد مقدمات کی اسی دفعہ (۱۴۵) ضابطہ فوجداری سرکار عالی کے متعلق ہے گی مجلس عالیہ کے ہر جلاس پر ہر پیشی میں یا متعدد مقدمے اسی دفعہ کے متعلق پیش ہوتے ہیں اور فریقین کی یہ حالت ہے کہ وہ بجائے اسکے کہ بطور واجبی عدالت مجاز سے اپنی حقیت اور استحقاق قبضہ کا فیصلہ کرائیں مصارف مقدمات دیوانی سے بچنے کیلئے اس دفعہ کے بموجب کارروائی کرنے کے درپے رہتے ہیں اور ایکدفعہ نہیں بلکہ کئی کئی دفعہ یہ مقدمہ بصیغہ نگرانی مجلس عالیہ عدالت میں آتے رہتے ہیں۔ ہم کو خوب یاد ہے کہ ایک مقدمہ راجہ بھگوانداس اور زوجہ مرزا کاظم علی کے مابین سرملی کے متعلق عدالت فوجداری ضلع اطراف بلدہ میں اکیس ۲۱ بائیس ۲۲ سال چلا اور متعدد دفعہ مجلس عالیہ عدالت میں بصیغہ نگرانی آیا تھا۔ اوسی قبیل کا یہ بھی مقدمہ ہے۔

نظیر مندرجہ دکن لا رپورٹ جلد (۲) ۱۳۱۳ف صفحہ (۴۷) سرجا منیت راما بنام سیتا رامیا وغیرہ میں یہ طے فرمایا گیا ہے کہ کارروائی نقض امن زیر دفعہ (۱۴۵) میں اگر مچلکہ حفظ امن کی ضرورت ہو تو حسب دفعہ (۱۰۷) علیحدہ کارروائی کیجائے۔

نظیر مندرجہ دکن لا رپورٹ جلد (۲) ۱۳۱۳ف نمبر (۵۸) بھیک چند بنام لکشمی بائی میں طے فرمایا گیا ہے کہ نقض امن زیر دفعہ (۱۴۵) کی کارروائی میں مچلکہ حفظ امن نہ لینا چاہئے اور کارروائی نقض امن میں تا تصفیہ حقوق عدالت دیوانی جائداد سرکار کے قبضہ میں نہیں رکھی جاسکتی بلکہ یہ تصفیہ کیا جانا چاہئے کہ نزاع کے قبل دو ماہ کس فریق کا قبضہ تھا

نظیر عدالت دکن لا رپورٹ جلد (۳۰) ۱۳۳۳ ف صفحہ (۱۳۳) غلام رسول بنام وصی احمد پاشا میں یہ طے فرمایا گیا ہے کہ کارروائی قانون نشان زدہ دفعہ (۴۸) مجموعہ ضابطہ فوجداری شروع کردینے کے بعد اس میں کارروائی حسب دفعہ (۱۰۴) مجموعہ مذکور مخلوط نہ کرنی چاہیے بشرط ضرورت کارروائی متعلقہ اس کو ختم کرکے علیحدہ طور پر کارروائی زیر دفعہ (۱۰۴) کی جاسکتی ہے۔

(ج) امر باعث تکلیف عام در مقدمات نشان زدہ

بروئے دفعہ (۱۳۲) جب کوتوالی کی پیش کردہ کیفیت یا اور اطلاع کی بنا پر اور ایسی شہادت لینے کے بعد جو وہ مناسب سمجھے کسی ناظم عدالت نظامت ضلع یا ناظم حصہ ضلع کی یا ناظم فوجداری درجہ اول مجاز سماعت کی یہ رائے ہو کہ

(الف) کسی راستہ یا ندی یا نالے سے جسے عوام بطور جائز استعمال میں لاتے یا لاسکتے ہوں۔ یا کسی مقام عام سے کوئی ناجائز روک یا امر تکلیف دہ دور ہونا چاہیئے۔ یا

(ب) کسی تجارت یا پیشہ یا مال تجارتی کا جو خلائق کی تندرستی یا آسائش جسمانی کیلئے بنفسہ مضر ہو موقوف کیا جانا یا دوسری جگہ اٹھوا دیا جانا یا ممنوع قرار دیا جانا مناسب ہے۔ یا

(ج) کسی عمارت کی تعمیر یا کسی شے کا اوس طریقہ سے رکھنا جس سے آگ لگنے یا بھک سے اُڑ جانے کا احتمال ہو روک دیئے یا بند کئے جانیکے قابل ہے۔ یا

(د) کوئی عمارت ایسی حالت میں ہے کہ غالباً گر پڑے گی اور اوسکے گرنے سے اون اشخاص کو جو اوس کے متصل رہتے یا کاروبار کرتے یا اوس کے پاس سے گذرا کرتے ہوں ضرر پہونچے گا۔ اور اس لئے اوسکا گرا دیا جانا یا اوسکی مرمت کرنا یا اوس کو سہارا دینا ضرور ہے۔ یا

(ھ) کسی تالاب یا باولی یا گڑھے پر جو کسی عام راستہ یا عام مقام کے متصل ہو ایسی باڑہ لگانی چاہیئے کہ اوس سے وہ خطرہ جو عوام کو ہو رفع ہوجائے۔ یا

(و) بروئے دفعہ (۱۴۷) مقدمات نشان زدہ میں بھی۔

ناظم ضلع مذکور مجاز ہوگا کہ

(۱) اوس شخص کو جو ایسی روک یا امر تکلیف دہ کا باعث ہو۔ یا

(۲) تجارت یا پیشہ کرتا ہو یا کوئی مال تجارتی رکھتا ہو۔ یا

(۳) ایسی عمارت یا شے یا تالاب یا باولی یا گڑھے کا قابض یا اوس پر قبضہ رکھتا ہو۔ یا

(۴) ایسے شخص کو جو مدنظر زنانہ کا باعث ہو۔

حکم دے کہ

(۱) وہ میعاد معینہ حکم میں اوس روک یا امر تکلیف دہ کو دور کرے۔ یا

(۲) تجارت یا پیشہ کو موقوف کرے یا اوٹھادے یا اشیاء مذکور یا مال تجارتی کو اٹھوادے۔ یا

(۳) عمارت کی تعمیر روک دے یا بند کردے یا اوسکو گرادے یا اوسکی مرمت کرادے یا اوس میں سہارا لگادے۔ یا

(۴) اوس شے کے رکھنے کا طریقہ بدل دے۔ یا

(۵) تالاب یا باولی یا گڑھے پر باڑ لگادے۔ یا (۶) امر مدنظر زنانہ کو دور کردے۔ یا

اوس ناظم یا کسی اور ناظم مجاز کے روبرو وقت اور مقام مندرجہ حکم پر خود یا بذریعہ وکیل حاضر ہوکر حکم مذکور کی ترمیم یا تنسیخ کیلئے درخواست کردے۔

توضیح۔ مقام عام میں سرکاری جائداد اور وہ زمینات جو بطور رفودگاہ کام میں آتی ہوں یا اغراض صفائی یا تفریح کیلئے رکھی گئی ہوں داخل ہوں گی۔

طریقہ تعمیل حکم | بروے دفعہ (۱۳۴) حکم مذکور جہاں تک ممکن ہو اوس شخص پر جسکے نام وہ صادر ہو اوسی طریقہ سے تعمیل کیا جائیگا جو طلبنامہ کی تعمیل کیلئے مقرر ہے۔ اگر حکم مذکور کی اسطور سے تعمیل نہ ہوسکے تو اوسکا اسطور پر اعلان کیا جائیگا کہ (وہ اعلان جریدۂ اعلامیہ سرکار عالی یا کسی اخبار مقامی میں شائع کیا جائیگا) اور اوسکی ایک

نقل ایسے مقام یا مقامات پر چسپاں کیجائے گی جو اوس شخص کی اطلاع کیلئے مناسب معلوم ہوں (مثلاً مکان سکونتی شخص مذکور نیز جاوڑی موضع سکونتی اور در عدالت پر چسپاں ہونا مناسب ہے)

حکم کی تعمیل یا وجہ کا اظہار | بروے دفعہ (۱۳۴) اوس شخص کو جس کے نام حکم صادر ہو لازم ہوگا کہ

الف۔ جس طول کے کرنیکی ہدایت حکم میں ہو میعاد معینہ حکم کے اندر اوس کی تعمیل کرے۔ یا

ب۔ خود یا بذریعہ وکیل حاضر ہو کر اوس حکم کے خلاف وجہ ظاہر کرے۔ یا

ج۔ اوس ناظم فوجداری سے جس نے وہ حکم صادر کیا ہو اس امر کی تجویز کیلئے کہ آیا وہ حکم معقول و مناسب ہے پنچوں کے تقرر کی درخواست کرے۔

طریقہ کارروائی لغو قطعیت حکم | (۱) بروے دفعہ (۱۳۵) اگر شخص مذکور حکم کی تعمیل نہ کرے اور نہ وجہ ظاہر کرے اور نہ پنچوں کے تقرر کی درخواست کرے تو حکم قطعی کردیا جائیگا۔

(۲) بروے دفعہ (۱۳۶) اگر شخص مذکور حاضر ہو کر حکم کے خلاف وجہ ظاہر کرے اور وہ ناظم جسکے روبرو وجہ ظاہر کی جائے اوس وجہ کو صحیح اور کافی خیال کرے تو کارروائی ختم کرے گا۔ ورنہ اوسکے متعلق تحقیقات اسطرح کریگا جسطرح کہ مقدمات طلبنامہ میں کیجاتی ہے اور اگر بعد تحقیقات ناظم کو اطمینان ہو کہ وہ حکم معقول و مناسب ہے تو وہ حکم قطعی کردیا جائیگا۔ ورنہ کارروائی مزید نہ کیجائیگی۔

(۳) بروے دفعہ (۱۳۷) جب پنچوں کے تقرر کی درخواست کی جائے تو ناظم فوجداری کو لازم ہوگا کہ جس موقع کے متعلق حکم دیا گیا ہو اوسکے قرب و جوار کے معتبر اشخاص سے پانچ پنچ مقرر کرے اور اون کی نسبت درخواستگذار کو عذر کرنے کا موقع دیا جائیگا اور اگر وہ کسی کی نسبت یہ ثابت کریگا کہ اوسکے بد اعمالی کرنیکا معقول اندیشہ ہے تو ناظم اوسکے بجائے ایسے دوسرے شخص کو مقرر کریگا جسکی نسبت ایسا اندیشہ نہ ہو۔

بروے دفعہ (۱۴۰) اگر پنچ بالاتفاق یا بغلبہ آرا تجویز کریں کہ ناظم کا حکم جیسا کہ ابتداءً دیا گیا اور حسب ترمیم بعد کے

جسکو ناظم منظور کرے معقول و مناسب ہے تو ناظم بعد سماعت عذر درخواست گذار اوس حکم کو باتباع اوسی ترمیم
کے (اگر کچھ ہو) قطعی کر سکیگا ورنہ کارروائی ختم کریگا۔

فریق کا روائی قطعیت حکم کے بعد | (۱) بروے دفعہ (۱۴۱) جب کوئی حکم قطعی کر دیا جائے تو ناظم اوسکے قطعی کرنے کی
اطلاع اوس شخص کو دیگا جسکے نام حکم جاری ہوا تھا اور اوسکو ہدایت کریگا کہ وہ اوس مدت میں جو حکم کی تعمیل کیواسطے مقرر
ہو تعمیل کر دے اور اوسکو یہ اطلاع بھی دیگا کہ بصورت خلاف ورزی حکم وہ اوس سزا کا مستوجب ہوگا
جو مجموعہ تعزیرات کے دفعہ (۱۸۸) کی رو سے دیجاتی ہے۔

(۲) اگر میعاد معینہ کے اندر اوس کی تعمیل نہ کی جائے تو ناظم اوسکا مجاز ہوگا کہ وہ خود اوسکی
تعمیل کرائے اور جو خرچ تعمیل حکم میں ہو مثل زرجرمانہ وصول کیا جائیگا۔

(ھ) مجمع خلاف قانون کا منتشر کرنا۔

بروے دفعہ (۱۲۶) ہر ناظم فوجداری یا منتظم تھانہ مجاز ہوگا کہ کسی مجمع خلاف قانون کو یا پانچ
یا زیادہ اشخاص کے کسی ایسے مجمع کو جسکی نسبت احتمال ہو کہ وہ امن خلائق میں خلل ڈالیگا منتشر ہو جانیکا حکم
دے۔ اور اوس مجمع کے شرکا کو لازم ہوگا کہ منتشر ہو جائیں۔

عام اشخاص کی امداد | بروے دفعہ (۱۲۷) اگر حکم صادر ہونے پر مجمع مذکور منتشر نہ ہو یا جبکہ بغیر ایسا حکم دے
جانیکے مجمع مذکور اسطرح عمل کرے جس سے ارادہ منتشر نہ ہونے کا ظاہر ہو تو ہر ناظم فوجداری یا عہدہ دار
منتظم تھانہ مجمع مذکور کو جبراً منتشر کر سکیگا۔ اور ہر مرد کو جس کی عمر (۱۸) سال سے کم اور بیس سال سے زیادہ
نہ ہو جو افواج باقاعدہ یا جمعیت والنٹیر میں داخل نہ ہو مجمع منتشر کرنے اور اگر ضرورت ہو اوس کے شرکا میں
سے کسی کو گرفتار کرنے کی غرض سے اپنی مدد کیلئے طلب کر سکیگا۔

افواج باقاعدہ کی امداد | بروے دفعہ (۱۲۸) اگر مجمع مذکور اور طور پر منتشر نہ ہو سکے اور عامہ خلائق کی حفاظت
کیلئے اوسے منتشر کرنا ضروری ہو تو سلسلے اعلیٰ درجہ کا ناظم جو اوسوقت وہاں موجود ہو مجاز ہوگا کہ بامداد فوج

باقاعدہ اسکو منتشر کردے ۔

بروے دفعہ (۱۲۹) جب کبھی ناظم فوجداری کسی ایسے مجمع کو فوج کی مدد سے منتشر کرنا ضروری سمجھے تو اوسکو اختیار ہوگا کہ کسی کمیشن افسر یا غیر کمیشن افسر کو جو سرکار عالی کے افواج باقاعدہ کے کسی حصہ کا یا جمعیت والنٹیر کا کمانڈنگ افسر ہو یہ حکم دے کہ اس مجمع کو فوج کے ذریعہ سے منتشر کرے اور شرکا مجمع سے جنکے مجمع کو منتشر کرنے کیلئے گرفتار کرنا ضرور ہو یا جنکی نسبت ناظم فوجداری ہدایت کرے گرفتار کرے اور افسر مذکور مجمع کو منتشر کرنے کیلئے ہر ضروری کارروائی عمل میں لائیگا ۔ اور شرکا مجمع سے جنکو مجمع کے منتشر کرنے کیلئے ضروری سمجھے جنکی نسبت ناظم فوجداری نے ہدایت کی ہو ۔ گرفتار کریگا لیکن مجمع منتشر کرنے یا اشخاص کی گرفتاریمیں اسکا لحاظ رکھیگا کہ جسقدر جبر اور انسان کے جان و مال کو جسقدر کم نقصان پہونچایا جاسکے ہو اور جو اغراض متذکرہ کیلئے بالکل ضروری ہو عمل میں لایا جائے ۔

کمیشن افسر کا اختیار | بروے دفعہ (۱۳۰) جب کسی ایسے مجمع سے امن خلائق صریحاً خطرہ میں ہو اور وقت کسی ناظم فوجداری سے استمدادنہ کیجاسکے تو سرکار عالی کے افواج باقاعدہ کے ہر کمیشن افسر کو اختیار ہوگا کہ فوج کے ذریعہ سے مجمع کو منتشر کردے اور شرکا مجمع سے جنکو مجمع کے منتشر کرنے کے لئے ضرور سمجھے گرفتار کرے لیکن جب وہ اسدفعہ کے بموجب عمل کررہا ہو اگر ناظم فوجداری سے استمداد ممکن ہو تو استمداد اور حسب ہدایت ناظم عمل کریگا ۔

حق ارجاع استغاثہ ساقط ہوگا | بروے دفعہ (۱۳۱) کسی شخص پر کسی ایسے امر کی بابتہ جو احکام متذکرۂ صدر کی تعمیل میں وقوع میں آیا ہو کوئی استغاثہ بلا منظوری سرکار رجوع نہ ہوسکیگا ۔ اور نہ کوئی شخص کسی ایسے امر کی بابتہ جو اوس نے احکام صدر کی تعمیل میں نیک نیتی اور کافی حزم و احتیاط کے ساتھ کیا ہو کسی جرم کا مرتکب سمجھا جائیگا ۔

احکام متفرق | (۲۵) الف ۔ واردات اتفاقی ۔

جب کوئی واردات اتفاقی ہو تو پولس بعد کارروائی ضابطہ اپنی رپورٹ کیساتھ حسب نمونہ ذیل تختہ عدالت نظامت فوجداری حصہ ضلع میں پیش کرے گی۔

سنہ ۱۳۲۷ف
۲۴ امرداد

نمونہ نمبر (۸۷) تختہ واردات اتفاقی واقع موضع تعلقہ ضلع صوبہ منسلکہ گشتی عدالت العالیہ نشان فوجداری (۱۸) مؤرخہ

نمبر	خانہ
۱	نام مقام جہاں موت واقع ہوئی معہ نام تھانہ جسکی حدود میں یہ موضع ہے
۲	نام متوفی معہ ولدیت و سکونت و قومیت و عمر و پیشہ
۳	تاریخ و وقت و سبب مرگ (و اگر پوسٹ مارٹم ہوا ہو تو ڈاکٹر کا نتیجہ)
۴	پولیس پٹیل نے تھانہ پر کس تاریخ میں رپورٹ کی۔
۵	تھانہ دار یا دوسرا اہلکار پولس (بصراحت نام و عہدہ) کس تاریخ میں موقع پر پہونچا۔
۶	تاریخ جس روز کارروائی ختم ہوئی
۷	نام گواہان جنہوں نے نعش کی شناخت کی (معہ ولدیت و عمر و پیشہ و سکونت)
۸	نام ورثاء متوفی (بصراحت ولدیت و سکونت و عمر و پیشہ و رشتہ داری متوفی)
۹	تاریخ و وقت روانگی نعش بہ شفاخانہ (بصراحت نام شفاخانہ) نام ڈاکٹر و نتیجہ پوسٹ مارٹم
۱۰	تاریخ سپردگی نعش بہ ورثاء
۱۱	تاریخ جس روز کاغذات تفتیش بناظم عدالت فوجداری ضلع متعلقہ پر ارسال ہوئے
۱۲	تاریخ اجراء نوٹس
۱۳	اگر نوٹس پر ورثاء حاضر ہوئے ہوں تو موت کے متعلق ان کا عذر بیان
۱۴	نشان و تاریخ و سنہ مثل مرتبہ عدالت حصہ ضلع
۱۵	حکم عدالت

خانہ از نمبر (۱) تا نمبر (۱۰) کی خانہ پری پولس کی جانب سے اور خانہ نمبر (۱۱) کی خانہ پری ناظم عدالت میں کی جائے گی۔

فرد گشتی عدالت العالیہ نشان فوجداری (۱۸) مورخہ ۲۳ بہمن سنہ ۱۳۲۵ف ہدایت ہوئی ہے کہ حسب تنقیح مجلس عالیہ عدالت کو معلوم ہوا ہے کہ عدالتہائے ماتحت میں مقدمات واردات اتفاقی کی کثرت ہے اس زیادتی کا سبب بجز اس کے کہ پولس مقامی اصل واقعہ کو تفتیش کی دقتوں سے بچنے کیلئے واردات اتفاقی میں شریک کر کے پیش کر دیتی ہے اور کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ عدالتوں سے بھی سرسری دریافت کے بعد کارروائیات ختم کر دیجاتی ہیں حالانکہ رپورٹ پولس تختہ واردات اتفاقی پنچنامہ۔ اور ورثاء متوفی کے بیانات۔ و تختہ پوسٹ مارٹم۔ کے جمیع امور مندرجہ پر غور کرنے کے بعد بحصول اطمینان مقدمہ نمبر سے خارج کرنا چاہیئے۔ لہذا بالغرض احتیاط عدالتہائے ماتحت کو حکم دیا جاتا ہے کہ حسب نمونہ منسلکہ ایسی رپورٹوں پر مسل کرے اور بعد اطمینان کامل کارروائی ختم کی جایا کرے۔

فرد تنقیح امثلہ واردات اتفاقیہ

محکومہ گشتی مجلس عالیہ عدالت نشان فوجداری مورخہ ۲ بہمن سنہ ۱۳۲۵ ف

(۱) آیا واقعہ کے کسقدر ایام کے بعد پولس نے رپورٹ کی۔

(۲) آیا نقل پنچنامہ مرسلہ پولس میں دستخط کنندگان کے نام بصراحت ولدیت وسکونت درج ہیں۔

(۳) اگر نعش کا پوسٹ مارٹم ہوا ہے تو ڈاکٹر نے تختہ پوسٹ مارٹم میں کیا کوئی ایسا امر لکھا ہے جس سے واقعہ مشتبہ پایا جائے۔

(۴) وجوہ موت پولس نے کیا تحریر کئے ہیں۔

(۵) ابتداءً نعش کس مقام پر کس حالت میں پائی گئی اور اوسکو کن لوگوں نے ابتداءً دیکھا۔

(۶) آیا پنچ اوسی مقام واردات کے رہنے والے ہیں یا کسی دوسرے مقام کے۔

(۷) وقت اور تاریخ واقعہ سے کسقدر ایام یا گھنٹوں کے بعد نعش بغرض پوسٹ مارٹم روانہ کیگئی۔

(۸) تختہ پوسٹ مارٹم اور پنچنامہ اور تختہ واردات اتفاقی کو بغور معائنہ کر کے لکھو کہ ان کاغذات کی تحریرات کسی مقام پر باہم متضاد تو نہیں ہیں۔

(۹) بعد غور مجموعی نتیجہ روئداد مثل کیا اور وجہ مرگ کی نسبت حاکم عدالت کی رائے کیا ہے۔

ذریعہ گشتی عدالت العالیہ نشان فوجداری (۱۳) مورخہ ۲۷ آبان سنہ ۱۳۲۹ ف یہ حکم دیا گیا ہے کہ آئندہ سے سوائے اون واردتہائے اتفاقی کے جن میں کوئی شبہ پایا جائے بقیہ میں بوصول رپورٹ پولس حسب ضابطہ کارروائی ختم کر کے پولس متعلقہ کو اطلاع کردی جایا کرے۔ اور وجہ موت کے متعلق کافی شبہ ہونیکی صورت میں فریقین کو طلب کر کے بالضابطہ کارروائی کیجائے۔ اگر طلب شدہ اشخاص (بشمول ورثاء متوفی) حاضر نہ ہوں تو اون کی طلبی بذریعہ وارنٹ عمل میں آسکتی ہے۔

(ب) مقدمات عدم سراغ وغیرہ

ذریعہ گشتی عدالت العالیہ نشان فوجداری (۲۱) مورخہ ۱۶ مہر سنہ ۱۳۲۷ ف حکم دیا گیا ہے کہ عام طور پر جملہ مقدمات

میں بعد وصول رپورٹ کوتوالی فریقین و شہود کو لازماً طلب نہ کیا کریں الا اوس صورت میں جبکہ پولیس کی پیش کردہ رپورٹ پر شبہ کی معقول وجہ ہو تو اون وجوہ کو لکھکر اطمینان حاصل کرنے کیلئے فریقین کو طلب کیا کریں

(ج) اموات لاوارث و جائداد لاوارث

اموات لاوارث کی تجہیز و تکفین منجانب سرکار ذریعہ پولیس ہوگی اور جائداد لاوارث کی مالک سرکار ہونیکے لحاظ سے منجانب پولیس ایسا مال عدالت فوجداری میں معہ فہرست پیش ہونے پر قانون جائداد لاوارث ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۱) بابتہ ۱۳۴۲ف کے دفعہ (۲) کے بموجب جائداد لاوارث سے مراد اور اوس میں داخل ایسی جائداد منقولہ و غیر منقولہ ہے۔ جو از قسم عطیات سلطانی نہ ہو اور جسکے متعلق آخری مالک جائداد کے حقوق ساقط ہونے کے بعد کسی شخص کو اسکا حق نہ پہونچتا ہو اور ایسی جائداد جسکا کوئی دعویدار نہ ہو یا جسکا کوئی ایسا دعویدار ہو جسے بادی النظر میں اسکے متعلق کوئی حق نہ پہونچتا ہو اس قسم کی جب جائداد لاوارث الیکہزار روپیہ مالیت تک ہو تو اندرون و بیرون بلدہ میں ناظم سوم و چہارم فوجداری بلدہ اور اضلاع اور علاقہ پائیگاہ و صرف خاص و جاگیرات میں اوس مقام کا منصف جہاں جائداد واقع ہو اور جب جائداد لاوارث الیکہزار روپیہ مالیت سے زیادہ ہو تو اندرون و بیرون بلدہ میں ناظم اول و ناظم دوم فوجداری بلدہ اور اضلاع میں ناظم فوجداری ضلع یا نائب ناظم ضلع اور جاگیرات میں وہ عہدہ دار جسے نظامت ضلع کے اختیارات عطا کئے گئے ہوں۔

اوس عدالت سے حسب دفعہ (۹) قانون مذکور حضوری دعویداران کیلئے اشتہار مدتی شش ماہ جاری کیا جائیگا اور معہ فہرست جریدہ اعلامیہ یا کسی اخبار مقامی میں شایع کیا جائیگا۔ اگر اندرون مدت اشتہار کسیکی عذرداری پیش ہو تو بمقابلہ پیروکار پولیس اوسکی باضابطہ تحقیقات کیجائیگی۔ عذردار کیجانب سے اوسکی تردید لیجا کر بعد سماعت بحث فیصلہ کیا جائیگا

گشتی عدالت العالیہ نشان فوجداری (۱) مورخہ ۲۱ آذر ۱۳۲۲ف کا مضمون ہے جبکہ عدالت فوجداری بلدہ نے تحریک کی کہ متوفیان لاوارث کی تجہیز و تکفین اکثر سرکاری مصارف سے کیجاتی ہے اور متوفی کا مال بوجہ لاوارث ہونے کے بعد امانت جمع رہتا ہے اور اکثر عذرداریاں پیش ہو کر عذرداروں کو مال دیا جاتا ہے اسلئے شخص فوت شدہ کے مصارف تجہیز و تکفین جو منجانب سرکار بذریعہ کوتوالی کرائے جاتے ہیں وہ بروقت ثبوت

عذرداری و حوالگی اثاثہ عذرداری سے تعلیق ہو جاتا ہے لہذا اجلاس فل تقاضی عدالت العالیہ منظوری حکمہ سرکار نمبر تحریر مراسلہ نشان (۱۰۱ ۲ ع) مورخہ ۸ آبان سنہ ف حکم دیا جاتا ہے کہ آخر بات یہ ہر تحقیقی جو دعویان لاوارث بہ منظوری عذرداری قبل حوالگی اثاثہ متوفی بروقت حوالگی اثاثہ عذرداری وصول کی گئی تھی یا کریں حسب قاعدہ تحصیل کیجائے۔

بصورت نامنظوری عذرداری حسب دفعہ (۱۳) قانون مذکور وہ جائداد لاوارث قرار دیجا کر حسب طریقہ ضابطہ دیوانی اجرائی اشتہار نیلامی نیلام کیجائیگی مگر شرط یہ ہے کہ جائداد لاوارث غیر منقولہ ہو تو وہ کارروائی ناظم عدالت مع اپنے رائے کے معتمد سکریٹری میں روانہ کریگا۔ اور بعد منظوری نواب مدار المہام بہادر عدالت حسب طریقہ مذکورہ جائداد نیلام کی جا کر زرثمن بحق سرکار جمع کیجائیگی۔ اور جب جائداد اراضی کاشت ہو تو اوسکا حق مقابضت عہدہ داران مال کی توسط سے نیلام کیا جائیگا اور زرثمن بمد امانت صیغہ عدالت جمع کیا جائیگا۔

بروے دفعہ (۱۴) قانون مذکور نامنظوری عذرداری کا مرافعہ معتمد سکریٹری میں ہوگا وہاں سے بھی ناکامی کی صورت میں شخص بمقابلہ سرکار عالی اندرون مدت ششماہ عدالت دیوانی میں رجوع اور تا تصفیہ عدالت دیوانی کارروائی عدالت فوجداری ملتوی اور تصفیہ عدالت دیوانی کے بموجب عمل ہوگا۔

مزید توضیح کیلیے ملاحظہ ہو مجموعہ ہذا کا حصہ دوم فصل چہارم قانون نشان (۱) باب دوازدہم دفعہ (۳۲۵) ضمن (۱۵)

(د) جانوران چکاری

اس قسم کے مقدمات کی سماعت ہر درجہ کا مجسٹریٹ کر سکتا ہے سررشتہ داران منصفی کو بھی تحقیقات کا اختیار حاصل ہے

ذریعہ گشتی عدالت العالیہ نشان فوجداری (۴)، مورخہ ۹ آبان سنہ ۱۳۰۹ف حکم دیا گیا ہے کہ

عام مسئلہ یہ ہے کہ جب مال منقولہ تحویل عدالت میں ہو اور اسکی رکھنے سے مال خراب ہوتا ہو۔ یا اوسکی حفاظت کی مصارف بلحاظ قیمت مال مذکور زائد ہوتی ہوں وہ بلا توقف عمدہ ترین ذریعہ سے نیلام کر دیا جاے مجسٹریٹ ضلع اس اصولی مسئلہ پر ہمیشہ لحاظ رکھیں اور حکام ماتحت کو متنبہ کریں۔ مویشی آوارہ و لاوارث اور مقروقہ سے یہ مسئلہ یکساں ہے۔

مجسٹریٹ ضلع کا یہ فرض ہے کہ سالانہ نرخ مصارف حفاظت مویشی کا مقرر کر کے بذریعہ جریدہ سرکاری شایع کیا کریں

اور مجسٹریٹ انجمن سے پاس ماہ سال اون گشتی اس نرخ کی بلحاظ فصل اور مقامی حالت کے روانہ کیا کریں

(د) جانوران لاوارث — تاریخ ۱۲۸۶ ہجری

بذریعہ گشتی عدالت العالیہ نشان فوجداری (۲) مورخہ ۱۱ فروردی ۱۳۲۴ ف اگر کوئی جانور لاوارث ملے تو (۷) یوم تک کوتوال شہر یا زیر نگرانی پولیس پٹیل رکھا جائیگا اس مدت میں اگر مالک پیدا ہو جائے تو بعد اطمینان پولیس پٹیل باخذ بند سرانہ و زر خوراک صرف شدہ وہ جانور اوسکے حوالہ کر دیگا بصورت مالک پیدا نہ ہونیکے عدالت میں رپورٹ کرکے تاریخ نیلام پر وہ جانور حاضر عدالت کریگا بربنا در رپورٹ پولیس پٹیل عدالت سے اشتہار نیلامی مدتی سات یوم جاری کیا جائیگا۔ اگر وقت نیلام تک اوسکا وارث ثبوت پیش کرے تو باخذ بند سرانہ و زر خوراک صرف شدہ وہ جانور اوسکے حوالہ کر دیا جائیگا۔ ورنہ وہ جانور نیلام اور رقم تحت سرکار جمع کر دیجائیگی۔ جسکے بعد وارث حاضر ہو کر اپنا جانور ہونیکا ثبوت پیش کرے تو بعد وضع بند سرانہ و زر خوراک صرف شدہ۔ باقیہ زر نیلام حسب گشتی عدالت العالیہ نشان (نہم) مورخہ ۲ اسفندار ۱۳۱۵ ف تا (۱) اندرون مدت ایک سال منظوری ناظم عدالت ضلع اوس کو واپس ہو سکتا ہے۔

(ھ) اطفال لاوارث

ذریعہ گشتی عدالت العالیہ نشان فوجداری (۲۸) مورخہ ۲۸ فروردی ۱۳۱۱ ف ہدایت ہوئی کہ شرعاً و قانوناً تمامہ اطفال کا حق حضانت ولی جائز کو حاصل ہوتا ہے جب ولی جائز دستیاب ہو تو سلطان وقت ولی ہوتا ہے بلحاظ اسکے جب کوئی طفل ولی جائز کی حضانت میں نہ ہو اور حاکم عدالت کو اوسکی لاوالی ہونیکی اطلاع ہو تو لازم ہے کہ طفل مذکور حضانت میں ناظر عدالت فوجداری کے رکھا جائے تا وقتیکہ عدالت حکم مناسب صادر نکرے (بہ اجرائی اشتہار اسکی تشہیر ترتیب ہے حسب قوانین متعلقہ نابالغ جب ولی جائز دستیاب ہو تو (باخذ ثبوت) نابالغ کو سپرد اوس ولی کے کرنا چاہیئے۔ اگر نابالغ کا کوئی جائز ولی دستیاب ہو تو حاکم عدالت کو چاہیئے کہ نابالغ مذکور کو دار الیتامی میں روانہ کرے۔ ذریعہ گشتی عدالت العالیہ نشان فوجداری (۱۲) مورخہ ۸ اسفندار ۱۳۲۸ ف ہدایت ہوئی کہ آئندہ اطفال لاوارث کا رجسٹر نمبر (۶۵) عدالتہائے فوجداری میں رکھا جائے اور جب کوئی لاوارث لڑکا یا لڑکی عدالت میں آئے تو اسکا اندراج اوس رجسٹر میں ہوا در خانہ (۱۱) کا اندراج جہاں تک ممکن ہو صحیح کیا جایا کرے۔

(۹) زوجہ اور اطفال وغیرہ کی پرورش

بروے دفعہ (۱۱۴) ضابطۂ فوجداری ۔ اگر کوئی شخص جو کافی استطاعت رکھتا ہوا اپنی زوجہ کی یا ایسے بچہ یا والدین کی جو خود اپنی پرورش نہ کرسکتے ہوں پرورش سے غفلت یا انکار کرے تو ناظم عدالت نظامت ضلع یا صدر ضلع یا ناظم فوجداری درجہ اول ایسی غفلت یا انکار کے ثبوت پر اوس شخص کو حکم دے سکیگا کہ وہ اپنی زوجہ یا بچہ یا والدین کی پرورش کیلئے ماہانہ اوسقدر رقم جو ناظم مذکور مناسب خیال کرے اور جو پچاس روپیہ فی ماہ سے زائد نہ ہو مقرر کرے ۔ اور ایسے شخص کو دے جسکو دینے کی ناظم ہدایت کرے ۔

(نوٹ) اس قسم کی کارروائی مثل کارروائی دیوانی کے ہوگی ۔

(ز) ملازم سرکاری کے منسوبہ الزامات کی تحقیقات و تعمیل سمن ÷ ÷

گشتی عدالت العالیہ نشان فوجداری (۱۵) مورخہ ۲۹ آبان ۱۳۳۰ف کا مضمون یہ ہے کہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جب کسی الزام کی تحقیقات میں ملازمین سرکاری کی طلبی عدالتوں سے کیجاتی ہے تو عہدہ داران متعلقہ عموماً سمن کی تعمیل نہیں کرتے اور دفعہ (۲۰۱) ضابطۂ فوجداری کی غلط تعبیر میں مختلف قسم کے عذرات پیش کرتے رہتے ہیں ۔ جسکی وجہ سے اس قسم کے مقدمات کے تصفیہ میں دشواری کے علاوہ بیجا طوالت ہوتی ہے ۔ نظر برآں اس مسئلہ کو واضح کرکے عام ہدایت کا اجرا مناسب معلوم ہوتا ہے حسب قاعدہ و نیز بلحاظ منظوری سرکار عالی اس امر کا طے کرنا کہ (جرم کا ارتکاب بحیثیت ملازم سرکاری کیا گیا ہے یا بلا تعلق ملازمت) ملازم سرکاری کے افسر بالادست کا اختیاری نہیں بلکہ عدالت کا اختیاری ہے ۔ اسلئے جب کسی الزام کی تحقیقات کے لیے کسی ملازم سرکاری کے نام عدالت سے سمن جاری ہو تو افسران سررشتہ پر اسکی تعمیل کرادینی لازم اور مزاحمت نامناسب ہے ۔ البتہ ملزم کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ حاضر عدالت ہوکر اپنے عذرات پیش کرے ۔ عدالت سے ایسے عذرات کا تصفیہ حسب قاعدہ کیا جائیگا ۔ عدالتوں کو چاہئے کہ دریافت عدالتی میں جب یہ معلوم ہو کہ کسی سرکاری ملازم پر بلازمت سرکاری کی حیثیت سے کسی جرم کے ارتکاب کا الزام لگایا گیا ہے تو اسصورت میں ہدایت مندرجہ (۲۰۱) ضابطۂ فوجداری سرکار عالی کی پوری پابندی ملحوظ رکھیں ۔

نوٹ۔ حضوری عدالت سے جن اشخاص کا استثناء جن احکام کی بنا سے قائم کیا گیا ہے وہ احکام مشترک بہ دیوانی و فوجداری ہونے کے لحاظ سے ضابطہ دیوانی میں اُسکا اظہار کیا جا چکا ہے اور یہاں مکرر اسکا اظہار غیر ضروری سمجھا گیا۔ ملاحظہ ہو مجموعہ ہذا کا حصہ دوم فصل چہارم قانون نشان (۳) باب بست و دوم ضابطہ دیوانی دفعہ (۳۱۴) بہ ضمن شہادت حکام۔

(ح) اختیارات شاہی

بروے دفعہ (۲۳۱) ضابطہ فوجداری ان تمام احکامات مذکورۃ الصدر کا کوئی اثر بندگان اعلیحضرت مدظلہ العالی کے اون اختیارات شاہی پر نہ پڑیگا جو التوائے تعمیل یا منسوخی یا تبدیل یا تخفیف یا معافی سزا وغیرہ سے متعلق ہوں (یا وضع قوانین و ضوابط سے واسطہ رکھتے ہوں)

(ط) مسائل اصولی۔

(۱) مقدمات دیوانی میں بجانب مدعی اور مقدمات فوجداری میں بجانب ملزم تائید کیجائے گی اور ہر شبہ کا فائدہ ملزم کو دیا جائے گا۔

(۲) عدالت اور پولس کے وجود کی اصل غرض واحد قیام امن و انسداد جرائم ہے۔ مگر فروعات میں یہ اختلاف ہے کہ

الف۔ پولس کی نظر میں ہر شخص گنہگار سمجھا جائیگا جب تک اوس کی صفائی نہ ہو جائے۔ برخلاف اسکے

ب۔ عدالت کی نظر میں ہر شخص بیگناہ ہے جبتک اوسکے خلاف کوئی امر ثابت نہ ہو۔

(۳) ایک بیگناہ سزا پانے کے بجائے سو گنہگار چھوٹ جانا بہتر ہے۔ کیونکہ سزا دوسروں کی عبرت کے لئے ہے نہ کہ تلافی کے لئے۔

فصل ششم

قانون بین الاقوام

قانون نشان (۷)

تمہید اس فصل ششم میں حصہ دوم کی ابتدائی تمہید کے بموجب قانون بین الاقوام متعلقہ رعایا و قانون بین الاقوام متعلقہ ریاست کا بیان حسب ذیل کیا جاتا ہے۔

باب بست ونہم

مراتب ابتدائی

نام و نفاذ **دفعہ ۳۴۵** اس قانون کا نام انٹرنیشنل لا۔ یعنے قانون بین الاقوام ہے۔ جسکو قانون مسلمہ عام بھی اسوجہ سے کہتے ہیں کہ اس قانون کو ریاستہائے مختلفہ نے تسلیم کیا ہے۔ اور اپنے باہمی روابط و مراسم میں حتی الامکان اس کے پابند ہیں

توضیحی (الف) یہ کوئی قانون صریح نہیں ہے **آسٹن** نے اسکو قانون اخلاقی قرار دیا ہے۔ اسلئے پروفیسر ہالینڈ[۱] کا قول ہے کہ قانون بین الاقوام کو علم اصول قانون کے اُفق سے تعبیر کرسکتے ہیں

---

[۱] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۳۴۳ و ۳۴۴)

جہاں پہونچکر اسکی حدنگاہ سے غائب ہونے لگتی ہے۔ کیونکہ امور مابہ النزاع کے انفصال کیلئے آئیں کوئی ثالث یا حکم بجز عام رائے اور ماسوا خود متخاصمین کے کوئی نہیں ہوتا۔ اور جتنا جتنا یہ ریاستوں کی حیثیت اجتماعی کے ارتقائی بدولت اصلی اور صحیح قانون میں ضم ہوتا جاتا ہے اُتنا اُتنا اپنی ماہیت سے الگ ہو کر ایک حکومت متحدہ جمہوریہ کے قانون عام کی شکل اختیار کرجاتا ہے۔

اگرچہ اس لحاظ سے کہ قانون بین الاقوام کو ریاستوں کے باہمی تعلقات سے بحث ہے اسلئے اسکو (پبلک لا) قانون عام کی ایک شاخ کہا جاتا ہے لیکن دراصل اسے (میونسپل لا) کی شاخ عام کے مقابلہ میں شاخ مختص بالاشخاص سے زیادہ مشابہت ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ قانون میں تو حق کے اجزائے شخصی ہمیشہ غیر مشابہ ہوتے ہیں لیکن قانون مختص بالاشخاص کیطرح قانون بین الاقوام میں اجزائے مذکور ہمیشہ ایک دوسرے کے مشابہ و مماثل ہوتے ہیں۔ جسطرح قانون مختص بالاشخاص میں فریقین مقدمہ دو اشخاص ہوتے ہیں اسیطرح قانون بین الاقوام میں بھی فریقین دو ریاستیں یا دو اقوام ہوتی ہیں۔ اس لحاظ سے علم قانون بین الاقوام کے مباحث کی جماعت وار ترتیب بہ نظر سہولت اون اصول تقسیم کے مطابق کی جاسکتی ہے جو قانون مختص بالاشخاص کے تجزیہ کے وقت ابتداءً متحقق ہوئے تھے۔ چنانچہ اقوام کا ایک قانون اصلی ہوتا ہے اور ایک ضمانی۔ جن اشخاص پر یہ قانون محتوی ہوتا ہے وہ معتدل بھی ہوسکتے ہیں اور غیر معتدل بھی اور ان اشخاص کے حقوق۔ حقوق متقدم یا حقوق جارہ جوئی۔ اور حقوق بالتعمیم یا حقوق بالتخصیص ہوسکتے ہیں۔

ب۔ اس قانون سے واقف ہونے اور اپنی یاد تازہ کرنے کیلئے ملاحظہ ہوں مجموعہ ہذا کے دفعات ذیل

(۱) دفعہ ۳۶ قانون کی ابتدائی تقسیم باب چہارم فصل دوم حصہ اول مجموعہ ہذا۔

(۲) دفعہ ۳۸ تعریف قانون بین الاقوام " "

(۳) دفعہ ۳۹ فرق مابین قانون مختص بالاشخاص و قانون عام و قانون بین الاقوام " "

(۴) دفعہ جہت ششم باب اول فصل اول حصہ اول مجموعہ ہذا۔

قانون بین الاقوام کے اقسام قول سر ٹرنگین[1] **دفعہ ۳۴۶** قانون بین الاقوام دو حصص ذیل پر منقسم ہے

حصہ اول۔ قانون بین الاقوام متعلقہ رعایا (ملاحظہ ہو اس قانون کا باب سیم-)

حصہ دوم قانون بین الاقوام متعلقہ ریاست (ملاحظہ ہو اس قانون کا باب چہارم)

باب سیم

قانون بین الاقوام متعلقہ رعایا

غرض و وسعت[2] **دفعہ ۳۴۷**

بوجہ اس وسیع اختلاط کے جو زمانہ حال میں مختلف ممالک کے باشندوں کے درمیان جاری ہے اور جس کا کچھ حصہ ترقی تجارت اور کچھ حصہ سفر کی روز افزوں سہولتوں کا نتیجہ ہے عدالتوں کو اکثر ان امور کا فیصلہ کرنا پڑتا ہے۔ جو مختلف ممالک کے اشخاص کے مابین پیدا اور ایسے معاملات معاہدہ پر مبنی ہوتے ہیں جو ایک مقام پر کئے جاتے ہیں لیکن جن کی تعمیل دوسرے مقام پر مقصود ہوتی ہے ایسی صورتوں میں نہ صرف یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کن عدالتوں کو اختیار سماعت ہے۔ بلکہ یہ بحث بھی چھڑ جاتی ہے کہ کس ملک کا قانون اس خاص مقدمہ سے متعلق کیا جائے۔ قانون بین الاقوام جو رعایا پر واجب التعمیل ہے مختلف ریاستوں کی قوانین کو عام رعایا کے تعلقات باہمی سے متعلق کرتا ہے۔ اس قانون کا یہ مقصود ہے کہ ان اصول کا اظہار کرے۔ جن کے ذریعہ سے اس قسم کے سوالات حل ہو سکیں۔

حالات زمانہ قدیم میں[3] **دفعہ ۳۴۸** منزل اول۔ زمانہ قدیم میں قانون کے اس صفت کے

---

[1] ملاحظہ ہو کتاب علم اصول قانون مولفہ سر ولیم رٹنگین مترجمہ مانک شاہ ملی شاہ صاحب باب (۱۱) قانون بین الاقوام متعلقہ رعایا و باب (۱۳) قانون بین الاقوام متعلقہ ریاست۔ [2] ترجمہ اصول قانون سر رٹنگین صفحہ (۵۹۳)
[3] " " " صفحہ (۵۹۴)

آثار بہت کم پائے جاتے ہیں اور اسکی وجہ صرف یہی ہے کہ رعایا ممالک غیر کے حقوق لائے جانے سے عموماً انکار کیا جاتا تھا۔ اور یہ فرض کیا جاتا تھا کہ رعایا روما مثل رعایائے انگلستان کے اپنے ہی ملک کا قانون ہر جگہ اپنے ہمراہ لیجاتی ہے۔ روما کے قدیم قانون کے بموجب رعایائے ملک غیر احاطۂ قانون سے خارج اور محض آوارہ گرد اور ناکارہ سمجھی جاتی تھی۔ چنانچہ روما کا قانون دیوانی کسی ایسے شخص سے متعلق نہیں کیا جا سکتا تھا جو رعایا روما سے نہو۔

منزل دوم۔ گو تجارت کی ترقی کیساتھ ایک ایسا قانون اقوام جو جملہ اقوام میں یکساں مروج اور باہم غیر ملکیوں کے یا مابین غیر ملکیوں اور ملکیوں کے واجب التعمیل تھا پریٹروں کی منصفانہ حکومت کی بدولت بتدریج ترقی پا گیا۔ مگر قانون ملک غیر اور قانون روما میں تخالف یا تناقض کا ہونا طبعاً ناممکن تھا اسکے بعد کے زمانہ میں۔

منزل سوم۔ جبکہ روما کے رعایا کے حقوق سلطنت کے ہر آزاد باشندہ کو دیئے گئے تو اصول مروجہ توافق قوانین تھا نہ کہ تناقض۔ اور اسی وجہ سے تصنیفات جسٹنین میں قوانین مختص المقام کے اطلاق کے بارہ میں کوئی قواعد مندرج نہیں ہیں بلکہ صرف محاورات مختص المقام کی خصوصیتوں کو مطابق لوگوں کی مرضی کے اظہارات کی تعبیر کیلئے قواعد مقرر کر گئے ہیں۔

دفعہ ۳۴۹ | قانون کے اقسام بروئے آخری قانون روما[1] | ایک نامور جرمن مصنف وان بار جسکی مشہور کتاب متعلقہ قانون بین الاقوام کی رو سے تقنین روما کی سب سے آخری ترتیب میں قانون بین الاقوام متعلقہ رعایا کے حسب ذیل تین قواعد قرار پائے ہیں۔

(۱) **قواعد بلحاظ جسم متعلقہ اشخاص**۔ یعنے وہ قاعدہ قانون جسکا نفاذ واضع قانون کی حدود ذاتی کے باہر بھی ہو سکتا ہے اور یہ قانون متعلق کرنے کیلئے صرف سکونت مستقل دیکھی جاتی ہے۔

---

[1] ترجمہ اصول قانون سر ہنگن صفحہ (۵۹۷)

(۲) قواعد متعلقہ جائداد غیر منقولہ۔ یعنے وہ قاعدہ قانون جسکا اثر محض واضع قانون کی حدود ارضی تک محدود رہتا ہے۔ اور یہ قانون متعلق کرنے کیلئے مقام جائداد پر لحاظ کیا جاتا ہے۔

(۳) قواعد مرکب۔ یعنے وہ قاعدہ قانون جو محض افعال یا افعال و اشخاص دونوں سے متعلق ہو اس میں مقام وقوع فعل پر لحاظ کیا جاتا ہے۔ اشیاء منقولہ جو ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل ہو سکتی ہیں اونکو مالک کے جسم سے متعلق کیا جانے لگا کیونکہ وہ شخص کیساتھ رہتی ہیں۔

اختیار سماعت عدالت

دفعہ ۳۵۰ عدالتوں کو پہلے اپنے ہی قانون کی پابندی لازمی ہے۔ قول سر فلمنگٹن۔ اوس کا اصل حکومت اعلیٰ کے تصور سے جو ہر ریاست خود مختار کو ملنی چاہئے۔ نتیجہ نکلتا ہے کہ واضع قانون کو اختیار ہے کہ اگر وہ مناسب سمجھے تو کسی قانون ملک غیر کے تسلیم کئے جانے کی قطعاً ممانعت کرے۔ اس صورت میں عدالتیں جو کہ واضعان قانون کے اعضا ہیں صرف اون قانون کے بموجب عمل کر سکتی ہیں۔ جو دراصل اونکا ذاتی قانون ہو۔ ایک ریاست دوسری ریاست کے قانون کو جو تسلیم کرتی ہے۔ وہ محض ملاطفت اقوام کے دوستانہ لحاظ سے اور بنظر حسن اخلاق کے ہے۔ اوسکو اختیار ہے کہ بہ تبعیت اون قیود اور قواعد کے جنکو مقرر کرنا وہ پسند کرے اور ایسا برتاؤ کرے پس عدالت انصاف کو لازم ہے کہ پہلے اپنی ہی ریاست کے قانون پر نظر ڈالے اور صرف اوس وقت جبکہ قانون مذکور امر زیر بحث کے بارہ میں ساکت ہو وہ مجاز ہے۔ اوس قانون اقوام کے اصول میں جو بطور باہمی رعایا واجب التعمیل ہے قاعدہ ضروری کی تلاش کرے لیکن یہ عام قید ملحوظ رہے کہ کوئی جج کسی ایسے قانون ملک غیر کے تسلیم کرنیکا مجاز نہیں ہے جو خود اوسکی ریاست کے قانون کے اصل اصول کی رو سے خلاف تہذیب یا خلاف مصلحت عامہ خلائق ہو۔ **مثلاً** ایک غلام کے واپس پانے کے بابتہ انگلستان میں نالش نہیں ہو سکتی کیونکہ اوس ملک کے قانون کی رو سے بغور اس کے

کہ ایک غلام سرزمین انگلستان میں اپنا قدم رکھے وہ آزاد ہو جاتا ہے۔ اسیطرح نالش واسطے دلائے جانے مہر کے جو بوجہ نقض معاہدہ نکاح کے ہوا ایسے ملک کی عدالتوں میں نہیں ہوسکتی جبکے قانون کی رو سے ایسی نالشات ممنوع السماعت ہوں۔

توضیح۔ اسی اصول کی بنا پر ہماری ہائیکورٹ سرکارعالی سے بار بار یہ طے فرمایا گیا ہے کہ برٹش گورنمنٹ کا قانون اس ملک کا قانون نہیں ہے اسلئے اوسپر بطور قانون عمل نہیں ہو سکتا [۱]

دفعہ ۳۵۱ قوانین مفصلات یا مختص المقام۔ قول سرٹننگن [۲] انھیں اصول مندرجہ دفعہ (۳۵۰) کی پابندی ایک ہی ریاست کے قوانین مفصلات یا مختص المقام کے اطلاق میں ضرور ہے۔ جہاں تک ان قوانین کو اوس ریاست نے صریحاً تسلیم کیا ہو یا وہ اوس ریاست کے عام قانون کے اصل اصول کے خلاف نہ ہوں وہ اس قابل ہیں کہ اوس ریاست کی تمام عدالتیں اونکو تسلیم کریں۔ چنانچہ ہندوستان میں واضعان قانون نے معاملات متعلقہ وراثت و تبنیت و ازدواج و طلاق و ہبہ و تجہیز و تکفین و خیرات اور معاملات متعلقہ رواج مذہبی یا قانون مذہبی میں **شرع محمدی** اور **شاستر ہنود** کو تسلیم کیا ہے۔ برٹش انڈیا کی تمام عدالتوں پر واجب ہے کہ ان خاص قوانین کی تعمیل اون حدود کے اندر جنکو واضعان قانون نے مقرر کیا ہو کریں۔ علی ہذا عدالتہاے سرکار عالی کو بھی اسی اصول کی پابندی لازم ہے۔

دفعہ ۳۵۲ نالش کرنے کے مقامات۔ قول سرٹننگن [۳] زمانہ حال میں یہ امر کہ کس ریاست کا خاص قانون متعلق کیا جائے۔ اس امر پر منحصر ہوتا ہے کہ اوس تعلق قانونی کا تصفیہ جو متنازعہ فیہ ہو عموماً کس مقام کے قانون کے موجب ہو سکتا ہے۔ **مثلاً**

(۱) معاملات متعلقہ شان اور قانون خاندان کا تصفیہ مقام سکونت مستقل کا جج۔ اور

---

[۱] مقدمہ دکن جلد اول صفحہ (۱۳۰ و ۱۵۰) و مقدمہ دکن جلد سوم صفحہ (۱۳۴)

[۲] ترجمہ اصول قانون سرٹننگن صفحہ (۶۰۰) فقرہ (۲۷۴) [۳] ترجمہ اصول قانون سرٹننگن صفحہ (۶۰۲)

(۲) معاملات متعلقہ اشیاء	کا تصفیہ اوس مقام کا جج کریگا جہاں اشیاء مذکور واقع ہوں۔
(۳) مقدمات متعلقہ وراثت	کا فیصلہ جزا ایک جج کے ذمہ اور جزا دوسرے جج کے ذمہ ہوگا۔
(۴) مقدمات بر بنا معاہدات	کا فیصلہ جزاً مقام سکونت مستقل کی عدالت سے اور جزاً مقام معاہدہ یا فعل ناجائز کی عدالت سے متعلق ہیں۔ لیکن

استثنای انتقال مقدمات	ان متذکرہ صدر کے عام اصول میں اوس صورت میں تبدیلی واقع

ہوتی ہے۔ جبکہ مدعی علیہ دوسری عدالت کی حکومت کے تابع ہونے پر رضامند ہوجائے یا مدعی کسی خاص حکومت عدالت کو ترک کرے۔ لیکن اس اختیار تمیزی سے اون تمام تعلقات قانونی کو خارج کرنا چاہیے جنکے نسبت فریقین کو اختیار کامل نہیں ہے۔

مثلاً حسب متذکرہ صدر ضمن (۱) معاملات متعلقہ جواز یا انفساخ ازدواج میں صرف وہی عدالت مجاز سماعت ہے جسکی حدود اراضی کے اندر فریقین جن کے درمیان تعلق مذکور موجود ہو حسب قانون سکونت مستقل رکھتے ہوں۔

مثال

الف۔ عدالت انگلستان عموماً درخواست طلاق کو منظور نہ کریگی ماسوا اوس صورت کے کہ شوہر اوس ملک میں سکونت مستقل رکھتا ہو۔ یہ اس اصول پر مبنی ہے کہ فریقین شادی کے وقت اوس مقام کے قانون کو جہاں اونکی شادی ہوتا جہاں وہ بعد شادی کے رہنے کا ارادہ رکھتے ہوں اپنے معاہدہ کا ایک جزو قرار دیتے ہیں (زوجہ کی سکونت مستقل کا مقام وہی ہوگا جو شوہر کا ہو) اور صرف اون وجوہ کی بنا پر اور اون عدالتوں کے ذریعہ سے جنکو قانون مذکور تسلیم کرے اونکا طلاق ہوسکتا ہے لیکن زیادہ صحیح اصول جسکو عدالتہائے انگلستان ۱۸۵۸ء سے تسلیم کرتی ہیں یہ ہے کہ ازدواج ایک شان ہے جسکو قانون نے قائم کیا ہے اور مختلف ریاستوں کا قانون

مختلف ہوتا ہے۔ اور چونکہ ہر ریاست کے قوانین جو کچھ کہ اوس ریاست میں مستقل طور پر ہوں۔
اوس کے لیے وضع کئے گئے ہیں۔ اور اس سے متعلق ہیں اسلئے کسی فریق کا طلاق صرف اوس مقام
میں اور اوس مقام کے قانون کے بموجب ہوسکتا ہے۔ جہان وہ مستقل طور پر سکونت رکہتا ہو۔
اسلئے اگر اوس ملک کی عدالت جہاں زوجین جنکا ازدواج انگلستان میں ہوا ہو اور سکونت
مستقل رکہتے ہوں فیصلہ طلاق کا صادر کرے تو قانون کی موجودہ حالت میں ایسے فیصلہ سے
ازدواج مذکور فسخ ہوجائیگا۔ اور یہ فیصلہ انگلستان میں جائز قرار دیا جائیگا۔

حسب۔ اسی اصول کے مدنظر ہمارے علاقہ سرکار عالی میں ہائیکورٹ سے یہ طے فرمایا گیا
ہے کہ صاحبان انگریز جنکے مقدمات کی سماعت از رو سے عہدنامہ جات عدالت سرکار عالی میں ہو
اونکا تصفیہ قوانین برٹش گورنمنٹ کی رو سے ہوگا [۱] اور بہ اشتہار نواب مدار المہام بہادر
سرکار عالی مصدرہ ۲۵ ربیع الثانی ۱۲۹۴ھ میں یہ حکم ہے کہ عدالتہائے دیوانی سرکار عالی کو
یہ غیر معمولی اختیارات اسطرح عطا فرمائے گئے ہیں کہ صاحبین انگریز ولایت زاد اور اونکی
اولاد یا ہندی عیسائیوں میں جو ممالک محروسہ سرکار عالی میں کسی جگہ سکونت پذیر ہوں بابتہ حقوق
و دیون نکاح و تقسیم متروکہ یا جزو متروکہ بموجب وصیت جس حال میں کہ متوفی وصیت کر گیا ہو
یا واسطے سہم یا جزو سہم کے جبکہ وصیت نامہ نہ ہوا سکے سوائے تصدیق وصیت نامہ جات
صاحبان مذکور کے اور نسبت املاک اور دیون فرنگی اہل ولایت یا اونکی اولاد و یا دیسی عیسائیوں کے
جو ممالک محروسہ سرکار عالی میں مال و متاع چھوڑ کر فوت ہوے ہوں تولیت نامہ جات عطا
کرنے کے مجاز ہوں گے۔ اور یہ بھی اختیار ہوگا کہ اوصیاء اور محافظین نابالغان اور املاک نابالغان
کیلئے مقرر کرے اور حکم مناسب بغرض محافظت و انتظام ایسی جائداد کے جسکے مالک مفقود ہوں
اوس صورت میں کہ ایسے نابالغ یا مالک اہل املاک اہل ولایت یا اون کی اولاد یا عیسائی ہوں

[۱] ٹی سی ییس ۔ مثل بنام ... سی. گرین . تشریح القوانین جلد ۱ ۱۳۱۲ف صفحہ ۵۲ و آئین دکن جلد ۱۰ ۱۳۱۲ف صفحہ

اور وہ املاک ممالک محروسہ سرکار عالی میں واقع ہوں بپابندی اون قیود کے جو مقدمہ کسی حاکم عدالت علاقہ سرکار عالی کے روبرو پیش ہو۔ اور اوس میں صاحبان انگریز یا اون کی اولاد یا ہندی عیسائی بھی کوئی فریق ہو تو اگر کوئی فریق اپنا مقدمہ اوسی عدالت میں منتقل کرنا چاہے تو فریق مذکور مجاز ہے کہ اپنی درخواست اوس حاکم عدالت کے روبرو پیش کرے جسمیں تمام حالات مقدمہ معہ وجوہ انتقال درج کرے حاکم مذکور اوس درخواست کو اپنی رائے کیساتھ عدالت العالیہ میں بھیجدیگا اور وہ جو حکم مناسب ہوگا صادر کرے گی۔

دفعہ ۳۵۳ افعال ناجائز جنکو معاہدہ سے تعلق نہیں۔ قول سر ٹنگین[۱] وہ افعال ناجائز جنکو معاہدہ سے تعلق نہیں ہے اور مسئلہ اختیار سماعت پر جو امور موثر ہوتے ہیں وہ اون امور سے مختلف ہیں جو ایسے وجوبات سے متعلق ہیں جو معاہدہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور جو وجوبات معاہدہ سے پیدا ہوتے ہیں اون کے متعلق مقدم قاعدہ یہ ہے کہ اختیار سماعت کلیتاً حدود اراضی سے متعلق ہوتا ہے۔ اور تعمیل اوس شخص کے فیصلہ کی جس نے اپنے حدود اراضی کے باہر مقدمہ کی تحقیقات اور تجویز کی ہو بغیر اُٹھانے نقصان کے نہیں کی جاسکتی لیکن واقعی سکونت منتقل اختیار کرنا بمنزلہ اوس کے ہے کہ گویا اوس ملک کی عدالتوں کی بالارادہ متابعت کیگئی اور اوسکا اثر یہی ہوگا کہ گویا سکونت منتقل سابق کی عدالتوں کی متابعت ترک کردیگئی۔ اون وجوبات کی صورت میں جو فعل ناجائز سے بلاتعلق معاہدہ پیدا ہوتے ہیں شخص متضرر کو اوس اعانت سے کوئی بڑیا وہ قوی اعانت ملنی چاہیئے جو اون کو دوسرے وجوبات ملنی برضامندی آزادانہ میں ملتی ہے اور وہ اوسی اختیار سماعت پر قائم رہنے کا اور بھی مستحق ہے۔ جو ایکدفعہ مقرر کیا گیا ہو۔ یہ امر قابل لحاظ نہیں ہے کہ آیا وہ شخص جس نے فعل ناجائز کا ارتکاب کیا۔ اوس مقام پر رہتا ہے جہاں فعل مذکور سرزد ہوا یا وہاں کوئی جائداد رکھتا ہے۔ کیونکہ بہت سے مقدمات ایسے

[۱] ترجمہ اصول قانون سر ٹنگین صفحہ (۶۰۵)

ہوں اس سے صریحاً نتیجہ نکلتا ہے کہ ہر ریاست پر ریاست متصل کی حکومت کو جو اوسی بنیاد پر مبنی ہو تسلیم کرنا لازم ہے اسی وجہ سے اپنی حکومت کو اون افعال سے متعلق نہ کرنا چاہیئے جنکا ارتکاب دوسرے ملک میں ہوا ہو۔

توضیح - اس مسئلہ کے دو جزو ہیں۔

جزو اول | یہ کہ قانون فوجداری اوسی ملک تک محدود رہتا ہے جسکے لیئے وہ وضع کیا گیا ہے۔

جزو دوم | یہ کہ جو فعل دوسرے ملک میں کیا جاوے اوس پر قانون مذکور کا اثر نہیں پڑتا۔

جزو اول لـ کو انگلستان کے مقنین نے بھی بڑی پابندی کیسا تھ اختیار کیا ہے اور یورپ کی دوسری سلطنتیں بھی عام طور پر اسکو تسلیم کرتی ہیں بہرحال اس میں کوئی کلام نہیں ہے کہ جملہ اشخاص جو کسی ملک میں موجود ہوں اوس قانون فوجداری کے تابع ہیں۔ جو وہاں تسلیم کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اسی اصول کے مدنظر۔

سرکار عالی | میں بھی دفعہ (۲) مجموعہ تعزیرات سرکار عالی نمبر (۵) سنہ ۱۳۲۴ ف ہم مضمون دفعہ (۲) دہم، تعزیرات ہند میں حکم ہے کہ ہر شخص ہر فعل یا ترک فعل کے بابتہ جو مجموعہ مذکور کی رو سے قابل سزا ہو اور جسکا وہ ممالک محروسہ سرکار عالی میں مرتکب ہو مجموعہ مذکور کی رو سے قابل سزا ہوگا۔

استثنا مجرمین کو سزا دینے کا اختیار جو ہر ریاست کو حاصل ہے۔ ہرگز اون افعال پر حاوی نہیں ہو سکتا جنکا ارتکاب ملک غیر میں ہوا ہو۔ الّا اوس صورت میں کہ خود اوس ریاست کی رعایا نے اونکا ارتکاب کیا ہو

حدود بحری لـ | تمام جرائم جنکا ارتکاب بحر یا ید اکنار میں جہاز پر کیا جائے اوس ریاست کی حدود اراضی کے اندر سرزد ہونا سمجھا جائیگا جسکا جھنڈا رکھنے کا جہاز مذکور مستحق ہو۔ کیونکہ ایسا جہاز اوسی ملک کا ایک جزو سمجھا جاتا ہے۔

اس قسم کا اختیار اوس حالت میں بھی جہازوں کو حاصل ہے جبکہ وہ کسی بندرگاہ ملک غیر میں مقیم ہوں باوجود اسکے کہ ایسی صورت میں وہی اختیار اوس ریاست کی عدالتوں کو بھی حاصل ہو جسکے علاقہ

میں وہ بندرگاہ واقع ہو چنانچہ بردے قانون انگلستان ایکٹ مجریہ ۲۲ و ۲۱ جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریا اون جرائم کی پاداش میں جنکا ارتکاب رعایا ملک غیر کی جانب سے کسی بندرگاہ برطانیہ یا بحر محیط میں ساحل برطانیہ سے ایک بحری لیگ کے اندر کسی مقام پر ہوا ہے سزا دیجاتی ہے۔

جزو دوم (وہ فعل جو دوسرے ملک میں کیا جائے اوس پر قانون مذکور کا اثر نہیں پڑتا)۔

یہ اس اصلی **قاعدہ**[۱] یہ ہے کہ (فعل سرزد شدہ کی نوعیت اوس مقام کے قانون پر منحصر ہے جہاں وہ سرزد ہو) جس لحاظ سے یہ بھی **قاعدہ**[۲] ہے کہ (کوئی فعل ملک غیر میں جرم نہ ہو وہ ہر جگہ غیر قابل سزا ہے) مگر یہ قاعدہ بجز چند قیود کے تسلیم نہیں کیا جاتا مثلاً یہ ہرگز گوارا نہ کیا جائیگا کہ اگر کسی ملک کی رعایا ایک وحشیانہ علاقہ میں قتل عمد کا ارتکاب کرے جہاں کے قانون میں ایسے جرم کیلئے کوئی سزا مقرر نہ ہو تو خود اوسکے ملک میں بھی کوئی سزا نہ دیجائے۔ اس لئے اس قسم کے وحشیانہ قواعد کی پابندی سے باز رہنے کی غرض سے انگلستان اور فرانس نے وحشی اقوام کیساتھ اپنے تعلقات میں بہ پاداش اون جرائم کے جنکا ارتکاب اونکی رعایا کی جانب سے اقوام مذکور کے ممالک میں ہوا ہو خود اپنے ہی قانون کی رو سے سزا دینے کا حق محفوظ رکھا ہے جو مسئلہ دوم اصول تشخص میں داخل ہے۔

مسئلہ دوم تشخص[۳] **دفعہ ۳۵۶** دوسرا مسئلہ فوجداری یہ ہے کہ (کسی ریاست کا قانون فوجداری نہ صرف اون جرائم سے متعلق ہے جنکا ارتکاب وہاں ہوا ہو بلکہ اون جرائم سے بھی جنکا ارتکاب اوس ریاست کی رعایا نے ملک غیر میں کیا ہو)

توضیح۔ یہ مسئلہ اس خیال پر مبنی ہے کہ قوانین فوجداری شخصی قوانین ہیں جو ایک ریاست کی رعایا پر ایسے وجوبات قائم کرتے ہیں جنکی خلاف ورزی ریاست غیر کی حدود اراضی کے اندر بھی ہرگز جائز نہیں ہو سکتی۔

---

۱ ترجمہ اصول قانون سرٹننگن صفحہ (۲۲۰) ۲ ؍؍ صفحہ (۶۱۸) ۳ ؍؍ صفحہ (۶۱۰)

اس اصول کو فرانس اور انگلستان نے بھی تسلیم کیا ہے اور انگلستان کے ایک
ایکٹ میں ظاہر کیا گیا ہے کہ رعایائے برطانیہ قتل عمد یا قتل انسان مستلزم السزا اور شوہر یا زوجہ کے
جیتے جی دوسری شادی کرنے کے جرائم میں ماخوذ ہو سکتی ہے عام اس سے کہ ان جرائم کا ارتکاب
ممالک برطانیہ کے اندر ہوا ہو یا باہر اور انگلستان یا ائرلنڈ میں کسی جگہ جہاں وہ گرفتار کی جا
یا زیر حراست ہو اوسکے مقدمہ کی تجویز ہو سکتی ہے۔

واضعان قانون ہند نے بھی اس اصول کو ایک حد تک تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ رعایائے
برطانیہ اون جرائم کے بابتہ مستوجب سزا قرار دی گئی ہے جن کا ارتکاب برٹش انڈیا کی حدود
کے باہر ہوا ہو بشرطیکہ پولیٹکل ایجنٹ اوس ملک کا جہاں کہ اوس جرم کا سرزد ہونا بیان کیا گیا ہو
(اگر وہاں کوئی ایسا عہدہ دار ہو) اس امر کی تصدیق کرے کہ اوسکی رائے میں الزام کی تحقیقات
برٹش انڈیا میں ہونی چاہئے۔

قانون سرکار عالی | اسی اصول کے مد نظر مجموعہ تعزیرات ممالک محروسہ سرکار عالی نمبر (۵) ۱۳۲۴ ف
کے دفعہ (۳) میں حکم ہے کہ جن جرائم کا ارتکاب کسی ملازم سرکاری یا رعیت بندگان اعلیحضرت
نے بیرون ممالک محروسہ سرکار عالی کیا ہو یا جنکا ارتکاب کسی اور شخص نے بیرون ممالک محروسہ سرکار
عالی کیا ہو جنکی نسبت ممالک محروسہ سرکار عالی میں کسی قانون کی رو سے تحقیقات عمل میں آسکیگی
اسی لحاظ سے بروے قواعد تحویل ملزمین فیمابین ممالک محروسہ سرکار عالی و برٹش انڈیا بربناء
عہدنامہ جات برٹش انڈیا سے سرکار عالی میں اور سرکار عالی سے برٹش انڈیا میں بعد اطمینان
قانونی جو برٹش انڈیا کی کارروائی کا اطمینان ہوم سکریٹری سرکار عالی اور سرکار عالی کی کارروائی
اطمینان برٹش انڈیا کا پولیٹکل ایجنٹ یعنے رزیڈنٹ بہادر کرلیں گے جس کے بعد ملزمین تحویل
ہو سکتے ہیں۔ اسیطرح سپاہیان مفرور فوج ہند علاقہ برٹش انڈیا و سپاہیان مفرور فوج

علاقہ سرکار عالی کی بھی تحویل ہوسکتی ہے۔ ریاست نظام و ریاست میسور کے مابین بھی بروے زر ولیوشن سرکار
عالی مجریہ یوم سکریٹری نمبر (۱۴/۲) مورخہ ۹ ار بہمن ۱۳۱۷ف معاہدہ تحویل ملزمین قائم ہے۔ اسیطرح برودہ وغیرہ
دیگر ریاستہائے دیسی جنسے معاہدہ تحویل ہوا ہے ان کے سوائے دیگر دیسی ریاستوں کے بابتہ ذریعہ فرمان مبارک مورخہ
۱۵ ار رجب ۱۳۱۶ف یہ حکم شرف صدور لایا ہے کہ اگرچہ سرکار عالی اور دوسرے ریاستوں کے مابین تحویل
ملزمین کے متعلق کوئی معاہدہ نہیں ہے تاہم سرکار عالی نے ہمیشہ یہ تسلیم کیا ہے کہ مقدمات فوجداری میں اغراض
انصاف رسانی کے لئے یہ امر نہایت اہم ہے کہ جن اشخاص نے کسی دیسی ریاست میں جرائم کا ارتکاب کیا
ہو انکو اوس ریاست سے فرار ہوکر سزا سے بچنے نہ دینا چاہیئے بلکہ انکو بغرض تجویز و سزا اوس ریاست کے
تفویض کردینا چاہیئے جسکے قانون کی خلاف ورزی ہوئی ہو۔ ایسے مقدمات میں ضرور ہے کہ ریاست دیسی
کی درخواست بتوسط صاحب عالیشان بہادر وصول ہو ملزمین کی تحویل بموجب عہد نامہ بابتہ ۱۸۶۷ء مابین
سرکار عالی و سرکار عظمت مدار عمل میں آئے اور اوس دیسی ریاست کو سمجھ لینا چاہیئے کہ اگر اس قسم کی
درخواستیں سرکار عالی کے جانب سے ہوں تو اونھیں شرائط پر اونکی منظوری میں دیسی ریاست کو تامل
نہ ہوگا۔ **نوٹ** حسب بیان صدر جسطرح ملزمین تحویل ہوسکتے ہیں اوسیطرح مال مسروقہ وغیرہ کی بھی
تحویل ہوسکتی ہے۔[1]

مسئلہ سوم حفاظت جسم و جائداد[2]

دفعہ ۳۵۷ تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ (ہر ریاست کو یہ حق ہے کہ
اپنے آپ کو اور اپنی رعایا کو مضرت سے بچائے اسلئے اوسکو یہ استحقاق بھی حاصل ہے کہ اگر کوئی مضرت ہو تو
اوسکی پاداش میں سزا دے)

توضیح لیکن جرائم کی پاداش میں سزا دینے کا حق لازمی نتیجہ اوس حق کا نہیں ہے۔ جو ہر ریاست کو
اپنی رعایا کی حفاظت کے لئے حاصل ہے اور اگر حق آخر الذکر سے مستنبط ہوسکے تو بھی وہ اوس ریاست

---

[1] ملاحظہ ہو قواعد تحویل ملزمین مولفہ مالک شاہ دین شاہ صاحب باب چہارم

[2] ترجمہ اصول قانون سر ٹینگن صفحہ (۶۱۳) فقرہ (۲۷۹)

کے حق مقدم یعنی حق سزا دہی مجرمین کا محض معاون ہوگا جہاں اشخاص متضرر موجود ہوں۔

عملدرآمد جاریہ۔ یہ ہے کہ یہ اصول اون مقدمات تک محدود رہنا چاہئے جن میں اوس جرم سے جسکا ارتکاب اوسکی حدود و اراضی کے باہر ہوا ہو اوس ریاست کو نقصان پہونچے اور جس ریاست میں کہ اوسکا ارتکاب ہوا ہو اوسکے قانون فوجداری کی رو سے اوسکا کافی طور پر انسداد نہ ہو سکے۔

مسئلہ چہارم انسداد **دفعہ ۳۵۸** چوتھا اور آخری مسئلہ قانون فوجداری کے اوس عالمگیر تصور پر مبنی ہے جو یہ تسلیم کرتا ہے کہ (ایک واجب التعزیر جرم گو کسی مقام پر سرزد ہو مگر اوسکی حیثیت دہی ہے اسلئے قانون متعلقہ کا نشو نما اوس ریاست کی حدود و اراضی تک جہاں وہ جرم سرزد ہوا ہو محدود نہیں رہتا)

توضیح۔ بعض ممالک میں اسپر اسطرح عمل ہوتا ہے کہ اوس مقام کے عدالت میں چارہ جوئی کی جاتی ہے جہاں وہ ملزم گرفتار ہو۔ اس اصول کو سولھویں اور سترھویں صدیوں کے جرمن مقنن بہت پسند کرتے تھے لیکن اطالیہ کے لوگ اسکو نہیں مانتے تھے۔ اب صرف معدودے چند ریاستوں میں تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور وہاں بھی صرف چند اہم قیود کیساتھ۔ بعض ممالک میں اسکی تائید بربنائے مسئلہ انسداد کیجاتی ہے جسکے بموجب سزا دینے میں ریاست کی سوائے اس کے اور کوئی غرض نہیں ہوتی کہ اپنے لئے مضرت آئندہ سے جو مجرم کی نیت فاسد سے واقع ہو محفوظ رکھے۔ لیکن

عملدرآمد جاریہ۔ اب عموماً تسلیم کیا جاتا ہے کہ یہ مسئلہ صحیح نہیں ہے اور قانون فوجداری کو کل جرائم سے (خواہ وہ جرائم کسی شخص سے کسی جگہ سرزد ہوں) متعلق کرنے سے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ ریاستہائے غیر کے سفیروں کی مداخلت سے سیاست میں متواتر ہرج ہوتا رہیگا۔ اس لئے اس چوتھے مسئلہ کی نہ تو جرمنی کا مجموعۂ فوجداری بابتہ ۱۸۷۱ء تائید کرتا ہے اور نہ قانون انگلستان۔

ف ترجمۂ اصول قانون سرشنگن صفحہ (۱۴۲ تا ۱۴۶) فقرہ (۲۸۰)

باب سی و یکم

قانون بین الاقوام متعلقہ ریاست

تمہید[۱] **دفعہ ۳۵۹** اس باب میں اون قواعد کا ذکر کیا جائیگا جو ریاستوں کے تعلقات باہمی سے متعلق ہیں۔ جسب مفہوم قانون ریاست میں استفادۂ حقوق کی استعداد ویسی ہی موجود ہے جیسی کہ ایک شخص حقیقی میں۔ اور دوسری ریاستوں کے ساتھ اپنے معاملات خارجی میں اپنی حیثیت کا وہ پہلو ظاہر کرتی ہے جسے اوس کے قومی تشخص سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ہر ریاست ریاستوں کے عام خانوادہ کے ایک رکن ہونیکے لحاظ سے وہی قانونی حیثیت رکھتی ہے جو اوسی خانوادہ کے ہر دوسرے رکن کو حاصل ہے۔ اور اس مشترک حیثیت کی تعظیم کرنا جو کہ عام انسانیت پر مبنی ہے تمام ملاطفت ما بین الاقوام کی بنیاد ہے۔

حالات تاریخی **دفعہ ۳۶۰** اگر قانون بین الاقوام متعلقہ ریاست کی موجودہ مکمل حالت پر نظر ڈالی جائے تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ اوسکی پیدائش زمانہ حال کی ہے اور جب یورپ آزاد اور خود مختار ریاستوں میں منقسم ہوا تو یہ قانون قائم ہوا جبتک کہ روما کی حکومت قریب قریب تمام دنیا پر حاوی تھی وہ شرائط جو ایک مجموعہ قانون بین الاقوام متعلقہ ریاست کی ترتیب کے لئے ضروری ہیں غائب تھیں۔ کیونکہ اگر حکومت میں مکمل مساوات نہ ہو تو حقوق کی مساوات نہیں ہو سکتی اور جہاں یہ مساوات غائب ہوں وہاں قانون بین الاقوام متعلقہ ریاست کا اپنے اصل اصول کے مطابق موجود رہنا غیر ممکن ہے پس ایک قوم کا تمام دنیا پر حکومت کرنا اصولاً قانون بین الاقوام متعلقہ ریاست کی بنیاد کی عین منافی ہے لیکن اس قانون کے اصل بنیاد کا سراغ زمانہ سلف میں لگ سکتا ہے۔

---

[۱] ترجمہ اصول قانون سرٹننگن صفحہ (۶۵۶) فقرہ (۲۹۰) باب (۱۳)

(۱) سفراء کے خاص حقوق (۲) عہدنامہ جات کی توقیر
(۳) جو ریاستیں اثناء جنگ میں دونوں فریق میں سے کسیکے جانب نہ ہوں اونکے حقوق کی صیانت
(۴) ناکمل قواعد در باب جوائنٹ بلڈ ہین (۵) قیدیوں کیساتھ نرمی سے پیش آنیکا میلان
(۶) ممانعت تجارت در اثناء جنگ۔ ان سب امور کو زمانہ قدیم کی اقوام اوسیطرح تسلیم کرتی تھیں جیسا کہ زمانہ حال میں یورپ کی اقوام کرتی ہیں۔ تاہم کہنا چاہیئے کہ گویہ قواعد کل نوع انسان کے رواجات کی بنا پر جائز قرار دئے گئے تھے لیکن اون کی وقعت صرف اوس صورت میں کی جاتی تھی جبکہ وہ ذاتی غرور حرص اور خود غرضی کے مخل نہ تھے۔

زمانہ حال کا قانون بین الاقوام متعلقہ ریاست سائنس سے حاصل ہوا ہے جس نے دنیا کے مہذب حصے کے قانونی خیالات کو تساہل کی نیند سے بیدار کردیا ہے اس نے انسان کو انصاف کے خیالات کا قانون کے اصول میں منتقل کرنا سکھایا ہے اور بالآخر کامیابی کیساتھ اس اہم مسئلہ کو کہ (اعتقاد دینی نہ قانون کے وجوب کو مقرر کرتا ہے اور نہ اوسکو روکتا ہے) ثابت کردیا ہے لیکن سائنس محض ایک اوستاد ہے وہ سکھاتا ہے لیکن جو کچھ سکھاتا ہے اوسکی جبراً تعمیل نہیں کرا سکتا اسکے لئے عمل اور قوت انتظامی کی مدد کی ضرورت ہے پس سائنس بغیر عمل کے اوسیطرح بیکار ہے جیسا ایک نہایت ہی مکمل مجموعہ قوانین بغیر عدالتوں کے اسلئے قانون بین الاقوام متعلقہ ریاست کا نشو و نما صرف اوسوقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ سائنس کیساتھ عمل وابستہ ہو اور ریاستیں اپنے تعلقات باہمی میں ایک عام ملاطفت کے لحاظ سے بعض حقوق و فرائض باہمی کے پابند رہیں۔

لیکن عام علم اصول قانون کے تحصیل کنندہ کو قانون بین الاقوام متعلقہ ریاست کے اون اصول سے سروکار ہے جو تجربہ پر مبنی ہیں۔ اور جو موجودہ عمل سے اخذ کئے گئے ہیں نہ کہ اون اعلیٰ ترین اصول سے جو سائنس پر مبنی ہیں۔

ادن اشخاص کے خیالات کے بموجب جو علم تشریح کی تمام باریکیوں سے بخوبی واقف ہیں کسی قانون کو قانون اقوام کے نام سے تعبیر کرنا اسوجہ سے صحیح نہوگا کہ قانون سے مراد ایک ایسا حکم ہے جو ایک اعلیٰ حکومت انتظامی ارکان ماتحت کیلئے جاری کرتی ہے لیکن یہاں ہر ریاست باعتبار حکومت انتظامی دوسری ریاست کے ہم رتبہ ہوتی ہے گو اون دونوں کی قوت اور استطاعت میں بہت بڑا فرق ہی کیوں نہ ہو

پس قانون بین الاقوام متعلقہ ریاست میں طریق عمل کے چند قواعد داخل ہیں جنکو زمانۂ حال کے مہذب ریاستیں ایسے تصور کرتے ہیں کہ وہ اون کے تعلقات باہمی ہیں اوس زور کیساتھ اون پر واجب التعمیل ہیں جنکی نوعیت اور مقدار کا مقابلہ اوس زور کی نوعیت اور مقدار کیساتھ کیا جا سکتا ہے۔ جو ایک ایماندار شخص کو اپنے ملک کی قوانین کی تعمیل کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ اور ان قواعد کی نسبت ریاستیں یہ تصور کرتی ہیں کہ خلاف ورزی کی صورت میں مناسب تدبیر سے اون کی جبراً تعمیل کرائی جا سکتی ہے لیکن وجہ تحریک جو بالآخر ایسے قواعد کی تعمیل کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ عام دشمنی کے برپا کرنے کے خوف پر مشتمل ہے اور ایسے تمام قواعد کی غرض یہی ہوتی ہے کہ ریاستوں کا وجود مستحکم کیا جائے نہ کہ وہ معرض خطر میں ڈالا جائے اور اونکی آزادی کی حفاظت کیجائے نہ کہ اون کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کیا جائے۔ اسوجہ سے کہ قانون بین الاقوام متعلقہ ریاست کے اصل اصول ہیں سے یہ ایک اصول ہے کہ

مسئلہ کسی ریاست کو دوسری ریاست کے اندرونی انتظام میں دست اندازی کرنیکا حق نہیں ہے۔

گو یہ قاعدہ صدر عام طور پر تسلیم کیا جاتا ہے مگر اس میں چند مستثنیات داخل ہیں جو مفصلہ ذیل دو وجوہ میں سے کسی ایک پر مبنی ہیں۔ یعنے

استثناء اول یہ کہ بر بنا حفاظت ذاتی دست اندازی کی ضرورت ہو (ملاحظہ ہو دفعہ (۱۳۴) باب ہذا

" دوم۔ یہ کہ کسی سرکار کی جانب سے اپنی رعایا کے خلاف جرم سرزد ہونے کی وجہ سے ایک غیر معمولی حالت ظہور میں آئے۔

پس اس نہایت ہی محدود حق دست اندازی کی پابندی سے نہ صرف اوس صورت میں جائز ہوسکتا ہے جبکہ کوئی شدید اور لازمی ضرورت ہو۔ قانون بین الاقوام متعلقہ ریاست اثنائے صلح میں اقوام کے اختلاط باہمی کو اچھی حالت میں رکھنے اور اثنائے جنگ میں تمام تدابیر کو حسب اقتضائے اصول انسانیت عمل میں لانیکی کوشش کرتا ہے بغرض کہ تمام ریاستوں کیساتھ یکساں برتاؤ کرتا ہے۔ جملہ ریاستیں بڑی اور چھوٹی قوی یا ضعیف درجۂ مساوات پر رہتی ہیں۔

تعریفات

تعریف قوم۔ قول پروفیسر ہالینڈ[1]

دفعہ ۳۶۱ قوم بنی آدم کی ایک کثیر التعداد جماعت کا نام ہے جسے ایک مشترک زبان اور متماثل رسوم ورواجات وخیالات نے بالعموم ایک ہی مورث اعلیٰ ایک ہی مذہب اور ایک ہی تاریخی حالات کا حامل ہوں باہم مربوط کر رکھا ہو۔

تعریف ریاست۔ قول پروفیسر ہالینڈ[2]

دفعہ ۳۶۲ ریاست بنی آدم کے ایک بہت بڑے مجمع کو کہتے ہیں جو ایک ہی علاقہ میں سکونت پذیر ہو اور جس میں سے اکثر اشخاص یا ایک خاص درجہ کے اشخاص کی مشیت اون کے اقتدار وقوت کے باعث دوسرے اشخاص کی مشیت کے مقابلہ میں غالب رہتی ہے۔

فرق مابین قوم وریاست۔ قول سیونی[3]

دفعہ ۳۶۳ قوم ایک قدرتی اور ریاست اوسکے مقابلہ میں ایک مصنوعی نظام واحد ہے۔

اجزائے ریاست۔ قول پروفیسر ہالینڈ[4]

دفعہ ۳۶۴ ہر ایک ریاست دو اجزا میں منقسم ہوسکتی ہے۔ ان میں سے ایک کو حکومت اور دوسرے کو رعایا سے تعبیر کرسکتے ہیں۔

تعریف حکومت۔ قول آسٹن[5]

دفعہ ۳۶۵ وہ قوت جو ایک فرمانروا کو حاصل ہے کسی دوسرے معین بالادست انسانی طاقت کو حاصل نہیں بلکہ وہ خود ایسی معین بالادست طاقت ہے جسکے مطیع ومنقاد

---

[1] ترجمہ ہالینڈ جورس پروڈنس صفحہ (۴۶)، [2] رر صفحہ (۴۶)، [3] رر صفحہ (۴۷)، [4] رر صفحہ (۴۷)، [5] رر صفحہ (۴۹ و ۵۰)

عام طور پر وہ لوگ ہوتے ہیں جو رعایا کہلاتے ہیں۔

دفعہ ۳۶۶ حکومت کے اقسام۔ قول سر ڈنگین[1] موجودہ حکومتوں کے اقسام حسب ذیل تین ہیں

الف. **شخصی** . (ملاحظہ ہو توضیح الف)

ب. **جمہوری** (" " ب)

ج. **جابرانہ** (" " ج)

توضیح

الف حکومت شخصی۔ قول ارسطو[1] انسان فطرتاً ایک سیاسی ہستی ہے۔ اور اوسکے طبیعت کے میلان اور خوف و دہشت کیوجہ سے اوائل پیدائش میں اوسکو اپنے ابنائے جنس کی مدد اور صحبت کیضرورت ہوئی۔

قول سر ڈنگین[2] اس قول ارسطو کے باور کرنے کے لئے یہ وجوہ موجود ہیں کہ انسان کی طبیعت کے میلان کے یکساں ہونے کی وجہ سے تمام جماعت انتظامی کی اصل بنیاد قائم اور یہ اصلی تصور بہت ہی آہستہ آہستہ مختلف ممالک میں نشو نما پاتا گیا اور اسیطرح زمانہ حال کی مختلف اقوام کی بنا قائم ہوئی

گویا انسانی طبیعتوں کا وہ میلان تحفظ حقوق کی غرض سے قیام حکومت کی طرف راغب اور وہی میلان ایک قسم کا معاہدہ اطاعت معنوی تھا جس سے ابتداءً شخصی حکومتیں قائم ہوئیں۔

اور جملہ ریاستوں کی اصلی حیثیت موروثی تھی اور ریاست بادشاہ وقت سے جدا نہ تھی۔ عوام الناس[3] کے نسبت یہ تصور کیا جاتا تھا کہ اون پر محض محصول ادا کرنا اور جس وقت حکم ہو اوس وقت ملازمت فوجی میں داخل ہونا اور عہدہ داران ریاست کے حکم کی تعمیل کرنی واجب ہے اسی اصول کے مطابق بادشاہ ایک خانگی حیثیت کے شخص کیطرح اپنی زمین اور رعایا پر از روے حق مالکانہ چند حقوق استعمال کرتا تھا بعینہ اوسیطرح جیسا کہ ایک شخص اپنی جائداد استعمال کرتا ہے۔ فرانس کے بادشاہ لوئی چہاردہم کا یہ بیان کہ میں

[1] ترجمہ اصول قانون سر ڈنگین صفحہ (۶۳۰) [2] " صفحہ (۶۳۱) [3] " صفحہ (۶۲۴)

ریاست ہوں اوس سے اوسکا یہی مطلب نکلتا ہے۔ اور اوس زمانہ کے دوسرے بادشاہوں اور اون ریاستوں کے اعلیٰ احکام عدالت کا بھی جو ریاستہائے آزاد کہلاتی تھیں یہی خیال تھا۔ برعکس اسکے

ب حکومت جمہوری[۱] | اٹھارویں صدی عیسوی کے فلاسفہ نے ریاست کے متعلق ایک معاشرتی معاہدہ برقائم کیا تھا اور ریاست کے ارکین منفرد کے ایک ہی جماعت میں بالارادہ وہ شریک ہونے سے اون میں اس قسم کے معاہدہ معنوی کا ہونا قیاس کیا جاتا تھا۔ اس معاشرتی معاہدہ کے جن اصول پر جسقدر شدت کیساتھ یورپ میں مباحث رہے ہیں یا جسقدر جوش کیساتھ تعریف کیگئی ہے یا جس قدر زور کیساتھ نکتہ چینی و ملامت کیگئی ہے اوسکا تفصیلی اظہار اس کتاب میں بیضرورت ہے۔ بہرکیف بعض لوگ اسکو حقوق انسان کا اظہار و اثبات تصور کرتے ہیں۔ برخلاف اسکے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ صریح وجہ تحریک بغاوت کی ہے اور اون اصول کی بنیاد ہے جنکی تائید باغیوں اور مفسدہ پردازوں کے جانب سے ہوتی ہے۔ غرض کہ **روسو** جو پیشوائے آزادی کہلاتا ہے اوسی نے اپنی سحر بیانی سے حکومت جمہوری کی پیدائش کی بنیاد ڈالی حال میں اگر ایک سائنس داں کے خیالات کے پہلو سے ریاست کی موجودہ شکل پر جس نے نشو و نما پاکر ایک سیاسی نظام واحد کی صورت اختیار کر لی ہے نظر ڈالی جائے تو وہ شخص انسان کی شبیہ معلوم ہوتی ہے۔ ریاست کی عضوی ترکیب محض انسان کی عضوی ترکیب کا عکس یا اوسکی مثال ہے اس عضوی ترکیب میں جزو منفرد کل مجتمع میں ضم ہوکر غائب ہوجاتا ہے پس کل سب کچھ ہے اور جزو کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ **شیلینگ** کا یہ دعویٰ ہے کہ جسطرح انسان انفرادی اعتبار سے ریاست کے لئے ترکیب نہیں دیا گیا اوسطرح ریاست بھی انسان کیلئے انفرادی اعتبار سے ترکیب نہیں دی گئی ہے۔ لیکن دونوں بمنزلہ دو قالب و ایک جان کے ہیں۔ بلحاظ اس کے زمانہ حال میں حالت موروثی کے بجائے معاشرتی حالت قائم ہوئی ہے اور اب امور ریاست کے انصرام میں رعایائے ریاست کی شرکت اون کے حق خلقی کا ایک جزو بھی جاتی ہے۔

[۱] ترجمہ اصول قانون مسٹر شنگن صفحہ (۶۲۵)

[۲] ترجمہ اصول قانون مسٹر شنگن صفحہ [illegible]

(ج) حکومت جابرانہ | وہ حکومت ہے جو کسی دوسری ریاست کے حدود اراضی میں ذریعہ فتح یا اور طور پر داخل ہوکر بلا کسی استحقاق ذاتی کے غاصبانہ قبضہ اور بہ جبر حکومت قائم کیجائے۔

تعریف ریاست قول سر رٹنگن[1] | **دفعہ ۳۶۷** ریاست کیلئے کسی خاص قسم کی حکومت کی ضرورت نہیں خواہ حکومت شخصی ہو یا جمہوری۔ نائبانہ ہو یا مطلق جو کچھ کہ ضروری ہے وہ صرف یہ ہے کہ کسی خاص ملک میں لوگ بہ ہیئت مجموعی بطور ایک ترتیب یافتہ ریاست کے مستقل طور پر رہیں۔

تعریف حکومت اعلیٰ قول سر رٹنگن[2] | **دفعہ ۳۶۸** کسی ریاست کی حکومت اعلیٰ سے یہ مراد ہے کہ وہ کسی ریاست غیر کی تابع نہ ہو اور امور انتظامی میں اپنی مرضی کو بغیر کسی روک کے نافذ کر سکے۔ اور اپنی رعایا اور ملک کیلئے قانون وضع کرنے اور دوسری ریاستوں کے ساتھ اپنے تعلقات جاری رکھنے کیلئے قائم مقاموں کو مقرر کرنے اور بذات خود حکومت و انتظام کرنے کے حقوق حاصل رہیں۔

تعریف ریاستہای ماتحت قول سر رٹنگن[3] | **دفعہ ۳۶۹** کوئی ریاست اپنی رضامندی سے حقوق بمبینہ صدر دفعہ ۳۶۸ کے کسی جزو سے دست بردار ہوکر ایک زیادہ قوی ریاست کے زیر حکومت حالت ماتحتی قبول کرلے اور اوس کے زیر حفاظت آجائے تو ریاست اول الذکر ریاست ثانی الذکر کی ماتحت سمجھی جائے گی اور اوسکی قومی وملکی شان محدود اور ان حقوق کے مستحق سمجھے جانیکے دعوے سے محروم ہوجاتی ہے۔

تمثیلات

ہندوستان میں سلطنت افغانستان[4] کامل خودمختار ہے۔ اس کے بعد کا نمبر نیپال[5] کا ہے جو وہ بھی خودمختار ہے اسکے بعد ریاست حیدرآباد دکن و کشمیر و بڑودہ و میسور بروے عہدنامہ جات ریاستہاے ماتحت برٹش انڈیا[6] و نیم خودمختار تصور کی جاتی ہیں۔ اور اپنے ممالک کے اندرونی انتظامات اور وضع قوانین کا بھی کامل اختیار رکھتی ہیں۔

[1] ترجمہ اصول قانون سر رٹنگن صفحہ (۶۶۳) [2] صفحہ (۶۶۵) [3] صفحہ (۶۶۵) [4] صفحہ (۶۶۶) [5] صفحہ (۶۶۷) [6] صفحہ (۶۶۶)

جنگ کا اختیار قول سر ٹنگن

دفعہ ۳۷۰ صرف ریاستہائے خود مختار کو ایک دوسرے سے جنگ کرنے کا حق حاصل ہے ریاستہائے ماتحت کو یہ حق اس وجہ حاصل نہیں کہ اسکی حفاظت کی ذمہ دار وہ خود مختار حکومت اعلی ہے جسکی ماتحتی اس ریاست نے قبول فرمائی ہے۔

ریاستوں کا عروج وزوال قول پروفیسر ہالینڈ

دفعہ ۳۷۱ جیساکہ انسان کو بچپن جوانی پیری کے بعد موت ہے اوسیطرح ریاستوں کو بھی بچپن۔ جوانی۔ پیری کے بعد موت ہے۔

بچپن ریاست کی پیدائش وبچپن کا زمانہ وہ ہے جو ماتحتی سے نکلکر یا تہذیب وتمدن کے دائرہ میں آکر کامل خود مختاری حاصل کرے اور نشو نما پائے۔ جیسے جاپان اور ہندوستان ہیں فی زمانہ افغانستان۔

جوانی۔ تہذیب وتمدن وقوانین وتمامی انتظامات کا درجہ کمال کو پہونچنا اور اقوام وممالک ہائے دیگر ہیں پورے طور پر اثر ووقعت۔ بہر جوانی کا زمانہ ہے۔ اسکے بعد

پیری بمصداق ہر عروجے را زوالے۔ ہوس ملک گیری اور ٹیکسوں کی زیادتی جسکے لئے ظلم وتعدی۔ ملک کی وسعت وبد انتظامی سے زوال آغاز اور یہی زمانہ پیری کہا جاسکتا ہے۔

نوٹ۔ اس کے متعلق علامہ ابن خلدون نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں خوب تصویر کھینچی ہے۔

ریاستوں کی موت قول پروفیسر ہالینڈ

دفعہ ۳۷۲ ہر انسان جیساکہ بچپن یا جوانی یا عمر طبعی کو پہونچنے کے بعد داعی اجل کو لبیک کہتا ہے اوسیطرح ریاستوں کی بھی حالت ہے کسی ریاست کا وجود مٹنے کیلئے ریاست کی شخصیت اسکی طرز حکومت یا خاندان حکمراں کی تبدیلی۔ یا اوسکے ممالک محروسہ کی تقلیل یا توسیع سے متاثر نہیں ہوتی۔ بلکہ صرف اوس ریاست کے کسی دوسری ریاست میں ضم ہو جانے سے ہوتی ہے۔

تمثیلات

پولینڈ کی ریاست کو جب ہمسایہ طاقتوں نے آپس میں بانٹ لیا تو اوسکا خاتمہ ہوگیا جو حال اب حالیہ عالمگیر

جنگ یورپ میں ایک بہت بڑی زبردست حکومت روس کا ہوا۔

ریاست کے خاتمہ کی ایک اور مثال یہ بھی ہے کہ کسی قوم کا سیاسی شیرازہ بکھر جائے جیسا یہودیوں کی قوم کا حال ہوا۔

حقوق ریاستہائے خود مختار

دفعہ ۳۷۳ علم قانون بین الاقوام متعلقہ ریاست کے اصل دائرہ میں جو ابواب داخل ہیں اون پر باب ہذا کی اغراض کیلئے بلحاظ چار صورت ہائے مفصلہ ذیل غور کیا جا سکتا ہے۔

ابواب جو قانون بین الاقوام متعلقہ ریاست کے دائرہ میں داخل ہیں

(۱) **قواعد مساوات** یعنے وہ صفات یا حقوق جو ریاستوں کے وجود میں داخل ہیں اور بلحاظ اون کی حیثیت قومی و ملکی کے اون کو حاصل ہیں بشمول اون صفات یا حقوق کے جو حکومت اعلیٰ خود مختاری اور مساوات سے متعلق ہیں۔ اس کے متعلق ملاحظہ ہو دفعہ (۳۷۴) باب ہذا۔

(۲) **قواعد شان قومی و ملکی**۔ یعنے وہ حقوق جو ریاست کو مثل افراد یا اشخاص قانونی کے حاصل ہیں۔ ملاحظہ ہوں دفعہ (۳۷۵) و (۳۷۶) و (۳۷۷) باب ہذا

(۳) **قواعد چارہ جوئی** یعنے حق چارہ جوئی بابتہ خلاف ورزی حقوق قومی و ملکی۔

ملاحظہ ہوں دفعات از دفعہ (۳۷۸) تا دفعہ (۳۹۲) باب ہذا

(۴) **قواعد غیر جانب داری** ملاحظہ ہوں دفعات از دفعہ (۳۹۳) تا دفعہ (۴۰۲) باب ہذا

قواعد مساوات

حسب دفعہ (۳۷۳) باب ہذا

دفعہ ۳۷۴ باعتبار ایک ایسی ترکیب کے جسکو ایک قانونی حیثیت دیگی

حقوق مساوات ۵۲

ا۵ ترجمہ اصول قانون سر رٹنگن صفحہ (۶۶۲) ۵۲ ترجمہ اصول قانون سر رٹنگن صفحہ (۶۶۷) فقرہ (۲۹۲)

ہے۔ ہر ریاست ہر دوسری ریاست کیساتھ درجہ مساوات پر رہتی ہے۔ اور اپنی قومی و ملکی شان کی تسلیم کئے جانے کا ادعائے رو رکھتی ہے۔ تمام اہم تعلقات کے لحاظ سے اور بلحاظ حق روانگی و استقبال سفرا اور مراسم و آداب دربار میں اور عہد نامہ جات پر دستخط کرنے میں ہر ریاست کی حیثیت یکساں ہوتی ہے

توضیح۔ باب ہذا کے دفعہ (۳۶۰) کے استثناء اول میں یہ امر ظاہر کیا جا چکا ہے کہ ایک ریاست کی جانب سے دوسری ریاست کے اندرونی انتظام میں دست اندازی صرف بر بناء حفاظت ذاتی جائز ہے۔ اسی اصول حفاظت ذاتی پر وہ مسئلہ مبنی ہے۔ جو عام طور پر **تناسب طاقت** کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے

اس اصطلاح کے یہ معنے نہیں ہیں کہ ہر ریاست کو باعتبار حدود اراضی یا وسعت آبادی دوسری ریاست کے ساتھ بالکل مساوی درجہ پر رہنا چاہئے۔ نہ اسکا یہ مفہوم ہے کہ موجودہ ریاستیں ہمیشہ کیلئے ایک ہی حالت پر قائم رہیں۔ اگر ایسا ہو تو اندرونی نشو نما اور ترقی کے تمام قواعد کو نظر انداز کرنا ہوگا۔ بلکہ اس سے صرف یہ مطلب ہے کہ ان مختلف ریاستوں کا وجود جو باہم متصل ہوں بامن قائم رہے یا دوسرے الفاظ میں اس امر کا اطمینان ہو کہ ہر ریاست کا قومی وجود ریاستہائے درجہ اول کی سازش سے محفوظ رہے۔ اس تناسب طاقت کے قیام سے یورپ کے قانون بین الاقوام کا ایک مستقل جزو قرار پایا ہے اور یورپ کے امن کی امید صرف اسی سے برآسکتی ہے۔

تمثیل

الف۔ اسی اصول کے مد نظر مسیحی چار سلطنتوں کی مداخلت سے ۱۸۴۰ء میں سلطنت عثمانیہ ان ممالک کے چھوڑ دینے پر مجبور ہوئی جو اوس کے قبضہ میں تھے۔

ب۔ ۱۸۵۴ء میں فرانس اور انگلستان کی مداخلت نے سلطنت عثمانیہ کو روس کی سازشوں سے محفوظ رکھا۔

ج۔ ۱۸۹۷ء میں یورپ کے چھ بڑی سلطنتوں کی مداخلت سے ترکیوں کو اپنی ان فتوحات کا پورا

ثمرہ پانے سے باز رہنا پڑا جو انھوں نے یونانیوں پر حال کی تھیں اور ترکیوں کو محض اغراض لشکری کیلئے سمرنہ
یونان کی جدید تعمیر پر اور یونان سے ایک قلیل رقم بطور تاوان جنگ کے قبول کرنے پر مجبوراً قناعت کرنی پڑی
و حالیہ عالمگیر جنگ یورپ میں امریکہ کی مداخلت سے جرمن کو شکست کھا کر با مقابل جنگ
کا تاوان جنگ ادا کرنے کی شرط مجبوراً منظور کرنی پڑی۔

(۲) قواعد شان قومی و ملکی

حسب دفعہ (۳۷۳) باب ہذا

تبدیل طرز حکومت شان قومی و ملکی پر موثر نہیں ہوتی ہے	**دفعہ ۳۷۵** کسی ریاست کی قومی و ملکی حیثیت تغیر پذیر نہیں ہوتی۔ گو اوسکی طرز حکومت میں تبدیلی واقع ہو۔

لیکن آداب سلطنت کا یہ تقاضا ہے کہ طرز حکومت میں ایسے تبدل سے اون دوسری ریاستوں
کو اطلاع ہونی چاہیے جنکے ساتھ ریاست مذکور تعلقات قومی و ملکی رکھتی ہو۔

نتیجہ لازمی اوس حق خود مختاری کا جو ہر ریاست کو حاصل ہے یہ ہے کہ اوس ریاست کا والی
یا قائم مقام کسی دوسری ریاست کا محکوم نہ ہو۔ اگر وہ کسی ملک غیر میں چند روز کیلئے رہتا ہو تو اوسکا جسم
اور وہ مال جو وہ اپنے ہمراہ لایا ہو اوس ملک غیر کے قوانین کی تاثیر سے محفوظ رہیگا۔ یہ تحفظ اس مفروضہ پر
مبنی ہے کہ بادشاہ جو اپنے ہمراہیوں کے ساتھ ملک غیر میں سفر کرے اور سفرا اپنے ہمراہیوں اور خاندان
اور ملازمین کے اور جہاز ہائے جنگ گو فی الحقیقت کسی غیر ملک میں ہوں مگر ایسے سمجھے جاتے ہیں کہ گویا اوس سے
باہر ہیں پس ایسا شخص جو خارج از علاقہ حکومت ہو کسی ریاست غیر کی عدالتوں میں مستوجب نالش ہونے
یا محصول ادا کرنے کی تمام ذمہ داریوں سے بری ہوگا لیکن ساتھ ہی اسکے اوسپر لازم ہے کہ اون افعال سے
اجتناب کرے جو جماعت یا اوس ریاست کی حکومت کے امن کے مضر ہوں جہاں وہ سکونت عارضی
رکھتا ہو۔ مثلاً اگر ایسا شخص اپنے باغ میں چاند ماری کرے جس سے باہر کے اشخاص کو ضرر پہونچنے کا اندیشہ

ہویا آگ سلگائے جس سے اوس کی حدود کے باہر دوسروں کی جائداد کو نقصان پہونچنے کا خوف ہو تو اوسکے حقوق معدوم ہو جائیں گے اور یہ اس وسیع بنا پر مبنی ہے کہ جو تعظیم کہ ایک ریاست کی عظمت اور خود مختاری کیلئے لازمی ہے وہ اس شرط پر ہونی چاہئے کہ خود اوسکی حفاظت کیضروری احتیاط کیجائے۔

ریاست کا حق ملکیت ذاتی[۱]

دفعہ ۳۷۶ ریاست باعتبار ہونے ایک جماعت ترتیب یافتہ جسکو ایک شخص کی حیثیت عطا ہوگئی ہے دوسرے اشخاص غیر حقیقی یعنے اشخاص قانونی کی طرح چند حقوق رکھتی ہے مثلاً وہ اراضی اور دوسری جائداد بطور اپنی ذاتی ملکیت کے رکھ سکتی ہے اور کسی ریاست غیر یا خانگی حیثیت کے اشخاص کی داین بن سکتی ہے بلحاظ تعلق دوسری ریاستوں کے ایسی جائداد کی حیثیت وہی ہوتی ہے جو عام اشخاص کی جائداد کی ہوتی ہے یعنے اوسپر قبضہ بلا مداخلت اور تصرف کا پورا اختیار ہوتا ہے لیکن یہ حق متعلقہ جائداد ایک عام حق ہے جو اوسی حیثیت میں ریاست سے متعلق ہے اور والی کو بطور ایک ذاتی حق کے حاصل نہیں ہوتا جسکو وہ اپنی مرضی کے موافق فروخت کرسکے یا بدل سکے۔

(۱) حقوق بری

ملک کسطرح حاصل ہوسکتا ہے[۲]

خود ریاست بذریعہ خرید یا ہبہ یا بذریعہ فتح جو بلا تعرض تسلیم کیجائے اور بالآخر بطور ایک حق قدامت کے قائم ہو یا کسی ایسی اراضی پر قبضہ کرنے سے جو پہلے کسی دوسری ریاست کی حدود میں داخل نہ ہو ملک حاصل کرسکتی ہے۔

توضیحات۔ الف۔ اراضی میں جزائر[۳]۔ خاکنائے[۴]۔ راس[۵] بھی داخل ہیں۔

ب۔ اگر کسی ریاست کا دعویٰ محض اس بنا پر ہو کہ اوس نے اوس ملک کو دریافت کیا اور ایسے دعویٰ کیساتھ پولیٹیکل حقوق کا استعمال واقعی نہ ہو تو یہ دعویٰ زمانۂ حال میں اسقدر مہمل قرار دیا جاتا ہے کہ اوسکو عام طور پر تسلیم کرنا ممکن نہیں۔

---

[۱] ترجمہ اصول قانون سر ٹیگس صفحہ (۱۶۶) فقرہ (۲۹۴) [۲] ترجمہ اصول قانون سر ٹیگس صفحہ (۲۷۰)

(۲) حقوق بحری

بحر محیط[۱] | قدرتاً غیر قابل تصرف جداگانہ ہے اسوجہ سے یہ تصور کیا جاتا ہے کہ اوس پر سبکو دخل ہے پس بوجہ اسکے کہ اقوام کے حقوق بحر محیط پر یکساں ہیں۔ ہر قوم کے حقوق ماہی گیری میں مساوی ہیں چنانچہ بہت سے معاہدات درباب ماہی گیری برطانیہ کلاں اور دوسری اقوام کے درمیان موجود ہیں۔

(ملاحظہ ہو ایکٹ ۵۹ جلوس جارج سوم باب (۳۸) و انیسواں جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریہ ۳۵ و ۳۶ سنہ باب (۴۵) و ۵۵ و ۵۴ سنہ باب (۳۷) و ۵۶ سنہ باب (۱۷)

خلیج[۲] اور بحیرہ[۳] اور آبنائے[۴] | اُن ریاستوں کے حدود میں داخل ہوں گے جن کے ملک سے وہ راسیں جن کے درمیان خلیجیں وغیرہ واقع ہوں متعلق ہیں۔

دریائے قابل جہاز رانی | ایک دریائے قابل جہاز رانی دو ریاستوں کی حد فاصل ہو تو یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ دونوں کو اوسپر پورا دخل حاصل ہے اور خط جو اون دونوں ریاستوں کو جدا کرتا ہے دریائے مذکورہ کے بیچوں بیچ ہوگا۔ اِلّا اوس صورت میں کہ بوجہ دخل طویل یا معاہدہ فریقین عکس اسکے پایا جائے۔ در صورت ایک ایسے دریا کے جو ایک ریاست کی حدود سے نکلکر دوسری ریاست کے بحیرہ میں جا گرتا ہے۔ زمانۂ حال کی اقوام کا رواج اس قسم کے اکثر دریاؤں کی صورت میں جو اقوام عیسوی کے ملک میں بہتے ہیں عموماً اون اشخاص کو جو دریاؤں کے اوپر کیطرف رہتے ہیں بلا مزاحمت جہاز رانی کا حق عطا کرتا ہے۔

حق نیک نامی[۵] | **دفعہ ۳۷۷** قوم کو بھی مثل عام اشخاص کے اپنے ہمسایوں کے باہمی

---

[۱] بحر محیط یا بحر اعظم تری کا وہ بڑا حصہ ہے جو بر اعظم کے گرد واقع ہے [۲] پانی کا وہ حصہ جو خشکی میں دور تک چلا گیا ہو اور جس کے دونوں طرف خشکی ہو [۳] بحیلو۔ بحر اعظم کے چھوٹے چھوٹے حصے سمندر یا بحیرہ کہلاتے ہیں [۴] آبنائے۔ سمندر کا وہ تنگ حصہ ہے جو دو پانی کے بڑے حصوں کو جوڑتا ہے۔ لفظ آبنائے کے معنی تنگ کے ہیں۔ [۵] ترجمہ اصل قانون سر شیلٹن فقرہ (۶۷۲)

تعلقات بیرونی میں اپنی نیکنامی یا شہرت کی حفاظت کا عظم حق حاصل ہے۔ ایک قوم کی نیکنامی کا اثر اون معاملات پر جو اوس کے اور دوسری اقوام کے مابین ہوں جسقدر مترتب ہوتا ہے اوسکو مبالغہ نیسا نہ بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ یہ اثر اصلاح اور تہذیب کیساتھ بڑھتا جاتا ہے۔ گو **تیمور یا چنگیز خاں ہلاکو** جیسے ایک وحشی رئیس کو اس امر کی کچھ پروانہ ہو کہ اوسکے افعال کے بارہ میں اور بکی ملکوں کی کیا رائے ہے۔ اور جو دوسری ریاستوں کے سفیروں کے حقوق اور جملہ قوانین انسانیت کی خلاف ورزی اوسکی دانست میں ایک ایسا امر ہو جس سے محض اوسی کو سروکار ہے لیکن ایک مہذب قوم باقی تہذیب یافتہ دنیا کی عمدہ رائے کیطرف بے پروائی سے نہیں دیکھ سکتی۔ گو اوسکا میلان اس جانب ہو جو کہ بعید از قیاس ہے۔ یہی فرق ہے جو ایک کو قوموں کے باہمی معاملات کے احاطہ سے خارج کر دیتا ہے اور دوسرے کو اپنے ہمسایوں کی نگاہ میں معزز اور دوستی کے قابل بناتا ہے۔

قول واٹل | وہ قوم جسکی نیکنامی بخوبی قائم ہو چکی ہے اور بالخصوص وہ جسکی شان و شوکت نہایت موثر ہو اس قابل ہے کہ تمام بادشاہ اوسکی طرف رجوع ہوں۔ وہ اوسکی دوستی کے خواستگار ہونگے اور اوسے ناراض کرنے سے ڈریں گے۔ اوس کے رفیق اور جو لوگ کہ اس زمرہ میں داخل ہونا چاہیں اوسکے مہمات کی تائید کریں گے اور اوس کے بدنام کنندہ اپنی بدخواہی کے اظہار کی جرأت نہ کرینگے پس یہ ایک ایسا حق ہے جسکی بہت وقعت کیجاتی ہے اور جس قدر زیادہ اسکی قدر ہوگی اوسیقدر قوم کو اون تمام اسباب کو جن سے اوس کی شہرت کو ضرر پہونچنے یا دوسری مہذب اقوام کی ناخوشنودی کے مورد بننے کا احتمال ہو دور کرنے کا خیال رہیگا۔ پس یہی خیال نیکنامی ہے جو قانون بین الاقوام کی دیوار کا ایک عظیم الشان پشتیبان ہے جسکا توڑا جانا ہرگز بے اعتنائی سے نہیں دیکھا جاسکتا۔

(۳) قواعد چارہ جوئی

حسب دفعہ (۳۷۳) باب ہذا

حقوق چارہ جوئی[۱]

دفعہ ۳۷۸ حقوق چارہ جوئی جو ایک ریاست کو حقوق بالا (قواعد نمبر ۱ و ۲) میں سے کسی حق کی خلاف ورزی کے بابتہ حاصل ہیں اور اوس حق کی نوعیت اور وسعت کے لحاظ سے جسکی درحقیقت خلاف ورزی ہوئی بدلتے رہتے ہیں۔ اگر اوسکی شان کی توہین کی گئی ہو تو مناسب معذرت کافی تلافی ہوسکتی ہے اور اگر بلاوجہ جائداد چھین لیگئی ہو تو نہ صرف جائداد واپس کرنی پڑے گی بلکہ اسکے علاوہ اور معاوضہ بھی ادا کرنا ہوگا۔

طریقۂ چارہ کار[۲]

دفعہ ۳۷۹ جس صورت میں کہ وہ ریاست جس نے حقوق کی خلاف ورزی کی ہو حقوق چارہ جوئی کو بلا تعرض تسلیم نہ کرے تو ریاست متضرر دوسری تدابیر کے اختیار کرنے پر مجبور ہوتی ہے۔ اور برخلاف عام اشخاص کے جو اپنے حقوق کے نفاذ کیلئے عدالت میں رجوع ہوسکتے ہیں۔ ریاستہائے خودمختار کا کوئی قدرتی حاکم نہیں ہوتا اور تنازعات مابین اقوام کیلئے کوئی خاص عدالت نہ ہونے کیوجہ سے اون کو مجبوراً اپنے ہی مقدمات میں اپنی دادرسی کیلئے ججوں کی حیثیت اختیار کرنی پڑتی ہے۔ پس چارہ کار کے طریقے جو ریاستوں کو حاصل ہیں وہ انواع واقسام کے ہیں لیکن یہ سب جبر اور قوت انتظامی کے استعمال پر مبنی ہیں۔ وہ ایسی تدابیر ہوسکتی ہیں جو گو مبنی بر عداوت ہوں لیکن جنگ کی حد تک نہ پہونچی ہوں یا آخرکار حقیقی جنگ کی شکل اختیار کریں۔ اور ایسی صورتوں میں دادرسی کا یہی ایک ممکن طریقہ ہے۔

طریقہ چارہ کار کے اقسام قبل از جنگ[۳]

دفعہ ۳۸۰ مضرات اقوام کی تلافی کیلئے جو تدابیر بجز جنگ حقیقی کے اختیار کی جاسکتی ہیں۔ اون کی حسب ذیل چار قسمیں ہیں۔

۱؎ ترجمہ اصول قانون سر ہیٹنگس صفحہ (۶۷۳) فقرہ (۲۹۶) ۲؎ رر صفحہ (۶۷۴) فقرہ (۲۹۷) ۳؎ رر صفحہ (۶۷۵) فقرہ (۲۹۸)

الف توقیف یا بازداشت (ملاحظہ ہو دفعہ (۳۸۱) باب ہذا)

ب. مجاوبہ (" (۳۸۲) ")

ج. انتقام (" (۳۸۳) ")

د. ابلوقہ قبل از جنگ (" (۳۸۴) ")

الف. توقیف[1] دفعہ ۳۸۱ جہازہائے ریاست غیر کو یہ سمجھکر کہ اوس قوم کیساتھ جس کے وہ متعلق ہوں جنگ ہونے کا احتمال ہے کسی بندرگاہ میں روکا جاتا ہے۔ اگر اسکے بعد حقیقت میں جنگ ہو تو جہاز گرفتار کر لئے جاتے ہیں لیکن اگر صلح ہو تو واپس کئے جاتے ہیں۔ اور ایسی صورتوں میں قید و تا گرفتاری کی بابتہ معاوضہ بھی دینا پڑتا ہے۔ یہ ایک قسم انتقام کی ہے اور چونکہ اسکا وقوع بحالت امن ہوتا ہے۔ اسلئے وہ سرقہ بالجبر کے اسقدر مشابہ ہے کہ اوسکو جائز تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ اور بعض اوقات عہدنامہ جات میں یہ شرط داخل کیجاتی ہے کہ متعہدین کے درمیان اوسکا استعمال نہ کیا جائیگا جیسا کہ عہدنامہ مابین پرشیا و صوبہ جات متحدہ امریکہ مورخہ ۱۱ جولائی ۱۷۹۹ء کی شرط (۱۶) میں مرقوم ہے اس سے مختلف وہ صورت ہے جو اقوام کی بہبودی یا امن کیلئے اختیار کیجاتی ہے۔ یعنے رعایاء کے جہازہائے تجارتی کو اون ریاستوں کے قواعد کے موجب جنکے درمیان لڑائی ہو رہی ہو گرفتاری سے محفوظ رکھا جائیگا جسکو **توقیف بالمصلحت** کہتے ہیں۔

فیلیمور نے اپنی کتاب قانون بین الاقوام میں بیان کیا ہے کہ قومی آزادی کے عالمگیر اصول میں مداخلت صرف اوس صورت میں جائز رکھی جا سکتی ہے کہ جب کوئی ایسی صریح اور شدید ضرورت واقع ہو جو کہ ایک شخص کو اپنی جان کی حفاظت کیلئے اپنے ہمسایہ کے گھوڑے یا ہتیار کو چھین لینے پر مجبور کرے۔

ب مجاوبہ[2] دفعہ ۳۸۲ یہ ریاستہائے خودمختار کے مابین قصاص کے قدیم اصول کا

---

[1] ترجمہ اصول قانون سر ٹیننگن صفحہ (۶۷۵)

[2] ترجمہ اصول قانون سر ٹیننگن صفحہ (۶۷۷)

اطلاق ہے جسکی رو سے ایک ریاست دوسری ریاست کیساتھ یا انھیں حالات میں اوسکی رعایا کیساتھ خود اپنے مقرر کیئے ہوئے قاعدہ کے بموجب برتاؤ کرتی ہے۔ یہ تدبیر ایک حد تک (مثلاً) کی نسبت اظہار خفگی کی غرض سے اسقدر کام میں نہیں لائی جاتی جتنی کہ ایک قانون ملک غیر کو بلا لحاظ انصاف نفاذ دلانے کے لیے کام میں لائی جاتی ہے۔

مثال۔ اگر ریاست (الف) اپنے قانون موضوعہ میں ملکیوں کو دوسری ریاست کے قرضخواہوں کے مقابلہ میں ترجیح دے یا ریاست (الف) کا خزانہ محصول برمٹ رعایا ریاست (ب) کیلیئے علحدہ اور اون کے حق میں بالخصوص مضر ہو تو ایسی صورتوں میں یہ کہا جائیگا کہ ریاست (الف) نے اپنے حقوق کی ٹھیک حدود کے اندر عمل کیا لیکن جو ریاست اپنی حق تلفی سمجھے اوسے اختیار ہے کہ اوس ریاست کو واجبیت اور انصاف کے خیالات کیطرف رجوع کرنے کیلیئے وہی یا دوسری تدابیر جو اون کے مشابہ ہوں اختیار کرے۔

ج انتقام[1] **دفعہ ۳۸۳** یہ وہ تدابیر ہیں جو اس اصل پر مبنی ہیں کہ **اپنی مدد آپ کرو** اور اس غرض سے کام میں لائی جاتی ہیں کہ ریاست ضرر رساں کو اوس کے کسی فعل ناجائز کی ماہیت سے آگاہ کیا جائے اور اسیطرح اوسے دوسری ریاست کے اوس حق کے تسلیم کرنے پر جسکی خلاف ورزی ہوئی ہو اور فعل مرتکبہ کی تلافی کرنے پر مجبور کیا جائے۔ یہ تدابیر حسب ذیل عمل میں لائی جاسکتی ہیں۔

(۱) ریاست ضرر رساں یا اوس کی رعایا کی جائداد گرفت اور ضبط کی جائے۔ لیکن اکثر ریاست کی جائداد کی ضبطی مناسب خیال کیجاتی ہے۔

(۲) یا اوس کے ساتھ تعلقات تجارتی ملتوی رکھے جائیں۔

---

[1] ترجمہ اصول قانون سر رینگن صفحہ (۶۲۸)

(۳) یا اوس کی رعایا کا اخراج کیا جاوے ۔ یا بالآخر وہ اپنی آزادی ذاتی سے محروم رکھی جاوے ۔ لیکن **زمانہ حال** کی اقوام مہذب کے رواج کی رو سے ایسی تدابیر کو ریاست ضرر رسان کی بے جرم رعایا کی جائداد یا جان کے خلاف عمل میں لانا پسند نہیں کیا جاتا ۔ اور ایسی تدابیر بصرف بربنا شدید ضرورت یا کسی خاص صورت کو حالات کے لحاظ سے جائز سمجھی جاتی ہیں ۔ مثلاً

مثال ۔ جبکہ کوئی ریاست دوسری ریاست کے سفیر کو جسکی معرفت کوئی پیام بنام اوس کے بھیجا گیا ہو گرفتار کرکے روک رکھے ۔ پس

توضیح ۔ انتقام محض ایسی تدابیر ہے جسکے ذریعہ سے ایک ریاست ضرر رسان پر جس سے دوستانہ طور پر چارہ کار حاصل کرنا غیر ممکن ہو دباؤ ڈالا جاوے ۔

فرق مابین مجاوبہ و انتقام[۱]

دفعہ ۳۸۴

انتقام اور مجاوبہ میں یہ فرق ہے کہ انتقام کا جزو نفس الامری یہ ہے کہ دوسری قوم کی جائداد کی ضبطی یا رعایا کی گرفتاری بطور کفالت اوس وقت تک قائم رہے جبتک کہ ریاست ضرر رسان کیجانب سے کافی تلافی نہ ہو ۔ اور مجاوبہ میں وہ تمام تدابیر داخل ہیں جن سے دوسرے کو ایسا ضرر پہونچے جو اوس ضرر کے مشابہ اور مساوی ہو جو ہم کو اوس سے پہونچا ہو ۔

(البلوقہ قبل از جنگ[۲])

دفعہ ۳۸۵

دباؤ ڈالنے کا یہ ایک اور طریقہ ہے جو جنگ کی حد تک نہیں پہونچتا جسکا اثر یہ ہوتا ہے کہ ریاست ضرر رسان کے جہازوں کی آمد و رفت کی راہ بند کردیجاتی ہے ۔

مثال

البلوقہ لاپلاٹا ۱۸۴۵ء لغایت ۱۸۴۹ء میں فرانس و انگلستان کیجانب سے وقوع میں آیا تھا جسکو **لارڈ پامرسٹن** نے اول سے آخر تک ناجائز قرار دیا ہے ۔

| قول مشتبہ | اسکا اثر ان ریاستوں پر نہیں پڑتا جو مخالفین سے علٰحدہ ہوں ۔

---

[۱] ترجمہ اصول قانون سر ٹنگن صفحہ (۶۷۹)

[۲] ترجمہ اصول قانون سر ٹنگن صفحہ (۶۷۹)

قول سٹرہال | ایسے ابلوقہ سے جو اسطور پر محدود ہو۔ دھوکہ ہونے کا اندیشہ ہے۔ اور اگر اسطریقہ کو جاری رکھنا مقصود ہی ہو تو آمد و رفت کے ذریعہ کو بند کر دینے کا اختیار اور کم از کم عادل حلقی کی صورت میں جہازوں کو روک رکھنے کا اختیار مطلقاً ضروری ہے۔ اس لحاظ سے

قول سرٹنگن | ابلوقہ فی نفسہٖ منجملہ عوارض جنگ ہے اور بلحاظ اوسکی اصلیت کے اسطرح عمل میں نہیں لایا جا سکتا کہ اوسکا اثر صرف اون ریاستوں تک محدود ہو۔ جنپر ابلوقہ قائم کیا گیا ہو۔

جنگ حقیقی

جنگ حقیقی قول ٹنگن[۱] | **دفعہ ۳۸۶** جنگ حقیقی اعلیٰ ترین طریقہ تجویز حقوق کا ہے۔ اور نہایت موزوں طور پر (اقوام کا چارہ کار قانونی) سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اعلان جنگ | قبل اسکے کہ لڑائی شروع کیجائے ایک اعلان کا اجرا ضروری ہے جیسا کہ قانون مختص بالاشخاص میں نالش کیلئے ایک اطلاعنامہ کی ضرورت ہے لیکن

عملدرآمد جاریہ | انگلستان اور امریکہ کو مقنن اس رائے سے متفق نہیں ہیں اور اسبارہ میں مسٹر ہال کے اصول اور حال کے عملدرآمد کے لحاظ سے عام طور پر نتیجہ نکالتے ہیں کہ واقعات ما قبل پر بحیثیت مجموعی نظر ڈالنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس مصنوعی مسئلہ کو اختیار کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ قبل اسکے کہ جنگ شروع ہو دشمن کو اطلاع دینا لازم ہے۔ اس مسئلہ کے مطابق کبھی اسطریقہ پر عمل نہیں کیا گیا ہے جس سے کسی وقت اوسکی تعمیل لازمی قرار دیجا سکے۔

عملدرآمد انگلستان | انگلستان میں باضابطہ اظہار ایک اعلان کے ذریعہ سے کیا جاتا ہے۔ جو منجانب حکومت جاری ہوتا ہے اور شہر لنڈن میں مشتہر کیا جاتا ہے۔

آغاز جنگ کے اثرات سلبی[۲] | **دفعہ ۳۸۷** جنگ کے آغاز سے چند اثرات سلبی پیدا ہوتے ہیں۔

---

[۱] ترجمہ اصول قانون سرٹنگن صفحہ (۶۸۰)

[۲] ترجمہ اصول قانون سرٹنگن صفحہ (۶۸۲)

جن میں سے اولاً بعض معاہدات مثلاً عہد نامہ جات رابطہ واتحاد و عہد نامہ جات تجارت و عہد نامہ جات متعلقہ ڈاک اور اسی قسم کے عہد نامہ جات مابین ریاستہائے مبارز کی تنسیخ اور التوا۔ ثانیاً غیر ریاستہائے مبارز کی رعایا کے تمام غیر مخالفانہ تعلقات کی موقوفی لازم آتی ہے۔ چونکہ قاعدہ یہ ہے کہ (ریاست مخالف کی رعایا خود دشمن ہے) اس لئے از روئے منطق یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر بعد شروع ہونے جنگ کے وہ ریاست مبارز کے ملک میں پائی جائے تو خارج کر دیجا سکتی ہے یا اوس کے ساتھ بطور دشمن کے برتاؤ کیا جاسکتا ہے۔ لیکن

رواج زمانہ حال | زمانہ حال میں ایک ترحم آمیز رواج قائم ہوا ہے جسکی رو سے ایک ریاست مخالف کی رعایا کو بعد آغاز جنگ ایک مدت مقررہ تک تخلیہ یا بحالت نیک چلنی رہنے کی اجازت دیجاتی ہے

قواعد جنگ

دشمنوں کے جسم یا جائداد کے خلاف حق جبر و تعدی[1] | **دفعہ ۳۸۸** روز افزوں تہذیب کی برکتوں کے اثر سے دستورات جنگ میں بہت کچھ تبدیلی واقع ہوئی ہے اور دشمنوں کے جسم یا جائداد کے خلاف جبر و تعدی کے استعمال کے حق کے متعلق جو قیود ہیں وہ اوس قدر وسیع مفہوم میں نہیں سمجھی جاتی ہیں جتنی کہ زمانہ سابق میں سمجھی جاتی تھیں لیکن یہ امر کہ وہ ٹھیک قیود کیا ہیں صحیح طور پر نہیں بیان کیا جاسکتا بجز اسکے کہ اس عام مسئلہ اصولی کا حوالہ دیا جائے۔

مسئلہ (جبر جائز کی مقدار جنگ کی معقول ضروریات کے لحاظ سے معین ہوسکتی ہے)

توضیح۔ یہ قاعدہ اصولاً قطعی بیان کیا جاتا ہے۔ اس قید کے اندر جنگ کرنے والی ریاست کو جنگ کی عین غرض کے حصول کیلئے یعنے دشمن کو حتی المقدور بسرعت ممکنہ پامال کرنے کیلئے آزاد رہنے دینا چاہئے

قول وان مولٹکے[2] | اس اعلیٰ ترین غرض کے لحاظ سے تمام وسائل جائز ہیں بجز اون وسائل کے جو

۱؎ ترجمہ اصول قانون سر ہٹنگن صفحہ (۶۶۳) فقرہ (۳۰۱) ۲؎ ترجمہ اصول قانون سر ہٹنگن صفحہ (۶۶۴)

صریحاً بیجا قرار دئے گئے ہیں جنکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

امور ناجائز

الف۔ دفعتاً قتل کا ارتکاب کرنا   **ب**۔ زہر کا استعمال

ج۔ فضول خونریزی یا بیرحمی

جواز امور ناجائز | چونکہ حالت جنگ میں ضروریات وقت تمام لحاظات پر بجز اون کے جو ریاست کی حفاظت سے متعلق ہوں غالب آسکتی ہیں۔ اسلئے ایسی شدید ضرورت کے سامنے مقتضائے انسانیت کو بھی بالائے طاق رکھدیا جاتا ہے۔

قول گروشیس[1] | ایک خطرہ عام کی صورت میں اوس خطرہ پر توجہ نہ کرنا جو حد مناسب سے تجاوز کرے بے رحمی ہے اس لئے ممکن نہیں کہ ایسے صریح قواعد مقرر کئے جائیں جو تمام صورتوں میں بلالحاظ حالات خاص کے واجب التعمیل ہوں۔

قول سمرنگن | قاعدہ متذکرہ صدر میں ضرورت شدید کا تعین کرنا عملاً ریاستہائے مبارز کے اختیار میں اس حد تک ہے کہ بسا اوقات اوس میں اور سہولت میں تمیز کرنا غیر ممکن ہوتا ہے۔ اسیطرح چونکہ وہ فرائض جو جنگ کے مرسمہ دستورات کی رو سے عائد ہوتے ہیں تاوقتیکہ اون سے کوئی صریح وجوب قائم نہ ہوتا ہو طرفین سے یکساں متعلق ہیں۔ اسلئے اگر ایک جانب سے اون کی خلاف ورزی ہو تو دوسری جانب دیگر واجب التعمیل نہ رہینگے۔ اسوجہ سے تدابیر انتقام عمل میں لائی جاتی ہیں۔ یہ امر کہ ان تدابیر کو کس حد تک عمل میں لانا درست ہے۔ ایک شجاع اور شریف النفس قوم کی رائے پر چھوڑ دینا چاہئے جس سے ظاہر ہے کہ ایسے لوگ غیر مبازرین کے ساتھ بے رحمی سے پیش آنے یا کسی دوسرے قتل کا ارتکاب کرنے سے جو موجب بدنامی ہو فطرتاً باز رہینگے۔

---

[1] ترجمہ اصول قانون سمرنگن صفحہ (۶۵۵).

مثال

۱۸۷۰ء و ۱۸۷۱ء میں جبکہ اثناء جنگ مابین فرانس و جرمن میں چند جہاز ہائے انگلستان دریائے سین میں غرق کردے گئے تو پرنس بسمارک نے اس فعل کو بربناء ضرورت شدید جائز قرار دیا چنانچہ اس جرمن چانسلر نے ظاہر کیا ہے کہ جو کیفیت وصول ہوئی ہے اوس سے واضح ہے کہ ایک سنگین خطرہ قریب الوقوع تھا اور اوسکے رفع کرنے کیلئے کوئی دوسرا علاج نہ تھا پس یہ صورت ایک شدید ضرورت کی تھی جس سے اثناء صلح میں بھی جائداد غیر کا تصرف یا اتلاف بشرط ادائے معاوضہ جائز ہو سکتا ہے۔

قواعد جنگ کے اقسام

جنکو تمام مسیحی اقوام تسلیم کرتی ہیں

قواعد جنگ کے اقسام قول سر ٹنگین[۱]

دفعہ ۳۸۹ جنگ کے حسب ذیل تین[۲] اصل قواعد ہیں جن کو تمام مسیحی اقوام تسلیم کرتی ہیں۔

قاعدہ اول۔ یہ کہ مضرات کی چارہ جوئی نہ کہ فتح یا لوٹ جنگ کی جائز وجہ تحریک ہے۔

(ملاحظہ ہو دفعہ (۳۹۰) باب ہذا۔)

قاعدہ دوم۔ یہ کہ جنگ ریاستہائے مخالف کے درمیان مبارزین کیجانب سے کیا جاتا ہے اور غیر مبارزین کے مقابلہ میں نہیں کیا جاتا (ملاحظہ ہو دفعہ (۳۹۱) باب ہذا)

قاعدہ سوم نہایت ہی خفیف ضرر جو ضرورت جنگ کے لحاظ سے مناسب ہو پہونچانا چاہئے

(ملاحظہ ہو دفعہ (۳۹۲) باب ہذا)

قاعدہ اول

حسب دفعہ (۳۸۹) باب ہذا

---

[۱] ترجمہ اصول قانون سر ٹنگین صفحہ (۶۸۵)

مضرات کی چارہ جوئی کا وجہ تحریک جنگ ہونا	**دفعہ ۳۹۰** مضرات کی چارہ جوئی

وجہ تحریک جنگ ہو سکتی ہے نہ کہ فتح یا لوٹ وجہ تحریک جنگ قرار پائے۔ اسلئے بعد فتح لوٹ مار سے احتراز کیا جائے۔

قاعدہ دوم

حسب دفعہ (۳۸۹) باب ہذا

جنگ مبارزین سے ہے نہ کہ غیر مبارزین سے اسلئے غیر مبارزین سے اچھا سلوک کیا جانا[1]	**دفعہ ۳۹۱** در باب اوس سلوک کے جو غیر مبارزین کیساتھ کیا جانا چاہیے زمانہ حال کا

عام رواج اوس اصول پر منحصر ہے جیسے **پورٹیلیس** نے ظاہر اور ہٹلی رنڈ نے نہایت خوبی کیساتھ ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ جنگ اوس تعلق کو نہیں کہتے ہیں جو کہ اشخاص کے مابین ہو بلکہ یہ اوس تعلق کا نام ہے جو ریاستوں کے درمیان ہوتا ہے۔ اور جس میں اشخاص محض اتفاقی طور پر ایک دوسرے کے دشمن ہوتے ہیں نہ بحیثیت افراد اور نہ بحیثیت ارکان یا رعایائے ریاست بلکہ محض بطور اوس کے محافظین کے اس اصول سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ غیر مبارزین کو یعنے اون اشخاص کو جو لڑائی میں شریک نہ ہوں ایذا نہ پہونچانی چاہیے۔ اور اون کی جائداد منقولہ و غیر منقولہ کو نقصان سے محفوظ رہنے دینا چاہیے۔

قول ارلیٹن	سپاہیوں کو دشمن کے مال غنیمت سے مستفید ہونے دو نہ کہ اشخاص غیر متعلق کے

آنسوؤں سے۔ لیکن

استثناء

غیر مبارزین سے رسد کا مطالبہ جائز ہے[2]	(الف) چونکہ بسا اوقات حملہ آور کی رسد کا دار و مدار

[1] ترجمہ اصول قانون سرٹنگن صفحہ (۶۸۶)

[2] ترجمہ اصول قانون سرٹنگن صفحہ (۶۸۷)

لازمی طور پر دشمن کی ملک کی پیداوار پر ہوتا ہے اسلئے اوسکو اجازت ہے کہ وہ ایسی اشیاء کا مطالبہ کرے جو لوجی فوج کے تصرف یا استعمال عارضی کیلئے ضروری ہوں مثلاً آدمی اور جانور کیلئے خوراک ۔ کپڑے ۔ چھکڑے ۔ گھوڑے ۔ سامان ریلوے ۔ کشتی اور دوسرے ذرایع عبور و مرور کے اور بیگار خواہ مفت یا اجرت پر راستے بنانے اور چھکڑے ہانکنے اور دوسری ایسی ہی خدمات کیلئے مزدور ۔

(ب) (۱) اگرچہ کہ اصولاً لازمی جنگ ۔ جائداد خانگی کو نقصان پہونچایا جاتا ہے مگر بعض اوقات ایسی صورتیں پیدا ہوجاتی ہیں جنکی وجہ سے عام قاعدہ سے انحراف کرنا جائز متصور ہوسکتا ہے ۔ بلحاظ اس کے خانگی جائداد کی گرفت کا جو حق جنگ نے عطا کیا ہے اوسکے استعمال سے احتراز کرنیکا رواج صرف اسوقت تک جاری رہسکتا ہے جبتک کہ نہ صرف مالک اوس جائداد کے بلکہ وہ جماعت بھی جس سے کہ وہ متعلق ہوں تمام افعال مخالفانہ سے احتراز کرے ۔ | بعض صورتوں میں دشمن کیطرف کی جائداد خانگی کی گرفت بھی جائز ہے [۵۱]

(۲) گو فوجی تادیب و تربیت کتنی ہی سخت کیوں نہ ہو تاہم عملی طور پر یہ ثابت ہوچکا ہے کہ افسر فوج ایک سپاہی یا سپاہیوں کی جمعیت کو اشخاص غیر کی قیمتی اشیاء کو لوٹ لینے سے ہمیشہ روک نہیں سکتا ۔

(۳) خانگی جائداد کی گرفت اوس صورت میں بھی ہوسکتی ہے جبکہ وہ کسی دشمن کے جہاز پر لدی ہوئی ہو ۔

(ج) مال غنیمت

قانون روما [۵۲] | قانون روما کی رو سے بطور نتیجہ جنگ کے دشمن کی جائداد کی نسبت یہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ

---

[۵۱] ترجمہ اصول قانون سر ہنگس صفحہ (۶۸۷)

[۵۲] ترجمہ اصول قانون سر ہنگس صفحہ (۶۸۸)

کسی شخص کی جائداد نہیں ہے اسلیے وہ کسی پرند یا جانور وحشی کیطرح گرفت کیے جانے کے قابل تھی لیکن گیرندہ کو ایسی جائداد کی نسبت قانونی حق حاصل ہونے کیلیے ضرور تھا کہ وہ بار وفن کیمپ کی مستحکم حدود کے اندر گرفت کیجائے اسیطرح

حالیہ طرز عمل | زمانہ حال میں درباب اوس مال کے جو سمندر میں لوٹ لیا جائے عمل اسکے کہ گیرندہ کو استحقاق جائز حاصل ہو جہاز اور مال محمولہ جہاز یا وہ مال دشمن کا جو ایک غیر طرفدار جہاز پر پایا جائے ایک پرائز کورٹ[1] میں پیش ہو کر حسب ضابطہ لوٹ کا مال قرار دیا جانا چاہیے۔ تاوقتیکہ یہ یا اسی کے مشابہ کوئی دوسرا ضابطہ اختیار نکیا جائے وہ شخص جسکے قبضہ میں مال گرفت شدہ آئے اپنے استحقاق پر بالاستقلال اسطور پر بھروسہ نہیں کر سکتا کہ قانون بین الاقوام کے اصول کی تکمیل ہو

عدم استحقاق بوجہ عدم تکمیل ضابطہ | جسطرح ایک وحشی پرند یا وحشی جانور اوس شخص کے قبضہ سے جس نے اوسکو گرفتار کیا ہو بھاگ جائے تو اوسکا استحقاق معدوم ہو جاتا ہے اسیطرح خانگی جائداد منقولہ گرفت کیے جانے کی صورت میں اگر اوس کی تکمیل اوسطریقہ کے بموجب نہ ہوئی ہو جسکو ملل مہذب اقوام نے تسلیم کیا ہے تو گیرندہ کا استحقاق اسقدر مکمل طور پر قائم نہیں ہوتا کہ بعد میں اصل مالک کی جانب سے زائل نہ ہو سکے۔

مثال

برطانیہ کے ایک جہاز کو فرانسیسیوں نے لوٹ لیا اور بعد میں ایک رعیت برطانیہ نے اوسکو ایک فرنچ بیعنامہ کی رو سے خریدا۔ ایک نالش میں جو انگلستان میں دائر کیگئی یہ قرار پایا کہ جہاز ہنوز اوسی شخص کی ملک ہے جسکے قبضہ سے کہ وہ لوٹ لیا گیا تھا۔

---

[1] پرائز کورٹ وہ عدالت ہے جو ایام جنگ میں یا اوسوقت تک جبتک کہ اون نزاعوں کا تصفیہ نہ ہو جائے جو جنگ سے متعلق ہوں ایک خاص فرمان شاہی کی رو سے مقرر کیجاتی ہے۔ اس عدالت میں لوٹ کے مال وغیرہ کا تصفیہ کیا جاتا ہے۔

لارڈ ایلڈن کی تجویز	لارڈ ایلڈن نے تجویز کی کہ یہ ایک صاف قاعدہ قانون ہے کہ ایک رعیت

برطانیہ تجارتی نہیں ہے کہ ایک جہاز برطانیہ کو جسکو دشمن نے لوٹ لیا ہو خریدے۔ کیونکہ یہ عدم جواز اوسکے اس فرض پر مبنی ہے کہ دشمن کو مدد نہ دیجائے اس لئے باوجود اسکے کہ فرانس میں وہ جہاز لوٹ کا مال قرار پایا ہو اصل مالک کا حق ملکیت ساقط نہیں ہوا قطع نظر اس خاص اصول کے ایک ملک غیر کی پرائز کورٹ کی تجویز ایسے ہر امر کے متعلق قطعی ہے جو اوس عدالت کے اختیار سماعت میں ہو اور جو اوس تجویز کی بنا رہو اور جسکا فیصلہ میں صاف طور پر ذکر کیا گیا ہو

طریقہ انگلستان[1]	انگلستان میں لوٹ کے متعلق تمام معاملات میں اور ہر امر میں جو بعد لوٹ

کے واقع ہو اختیار سماعت صرف ہائیکورٹ کے صیغۂ ایڈمرلٹی کو خاص طور پر حاصل ہے۔ اور مرافعہ **پریوی کونسل** کی جوڈیشل کمیٹی میں ہوسکتا ہے۔ اس اختیار میں اقتدارات مندرجۂ ذیل بھی شامل ہیں۔

(۱) جو مال بطور مناسب لوٹ لیا گیا ہو۔ اوسکو جائز قرار دینا۔

(۲) جو مال بیجا طور پر لیا گیا ہو اوسکی واپسی کا حکم دینا اور ہرجہ دلانا۔

(۳) صدور ہائے خاص مندرجہ نیول پرائز ایکٹ مصدرہ ۱۸۶۴ء سنہ ۲۷ و ۲۸ جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریہ باب (۲۵) میں سزا دینا۔

قاعدۂ سوم

حسب دفعہ (۳۰۹) باب ہذا

دفعہ ۳۹۲	نہایت خفیف ضرر جو ضرورت جنگ کے لحاظ سے مناسب ہو پہنچایا جائے[2]

مسلح دشمن کو ہلاک اور مجروح کرنیکا حق جو عوارض جنگ کے تابع ہے اِس ترحم آمیز قید سے مشروط ہے

[1] ترجمہ اصول قانون سر ٹنگین صفحہ (۶۹۰)

[2] ترجمہ اصول قانون سر ٹنگین صفحہ (۶۹۱)

کہ وہ دشمن لڑائی جاری رکھنے کی قابلیت اور ارادہ رکھتے ہوں۔ پس عام طور پر یہ

قاعدۂ خاص

مقرر ہوا ہے کہ

بیمار و مجروح کو امان دینے سے انکار نہ ہو

ف ۱ ہر مبارز پر لازم ہے کہ جو دشمن اپنے زخموں یا مرض کے باعث جنگ میں شریک ہونے کے قابل نہ ہو اونکو امان دینے سے انکار نہ کرے اور نہ صرف اون اشخاص کو ہلاک کرنے سے باز رہے بلکہ

بیمار و مجروح کیساتھ نیک برتاؤ

ف ۲ اون کو طبی اور دوسری مدد پہونچائے جو اون حالات میں ممکن ہو

اسیران جنگ کے ساتھ نیک برتاؤ

ف ۳ ہر مبارز مجاز اسکا ہے کہ اون تمام اشخاص کو جو دشمن کی فوج سے ہوں اور لڑائی میں شریک رہیں جبکہ گرفتار یا تابع ہو جائیں اون کو اسیران جنگ بنائے اور اون پر صرف اوسیقدر مزاحمت روا رکھے جو اون کی حراست کے لئے ضروری ہو سکے مع ہذا

اسیران جنگ کو خوراک اور لباس ضروریہ بہم پہنچانا

ف ۴ اوس پر یہ بھی لازم ہے کہ اون کو خوراک اور لباس ضروری بہم پہونچائے۔ اور اوسکے معاوضہ میں وہ اون سے یہ توقع رکھ سکتا ہے کہ وہ ایسی خدمات انجام دیں جو اونکے درجہ اور حیثیت کے موزوں ہوں۔ لیکن

استثناء۔ (الف) ان خدمات میں دشمن کے مقابلہ میں جنگ کرنے میں شریک ہونا داخل نہیں ہے

(ب) اسیر جنگ جو فرار ہو جائے اوسکو پھر گرفتار کرنے کی کوشش میں مار ڈالنا جائز ہے لیکن

توضیح۔ پھر گرفتار ہونے کی صورت میں سزا جائز نہیں۔ چونکہ اسیر ہونا محض ایک ضمانت ہے اسلئے اگر وہ آزاد ہونے کا اقدام کرے تو یہ کوئی جرم نہیں ہے۔ اور ایسے اقدام کیلئے سزا لازم نہ ہونی چاہئے۔ گو ایسی حالت میں زیادہ سخت قید کی ضرورت ہو۔

تبادلہ اسیران جنگ

ف ۵ از روئے اقرار باہمی ریاستہائے مبارز کے مابین اسیران

[illegible] قدیم میں فدیہ طلب کرنیکا جو حق رائج تھا اوس کے بجائے اسی طریقہ [illegible] جاتا ہے۔

خلاف ورزی قواعد جنگ کی سزا

ف ۶ ریاست مبارزا اون تمام اشخاص کو جو جنگ کے مسلمہ قواعد کی صریح خلاف ورزی کے مجرم ہوں اوسوقت جبکہ وہ گرفتار ہو جائیں سزا دیسکتی ہے۔ جن جرائم کی تفصیل حسب ذیل ہے

(الف) وہ اشخاص جو غارت گری کرنے۔ یا

(ب) حالات معلوم کرنے کی نیت سے صلح کا جھنڈا استعمال کرنے۔ یا

(ج) دفعتاً اور خفیہ طور پر قتل کرنے۔ یا

(د) کنوؤں میں زہر ڈالنے کے۔ مجرم ثابت ہوں

قول جولیس سیزر[1]

مسئلہ (ہمکو اپنا بچاؤ رحم دلی اور فیاضی سے کرنا چاہئے)

توضیح مسلح دشمنوں کو مار ڈالنے اور مجروح کرنے اور قیدیوں کو ماخوذ اور بعد ہٗ گرفتار کرنے اور جو اشخاص جنگ کے مہذب طریقہ کے مسلمہ قواعد سے انحراف کریں اونکو سزا دینے کے حقوق ایسے ہیں جو ہماری حفاظت کیلئے مقصود ہیں لیکن اون کے استعمال کے وقت ہم کو لازم ہے کہ رحم دلی اور فیاضی کے اون اصول پر جن سے رحم دل اور مہذب انسان کی تمیز بے رحم اور غیر مہذب وحشی سے ہوتی ہے عمل کریں الغرض جنگ صلح کے منشاء سے ہونی چاہیئے۔ اسکے خلاف

حالیہ جنگ یورپ کا طرز عمل

زمانہ نے یہ ترقی معکوس حالیہ جنگ یورپ کی ایک زبردست مثال پیش کی ہے وہ یہ کہ اس قانون بین الاقوام کے تاریخی حالات مندرجہ دفعہ (۳۶۰) میں سر ڈبلیو ہٹینگن صاحب کا یہ مقولہ معزز ناظرین کے ملاحظہ سے گذر چکا ہے کہ "زمانہ حال کا قانون بین الاقوام متعلقہ ریاست سلطنت سے حاصل ہوا ہے جس نے دنیا کے مہذب حصہ کے قانونی خیالات کو تساہل کی نیند سے بیدار کردیا ہے"

---

[1] ترجمہ اصول قانون سر ہٹینگن صفحہ (۶۹۳)

لیکن افسوس ہے کہ اسی سائنس کی بدولت حالیہ جنگ یورپ میں جو ایجادات ہوئیں اور انکا استعمال
بجائے اسکے کہ انسان کی محافظت و ترقی کیلئے کیا جاتا نہایت بیرحمی سے انسانوں کو تباہ کیا گیا اور براعظم
یورپ کا بیشتر حصہ خون سے رنگا گیا ہے جس سے تمام دنیا واقف ہے۔

(۴) قواعد غیر جانبداری

حسب نمبر (۳۷۳) باب ہذا

تمہید۔ دفعہ ۳۹۳ غیر جانبداری بلحاظ اپنی حیثیت اور نوعیت کے بالخصوص زمانہ حال کے قانون بین الاقوام سے علاقہ رکھتی ہے۔ زمانہ قدیم میں چند ریاستوں کے درمیان جنگ ہونے کی حالت میں عموماً اون ریاستوں کے ساتھ بھی جنگ لازم آتی تھی جو اون کے ساتھ رابطہ اتحاد رکھتی تھیں اور چونکہ غیر طرفدار ریاستوں کی اغراض محض اسوجہ سے اہم نہیں سمجھی جاتی تھیں کہ دراصل ایسی غیر طرفدار ریاستوں کا وجود ہی نہ تھا جنگی اغراض کی محافظت ضروری ہوئی غیر جانبداری کا تصور رائج نہیں تھا۔ اس زمانہ میں جنگ کو صرف اون ریاستوں تک محدود کرنے کی طرف میلان رہتا ہے جو درحقیقت مصروف جنگ ہوں۔ دنیا کی معمولی حالت زمانہ سلف میں جنگ تھی اور اس زمانہ میں صلح ہے یہ تبدیل شدہ حالت اوس بڑی توجہ کی وجہ سے ہے جو ماہرین قوانین و حقوق اقوام کی جانب سے غیر طرفدار ریاستوں کے حقوق اور وجوبات کیطرف منعطف کیجاتی ہے۔

مدت غیر جانبداری۔ دفعہ ۳۹۴ اثناء صلح میں ایک قوم کیساتھ بہ نسبت دوسری قوم کے زیادہ رعایت ہوسکتی ہے۔ کیونکہ اس امر کی تجویز کرنے کا حق کہ ریاستہائے غیر کے باہمی اختلاط کی نوعیت اور مقدار کیا ہوگی اوس حکومت اعلیٰ کا حصہ ہے جو ہر ریاست خود مختار سے متعلق ہے لیکن جنگ میں کوئی درمیانی حالت مابین دوست اور دشمن کے نہیں ہے اسوجہ سے مدت غیر جانبداری آغاز جنگ سے شروع اور اختتام جنگ پر ختم ہوجاتی ہے۔

حقوق ریاستہائے غیر طرفدار

حقوق ریاستہائے غیر طرفدار | **دفعہ ۳۹۵** غیر جانبدار ریاستوں کے حقوق اس عام مسئلہ کی بنا پر تسلیم کئے گئے ہیں کہ

قول اگسٹائین | **مسئلہ**[1] (ایک اچھے ہمسایہ کا بحالت صلح رہنا اس سے زیادہ مسرت انگیز ہے کہ ایک خراب ہمسایہ کو جنگ میں مغلوب کیا جائے)

بلحاظ اس مسئلہ کے غیر جانب دار ریاستوں کے حقوق میں سب سے اہم حقوق حسب ذیل ہیں[2]

(الف) اس بات پر مصر ہونا کہ غیر طرفدار ریاست کا علاقہ جنگ کے اثرات سے محفوظ رہیگا۔ اور اس سے نہ تو کوئی ضرر پہونچایا جائیگا اور نہ اس کے حقوق حکومت میں دست اندازی کی جائے گی۔

(ب) اس بات کا دعویٰ کرنا کہ اثناء جنگ میں غیر جانب دار ریاست کے جھنڈے اور قائم مقام اور جائداد اور رعایا کا مبارزین کی جانب سے وہی لحاظ رکھا جائے جس کے کہ وہ اثناء صلح میں مستحق ہیں۔

وجوبات و فرائض ذمگی ریاستہائے غیر طرفدار

وجوبات و فرائض ذمگی ریاستہائے غیر طرفدار | **دفعہ ۳۹۶** غیر جانب دار ریاستوں پر وجوبات و فرائض اس عام مسئلہ کی بنا پر عائد کئے جاتے ہیں۔

قول اگاتھیاس | **مسئلہ**[3] (وہ شخص دشمن ہے جو وہ فعل کرتا ہے جو دشمن چاہتا ہے)

بلحاظ اس مسئلہ کے ان افعال مخالفانہ کی روک کیلئے ریاستہائے غیر طرفدار پر وجوبات یا فرائض عائد ہونے کی حسب ذیل دو صورتیں ہیں۔

(۱) متعلقہ افعال ریاست (ملاحظہ ہو دفعہ (۳۹۷) باب ہذا)

(۲) متعلقہ افعال تجارتی یا خانگی (” دفعہ (۳۹۸) ”)

[1] ترجمہ اصول قانون سر ٹننگن صفحہ (۷۰۳) [2] ” صفحہ (۶۹۲) [3] ” صفحہ (۶۹۹)

وجوبات و فرائض متعلقہ افعال ریاست حسب دفعہ (۳۹۶) ضمن (۱) باب ہذا

دفعہ ۳۹۷ ایک ریاست غیر طرفدار کے ذمہ جتنے وجوبات و فرائض جو عائد ہوتے ہیں۔ اگر اوس ریاست غیر طرفدار کی یہ خواہش ہو کہ اوس کے حقوق مندرجہ دفعہ (۳۹۵) باب ہذا کی تعظیم ریاستہائے مبارز کے جانب سے ہو تو اوس ریاست غیر طرفدار کو لازم ہے کہ خود اون وجوبات یا فرائض کی تعمیل ایمانداری سے کرے پس حقیقی غیر جانبداری کے اصل اصول حسب ذیل ہیں ؎

ف ۱ مبارزین میں سے ایک کیطرف بہ نسبت دوسرے کے زیادہ میلان نہ ہو بلکہ دونوں کیساتھ یکساں دوستانہ برتاو کیا جائے۔

ف ۲ ایک کو کوئی ایسا خاص استحقاق عطا نہ کیا جائے جو دوسرے کو نہ دیا گیا ہو۔

ف ۳ غیر جانب دار ریاست نہ تو تجویز ہوتی ہے نہ فریق اس لحاظ سے گو اوسکو مبارزین میں سے ایک کے دعوے کیطرف کتنی ہی دلسوزی کیوں نہ ہو اور دوسرے کے عمل کو کتنا ہی ناپسند کیوں نہ کرے تاہم اوسکو لازم ہے کہ دونوں کے ساتھ دوستانہ برتاو جاری رکھے۔

وجوبات و فرائض متعلقہ افعال تجارتی یا خانگی حسب دفعہ (۳۹۶) ضمن (۲) باب ہذا

دفعہ ۳۹۸ وجوبات و فرائض متعلقہ افعال تجارتی یا خانگی کے چار امور ذیل ہیں۔

الف وہ امور جنکی ذمہ دار ریاست نہیں بلکہ رعایا ہوگی (ملاحظہ ہو دفعہ (۳۹۹) باب ہذا)

ب وہ امور جنکی ذمہ دار ریاست و رعایا دونوں ہونگے (" دفعہ (۴۰۰) باب ہذا)

ج وہ امور جنکی بالعموم ذمہ دار ریاست ہوگی۔ (" دفعہ (۴۰۱) باب ہذا)

د وہ امور جنکی ذمہ دار نہ ریاست ہو سکتی ہے اور نہ رعایا (" دفعہ (۴۰۲) باب ہذا)

وہ امور جنکی ذمہ دار ریاست نہیں بلکہ رعایا ہوگی حسب دفعہ (۳۹۸) ضمن الف باب ہذا

دفعہ ۳۹۹ وجوب یا فرائض کی ذمہ داری کا معیار محض ریاست کی حکومت ارضی کی وسعت ہے یعنے اوسکی

حدود اراضی کے باہر اوسکی رعایا کے مخالفانہ افعال کی بابت اوسکی ذمہ داری معدوم ہوجاتی ہے۔ ایسی حالت میں رعایا بذات خود اون افعال کی بابت جنکا ارتکاب اوس نے ریاست مبارز کے خلاف کیا ہو ذمہ دار ہوتی ہے۔ اسیطرح

دفعہ ۴۰۰ — امور جنکی ذمہ دار ریاست و رعایا دونوں ہونگے حسب دفعہ (۳۹۸) ضمن (ب) ہذا

اگر ایک ریاست غیر طرفدار کی رعیت اور ریاست مبارز کے درمیان کوئی ایسی تجارت ہو جو لڑائی کرنے والے ملک کی حرکات کے مضر اسوجہ سے ہو کہ اوس سے دشمن کو اپنے فوری استعمال کیلئے اشیاء ضروری بہم پہونچتی ہیں یا وہ اوس دباؤ کو کالعدم کرتی ہے جو بذریعہ مزاحمت آمد و رفت جہازات ایک ملک پر ڈالا جاتا ہے تو یہ ایک ایسا امر ہے کہ اوسکا روکنا یا نہ روکنا فریق متضرر کی رائے پر چھوڑا جاتا ہے۔ یہ کام ریاست مبارز کا ہے کہ یہ تجویز کرے کہ آیا ریاست غیر طرفدار کی رعیت کا فعل تجارتی ایک ایسا فعل ہے کہ جس سے اوسکے حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ اور اگر وہ اپنے حقوق کی حد سے تجاوز کرے تو وہ اپنی بیجا مداخلت کیلئے نہ صرف اوس رعیت کی مواخذہ دار ہوگی بلکہ بدرجۂ آخر اوس قوم کی بھی جس سے کہ وہ رعیت متعلق ہو اور جو بابتہ اوس ضرر کے جو اوسکی رعایا کو پہونچایا گیا مناسب معاوضہ طلب کرسکتی ہے۔

توضیح ۔ ایک ریاست غیر طرفدار کی رعیت کے افعال مخالفانہ یا تجارتی کے بابتہ ریاست متضرر کو اپنی مرضی کے موافق عمل کرنے دینے میں خود اوس ریاست کی آسانی ہے کیونکہ یہ طریقہ جملہ فریقین کے حق میں نہایت ہی مفید ہے۔ اور اس سے قانون اقوام کی بڑی غرض یعنے (بے انصافی کو بغیر جنگ روکنا) حاصل ہوتی ہے

قول لارڈ بروہام — اگر ایک ریاست اپنی رعایا کے ہر فعل (جو بحر عمیق میں یا ریاست کی حدود اراضی کے سمندروں کے باہر کیئے جائیں) کی بابتہ ذمہ دار گردانی جائے اور ہر وقت جبکہ ایک مشتبہ جہاز تجارتی

---

[1] ترجمہ اصول قانون سر ڈنگن صفحہ (۶۹۷)

ریاست غیرطرفدار سے دشمن کی بندرگاہ میں داخل ہو بحث ہوتی رہے تو غیرجانب داری کا فوراً خاتمہ ہوجانا چاہئے۔ ورنہ ریاست مبارز اور ریاست غیرجانب دار دونوں کے معاملات رک جائیں۔ پس قول سر ٹننگن[1] سوائے اوس انتظام کے جبکی رواج موجودہ اجازت دیتا ہے اگر کوئی دوسرا انتظام جاری کیا جائیگا تو بے انتہا خفومتیں اور ہرج واقع ہوں گے۔ لیکن

دفعہ ۴۰۱ فرق مابین افعال ریاست وافعال رعایا حسب دفعہ (۳۹۸) ضمن (ج) باب ہذا

وہ امور جنگی پوری ذمہ دار ریاست ہوگی[2] تجارتی یا خانگی کو نظرانداز نہ کرنا چاہئے اور صرف اسی فرق کو ملحوظ رکھنے سے ذمہ داری ریاست کی حد ٹھیک طور پر قائم ہوسکتی ہے۔ **مثلاً**

(۱) اگر ایک ریاست غیرطرفدار اغراض مخالفانہ کے لئے قرض دے۔ یا

(۲) افواج بہم پہونچائے۔ یا (۳) بندرگاہ کھولدے۔ یا

(۴) ریاستہائے مبارز میں سے کسیکو اپنے ملک سے مدد لینے دے۔ تو

توضیح ۔ یہ کل افعال غیرطرفداری کے نقض کی حد تک پہنچیں گے۔ لیکن

دفعہ ۴۰۲ قانون مابین الاقوام کا یہ تقاضا نہیں وہ امور جنگی ذمہ دار نہ ریاست ہوسکتی ہے[2] رعایا حسب دفعہ (۳۹۸) ضمن (د) باب ہذا

ہے کہ غیرجانب داری کی جن حدود کے اندر ایک ریاست غیرطرفدار کو رہنا لازم ہے اونھیں حدود کے اندر وہ اپنی رعایا کو بھی رکھے۔ چنانچہ

ایک خانگی حیثیت کا شخص ایک ایسی ریاست کے دشمن کو جو خود اوسکے ملک کے ساتھ صلح کی حالت میں ہے

(۱) جنگ کی اغراض کیلئے قرض دیسکتا ہے۔ یا

(۲) ایسی اشیا فروخت کرسکتا ہے جو ممنوع ہوں۔ یا

(۳) بطور سپاہی کے اوسکی ملازمت میں داخل ہوسکتا ہے

---

[1] ترجمہ اصول قانون سر ٹننگن صفحہ ۶۹۸

[2] ترجمہ اصول قانون سر ٹننگن صفحہ ۷۰۰

جن افعال سے اوسکے ملک کی ریاست پر کوئی الزام عائد نہ ہوگا۔

توضیح۔ خانگی حیثیت کے اشخاص کے پیشوں کو اسوجہ سے روکنا کہ ممالک غیر و بعید میں جنگ ہو رہا ہے جس سے اون کی قوم کو کوئی سروکار نہیں ہے۔ اصولاً عبث اور عملاً محال ہوگا۔ پس قانون بین الاقوام ایسا کوئی حکم نہیں دیتا جس سے خانگی حیثیت کے اشخاص کا کاروبار درہم برہم ہو جائے۔ اور جو اصول کہ اب عموماً عملی طور پر تسلیم کیا جاتا ہے (گو اوسکو کبھی کبھی زیادہ تنگ حدود کے اندر مقید کرنے کی کوشش کیجاتی ہے) وہ یہ نہیں ہے کہ اون اشیاء کو فروخت کرنا جنکی تجارت اثناء جنگ میں ممنوع ہو غیر جانب داری کا نقض کرنا ہے بلکہ یہ ہے کہ جو اشخاص کہ ایسی تجارت میں شریک ہوں اون کے مال کی ضبطی کا احتمال ہوتا ہے اور وہ جنگ کے دوسرے خطروں میں مبتلا ہوتے ہیں

ضمیمہ

فہرست مسائل قانونی متعلقہ مجموعہ علم اصول قانون ہذا

نمبر	مسئلہ					
	قانوناً گو جائز ہو لیکن جسکو تمام دنیا نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے شاستر اوس سے مسرت اخروی حاصل نہ ہوگی اسلئے وہ اس قابل نہیں ہے کہ اختیار کیا جائے۔					
۷	کوئی بات خلاف مصلحت عامہ جائز نہیں سمجھا جا سکتا	۲۵	۰	۰	۰	۵۸
۸	نظائر سابق کا تعین بدرجہ آیات شاستر کا لحاظ کرنا چاہئے	〃	۰	۰	۰	۶۰
۹	رسم کے مقبول ہونے سے یہ مراد نہیں ہے کہ زمانہ حال کے خیالات کے لحاظ سے وہ واجبی یا غیر واجبی قرار دیجائے بلکہ یہ دیکھنا چاہئے کہ اوس پر متواتر عمل ہوتا رہا ہو وہ اخلاق کے اصل الاصول یا اوس ریاست کے قوانین کے خلاف نہ ہو جس میں کہ اوسکا موجود ہونا بیان کیا جائے۔	۲۸	۳	۲	۱	۶۵
	حق					
۱۰	ریاست کو یہ حق ہے کہ کوئی شخص اوسکے خلاف سازش نکرے	۵۷	۵	۳	۱	۹۳
۱۱	اپنی حفاظت آپ کرو	〃	〃	〃	〃	〃
۱۲	مجھے یہ حق ہے کہ میرا مال بحفاظت ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جائے۔	〃	〃	〃	〃	〃
۱۳	میں اس امر کا مستحق ہوں کہ ریاست سے یہ مطالبہ کروں کہ میری طرفدار ہوکر مجھے اوس نقصان کا تاوان دلائے جو اوسکی وجہ سے میرے مال کو پہونچا ہے۔	〃	〃	〃	〃	۹۴
	قرض					

۳۲	ریاست کی بہبودی اعلیٰ ترین قانون ہے ۔	۱۳۹	۱۱	۴	۲	۱۷۸
۳۳	کوئی شخص اپنی جائداد کو واجبی قیمت پر بھی فروخت کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا	״	״	״	״	۱۷۹
	قبضہ					
۳۴	جانوران وحشی کے قبضہ کیلئے ضرور ہے کہ اون کو پوری طرح بگیر گرفتار کیا جائے	۱۴۱	۱۲	״	״	۱۸۹
۳۵	قانون یہ فرض کرتا ہے کہ میرے مکان یا باغ کی ہر چیز میرے قبضہ میں ہے کیونکہ مجھکو اوسپر مکمل اور بلا شرکت غیرے اختیار حاصل ہے ۔	۱۴۳	״	״	״	۱۹۴
	ملکیت					
۳۶	تم اپنی جائداد کا استعمال اسطرح کرو کہ اوس سے تمہارے ہمسایہ کی جائداد کو نقصان نہ پہونچے ۔	۱۴۹ ۲۴۲	״ ۲۰	״ ״	״ ״	۲۰۰ ۴۰۶
۳۷	اپنی اراضی پر تعمیر کرنا جس سے دوسرے کو نقصان پہونچے جائز نہیں	۱۴۹	۱۲	۴	״	۲۰۰
۳۸	جو شے اراضی سے ملحق ہو وہ اوسی سے متعلق ہے ۔	۱۵۶	״	״	״	۲۱۶
۳۹	کوئی شخص اوس حق سے زیادہ منتقل نہیں کر سکتا جو خود اوسکو حاصل ہے	۱۵۷	״	״	״	۲۱۹
۴۰	جس شخص کو وقت کے لحاظ سے تقدیم حاصل ہو اوسکا دعویٰ قانوناً سب سے قوی ہے ۔	۱۵۸	״	״	״	۲۲۰
	سرویٹیوڈس حقوق قدامت بر ملکیت غیر					
۴۱	کسی شخص کو ایسی جائداد پر جسکا وہ خود مالک ہو سرویٹیوڈ حاصل نہیں ہو سکتا اور نہ ایک سرویٹیوڈ دوسرے سرویٹیوڈ کی بابتہ ہو سکتا ہے ۔	۱۶۷	״	״	״	۲۲۷
	ٹیکنگ (حق ترجیح)					
۴۲	جب انصاف دونوں جانب مساوی ہو تو قانون غالب آتا ہے اور	۱۸۳	״	״	״	۲۴۳

نمبر	مسئلہ					
۵۰	بار ثبوت ہر نالش یا دیگر کارروائی عدالتی میں اوس شخص پر ہوتا ہے جو طرفین سے مطلق شہادت کے نہ گذرنے کیصورت میں مقدمہ ہار جاوے	۲۲۳	۱۶	۴	۲	۲۹۸
۵۱	بار ثبوت نسبت ہر خاص واقعہ کے اوس شخص پر ہوتا ہے جو عدالت کو اوسکا وجود باور کرانا چاہتا ہو الا اوس حال میں کہ قانوناً حکم ہو کہ داخل کرنا اوس واقعہ کی ثبوت کا فلاں شخص کے ذمہ ہے۔	//	//	//	//	۲۹۹
۵۲	خاص قسم کے واقعات کیصورت میں عدالتیں ایک ایسا قیاس قائم کرینگی کہ جس سے یہ فرض کیا جائیگا کہ جب چند خاص واقعات ثابت ہو جائیں تو چند اور واقعات کافی طور پر ثابت ہو گئے۔	//	//	//	//	//
۵۳	شہادت زبانی بلا واسطہ ہونی چاہئے نہ کہ سنی سنائی	۲۲۳	۱۶	۴	۲	۳۰۰
۵۴	شہادت منقولی بابتہ مضامین مندرجہ دستاویز کے صرف اوس صورت میں ادا کی جاسکتی ہے جبکہ شہادت اصلی ہمدست نہوکے یا عدالت کے حکمنامہ کی رسائی سے باہر ہو۔	//	//	//	//	//
۵۵	شہادت صرف اون واقعات کی نسبت گذرنی چاہئے جن سے امور تنقیح طلب پر کچھ اثر ہو۔	//	//	//	//	۳۰۶
۵۶	صرف اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کی یعنے سب سے اچھی شہادت جو بہم پہنچ سکے داخل کرنی چاہئے۔	۲۲۳	//	//	//	۳۰۶
۵۷	سنے سنائے بیانات کوئی شہادت نہیں ہے۔	۲۲۳	//	//	//	۳۰۹
۵۸	برتاؤ سب سے بہتر مبین اشیاء کا ہے	//	//	//	//	//
۵۹	نسبت کسی پیشہ کے اوس پیشہ ور کی شہادت قابل اعتبار ہے	//	//	//	//	۳۰۷

مرحبہ

نمبر	مسئلہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
	اپیل کی ضرورت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔					
	ضابطہ فوجداری					
۸۲	مقدمات دیوانی میں بجانب مدعی اور مقدمات فوجداری میں بجانب ملزم تائید کی جائیگی اور ہر شبہ کا فائدہ ملزم کو دیا جائیگا۔	۳۴۷ ضمیمہ ۲۵	۳۸	۵	۲	۷۷۵
۸۳	عدالت اور پولیس کی اصل غرض واحد قیام امن و انسداد جرائم ہے مگر فروعات میں یہ اختلاف ہے کہ	"	"	"	"	"
۸۴	پولیس کی نظر میں ہر شخص گنہگار سمجھا جائیگا جب تک اوس کی صفائی نہ ہو برخلاف اسکے	"	"	"	"	"
۸۵	عدالت کی نظر میں ہر شخص بیگناہ ہے جبتک اوسکے خلاف کوئی امر ثابت نہو۔	"	"	"	"	"
۸۶	ایک بیگناہ سزا پانے کے بجائے سو گنہگار چھوٹ جانا بہتر ہے کیونکہ	"	"	"	"	"
۸۷	سزا اوروں کی عبرت کے لیے ہے نہ کہ تلافی کیلئے۔	"	"	"	"	"

قانون بین الاقوام متعلق رعایا

مسائل متعلق افعال ناجائز جن کو معاہدے سے تعلق نہیں

نمبر	مسئلہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۸۸	اختیار سماعت کلیتاً حدود اراضی سے متعلق ہے	۴۵۳	۳۰	۶	۲	۷۸۴
۸۹	تعمیل اوس شخص کے فیصلہ کی جس نے اپنے حدود اراضی کے باہر مقدمہ کی تجویز کی ہو۔ بغیر اٹھائے گئے نقصان کے نہیں کی جا سکتی۔	"	"	"	"	"